

مَطَالَعُ الْمَسْتَدَرِّجَاتِ

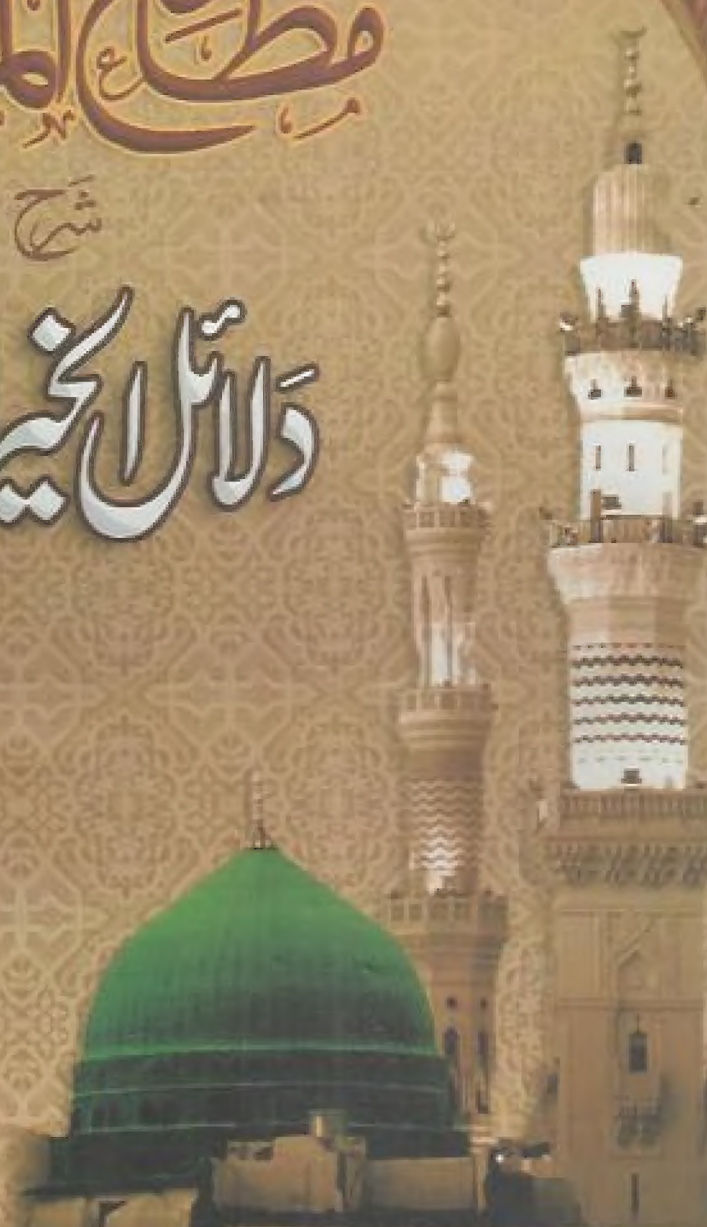
شرح

دلائل النجیرات

اردو ترجمہ

امام غلام محمد رحمانی قاسمی

شریف پبلشرز شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالکیم شریف



مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)
 جب ہر شخص نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔
 بہرچرخ نبوت پہ روشن درود گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مَطْلَعُ الْمَسْتَرَاتِ

شرح دلائل الخیرات

امام علامہ محمد مہدی قاسمی مدظلہ

مترجم

شرف المصنف شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرفی

نورِ یدِ ضوئِ یکتا کی شین

۱۔ گنج بخش روڈ - لاہور

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب	_____	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات
تصنیف	_____	قطب زمانہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ
ترجمہ	_____	حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ
تصحیح	_____	مولانا حافظ محمد شاہد اقبال
اشاعت بار اول	_____	ربیع الاول ۱۴۲۱ھ / جون ۲۰۰۰ء
اشاعت بار سوم	_____	جمادی الاول ۱۴۲۹ھ / جون ۲۰۰۸ء
اشاعت بار چہارم	_____	رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / اگست ۲۰۱۱ء
باہتمام	_____	سید محمد شجاعت رسول قادری
مطبع	_____	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	_____	1N0002
قیمت	_____	600 روپے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11- منج بخش روڈ لاہور

فون 37313885-37070663

Email: noorianizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ بغدادی جامع مسجد گلبرگ اے فیصل آباد

فون 041-2626046

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

مَوْلَانِي صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

عرض ناشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ ہر زمانے میں مسلمانوں نے عصری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے قرآن و سنت کے پیغام کو زیادہ افراد تک پہنچانے کے لئے اشاعت و تبلیغ کے جملہ وسائل کو استعمال کیا۔ کاغذ پر کتابت اور چھپائی سے پہلے چڑے اور کپڑے کو آیات قرآنی اور احادیث پاک کو محفوظ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ گو کہ یہ سب پیغام سینہ بہ سینہ منتقل ہو رہا تھا لیکن اسکے باوجود قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اسے تحریری شکل میں محفوظ کرنا ضروری سمجھا اور بعد میں آنے والوں کیلئے حفاظت و اشاعت دین کا ایک مثالی نمونہ پیش کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کاغذ پر کتابت کا آغاز ہوا تو مسلمانوں نے فوراً اس اہم ذریعے کو اختیار کیا۔ اور قرآن و سنت کے متن کے ساتھ ساتھ اسلامی علوم و فنون اور ان علوم پر اپنی تحقیقات کو کثرت کے ساتھ قلمبند کرنا شروع کر دیا۔ دورِ اول کے ائمہ و محبت دین اور اکابر علماء کے قلمی نسخے آج بھی محفوظ ہیں۔ اور پھر جب چھاپہ خانے (پرٹنگ پریس) قائم ہو گئے اور کتابوں کی طباعت ہونے لگی تو روشن خیال اور کشادہ قلب و ذہن کے مالک پرانے دور کے مسلمان اس نئی ایجاد کی طرف متوجہ ہوئے اور اس ایجاد کو بھرپور طریقے سے استعمال کرتے ہوئے دین کی نشر و اشاعت کا کام اور تیز کر دیا۔ اسلاف کے قلمی نسخے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پرنت ہو کر پورے عالم اسلام میں پہنچنے لگے۔ اور دنیا میں ہر جگہ موجود مسلمان اپنے اسلاف کی گراں قدر علمی کاوشوں کو حاصل کر کے اپنے فکری، علمی، تحقیقی، فقہی و اجتہادی ذوق کی تسکین کرتے رہے۔ اور یوں دین کا پیغام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے ہر خطے میں پہنچتا رہا۔ ان علماء و مفکرین کی بیش قدر کاوشیں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہیں جنہوں نے اسلامی علوم و فنون کے مراکز مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قاہرہ، بیروت، دمشق، بغداد وغیرہ سے نایاب اسلامی کتب حاصل کر کے دور افتادہ علاقوں میں انکی اشاعت کا اہتمام کیا۔

برصغیر پاک و ہند میں بہت سے علمائے کرام نے یہ اصول کر دار اول ان میں قبلہ والد گرامی علامہ سید زاہد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ آپ نے جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد میں محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ حاصل کرنے کے بعد پوری زندگی اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کر دی۔ دین کی تدریسی اور تبلیغی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ نے دین کی طباعتی اشاعت کی عصری ضرورت کو سمجھا اور اسے کما حقہ پورا کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے دارالعلوم نوریہ رضویہ کے قیام کے ساتھ ہی اسلامی کتب کی طباعت و اشاعت کا ادارہ ”مکتبہ نوریہ رضویہ“ بھی قائم فرمادیا۔ مکتبہ نوریہ رضویہ کے زیر اہتمام آپ نے ان عربی، فارسی و اردو کتب کی طباعت کا بیڑا اٹھایا جو خطرہ پاکستان میں نادر و نایاب ہو چکی تھیں اور علمی حلقوں میں جن کا نقشہ نام سننے کو ملتا تھا۔ اس ادارے کے زیر اہتمام پاکستان میں پہلی بار شائع ہونے والی

چند نایاب عربی کتب درج ذیل ہیں:

- 1- تفسیر الصاوی علی الجلالین امام الصاوی رحمۃ اللہ علیہ جلد 2
- 2- الحاوی للختاوی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد 2
- 3- انصاف الکبریٰ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد 2
- 4- تجلید اللہ علی العالمین امام محمد اسماعیل بھمانی رحمۃ اللہ علیہ جلد 1
- 5- مطالع المسرات امام مہدی القاسمی رحمۃ اللہ علیہ جلد 1
- 6- المدققتہ المدیہ امام عبدالغنی الزماہلی رحمۃ اللہ علیہ جلد 2
- 7- جلاء القہام علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جلد 1
- 8- شفاۃ السقام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ جلد 1
- 9- الوفا باحوال مصطفیٰ ﷺ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جلد 1

درج ذیل درسی کتب بھی پاکستان میں پہلی بار شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

- 1- البشیر اکمل شرح شرح مائتہ حافل اردو
- 2- البشیر الناجیہ شرح کافیہ اردو

قبلہ والد گرامی کے اس دینائے قافی سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی یہ ادارہ اشاعت دین کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے۔ نایاب عربی کتب شائع ہونے کے بعد اب ان کے تراجم کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی تاکہ ہمارے اسلاف کے اس علمی تحقیقی و روحانی فیض سے علماء و محققین کے علاوہ عوام الناس بھی مستفیض ہو سکیں۔ اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے آپ کے اس ادارے نے عربی کتب کے تراجم شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ الحمد للہ اس سلسلے کی پہلی دو کتب ترجمہ کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

- 1- مطالع المسرات مترجم: شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- 2- تجلید اللہ علی العالمین مترجم: علامہ پروفیسر محمد اعجاز خٹموند

ان میں سے پہلی کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں انہوں نے انتہائی محبت و خلوص، محنت شاقہ اور عرق ریزی کے ساتھ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے اور یہ ادارہ طباعت کی جملہ خوبیوں کے ساتھ ان تراجم کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ہم خدا کے حضور شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں اس کام کی توفیق بخشی اور دست بدعا ہیں کہ ہماری لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور اس دین شہین کی اشاعت و تبلیغ کا فریضہ بخوبی سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سید شجاعت رسول قادری

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	عرض ہائے	2	26	دروود پاک پڑھنے کی اہمیت	68
2	دلائل الخیرات اور صاحب دلائل الخیرات	28	27	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی	69
3	شرح دلائل الخیرات	40	28	محبوب خدا کی محبت واجب ہے	69
4	صلوٰۃ البیہر	47	29	حضور علیہ السلام انعامات الہیہ کا واسطہ ہیں	69
5	تعارف مترجم مطالعہ السرات	49	30	دروود پاک کے اثرات	70
6	کلمہ ابتدائے	52	31	دروود سمجھنے میں ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ ہے	70
7	سبب تالیف	52	32	دروود پاک کی دس کرامتیں	70
8	تذکرہ حضرت مصنف	53	33	دروود پاک سمجھنے کے فوائد و ثمرات	70
9	مریدین کی تعداد	53	34	لفظ دلیل کا معنی	72
10	بعد از وصال زندوں جیسا جہنم	54	35	خیرات کا معنی و مفہوم	72
11	ائمہ مصنفین کا معمول	55	36	رضائے الہی	73
12	بسم اللہ شریف سے ابتداء کا مقصد	55	37	سنت کسے کہتے ہیں؟	75
13	دروود پاک سے ابتداء کا مقصد	56	38	سنت کی پیروی کرنے والے	75
14	لفظ سید کی لغوی و صرفی تحقیق	57	39	محبت رسول، دین و ایمان کی بنیاد ہے	75
15	تسمیہ کے بعد حمد کے ذکر کرنے کی وجوہ	58	40	فصل کا معنی و مفہوم	77
16	حمد کی لغوی تحقیق	59	41	فضیلت کے درجات	78
17	ایمان تصدیق کا نام ہے	60	42	سب سے بڑا اعزاز	78
18	ایمان اور اسلام مفہوم کے اعتبار سے متعاضد ہیں	61	43	حضور علیہ السلام کا بلند مقام	79
19	تمام اہم امور سے پہلے درود پاک کا پڑھنا	62	44	صلوٰۃ کا معنی، مفہوم اور ائمہ کے نظریات	79
20	اوجان و احسان کا معنی	63	45	لفظ صلوٰۃ کس سے مشتق ہے؟	81
21	آل محمد میں کون کون شامل ہیں؟	64	46	صلوٰۃ کا ایک معنی محبت و میلان ہے	81
22	ہر متقی پر حیرت گار حضور کی آل ہے	64	47	صلوٰۃ کا امر و وجوب کے لئے ہے	82
23	کریم کا معنی	65	48	دروود شریف کے واجب ہونے میں 9 اقوال	82
24	علامات قرب	68	49	بعض مواقع میں درود بھیجنا مستحب ہے	83
25	لفظ رب کا اطلاق	68			

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
50	درود پاک عبادت، ثواب اور تعظیم کی نیت سے پڑھا جائے	84	73	اپنی ہر برہ کی وجہ تسمیہ	106
51	مسلم کے معنی	84	74	راہ جنت سے ہٹنے والا شخص	108
52	اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں درود بھیجنے والے پر	85	75	شے کے ترک پر وعید و جوب کی دلیل ہے	109
53	اسم محمد کی خصوصیات	86	76	درود پاک بھولنے کا مطلب؟	110
54	اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے	88	77	حضرت عبدالرحمن بن عوف کا نسب	110
55	اللہ تعالیٰ کی صلوة بعد سے کی تمام اطاعت پر	88	78	اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر	111
	بھاری ہے		79	درود پاک پڑھنے کا فائدہ	112
56	کثرت سے درود پاک پڑھنے والا مقام قرب میں	89	80	فرشتوں کے اوصاف	114
57	درود پاک پڑھنے کا عظیم فائدہ	90	81	فرشتوں کی پیدائش کا سبب؟	114
58	حطی کی علامت	91	82	حضرت جبریل علیہ السلام نمر حیات میں	
59	امت پر حضور علیہ السلام کے کن محنت		83	نحو طہ زن	115
60	جمعہ کے دن درود بھیجنے کی فضیلت	93	84	خوف خدا سے کانپنے والے فرشتے	115
61	جمعہ افضل ترین دن ہے	93	85	عرش مجید کی بناوٹ	117
62	جمعہ کی رات نور مکرم بطن سیدہ آمنت رضی اللہ عنہا میں منتقل ہوا		86	درود پاک پڑھنے والے کا اعزاز	119
63	درود پاک پڑھنے کے فضائل	95	87	ابلیس کا عقیدہ	119
64	دعا کے سیدہ مائتہ والے کے لئے شفاعت	96	88	گناہ کبیرہ کی معافی توبہ سے ہے	120
65	قیامت کی وجہ تسمیہ؟	99	89	خواتین احکام شریعہ کی دلیل نہیں ہوتیں	122
66	درود پاک لکھنے والے پر فرشتوں کی صلوة	101	90	نیکیاں کبار کے لئے کفارہ ہیں	122
67	دعا کے آداب	102	91	پل صراط کی مسافت؟	123
68	درود پاک کی ہر رکعت سے قبولیت دعا	102	92	درود شریف فوراً مان جائے گا	124
69	کوئی دعا قبول ہوتی ہے؟	103	93	عجیب واقعہ	124
70	دعا کا پندرہ درود پاک ہے	104	94	عبد کا معنی	126
71	درود شریف پل صراط کے لئے نور ہے	105	95	حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے	
72	اسی (۸۰) سال کے گناہوں کی معافی	105	96	بعض فضائل	129
				لام اعظم کی عظمت	129

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
97	حضرت علی مرتضیٰ کی روایت	130	121	کمال ایمان کے لئے کمال محبت شرط ہے	148
98	عرش کے پایوں کی تعداد؟	131	122	حضرت فاروق اعظم نے حقیقت حال بیان کی	149
99	اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشتاق	131	123	صدق کا معنی	149
100	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہے	132	124	صدق فی الایمان	150
101	دعا کی مقبولیت کی تین صورتیں	132	125	محبت ایک روحانی میلان ہے	150
102	درود پاک پڑھنے کی برکت سے غم دور کئے جائیں گے		126	اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات	151
103	اللہ تعالیٰ کی محبت رسول کریم کی اتباع میں ہے	133	127	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا اثر	151
104	درود پاک پڑھنے کی جگہ سے خوشبو اٹھتی ہے	133	128	ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی	152
105	روح پرور حکایت	134	129	تین خصائیں	154
106	مردار کی بدیہ	135	130	ایمان کی چاشنی	154
107	مکتوری کی خوشبو	135	131	اللہ تعالیٰ کی محبت اتباع رسول میں	155
108	لفظ عثمان کے معانی	135	132	خوشی کا معنی	155
109	فرشتے خوشبو سے معلوم کر لیتے ہیں	136	133	محبت کسب پور کوشش سے حاصل کی جاسکتی ہے	155
110	باب کا معنی	137	134	بڑا خطیب	156
111	اہل حق کا مذہب	139	135	صفاء و وفاء کا معنی	156
112	درود پاک حاجت روائی کے لئے اکسیر ہے	139	136	ہر متقی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل ہے	156
113	روضہ رسول کے سامنے درود پاک پڑھنے والا	140	137	اخلاص کا معنی	157
114	رزق کا معنی و مفہوم	140	138	ایمان کے اعتبار سے کون افضل ہے؟	159
115	ایک کاتب کی غش سے سبب	141	139	زبان نبوت سے آخری زمانہ میں آنے والے	
116	خواب میں صورت مزید دکھائی دیتی ہے	141	140	لوگوں کی تعریف	159
117	منام کا معنی	142	141	شوق کا معنی	160
118	حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم خاص	143	142	شوق محبت کا ایک زائد وصف ہے	160
119	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولایت و حکومت	146	143	حقی محبت کی علامت	160
120	مالِ جان اور اولاد سے بڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت	147	144	صدق اخلاص کا مطلب	161
			145	اہل محبت کا درود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا واسطہ سمیٹے ہیں	161
			147	فرشتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود پہنچاتے ہیں	162

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
201	نبیین کا معنی	168	163	اسماء حسنی	146
201	حاکم کا معنی	169	191	اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	147
	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امت کی	170	192	اسم گرامی "محمد"	148
202	عشق کا سبب ہیں		193	اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کے ایک ایک ہزار نام	149
202	آپ فی فضل پاک ہیں	171	193	لفظ حمد سے ماخوذ اسماء النبی	150
202	مطمئن کا معنی	172	194	اسم محمد کا کلمہ توحید میں ذکر	151
203	آپ سے زیادہ خوشبو والا کوئی نہیں	173	194	اسم محمد کا معنی	152
203	مرثیہ سے کستوری کی خوشبو	174	194	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حامد ہیں	153
203	حضرت ام ایمن نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا	175	194	اسم احمد کا معنی	154
203	دل مبارک پی لیا		195	اسم محمد میں لطیف اشارات	155
	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کپڑا	176		اللہ تعالیٰ حمید اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	156
203	مبارک میلاد ہمیں ہوتا تھا		195	محمود ہیں	
	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اولاد آدم	177		تورات میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	157
204	کے سردار ہیں		196	سلم کا نام مبارک	
204	سید کا معنی	178	196	وحید کا معنی	158
204	سید کسے کہتے ہیں؟ اور ائمہ کے ارشادات	179		اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے ذریعے کفر	159
204	لفظ سید کی تعریف میں آئمہ کے نظریات	180	196	منانے والا ہے	
204	انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	181	197	کفر کو مٹانے والے نبی	160
205	سلم کے جھنڈے تلے ہو گئے			قرب قیامت حضور علیہ السلام کا نور مبارک	161
	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو قرآنی نام	182	197	قبض کر لیا جائے گا	
206	نبی اور رسول میں فرق؟		198	حاضر کا معنی	162
206	حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں	183		قیامت کے دن لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ	163
207	قیم کے معانی	184	199	علیہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گئے	
208	جامع کا معنی	185	199	سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے نبی	164
209	حضور علیہ السلام پہلی شریعتوں سے واقف تھے	186	200	حضور علیہ السلام کا معزز ترین نام	165
	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ قرب	187	200	حضور علیہ السلام آخری حد تک ترقی فرماتے گئے	166
209	پر فائز ہیں		200	طہ کا معنی	167

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
188	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ غزوات میں شرکت کی	210	209	معلوم اور شہیر کا معنی	221
189	رسول الربانیہ کامل اور اکلیل کا معنی	210	210	شاہد اور شہید کا معنی	221
190	مذکورہ اور عزلی کا معنی	211	211	بشیر، مبشر، یزیر اور منذر کا معنی	223
191	عبید کا معنی	212	212	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں	223
192	حبیب اللہ کا معنی	213	213	سراج اور مصباح کا معنی	224
193	خلیل، حبیب میں فرق؟	213	214	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلوب تک پہنچانے والے	224
194	حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں	214	215	مصدقی کا معنی	225
195	نزول عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت کے معانی	215	216	(منیر) روشنی عطا کرنے والے	226
196	غنیم کا معنی	216	217	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور غنی رہا	226
197	خاتمیت میں فضیلت کی ایک اور وجہ	217	218	ہر شے سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی	227
198	نبی کا معنی	218	219	تمام اولین و آخرین کے نبی	228
199	مہج کا معنی	219	220	سالم نور کے مسافر	229
200	مذکر کا معنی	220	221	حبیب کا معنی	230
201	ناصر کا معنی	221	222	کباب کا معنی	230
202	حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نیاہ آخرت میں منظور ہیں	222	223	حلی کا معنی	230
203	رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب رحمت ہیں	223	224	خلو کا معنی	231
204	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیل توبہ کا دروازہ کھولا گیا	224	225	ولی کا معنی	231
205	رحمت اللہ علیہ کی حضرت توفیق ہے	225	226	نبوت و رسالت کا مفہوم	232
206	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کی توبہ رد نہیں فرماتے تھے	226	227	حق اور قوی کا معنی	233
207	ایک دن میں ستر مرتبہ سے زائد توبہ	227	228	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امین ہیں	234
208	حریص کا معنی	228	229	سب سے زیادہ عزت والے رسول	235
			230	تکین، متکین اور متین کا معنی	235
			231	موصول کا معنی	235
			232	وصول کا معنی	236
			233	ذو قوۃ ذو حرمۃ ذو مکابہ اور ذو عز کا معنی	236

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	شمار
248	صانع اور مصلح کا معنی	259	236	ابو فضل	234
249	جہنم کا معنی	260	237	مطالعہ مضامین کا معنی	235
249	صادق کا معنی	261	239	قدیم صدق کا معنی	236
250	مصدق کا معنی	262	239	رحمت کا معنی	237
250	آپ کا اسم گرامی صدق ہے	263		ہر بھائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی	238
250	تمام رسولوں کے سردار	264	239	برکت سے حاصل ہوتی ہے	
250	مستقین کے امام	265	240	بٹری کا معنی	239
252	قائد الفرائض کا معنی	266	240	غوث غریب اور غیاث کا معنی	240
252	رضی کے خصوصی دوست	267	241	نعت اللہ کا معنی	241
253	برہمیر و جد اور نصیح کا معنی	268	241	حدیث اللہ کا معنی	242
253	وسیل کا معنی	269	242	عروہ و عقی کا معنی	243
	توریت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات	270	242	صراط اللہ کا معنی	244
254	سلم کی صفات		243	صراط مستقیم کا معنی	245
254	حضور علیہ السلام متوکل ہیں	271	243	ذکر اللہ کا معنی	246
254	تفہیم کا معنی	272	243	سید اللہ اور حزب اللہ کا معنی	247
255	حقیق اور مرابیان رسول	273	243	ذکر اللہ کے ساتھ ذکر مصطفیٰ	248
	مرحمتیں کہا کر پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت	274	244	انجمن انصاف کا معنی	249
255	مقیم السیہ کا معنی	275	244	مصطفیٰ کا معنی	250
255	مقدس کا معنی	276	245	(حق بنیستی کا معنی)	251
256	روح القدس کا معنی	277	246	ان کا معنی	252
256	روح الحق کے معانی	278	246	ان کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی	253
257	روح السط کا معنی	279	247	خاص صفت ہے	
257	کاف کا معنی	280	247	عقد کا معنی	254
	اپنی کتاب کو چھوڑ کر دوسری کتاب کی طرف	281	247	ان کا معنی	255
257	جانا مگر ای ہے		248	ان کا معنی	256
258	مختف کا معنی	282	248	ان کا اہم حضور علیہ السلام کی کیفیت	257
				مختف اور شیعہ کا معنی	258

صفحہ	مضامین	صفحہ	تیمبر شمار
269	مخصوصہ بالاعزاز و مخصوصہ بالشراف	258	283
269	صاحب الوسیلہ		284
269	صاحب السیف	259	صیغہ ہے
270	صاحب الفضیلہ	260	285
270	صاحب الاذار	260	286
270	صاحب الجیہ	260	287
270	دلیل البورہان کا معنی	261	288
271	صاحب الرواد اور صاحب الدرر و الدررہ الرفیعہ کا معنی	261	289
271	سبکی اور نبی کے عمامہ میں پستیا	261	290
271	صاحب المغفر	262	291
271	صاحب اللواء	263	292
272	آپ کو معراج شریف سے عزت عطا فرمائی گئی	316	293
272	نمازوں کی فرضیت اور تخفیف کا واقعہ	317	263
275	صاحب التقیب	318	294
275	صاحب البراق	319	264
276	پشت پر دل کے مقابل مریوت	320	264
276	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مریوت کی حکمتیں	321	265
276	مریوت کی کیفیت	322	265
277	صاحب العلامہ	323	265
277	صاحب البرحان	324	265
277	صاحب البیان	325	266
278	فصح اللسان	326	268
278	مظہر الجمان	327	268
278	روافد و رحیم نبی	328	303
279	ان خیر	329	268
279	صحیح الاسلام	330	269
279			304
			283
			284
			285
			286
			287
			288
			289
			290
			291
			292
			293
			294
			295
			296
			297
			298
			299
			300
			301
			302
			303
			304

صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین
	355	روضہ اقدس کے سامنے سلام عرض کرنے کا طریقہ	279		سید انکوچین
292			279		عین النعیم عین الفرح
293	356	حضرت عروہ سات فتناء مدینہ میں سے ہیں	280		عین العز سعد اللہ اور سعد الحق
294	357	حضرت عروہ بن زبیر کا نسب شریف	280		خطیب الاحم اور علم اللہ کی
	358	حضرت ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھوں کے برابر دفن ہیں	280		کاشف الکرب کا معنی
294			281		رافع الرتب کا معنی
	359	حضرت عمر حضرت ابو بکر کے قدموں کے برابر دفن ہیں			نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عربوں کی عزت ہیں
294			282		صاحب الفرج
295	360	چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی	282		صاحب الدرر
	361	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے حالات	282		کریم الفرج
295			283		اسم جلالت "الملیم" مومنان کا جامع ہے
	362	ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	283		جہاد کا معنی
296			284		یا ابا الجلال والاكرام
297	363	خواب میں تین چاند دیکھنے کی تعبیر	284		مزارات مقدسہ
298	364	لفظ حجر بنی کی لغوی تحقیق	285		روضہ مبارک کی نئی تعمیر ۱۸۸۶ء میں
299	365	حضرت ابو بکر صدیق نے تعبیر بیان کی	288		مزارات مقدسہ کا نقشہ
299	366	تمام اہل زمین سے افضل حضرات			گنبد مبارک کے دروازے
301		پہلا حزب			مبارک کا معنی
302	367	کتاب کا مقصود اصل	289		حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبر کے ساتھی
303	368	درد پاک پڑھنے کا فائدہ			قیامت کے دن حضرت ابو بکر و عمر حضور علیہ السلام کے ساتھ اٹھیں گے
304	369	درد پاک پڑھنے کا بہترین طریقہ	290		حضرت ابو بکر صدیق کا نسب شریف
304	370	کوئی الفاظ سے درد پاک پڑھا جائے؟	290		حضور علیہ السلام کے وصال کے بارے میں مختلف اقوال
304	371	یار گاہ نبوی میں بیٹھ کر کیا پائے والا درد مقبول ہے	291		حضرت عمر فاروق کا نسب شریف
305	372	شید کا رو	292		روضہ مبارک میں قبور شریفہ کی ترتیب
	373	اسم جلالت الملیم سے جو ملائی جائے قبول ہوتی ہے			
306	374				
306	375	انواع مطهرات پر درد			

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
376	اوراد پر درود	307	400	الحج الاعلام اور نائزات کا معنی	322
377	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود	307	401	امین اور مامون کا معنی	323
378	تہنید کے بارے میں سوال کا جواب	307	402	علوم خداوندی کے خازن	323
379	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تہنید کی وجہ	308	403	عدن مقام برکت کا نام ہے	325
380	درود پاک پڑھنے کا طریقہ	309	404	مضامینات اخیر کا معنی	325
381	امامین کا معنی	310	405	مضامینات کا معنی	326
382	صلوٰۃ الاسلام پیش کرنے کا طریقہ	313	406	مطلوب اور عطاء کا معنی	326
383	چوتھا درود شریف	313	407	حصول ثور کی دعا	327
384	پانچواں درود شریف	314	408	بخت کا معنی	327
385	چھٹا درود شریف	314	409	گیارہواں درود شریف	328
386	خضر اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے دعا	314	410	ایک وسعدیک کا معنی	328
387	ہفتاواں درود شریف	315	411	لفظ صلوة کی تفسیر	329
388	درود پاک پڑھنے والے کے لئے حضور علیہ السلام کی شفاعت	315	412	البر کا معنی	329
389	سلطنت اور رحمت میں نحو یوں کا مذہب	316	413	القرین کا معنی	330
390	آنحواں درود پاک	317	414	شدائے کون ہیں؟	330
391	ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں	318	415	عالمین کون ہیں؟	330
392	ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی	318	416	تسبیح کا معنی تسبیح کی قسمیں	331
393	صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیتیں	318	417	درود شریف میں تعظیم کے الفاظ لانا	332
394	تواں درود شریف	319	418	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل نام	332
395	دسواں درود شریف	319	419	نبیوں اور فرشتوں کے رسول	333
396	نبیوں اور رسولوں کے خاتم	320	420	انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں	333
397	واضع کا معنی	320	421	ہر شئی تسبیح پڑھتی ہے	334
398	آواز اللہ کا معنی	321	422	بارہواں درود شریف	336
399	گمراہ اور جاہل دلوں کو ہدایت نصیب ہوئی	322	423	تسبیح کے امام	336
			424	غیبت کا معنی	337
			425	تیرھواں درود شریف	337
			426	آل پاک کی تعین میں اقوال	337

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
354	جنت میں دیدار کی اہمیت	337	معافی کی تعریف	437
354	جنت میں دیدار نبوی کی دعا	338	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے	438
355	تقبل کا معنی	338	کل اور البیت کون لوگ ہیں؟	439
355	شفاعت کا معنی		رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقرباء	440
356	انبیاء کرام علیہم السلام کی دعا	339	کی محبت	
	حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے	339	عصرت کا معنی	441
358	بالواسطہ کلام کیا	340	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار	442
358	روح اللہ کا معنی	340	اشیاء کا معنی	443
358	فضیلت کی اقسام اور اسباب		حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جمعیت میں	444
358	ولی کا معنی	341	تمام انبیاء پر صلوة	
359	انبیاء کرام علیہم السلام پر درود بھیجنا		انبیاء کرام صحابہ عقام اور اولیاء اللہ کے	445
	حضور علیہ السلام پر درود بھیجنے کا تمام مخلوق کے	341	لئے دعا کے مختلف الفاظ	
360	تعداد کے مدار	343	لام شافعی کے درود پاک کے پانچ جملے	446
361	اللہ تعالیٰ کے کلمات کی کوئی حد و انتہاء نہیں	345	خواب میں زیارت کے لئے درود شریف	447
361	چار بھاری کلمات	346	فرشتوں کو شفقت میں ڈالنا	448
362	حضور علیہ السلام کی عصرت	347	سوغا جتنیں پوری ہونے کا درود شریف	449
363	لفظ عباد کا استعمال مقام تعظیم و تکریم میں	348	اولیئین سے کون لوگ مراد ہیں؟	450
363	مطرت اور امطرت کا استعمال	349	ماء اعلیٰ کا معنی	441
363	مجازی نسبت	350	فضیلہ کا معنی	442
364	ارواح کا معنی		حضور علیہ السلام کی زیارت سب سے بڑی	443
365	اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہی ہیں	351	کہلاتی ہے	
366	تخصیص کے بعد تقسیم	351	جنت میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی دعا	444
367	والیل اور غل کا معنی	352	دین اور ملت میں فرق؟	445
	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درود پاک میں	352	حوض پر ایمان لانا واجب ہے	446
367	خاص طور پر ذکر		مشربہ رو یا سنا سنا صحتیہ اور لائیکر کا معنی	447
369	درود شریف کے دھندنا نکل جانے والی دعا	353	بلوغ کا معنی	448
370	دعا یہ کلمات کا معنی		حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تحیت	449
		353	اور سلام	

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
382	تین و شتر	501	370	سوال طلب کی ایک قسم ہے	475
383	علم کا معنی	502	370	تین خیر کے کئی معانی ہیں	476
384	علم کی نور کے ساتھ مشابہت	503	371	بھلائی کی دعا	477
دوسرا حزب			371	شر سے دوری کی دعا	478
			371	سب دعاؤں کی جامع دعا	479
386			371	رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے	480
387	حضرت شہداء بن اوس کی روایت کردہ دعا	504		جامع دعا کے الفاظ کی تحقیق	481
387	لفظ رحمت کے تین معانی	505	372	اللہ سے درخواست	482
388	تینہ کا معنی	506	372	خاص طریقے سے رزق کی فراہمی کا معنی	483
388	اللہ تعالیٰ کی چاند اور حفاظت کی دعا	507	374	زہد کا معنی	484
	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک پڑھنا	508	375	بیان کے معنی کی تین صورتیں	485
389	واجب ہے یا مستحب		375	شمع کا معنی	486
390	درود پاک کے واجب ہونے کی تصریح	509	376	غنا اور جنت کا معنی	487
	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حسی و معنوی نور	510	377	صل اور رضا کا معنی	488
390			377	حالت غضب میں توبہ اللہ صاف کی دعا	489
390	حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا واسطہ حقوق ہیں	511	377	تسلیم کا معنی	490
390			378	تقضاء اللہ تعالیٰ کا ازل ارادہ ہے	491
391	آپ کا نور تمام نوروں کی اصل ہے	512	378	ایک سوال کا جواب	492
391	شرح کا معنی	513	378	میانہ روی کی دعا	493
391	الاسرار کا معنی	514	379	فعل کا معنی کیا ہے ؟	494
392	اللہ تعالیٰ کی امداد آپ کے واسطے سے	515	389	کافروں کے ساتھ سختی شرعاً مطلوب ہے	495
	فل بیت چو نئی جیسی مخلوق کو بھی تکلیف نہیں دیتے	516	379	صدق کا معنی	496
392			379	جد اور عزل کا معنی	497
393	بحر کا مجازی معنی	517	379	ممنوع مزاج	498
394	کائنات کے دو نما	518	380	تین دنیاوی امور	499
395	بارگاہ رسالت میں سلام پہنچانے والا فرشتہ	519	380	گناہوں کی مغفرت کی دعا	500
396	حل اور حرم کی تحقیق	520	380		
396	مشرع حرام مزدلفہ کے پہاڑ کا نام ہے	521	382		

صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین
415	546	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی نام	396	522	مقام اور اہم مشہور پتھر ہے
415	547	صحابہ شامہ کا معنی	397	523	حضور علیہ السلام نام کا جواب دیتے ہیں
415	548	نامہ کا معنی		524	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں کے
	549	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیچھے والوں کو	397		سزا دیتے ہیں
419		دیکھتے تھے	397	525	ولی اور سید کا معنی
419	550	قیامت کے دن حضور علیہ السلام کی شفاعت	400	526	شہادت ملائکہ کی اقسام
419	551	بارگاہ خداوندی میں عاجزی و انکساری والے	402	527	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقسام
		صحابہ حر اوہو کا معنی	402	528	حضرت ابووفی کے لئے دعا کے نبوی
	552	انجیل میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	403	529	ایک مقبول دعا
420		کی عفت	404	530	امر اور نہی کی مراد میں اطفال
	553	نجیبہ اور عصباء حضور علیہ السلام کی اونٹنیوں	405	531	ملائکین کا مذہب
421		کے نام	406	532	غلاب میں امام شافعی کی زیارت
421	554	طہا کا معنی		533	حضرت ابوالحسن شافعی کو خواب میں رسول
422	555	طعام کی تسبیح	406		اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت
422	556	ابراہیم اور انگوڑوں نے تسبیح پڑھی	407	534	ذکر قلبی غفلت دور کرتا ہے
422	557	ستون حاتم نبی علیہ السلام کے فراق میں رویا	410	535	غروب شمس سے طلوع فجر تک کا وقت نفل ہے
423	558	ایک پرندے کی تکلیف رفع فرمائی	410	536	طلوع فجر سے غروب شمس تک کا وقت نفل ہے
424	559	تکڑیوں کا کلمہ پڑھنا	410	537	اتصال کا معنی
425	560	برائی نے حضور علیہ السلام کو دیکھنے پکارا	411	538	قبول کو دور فرمانے والے نبی
426	561	گوہنے رسالت کی گواہی دی		539	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دون
427	562	ہونٹ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تہنید کیا	412		کر دوڑائی دو دنیاوی نعمتیں
427	563	بارگاہ رسالت میں اونٹ کی شاکت	412	540	لوٹس کو شہ پر درود
428	564	انگلیوں سے پانی جاری ہوا	413	541	امام زین العابدین سے مروی درود شریف
428	565	انگلیوں سے جاری پانی کی قدر و منزلت	413	542	ملائک مشہور میں چند احتمالات
430	566	چاند اشارت سے دو ٹکڑے ہوا	414	543	فرشتے اپنے پر تھکا کر درود پیش کرتے ہیں
430	567	کسی اور نبی سے شوق قمر کا مجرور و مہم نہیں ہوا	415	544	نبرد کا معنی
431	568	شق القمر کا مجرور ہجرت سے پانچ سال پہلے		545	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے
			415		زیادہ تھی ہیں

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
444	درد و شریف ہمت کی نعمتوں میں سے ہے	590	431	فرشتوں کی طرف مبعوث رسول	569
446	آپ کا اسم گرامی روحانی لذت کا باعث ہے	591	432	فرشتے کا فرمانی نہیں کرتے	570
446	صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا اجر	592	432	ساقی کوثر	571
448	اللہ تعالیٰ کی صفت عظیم	593		لواء الحمد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے	572
449	عالمین عرش آسمان فرشتے ہیں	594	433	پاتھو میں	
449	جہنم لو لانا بد آگناہ ہے	595	433	فرائض و رسالت کی انجام دہی	573
450	مومن کے چار دشمن	596		تبیخ رسالت کے دوران سب سے زیادہ	574
451	تیسرا حزب		434	تکالیف	
	خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت	597	434	خاتم کا معنی	575
452	شفاعت کا سبب ہے		434	مصطفیٰ کا معنی	576
452	خواب میں زیارت کے لئے درد و شریف	598	435	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقسیم	577
457	درد و شفاعت	599		فرمانے والے ہیں	
457	تابع کا معنی	600		آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی	578
458	اولو العزم و رسل چار ہیں	601	436	دیکھتے ہیں	
458	بعض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء	602	437	اعلان نبوت سے پہلے کے خوارق	579
459	انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد	603	438	ذات نصر کا خواب	580
461	طرز کا معنی	604	438	سودا بن کا خواب اور صلح کا جن کی تعمیر	581
461	قزائن رحمۃ کا معنی	605	438	(حاشیہ)	582
462	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم بالا	606	439	مہاجر کا معنی	583
462	اشخاص میں واسطہ ہیں		440	نہ معترف ہیں ایک پھر حضور علیہ السلام کو	584
462	اللہ تعالیٰ کی توحید سے اظہار و زبانی	607	441	سلام کرتے تھے	
462	والے			خروج و ہجر صرف نبی کو محدود کرتے ہیں	585
463	سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کائنات کی	608	441	درخت زلفی چھو تا وہ اللہ مت اقدس میں	586
463	روح ہیں		442	حاشیہ	
464	حدیث چار اور تخلیق دنیا	609	442	تیمبروں کے تین سو پورے	587
466	لئے مبین کا الحاق	610	442	فحش کلامی - منہ زبانی	588
			444	لہذا موعود کے چند منہ ب	589

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
486	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا ہوئی	634		خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و	634
487	کوثر کے معانی	635	466	اسم کی زیادت اور سوال	635
487	شجاعت کے ساتھ تقویت	636	467	نور اور ضیاء کا معنی	636
487	حکمت کے معانی	637	467	سب سے پہلے نور کی تخلیق	637
488	اخلاق کریمہ کے پیکر	638	469	قری سال ۳۵۳ء کا ہوتا ہے	638
	کسی دوسرے میں آپ سے زیادہ اخلاق کریمہ	639	470	شر کا معنی	639
488	تبع نہیں ہوئے		470	نفس کا معنی	640
489	حضرت علیؑ نے ایک شہید کو دیکھ کر فرمایا	640	470	مردانہ جنگ جھپٹنے کو کہتے ہیں	640
490	شک اور سید کی عقلی کا علاج	641	471	شیعی والوں کو درود تجنیز پڑھنے کی ہدایت	641
	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ ہوئے	642	473	اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا درود شریف	642
493	زمین پر پھیل		473	حضرت توحث پاک کا درود شریف	643
493	سہو کا معنی	643	474	حد کا معنی	643
494	درود شریف کے بعض الفاظ کی لغوی تحقیق	644		حضرت شیخ محمد بن جہید یمن کا مرتب کیا	644
494	چند فقہی عربی اشعار	645	476	ہوا درود شریف	645
497	مطلب و مرعب کا معنی	646	476	بیعت اطاعت سے واکفہ ہے	646
497	انجمن کا معنی	647	478	اپنے زور و الدین کے لئے دعائے مغفرت	647
	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امانت میں	648		حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت توح علیہ	648
798	مقبور تھے		479	اسلام کی دعا	649
	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے دعا	649	481	افتح کا معنی	650
498	جلد قبول ہوتی ہے		481	امت سے خطاب نبی کی معافی	651
	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملائکہ سے	650		تخلوق کو آسانی فراہم کرنے کے لئے حضور	650
499	افتل میں		481	حاجہ السلام کی تشریف آوری	651
499	تمام عبادات کی جامع شریعت	651	482	شہر اور ماحول میں فرق	652
500	فصلیٰ اور تشرینی تقویم	652	482	اللہ تعالیٰ کا وسیع فضل اور رضاء	653
500	زمانہ صحابہ اور ان کے تلوپ افتل میں	653	483	تلقا ہوا کا استعمال	654
	حضور علیہ السلام بحرین قبیلے اور خاندان میں	654	484	تقسیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم قرآن میں	655
501	پہاڑوں کے		486	درود پاک پڑھنے کا طریقہ	656

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
514	اہم مسائل کی فہمائے	677	502	مختصر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی صفات	655
514	کائنات کا معنی	678	502	آپ کا خلق قرآن سے	656
514	خزائن کا معنی	679	502	سب لوگوں سے زیادہ سچے	657
	سنت تبدیل کرنے والا عوض کو شرع روکا جائے گا	680		شاہد دوسرے دربار میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت کی گواہی	658
515	حضرت حواصی پیدائش آدم علیہ السلام کی بائیں پٹلی سے	681	502	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نسب عالی سے	659
517	والدین کے لئے دعا و معافیت و رحمت	682	503	احسان کرنے میں سب سے اعظم	660
518	عام مومنوں کے لئے دعائے معافیت	683	504	تمام معززین سے معزز	661
518	دوران سعی و طواف منکرات و رخصت کی دعا کی جائے	684	504	قبل از اسلام عروہ بن مسعود کے تاثرات	662
519	بجائے کا خزانہ	685	505	امم معبد نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات بیان کیں	663
520	درود شریف کے بعض الفاظ کی تحقیق	686	505	سب سے عمدہ سلام والے	664
520	یار گاہ نبوی میں سیدہ صدیق اکبر کی ایک درخواست	687	505	فرشتوں کی عبادت اور ذمہ داری	665
522	جزائر تنجیلوں کا ثواب	688	506	ساحب دلائل الخیرات پر محبت رسول ماثب ہے	666
524	اسم محمد کے حروف کے فوائد	689	506	خضر اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات	667
525	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعطاء مبارک معذرت تھے	690	507	تمام جہان کے علماء و ماہرین	668
526	آپ کے اخلاق کریمہ	691	507	سب سے زیادہ صبر کرنے والے	669
527	پانچ سمندر اور بادل سے تشبیہ	692	508	امت کو آسانی فراہم کرنے والے	670
528	فقیہ سے پہلے معفرت	693	509	ساری امت سے بخاری	671
529	حضرت معروف ترش کا محبوب درود شریف	694	510	ایمان کے سب سے زیادہ لائق اور حقدار	672
531	صلی کا معنی	695	چوتھا حزب		
532	معنی اور مصاس کا معنی	696			
532	نور محمدی پاکیزہ پشتوں سے پائیز اور منوں کی طرف	697			
533					
				درود شریف جس کے پڑھنے والے کے لئے فضاہت واجب	673
				افضل ترین دعا کے حاصل ہونے کی دعا	674
				شرائف ذکر کو تکب کا معنی	675
				طہین کا معنی	676

صفحہ	مضمین	نمبر شمار	صفحہ	مضمین
550	خضوع علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب کون ہے ؟	720	535	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرین و کون میں غفلت ہو گئے تھے
550	محبت کے ساتھ درویناک پڑھنے کا فائدہ	721		سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپا کا ایمان
550	خضوع علیہ السلام کی زیارت کرنے والے خوش نصیب	722	535	تہجد کا دن عبادت کے لئے امت محمدیہ کو عطا ہوا
551	حدیث "جس نے مجھے خواب میں دیکھا" کی شرح	723	535	اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین اسم اسم اعظم ہے
555	حدود اللہ سے تجاوز ممنوع ہے	724	538	درویش شریف تھکے کا سبب درویشی میں آئے
556	اللہ تعالیٰ کے پیندیدہ لوگوں سے محبت کرنا	725	538	اللہ تعالیٰ کا بندہ سچ ہے
556	اللہ تعالیٰ اور نیک مومنین کی دوستی	726	539	مومنین سے سنا جو اللہ تعالیٰ کا بندہ
557	ہر محفل اور مقام میں درود شریف پڑھنا چاہئے	727	541	نور اللہ علیہ میں فرق
561	لغز تسلیم کی لغوی و نحوی تحقیق	728	542	تہجد کی اقسام
	حضرت ابو مسعود انصاری سے مروی درود شریف	729	542	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے
561	حضرت ابو ذر کی دعا	730	542	ہم انہوں کی اور ازت میں
562	غلو آخرت میں اور عافیت دنیا میں	731		آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل اہل بیت
562	رکن یحییٰ پر ستر بزار فرشتے	732	543	نہ ہوا ہے
563	خضوع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا	733	543	بیت میں کھلی ایک سو فی صد
563	انصرف کا معنی	734	544	اللہ کا معنی
565	اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے غفلت دعا	735	545	اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے غفلت دعا
566	اللہ تعالیٰ کے ہر اسم پاک میں راز ہے	736	546	اللہ تعالیٰ کے ہر اسم پاک میں راز ہے
	اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اسمائے حسنی مقرر فرمائے ہیں	737	547	اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنی مقرر فرمائے ہیں
566	اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے غفلت دعا	738	547	اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے غفلت دعا
567	اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ پہنچا دے گا	739	548	اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنی دعا
567	جبریل و اسرافیل علیہما السلام پر سلام بھیجنا	740	548	اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنی دعا
			549	اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنی دعا

صفحہ	مضمین	نمبر شمار	صفحہ	مضمین	نمبر شمار
575	زمین کشی کی طرح حرکت کرتی ہے	766	پانچواں حزب		568
575	خس کا طبعی مقام	767			
576	القمر مضرہ و الکواکب مستغیرہ کا معنی	768	571	عرش کے گرد قیوس کی آواز میں اخیال	741
576	ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں فرشتہ کا ایک لقمہ	769	571	انبیائے کرم علیہم السلام کی دعائیں	742
579	ام الکتاب سے مراد	770		سیدہ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو مختلف اسماء سے پکارا	743
581	بارش آسمانوں سے برسی ہے	771	571		
581	بارش کا پانی عرش سے نکلتا ہے	772	572	سیدہ خاتون علیہ السلام کا شجرہ نسب	744
581	سیاد اور عقیدہ بادل کا فائدہ	773	572	حضرت خورنایہ علیہ السلام	745
582	طلو فان نوح فرشتوں کے اندازے سے باہر آیا	774	572	حضرت صالح علیہ السلام	746
582	مغز لہ کا قول کہ بارش کا پانی طارات سے ہے	775	573	حضرت یونس علیہ السلام	747
582	دنیا کی عمر پچاس ہزار سال	776	573	حضرت ایوب علیہ السلام	748
583	نسرہ کا معنی	777	573	حضرت یعقوب علیہ السلام	749
584	سات مسند	778	573	حضرت یوسف علیہ السلام	750
584	ایک ہزار اتمیں	779	573	حضرت موسیٰ علیہ السلام	751
585	کھاری اور چٹھے پانی	780	573	حضرت ہارون علیہ السلام	752
590	اہل مدینہ اور شام کی سمت قبیلہ	781	573	حضرت شعیب علیہ السلام	753
591	جن ہوائی مخلوق ہے	782	573	حضرت اسماعیل علیہ السلام	754
591	جنات کی تین قسمیں	783	573	حضرت داؤد علیہ السلام	755
591	ہر سرکش و نافرمان شیطان ہے	784	573	حضرت سلیمان علیہ السلام	756
592	شاب کا معنی	785	573	حضرت زکریا علیہ السلام	757
593	کسل کا معنی	786	573	حضرت ارمیا علیہ السلام	758
593	محبت رسول کی دعا	787	574	حضرت شعیب علیہ السلام	759
599	حدیث ضعیف کا حکم	788	574	حضرت الیاس علیہ السلام	760
	دروہ شریف پڑھنے والے کے لئے صبح مقبول کا ثواب	789	574	حضرت یسع علیہ السلام	761
599			574	حضرت ذوالکفل علیہ السلام	762
600	اللہ تعالیٰ قسمیں یاد فرماتا ہے	790	574	حضرت یوشع علیہ السلام	763
	دروہ پاک پڑھنے والے کا ہاتھ حضور اکرم صلی	791	574	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	764
600	اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہوگا		575	حضرت سیدہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم	765

صفحہ	مضامین	تخیر شمار	صفحہ	مضامین	تخیر شمار
	اللہ تعالیٰ کی محبت کا مطلب یہ ہے پر رحمت کرنا ہے	816	601	ہمعہ کے دن درود پاک پڑھنے کا بے حد فائدہ	792
631		816	602	اسم اعظم معین نہیں ہے	793
631	حضرت امام زین العابدین کا درود پاک	817	603	صحابہ ہواؤں کے تابع ہوں گا ہم ہے	794
632	جنتی جنت میں ہمیشہ رہیں گے	818	604	روح محفوظ رہا تو میں آسمان کے اوپر واقع ہے	795
632	نگارِ مومن ہمیشہ آگ میں نہیں رہیں گے	819	605	فرشتوں کی آمد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے	796
632	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا	820	608	جانے قرار حفاظت کی جگہ کو کہتے ہیں	797
633	حضرت علی مرتضیٰ کی دعا	821	609	مشارق و مغارب جمع لانے کی وجہ	798
633	حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمہ کی دعا	822	609	انہی خطیبہ کی وضاحت	799
634	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعائیں	823	610	سر سبز درخت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے	800
635	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ	824	610	ماشاء اللہ کا معنی	801
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مال کی طرف	825	چھٹا حزب		
635	لوٹا				
636	حضرت خضر علیہ السلام کا نسب	826	612	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے	802
	حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں	827	613	افضل جزاء کی دعا	
636	سوفیہ کا مذہب		615	باقی کی تعریف ؟	803
636	حضرت خضر علیہ السلام غیب پر متعلق ہیں	828	618	ناؤں اور گھوڑوں کا	804
639	حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا	829	619	اجزائے جسم کے اچھٹا ہوا قول	805
639	بیت شعیب زوجہ موسیٰ علیہ السلام	830	620	اللہ تعالیٰ سے دعا	806
640	امان، فقران اور احسان کا معنی	831	621	جس کے پاس صدقہ نہ ہو	807
642	دعاء خضر	832	621	واللہ اعلم بالصواب	808
642	اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم اور عیب ممکن نہیں	833	622	آسمانوں اور زمینوں کی آمد اور سات سات ہے	809
	حضور علیہ السلام سے پیوستہ کو بیانی کے لئے دعا	834	626	فرشتوں کی اصل جگہ آسمان ہیں	810
643	سکھلائی		628	ہوائیں آتھ جسم کی ہیں	811
	زیارتِ روحہ انور کے وقت درود پاک پڑھنے	835	628	کافر کو دنیاوی نعمتیں اور لذتیں دی گئی ہیں	812
644	کا طریقہ			حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثرت سے درود	813
644	دعا میں حضور علیہ السلام کو شہدا	836	629	پاک پڑھنے کا عظم	
644	حضور علیہ السلام کی شفاعت کے لئے دعا	837	630	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت	814

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
	قرآن پاک کی حفاظت اللہ تعالیٰ کے فضل کرم	862	645	تین مرتبہ دعا دعا مستحضر کرنا	838
664	یہ ہے		645	جسکا حساب کرید آئیں اسے عذاب ہو گا	839
664	قرآن پاک کے بیچن ہم	863	646	فکر زیادتی نعمت کا باعث ہے	840
665	قرآن کریم کے حروف کی تعداد	864	650	حشر سے یونس علیہ السلام کی دعا	841
666	ساتواں حزب			حشر سے اوط علیہ السلام اور احکم علیہ السلام کے	842
670	ایک مسئلہ کا حل	865	654	بھائی	
671	مخلوقات کی پانچ قسمیں	866	654	ذوالقرنین صالح باوجود تھے	843
672	بلاء اور فتن کا معنی	867	655	لفظ عید کا معنی اور تحقیق	844
672	حبیب اللہ و نعم البوکیل کی فضیلت	868	655	تقدیر الہی برمودہ شیء سے پہلے ہے	845
677	خوانم کا معنی	869	656	تقواء قدر کا معنی	846
678	یحیٰی عم کا معنی اور نواعم کا معنی	870	657	مظہور علیہ السلام کی اتباع ملت اسلامیہ میں	847
678	اصباح الشیخ احمد اور رولان کا معنی	871	658	داخل ہو کر کی جائے	
679	صحت کا معنی	872	658	ذید ابداری تعالیٰ	848
679	فلک کا معنی	873	658	احادیث کی اقسام اور ان کی تفریف	849
680	ملء السموات والارض کا معنی	874	658	مومنوں کو قیامت کے دن دیدار الہی ہو گا	850
	سناٹوں والا دلون سے کون سے لوگ مراد	875	659	ذمت میں بھد کے دن دیدار ہو گا	851
681	ہیں؟		659	ذمت میں رات سس نہ گی	852
681	امحب یحییٰ	876	659	ذمت میں روشنی اور نور ہے	853
682	تمام جزیرہ عرب کا علاقہ ہے	877	659	خطا قرین اور زائل کا معنی	854
682	امریا المعروف اور استقامت کا معنی	878	661	مومنوں کی نیکیاں حضور علیہ السلام کے ہند	855
	شماخت رسول کریم بحیرہ گناہ والوں کے لئے	879	661	احمال میں	
683	نہی ہو گی		662	افضل آمل اعظم قوی اور مزید کے معانی	856
684	ہم حساب تکھن دن ہو گا	880	663	اللہ کا اللہ تعالیٰ کو قسم دینے کا معنی؟	857
684	بدق شرع اور مایع کا معنی	881	663	آیت کا معنی	858
684	قیامت کا دن فرخ اکبر کا دن ہے	882	664	قرآن کریم کی آیات کی تعداد	859
685	حضور علیہ السلام کی محبت میں موت کی دعا	883	664	تعارف تعداد آیات	860
686	سراپا مستقیم سے مراد اسلام ہے	884	664	قرآن پاک سے کلمات کی تعداد	861

صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین
686	903	نبوت کسب سے حاصل نہیں ہو	686	903	سید مثنیٰ اور سہروردہ کی آخری قیامت
687	904	حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی کی دعا کا جواب	687	904	سید مثنیٰ سے مراد سہروردہ کا ہے
687	905	سید صفیہ اور چار کتابیں	687	905	بارہ پر پانچ جانے والی سورت
687	906	جمال اقبال حسن کا نام ہے	687	906	سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
687	907	ہر ایک جگہ روشن ہو جاتی	687	907	معم قمر انور سے انھیں ملے
688	908	حسن و سلف حسن محمدی کا ایک راز ہے	688	908	حضور علیہ السلام سب سے پہلے جنت میں
688	909	اللہ چہرے میں سوئی میں مٹی	688	909	داخل ہوں گے
688	910	کائنات کا حسن فی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	688	910	پیارے بانی
689	911	علم کے حسن کی ایک جگہ ہے	689	911	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر اور ہمت
689	912	ولد ان امور اعرف اور قصور کا معنی	689	912	انجیل میں
690	913	شکر کرنے والی زبان	690	913	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ
690	914	حقیت منظور	690	914	حضرت باہم کی فضیلت
692	915	علم کا شہر	692	915	وحی انبیاء کرام کے لئے خیر و صلاح ہے
693	916	حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	693	916	خزانہ رازش کی چابی بارگاہ نبوی میں
693	917	عناصیب اور اعدا	693	917	فرشتے اللہ تعالیٰ کے قرب سے ماہمال ہوتے
693	918	ازواج مطہرات	693	918	ہیں
694	919	چالیس جنتی مردوں کی قوت	694	919	خازن فرشتوں کے راز حضرت رخصوان
695	920	ازواج مطہرات تبلیغ رسالت کی معاون تھیں	695	920	علیہ السلام
695	921	زمزم کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	695	921	فرشتے فیہوب، نخش سے پاک ہیں
695	922	فی طرف	695	922	ان دنوں ہزار فرشتوں کی تسلیت میں مذہب
696	923	مقام اور احیم اور زمزم کی عظمت و شرافت	696	923	انرف
696	924	قیسوں کی پرورش کرنے والے	696	924	انبیاء اور فرشتوں سے انھیں ہیں
696	925	ہجرت سے پہلے ہر سال حج اور حجہ ہجرت پیار	696	925	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیت
697	926	عمر کے ادا کئے	697	926	تمام مخلوقات پر قاضی ہے
697	927	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قصہ صیت	697	927	آسمان انھیں ہیں یازیں
697	928	قوت و عمت یحییٰ سے اور دلیل یحییٰ	697	928	جہہ اللہ میں کے ساتھ مدد و تہ کی جہہ تمام
697	929	حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسبیح و تحمید	697	929	مقامات سے انھیں ہے

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
720	جبریل علیہ السلام کے نزول کی تعداد	944		حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسیں کی خصوصیات	926
720	جبریل علیہ السلام کی حاضری و دربار نبوی میں	945	709	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سفید حجر کاہنم	927
	جبریل علیہ السلام من و جد نبی علیہ السلام کے استاذ ہیں	946	709	دلیل قہر	
720	بارش سے تشبیہ کی وجہ	947	710	انبی الزواب اور الساطق بالانصاب کا معنی	928
721	حضرات ابو جبر و عمر پاری امت پر بھاری ہیں	948		رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسانی	929
722	قریش کے فضائل	949	710	کدورتوں سے پاک ہیں	
722	خطبہ جمعہ میں قریش کی فضیلت	950		قرآن میں نعت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	930
723	عربوں میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ	951	711	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی عید	931
723	اعلیٰ و ارفع ایمان والے حضرات	952		ہونے کو اختیار کیا	
724	بجوں کو توڑنے والے	953	711	خطبہ اور حدیث میں فرق	932
725	امت کے بزرگین افراد کی صفات	954	712	خامت و حسیان کا معنی	933
726	رحمان کا اطلاق کئی معانی پر	955	712	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عرب کی طرف نسبت	934
727	امین عیسٰی کے رسالہ سے ماخوذ درود شریف	956		آپ کی پیدائش بزرگین افراد سے ہوئی	935
	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نسب کی شرافت و فضیلت بیان فرمائی	957	713	عربوں سے محبت کی وجہ؟	936
727	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب کا تمام سلسلہ پاک ہے	958	713	قریش کی محبت اختلاف سے ایمان ہے	937
728	چاند سورج ستارے آپ سے نور کی خیرات مانگتے ہیں	959	714	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عربی قریشی نہ ماننے والا کافر ہے	938
729	سمندر اور بادل آپ کی سخاوت کے سامنے بے بس ہیں	960	714	ماہرین انساب کا اتفاق	939
730	انبیاء و انوار کا معنی	961	715	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیر کا نور کے اوصاف	940
730	کتاب شعباء علیہ السلام میں خوشخبری	962		آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں	941
730	مساجدین و انصار جماعے کرام	963	716	جنت کے چار درخشے	942
731	نبوت و رسالت کو مٹنے کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ	964	716	حضرت جبریل علیہ السلام تمام انبیاء کے پاس تشریف لائے	943
732			720		

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
750	ننانوے ناموں کے احاطہ کی صورتیں	988	اٹھواں حزب		735
750	قبولیت دعا کا نسخہ	989			
	ایک صحابی کی دعا حضور علیہ السلام نے پسند فرمائی	990	737	زید کا معنی	969
751	جس اسم پاک کے سبب دعا قبول ہوتی ہے	991	738	نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زہد	969
754	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ اسم ربوبیت کے ساتھ	992	738	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زہد کی مثال	969
756	آسمان کے فرشتوں کی حالت	993	738	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی حبیب ہونے کو پسند فرمایا	969
756	عالم دو ہیں	994	739	بر موجد دشمن اسی ذات کی محتاج ہے	970
757	بعض اسمائے الہیہ کے معانی	995		جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد پیش کیا جانے والا درود شریف	971
758	اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا	996	740	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت تمام انبیاء سے پہلے	972
759	سورہ اخلاص کی ہر آیت توحید پر دلیل ہے	997	740	سیاہ رات کو طوطی کہنے کی وجہ	973
761	لبہ کا معنی	998	741	عالم چار ہیں	974
761	دھر کا معنی	999	742	ملک کسے کہتے ہیں	975
	آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے	1001	742	کتاب کا آخری درود شریف	976
761	قی اور قیوم کا معنی	1002	744	زلزلہ کا معنی	977
	خشیت کا معنی	1003	746	آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا	978
764	اللہ تعالیٰ بندے کو مقام محبوبیت پر پہنچاتا ہے	1004	746	تخلفاء و متکلمین کا قلم اعظم کے بارے میں نظریہ	978
764	اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال	1005	746	دھر کا معنی	980
765	خوف کی تعریف	1006	747	اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء کے معانی	981
766	اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا	1007	747	مکمل کی تعریف	982
767	صدیقین کا اخلاص کامل ہے	1008	747	اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارکہ	983
767	صابرین کا شکر	1009	748	دوسری روایت میں ننانوے نام	984
767	شکر کی تعریف	1010	748	تیسری روایت میں ننانوے نام	985
768	رازوں کے راز کا سوال	1011	749	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یاد کرنا اور جتنی ہے	986
768	اللہ تعالیٰ کی معرفت سب سے بڑا عظیم ہے	1012	749	اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر دعا کرنا	987
769	کتاب کا اختتام درود پاک کے ساتھ	1013	750		

امام علامہ قطب زمانہ ابو عبد اللہ سید محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ دلائل الخیرات اور صاحب دلائل

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تقدیس و تعزیر جس طرح حضور نبی اکرم سرور دو عالم ﷺ نے بیان کی وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ مخلوق خدا میں سے کوئی شخصیت اس مقام کو نہیں پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم شفیع معظم ﷺ کی عظمت شان کا پرچہ کرنے کا وہ اہتمام کیا ہے وہ بھی آپ ہی کا خاصہ ہے، کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں ہے۔ آپ کا اسم مبارک احمد اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ آپ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء کرنے والے ہیں، جبکہ آپ کا اسم گرامی محمد اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ہی وہ ہستی ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ تعریف کی ہے۔ (مستطیع)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَدَعَلْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح ۳/۹۳)

”اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا“

تکلم طیبہ، الاذن، خطبہ، تشہد، غرض جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اس کے حبیب مکرم ﷺ کا بھی ذکر ہے۔ مولانا جمیل الرحمن قادری کہتے ہیں:-

اذنوں میں خطبوں میں شادی و غم میں غرض ذکر ہوتا ہے ہر جا تمہارا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے پاس جبریل امین تشریف لائے اور کہنے لگے: میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے: آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کس طرح بلند کیا؟ اِذَا ذُكِرْتُ ذِكْرَتُ بَعْضِي۔ ”جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا ذکر بھی کیا جائے گا“۔

قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کے ذکر جمیل کو فروغ دینے کا اہتمام یہ فرمایا کہ اہل ایمان کو آپ پر درود و سلام بھیجئے گا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ وَرُسُلَهُ يَرْفَعُونَ عَلَى النَّبِيِّ الْأَشْيَاءَ الَّتِي أَنْشَأُوا صَلَوَاتُ عَلَيْهِمْ وَسَلَامُهُمْ تَحْتَهَا

۱۵۶/۳۳ باب

یہ لقب اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس فیہ پٹائے والے (نبی پر) اسے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجتے ہیں

سرکارِ دو عالم ﷺ کے ذکر کی رفعت کے لئے درود شریف کے حکم کے علاوہ اور کوئی صورت نہ بھی ہوتی تو بھی کائنات میں ہر سو آپ کے ذکر کا چرچا ہوتا۔
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کما ہے سایہ تجھ پر بول بلا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایک دفعہ ہم پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف فرماتا ہے اور اس کے دس درجے بلند فرماتا ہے۔
(نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بکثرت درود شریف بھیجتا ہوں میں آپ پر کتنا درود شریف بھیجوں؟ فرمایا: جتنا چاہوں۔ عرض کیا: افراس و واجبات ادا کرنے کے بعد یا تعالیٰ دقت درود بھیجوں؟ فرمایا: جتنا چاہوں اگر اس سے زیادہ وقت صرف کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا: نصف وقت؟ فرمایا: جیسے تمہاری مرضی اگر اس سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا: دو تہائی وقت؟ فرمایا: جیسے چاہوں اگر اس سے زیادہ ہو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میں تمام وقت آپ پر درود شریف بھیجوں گا؟ فرمایا: تب تو تمہارے مقصد کے لئے کئے جائیں گے اور گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص: ۸۶)

حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دعا زمین و آسمان کے درمیان موقوف رہتی ہے مقام قبولیت تک نہیں پہنچتی یہاں تک کہ تم نبی اکرم

ﷺ پر درود بھیجو۔“ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص: ۸۷)

اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں اہل ایمان و محبت پر اسے اخلاص و کمال و توفیق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کی یادگاہ میں درود و سلام کے تحفے اور ہدیے پیش کرتے ہیں اور دنیا و آخرت کی سعادتیں اور نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔ درود و سلام پیش کرنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہونا چاہیے کہ تمہارے درود و سلام کی بدولت مشہور رحمتہ للعالمین ﷺ کے مراتب و درجات بلند ہوں کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (النساء ۴/۸۳) آپ کے درجات تو ہر لمحہ رہتی ہیں۔ وَلَا تُخْزِي خَيْرُكَ مِنْ الْأُولَى (الضحیٰ ۴۳/۱۳) بدد والی حالت آپ کے لئے پہلی حالت سے بہتر ہے۔

بلکہ مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رحمتیں اور برکتیں اور فیوض حضور سید عالم ﷺ پر وارد ہوتے ہیں۔ آپ کے وسیلہ جلیلہ سے ہم قیروں اور بے تواؤں پر بھی وارد ہوں اور ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے مستحق ہوں۔

یاد رہے کہ درود و سلام پیش کرنے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کچھ مخصوص کلمات ہی ادا کئے جائیں۔ ملت اسلامیہ کے علماء اور اولیاء مختلف کلمات اور صیغوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہِ شام میں عقیدت و محبت کے گلدستے پیش کرتے رہے ہیں اور قیامت تک پیش کرتے رہیں گے۔

درود شریف کے فضائل بہ بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح درود پاک کے مختلف کلمات اور صیغوں کے مجموعے بھی کثیر تعداد میں مرتب کئے گئے ہیں ان میں سب سے زیادہ جسے مقبولیت حاصل ہوئی وہ دلائل الخیرات ہے۔ آئندہ منظور میں پہلے صاحب دلائل الخیرات کا مختصر تذکرہ پیش کیا جائے گا پھر دلائل الخیرات کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

صاحب دلائل الخیرات رحمہ اللہ تعالیٰ

امام علامہ قطب زمانہ ابو عبد اللہ سید محمد بن سلیمان جزولی سمیعی رحمہ اللہ تعالیٰ ۷۸۰ھ / ۱۳۸۰ء لے میں بمقام سوس اقصی (مراکش) میں پیدا ہوئے۔ آپ حسنی سادات میں سے تھے اور ہمد قوم کے قبیلہ جزولہ کی شریخ سلالہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ وطن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فاس چلے گئے اور مدرسہ الصغارین میں داخل ہو گئے جہاں ان کا رہائشی حجرہ آج بھی محفوظ ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے فاس ہی میں کتاب مبارک دلائل الخیرات لکھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جامع تودلین فاس کے کتب خانہ کی کتابوں سے استفادہ کر کے یہ کتاب ترتیب دی۔

پھر فاس سے ساحل تشریف لائے تو یکٹائے زمانہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ امغار الصغیر رحمہ اللہ تعالیٰ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور چودہ سال تک خلوت گزینی اختیار کر کے عبادت و ریاضت اور منازل سلوک طے کرنے میں مصروف رہے۔ پھر آسفی میں خلقِ خدا کی رحمتی اور مریدین کی تربیت کا کام شروع کیا۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ آپ کا چرچا دور دراز تک پہنچا۔ حیرت انگیز خواہش اور بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئیں۔ مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے تجاوز کر گئی۔

حضرت شیخ احکام الیہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر سختی سے کاربند تھے، کثرت سے اوراد و وظائف ادا کرتے تھے، عوام الناس کے بے شمار جھوم کو خطرہ محسوس کرتے ہوئے حاکم وقت نے انہیں آسمانی سے نکال دیا، چنانچہ آپ نے تشریف لے گئے، اور رشد و ہدایت کا کلام شروع کر دیا۔

علامہ قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آپ کی برکت سے انوار چمکا اٹھے، اسرار آشکارا ہونے لگے، فخراء ہر طرف پھیل گئے، بلاد مغرب میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام کے نغمے گونجتے گئے۔ ہندوگان خدا اور شہروں کو نئی زندگی مل گئی۔ مغرب میں طریقت کے آثار مٹ چکے تھے اور انوار ماند پڑ چکے تھے۔ آپ نے طریقت کی تجدید فرمائی اور بہت سے مشائخ کو خلافت سے نوازا۔

حضرت شیخ دعوت دین اور رشد و ہدایت کے لئے اپنے خلفاء کو مختلف شہروں میں بھیجتے تھے، جو اپنے مریدین کے ساتھ جگہ جگہ تشریف لے جاتے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت اور ذکر الہی کی دعوت دیتے۔ آپ کے کثیر الشہداء و خلفاء سے صرف دو حضرات کے نام ملتے ہیں۔

۱۔ شیخ ابو عبد اللہ محمد الصغیر السہلی۔

۲۔ شیخ ابو محمد عبد الکریم المنذاری رحمہما اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ بزولہ مذہب مالکی تھے۔ ۵۰۰ انہیں فقہ مالکی کی مشہور کتب المدونۃ زہائی یاد تھی، طریقہ شاذلی تھے۔ ۵۰۰ آپ کی تصانیف میں درج ذیل کتب کے نام ملتے ہیں:

۱۔ کل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار: یہ کتب سینٹ پیٹریک میں ۱۸۴۲ء میں چھپی۔ کئی بار دوبارہ اور تصحیف میں چھپ چکی ہے۔ (یاک وینڈس بے شمار مرتبہ چھپ چکی ہے)

۲۔ حزب الفلاس: بارکنت دعائے اس کا مخطوطہ برلن (۳۸۸۶) گوٹن (عدو ۸۴۰) اور لا کزان (عدو ۲۲۰۰۳) میں موجود ہے۔

۳۔ حزب الجوزولی: جو آجکل حزب سبحان اللہ الم لا یزول کہلاتی ہے اور شاذلیوں میں متداول ہے اور مقامی زبان میں ہے۔ ۵۰۰

مراجع المرات (الطبعة النادرة) ص ۳	نور مبدی قاسمی، علامہ:
ہدایۃ العارفين (مکتبۃ النسخی بغداد) ج ۲ ص ۲۰۴	سید امین، شیخ عبد ادی:
اطعام (طبع بیروت) ج ۶ ص ۱۵۱	ابو الدین ذر کل:
دائرة المعارف (بغداد) یونیورسٹی، الانوار ج ۲ ص ۲۲۸	محمد بن شیبہ:

آسنی کے حاکم سے یہ خیال کر کے کہ یہ وحی فاطمی ہیں، جن کا انتظار کیا جا رہا ہے، یعنی امام مہدی ہیں، آپ زبردست دیا۔ ۱۹ دسمبر ۱۹۸۰ء کو آفریقہ میں صبح کی نماز کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے یا دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں آپ کا وصال ہوا۔ اسی دن نماز ظہر کے وقت آپ کی تعمیر کردہ مسجد کے وسط میں آپ کو دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی اولاد ہمیں تھی۔

آپ کے وصال کے ۷ سال بعد سلطان ابو العباس احمد المعروف بہ الاعرج مراکش میں داخل ہوا تو اس نے آپ کے ہمد مہارک کو لے جا کر مراکش کے قبرستان ریاض الفردوس میں دفن کیا اور اس پر گنبد تعمیر کیا، یہ مقبرہ آج بھی موندہ ہے۔

جب آپ کا ہمد خاکی نکالا گیا تو غول عرصہ گزر جانے کے باوجود اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ دس سال سے پہلے آپ نے حیات نبوی تھی، اس کا اثر بدستور موجود تھا۔ ایک شخص نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھی تو اس کی حرکت کی انتہاء نہ رہی، اس جگہ سے ہونہٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو پھر اپنی جگہ لوٹ آیا جیسے کہ زندوں میں ہوتا ہے۔ مراکش میں آپ کے مزار القدس پر عظیم بیت و جماعت پائی جاتی ہے۔ لوگ بڑی تعداد میں حاضر ہوتے ہیں اور دلائل الخیرات پہنچتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود و سلام پیش کرنے کی برکت سے آپ کی قبر انور سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔

دلائل الخیرات

اس کتاب کا پرانا نام ہے: **ذَلَالَةُ الْخَيْرَاتِ وَ شَوَادِقُ الْأَنْوَارِ فِي ذِكْرِ الصَّلَوةِ عَلَى نَسَبِ الْمُخْتَارِ** ہے
حالی خلیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

یہ کتاب حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام پر مشتمل ہے اور آیتہ **فَبَشِّرْهُم بِأَنَّ لَهُمُ** اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ مشرق و مغرب اور خاص طور پر روم کے شہروں میں باقاعدگی سے پڑھی جاتی ہے۔

دائرة المعارف (پنجاب یونیورسٹی لاہور) ج ۷، ص ۲۲۸

منازل المرات، ص ۳

دائرة المعارف (پنجاب یونیورسٹی لاہور) ج ۷، ص ۲۲۸

منازل المرات، ص ۳

محمد بن شمس:

محمد مہدی القاسمی، طاب:

محمد بن شمس:

محمد مہدی القاسمی، طاب:

علامہ ابو صف بن اسماعیل نبھائی رحمہ اللہ تعالیٰ، مطالع المسرات کے حوالے سے شیخ جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ
 نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”ابن حبان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ جزولی اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لئے
 میدانِ محارِ حبیب کردگار مہدیؑ کے مقام، مرتبہ کی طرح ہر علاقے اور ہر زمانے میں امت محمدیہؑ ان
 کی اس کتاب، دلائل الخیرات کی طرف متوجہ اور مشتعل ہے۔ لہ
 ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”میں نے درود شریف کے موضوع پر کئی کتابیں لکھی ہیں، تمام بہت ہی ضروری ایک کام رہ گیا اور وہ
 ہے دلائل الخیرات کی خدمت، کیونکہ یہ کتاب درود شریف کے موضوع پر بہت ہی مشہور اور کثیر
 الاشاعت ہے، اس کی ترتیب بہت عمدہ اور اس کا نفع بہت عظیم ہے۔“

حضرت مصنف کے زمانے سے لے کر آج تک بڑے بڑے علماء نے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے ہیں۔
 مسند امام فاسی نے کئی جلدوں میں اس کی شرح لکھی۔ پھر ایک ہی جلد میں اس کی تجلیس کی، جو چھپ چکی ہے۔“

سبب تالیف

عارف باللہ شیخ احمد صلیوی مصری نے حلوات الشیخ الدرریر کی شرح میں بیان کیا، اور علامہ نبھائی کے شیخ علامہ
 ابن عدوی نے دلائل الخیرات کے حاشیہ میں اسے نقل کیا کہ امام جزولی نے فاس میں دلائل الخیرات لکھی، اور تالیف کا سبب یہ
 تھا کہ ایک دن نماز کا وقت ہو گیا، امام جزولی وضو کرنے کے لئے اٹھے تو کتوں نے سے پانی نکالنے کے لئے کوئی چیز مصرت تھی۔ شیخ
 پریشان تھے کہ کیا کریں؟ اسے میں ایک بلند مکان سے پانی نے دیکھا تو کہنے لگی، آپ وہی شخصیت ہیں جن کی نیکی کی بڑی تعریف
 کی جاتی ہے، اس کے باوجود آپ پریشان ہیں کہ کتوں سے پانی کس چیز کے ذریعے نکالیں؟ اس لڑکی نے کتوں میں تھوک دیا۔
 کہ میں کا پانی اٹل کر باہر آ گیا اور زمین پر بہنے لگا شیخ نے وضو کرنے کے بعد اسے کہا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم
 نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا؟ اس نے کہا:

ابو صف بن اسماعیل نبھائی، علامہ: الدلائل الخیرات (مخطوط الباقی، مصر، بعد غایت) ص ۲۲

بِكَثْرَةِ الصَّلَاةِ عَلَى مَنْ كَانَ إِذَا غَشِيَ فِي الْبَرِّ الْإِقْفَرِ تَعَلَّقَتْ الْوُحُوشُ بِأَذْيَالِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ ۝

اس ذات اقدس پر کثرت سے درود بھیجنے کی بدولت جو جنگل میں چلتے تو وحشی جانور ان کے دامن سے لپٹ جاتے۔ (مؤلف رحمہ اللہ)

یہ سن کر شیخ نے قسم کھائی کہ میں دوبار رسالت میں پیش کرنے کے لئے درود و سلام کی کتاب ضرور لکھوں گا۔

مشائخ عظام نہ صرف دلائل الخیرات کو بطور درود پڑھتے رہے ہیں، بلکہ اپنے مشائخ سے باقاعدہ اجازت بھی حاصل کرتے رہے ہیں۔ علامہ نبھائی کے شیخ، علامہ حسن عسکری مصری اپنے حاشیہ "بلوغ المرسلات علی دلائل الخیرات" میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی تفصیل و شرافت کے لئے یہ امر کافی ہے کہ اس کی مقبولیت اور افادیت حیرت انگیز ہے اور بعض عارفین نے اسے حضور سید المرسلین ﷺ سے حاصل کیا ہے۔ چنانچہ سیدی محمد مغربی تلمسانی اور سیدی محمد اندلسی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دلائل الخیرات حاصل کی۔ ۱۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دلائل الخیرات کی سند حضرت شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی۔ ۲۔

حسین شریفین میں علمی اور عملی کمالات کے جامع ایسے حضرات ہوئے ہیں جو نہ صرف دلائل الخیرات کے باقاعدہ حامل ہوتے تھے، بلکہ اہل محبت و معرفت ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے فضائل کی تصحیح کرتے تھے اور ان سے اجازت بھی لیتے تھے، ایسے حضرات شیخ الدلائل کے محترم لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

مولانا علامہ عبدالحی کھٹوی قدس سرہ ۱۲۸۱ھ میں دلائل کی تصحیح کے لئے مدینہ منورہ میں شیخ الدلائل علی بن یوسف ملک الباشا الحری الدینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ۳۔

۱۔ یوسف بن اسفیل نبھائی، علامہ: الدلائل الواضحات ص ۱۰

۲۔ ایضاً: ص ۸۱

۳۔ احمد بن عبد الرحیم، شاہ ولی اللہ: الانتباه فی سلاسل اولیاء اللہ (طبع فیصل آباد) ص ۱۳۳

۴۔ عبدالحی کھٹوی، علامہ: فتح المعنی والدلائل (مجتہدائی، لاہور) ص ۷۱

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھائی قدس سرہ نے ۱۳۳۲ھ میں مسجد نبوی شریف کے امام شیخ الدلائل سید محمد سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کو تین نشیوں میں باریک بینی سے دلائل الخیرات پڑھ کر سنا کی اور تحریری اجازت حاصل کی۔ ۱

شیخ الدلائل مولانا عبد الحق الدہ آبادی صاحبزادی رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۲۸۳ھ میں حرمین شریفین پہنچے اور پچاس سال تک چاہیں علم و عرفان کو سیراب کرتے رہے۔ ۲

۱۳۲۳ھ میں مولانا عبد الباقی قرنگی بھی حرمین شریفین حاضر ہوئے تو شیخ الدلائل سید امین ابن رضوان قدس سرہ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔ ۳

۱۳۲۳ھ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو شیخ الدلائل سید محمد سعید ابن علامہ سید محمد علی قدس سرہ نے آپ سے حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی اور ان تمام علوم و فنون اور سلاسل کے اجازت و خلافت حاصل کی۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو اپنے مشائخ سے اجازت حاصل تھی۔ یہ یاد رہے کہ یہی وہ شیخ الدلائل ہیں جن سے علامہ نبھائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۳۳۲ھ میں دلائل الخیرات کی اجازت حاصل کی تھی جیسے کہ چند سطور پہلے ذکر ہوا۔

نشیوں کا اختلاف

امام جزدنی رحمہ اللہ تعالیٰ دلائل الخیرات کی تالیف کے بعد مسلسل نظروں فکر کرتے رہے، جو فی انہیں کوئی لفظ نہ تھرا، انہوں نے پہلے لفظ کی جگہ وہ لکھ دیا، چونکہ لوگ کثرت سے نقلیں حاصل کیا کرتے تھے۔ کسی نے تبدیلی سے پہلے نقل حاصل کی اور کسی نے بعد میں اس لئے دلائل کے نسخے مختلف ہو گئے۔ تمام معاملہ آسان ہے۔ ایک نسخہ بمتر ہے، تو وہ سرا حرمین ہے۔ تمام سب سے زیادہ قابل اعتماد نسخہ حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلیل القدر خلیفہ ابو عبد اللہ محمد الصغیر السبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، جو حضرت مصنف کے وصال سے آٹھ سال پہلے ۶ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۳۵۸ھ بروز جمعہ شریف مکمل ہوا، اور اس پر حضرت مصنف کے دستخط بھی تھے۔ علامہ فاضل اس نسخے کا حوالہ دیتے ہوئے العقیقہ (قدیم) السلبیہ اور کبھی حضرت علامہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

۱	یوسف بن اسماعیل نبھائی، علامہ	الدلائل الواضحات	ص ۵
۲	محمد احمد قادری، مولانا شامی	تذکرہ علمائے اہل سنت (سنی دارالاشاعت) فیصل آبادی ص ۱۷۸	
۳	محمد رضا خاں بریلوی، امام	الاجازات المتقیہ، رسالیں رضویہ (الشیخ لاہور) ج ۱، ص ۳۳۳	ص ۱۷۳
۴	محمد عبد فی القاسی، علامہ	مطالع المسرات	ص ۹۱۰
۵	یوسف بن اسماعیل نبھائی، علامہ	الدلائل الواضحات	ص ۳

شرح

دلائل الخیرات کی کئی شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں، لیکن بقول حلی غلیظہ علیہ الرحمہ معتبر ترین شرح علامہ فاضل کی ہے۔ لہٰذا چند شروح اور حواشی کے نام درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ مطالع المسرات: فاضل مراکش کے رہنے والے امام علامہ محمد المہدی الفاسی م ۱۰۵۲ھ نے پہلے کئی جلدوں میں عربی شرح لکھی پھر ایک جلد میں اس کا اختصار لکھ دیا۔ اس کا اردو ترجمہ شروع کیا تھا انصاف تک پہنچا تھا کہ اشاعت المصنفات کے ترجمہ کا کام ہے، مگر لکھنا اللہ تعالیٰ کا عظیم کرم اور اہل اسلام ہے کہ اس نے اس فقیر کو مطالع المسرات کا ترجمہ مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اشاعت المصنفات کا ترجمہ مفتی محمد خان قادری زید مجدہ کی معاونت سے مکمل ہو گیا ہے۔ اور فرید بک سٹائل لکھوے سات جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔

۲۔ بلوغ المسرات علی دلائل الخیرات: علامہ نبھائی کے شیخ علامہ حسن عدوی مصری (رحمہما اللہ تعالیٰ) کا حاشیہ عربی زبان میں۔

۳۔ شرح شیخ زروق مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ عربی ۵

۴۔ مزرع الحسنات: (فارسی)

۵۔ الدلالات الواضحات: علامہ یوسف بن اسماعیل نبھائی سابق رئیس محکمة الحقوق بیروت نے دلائل پر مختصر حاشیہ لکھا ہے جس میں مشکل الفاظ کے معانی اور نسخوں کا اختلاف بیان کیا ہے۔ ابتدا میں پندرہ نو ائمہ پر مشتمل مستفی مفید مقدمہ لکھا ہے۔ آخر میں اعلان اقرؤوا کا نوے خواتین بیان کی ہیں اور سب سے آخر میں تحت الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ مبارکہ قواعد الحقائق بھی نقل کر دیا ہے۔

یاد رکھیں کہ دلائل الخیرات کے کئی تراجم بڑی زبان اردو چھپے ہوئے ہیں۔ راقم نے بھی دلائل الخیرات کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے اس مقدمہ اور شرح کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ فقیر کو مرشد کریم مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو الخیر یوسف سید احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ اور جانشین مفتی اعظم مولانا اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی نے دلائل الخیرات کی اجازت عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے باقاعدگی کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لہٰذا حلی غلیظہ: کشف المحجوبین

ج ۱ ص ۷۶

یوسف بن اسماعیل نبھائی: علامات

ص ۷

علامہ الزمخشری: دلائل الخیرات (مکتبہ دہلی) ص ۲

ترتیب کتاب اور پڑھنے کا طریقہ

امام جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف اور خطبہ کے بعد مقصد تالیف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”اس کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود پاک اور اس کے فضائل کا بیان کرنا مقصود ہے۔ ہم انہیں سندوں کا ذکر کئے بغیر بیان کریں گے تاکہ پڑھنے والے کے لئے یاد کرنا آسان ہو، اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے والے کے لئے یہ اہم ترین مقاصد میں سے ہیں۔“

اس کے بعد ایک فصل میں درود پاک کے فضائل بیان کئے ہیں، جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ فضائل اس مقالے کی ابتداء میں بیان کئے گئے ہیں۔

اسی فصل کے آخر میں امام جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو حضرات آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے، وہ آپ کی بارگاہ میں درود شریف پیش کریں گے، تو آپ کے ہاں ان کا کیا حال ہو گا؟ سرکارِ عالم ﷺ نے فرمایا:

أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتُغَوِّضُ عَلَيَّ صَلَاةَ غَيْرِهِمْ غَوَّضًا۔

”ہم اپنی محبت والوں کا درود شریف سنتے ہیں اور انہیں پہچانتے ہیں اور دوسروں کا درود شریف ہم پر پیش کیا

جاتا ہے۔“

اللہ اللہ! کیا خوش قسمتی ہے، ان محبتیں کی جن کا درود پاک سرورِ دو عالم ﷺ جنسِ انیس سماعت فرماتے ہیں، اگر وہ اس مقصد کے لئے اپنا سب کچھ بھی لٹا دیں تو بچ ہے۔ حاکم شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔“

جہاں ی دہم در آرزو، اے قاصد آخر بازگو در مجلس آں نازیں حرفے کہ از مای رسد

میں اس آرزو میں جان دیتا ہوں، اے قاصد! ہمیں اتنا تو بتا دے کہ اس بارگاہ ناز میں ہماری کونسی بات پہنچتی

ہے؟

اس کے بعد امام جزولی نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دو سو ایک اسماء مبارکہ بیان کئے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہر اسم مبارک سے پہلے سیدنا کا اضافہ کیا جائے اور ہر اسم مبارک کے ساتھ درود شریف پڑھا جائے۔ اس سلسلے پر علامہ جہاںپانی نے الدلائل الواضحات میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔

علامہ شیخ ابو ۶ ان زہابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلاش اور جستجو کے بعد دو سو ایک اسماء مبارکہ جمع کئے۔ وہی اسماء مبارکہ اسی ترتیب کے ساتھ حضرت فاضل مصنف نے نقل کر دیے ہیں۔ یہ مبارک نام پوری کتاب میں متفرق مقامات پر مذکور ہیں، ابتداء میں یکجا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت و جلالت کا پتا چلے، آپ کی محبت و تعظیم کو جلائے اور بارگاہ رسالت میں بکثرت درود شریف پیش کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ امام سخاوی نے القول المہدیٰ

میں ساڑھے چار سو سے زیادہ، امام سیوطی نے، تقریباً پانچ سو، امام زرقلی نے شرح مواہب میں آٹھ سو سے زیادہ اور علامہ نہمانی نے ایک قصیدے میں آٹھ سو تیس اسماء شریفہ بیان کئے ہیں۔ لے جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و در رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اسماء مبارکہ کے بعد بیت اللہ شریف اور روضہ مبارکہ کی تصویر ہے، تاکہ ان کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کا تصور نظروں میں چلایا جاسکے۔

اس کے بعد کتاب آٹھ حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر حصے کو حزب کا نام دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، تو ہر روز پوری دلائل الخیرات پڑھی جائے، نہیں تو دیکھو دن یا چار دن میں پڑھی جائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو چھپتے میں مکمل کی جائے۔ پیر کے دن فصل فی کثیفۃ الضلوف علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کی جائے، آٹھ پیر کو آٹھواں حزب پڑھ کر اسی دن پہلا حزب پڑھا جائے درود شریف کے فضائل اور اسماء مبارکہ ہر روز پڑھے جائیں تو ہر روز درود بھی کبھی پڑھ لیں تاکہ ذوق و شوق میں ترقی ہو۔

آداب

بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات، تلاوت قرآن کریم، ذکر الہی اور اتباع سنت کے بعد سب سے زیادہ اہم و فلیقہ درود پاک ہے، جس کے دنیاوی اور اخروی بے شمار فوائد ہیں۔ دلائل الخیرات کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے۔ مرکزہ دو عالم ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہو، بندوں کے حقوق ادا کرے، مسواک کے ساتھ وضو کرے، پاک صاف کپڑے پہنے، خوشبو لگائے، قبلہ رخ بیٹھ کر پورے دھیان اور اخلاص کے ساتھ دلائل الخیرات شریف پڑھے۔

دلائل الخیرات کے بعض قدیم نسخوں میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود شریف پیش کرنے والے کا شہدہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل، حضور نبی اکرم ﷺ کی تصدیق، آپ کی محبت، آپ کے دیدار کا شوق اور آپ کے عظیم مرتبہ کی تعظیم ہونا چاہیے اور یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ آپ ان تمام امور کے مستحق ہیں۔

درود شریف کا فائدہ صرف پڑھنے والے کو ملتا ہے یا نبی اکرم ﷺ کو بھی فائدہ ہوتا ہے؟ اس بارے میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت علامہ عبد الرحمن بن محمد القاسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں بڑی عمدہ بات کہی ہے، وہ فرماتے ہیں:

”اوپ یہ ہے کہ انسان یہ ارادہ کرے کہ صرف مجھے ہی فائدہ ہے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا تعلق ہے تو اس کی کوئی حد نہیں ہے۔“ ۱۔

(اس طرح علماء کے اقوال میں اختلاف نہیں رہے گا۔)
شیخ محقق، برکتہ المصطفیٰ فی السنۃ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

”اگر ہمیں خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے، تو درود پاک پڑھتے وقت آپ کی بے مثل صورت مقدسہ کا تصور کرو اور اگر یہ سعادت حاصل نہیں ہے تو یہ تصور کرو کہ گویا حضور مید عالم ﷺ اپنی حیات ظاہرہ میں تشریف فرما ہیں، اور میں تمام تر تعظیم و اجلال، ہیبت اور حیاء کے ساتھ آپ کی زیارت کرتے ہوئے درود شریف پیش کر رہا ہوں۔

یاد رہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ دیکھے رہے ہیں، اور تمہارا کلام سن رہے ہیں، کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ موصوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ اَنَا جَلِيلٌ مِّنْ ذُكْرِ نَبِيٍّ اَوْ مِثْرَا ذُكْرٍ تَاہٍ میں اس کے قریب ہوتا ہوں، حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے اس صفت سے کمال حصہ ہے۔ اور اگر یہ کیفیت بھی پیدا نہیں ہوتی اور تم نے روضہ مبارکہ کی زیارت کی ہوئی ہے، تو اس کا تصور کر کے یہ خیال کرو کہ میں حضور مید عالم ﷺ کے سینہ اقدس کے سامنے کھڑا ہوں، اور اگر روضہ شریف کی زیارت بھی نہیں کی، تو اس تصور کے ساتھ ہمیشہ درود پڑھتے رہو کہ آپ سن رہے ہیں اور پورے حضور قلب کے ساتھ درود شریف پڑھو، کیونکہ حضور قلب کے بغیر عمل کی وہ حیثیت ہے، جو بے روح جسم کی ہوتی ہے۔ (مکملہ ص ۱۵۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کی سچی محبت، اطاعت اور پاؤ کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری دین و دنیا کی حاجتیں بر لائے۔ آمین!

شمارح دلائل الخیرات

دلائل الخیرات صلوٰۃ و سلام کا ایسا مجموعہ ہے جسے دنیا بھر کے اہل محبت بطور وظیفہ پڑھتے ہیں، بعض حضرات کو تو اس سے اتنا شغف ہے کہ انہوں نے پوری دلائل الخیرات حفظ کر رکھی ہے۔

حالی خلیفہ لکھتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں صلوٰۃ و سلام کے سلسلے میں یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے (آیۃ قُنْ آیَاتِ اللّٰهِ) مشرق و مغرب، خصوصاً روم کے شہروں میں اسے باقاعدہ پڑھا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بہت لوگوں نے اسے روایت کیا، اس لئے اس کے نسخوں میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے، علامہ یوسف بن اسماعیل نہمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”الدلائل الواضحات“ میں دلائل الخیرات کے حاشیہ میں نسخوں کا اختلاف بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، نیز انہوں نے مبسوط مقدمہ بھی لکھا ہے۔ دلائل الخیرات کے نامور شارح علامہ محمد مدنی قاسی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اپنی شرح میں چابجا نسخوں کا اہتمام کرتے ہیں، ”مستتر ترین نسخہ وہ ہے جسے شیخ ابو عبد اللہ محمد صغیر سبلی نے روایت کیا ہے، وہ صاحب دلائل حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اکابر شاگردوں میں سے تھے، حضرت شیخ جزولی نے اپنی وفات سے آٹھ سال پہلے ۱۲ ربیع الاول ۱۲۶۴ھ بروز جمعہ صبح چاشت کے وقت اس نسخے کی تصحیح مکمل کی تھی، یہ شارح علامہ مطالع السمرات میں جگہ جگہ نسخہ سلیمہ کا حوالہ دیتے ہیں، اس سے یہی نسخہ مراد ہے۔ دلائل الخیرات کے مطبوعہ نسخوں کا شمار کرنا بہت مشکل ہے، اس کی متعدد شرحیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے معتد ترین شرح یہی ہے جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

امام زادہ محمد مدنی بن احمد بن علی بن یوسف النہاسی القسوی سلم المائلی ۱۲۳۳ھ / ۱۶۲۳ء میں پیدا ہوئے اور

۱۱۰۹ھ / ۱۶۹۷ء میں اس دارقانی سے رحلت فرما گئے، یہ ذکر کلی نے بھی علامہ قاسی کی تاریخ وفات ۱۱۰۹ھ لکھی ہے، حالی

کتف الکون (طبع بغداد شریف) ج ۱ ص ۵۹

۱۔ حالی خلیفہ:

کتف الکون (طبع بغداد شریف) ج ۱ ص ۶۰-۵۹

۲۔ حالی خلیفہ:

کتف الکون (طبع بغداد شریف) ج ۱ ص ۵۹

۳۔ حالی خلیفہ:

الاعلام (طبع بیروت) ج ۷ ص ۳۱

۴۔ تیراندین ذر کلی:

مدیر العارفین (طبع بغداد) ج ۲ ص ۳۸۵

۵۔ اسماعیل باشا بغدادی:

جلد نے ان کی تاریخ وفات ۵۳۴ھ لکھی ہے۔ یہ تاریخ صحیح معلوم نہیں ہوتی، اس کے مطابق علامہ محمد مدنی قاسمی کی عمر سال پانچ ہوتی ہے، جب کہ ان کی کتاب مطالع المسرات ان کے تبحر علمی پر شاہد ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عمر کم از کم چھیڑھ سال سے زیادہ تھی۔ عمر رضا کمالہ نے ان کی تاریخ وفات ۵۸۷ھ / ۱۳۸۴ء لکھی ہے۔ یہ ان کی پیدائش سے بھی پہلے کی تاریخ ہے، پھر اس بیان کے مطابق سن ہجری اور عیسوی میں بھی موافقت نہیں ہے، سن ۵۸۷ھ کے مقابل سن عیسوی ۱۱۹۳ء ہے، دیکھتے ہو ہر تقویم کا۔

حضرت علامہ کی دو نسبتیں ہیں (۱) قاسمی علامہ سمعانی نے لکھا ہے کہ قاسم مغرب کے اخیر میں ایک شہر ہے جو بہت کے قریب ہے، یہ بڑا شہر ہے جس میں نیک لوگ رہتے ہیں اور اکثر و بیشتر حافظ قرآن ہیں، یہ لوگ امام مالک کے مذہب پر ہیں۔ یہ شہر اندلس کے کنارے پر واقع ہے۔

دوسری نسبت قصری ہے، اس کے متعلق علامہ سمعانی کا بیان ہے کہ یہ سمندر کے کنارے پر حیفا اور قیساریہ کے درمیان ایک جگہ ہے۔

حضرت علامہ قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے، تاہم مطالع المسرات کے مطالعہ سے ان کے تبحر علمی، وسعت مطالعہ اور صرف و نحو، لغت و حدیث و تفسیر اور تاریخ پر ان کی وسیع نظر کا پتا چلتا ہے، نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ علمی خاندان کے فرد فرید تھے، اس شرح میں اپنے نانا شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابو الحسن یوسف القاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حوالہ دیتے ہیں (دیکھئے مطالع المسرات عربی ص ۲۹۶ اور ص ۳۲۹)

دلائل الخیرات کی شرح کرتے ہوئے ان کے سامنے اس کے متعدد نسخے تھے، ایک جگہ محدث سلیمہ کا حوالہ دینے کے بعد سات نسخوں کا حوالہ دیتے ہیں (مطالع المسرات عربی ص ۳۸۵)

حضرت علامہ قاسمی نے پہلے دلائل الخیرات کی مسبوط شرح لکھی تھی، پھر پانچ حضرات کے مطالبے پر مختصر شرح لکھی، جب کہ اسماعیل باشا بغدادی کے مطابق انہوں نے تین شرحیں لکھی تھیں، مسبوط، متوسط اور مختصر۔

۷۵۹	کشف الظنون ج ۱ ص ۷۵۹	۱۔ حلقی خطبہ:
۲۶	مجم الوصی (طبع بغداد ج ۳ ص ۲۶)	۲۔ عمر رضا کمالہ:
۳۱-۳۲	الانساب (شیخ دکن ج ۱ ص ۳۱-۳۲)	۳۔ عبد الکریم بن محمد سمعانی، امام:
۳۲۱	ج ۱ ص ۳۲۱	۴۔ ابن خلدون:
۳۶	جوہر تقویم (طبع لاہور) ص ۳۶	۵۔ شیخ عبد الدین زاہد ریکی:
۲	مطالع المسرات عربی (طبع قیصل آباد) ص ۲	۶۔ محمد مدنی قاسمی، علامہ:
۳۸۵	ہدیت العارفين ج ۲ ص ۳۸۵	۷۔ اسماعیل باشا بغدادی:

ان کی تصانیف کے اسماء حسب ذیل ہیں:

- ۱- شرح دلائل الخیرات (مبسوط)
- ۲- شرح دلائل الخیرات (موسمط)
- ۳- شرح دلائل الخیرات (مختصر) غالباً ہمارے پیش نظر موسمط شرح ہے۔
- ۴- ممتع الاسماع فی مناقب الجزولی و من له من الاتباع: صاحب دلائل حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزولیؒ کے مریدین اور شاگردوں کا تذکرہ
- ۵- الاسماع ببعض من لم يذكر فی ممتع الاسماع: حضرت شیخ جزولیؒ کے ان شاگردوں اور مریدوں کا تذکرہ جن کا ذکر ممتع الاسماع میں نہیں آیا۔
- ۶- تحفة اهل الصديقية في الطائفة الجزولية والزرورية
- ۷- تحفة الناسك بالمهم من المناسك
- ۸- الجوهر الصفي في المحاسن اليوسفية
- ۹- داعي الضرب في انساب العرب
- ۱۰- الدرة الغراء في وقف القراء
- ۱۱- الرصاعة الطيبة في الذب عن اهل الفحفية
- ۱۲- روضة المحاسن الزهية بمآثر الشيخ ابي المحاسن البهية
- ۱۳- سمط الجوهر الفاخر من مفاخر النبي الاول والاخر
- ۱۴- سيرة النبوية (خفزی)
- ۱۵- سيرة النبوية (اوسط)
- ۱۶- سيرة النبوية (کبزی)
- ۱۷- شفاء العلة من انتشار السحابة عن حکم السكران
- ۱۸- اول الملة في تنزيه الصحابة
- ۱۹- عوارف الجنة في عوارف سيدی محمد بن عبد الله صبی السنة
- ۲۰- اللمعة الخطيرة في مسئلة خلق افعال العباد النشيرة
- ۲۱- معونة الناسك بالضرور المناسك

مطالع المسرات سے چند اقتباسات

علامہ قاسی علم کا بحر ناپید کنار ہیں، جس موضوع پر گفتگو فرماتے ہیں آمدی آمد ہے، آورد کا نشان نہیں ہے، چند جات پیش کئے جاتے ہیں۔

بسمہ تعالیٰ کی یکتائی

دلائل الخیرات کے ایک جملے کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

تیری بارگاہ میں میری دعا ہے کہ مجھے وہ نور بصیرت عطا فرما کہ میں گواہی دوں کہ تو اپنی بادشاہی میں یکتا ہے، میں جان لوں کہ تو ہی عبادت کے لائق ہے، تجھ ہی سے امید رکھنا چاہئے، تجھ ہی سے ڈرنا چاہئے، تیری نافرمانی نہیں بلکہ تیری ہی اطاعت کی جانی چاہئے، تجھے فراموش نہیں کرنا چاہئے، بلکہ تیرا ہی ذکر کرنا چاہئے، تیرے ساموا ہر شے باطل ہے (فی حد ذاتہ معدوم ہے) مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی بھی فرد کو جو بھی نعمت ملی وہ صرف تیری طرف سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم تیرے غیر سے نہ ڈریں، تیرے غیر سے امید نہ رکھیں، تیرے غیر سے محبت نہ رکھیں، تیرے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کریں، تیرے سوا کسی کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوں، تیرا شکر ادا کریں، تیرے ناشکر گزار نہ بنیں اور ہر حال میں تجھ سے راضی رہیں۔

مختار نبوت و رسالت

وَمَنْ شَرَّ النَّبِيِّ وَالرَّسَالَةِ کی شرح میں فرماتے ہیں:

وہ ذات القدس جن کی نبوت و رسالت سورج کی طرح ہے، اس سلسلے میں سورج کے ساتھ تشبیہ دینے کی دو باتیں ہیں:

۱) سورج میں نور قوی ہے، نبی اکرم ﷺ نوروں کے نور، رازوں کے راز، دنیا و آخرت میں خلیفہ اعظم ہیں، آپ ہی کے ظم کافیش تمام مخلوق کو ملا ہے، آپ ہی کے اخلاق سے سب مخلوق مستفید ہوئی

ہے۔ آپ تمام انبیاء و رسل کے سردار، تمام مخلوق کے امام اور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، آپ ہی وسیلہ، بلند درجہ اور مقام محمود کے مالک ہیں، آپ ہی کو تمام نعمتیں عطا کی گئیں، آپ ہی کو جو دو کرم کے حلقے پہنائے گئے، محبتِ عظمیٰ کا مقام آپ کے ساتھ مخصوص ہے، آپ ہی تمام مخلوق کے لئے رسول مطلق ہیں، لہذا آپ ہی نورانیت کے آفتاب ہیں اور آپ ہی کی چمک و تک کا ظہر ہے۔

(۴) ستارے جو بندوں کے ہدایت پانے اور آسمان دنیا کی زینت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، وہ اسی آفتابِ نبوت سے فیض یاب ہیں اور اسی سے نور کی بھیک لیتے ہیں، اور جتنے بھی بالکمال مرکز انوار و اسرار ہدایت کے نشان اور وجود کی زینت ہیں، وہ سب نبی اکرم ﷺ سے مد لیتے ہیں اور آپ ہی کے نور اور علم و حکمت سے اکتساب فیض کرتے ہیں، قصیدہ برود کے دو شعر پڑھئے، جن کا ترجمہ ہے:

رسولان گرامی جتنے معجزے لائے، وہ آپ ہی کے نور سے انہیں ملے، وہ سب رسول اللہ سے طلب کرتے ہیں، سمندر کا ایک چلو یا تیز بادش کا ایک چھینٹا، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کی نسبت دوسرے انبیاء و مرسلین کے ساتھ دی ہے، جو سورج کو دوسرے ستاروں سے ہے، لہذا آپ نبوت و رسالت کا آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء ستارے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت

علامہ قاسی فرماتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت کو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں جانا، اس کی طرف متوجہ کرتے ہوئے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، مجھے حقیقتاً میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا، اسی فضیلت کی بنا پر اولوالعزم رسولوں مثلاً حضرت ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی امت میں سے بنا دے۔

چند احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

یہ احادیث نبی اکرم ﷺ کے اول (علی الاطلاق) اور تمام مخلوقات سے پہلے ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

کاسم نعمت ﷺ

مصدر ک مائیم کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے: ”اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَ اَنَا اَقْسِمُ“ اس کے بعد فرماتے ہیں:

آپ تمام عالم میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، اس کی بارگاہ کا واسطہ ہیں اور اس کے العیالات اور عطیات کے تقسیم کرنے والے ہیں، میں بسے بھی عالم وجود میں رحمت حاصل ہوئی یا جسے بھی دنیا و آخرت، ظاہر و باطن، علوم و معارف اور خاعتوں کا رزق ملا، وہ آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کے واسطے سے ملا، آپ ہی جنتیوں میں جنت تقسیم فرمائیں گے، اسی لئے نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے علماء نے یہ خصوصیت شمار کی ہے کہ آپ کو خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔

ایدار مصطفیٰ ﷺ

حضرت شیخ جزولی نے ایک جگہ دعا کی ہے: ”وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ“ علامہ فاسی فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ

ہے۔ ہمیں قیامت میں اپنے حبیب ﷺ کا ایسا قرب عطا فرما کہ جدا کی نہ ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

سیاق کلام سے یہی معنی فہم کے قریب ہے، بعض اوقات اس کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا و آخرت میں ہمیں قرب اور اتصال عطا فرما، دنیا میں روح اور بصیرت (دل کی بینائی) کے ساتھ اور آخرت میں جسم و جان اور ظاہر و باطن کی بصارت و بصیرت کے ساتھ۔

اس کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ کے دیدار کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے جو لائقِ ملاحظہ ہے۔

مختصر یہ کہ علامہ قاسی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیبِ اکرم ﷺ کی محبت سے سرشار اور علم و فضل کا غیاثیں مارا ہوا سمندر ہیں، ان کے قلم کی جولانیوں کو دیکھ کر اہل محبت و عقیدت پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ دلائل الخیرات ایسے ارمانِ عشق و شغف کی شرح کرنے کے لئے ایسے ہی شارح کی ضرورت تھی، یہی وجہ ہے کہ سب سے زیادہ مقبولیت بھی اسی شرح کو حاصل ہوئی۔

کچھ ترجمہ کے بارے میں

چندہ سال پہلے بعض احباب کے اصرار پر راقم الحروف نے مصالح والمہرات کا ترجمہ شروع کیا، مجھے اعتراف ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ کے لئے جس پائے کا صاحبِ علم و قلم اور صاحبِ حلِ حرم ہونا چاہئے تھا، راقم اس معیار کا حامل نہیں ہے، لیکن یہ سوچتے ہوئے کام شروع کر دیا کہ اسی بہانے درود و سلام کے ساتھ ایک گوند تعلق رہے گا، نیز بہت سے اصحابِ عشق و محبت اور دلائل الخیرات شریف کا باقاعدہ درود رکھنے والے صاحبانِ حال کی دعائیں میسر ہوں گی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ترجمہ شروع کر دیا، ابھی نصف کتاب کا ترجمہ کیا تھا کہ مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ المصابیہ کے مترجم حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ سابق خطیب داتا دربار لاہور رحلت فرما گئے، فرید بک مثال لاہور کے مالک اور اہل سنت و جماعت کے بہت بڑے ناشر جناب سید اعجاز احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا محمد رفیع شاہ پیش قصوری، مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے نقاشے اور اصرار پر اشعۃ المصابیہ کا ترجمہ شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اردو ترجمہ کی چوتھی اور پانچویں جلد مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

اشعۃ المصابیہ کے ترجمہ کی چھٹی جلد کا کام مولانا مفتی محمد خان قادری، ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ، فصیح روڈ لاہور کے سپرد کیا، اس پر نظر ثانی کا کام مولانا حافظ محمد شاہد اقبال اور راقم الحروف نے کیا، الحمد للہ! چھٹی جلد بھی چھپ گئی ہے، ساتویں اور آخری جلد کا کام جاری ہے۔ اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ”البریلویہ“ کے جواب میں عربی کتاب ”من عقائد اہل السنۃ“ مکمل کی اور اسے شائع کیا، نیز امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کے عربی دیوان کی پروف ریڈنگ اور اشاعت دو سال کی محنت شائقہ کے ساتھ کی، یہ دیوان جامعہ اذہر کے فاضل استاد جناب سید حازم محمد احمد المحفوظ نے ترتیب دیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی دوران مخدومی پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اور جناب یحییٰ الدین حقانی (ماڈل ٹاؤن لاہور) کی فرمائش پر حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی بارگشت کتاب ”تحصیل التعارف فی معرفۃ الفقہ والتصوف“ عربی کا اردو ترجمہ کیا، اسوس کہ یہ عربی کتاب تاہنوز غیر مطبوع ہے۔

عزیز القدر ممتاز احمد سیدی جامعہ ازہر شریف جاننے سے پہلے مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور کے مالک جناب سید
 صاحب سال قادری کو مشورہ دیتے تھے کہ آپ مطالع المصبرات کا ترجمہ مکمل کرنے کے لئے وہما فوہما والد صاحب سے تقاضا
 کرتے ہیں، شاہ صاحب نے ایسا ہی کیا، آتے جاتے جہاں ملاقات ہوتی یا دہائی کراتے رہتے، چنانچہ راقم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت
 و مدد سے پندرہ سال کے وقفے کے بعد پھر ترجمہ شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ کے فضل خاص اور سرکارِ دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت یہ ترجمہ ۲۷ رمضان ۱۶ جنوری ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء کو مکمل ہو گیا، اس پر یہ فقیر اپنے رب کہیم جل
 جلالہ کا بھی شکریہ ادا کرے کم ہے۔

حضرت شارح جگہ جگہ صرفی اور نحوی بحثیں بکثرت لاتے ہیں، ابتدا میں تو راقم ان احاث کو غیر ضروری خیال
 کرتے ہوئے ترک کرتا رہا، کیونکہ قارئین کو ان احاث سے زیادہ دلچسپی نہیں ہوگی، لیکن آخری نصف کا ترجمہ کرتے ہوئے
 ان احاث کا بھی ترجمہ کرنا گریباں۔

مولانا حافظ محمد شاہد اقبال امام و خطیب جامع مسجد سیدنا عبد بنی اکبر رحمۃ اللہ علیہ اندرون بھائی دروازہ لاہور سے بڑی
 محنت کے ساتھ اس کی پروف ریڈنگ کی اور فہرست تیار کی، اس طرح یہ مبارک کتاب مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور اور مکتبہ
 رضویہ لاہور کے تعاون سے شائع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کار خیر میں تعاون کرنے والے تمام
 افراد کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

صلوٰۃ البیر

حضرت مولانا صوفی محمد فاروق رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ (کراچی) نے ۲۷/۱۳/۱۹۵۳ء میں دلائل الخیرات کا ایک
 نواعت مدد خط کے ساتھ چھپوایا تھا، اس نسخہ میں منزل بنظم، بروز بیرص ۲۹۹ پر صلوٰۃ بھری نقاشی کی گئی ہے، اس سے پہلے
 میں لکھا گیا ہے کہ حضرت شیخ سید سلیمان جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب دلائل وضو کرنے کے لئے ایک کنوئیں پر تشریف لے
 گئے، یہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ وہاں نہ ڈال ہے اور نہ سی، اچھے میں قریب کے مکان سے ایک لڑکی نے آکر کنوئیں
 سے پانی ڈال دیا، کنوئیں کا پانی جوش مارا ہوا باہر اُبل پڑا، حضرت شیخ نے وضو کیا اور اس لڑکی سے اس کرامت کا راز
 پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں یہ درود شریف پڑھا کرتی ہوں، وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً
 تُوَفِّي بِهَا عَمَّا حَقَّقَهُ الْعَظِيْمُ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهِ وَ نَبِیِّهِ وَ مَظْهَرِ اِسْمِهِ الْاَعْظَمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ عِتْرَتِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ
 اَوْلِیَائِهِ اَمَّتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّهِ

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۳۔ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

خادم حضرت شریف

۱۸۔ جون ۱۹۹۹ء

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

تعارف مترجم مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات

محمد عبدالکیم شرف قادری

مولوی اللہ داتا ابن صوفی نور بخش رحمہ اللہ تعالیٰ

اہل سنت و جماعت، حنفی، ماتریدی

قادری، لکھنؤ

۲۲ / شعبان ۱۴۲۳ھ - ۲۳ اگست ۱۹۵۳ء

مرزا پور، ضلع ہوشیار پور (مشرقی پنجاب، انڈیا)

۱۹۵۰ء - ۱۹۵۵ء

۱۹۵۵ء - ۱۹۵۷ء جامعہ رضویہ، فیصل آباد

۱۹۵۸ء - ۱۹۶۱ء جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۹۶۱ء - ۱۹۶۳ء جامعہ امدادیہ مظہریہ بریل (ضلع خوشاب)

جامعہ امدادیہ مظہریہ میں مندرجہ ذیل علوم کی تحصیل کی:

فقہ ... اصول فقہ ... منطق ... فلسفہ ... ریاضہ ... حدیث ... نحو ... عقائد ... تفسیر ... حدیث ...

۱۹۶۳ء میں تین ماہ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف میں ”مرواتی“ نامہ اور شرح وقایہ“ پڑھیں۔

اس طور میں ہم حضرت موصوف کے جلیل القدر اساتذہ کی مختصر خدمت پیش کرتے ہیں:

اساتذہ اساتذہ ملک الدین حسین حضرت علامہ مولانا عطاء محمد چشتی گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

اساتذہ العلماء، شارع بخاری حضرت مولانا علامہ قلام رسول رضوی مدظلہ العالی

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا حافظ احسان الحق رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا سید منصور حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امین نقشبندی مدظلہ العالی

حضرت علامہ مولانا محمد شمس الزماں قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

اساتذہ عالیہ قادریہ میں مفتی اعظم پاکستان علامہ ابو البرکات عیدہ قادری علیہ الرحمہ کے بیٹے سہرکب پر بیعت کی (مترجم قادری)

علمی خدمات:

صاحب تذکرہ نے متعدد علمی، تاریخی اور ادبی موضوعات پر معرکتہ آراء تصانیف قلمبند کی ہیں۔ مثلاً:

عقائد۔ حدیث۔ اخلاق۔ سیرت و فضائل۔ افتاء۔ نحو۔ منطق۔ تاریخ۔ تنقید اور تاریخ اسلام کی عظیم اہم شخصیات کا تذکرہ اور مختلف تصانیف۔

علاوہ ازیں اردو میں نہایت دل پسند اور عام فہم تراجم بھی تحریر فرمائے ہیں:

☆ علامہ تہائی کی کتاب ”الشرف الموبد“ کا ترجمہ ”برکات آل رسول“

☆ علامہ عبد الفتی نائسی کے رسالہ مبارکہ ”كشف النور عن اصحاب القيود“ کا ترجمہ ”مزارات اولیاء پر چادر چڑھانا“

☆ حضرت علامہ سید یوسف سید باشم رفاہی (کویت) اند خلد العالی کی تصنیف ”ادلة اہل السنة والجماعة“ کا ترجمہ ”اسلامی عقائد“۔

☆ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ”اشعة السموات شرح مشکوٰۃ“ فارسی کے اردو ترجمہ کی جگہ چھاپرم، جرحم، ششم اور ہفتم۔۔۔ حضرت شیخ ہی کی غیر مطلوبہ تصنیف ”تحصیل التعرف فی معرفة الفقہ و التصوف“ کا ۱۰ ترجمہ کیا۔

☆ حضرت شیخ محمد صالح فرفور (دمشق) رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف لطیف ”من لفحات الخلود“ عربی کا اردو ترجمہ ”زندہ جاوید خوشبوئیں“ کیا۔

☆ حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی کی تصنیف مبارکہ ”تحقیق الفتویٰ فی ابطال الصغویٰ“ فارسی کا اردو ترجمہ ”عقائد معتضلی علیہ السلام“ کے نام سے کیا۔ نیز آپ نے علامہ فضل حق امام خیر آبادی کی منطق میں مشہور درسی کتاب ”المراقاة“ پر ”المراجعة“ کے نام سے عربی میں حاشیہ لکھا۔ ان کے علاوہ فقہ اور اخلاق سے متعلق فارسی کی بعض کتابوں پر اردو میں حواشی لکھے:

☆ سید یوسف حسینی راجا کی کتاب ”تحفہ نصاب“

☆ شیخ علی رضا کی کتاب ”بدائع معنوم“

☆ شیخ سعدی شیرازی کی کتاب ”نورینا“

☆ شیخ شرف الدین کی کتاب ”نام حق“

☆ میر سید شریف جرجانی کی کتاب ”نوحہ میر“ (شو کی مشہور کتاب)

ان تمام کتب پر آپ نے گراں قدر حواشی لکھے۔

☆ ”من عقائد اہل السنة“ کا اردو ترجمہ ”عقائد و نظریات“ کے نام سے کیا ہے۔

مشہور غیر مقلد احسان الہی ظہیر نے ”الہریلویہ“ لکھ کر اہل سنت و جماعت کی کردار کشی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اور غیر ملکی امداد کی بناء پر ”الہریلویہ“ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔

ادبیت مدوح حضرت علامہ محمد عبدالعظیم شرف قادری مدظلہ العالی نے اس کے جواب میں اردو تصنیف ”اندھیرے سے جالے نیک“ لکھی جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ علیہ پر لگائے گئے اتہامات کا علمی اور تحقیقی انداز میں جواب دیا۔ ”قیسے کے گھر“ لکھ کر بتایا کہ غیر مقلدین کے اکابر کس طرح انگریز نوازی میں غرق تھے۔ اور بعد میں ان دونوں کتابوں کو یکجا کر کے ”الہریلویہ کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ“ کے نئے نام سے شائع کیا۔

کتاب ”من عقائد اہل السنۃ“ (عربی) لکھ کر اہل سنت و جماعت کے ان عقائد کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے فتاویٰ کی روشنی میں مدلل طور پر بیان کیا ہے، جن کو احسان الہی ظہیر نے ”الہریلویہ“ میں تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کتاب سے عقائد اہل السنۃ کا اردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔ اللہ رب العزت اسے عوام و خواص کے لئے باعث نفع اور مخالفین کے لئے باعث ہدایت بنائے، روشن اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین!)۔

پیش نظر کتاب مطالع امرات شرح دلائل الخیرات اسمائ لزلجیر میں دو اہم کتاب ہے جسے سرکارِ دو عالم ﷺ کے صحابین انصاری سے لگاتے ہیں ”علامہ شرف قادری نے طویل عرصہ پہلے اس کا اردو ترجمہ شروع کیا تھا“ پھر اشعث الخطعات (فارسی) کے ترجمہ کا چوتھی جلد سے آخر تک کا کام شروع ہو گیا، ”من عقائد اہل السنۃ“ عربی کی تالیف اور اشاعت کا کام درمیان میں آ گیا۔ مطالع امرات کا ترجمہ جو گودھا ہو چکا تھا، رک گیا، میں جامعہ ازمہر، قاہرہ جاتے ہوئے، سید شجاعت رسول قادری، مالک سید رضویہ پبلیکیشنز، لاہور کو مشورہ دے آیا تھا کہ آپ علامہ شرف قادری سے تقاضا کرتے رہیں گے تو یہ ترجمہ مکمل ہو جائے گا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، الحمد للہ! کہ سید صاحب نے اس کٹپر پر عمل کیا اور اس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا، جو آپ کے سامنے ہے۔

آپ محدث، محقق، مدرس و مصنف اور شمار کی بلند منہد پر فائز ہیں۔ تحصیل علوم سے فراغت کے بعد مختلف مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔ آخر میں اہل سنت و جماعت کے عظیم الشان دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور تالیف لے آئے۔ آپ عرصہ ۳۳ سال سے درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اس طویل عرصہ میں حدیث، تفسیر، عقائد، اصول فقہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ، حیثیت، بلاغت، قدیم ادب عربی، اور فارسی پڑھانے میں مصروف رہے ہیں۔ یہ تعالیٰ ہمیں آپ کی علمی، عملی، ادبی اور مجاہدانہ خدمات سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کا سایہ صحت و تندرستی کے ساتھ ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔ آمین! و علیہم السلام محمد و علی آلہ و اصحابہ و سلم۔

آپ کے دریائے علم سے فیض پانے والے

ممتاز احمد سیدی / محمد حمزہ شرف قادری

۱۰ شوال ۱۴۲۰ھ

۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کلمہ ابتداء

اللہ تعالیٰ کی معافی اور مغفرت کا امیدوار محمد صدیق بن احمد بن علی بن یوسف 'مسکن کے اعتبار سے غازی اور پیدا کنش کے لحاظ سے قسری کہتا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنی خالص محبت سے منتخب فرمایا تو آپ تمام مخلوق سے زیادہ اپنے رب کریم کی بارگاہ میں مقرب ہوئے اور آپ پر صلوة و سلام بھیجنے کو اپنی رضا و قرب حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا جو شخص کثرت سے بارگاہ رسالت میں صلوة و سلام عرض کرتا ہے وہ بارگاہ خداوندی کا بہت ہی مقرب و نوازش و فیضان کا بہت حق دار مقاصد کے پورا کرتے گناہوں کی مغفرت، سیرت کی پاکیزگی اور دل کی نورانیت کا بہت ہی مستحق ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ آپ کی آل پاک، اصحاب کرام، ازواج مطہرات، اولاد، محلاتین، انصار، متبعین، صحابین اور تمام امت پر رحمتیں نازل فرمائے۔

سبب تالیف

میں نے اس سے پہلے 'دلائل الخیرات' کی شرح لکھی تھی جس میں اس کے الفاظ کی شرح اور مطالب کی تفسیر کی تھی میرے پاس اس کی چھٹی شرحیں اور جتنے حواشی تھے میں نے اس شرح میں جمع کر دیئے جو نصوص اور بحثیں نوایم مجھے مستغفر تھے وہ میں نے اس میں سود دیئے پھر متعدد حضرات نے اس شرح کو طویل قرار دیا اور خواہش ظاہر کی کہ اس سے مختصر شرح لکھی جائے۔ وہ نوایم کی جامع اور بیان مقاصد پر مشتمل ہو، غیر ضروری باتیں حذف کر دی جائیں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے امداد کی درخواست کی اور یہ شرح لکھنا شروع کی۔ اس میں ضروری اور مفید امور پر اکتفا کیا اور بعض ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جو پہلی شرح میں نہ تھیں میں نے اس میں پورا متن ذکر کیا ہے اور جس امر کی تحقیق ایک دفعہ بیان کر دی۔ دوبارہ اس پر کلام نہیں کیا اس کا ہم

مَطَالِعُ الْمَسْرُاتِ بِجَلَاءِ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ

دلائل الخیرات کی شرح میں مسرقات کے طلوع ہونے کے مقامات رکھا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے اور دے گا کہ اپنے فضل و کرم سے اسے درستی عطا فرمائے۔

تذکرہ حضرت مصنف قدس سرہ العزیز

مراتب معلوم ہوتا ہے کہ ہم پہلے حضرت مصنف کا مختصر تذکرہ کر دیں، اور وہ ہیں امام و مقتدا، عالم بافضل، ولی کبیر، عارف
 کامل، محقق واصل، اپنے زمانے کے قطب اور یکتا سید ابو عبد اللہ محمد ابن سلیمان جزولی، سلمانی، سید حسی (رحمۃ اللہ علیہ) آپ کا تعلق
 قریہ جزولہ کی ایک شاخ سلالہ سے ہے اور یہ السوس الاقصیٰ میں بربر کا ایک خاندان ہے، آپ نے فاس میں علم حاصل کیا اور
 یہ جاتا ہے کہ وہیں دلائل الخیرات شریف لکھی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فاس کی جامع قرویین کے کتب خانہ کی
 کتابوں کی مدد سے دلائل الخیرات مرتب فرمائی، پھر فاس سے ساحل تشریف لے گئے اور وہاں یکتائے زمان ابو عبد اللہ محمد بن عبد
 اللہ اسحاق الصغیر سے ملے جن کا تعلق

ان سے دکانہ کے شہروں میں ملاقات کی اور ان سے استفادہ کیا؟

پھر حضرت شیخ جزولی (مصنف دلائل) چودہ سال تک غلوٹ میں مصروف عبادت رہے، پھر خلق خدا کو فیض پہنچانے کے
 لئے گوش نشینی سے باہر تشریف لائے اور آسنی کی سرحد پر قیام کیا، مریدین کی تربیت کا آغاز کیا، کثیر افراد آپ کے دست مبارک
 پر تائب ہوئے، آپ کا چہ چار دانگ عالم میں پھیل گیا، آپ سے بڑے بڑے خوارق، عظیم کرامات اور فضائل جلیلہ کا ظہور
 ہوا، جن سے بڑے بڑے عالمی مبلغ حیرت زدہ رہ گئے اور عقول صافیہ ان کے سامنے بے بس رہ گئیں، حضرت شیخ احکام الیہ اور
 رسول کریم ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا تھے اور اور اکثریت سے ادا کرتے تھے۔

پھر آسنی کے حاکم نے حکم دیا کہ آپ وہاں سے چلے جائیں، چنانچہ آپ مطرازہ کے شہر آفرغال چلے گئے اور وہاں مریدین کی
 تربیت اور راہ ہدایت کی طرف راہنمائی کا سلسلہ شروع کیا، آپ کی برکت سے انہیں اولاد، سرور حاصل ہوئے، اہل فقر کی
 تعداد میں خاصا اضافہ ہوا، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام کے نغمے بلاد مغرب میں پھیل گئے۔ آپ کا شہرہ
 دور دراز تک پہنچا، آپ کے پیرو ہر جانب پھیل گئے۔ آپ کی بدولت ہندوستان اور شہرہ دار کو نئی زندگی ملی۔ مغرب میں طریقت
 کے آثار مٹ چکے تھے اور انوار ماند پڑ چکے تھے۔ آپ نے از سر نو اس کی تجدید کی۔

مریدین کی تعداد

آپ نے بہت سے مشعل کو ضلعت خلافت سے نوازا۔ آپ کی نصرت و امداد کا فیض نام تھا اور آپ کی برکات کثرت سے
 انہوں تک پہنچیں۔ آپ اپنے مریدین کو مختلف شہروں میں بھیجتے تھے، ان میں سے شیخ ابو عبد اللہ صغیر سلمیٰ اور شیخ ابو محمد عبد
 السلام المنذاری اپنے احباب کی ایک جماعت کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے تھے اور راہ خداوندی کی دعوت دیتے

تھے۔ چنانچہ لوگ بڑی کثرت سے آپ کے سلسلے میں داخل ہوئے اور مدین کا جہوم آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ مقتدرین ہر جانب سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہاں تک کہ بعض حضرات نے بیان کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے قرب اور ثواب کے طلبکاروں کی تعداد بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ (۳۶۱۵) تک پہنچ گئی۔ ان میں سے ہر ایک نے اپنے مرتبے اور شیخ کے قرب کے مطابق خیر عظیم حاصل کی۔

۱۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ / کو آفرغان میں زہر کے اثر سے صبح کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں یا دو سری رکعت کے پہلے سجدے میں آپ کا وصال ہوا۔ اس دن طہر کے وقت ایک مسجد کے وسط میں دفن کئے گئے۔ جس کا سنگ بنیاد آپ ہی نے رکھا تھا۔ بعض حضرات کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ کی نرینہ اولاد نہ تھی، وصال کے ۷۷ سال بعد آپ کا جسد غصری موس سے مراسم منتقل کیا گیا اور ریاض المموس میں دفن کیا گیا۔ آپ کے مزار انور پر ایک مکان تعمیر کیا گیا۔ جب لوگوں نے آپ کا جسد مبارک قبر سے نکالا تو وہ اسی طرح تھا جیسا کہ دفن کے دن تھا نہ تو مٹی نے اسے نقصان پہنچایا تھا اور نہ ہی طویل مدت گزرنے سے کوئی تخریب ہوا تھا۔ وصال سے کچھ پہلے آپ نے مراد داڑھی کے زائد بال منڈوائے تھے۔ مونڈے کا اثر جوں کا توں تھا۔

بعد وصال زندوں کی طرح خون لوٹ آیا

بعض حاضرین نے آپ کے چہرہ انور پر انگلی رکھ کر دہائی تو اس کے نیچے سے خون سٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو خون دوبارہ لوٹ آیا، جیسا کہ زندوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا مزار مبارک مراکش میں ہے۔ ہارعب، پرطیت اور پر جلال، وہاں زائرین کا جہوم ہوتا ہے اور لوگ کثرت سے دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے ورد پاک پڑھنے کی برکت سے آپ کے مزار شریف سے کستوری کی خوشبو آتی ہے، آپ کا طریقہ شلالیہ ہے، اس طریقہ کے بارے میں آپ کے بہت سے ارشادات لوگوں نے قلم بند کئے ہوئے ہیں، جو متفرق طور پر لوگوں کے پاس پائے جاتے ہیں۔

تصوف میں آپ کی ایک تالیف ہے اس کے علاوہ حزب الصلاح اور ایک حزب جس کا نام ”حزب منجلی الدائم لا یزالی“ ہے اور ایک یہ تصنیف (دلائل الخیرات) ہے، جس کی ہم شرح کر رہے ہیں۔ اس کی ابتدا تمام نسخوں میں بسم اللہ شریف سے ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ائمہ مصنفین کا معمول

ائمہ مصنفین کا طریقہ اور معمول ہے کہ کتب علیہ کی ابتدا بسم اللہ شریف سے کرتے ہیں، جیسے کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا: اسی طرح اکثر رسائل کا بھی یہی انداز ہے، اس سے پہلا مقصد قرآن کریم کی پیروی ہے، کیونکہ علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ کے علاوہ قرآن کریم کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کا پڑھنا مستحب ہے، اگرچہ امام مالک کے نزدیک بسم اللہ شریف قرآن پاک کی ابتدا نہیں ہے، لیکن قرآن شریف سے پہلے بسم اللہ شریف لکھنے پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، دوسرا مقصد نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرنا ہے۔ "مَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ" (بسم اللہ شریف کا نام کی ابتدا بسم اللہ شریف سے نہ کی جائے، وہ بے برکت ہے) خطیب نے کتاب الجامع میں یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے۔ ایک حدیث میں "ابن" کی جگہ "أَفْضَلُ" ہے ایک اور روایت میں "أَجْزَلُ" ہے اور یہ تشبیہ بلیغ کے ذریعے کمال قدرت عیب کا اظہار ہے۔ ان تمام الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ دو کام اگرچہ ظاہر مکمل ہے لیکن درحقیقت ناقص اور بے برکت ہے، "ذی بال" کا حقیقی ذی شان ہے۔

بسم اللہ شریف سے ابتدا کا مقصد

بسم اللہ شریف سے ابتدا کا مطلب ذات باری تعالیٰ سے استعانت ہے، کیونکہ لفظ اسم ناکم ہے یا اسم سے مراد کلمات یا اس کا مطلب اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرنا ہے، اس وقت بسم اللہ میں ہوا آگ کے لئے ہے اور یہی بام استعانت ہے یا علامت اور معیت بقصد شجر کے لئے ہے۔ اسم منقول سے مشتق ہے اور یہ باندی کے معنی میں آتا ہے یا علامت سے مشتق ہے اور اس کا معنی علامت ہے۔ اسم جلالت (اللہ) ذات باری تعالیٰ کا نام ہے، اسی کے ساتھ خاص ہے، کسی نام پر اس کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ لہذا یہ تمام اسماء سے زیادہ خاص ہے۔ یہ اسم سب سے زیادہ معروف اور سب سے بڑا اسم ہے، یہ اسم ذات پر دلالت کرتا ہے جو تمام صفات الوہیت سے موصوف ہے۔ لہذا یہ تمام اسماء حسی کے معانی کا جامع ہے، ان کے علاوہ دوسرے اسماء کسی ایک معنی کے ساتھ خاص ہیں، اسی لئے تمام اسماء اس نام کی طرف مضاعف ہوتے ہیں اور یہ نام کی طرف مضاعف نہیں ہوتا، یعنی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم ہے، لیکن یہ نہیں کہتے رحیم اللہ ہے، باقی تمام اسماء تَخْلُقُ کے لئے ہیں، یعنی انسان اپنی حیثیت کے مطابق ان کے مطابق ان کے معانی سے موصوف ہوا، لیکن یہ اسم صرف تعلق کے لئے ہے، اور اس سے اللہ کا حصہ محویت اور تمام توجہات کو ذات باری تعالیٰ پر اس طرح مرکوز کر دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی دیکھائی دے نہ سکیں، اس کی طرف دھیان جائے، اکثر کے نزدیک یہ عربی ہے اور یہی حق ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ مرتجل ہے یا مشتق،

مشہور اور مختار یہ ہے کہ مزید جل ہے اور مشتق نہیں ہے۔ رطلن و رحیم رحمت سے مشتق صفت کے صیغے ہیں جو مبالغہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اسم باء جارہ کے سبب اور اسم جلالت (اللہ) مشاف کے سبب مجزور ہے۔ رطلن و رحیم بھی مجزور ہیں۔ رطلن صیغہ صفت ہو تو اسم جلالت کی صفت ہے اور اگر علم ہو تو اس سے بدل ہے یا عطف بیان اور رحیم پہلی صورت میں اسم جلالت کی صفت ہے اور دوسری صورت میں رطلن کی صفت ہے کیونکہ بدل اور عطف بیان صفت سے پہلے نہیں آتے۔ اس بناء کو بعض نے بناء ثریب قرار دیا ہے اور بعض نے بناء انشائیہ اور انتقال دونوں کا موجود ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم

اللہ تعالیٰ رحمت و سلامتی نازل فرمائے ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب پر

۱۔ یہ بھی تمام فضیلتوں میں ثابت ہے۔ شفاء شریف میں ہے کہ رسائل کی ابتدا میں بسم اللہ شریف کے بعد نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پاک کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے درود پاک کا لکھنا بغیر کسی انکار کے امت مسلمہ میں رائج ہے۔ صدر اوّل (زمانہ صحابہ) میں یہ طریقہ جاری نہیں تھا بلکہ بنو ہاشم کی خلافت میں جاری ہوا پھر دنیا بھر کے مسلمانوں نے اسے اپنا لیا۔ بعض حضرات کتاب کا اختتام بھی درود شریف پر کرتے ہیں۔ شیخ یوسف بن عمر فرماتے ہیں پھر اس پر اہتمام ہو گیا کہ جو بھی کتاب لکھی جائے گی اس میں بسم اللہ شریف کے بعد درود شریف لکھا جائے گا۔

درود پاک سے ابتداء کا مقصد

درود پاک سے مقصد (۱) نبی اکرم ﷺ کے اس ارستو پر عمل کرتے ہوئے برکت حاصل کرنا ہے، فرمایا: جس کلام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کے بعد اللہ پر درود شریف نہ ہو وہ ہر برکت سے محروم ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو نام کام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور پھر مجھ پر درود شریف بھیجے بغیر شروع کیا جائے اسے برکت ہے۔ (۳) درود پاک کی کثرت کو قیمت جاننا۔ (۴) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”وَزَعْنَاهُ اِنْ تَابَ وَآمَنَ وَاعْتَمَلَ سِرًّا“ (۱) سے حبیب اہم نے تمہارا ذکر بلند کیا کے مطابق ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ کو ترجیح کرنا۔ ایک جماعت حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے حبیب! جب بھی میرا ذکر کیا جائے میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ کا کسی قدر حق ادا کرنا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان تمام نعمتوں کے ان تک پہنچنے کا واسطہ ہیں اور سب سے بڑی نعمت یعنی اسلام کی ہدایت، آپ ہی کی برکت اور آپ ہی کے ہاتھوں بندوں تک پہنچتی۔ حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا (۵) اصل جس چیز کی نفی کو چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کر کے حق بندگی ادا کرنا لہذا اس میں زیادہ فرمانبرداری ہے۔ اسی لئے بارگاہ رسالت میں درود شریف پیش کرنے کو ہر عمل پر فضیلت حاصل ہے اور اصل جس چیز کی نفی کو چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ مخلوق کے حق میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرے کیونکہ درود پاک میں نبی اکرم ﷺ کے حق کے ساتھ

مستحبات ہے اور عبادات میں اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی سے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ لیکن یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم ہی سے بارگاہ رسالت میں درود شریف پڑھا گیا جاتا ہے اس لئے اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی زیادہ بے گسی ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو ان کی بزرگی یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور انہیں ملعون نے چہ نکہ حکم کی خلاف ورزی کی اس لئے ذلیل ہوا درود اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اے ایمان والو! میرے حبیب ﷺ پر درود و سلام بھیجو

قاضی ابوبکر بن کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حقوق پر فرض کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام بھیجیں اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا آدی پر لازم ہے کہ بکثرت درود و سلام بھیجے اور اس سے غافل نہ ہو۔ صلوات اللہ علیہ کے ثواب کا بیان کتاب (دلائل الخیرات شریف) میں آئے گا۔

جملہ صلی اللہ تعالیٰ لفظاً خبریہ اور معنی دعائیہ (انشائیہ) ہے۔ بسم اللہ شریف پر واؤ کے ساتھ اس جملہ کے عطف میں اضافہ ہے چہ نکہ انشاء کا عطف خبر پر منوع ہے اس بنا پر بعض نے اس عطف کو ممتنع قرار دیا کیونکہ بسم اللہ شریف جملہ خبریہ ہے (اور صلی اللہ تعالیٰ جملہ انشائیہ ہے) بعض نے اسے جائز قرار دیا یا تو اس بنا پر کہ اس جگہ لفظ قول (کہنا) محذوف ہے اصل عبارت اس طرح ہے: ”میں کہتا ہوں و صلی اللہ تعالیٰ“ لفظ قول کلام عرب میں بکثرت محذوف ہوتا ہے اور نحوی بہت سے مقامات میں اسے اختیار کرتے ہیں یا اس بنا پر کہ انشاء کا عطف خبر پر جائز ہے اور یا اس بنا پر کہ بسم اللہ شریف بھی جملہ خبریہ ہے اور یہی رائج ہے اور عقار یہ ہے کہ واؤ ذکر کی جائے کیونکہ شیخ ابو عبد اللہ خرونی اپنی کتاب ”مکفایہ المرید اور حصہ العید“ میں اپنے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن منصور الحلی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے شیخ ابو زید ثعالبی سے اور انہوں نے اپنے شیخ ابو جعد المقری سے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں خواب میں واؤ ذکر کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ ایسا نہ کہ خواب میں معلوم ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہی صواب کی توفیق دیتے والا ہے۔

صلوٰۃ کو علی سے اس لئے متعدی کیا کہ وہ رحمت و عنایت اور مہربانی کے معنی میں ہے کیونکہ صلوٰۃ اصل میں میلان کا نام

لفظ سید کی لغوی و صرفی تحقیق

سید کا اصل سنیدہ ہے کیونکہ یہ بلا تعلق منہ فی سنیدہ سے ماخوذ ہے۔ اس میں واؤ اور یاء نکجا ہیں اور پہلی ساکن ہے اس لئے واؤ کو یا کیا اور ایک جیسے دو حرف جمع ہونے پر پہلی کا دو سہنی میں ادغام کر دیا۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ جس کا ادغام کیا جائے اسے

یہ کہ قرآن پاک میں ہم اللہ شریف پہلے ہے۔ پھر حضرت مصنف نے ہر کا ذکر کیا کیونکہ احادیث ہر میں ابتداء عرفی مراد ہے۔ کسی چیز کو مقصد سے پہلے لانا اور ابتداء عرفی میں خطبہ کی ابتداء سے مقصد میں شروع ہونے تک وسعت ہے۔

ہم کی لغوی تحقیق

امت میں ہم کا معنی ہے بہ طور تعظیم کسی کے اوصاف بزیلہ بیان کرنا۔ عام اڑیں کہ اس کے مقابل نعت ہو یا نہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے جملہ اسمیہ اختیار کیا کوئی اور جملہ نہیں لائے اس میں قرآن پاک کی ابتداء ہے اور یہ بھی پیش نظر ہے کہ اسمیہ ثبوت پر دلالت کرتا ہے (یعنی ہم کسی ایک زمانے کے ساتھ مختص نہیں ہے) اس میں اختلاف ہے کہ یہ جملہ لفظ اور معنی خبریہ ہے یا لفظ خبریہ اور معنی انشائیہ ہے پہلی صورت میں معنی یہ ہو گا کہ اللہ سید عالمین ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے لئے دوسری صورت میں یہ اخذ اللہ کا متبادل ہے۔ (یعنی میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی شریف کرتا ہوں)

اللہ کے لفظ لام میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہ جتنی ہے (یعنی حقیقت ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے) صاحب لسان عربی مذہب ہے بعض محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ استغراقی ہے۔ (یعنی تمام افراد ہم مراد ہیں) بعض جملہ کا قول ہے بعض نے کہا یہ لام عہد ذہنی ہے اس میں پھر اختلاف ہے کہ اس کا اشارہ کس طرف ہے بعض نے کہا ہم مراد ہے جو بندوں میں معروف ہے۔ بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنی تعریف فرمائی اور اس کے بعد اور انبیاء و اولیاء نے اس کی تعریف کی وہ اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ بعض نے کہا وہ تعریف مراد ہے جو ازل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے فرمائی

یہ دونوں قدریں سرہ نے فرماید اس میں تین احتمال ہیں۔ (۱) لفظ لام جتنی ہے (۲) عہد کے لئے ہے۔ (۳) انشاء کے لئے ہے پہلی صورت میں معنی یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ دوسری صورت میں معنی یہ ہے کہ وہ تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس نے ازل میں اپنے لئے فرمائی۔ تیسری صورت میں معنی یہ ہے کہ میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں یہ مطلب نہیں کہ میں آئندہ اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا۔

دوسرے ماہرانی نے فرمایا اس میں منافاة نہیں ہے کہ انشاء کے ساتھ ساتھ استغراق مراد ہو بلکہ استغراق انشاء کے ضمن میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی تمام تعریفیں فرمائی ہیں اور وہ تمام تعریفوں کا عالم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ بھی جنہیں میں نے جانا اور وہ بھی جنہیں میں نے نہیں جانا۔ البتہ انشاء اور عہد متعلق ہیں کہ عہد قدیم ہے اور انشاء حادث ہے اس لئے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی جارہی ہے اور یہ حادث ہے اور محدود تعریفیں ہیں جو ازل میں واقع ہوئیں۔ واللہ اعلم۔

اللہ میں مشہور یہ ہے کہ لام انحصار کے لئے ہے بعض نے کہا استغراق کے لئے اور بعض نے کہا ملک کے لئے ہے۔

الَّذِي هَدَانَا لِلْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ

جس نے ہمیں ایمان اور اسلام کی ہدایت فرمائی

۱۔ الذی اسم موصول ہے۔ وضع کے اعتبار سے کلی اور استعمال کے لحاظ سے جزئی ہے، اس کی ساخت اس مقصد کے لئے ہے کہ جملہ کو معرفہ کی صفت بنایا جاسکے۔ اس کے ساتھ جو جملہ ملایا جاتا ہے وہ ایسا ہونا چاہئے کہ الذی سے جس کی طرف منظر کے ذہن میں اشارہ ہے، اس جملہ کی نسبت اس کی طرف مخاطب کو معلوم ہو، یہ اس جگہ اسم جلالت کی صفت ہے جو مدح کے لئے اور اس غرض کو پختہ کرنے کے لئے لائی گئی جس کے لئے کلام کیا جا رہا ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے اور اس استحقاق میں منفرہ ہے اور ان نعمتوں کا بیان کرنا مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد کو واجب کرنے والی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منعم کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲۔ ہدانا یعنی ہمیں صاحب رشد و ہدایت بنایا۔ ہدایت کا معنی ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ہدای کا معنی مرشد ہے۔ مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی تو حکم اور بیان سے ہوتا ہے اور کبھی ایمان کی قدرت پیدا فرما کر۔ عام طور پر استعلاات میں دو سرا معنی ہی مراد ہوتا ہے اور یہی اس جگہ مراد ہے۔ ہدانا میں ضمیر بارزہ سے منکلم مع التخییر مراد ہے اور یہ صیغہ اس لئے استعمال کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ نعمت بہت بڑی اور عام ہے۔ نیز ظہور سے بچنے کے لئے ہدایت یا نشان کے گروہ میں داخل ہونا مقصود ہے، کیونکہ افراد سے اختصاص مقصود ہوتا ہے، اگر مفرود کا صیغہ لایا جاتا تو معنی یہ ہوتا کہ صرف مجھے ہدایت دی ہے۔

۳۔ لاییمان میں لام تعدیہ کے لئے ہے۔ ہدایت کبھی تو بلا واسطہ متعدی ہوتی ہے اور کبھی لام اور الی کے واسطے سے۔

ایمان تصدیق کا نام

ایمان لغت میں تصدیق کو کہتے ہیں اور شریعت میں دل سے ان امور کی تصدیق کرنے کو کہتے ہیں جن کے متعلق ہدایت معلوم ہو کہ رسولان کرام، وہ امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں یعنی مان لینا اور انہیں قبول کر لینا۔ یہ تصدیق اس وقت تک معتبر نہیں ہوتی جب تک کہ خضوع، دل کا جھکاؤ اور احکام اسلامیہ کو قبول کرنا نہ پایا جائے، اور کمال تصدیق صرف اس وقت حاصل ہوگی جب ان احکام پر عمل پایا جائے اور اسلام بخیر و انکساری اور فرمانبرداری کا نام ہے اور یہ صرف اس وقت پایا جائے گا جب ظاہری اعمال کو قبول کیا جائے گا اور اعمال کو قبول کرنا اس وقت ظاہر ہو گا جب ان پر عمل کیا جائے گا۔ اسی لئے شرعاً اسلام کی تفسیر اعمال و عبادات سے کی جاتی ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی اکرم ﷺ کی رسالت کا اقرار اور نماز و زکوٰۃ وغیرہ، اگر کوئی شخص احکام شرعیہ کو قبول نہیں کرتا اور ان کے لازم ہونے کا انکار کرتا ہے، تو وہ نہ تو الوہیت کے سامنے جھکا ہے نہ فرمانبرداری ہے اور نہ ہی اس کی تدبیر اور احکام کو تسلیم کرتا ہے۔ لہذا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اعمال مذکورہ تصدیق مذکور کے ساتھ ہی معتبر ہیں، جسے ایمان کہا جاتا ہے۔ لہذا ایمان اسلام کے ساتھ اور اسلام ایمان کے ساتھ ہی صحیح ہو گا۔ پس یہ آپس میں

اسلام میں اودھ شرعاً ایمان و اسلام متحد ہیں، شریعت میں مومن مسلم ہے اور مسلم مومن ہے، لہذا یہ مصداق کے اعتبار سے کافی ہیں، اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے متغایر ہیں۔

ایمان و اسلام مفہوم کے اعتبار سے متغایر ہیں

محقق مصنف رحمہ اللہ نے ایمان و اسلام کی حقیقت اور مفہوم کا اعتبار کرتے ہوئے دونوں کا ذکر کیا ہے، کیونکہ یہ مقام حمد ہے، یہ مقام تفصیل اور بکثرت نعمتوں کے ذکر کی ضرورت ہوتی ہے، میں میں شک نہیں کہ ایمان و اسلام مفہوم اور تفسیر سے متغایر ہیں، کیونکہ تفسیر کا محل دل ہے۔ اقرار اور اعمال صالحہ کی نعمت کا محل ظاہری اعضاء ہیں اور ظاہر ہے کہ ایمان و اسلام اویں ایمان شرعی طور پر مشترک ہے، کبھی تو اس سے مراد صرف دل کا عمل (تصدیق) ہوتا ہے اور کبھی دل و جوارح دونوں کا عمل ہوتا ہے اور اقرار ایمان کی چیز ہے یا شرط اور کبھی عبادات مردہ ہوتی ہیں، خواہ بدلی ہوں یا نہ ہوں۔ یہ ہے کہ کبھی ایمان کا استعمال نعمت کی بنیاد (تصدیق) اور مطلق سعادت کی شرط (اقرار) میں ہوتا ہے اور کبھی عبادات سے حاصل ہونے والے کمال میں جو ذریعہ نجات اور کمال سعادت کی شرط ہے۔

اسلام کے دو استعمال ہیں، ایک مجموعہ دین اور یہ تینوں مقامات ظاہر، باطن اور احسان کو شامل ہے، دوسرا دین کی جز، جس کا مطلب ہے ذکر ہو چکا ہے۔ اس کا بھی ایک مفہوم ہے، یعنی "مضوع" فرمانبرداری اور تسلیم اور ایک مظہر ہے، یعنی اعمال ظاہرہ، لہذا مصنف نے (ایمان و اسلام) دونوں لفظ ذکر کئے ہیں، تاکہ ان کے تمام استعمالات اور ظاہر و باطن کو شامل ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مگر کو ان دونوں سے خاص کیا ہے، حالانکہ بندے پر اللہ تعالیٰ کے انعامات بے شمار ہیں، کیونکہ یہ دونوں دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں سے بڑی نعمتیں اور تمام نعمتوں کی بنیاد ہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ نیز ایمان کی بندوں کی طرف نسبت سے جو وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ انسان کی اپنی کوشش سے ہے، اس سے برائت اور علیحدگی کا اظہار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بَلَىٰ اللَّهُ يَصْطَفِي الْخَيْرَاتِ لَكُمْ لَئِنْ كُنْتُمْ لَا يُؤْمِنُونَ" (بلکہ اللہ تعالیٰ تمہیں احسان بخواتا ہے کہ تمہیں ایمان کی ہدایت دی) نیز فرمایا: "وَلَوْ كُنَّا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَقَدْ نَبَغْنَا فِي أَنْفُسِنَا أَنْفُسًا وَأَنْفُسًا فِي أَنْفُسِنَا" (ان لوگوں نے کہا جنہیں علم اور ایمان دیا گیا) نیز فرمایا: "كَتَبَ فِي قُلُوبِكُمُ الْإِيمَانَ" (ابن علی میں ایمان لکھ دیا) نیز فرمایا: "أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ اللَّهُ خُصْرَكَ لَوْلَا سَلَامَةُ عَلَيْنَا لَوْلَا بَقِيَّتُكَ" (کیا وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا، تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے) اس کے علاوہ دوسری آیات اور احادیث جو ایمان کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ ایمان کی ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

مگر جواب کی "قوت القلوب" میں فرماتے ہیں۔ یہ دعویٰ کرنا کہ ایمان عقل کو شش اور قوت و طاقت سے ہے، نعمت کی بنیاد ہے، جو شخص یہ وہم کرتا ہے مجھے خوف ہے کہ اس کا ایمان سلب کر لیا جائے گا، کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کے

شکر کو ناشکری سے بدل دیا ہے۔

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ الَّذِي اسْتَقْدَنَا بِهِ مِنْ

اور صلوٰۃ و سلام ہو اللہ تعالیٰ کے نبی محمد ﷺ پر جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے

عِبَادَةَ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ

نہیں بت پرستی سے بچایا

تمام اہم امور سے پہلے درود پاک پڑھنا

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”مستحب یہ ہے کہ انسان خطبہ اور ہر امر مطلوب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء لائے اور رسول اکرم ﷺ کی بارگاہِ تقدس میں درود و سلام پیش کرے۔ امام فاکہانی نے شرح رسالہ میں اہل علم سے نقل کیا کہ ہر مصنف، درس دینے والے مدرس، خطیب، پیغام نکاح دینے والے شادی کرنے والے اور نکاح پڑھانے والے کے لئے اہتمام امور سے پہلے مستحب یہ ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کرے۔ حضرت مصنف قدس سرہ اگرچہ ہم اللہ شریف کے ساتھ درود شریف لکھ چکے ہیں۔ لیکن اب دوبارہ ذکر کیا ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ درود پاک کثرت سے پڑھا جائے اور اس کی فضیلت حاصل کی جائے۔ نیز ابتداء سابق میں یہ بھی احتمال تھا کہ بطور خبر ذکر ہو۔ (اس صورت میں کہ اس سے پہلے قول مقدر ہو) اور اس جگہ یہ طریق انشاء ہی ذکر ہے، جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا کہ درود شریف کے ساتھ ابتداء مقصود ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد ہونا چاہئے۔ چنانچہ حمد کے ساتھ دوبارہ ابتداء کی ہے اس لئے درود پاک کو بھی دوبارہ ذکر کیا ہے۔

اکثر نسخوں میں اس جگہ صرف صلوٰۃ کا ذکر ہے سلام کا ذکر نہیں ہے۔ نسخہ سلیہ جس کی تصحیح خود حضرت مصنف نے کی ہے اور اس کی پشت اور حواشی پر ان کی تحریرات موجود ہیں، اس میں بھی اسی طرح ہے، یہ نسخہ حضرت مصنف کے عظیم شاگرد شیخ ابی عبد اللہ محمد الصغیر السبلی کا ہے، اور مصنف کے وصال سے آٹھ سال پہلے لکھا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ ناقل نے اس میں لکھا ہے کہ میں نے یہ نسخہ چہ ربیع الاول ۸۶۲ھ جمعہ کی صبح کو مکمل کیا، بعض نسخوں میں صلوٰۃ و سلام دونوں کا ذکر ہے، اور بعض نسخوں میں اس جگہ سلام کا ذکر نہیں ہے۔ البتہ! آخر میں ”و بعد“ سے پہلے ان الفاظ میں ذکر ہے۔ ”وَسَلِّمْ كَتَبْنَاهُ اَنْبِيَا“ علامہ نے صرف صلوٰۃ یا صرف سلام کے ذکر کرنے کو مکروہ کہا ہے اور اس کی تاکید میں کئی فتاویٰ ذکر کی ہیں، لیکن علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ صرف صلوٰۃ کا لانا اس وقت مکروہ ہے کہ سلام بالکل ہی نہ ہو، لیکن اگر ایک وقت درود شریف پڑھا اور دوسرے وقت سلام پڑھا تو تعمیل ارشاد ہو جائے گی اور اس جگہ بھی اسی طرح ہے، کیونکہ اگرچہ معتد نسخوں میں اس جگہ سلام نہیں ہے۔ لیکن کتاب اس سے ہے اور صلوٰۃ و سلام ہی کے لئے لکھی گئی ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت مصنف نے

پہلے لیا ہو اور سوا لکھنا رہ گیا ہو۔

ترتیب سلیہ اور دوسرے نسخوں میں اسم رسالت ”محمد“ پہلے ہے اور بعض نسخوں میں ”نبیہ“ پہلے ہے، پہلے نسخے کے مطابق اسم رسالت (محمد) کی صفت ہے اور دوسرے نسخے کے مطابق اسم رسالت (محمد) نبیہ سے بدل ہے یا عطف بیان ہے۔ جملہ نسخہ لکھنا شریعہ ہے اور اس سے معذور بارگاہ رسالت میں درود شریف پیش کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ استغفركنا یہ صفت مدح کے لئے لائی گئی ہے اور اس میں نبی اکرم ﷺ کے لئے اس عظیم نعمت اور احسان کا اعتراف ہے جس کے سامنے ہر نعمت اور احسان نیچ ہے۔ استغفركنا کا معنی ہے پھڑپھڑا، نجات دی اور بچایا، استغفركنا کا معنی جی ہے۔ زائد حروف مبالغہ کے لئے ہیں، اس جگہ ضمیر کا برہانہ میں وہی محسوس ہے جو ہذا کا کی ضمیر میں گزر چکی ہے۔ (یعنی ہم مع ضمیر کی نعمت کی عظمت ظاہر کرنے اور بت پرستی سے نجات پانے والوں کے گروہ میں شمولیت کے لئے لائی گئی ہے۔ یہ میں یاہ سببہ اور ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے۔

یہ عبارت ”اے آسمانی! عاجزی، انکساری اور اپنے آپ کو کم مرتبہ جانتے ہوئے خدمت و اطاعت کو کہتے ہیں۔

ہوٹان و اصنام کا معنی

ہوٹان و اصنام دونوں لفظوں کا معنی ایک ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ الگ الگ ہیں، ”ہوٹان“ وہ مجسمہ ہے جو پتھر، لکڑی یا کوئی دوسرا مادہ سے بنایا گیا ہو اور جسم وہ تصویر ہے جس کا اپنا کوئی جسم نہ ہو (جیسے فوٹو) بعض نے کہا کہ ”صنم“ اصل جیسے کو کہتے ہیں اور ”ہوٹان“ غیر انسانی مجسمے کو کہا جاتا ہے، بعض نے کہا، ”ہوٹان“ پتھر وغیرہ کا مجسمہ ہے اور ”صنم“ سونے، چاندی یا لکڑی کا مجسمہ ہے۔ بعض نے اس کے برعکس کہا ہے، ”ہوٹان“ ستاروں اور دیگر معبودات کا ذکر نہیں کیا، صرف بتوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ جزیرہ عرب میں انہی کی عبادت ہوتی تھی، حضرت مصطفیٰ کا نسب بھی عربوں سے تھا ہے اور نبی اکرم ﷺ بھی انہی میں مبعوث ہوئے اور آپ نے ان تمام کو بتوں کی عبادت سے بچایا، چنانچہ جزیرہ عرب میں صرف ایک دین، ”دین اسلام“ ہی باقی رہا، دوسرے معبودات تو وہ اب تک باقی ہیں، ”دوسری وجہ یہ ہے کہ بت اونٹن ترین معبود ہیں، کیونکہ وہ ہاتھوں سے بنائے جاتے ہیں، ان میں شکست و ریخت اور کمی، زیادتی کا عمل جاری رہتا ہے، پھر یہ کہ زمین کی جنس سے ہیں۔ ان میں نورانیت کے نام بھی نہیں ہے، خاص طور پر ان کے ذکر میں بہت بڑے احسان اور انعام کا اعتراف ہے، کہ نبی اکرم ﷺ نے انسان کو آسمانی کھیتی اور بت پرستی کے آخری درجے کی ذلت سے انکار کر اللہ تعالیٰ غالب و جبار اور رخص و رحیم کی عبادت کی عظیم شہادت پر پہنچا دیا۔

وَعَلَىٰ آلِهِ ۖ وَأَصْحَابِهِ ۖ الشُّجَبَاءِ ۖ الْبُرَرَةِ ۖ الْكَرَامِ ۖ

اور آپ کے نجیب، متقی اور کریم اہل بیت اور صحابہ پر

آل محمد ﷺ میں کون کون شامل ہیں

آل کے کہتے ہیں آل و عیال کو اس کا اطلاق متبعین پر بھی کیا جاتا ہے، جو ہری کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کی آل میں اختلاف ہے، اس میں بہت سے اقوال ہیں، ہمارے اصحاب مالک کے اس میں سات قول ہیں، مشہور قول یہ ہیں۔ کہ وہ بنو ہاشم اور ان کو اولاد ہیں۔ یہ ابن قاسم، امام مالک اور ان کے اصحاب کا قول ہے، بعض نے کہا کہ وہ بنو مطلب ہیں، ہمارے مذہب میں یہ قوی قول ہے۔

یہ واضح ہے کہ اصحاب کا ذکر اکثر نسخوں میں ہے اور بعض میں نہیں ہے، روایت کے اعتبار سے ہر دو نسخے صحیح ہیں، نسخہ سہیلہ میں صحابہ کرام کا ذکر نہیں ہے، ممکن ہے کہ حضرت مصنف نے آل پاک پر دوبارہ درود شریف اس لئے بھیجا ہو کہ نبی اکرم ﷺ نے جو درود پاک کا طریقہ بتایا، اس میں آل پاک کا ذکر ہے، ایک روایت میں حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد اس طرح وارد ہے کہ مجھ پر دم بریدہ درود نہ بھیجو، صحابہ کرام نے عرض کیا، وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ کر رک جائے، بلکہ یوں کہو اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (اے اللہ! اپنے حبیب اکرم ﷺ اور آپ کی آل پاک پر رحمتیں نازل فرما) مطلب یہ ہے کہ آل پاک کا بھی ذکر کرو صحابہ کرام پر درود بھیجنے کا حکم اس طرح وارد نہیں ہے، آل پاک پر قیاس کرتے ہوئے ان پر بھی درود شریف بھیجا جاتا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امتداد میں صحابہ پر درود شریف بھیج چکے ہیں اور علی آلہ و صحبہ و مسلم! اسی پر اکتفا کر لیا ہو۔

ہر متقی پر ہمیزگار حضور علیہ السلام کی آل ہے

یہ بھی ممکن ہے کہ آل سے مراد ہر متقی ہو، جیسے کہ علماء کی ایک جماعت کا مختار ہے۔ حضرت مصنف نے آئندہ ایک حدیث کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ آل پاک وہ اہل صفاء و وفا ہیں جو آپ پر مخلصانہ ایمان لائے۔ بعض حضرات نے تمام امت مسلمہ کو آل میں داخل قرار دیا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں، امام مالک کا اسی طرف میلان ہے، دماغی نے کہا، یہ قول امام مالک سے منقول ہے۔ اسی طرح امام سبکی نے علامہ بیضاوی کی تصنیف مسراج کی شرح میں کہا۔ علامہ عبدالحق نے تہذیب میں کہا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی آل پاک آپ کے دین کے پیروکار ہیں۔ جیسے کہ فرعون کے متبعین کو آل فرعون کہا جاتا ہے۔ ازہری وغیرہ محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابو عبد اللہ ہروی نے ابن عربی سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ کی آل پاک وہ لوگ ہیں جن کا دین و مذہب یا نسب کے اعتبار سے آپ سے تعلق ہے۔ یہ بیحد پسلا قول ہے یا اس کے قریب ہے۔ ان اقوال کے مطابق لفظ آل اپنے عموم کی بنا پر اصحاب پر بھی منطبق ہو گا۔

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی جمع ہے کریم اور بلند اخلاق "التَّوَّذُّعُ" گاڑ کی جمع ہے، نیک کام کرنے والا اور برائیوں سے اجتناب کرنے والا۔ بڑا نیک، ایسا اسم ہے جو بھلائی، اطاعت اور سچائی سب کو شامل ہے۔

کریم کا معنی

الحکام کریم کی جمع ہے۔ کریم کا معنی ہے شرافت کی تمام قسموں اور تمام اوصاف کمال کا جامع یا ایسی صفت سے جس کی بنا پر شرافت وغیرہ امور آسانی سے حاصل ہوں یا شریف اصل والا یا وہ شخص جسے عظم الہی سے دوسروں پر نسبت دی گئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس پاک کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف ہے اور وہ آپ کے لئے مطلق ہیں اور صحابہ کرام کو یہ شرف بخشا کہ انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت، دین متین کی امداد، اعلاء کلمت اللہ، ملت کی حالت، امت کو احکام رسائی، حضور ﷺ کی اطاعت کے التزام اور اس سلسلے میں انتہائی کوشش اور قدرت سے جانوں کی قربانی کی سعادت عطا فرمائی۔

مذہب مصنف کا یہ خطبہ کاظمی ابو الوہید ابن رشد رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب المقدمات کے شروع سے معمولی تصرف کے ساتھ اختصار ہے کیونکہ مقدمات کا خطبہ یہ ہے۔

اِنَّا بَعَدُ حَمْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی الَّذِیْ هَدَانَا لِاٰیْمَانٍ وَّالْاِسْلَامِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی نَبِیِّہِ الَّذِیْ
اَسْتَفِیْذُ بِہِ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَاعْلِیْ جَمِیْعِ اَهْلِ بَیْتِہِ وَصَحَابِہِ النَّجَّاءِ الْمُرُوْزَةِ الْکَرَامِ

وَبَعْدُ ۚ هٰذَا فَاَلْعَرَضُ ۚ فِیْ هٰذَا الْکِتَابِ ۚ ذِکْرُ الصَّلٰوةِ ۚ عَلٰی الشَّیْءِ ۚ

اس کے بعد اس کتاب میں مقصود نبی اکرم ﷺ پر صلوة اور

صَلٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ وَفَضْلٌ لِّہَا ۚ

اس کے فضائل کا ذکر ہے

اور بعد ازاں اس سلسلہ میں اس طرح ہے کہ مضاف الیہ مذکور ہے اور بعد فعل شرط محذوف کا معمول ہوئے کی بناء پر صحیح ہے۔ اصل عبارت اس طرح تھی فَبَعْدُ شَیْءٍ نَعْدُ خَلْفَہِ اللّٰہُ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُولِہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَامٌ فَالْعَرَضُ اللّٰہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب پر ورود شریف جیسے کے لئے کہنی چیز ہے تو وہ یہ عرض ہے

پہلی نے شرع لامیہ میں کہا کہ ثعلب کی تقریر کے مطابق یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا عامل الخیر (توکل) ہو کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کام سے فارغ ہو کر وہ سرا کام شروع کرے گویا مصنف فرماتے ہیں کہ حمد و صلوة کے بعد عرض کی طرف توجہ ہو جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے انھیں مقدر کے متعلق ہو یعنی حمد و صلوة کے بعد جو میں کہتا ہوں اسے سمجھو، ہذا کا لفظ حمد و صلوة کی طرف ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ دوسرے نسخوں میں مضاف الیہ کا ذکر نہیں ہے اللہ بعد جی بر نعم ہو گا کیونکہ اس کا مضاف الیہ اگرچہ فقط محذوف ہے لیکن نیت میں مستحضر ہے اور یہ مذکورہ افعال کا معمول ہے بعد تلفظ کے

اجتہاز سے ظرف زمان اور تحریر کے لحاظ سے ظرف مکان ہے۔

۱۰. فَاتَّقِرْ عَنِ يَدِ بَعْدُ کا جواب ہونے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ بعد متضمن ہے۔ اَتَقَرُّوْا كُور اور اَتَقَرُّوْا بَنَكُنْ بِنِ شَمْسِي کے معنی پر مشتمل ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ لفظ ہذا کو ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ کہیں یہ واہم نہ ہو کہ بَعْدُ مابعد کی طرف مضاف ہے۔ الغرض! غین مفتوح ہے یعنی اس کتاب کی تالیف کا باعث اور مقصد آچہ عبارت میں ذکر کیا جائے گا، کہنا یہ ہے کہ میرا مقصد یہ ہے۔

۱۱. هَذَا كِتَابٌ یعنی جس کتاب کو میں نے شروع کیا ہے اور جسے میں لکھ رہا ہوں اور اس کا کچھ حصہ یعنی خطبہ سامنے آچہ ہے۔ لہذا یہ کتاب کے ایک حصے یا اس کی جگہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خطبہ بعد میں لکھا ہو یا یہ مقصد ہو کہ کتاب لکھنے کے بعد اس لفظ سے اس کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ آخری دو صورتوں میں بعد از واد تمام کتاب کی طرف اشارہ ہو گا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصنف کے ذہن میں حاضر مطالب کی طرف (محاذ) اشارہ ہو (یہ تمام متشکو لکھی ہی نہیں گئی)۔

۱۲. کتاب معنی مکتوب (لکھا ہوا) ہے و شیخہ (اسلام) وغیرہ کو مکتوب کہتے ہیں اور جو کچھ اس میں لکھا گیا ہے اسے بھی مکتوب کہہ دیتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ و شیخہ لکھا گیا ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ متشکو لکھی گئی ہے۔

۱۳. وَفَضْلُ الصَّلَاةِ یہ اضافت الی المفعول یعنی میرا اس کتاب میں صلوة کو ذکر کرنا اور لکھنا اور اس کے مختلف طریقوں کا بیان کرنا جیسا کہ کیفیت صلوة کی فصل میں بیان کریں گے۔

۱۴. اَللّٰہِی اَسْ سے مراد ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور النبی بطور غلبہ آپ کا علم بن چکا ہے۔

۱۵. وَفَضْلُ بَنِي فَضِيلَتِ کی جمع ہے، یعنی جو چیزیں درود پاک کی بزرگی اس کے پڑھنے والے کے ثواب اور اس کے سبب سے حاصل ہوتے والے امور پر دلالت کریں۔

۱۶. فَضْلُهَا فَضْلٌ سَلِیْمٌ اور دیگر مستند نسخوں میں مرفوع ہے، بعض نے اسے مجرور اور بعض نے اسے منصوب قرار دیا ہے۔ رفع اس لئے کہ یہ مبتدا ہے اور آچہ بملہ (تذکرہ) اس کی خبر ہے، یا اس لئے کہ اسے مضاف (ذکر) کے قائم مقام کیا گیا ہے اور جر اس لئے کہ ذکر مذکور یا مقدر اس کی طرف مضاف ہے اور نصب اس لئے کہ اس کا صلوة کے محل پر عطف ہے (کیونکہ صلوة مفعول بہ ہے) یا اس لئے کہ بعد والا فعل ضمیر میں مشغول ہے، اس لئے ویسا ہی عامل اس جگہ مقدر ہے، مرفوع یا منصوب پڑھنے کی صورت میں یہ جملہ مستأنف ہے اور مجرور پڑھنے کی صورت میں ذکر کی غرض میں داخل ہو گا۔

تَذَكُّرُهَا مَحْذُوفَةٌ، اَلَا سَائِبِدٌ لِّیَسْهُلَ حِفْظُهَا عَلَی الْقَارِی

ہم یہ فضائل مندوں کو حذف کر کے ذکر کریں گے تاکہ پڑھنے والے کو یاد کرنے میں آسانی ہو۔

۱۷. تَذَكُّرُهَا نسخہ سلیمہ میں نون کے ساتھ ہے (مستحکم مع الغیر کا صیغہ) دوسرے نسخوں میں الف کے ساتھ (واحد مستحکم کا

سند ہے۔ ضمیر مقول (حالا) صلوة اور اس کے فضائل دونوں کی طرف راجع ہے، یا صرف فضائل کی طرف، کیونکہ وہ ذکر کے قریب ہے، یا صرف صلوة کی طرف، کیونکہ وہ مقصود، بلاذات اور ذکر اور خبر دینے میں مقدم ہے، اگر ذمہ الصلوة سند مستند نہ ہو تو ہند نہ بخیر حاصل ہے، یا مستند ہے یا ذکر سے بدل ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہذا منخوذةً عن الأئمة یہ اس طرح ہے جیسے شیخ ابو محمد جبر ابن محمد ابن جبر ابن ہشام قرطبی نے فرمایا: کہ میں نے جو کچھ یاد کیا ہے اس کی سند اس لئے بیان نہیں کی کہ وہ آسانی سے یاد ہو سکے اور جس بندہ خدا کے لئے اللہ تعالیٰ چاہے، اس کے استعمال میں سہولت ہو۔

اسناد اسناد کی جمع ہے اور وہ محدثین کے نزدیک متن حدیث تک پہنچانے والے طریقے کو بیان کرتا ہے اور سند خود دو طریقہ ہے۔ بعض اوقات اسناد سند کے معنی میں استعمال ہو جاتا ہے، محدثین کرام عام طور پر اسی معنی میں استعمال کرتے ہیں، لیکن ہے کہ اس جگہ اسناد سے مراد بیان کرنے والے (مثلاً امام بخاری و مسلم) کی طرف حدیث کی نسبت کرتا ہے، یا وہ شخص خود جو جس کی کتاب میں حدیث ملی ہے۔ اس صورت میں اسناد کا استعمال نسبت اور شخص کے معنی میں ہو گا، یا مراد اس راوی کا ہے جس تک سند پہنچی ہے۔ مثلاً صحابی اور تابعی اور وہ بزرگ جنہوں نے درود شریف کے کلمات لکھے ہیں۔ آخری دو قسموں میں سے ایک ظاہر، بلکہ متعین ہے۔

لینچال یہ سبب ہے اسناد کے ذکر نہ کرنے کا۔

سہ حفاظ یعنی زبانی یاد کرنا اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اسے حاصل کرنا آسان ہو، کیونکہ اسناد حذف کرنے کی صورت میں اسے مسلسل پڑھنا اور بطور درد پڑھنے کے لئے اس کے حصے مقرر کرنا آسان ہو گا، ورنہ مشکل پیش آئے گی۔ علاوہ اس میں درود پاک کا درد کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ یہ کس نے لکھا ہے اور نہ ہی یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ صحیح حدیث سے نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے، دین میں درود شریف کی فضیلت و منزلت ثابت ہے اور اس کی شرافت معلوم و معلوم ہے، یہ وجہ ہے جس کی بنا پر اسناد کا حذف کرنا آسان ہے، ورنہ اسناد کی دینی حیثیت مسلم ہے۔

عینی، مسہل کے متعلق ہے، القاری اصل عبارت اس طرح ہے القاری لکھا (درود شریف پڑھنے والے کے لئے) یا اصل قاری تھا ضمیر حذف کر کے الف لام اس کے بدلے لایا گیا ہے۔

وَهِيَ ۱ مِنْ أَهَمِّ الْمُهَيَّمَاتِ لِمَنْ ۲ يُرِيدُ الْقُرْبَ ۳ مِنْ رَبِّ الْأَرْبَابِ ۴

اور درود شریف اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے والے کے لئے اہم مقاصد میں سے ہے۔

۱۔ ہی یعنی درود شریف مہیئات مہیئات کی جمع ہے، وہ چیز جس کی شدید حاجت اور عام افادیت کے پیش نظر طالب اور مرید کو پیش کرے، جن تعینات اس لئے لائے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قرب حطا کرنے والے امور بہت سے ہیں، جیسے کہ محفل میں اور وہ تمام اہم ہیں، بعض بعض سے زیادہ اہم اور رتبہ اور لازم ہونے میں، مٹی ہیں، اس جگہ اہم اسم تفصیل ہے جو فعل

تعلق سے ہے۔ کہا جاتا ہے **حَسْبُكَ الْقُرْبُ وَالْحَسْبُ عِلَالِي** مجھ اور مزید دونوں سے مستعمل ہے، اس کا معنی ہے فلاں شخص کو تمہیں کیا۔

۱۔ **بَنَسْ ثَرْبُكَ** یا **اُنْجِنِي** فعل مقدر کے متعلق ہے یا (زادنجی کے مطلب یہ ہے کہ میرا ارادہ اس شخص کے لئے ہے جو چاہے اس صورت میں لام بیان کے لئے ہے، یا لام فی کے معنی میں ہے، اور مضاف مقدر ہے، یعنی **فِي حَقِّ مَنْ ثَرْبُكَ** (اس شخص کے حق میں جو چاہے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اسم متضیی (الھم) النفع وغیرہ کے معنی پر مشتمل ہو، لام کا عند کے معنی میں ہونا اگرچہ محتمل ہے، لیکن معنوی اعتبار سے پہلی صورتیں زیادہ قریب اور بہتر ہیں اور وہی قرین قیاس ہیں، کیونکہ حضرت شیخ اس کلام سے درود شریف کی اہمیت کی طرف مریہ کی راہنمائی فرما رہے ہیں، یہ خبر دینا مقصد نہیں ہے کہ درود پاک مریہ کے نزدیک اہم ہے۔

علامات قرب

۱۔ **الْقُرْبُ** اس سے مراد عزت و کرامت کی نزدیکی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی بارگاہ میں قرب عطا فرماتا ہے، اور اپنی عنایت سے اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، یہاں تک کہ بندہ اللہ کے قرب اور اس کی قدرت کے احاطے کا مشاہدہ کر لیتا ہے، لہذا اسی سے محبت رکھتا ہے، کسی دوسرے سے نہیں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے رب کی اس قدر تعظیم کرے کہ اس نے جن چیزوں کا حکم دیا ہے، ان پر عمل کرے اور جن امور سے روکا ہے، ان سے باز رہے۔

لفظ رب کا اطلاق

۱۔ **رَبُّ الْقُرْبَانِ** یعنی اللہ تعالیٰ جو مالکوں کا مالک اور آقاؤں کا آقا ہے، رب کے کئی معانی ہیں۔ مالک، سردار، معبود، پادشاہ، خالق، مربی، معاملات کی نگہداشت کرنے والا، بگڑے ہوئے کاموں کو سنوارنے والا، کسی شے کا مستحق اور اس کا صاحب، ابوعلیہ فرماتے ہیں، یہ استعمالات بعض اوقات مجتمع ہو جاتے ہیں، ہر اعتبار سے اور بغیر کسی قید کے، تمام مالکوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کے لئے اس کا استعمال صرف اس وقت ہو گا جب یہ مضاف ہو، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: **اللَّهُ زَيْنُ أَحْسَنِ مَخْرُوجِي** (اے شک وہ میری پرورش کرنے والا ہے اس نے میرے قیام کا اچھا انتظام کیا ہے) یہ بھی فرمایا: **إِذْ جَعَلَ إِلَیْكَ ذَنْبَكَ** (اپنے پادشاہ کے پاس جاؤ، الف اور لام کے ساتھ، القرب، اللہ تعالیٰ کے ماسوا کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔

درود پاک پڑھنے کی اہمیت

۱۔ جو شخص اپنے مولائے کریم جل مجدہ کا قرب چاہتا ہے، اس کے لئے درود پاک چند وجہ سے اہم ہے، ۱۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب اور برگزیدہ نسی کے ذریعے بارگاہ خداوندی میں وسیلہ حاصل کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَابْتَغُوا إِلَیْهِ الْوَسِيلَةَ** (تم

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ طلب کرو، اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم ﷺ سے زیادہ قریب اور زیادہ بڑا وسیلہ بارگاہ الہی میں کوئی نہیں ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی شرافت و کرامت، فضیلت و عظمت کا اظہار فرمانے کے لئے ہمیں درود پاک کا حکم دیا اور ہمیں رغبت دلائی ہے، درود شریف پڑھنے والے کے لئے حسن انجام اور عظیم ثواب کے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے، لہذا یہ کامیاب ترین اعمال، بہترین اقوال، نہایت پاکیزہ اقوال، بہت ہی فائدہ مند عبادات اور عام ترین برکات میں سے ہے، اسی کی بدولت رب رحمن کی رضا، سعادت اور خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے، اسی کے سبب برکتیں ظاہر ہوتی ہیں، دعاؤں میں قبول ہوتی ہیں، بلند ترین درجات تک رسائی ہوتی ہے، دلوں کی خشکی دور ہوتی ہے اور بڑے بڑے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) کیا تم چاہتے ہو کہ جس قدر تمہارا کلام تمہاری زبان کے نزدیک ہے، تمہارے خیالات تمہارے دل کے قریب ہیں، تمہاری روح تمہارے بدن کے قریب ہے، تمہاری ہر چیز تمہاری آنکھ کے قریب ہے، میں اس سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہو جاؤں؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: پھر محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود شریف بھیجو۔

محبوب خدا کی محبت واجب ہے

(۴) نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب پر اور اس کی بارگاہ میں عظیم المرتبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر بھیجتے ہیں، اللہ محبوب کی محبت واجب ہے اور آپ کی محبت و تعظیم اور آپ کے حق کی ادائیگی میں مشغول ہونا آپ پر درود شریف بھیجنا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی اقتدا لازم ہے۔ (۵) درود پاک کی فضیلت میں وارد ارشادات اور اس پر عظیم اجر اور جلیل القدر ذکر کا وعدہ اور درود پاک پڑھنے والے کے لئے رضائے الہی کا حصول اور دنیا و آخرت کی حاجتوں کا برآنا۔

حضور علیہ السلام انعامات الہیہ کا واسطہ ہیں

درود ذات اکرم ہو انعامات الہیہ میں واسطہ ہیں، جن کے شکر کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، درود شریف میں اس واسطہ عظمیٰ کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ کی تمام سبقت اور لاحقہ نعمتیں مثلاً عطا کئے وجود اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں، ان کے ہم تک پہنچنے کا وسیلہ نبی اکرم ﷺ ہی ہیں، ہم یہ آپ کے احسانات، احسانات الہیہ کے تبلیغ ہیں، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں توحید و حساب سے باہر ہیں جسے کہ ارشاد فرمایا: **وَإِنْ تَعْلَمُوا أَنَّفَعَكُمْ اللَّهُ لَا تَحْضُرُوا** (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو، تو شمار نہ کر سکو گے) لہذا ہم پر آپ کا حق لازم ہے اور ہم پر واجب ہے کہ سانس کی آمد و رفت کے ساتھ درود شریف کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

(۶) اس میں طریق بندگی کی ادائیگی ہے، جیسے کہ بسم اللہ شریف کے ساتھ درود شریف پڑھنے کے سلسلے میں گزر چکا ہے۔

درود پاک کے اثرات

(۷) درود پاک کے اثرات دل کو منور کرنے اور ہمت کو بلند کرنے پر تجربہ شہد ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے (کہ جسے مرشد نہ ملے) وہ درود پاک کی شہرت پڑھے اور شیخ طریقت کا کام دے گا اور اس کے قائم مقام ہو گا جیسے کہ شیخ سنوسی نے شرح صغریٰ میں شیخ زروق نے اور شیخ ابوالعباس احمد بن موسیٰ المشرع البغدی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

درود بھیجنے میں ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ ہے

(۸) درود پاک روح اعتدال اور بندے کے کمال اور تکمیل کا جامع ہے، نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر ہے اور رسول اکرم ﷺ کا بھی ذکر ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر نہیں ہے، اسی لئے اذکار کی مداومت کی بدولت معاصی سے اجتناب حاصل ہوتا ہے اور ایسی نورانیت میسر آتی ہے جو اوصاف ذمہ کو جلا دیتی ہے اور طبیعت میں گرمی اور حرارت پیدا کرتی ہے اور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک بھیجنے سے طبیعت کی حرارت دور ہوتی ہے اور نفوس کو قوت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ یہ پانی کی طرح ہے۔ لہذا اس اعتبار سے بھی یہ تربیت کرنے والے شیخ کا کام رہتا ہے۔

درود پاک کی دس کرامتیں

ابن فرحون قرطبی اپنی کتاب میں فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں دس کرامتیں ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت۔ (۲) نبی مختار ﷺ کی خطابت۔ (۳) ملائکہ کرام کی اقداء۔ (۴) منافقین اور کفار کی مخالفت۔ (۵) جرائم اور گناہوں کی معافی۔ (۶) ضرورتوں اور حاجتوں کا برآنا۔ (۷) ظاہر و باطن کی نورانیت۔ (۸) جہنم سے نجات۔ (۹) جنت کا داخلہ۔ (۱۰) رب رحیم و بخشنہ جل مجدہ کا سلام، پھر انہوں نے اس سب کی تفصیل بیان کی اور ان کے دلائل دیئے۔

درود پاک بھیجنے کے فوائد و ثمرات

حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار ﷺ میں پانچواں حدیث ان فوائد و ثمرات کے بیان میں ہے جو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود پاک پیش کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجو۔ (۲) نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی موافقت۔ (۳) فرشتوں کی موافقت۔ (۴) بارگاہ رسالت میں ایک دفعہ درود شریف پیش کرنے والے کو دس رحمتوں کا ملنا۔ (۵) اس کے دس درجوں کا بلند کرنا۔ (۶) اس کے حق میں دس نیکیوں کا لکھا جانا۔ (۷) دس گناہوں کا معاف کیا جانا۔ (۸) دعا کے مقبول ہونے کی امید۔ (۹) درود پاک نبی اکرم ﷺ

۱۲) گناہوں کی بخشش اور عیب کی پرہیزگاری کا سبب ہے۔ (۱۱) مقاصد کے پورا ہونے کا سبب ہے۔ (۱۲)
 ۱۳) قرب کا ذریعہ ہے۔ (۱۳) یہ صدقہ کے قائم مقام ہے۔ (۱۴) حوائج کے برآنے کا سبب ہے۔ (۱۵) بندے پر اللہ
 کی رحمت اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا سبب ہے۔ (۱۶) درود شریف پڑھنے والے کی طہارت اور پاکیزگی کا سبب ہے۔ (۱۷)
 ۱۸) جنت کی بشارت ملنے کا سبب ہے۔ (۱۸) روز قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب ہے۔ (۱۹) بارگاہ رسالت سے
 رابطہ کا سبب ہے۔ (۲۰) بھولی ہوئی چیزوں کے یاد آنے کا سبب ہے۔ (۲۱) مجلس کی پاکیزگی اور قیامت کے دن اس مجلس کے
 احباب سے نہ ہونے کا سبب ہے۔ (۲۲) خاتمہ فقر کا سبب ہے۔ (۲۳) نبی اکرم ﷺ کے ذکر شریف کے وقت درود شریف
 پڑھنے سے جنت میں سے نکل جائے گا۔ (۲۴) آپ کا ذکر شریف سن کر درود شریف نہ پڑھنے والے کے لئے جو آپ نے غائب و
 حاضر میں دعا فرمائی ہے اس سے نکل جائے گا۔ (۲۵) درود شریف پڑھنے والے کو درود پاک جنت کے راستے پر لے آئیگا اور
 اللہ کے لئے دعا کرنے والے کو اس سے دور کر دے گا۔ (۲۶) درود پاک کی بدولت مجلس کے اس تعقیب سے محفوظ رہے گا جو اللہ تعالیٰ اور
 اس کے حبیب کریم ﷺ کا ذکر نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ (۲۷) درود پاک اس کلام کی تکمیل کا سامان ہے جو اللہ تعالیٰ کی حمد
 و ثناء میں اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے شروع کیا جائے۔ (۲۸) بل صراط پر سے نجات گزر جانے کا سبب ہے۔ (۲۹) درود
 پاک پڑھنے سے آدمی جفاکاری کی حدود سے نکل جاتا ہے۔ (۳۰) اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے والے کی حمد
 و ثناء میں و آسمان کے درمیان القا فرماتا ہے۔ (۳۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے۔ (۳۲) برکت کا سبب ہے۔ (۳۳) نبی اکرم
 ﷺ کی محبت کی زیادتی اور دوام کا سبب ہے اور یہ وہ امر ہے جس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ (۳۴) درود شریف پڑھنے
 والے کے لئے نبی اکرم ﷺ کی محبت کا سبب ہے۔ (۳۵) بندے کی ہدایت اور دل کی حیات کا سبب ہے۔ (۳۶) بارگاہ رسالت
 سے درود شریف پڑھنے والے کی خشکی کا سبب ہے۔ (۳۷) ثابت قدمی کا سبب ہے۔ (۳۸) نبی اکرم ﷺ کے حق کی معصومیت
 پر کسی حد نعت ہیہ کے اولیٰ شکر ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ (۳۹) اللہ تعالیٰ کے ذکر و شکر اور اس کے احسان کی معرفت پر مشتمل
 ہے۔ (۴۰) درود پاک بندے کی طرف سے بارگاہ الہی میں دعا اور سوال ہے، یہی تو نبی اکرم ﷺ کے لئے دعا کرتا ہے اور کبھی
 اللہ کے لئے اس میں بندے کی جو فضیلت ہے وہ غفلت نہیں ہے۔ (۴۱) درود پاک کا بڑا فائدہ اور عظیم ثمرہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ
 کی صحبت مبارکہ دل و دماغ میں نقش ہو جاتی ہے۔ (۴۲) درود پاک کی کثرت تربیت کرنے والے شیخ کے قائم مقام ہے۔
 ۴۳) ان خیالات میں آئے گا کہ درود پاک حورو قصور ملنے کا سبب ہے، یہ حدیث بھی آئے گی کہ درود شریف پڑھنے کا ثواب
 تمام گناہوں کو مٹانے کے برابر ہے۔ واللہ اعلم۔

وَسَمِيَتْهُ بِكِتَابِ دَلَائِلِ الْخَيْرَاتِ وَشَوَارِقِ الْأَنْوَارِ
 فِي ذِكْرِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ

اور میں نے اس کا نام دلائل الخیرات و شوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار رکھا

۱۔ 'مُسْتَفِیْہ' یہ تسمیہ سے ماخوذ ہے، تمیز کے لئے جو ہر اور عرض کا نام رکھتا، اسم علامت کو کہتے ہیں، باب تفصیل سے یہ جاتا ہے سشفاء اور باب الفعال سے کہا جاتا ہے استفاء یہ دونوں بلا واسطہ بھی متحد ہوتے ہیں اور یاد کے واسطے سے بھی جیسے کہ اس جگہ فرمایا: 'مُسْتَفِیْہ' بکتاب (کلمتا) اصل میں مصدر ہے، پھر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو لکھی گئی ہو، پھر اس میں اضافت سے تخصیص کی جاتی ہے، یہ اضافت حذیمہ خدیجہ (لا ہے کی انگوٹھی) اور باب بناج (سنگووان کا دروازہ) کی طرح اضافت بیانیہ ہے (یعنی مضاف الیہ متعلق کا بیان ہے)۔

لفظ دلیل کا معنی

یہ دلائل، دلیل کی جمع ہے، وہ چیز جو مطلوب تک پہنچائے اور اس کی طرف راہنمائی کرے، اس کا استعمال محسوسات میں بھی ہوتا ہے اور غیر محسوس معانی میں بھی، راہبر (گائیڈ) کو اسی معنی کے لحاظ سے دلیل کہا جاتا ہے، اس جگہ دلائل سے مراد وہ مختلف درود پاک ہیں جو کتب میں بیان کئے گئے ہیں اور خیرات سے مراد ان کی برکات اور ثواب ہے۔ ان میں سے ہر درود پاک اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول، اس کی رضا تک رسائی، جنت میں داخل ہونے اور اس سے کچھ پہلے ذکر کی ہوئی برکتوں کا ذریعہ ہے، نیز درود شریف اپنی نورانیت کی برکت سے راہ سلوک اور بارگاہ الہی تک پہنچنے کے لئے راہبر ہے۔

خیرات کا معنی و مفہوم

خیرات بر فضیلت والی چیز اور وہ اوصاف جسے جو مثال سے سمجھ کر ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُولَئِكَ نَجْمُ الْخَیْرِ اِنَّ (یہ لوگ ان کے لئے بھلائیاں ہیں) درود پاک سے حاصل ہونے والے تمام ثمرات و برکات انتہائی حسین و جمیل ہیں اور وہ ہیں انوار، اسرار، مقامات، احوال، علوم و معارف، اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ کا قرب اور ان کے علاوہ دنیا و آخرت کی بھلائیاں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خیرات سے مراد خود مختلف درود شریف ہوں، اور دلائل سے مراد ان کے فضائل ہوں، کیونکہ یہ فضائل ان کے پڑھنے کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور رحمت دلاتے ہیں۔ اس صورت میں دلائل سے مراد فضائل اور شوارق الانوار میں شوارق سے مراد درود شریف کے طریقے ہوں گے۔ حضرت مصنف نے اس نام سے اشارہ کیا ہے کہ ان کی کتاب درود پاک کے طریقوں اور فضائل پر مشتمل ہے، اور نام ہی سے اشارہ ہے کہ کتاب دو فصلوں فصل اول فضائل اور فصل دوم کیفیات پر مشتمل ہے۔

۲۔ شوارق شارق کی جمع ہے۔ شَوْقٌ یَشْوِقُ (از باب فہرا) شَوْقًا، طمّوع ہو، شوارق الانوار کا معنی ہو گا طمّوع ہونے والے انوار، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شارق معنی مشرق متحدی (باب افعال) سے اسم فاعل) ہو، یعنی درود شریف پڑھنے والوں کے دلوں کو روشن کرنے والے، اس جگہ شوارق سے مراد وہ درود شریف ہیں جو کتب میں بیان کئے گئے ہیں۔ شوارق الانوار میں اضافت بیانیہ ہے اور اگر شارق معنی مشرق ہو تو اضافت الی المفعول ہے، شوارق کا عطف دلائل پر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ

حضرت ابو عبد اللہ نور کی حق ہے شیخ زروق نے فرمایا: نور کسی اسم یا صفت کے معنی سے دل میں درج ہونے والا وہ عکس ہے جو بھی کسی تردد کے حکم کے مطابق چلنے کا تقاضا کرے، اسی کو وارد بھی کہتے ہیں، یہ بھی فرمایا: کہ انوار وہ تجلیات معرفت اور حقیقت ہیں جن کی گنجی کے وقت حق و باطل جدا جدا ہو جاتے ہیں اور قلوب و ارواح بارگاہ الہی کی طرف چل دیتے ہیں۔

حضرت شیخ ابن خضار ظاہر ہے کہ وہ ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں، کیونکہ آپ ہی تمام مخلوق میں سے برگزیدہ و برگزینے ہوئے ہیں۔ ہمیں درود شریف کی عبادت کا حکم دیا ہے، تو صرف نبی اکرم ﷺ کے لئے حکم دیا ہے۔ کیا ہم سبقت بھی لے لیں؟ درود شریف بھیج کر عبادت کرتی تھیں؟ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا: ہم تک ایسی کوئی روایت نہیں ہے جس میں عدم روایت سے عدم وقوع لازم نہیں ہے۔

اِتِّبَاعُ لِمَرْضَاةِ اللَّهِ تَعَالَى وَمَحَبَّةُ فِي رَسُولِهِ الْكَرِيمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا

اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے اور اس کے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کے لئے

رضائے الہی

اِتِّبَاعُ اِی طلب کرنے کے لئے، یہ مفعول لہ، شیخ ابو عبد اللہ عربی فانی نے اس کتاب کی شرح میں فرمایا: اسے نکرہ اس لئے لے ہیں کہ حضرت مصنف یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہتے کہ میری طلب کامل ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے مطلوب ہے: وَمَنْ يُؤْمَرْ بِالْعَمَلِ فَلْيُجِدْ فِيهِ خُلُقًا مَوْجُودًا (انہیں صرف اس بات کا حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، خالص اس کی محبت کرتے ہوئے) مَخْلُوعًا حَالٌ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امر کا اس میں حصر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمِنْ اَمْرٍ مِّنْ يُّشِيرُ بِيْ نَفْسِهِ اِتِّبَاعُ مَرْضَاةِ اللَّهِ (بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو قربان کرتے ہیں) اور یہ بھی ارشاد ہے: اِنْ كُنْتُمْ حَوُّجْتُمْ حِقَابًا فَاِنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ نَفْسِكُمْ اِتِّبَاعُ مَرْضَاةِ اللَّهِ (اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے میں مت کوتاہی کرو، اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرنے کے لئے نکلے ہو، ان ارشادات میں جو تک موقع اور محل حصر کا تقاضا نہیں کرتا، اس لئے اتباع کو خلاف کر کے معرکہ بٹھا گیا ہے، ان دونوں آیتوں میں طلب کامل اور ثابت مراد ہے، کیونکہ اضافت کی اصل وضع اس لئے ہے کہ زمین کی طرف اشارہ ہو، اس جگہ یہ بات نہیں ہے، کیونکہ اس جگہ طلب کامل نہیں پائی گئی، مطلق طلب پائی گئی ہے۔

حضرت شیخ ابو عبد اللہ کا یہ فرمان کہ حال میں حصر کیا گیا ہے۔ محل کلام ہے، کیونکہ حصر تو يُعْبَدُ وَاللَّهُ (عبادت) میں کیا گیا ہے اور حال اس کے لئے قید ہے۔

ایک نسخے میں اِتِّبَاعُ مَرْضَاةِ اللَّهِ اضافت کے ساتھ ہے۔ لفظ اِتِّبَاعُ اَلْفَتْ و غیرہ فعل محذوف کا معمول ہے یعنی میں نے

یہ کتاب رضا کے الٰہی طلب کرنے کے لئے تالیف کی۔

۱. لَمْزُ حُضَابِ اللّٰہِ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے 'ابو حیان' نے نہر میں کہا 'اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے اور میرے ساتھ وہ معاملہ فرمائے جو راضی ہونے والا اس شخص سے کرتا ہے جس سے وہ راضی ہوا ہے۔ یعنی خیر و برکت پہنچائے۔ رضائی ناراضگی کی ضد ہے۔ کہتے ہیں رَضِیَ الشَّيْءُ وَ بِهِ وَ عَفَا عَنْهُ (یعنی یہ بلا واسطہ اور یا 'عن' اور علی کے واسطہ سے معذرتی ہوتا ہے) رَضِیَ رَضَوْنَا وَ مَرَضَا مَرَضُوا مصدر میں ماضی ہوتا ہے 'جیسے مَرَضَا قِیَاس یہ چاہتا ہے کہ اسے بخلی ہو اور جب اس پر وقف کرتے ہیں تو ماضی بھی پڑھی جاتی ہے اور با بھی۔

۲. فَعَالِی 'بلند ہے' یہ جملہ معترضہ یا حالیہ ہے 'تعظیم و تمیز کے لئے' فَعَالِی 'تَبَازُلُ' عَزَّ وَ جَلَّ اور اس قسم کے دیگر الفاظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں 'کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی علامت بن چکے ہیں۔

۳. فَحُجَّتْهُ منصوب ہے اور اس کا عطف (بِیَعْلَا) پر ہے 'ابو عبد اللہ عربی نے فرمایا: اسے نکرہ لانے کی وجہ وہی ہے جو اِیْعَلَا میں گزر چکی ہے۔

۴. فَحُجَّتْ بِہِ اسم شریف ذِی شَیْءِ کا عطف بیان ہے 'یا اس سے بدل ہے۔ رسول اور اکرم اصل میں تو نبی اکرم ﷺ کی دو صفیں ہیں۔ جب انہیں آپ کے اسم شریف پر مقدم کیا گیا تو رسول کو عامل کے مطابق اعراب دیا گیا اور یہ متبوع ہوا 'اکرم اس کی صفت ہے۔ اور فَحُجَّتْ بِلِیْعِ ہے 'بدل یا عطف بیان' صفت عطف بیان یا بدل سے پہلے اس لئے لائی گئی ہے کہ تسلیل (نحو کی کتاب) میں تصریح ہے کہ جب متعدد توابع جمع ہو جائیں تو پہلے صفت لائی جائے گی 'پھر عطف بیان' پھر تاکید اور پھر بدل لائی جائے گی۔

۵. فَتَسْلِيْمًا ابن عرفہ نے ارشاد رہائی وَ تَسْلِيْمًا تَسْلِيْمًا کی تفسیر میں اپنے شیخ عبد السلام سے نقل کیا کہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجئے وَاللّٰہُ تَسْلِيْمًا کی تاکید نہیں لائے گا۔ صرف اس قدر کہے گا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ اور اس کے لئے اتنا کافی ہے 'کیونکہ دراصل غیر کو خبر دینا مقصود نہیں ہے' بلکہ یہ انتفاء ہے 'اخبار نہیں ہے۔ ان کے محاصرہ زہری فرمایا کرتے تھے کہ تَسْلِيْمًا کا اضافہ کرنا چاہئے 'جیسے کہ آیت مبارکہ میں ہے۔

وَاللّٰہُ الْمَسْتُورُ اَنْ یَّجْعَلَنَا لِسُتَہِ مِنَ التَّابِعِیْنَ ۚ وَلِذٰلِکَ الْکَامِلَہِ مِنَ الْمُحِیِّیْنَ

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ ہمیں آپ کی سنت کی پیروی کرنے والا اور آپ کی ذاتِ کاملہ کا مہم بنائے

۱. وَاللّٰہُ الْمَسْتُورُ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے 'نہ کہ اس کے غیر سے' کیونکہ اس کے سوا کسی سے توقع نہیں 'اسی سے خیر کی امید ہے اور اس کے سوا کوئی رحم کرنے والا نہیں۔

اَنْ یَّجْعَلَ یعنی مجھے بنادے یا یہ مطلب ہے کہ مجھے اور میرے خاص احباب کو بنادے (یعنی بتکم مع اخیر کامیاب صرف اپنے لئے استعمال کیا ہے 'یا اپنے لئے اور اپنے احباب کے لئے)

سنت کسے کہتے ہیں؟

سنت سے مراد وہ طریقہ ہے جس پر نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام تھے، اس میں عقائد، اقوال، افعال، اخلاق اور عمل بھی داخل ہیں، لام کا تعلق یا فاعل (میں) ارادہ کرتا ہوں، فعل مقدر سے ہے یا تابعین، مخذوف سے ہے جس پر تابعین سنت کرتا ہے، آئندہ تابعین مذکور سے تعلق صحیح نہیں ہے، کیونکہ (تابعین میں) الف لام موصولہ ہے اور (سلسلہ موصولہ) مستند معمول میں عمل نہیں کرتا۔

سنت کی پیروی کرنے والے

تابعین، یعنی سنت کی پیروی کرنے والے اور طریق سنت پر چلنے والے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے گا، اگرچہ بلند ہے، اس کا مرتبہ بڑا ہے اور دین میں اس کی حیثیت معلوم ہے، لیکن در حقیقت درود شریف بھیجنے والا وہ ہے جو سنت پر عمل پیرا ہو اور بدعت کو چھوڑ دے، سنت کی پیروی کرنے والا، اگرچہ زبان سے درود پاک نہ پڑھے، تاہم وہ درود اللہ پر پڑھنے والا ہے، اور بخفی اور وسعت ہر حال میں درود شریف پڑھنے والا اگر تارک سنت ہے تو وہ حقیقتاً دور دریاک پڑھتے نہیں ہے، اگرچہ اس کی برکت کی پھر بھی امید ہے۔

وللذات ذات شے، خود شے اور اس کی حقیقت کو کہتے ہیں، لیسبہ کی طرح یہ لام بھی فعل مقدر، یعنی سے متعلق ہے یا محض مخذوف سے متعلق ہے۔

الکلیۃ، یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ماسوا سے کنارہ کشی میں کامل ذات، ذات کاملہ وہ ذات ہے۔ جو ظاہری اور باطنی کی جامع ہو، الکلیۃ مونث کا صیغہ اس لئے لائے ہیں کہ یہ ذات کی صفت ہے، ذات کا مصداق اگر مذکر ہو تو اسے صیغہ مذکر بھی استعمال کر سکتے ہیں، اور چونکہ اس کی دلالت حقیقت پر ہے، اس لئے بطور مونث بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

محبت رسول ﷺ دین و ایمان کی بنیاد ہے

تابعین، کیونکہ محبت دین کی بنیاد ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ جس کے دل میں محبت نہیں ہے، وہ کوئی کام نہیں ہے۔ محبت ہی سے اعمال کی پاکیزگی اور احوال کا حسن حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مصطفیٰ کو اگرچہ محبت حاصل ہے، جیسے کہ ان کے قول (محبت فی ذلک) کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے اور اصل محبت تو ہر مسلمان کو حاصل ہے، لیکن محبت کی کوئی حد نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ کے حقوق واجبہ کو کوئی انسان پورا نہیں کر سکتا۔ کوئی ایماندار اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی خاص بھلائی پر تنہا کرے، کیونکہ اس کے اوپر بھی بھلائی کے سبب شمار مراتب ہیں۔ اسی طرح محبت کے بے انتہا درجات ہیں اور محبت میں لوگ ایک مقامات پر فائز ہیں۔ محبت تو تمام بھلائیوں کی بنیاد ہے۔ نیز جو محبت حاصل ہے، حضرت مصطفیٰ کو اس پر قبضہ و قدرت

حاصل نہیں ہے، اس لئے انہیں اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہئے کہ اپنے فضل سے اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے، اور جو حاصل نہیں ہے، اسے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بے پایاں ہے۔

فَاتَّئِنَّا عَلَىٰ ذَٰلِكَ قَدِيرٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ غَيْرُهُ وَلَا خَيْرُ إِلَّا خَيْرُهُ ۚ وَهُوَ نِعَمَ الْمَوْلَىٰ

کیونکہ وہ اس پر قادر ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، بھلائی وہی ہے جو اس کی طرف سے ہو، وہ بہترین

وَنِعَمَ النَّصِيرِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

ناصر و مددگار ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی ہامید ہی سے ہے۔

۱۔ ”قدیر“ کیونکہ حضور ﷺ کا بیچ و اور محب بنانا ممکن ہے اور کوئی ممکن اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں اور نہ کسی کائنات میں اس پر کوئی پابندی ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے، ”فاتئنا“ میں فاء تعلیلہ ہے، یعنی میں اس سے یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ وہ اس پر قادر ہے۔

۲۔ ”لا إله“ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اس کے ملک میں شریک ہو یا اس کے حکم میں رکاوٹ ڈال سکے، یا اس کے تصرفات پر پابندی لگا سکے، بلکہ کوئی اس کے حکم کو نہ ٹال سکتا ہے اور نہ موخر کر سکتا ہے، یہ گویا دعوائے سبقت پر دلیل ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے، کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۳۔ ”ولا خیر الا خیرہ“ ہر وہ نعمت جو ہمیں یا دیگر مخلوقات کو ملی ہے، خواہ وہ عطا کیے معبود ہو، یا دنیا اور آخرت کی طاقت یا باطنی امداد ہو، وہ اللہ تعالیٰ و مدد لا شریک کی طرف سے ہی ہے۔ جس طرح اس نے ہم پر ظلم کے بغیر احسان کیا، دعا ہے کہ اسی طرح اس کے بعد بھی ہم پر احسان فرمائے اور جس طرح اس نے ہمیں ابتداء بغیر کسی اہلیت و استحقاق کے اپنی نعمتوں سے نوازا، دعا ہے اسی طرح ہم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمائے۔

۴۔ ”وہو نعمة المولى“ مولیٰ کا معنی مددگار، نصیر کا معنی مدد کرنے والا، فضل کا معنی بہانہ، سہاگہ کے لئے ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نفس امارہ کے خلاف ہماری امداد فرمائے اور ایک لحظہ اور اس سے کم وقت کے لئے بھی ہمیں ہمارے نفس امارہ کے خلاف ہماری امداد فرمائے اور ایک لحظہ اور اس سے کم وقت کے لئے بھی ہمیں ہمارے نفس امارہ کے لئے ہمارے نفس امارہ کے بندے اور محبت اور اتباع ان کے علاوہ ہر شے کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

”ولا حول ولا قوة الا باللہ“ اللہ کی ہامدائی سے قرار اور جہنم اس کی حفاظت، توفیق اور رحمت کے بغیر ممکن نہیں، ”ولا قوة الا باللہ“ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر پابندی اور ثابت قدمی نہیں ہو سکتی، ”الا باللہ“ محمد اللہ تعالیٰ کے ارادے، محبت اور امداد سے الغلبہ اپنے جلال اور کبریا میں ہے، نہایت بلند اور تمام مخلوق پر قہر اور غلبے میں فائق العظیم، سب سے بڑا جس کا تمام صفات کمال سے موصوف ہونا ضروری اور وہم و خیال میں آتے والے ہر نقص سے پاک ہونا لازمی ہے۔

فصل فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ عز و جل

یہ فصل نبی اکرم ﷺ پر درود پاک بھیجنے کی فضیلت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: 'یہ کتاب

جل ان اللہ و ملائکته یصلون علی النبی'

اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔

فصل کا معنی و مفہوم

فصل دو چیزوں کے درمیان حائل کو کہتے ہیں۔ اس کا معنی قطع کرنا بھی ہے، کہا جاتا ہے فضلت الشیء فانفضل میں سے کسی چیز کو کاٹا تو وہ کس گئی۔ اور کہتے ہیں هذا قطع جس چیز کو کاٹا گیا ہے اور مابعد سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اصل عبارت اس میں 'هذا فضل' (یعنی مبتدا محذوف ہے) فیج اجلیہ ہے یعنی یہ فصل ہے درود شریف کی فضیلت کے لئے یا فصل بمعنی حائل ہے یعنی یہ کلام ماقبل سے جدا کیا گیا ہے درود شریف کی فضیلت میں اگر فصل کا معنی قطع کرنا ہے تو اس سے مراد اس کے اصل مصدری ہے اور جسے قطع کیا گیا ہے 'وہ' کی لفظ عنوان (فصل) ہے اور اگر اس سے مراد حائل ہے تو بھی اس سے مراد یہ فصل ہے اور اگر مفعول کے معنی میں ہے تو اس سے مراد وہ فضا کل ہیں، ہو اس فصل میں ذکر کئے گئے ہیں۔

فصل الفضل سے مراد وہ فضیلت ہے جو درود شریف کے بارے میں وارد ہے، مثلاً اس کے ثواب کا بیان، اس کا حکم یا فضائل اور اس کے فرشتوں کا نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے۔

فصل ابتداء سے حدیث پاک "من صلی علی فی کتاب" تک حجت الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کی کتاب احیاء العلوم سے ہے، لیکن اس کا عنوان ہے "فضیلة الصلوة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فضیلة صلی اللہ علیہ وسلم"۔ اس میں یہ حدیث من صلی علی صلی اللہ علیہ وسلم (جس نے مجھ پر درود بھیجا) فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور یہ حدیث ان اولی النعم بن اکتزہم علی صلوة امیرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتے ہوں گے) وارد ہے۔

درود شریف کے موضوع پر لکھنے والے بعض حضرات تزیین کے فضائل پہلے ذکر کر دیتے ہیں اور بعض اس کا طریقہ پہلے بیان کرتے ہیں، کیونکہ مقصود ایذا ہے۔ جیسے کہ بعض مفسرین قصائد سورقوں کی ابتدا میں بیان کر دیتے ہیں اور بعض

صحابيات درود پاک کے شرافت کے لحاظ سے تین مرتبے ہیں۔ (۱) ثواب کا بیان (۳) امر کا وارد ہونا، اس پر عمل پہلے کی نسبت زیادہ ہے، کیونکہ اس میں حظ نفس نہیں ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود پاک کا بیان، تاکہ ان کی اقتداء کی جائے۔ پہلے دونوں مرتبوں سے اچھی ہے، کیونکہ اس صورت میں درود پاک اقتداء کے ارادے سے واقع ہو گا یا محبت و

حضور علیہ السلام کا بلند مقام

پتہ یہ تار کر کہ میں اور میرے فرشتے حبیبِ کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، پھر انسانہ ارواں کو درود شریف بھیجنے کا حکم دیا، اس کو ادا کرنے کا جب تمہارا رب اپنے حبیبِ کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو تم بھی اس کی اقتداء میں درود شریف بھیجو اور نبی ﷺ کے مرتبہ عالیہ کا اعلان ہے اور تنبیہ ہے کہ اگر درود شریف نہ بھیجو گے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کے مرتب ہو گے اور یہ بھی بتا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درود شریف بھیجتے ہیں تو آپ دوسروں کے درود سے بے نیاز اور مستغنی ہیں۔ جیسے کہ ارشاد فرمایا: **بَلَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ**۔ اگر تم آپ (نبی) کی ادا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ادا فرمادی ہے اللہ تعالیٰ کی اقتداء کرنے والے کو طبعاً بھی درود پاک میں سجت کرینی چاہئے۔

اس آیت مبارکہ میں تاکید کے لئے جملہ اسمیہ ذکر کیا ہے، ابتدا میں مزید تاکید کے لئے کلمہ تاکید اِی ذکر فرمایا ہے۔ فعل اِی کو جملہ کی خبر بتایا ہے، تاکہ استمرار تجدیدی (بیشہ وقتاً وقتاً درود بھیجنے) کا قاعدہ دے۔ بعض حضرات نے فرمایا: یہ ایسی حیثیت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے سے بڑی ہے، فرشتوں نے ایک دفعہ سجدہ کیا، پھر وہ سجدہ ختم ہو گیا۔

صلوٰۃ کا معنی و مفہوم اور آئمہ کے نظریات

صلوٰۃ کے معنی میں اختلاف ہے، بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و رضا ہے۔ فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے استغفار ہے۔ بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ مغفرت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ استغفار ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صلوٰۃ اس کی رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ برکت کی دعا ہے۔ ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اس کی رحمت ہے، تعظیم کے ساتھ مقرون ہے، فرشتوں سے اس کا معنی استغفار اور انسانوں سے دعا اور عاجزی ہے، بعض حضرات نے کہا: اللہ تعالیٰ کی اتباع پر صلوٰۃ ثناء و تعظیم ہے اور دوسروں پر صلوٰۃ معنی رحمت ہے۔ بعض نے کہا: اللہ تعالیٰ کی نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ رحمت و فدا اور زیادہ تکریم ہے اور غیر نبی پر صلوٰۃ بھیجنے میں یہی فرق کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ رحمت کا وہ مرتبہ جو نبی اکرم ﷺ کے لئے ہے، کیسے ارفع و اعلیٰ ہے اس مرتبے سے جو دوسروں کے لئے ہے، اس پر اصرار ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی جو تعظیم و تکریم اس آیت مبارکہ میں ہے کسی دوسری میں نہیں ہے۔

امام حنفی نے شعب میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ کا معنی تعظیم ہے لہذا **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ** کا معنی یہ ہے، اے اللہ! اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی عظمتوں میں اضافہ فرما، دنیا میں آپ کا ذکر بلند کرنے، دین کو غالب کرنے اور شریعت کو باقی رکھنے سے اور آخرت میں کثرتِ ثواب، امت میں شفیخ بنانے اور مقامِ محمود سے فضیلت ظاہر کرنے سے، اس بنا پر صَلُّوْا عَلَیْہِ کا معنی ہے اپنے رب سے دعا، لہذا کہ اپنے حبیبِ اللہ ﷺ پر صلوٰۃ بھیجئے۔

بعض حضرات نے کہا کہ اس فقرہ پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ آل پاک، ازواج مطہرات اور ذریت طاہرہ کا نماز
 پر حضور ﷺ پر عطف کیا جاتا ہے، کیونکہ ان کے لئے تعظیم کی دعا کرنا ممنوع نہیں ہے، کیونکہ ہر ایک کی تعظیم اس کے مقام
 مناسب ہی ہو گی (ان کا کلام ختم ہوا بالخصوص جب وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہیں اور یہ دعا ان کے لئے بالصحیح ہے۔
 ابو العالیہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی ﷺ پر صلوٰۃ فرشتوں کے سامنے آپ کی تشریف ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ
 ہے، علامہ ابن حجر نے فرمایا: یہ سب سے بہتر قول ہے، پس اللہ تعالیٰ کی نبی پاک ﷺ پر صلوٰۃ کا معنی ثناء و تعظیم ہو گا، فرشتوں
 اور دوسری مخلوق کی صلوٰۃ کا مطلب اس ثناء و تعظیم کا طلب کرنا ہے، اور مطلوب نفس ثناء و تعظیم نہیں، بلکہ اس کی زیادتی
 مطلوب ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ جس ہستی پر صلوٰۃ بھیجی گئی ہے اس کی شان کا اہتمام کرنا اور اس
 کے لئے بھلائی کا ارادہ کرنا، اسی کو امام غزالی نے پسند کیا اور امام زرکشی نے جمع الجوامع کی شرح میں مستحسن قرار دیا، کیونکہ
 سب میں مشترک ہے۔ صلوٰۃ کے لفظ سے جس دعا کا بندے کو حکم دیا گیا ہے، انبیاء کرام کی تعظیم کے پیش نظر ان کے ساتھ
 خاص ہے۔

صلوٰۃ کا استعمال اسم کے طور پر بھی ہوتا ہے اور اس کے معنی میں اشکاف ہے۔ بعض ہو قلات اس کا استعمال معنی مصدری
 مصدر صلوٰۃ میں بھی ہوتا ہے، اسی لئے صاحب صحاح اور صاحب قاموس نے ان میں فرق کیا اور کہا: صلوٰۃ کا معنی ہے دعا
 رحمت، استغفار اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول کریم ﷺ کی بہترین تعریف اور وہ عبارت (نماز) جس میں رکوع اور
 سجدہ ہے، اور صلوٰۃ ایسا اسم ہے جو مصدر کے قائم مقام ہوتا ہے۔ ضلّی صلوٰۃ کہا جاتا ہے، تصلیہ نہیں کہا جاتا (قاموس)
 شیخ ابو عبد اللہ خطاب سے شرح مختصر خلیل میں بعض متاخرین سے نقل کیا کہ انہوں صلوٰۃ کی جگہ تصلیہ کے استعمال سے
 منع کیا اور کہا کہ غور کیا جائے تو اس میں کفر کا خوف ہے، کیونکہ تصلیہ کا معنی جلاتا ہے۔ بعض دیگر حضرات سے یہ بھی نقل
 کہ دعایہ نماز یا درود شریف میں عرب کبھی یوں نہیں کہتے ضلّی تصلیہ بلکہ یہ کہتے ہیں ضلّی صلوٰۃ، اس سے پہلے انہوں نے
 نسائی اور ابن مقرر سے نقل کیا کہ ان کے کلام میں تصلیہ واقع ہے۔

علامہ شہاب آلمدی حنفی نے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ میں شطب اور ابن عہدہ سے نقل کیا کہ انہوں نے تصلیہ
 استعمال کیا اور اس پر شاید بھی پیش کیا جو مجھے اس وقت مستحضر نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ صاحب قاموس نے اس سلسلے
 میں نوہری کی پیروی کی، لغت والوں نے اسے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ ان کی عادت ہے کہ مصادر قیاسیہ ذکر نہیں کرتے۔ انہوں
 نے یہ تقریر سورہ بقرہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: **الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الضَّلُوفَةَ** کے تحت کی ہے، صلوٰۃ کا اصل معنی میلان
 اور جھکنا ہے اور یہ ضلوفین سے ماخوذ ہے۔ یہ پشت کی جانب دو رگیں ہیں جو سرین سے ہوتی ہوئی رانوں کی طرف جاتی ہیں اور
 دو ٹہلیں ہیں جو رکوع اور سجدے میں جھک جاتی ہیں، اہل علم کہتے ہیں، اسی لئے قرآن پاک میں لفظ صلوٰۃ واؤ سے نکھا گیا ہے۔

صلوٰۃ کس سے مشتق ہے

ہم نبوی نے فرمایا: صلوٰۃ کے اشتقاق میں بہت سے اقوال ہیں، ان میں سے اکثر باطل ہیں، اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ نے فیبیہات میں متعدد اقوال نقل کئے ہیں، حضرت خطابؓ نے شرح مختصر میں ان کا کلام نقل کیا ہے۔ امام سمیعی نے یہ نقل کیا کہ صلوٰۃ ضلّوۃ ضلّوۃ سے ماخوذ ہے، اس کے بعد فرمایا: عرب کہتے ہیں ضلّنا علیہ یعنی ہم رحمت و شفقت سے اس کی طرف مائل ہوئے۔ انہوں نے مبالغے کے ارادے سے رحمت پر جُئُو اور ضلّوۃ کا اطلاق کیا۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْ مُحَمَّدٍ میں رحمت و شفقت کے لحاظ سے رَجِمَ اللہُ مُحَمَّدًا سے زیادہ مبالغہ ہے، صلوٰۃ کا اصل استعمال محسوسات میں ہے، پھر اسے مبالغہ حسد کے لئے معانی (غیر محسوسات) میں استعمال کیا گیا، جیسا کہ شاعر نے کہا

فَمَا زِلْتُ فِي لَيْبِي لَهُ وَ تَعْظُفِي عَلَيْهِ كَمَا تَحْنُو عَلَى الْوَلَدِ الْأُمِّ

میں اس سے نرمی اور محبت کا معاملہ کرتا رہا، جیسے کہ ماں اپنے بچے سے پیش آتی ہے۔

اس سے ہے ضلّیتُ عَلَی الْمُنْتَبِ یعنی میں نے اس کے لئے ایک محب غیبی دعا کی، اسی لئے صلوٰۃ مطلقاً دعا کے معنی میں آتا ہے، لہذا یہ نہیں کہا جاتا ضلّیتُ عَلَی عَدُوِّی میں نے اپنے دشمن کے لئے بد دعا کی، ضلّیتُ عَلَیہ کہا جاتا ہے جس کا مطلب میلان، رحمت اور محبت ہے کیونکہ صلوٰۃ کا اصل معنی میلان ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے لفظ علی سے متعدی کیا گیا ہے۔ ضلّیتُ عَلَیہ کا معنی ہے، مخفّوۃ عَلَیہ میں اس کی طرف مائل ہوا۔ لفظ دعا صرف لام سے متعدی ہوتا کہا جاتا ہے، دَعَوْتُ میں نے اس کے لئے دعا کی، ہاں اگر بد دعا مقصود ہو تو کہا جائے گا۔ دَعَوْتُ عَلَی عَدُوِّی (میں نے اپنے دشمن کے لئے بد دعا کی) اسی سبب سے صلوٰۃ اور دعا میں قرب ہے اور اہل لغت ان میں فرق نہیں کرتے اور مطلقاً کہہ دیتے ہیں کہ صلوٰۃ بمعنی دعا ہے۔ کسی حال کی تفریق نہیں کرتے اور نہ ہی لفظ علی یا لام سے متعدی ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں، حالانکہ قید لگانے کی ضرورت ہے جیسے کہ ہم نے بیان کیا (علامہ خوافی کا کلام ختم ہوا)

صلوٰۃ کا ایک معنی محبت و میلان ہے

ابن ہشام نے معنی میں فرمایا: میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ لغت میں صلوٰۃ کا ایک ہی معنی ہے، اور وہ ہے محبت اور میلان، نسبت اللہ تعالیٰ کی نسبت سے رحمت ہے، فرشتوں کی نسبت سے استغفار اور انسانوں کی نسبت سے ایک دوسرے کے لئے دعا ہے۔ نیز فرمایا کہ علماء نحو فرماتے ہیں کہ ایک قراءت میں خَلَانِکُمْ مَرْفُوع ہے (اصل عبارت اس طرح ہو گی اِنَّ اللہَ يُضِلُّوْا وَ یَهْدِیْکُمْ لِضَلٰلٰتِکُمْ اس صورت میں صلوٰۃ مذکورہ اِیضًا، استغفار کے معنی میں ہے اور صلوٰۃ محذوفہ اِیضًا، رحمت کے معنی میں ہے اور جس قراءت میں عَلَیْکُمْ منصوب ہے اس میں اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا ذکر ایک ضمیر میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ایسی

عیارات پر کسی دوسرے مقام پر گفتگو کی جائے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو سلام بھیجنا

۱۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا“ اس خطاب میں نبی اکرم ﷺ کی عزت کے فضیل اس امت کی عزت افزائی ہے کہ انہیں وصفت ایمان کے ساتھ پکارا گیا اور ان کا فعل ان کی طرف منسوب اور ان کے لئے ثابت کیا گیا۔ پہلی امتوں کو ان کی کتابوں میں ”يَا أَيُّهَا النَّاسُ“ (اے مسکینو!) سے پکارا گیا ان دونوں خطابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اس خطاب سے تمام ایمان دار انسان اور غیر انسان داخل ہیں، جو آپ کی ملت میں داخل ہونے کے پابند ہیں۔

۲۔ ”صَلُّوا عَلَيْهِ“ اس حکم میں بھی اس امت کا اعزاز ہے کہ پہلے انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، پھر انہیں حکم دیا کہ تم بھی درود بھیجو اور اس میں حصہ دار بن جاؤ اور ان کے ساتھ مل کر تم بھی حبیب پاک ﷺ پر درود بھیجو۔

صَلُّوا کا مروجوب کے لئے ہے

علماء نے اس امر کو وجوب پر محمول کیا ہے۔ حافظ ابو عمرو بن عبد البر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے، ”صرف ابن جریر طبری کی رائے ہے کہ یہ امر استحباب کے لئے ہے، حضرت قاضی میاض وغیرہ نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ ممکن ہے ان کی مراد یہ ہو کہ ایک دفعہ سے زائد مستحب ہے، ورنہ انہوں نے خود اجماع کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ فی الجملہ، اخو ایک دفعہ ہوا اس کے واجب پر ہونے پر اطلاق ہو چکا ہے (ختم شد کلام ابن عبد البر) یہ بھی ممکن ہے کہ استحباب سے مطلق طلب صادق مراد ہو، جو وجوب اور استحباب دونوں کو شامل ہے (یعنی استحباب کا معروف معنی مراد نہیں جو وجوب کے مقابل ہے، بلکہ عام معنی مراد ہے جو وجوب کو بھی شامل ہے)۔

درود شریف کے واجب ہونے میں اقوال

درود شریف کے واجب ہونے میں نو (۹) قول ہیں (۱) فی الجملہ واجب ہے، تعداد متعین نہیں ہے، کم از کم ایک دفعہ پڑھنے سے واجب ادا ہو جائے گا۔ یہ قاضی ابو الحسن بن قسار ماکی کا قول ہے۔ (۲) درود شریف کی کثرت، بغیر کسی معین مقدار کے واجب ہے، یہ قاضی ابونکر بن کبیر ماکی کا قول ہے۔ (۳) جب بھی نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا جائے، درود پاک واجب ہے یہ امام غزالی اور اصناف کی ایک جماعت، امام طوسی اور شافعیہ کی ایک جماعت کا قول ہے۔ امام غزالی ماکی اور ابن بطہ حنبلی کا یہی قول ہے۔ ابن عربی ماکی نے فرمایا: اس قول میں مست ہی احتیاط ہے۔ (۴) ہر مجلس میں ایک دفعہ واجب ہے، اگرچہ آپ کا کئی دفعہ ذکر

یہ قول امام ابو یوسفی ترمذی نے بعض اہل علم سے نقل کیا۔ (۵۱) ہر دعائیں واجب۔ (۶۱) کلمہ توحید کی طرح عمر بھر میں ایک دفعہ واجب ہے، نماز میں ہو یا نماز سے باہر، یہ ابو بکر رازی حنفی کا قول ہے۔ (۷۱) نماز میں جگہ کی تعیین کے بغیر واجب ہے، یہ حضرت امام عسکری صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ (۸۱) التیمات میں واجب ہے، یہ امام شافعی اور احناف بن راہویہ سے منقول ہے۔ (۹۱) نماز کے بعد اخیر میں تشہد اور سلام کے درمیان واجب ہے، یہ حضرت امام شافعی اور ان کے متبعین کا قول ہے، ابن الموزانی کا قول بھی ہے، ابن عربی نے احکام میں اسے صحیح قرار دیا۔ لیکن ابو محمد بن ابی زید نے فرمایا کہ غالباً ابن الموزانی کا مذہب یہ ہے کہ یہ تلمذ واجب ہے، بالخصوص نماز میں واجب نہیں۔ حضرت ابن الموزانی سے یہ بھی روایت ہے کہ نماز میں سنت ہے ابن عربی نے سراج المریدین میں اور ابن عسکری نے مختصر المصول میں اسی کو صحیح قرار دیا۔ پھر قدر واجب سے ناکہ مستحب شدید واجب ہے۔ لہذا درود پاک بعد از کے تعیین کے بغیر کثرت سے پڑھنا چاہئے۔

حضرت ابن عسکری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ پر ہر وقت درود بھیجنا واجب کے قریب ان موکدہ سنتوں سے ہے، ترک کی گنجائش نہیں، اور جن سے وہی شخص غفلت برتے گا جو خیر سے خالی ہو۔

بعض مواقع میں درود بھیجنا مستحب ہے

بعض مواقع ایسے ہیں جن میں درود پاک کے مستحب ہونے کے بارے میں نص وارد ہے، ان میں سے چند یہ ہیں۔ جمعہ کا روز جمعہ کی رات، بعض نے پختہ اتوار اور جمعرات کا اضافہ کیا کہ ان تینوں کے بارے میں نص وارد ہے۔ صبح اور شام کے وقت مسجد میں داخل اور خارج ہوتے وقت۔ روزہ مبارک کی زیارت کے وقت۔ عشا اور مروجہ پر۔ پہلے التیمات میں کیونکہ اس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہے، لہذا درود پاک مستحب ہے یا واجب۔ حضرات شافعیہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مالکیہ کے نزدیک آخری التیمات میں دعائے پہلے۔ خطبہ جمعہ اور دوسرے خطبوں میں۔ مؤذن کی اجابت (مؤذن کے ساتھ وہی کلمات کہنے) کے بعد، اقامت کے وقت، دعا کی ابتدا، درمیان اور آخر میں، شافعیہ کے نزدیک دعاء قنوت کے بعد اور تکبیرات عیدین کے بعد، نماز جنازہ میں، تلبیہ سے فارغ ہو کر، ملاقات کے وقت، رخصت ہوتے وقت، وضو کے وقت، جب کان پہنتے لگیں، جب کوئی چیز بھول جائے، ایک قول کے مطابق چھینک آنے پر، وعظ اور تبلیغ علم کے وقت، حدیث شریف پڑھنے سے پہلے اور بعد میں، استفتاء اور اس کا جواب لکھتے وقت، ہر مصنف، مدرس، درس دینے والے، خطیب، پیغام نکاح دینے والے، شادی کرنے والے اور نکاح پڑھانے والے کے لئے، رسائل میں، بسم اللہ شریف کے بعد، بعض حضرات کتاب کو ختم بھی درود شریف پڑھتی ہیں، تمام اہم امور سے پہلے، نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرنے یا ذکر شریف سننے کے وقت یا لکھنے کے وقت، ان حضرات کے نزدیک جو اس وقت واجب قرار نہیں دیتے، حضرت امام حسن بصری، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نقلی نماز میں جب کا ذکر شریف ہو تو درود پاک مستحب ہے، نبی اکرم ﷺ کے ذکر شریف کے وقت درود شریف پڑھنے کے بارے میں بہت حد تک وارد ہیں، امام سخاوی نے کہا، ظہر یہ ہے کہ واجب ہے، کوشاں نے فرمایا کہ ادب اور احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ جب بھی

نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا جائے تو درود پاک پڑھا جائے۔

درود پاک عبادت، ثواب اور تعظیم کی نیت سے پڑھا جائے

نبی اکرم ﷺ پر عبادت اور ثواب کی نیت اور ارادہ تعظیم سے درود شریف پڑھا جائے گا۔ اسی لئے علماء نے سات مقامات پر درود شریف پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے (۱) جماع (۲) قضاء حاجت (۳) سلمان فروخت کی تشبیر (۴) الغرض کے وقت (۵) تعجب کے وقت (۶) زنج کے وقت (۷) چھینک کے وقت 'آخری تین میں اختلاف ہے (بعض کے نزدیک مکروہ نہیں) شیخ یوسف بن عمر نمبر ۳ کی جگہ کھانے کا ذکر کیا 'رسلخ' نے اس پر اختلاف کیا کہ شادی بیاہ کے وہ مواقع جہاں عوام الناس درود پاک کے ذریعے دکھلاوے کے لئے اپنے افعال کی تشبیر کرتے ہیں وہاں نہ ادب ہوتا ہے نہ احترام بلکہ فحشی مزاح اور کھیل کود کا ماحول ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ نجاست اور غلاظت والے مقامات میں درود شریف پڑھنا ممنوع ہے۔

۳ "وَسَلِّمْهُمَا" چنانکہ آیت مبارکہ میں صلوة اور سلام دونوں کا حکم یکساں ہے اس لئے سلام کے واجب ہونے اور مقدر واجب سے زائد کے مستحب ہونے میں سلام کا وہی حکم ہے جو صلوة کا ہے۔

سلام کے معنی

سلام کے معنی میں تین احتمال ہیں (۱) مصدر ہو سلامتی کے معنی میں 'یعنی فائز اور آفات سے سلامتی آپ کے لئے اور آپ کی معیت میں ثابت ہے۔ (۲) سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہو 'یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی حفاظت و رعایت فرمانے والا اور کار ساز ہے۔ آپ کا معاملہ کسی دوسرے کے سپرد نہیں فرماتا۔ (۳) سلام کا معنی ہے موافقت اور فرماں برداری جیسے کہ آیت مبارکہ "وَسَلِّمْهُمَا لِنَلْبِسَهُمَا" ہے۔ اصول فقہ میں حضرات مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ لفظ مشترک بیک وقت تمام معانی میں استعمال کیا جاسکتا ہے اس اعتبار سے جائز ہے کہ نبی اکرم ﷺ سلام کے تمام معانی کا ارادہ فرمائیں۔

۴ "لِنَلْبِسَهُمَا" مفعول مطلق ہے جو اپنے فعل کی تاکید کر رہا ہے۔ بعض حضرات نے کہا سلام کی تاکید لائی گئی ہے نہ کہ صلوة کی اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتدا میں خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس خبر نے درود پاک کی فضیلت ظاہر کر دی ہے اور تاکید سے بے نیاز کر دیا ہے۔

وَيُرَوَّى^۱ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبُشْرَى^۲

اور مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے مسرت کے آثار آپ کے چہرہ انور

تُرَى فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنَّهُ جَاءَنِي جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَمَّا تَرْضَى

میں دکھائی دے رہے تھے تو آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ!

يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا يُصَلِّيَ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا

کیا آپ اس سے راضی نہیں کہ آپ کا جو امتی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ درود بھیجوں گا

وَلَا يَسْلِمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا

اور آپ کا جو امتی آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا

اللہ تعالیٰ کی دس رحمتیں درود بھیجنے والے پر

امام عراقی نے فرمایا: یہ حدیث امام نسائی اور ابن حبان نے بروایت حضرت ابو طلحہؓ، عیدہ سند سے روایت کی (ختم شد) نیز امام شہرک نے دقاق میں ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام دارمی، امام احمد اور حاکم نے اور امام بیہقی نے شعب میں سند صحیح سے یہ حدیث روایت کی۔ اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں، لیکن ان سب کا مضمون یہی ہے۔ کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خبر نبی اکرم ﷺ کی محبوبیت کاملہ اور عظمت میں آپ کے عظیم مرتبے کی طرف اشارہ کر رہی ہے، یہاں تک کہ اس کے اثرات آپ کی برکت سے آپ کی امت پر بھی پھیلے ہوئے، کیونکہ جو امتی آپ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یہ جزا دیتا ہے کہ خود اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اگر ایک رحمت ہوتی تو کوئی چیز اس کا بدلہ نہ بن سکتی، چہ جائیکہ ہر ایک درود پاک پر دس رحمتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہے اور کونسا حیلہ و سبب ہے جس کے ذریعے یہاں تک رسائی ہو سکتی ہے۔ بندہ حقیر و ذلیل کی کیا حیثیت ہے کہ اللہ رب عز و جلیل صلوٰۃ و رحمت بھیجے، اگر اس کے آقا و مولا نبی کریم ﷺ کی عنایت اور بارگاہ خداوندی میں آپ کی تعظیم و عزت و کرامت نہ ہو۔

شاید کہ اس خبر سے نبی اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر حسن و جمال کی روح جلوہ گر ہوئی، اس سبب سے آپ کے چہرہ انور پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے، کیونکہ جو کچھ دل میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرے پر ظاہر ہوتا ہے اور معروف ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مسرور ہوتے تو آپ کا رخ انور جھلکا اٹھتا، نبی اکرم ﷺ کو حقیقی خوشی اور مسرت اور بشارت اسی چیز سے حاصل ہوتی ہے کہ آپ کو رب کریم کی جناب سے ملتی تھی اور آپ کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی بشارت سے مسرور اور شادمان ہونا بھی ہے۔

اب ہم الفاظ حدیث کی طرف لوٹتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ اَكْثَرُ نَحْوٍ مِّنْ اِسِي طَرَحَ ہے۔ میں نے ایک معتبر نسخہ میں دیکھا: وَقَوْلُهُ اَدْيَاءُ الْعُلُومِ میں اسی طرح ہے، اس سے پتہ چلے گا کہ یہ حدیث سند جید صحیح سے مروی ہے۔

”ذات یونہ“ کے متعلق ہے اور تفریبت کی بنا پر منصوب کیونکہ یوم کی طرف منصف ہے۔ ایک روایت میں کیا

اختلاف ہیں جو دلائل الخیرات میں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک حجرے سے تشریف لارہے تھے، تو حضرت طلحہ آپ سے ملے۔ ایک روایت میں ہے ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، راوی کو ٹھک ہے، آیا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے، تو حضرت ابو طلحہ نے آپ سے عرض کیا: یہ بھی راوی نے تردد سے کہا کہ! آپ حضرت ابو طلحہ کے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے عرض کیا۔ ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابو طلحہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے مسجد میں تشریف لائے، اس وقت آپ ایک حجرے سے باہر تشریف لارہے تھے۔ حضرت ابو طلحہ حاضر ہوئے اور آپ سے ملے اور حضور اقدس ﷺ حجرہ مبارکہ سے مسجد میں تشریف لارہے تھے۔

”وَالْبَشَرُ“ بشر کا مصدر ہے، ”خوش کن خبر دینا“ خوشی دینا، یعنی بشارت کا اثر دکھائی دینے ہیں، بشارت کا اثر ”بَشْرًا“ کے کسرہ اور خود دکھائی دینے خوشخبری دی جاتی ہے اس کی ظاہری جلد پر آثار دکھائی دیتے ہیں، بشارت کا اثر ”بَشْرًا“ کے کسرہ اور شین کے سکون کے ساتھ اچرے کی روشنی اور تاریکی۔ ایک روایت میں ہے ”وَالشُّرُوفُ زُيْنٌ وَخِيَه“ سرور وہ خوشی ہے، جو خوشخبری سے دل میں پیدا ہوتی ہے، اور اس سے ظاہری جلد متاثر ہوتی ہے، اس صورت میں سبب کو مسبب کے قائم مقام رکھا گیا ہے۔ پہلی روایت کے مطابق۔

”فَقَالَ إِنَّ“ یہ ”ہمیر شان“ ہے، یعنی شان یہ تھی کہ جَاءَ نَحْنُ جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (میرے پاس جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے) مصنف نے جو دوسری روایات بیان کی ہیں کہ میرے پاس فرشتہ آیا یا آئے والا آیا، یہ روایت ان کی وضاحت کر رہی ہے۔ فرشتے سے مراد وہ معین فرشتہ ہے جس کی آمد و رفت آپ کے پاس رہتی تھی۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام، وہی آپ کے پاس آتے جاتے تھے اور فرشتوں میں سے آپ کے مصاحب تھے۔

”فَقَالَ أَفَأَنْتَ هَٰذَا“ یہ ہمزہ انکار و ابطال کے لئے ہے اور مانافہ ہے، چونکہ یہ ہمزہ مابعد کی نفی کا قاعدہ دیتا ہے، اس لئے اگر مابعد منفی ہو تو مثبت ہو جائے گا، جیسے کہ پیش نظر عبارت میں ہے، ”کیونکہ نفی کی نفی اثبات ہے“ اسی طریقے پر ہے ”إِنَّمَا النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ“ بکاف غنبدہ، ”کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟“ یعنی کافی ہے اور ”إِنَّمَا نُنْشِئُ لَكَ صُلْبًا“ (کیا ہم نے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا؟) یعنی کھول دیا۔ اور ”إِنَّمَا يَجْعَلُكَ يَتِيمًا“ (کیا تمہیں یتیم نہیں پایا) اور اسی قسم کی دوسری آیات اور اس جگہ معنی یہ ہے کہ یا رسول اللہ! آپ راضی ہیں۔ بعض نسخوں میں ہمزہ محذوف ہے اور بعض نسخوں میں فَقَالَ لِيْن ہے لِيْن کے اضافے کے ساتھ۔

اسم محمد کی خصوصیات

”يَا مُحَمَّدُ“ یہ اسم کریم و شریف نبی اکرم ﷺ کا انتہائی مشہور و معروف اور خاص نام ہے، اسی نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یاد فرمایا ہے اور دنیا و آخرت میں آپ کا یہی نام رکھا ہے۔ یہ اسم مبارک کلمہ توحید کے ساتھ خاص ہے، اسی نام پاک کی نسبت سے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی کنیت (ابو محمد) رکھی، اسی کے واسطے سے انہوں نے دعا مانگی، ”حضرت خواء

اس میں اسی نام اقدس سے درود شریف پڑھا۔ نبی اکرم ﷺ اپنا نام اطرسی لیتے تھے۔ فرماتے: میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اس کے بعد اسی نام اقدس سے درود شریف پڑھا۔ نبی اکرم ﷺ کی جان ہے اور فرماتے فاطمہ بنت محمد اور نکھو اسے محمد رسول اللہ کی طرف سے درود پاک کی کیفیت کی تعلیم میں یہی نام پاک ہے (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ) درود پاک پڑھنے والے یہی نام اقدس لیتے ہیں۔ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کا یہی نام پاک لیں گے، دس تمام مخلوق کی شفاعت کے لئے آپ کی طرف سے دعا کی جائے گی۔ حدیث معراج وغیرہ میں حضرت جبریل علیہ السلام یہی نام لیتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حدیث معراج میں آپ کا یہی اسم مبارک لیا۔ آپ کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کے جد امجد حضرت عبد المطلب نے یہی نام آپ کی قوم آپ کو اسی نام سے پکارتی تھی۔ پانچویں کے فرشتوں نے آپ کو اسی نام سے پکارا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ حضرت ملک الموت آسمانوں کی جانب تشریف لے گئے تو یہی نام لے کر کہہ رہے تھے ”وَأَمَّا خَلْدًا“ خازنِ جنت سے کہہ کر دروازہ کھولنے کے لئے بھی آپ اپنا یہی نام لیں گے، چنانچہ دروازہ کھول دیا جائے گا اس کے علاوہ کئی مقامات جو مجھے وقت مستحضر نہیں ہیں۔

قرآن ”لَا يُضِلُّنِي خَلْدٌ أَخَذَ بَيْنَ أَفْئِدَةٍ“ یعنی آپ کے متبعین میں سے جو ایک دفعہ درود پاک پڑھے گا۔ ”لَا خَلْدَ“ میں اس پر دس مرتبہ درود بھیجوں گا۔ ”وَلَا يُضِلُّنِي خَلْدٌ أَخَذَ بَيْنَ أَفْئِدَةٍ“ اور آپ کا جو امتی ایک دفعہ آپ پر سلام بھیجے گا۔ ”لَا يُضِلُّنِي خَلْدٌ عَلَيْهِ غَضْرًا“ میں اس کے بدلے اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔

ایک روایت میں یہی ہے کہ درود بھیجے والے حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں، ایک اور روایت میں ہے ”أَمَّا بَعْضُ خَلْدٍ“ آپ کو یہ پسند نہیں ہے کہ آپ کا رب کریم ارشاد فرماتا ہے کہ آپ کا جو امتی آپ پر درود بھیجے گا، اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور جو شخص آپ پر دس درجے بلند فرمائے گا اور فرشتے اس پر سات مرتبہ درود بھیجیں گے۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ یہ حدیثیں امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام احمد، ابن حبان اور طبرانی وغیرہم نے حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔

حضرت قاضی عیاض نے مسلم شریف کی شرح اکمال میں اور شیخ سنوسی نے اس کے تفسیر میں مسلم شریف کی روایت میں ”وَلَا يُضِلُّنِي خَلْدٌ“ کی تفسیر رحمت سے کی ہے۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہو سکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کو شریف بھیجے والے کی تعریف فرماتا ہو۔ حضرت قاضی عیاض نے تصریح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا ظاہری معنی مراد ہو، میں اللہ تعالیٰ فرشتوں میں اس کی تعریف اور عزت افزائی فرماتا ہے، جیسے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جب بندہ جماعت میں

میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر سماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

اسی طرح شیخ ابو عبد اللہ الرضاع نے بندے پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ کا معنی رحمت بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: رحمت کا اطلاق انعام پر کیا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یکے بعد دیگرے انعام عطا فرماتا ہے اور اس کے انعامات دنیا میں بھی ہیں اور آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

قاضی ابو عبد اللہ سبکی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ رحمت ہے، اس کی ایک رحمت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، تو اس کی دس رحمتوں کا کیا عالم ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے کتنی بلاؤں اور مصیبتوں کو دور فرمائے گا اور ان کی برکت سے کتنے ایشیاف احسانات حاصل ہوں گے۔

شیخ ابن عطاء اللہ نے فرمایا: جس شخص پر اللہ تعالیٰ ایک صلوٰۃ بھیجے گا اس کے دنیا و آخرت کے غموں کے لئے کفایت کرے گا اس شخص کا کیا حال ہو گا۔ جس پر دس مرتبہ صلوٰۃ بھیجے گا۔

اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ بندے کی اطاعت پر بھاری ہے

ابن شافع نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ آپ پر درود شریف بھیجنے والا اس مقام عظیم پر فائز ہو گیا اور وہ تمہیں یہ پائیہ کب حاصل ہوتا؟ کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر صلوٰۃ بھیجتا اگر تو زندگی بھر میری اطاعت بجالاتا رہے، پھر اللہ تعالیٰ تجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجے تو وہ ایک صلوٰۃ تیری عمر بھر کی اطاعتوں پر بھاری رہے گی، کیونکہ تو اپنی وسعت کے مطابق اطاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے مطابق رحمت نازل فرمائے گا، یہ اس وقت ہے جب ایک صلوٰۃ ہو جب اللہ تعالیٰ ہر درود کے بدلے دس رحمتیں بھیجے گا تو کیا عالم ہو گا۔

حضرت قاضی عیاض نے اکمال میں بعض محققین سے نقل کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے، کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس شخص کے بارے میں ہے جو آپ کی محبت و تعظیم اور خلوص سے آپ کا حق ادا کرنے کی نیت سے درود شریف پڑھے گا، اس شخص کے لئے نہیں جس کا مقصد ظہر نفس ثواب یا دماغی قبولیت ہو۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمام لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہو گا جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاتٌ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ

یہ بھی فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا وہ اب تک درود پڑھتا رہے گا فرشتے اس پر
 دُرُودِ بُصَلٰی عَلٰیؑ فَلْيَقْلِلْ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوْ لِيَكْثُرْ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بھیجتے رہیں گے اب چاہے وہ درود شریف کم بھیجے یا زیادہ یہ بھی فرمایا: آدمی کے بخل ہونے کے لئے یہ کافی ہے
 بِحَسَبِ الْمَرْءِ مِنَ الْبَخْلِ اِنْ اَذْكَرَ عِنْدَهُ وَلَا يُصَلِّيْ عَلٰیؑ
 کہ اس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۱۔ "صل" حضرت مصنف نے مسند علیہ یعنی رسول اللہ ﷺ کا ذکر تعظیم کے پیش نظر نہیں کیا نیز صلوة و سلام
 کی حدیث کے قرینہ پر لکھا گیا ہے اور دو دلیلوں عقل اور لفظ سے قوی دلیل کی طرف رجوع کیا ہے۔
 ۲۔ "اَوْ لِيَكْثُرْ" (اور اس کا کثرت ہو) سے اسم تفضیل کا معنی ہے۔ مشارق میں کہا "اولیٰ کا معنی ہے میرے بہت زیادہ
 ایک خاص ترین آدمی۔ "اَلْكَثْرَةُ" ایسی چیز ہے اور خمیر بناس کی طرف راجع ہے "عَلٰی" خمیر بناسی اکرم ﷺ کے لئے ہے
 ۳۔ "اَوْ لِيَكْثُرْ" کے متعلق ہے ضلالت تیسر کی بنا پر منصوب ہے۔ ہاؤنڈیکہ یہ صدر ہے اس کا معمول اس سے مقدم
 ہے کہ اس کے لئے فعل کی تقدیر میں نہیں ہے اور قول صحیح کے مطابق معمول اس وقت مقدم نہیں ہو سکتا جب
 اس کے لئے فعل کی تقدیر میں ہو۔ کیونکہ اس وقت معمول ان کا صلہ ہو گا "لذا مقدم نہیں ہو سکے گا۔ علاوہ ازیں طرف اور
 اس کے لئے فعل کی بو (اثر ضعیف) ہی کافی ہوتی ہے "لذا انہیں" مطلقاً مقدم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ شارح رضی نے شرع کاغذ
 ۴۔ "اَوْ لِيَكْثُرْ" نے مطلوب میں تصریح کی ہے اور یہی تحقیق ہے "کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اَتَكُنَّ لِلنَّاسِ عَدُوًّا" اور
 "وَلَا تُحِبُّهُمْ بَعْدَ زُفَّةٍ" اور فرمایا "فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ الشَّعْبُ" وَ غَيْرَ ذٰلِكَ (ان آیات میں صدر کا معمول طرف اور
 ۵۔ "اَوْ لِيَكْثُرْ" (مقدم ہے)

حضرت مصنف نے جو الفاظ نقل کئے ہیں اسماء العلوم میں بھی اسی طرح ہیں۔ حدیث شریف میں ہے "اِنْ اَوْفَى النَّاسُ بَعْدَ
 الْفَضْلِ" قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب) میں نے جتنی کتابیں دیکھی ہیں ان میں یہی الفاظ ہیں۔ امام ترمذی
 ان اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود کی روایت کے ایک ہی طرح کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث
 حسن اور قریب ہے "ابن حبان نے کہا صحیح ہے۔ امام احمد نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

کثرت سے درود پاک پڑھنے والا مقام قرب میں

۱۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے والا نبی اکرم ﷺ کے بہت ہی قریب اس لئے ہو گا کہ اس نے درود شریف پڑھ کر
 اب لا قرب حاصل کیا اور آپ کی ایک خدمت کی ہے۔ جیسے کہ آپ نے حضرت علی بن موفیٰ کو فرمایا: انہوں نے جب آپ کی
 خدمت سے حج کیا تو آپ کو ذاب میں دیکھا آپ نے فرمایا: یہ تمہاری ایک خدمت ہے "میں قیامت کے دن تمہیں اس کا بدلہ

ہوں گا۔ جب لوگ حساب کی پریکشی میں مبتلا ہوں گے تو میں میدان محشر میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔
 دو سری وجہ یہ ہے کہ درود پاک کی کثرت نبی اکرم ﷺ کی شدید محبت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ جسے کسی سے محبت ہو اس سے ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ اور آدمی اس کے ساتھ ہو گا۔ جس کے ساتھ اسے محبت ہو گی، اور حضور ﷺ کی شدید محبت آپ قوی متابعت پر دلالت کرتی ہے۔ ”إِنَّ الْمُحِبَّ يُحِبُّ يُحِبُّ مُطِيعٌ“ محب اپنے محبوب کا قرب پر دار ہوتا ہے، جو شخص درود پاک کی کثرت، محبت اور متابعت کے اس مقام پر ہو گا اس کی روح کو نبی اکرم ﷺ کی روح انور کا قرب حاصل ہو گا۔ دونوں میں شریعتی، الفت، تعلق اور مہاسبت حاصل ہو گی۔ لہذا وہ نبی اکرم ﷺ کے بہت ہی قریب ہو گا اور بالخصوص اسے بارگاہ رسالت سے نورانیت حاصل ہو گی اور آپ کی صورت مبارکہ اس کے دل میں منقش ہو جائے گی۔

درود پاک پڑھنے کا عظیم فائدہ

پھر رفیقہ السالک میں شیخ ابو عبد اللہ ساحلی رحمہ اللہ کا ارشاد میری نظر سے گزرا، وہ فرماتے ہیں، درود پاک پڑھنے کا عظیم فائدہ اور جلیل فائدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ دل میں بکمال و تمام نقش ہو جاتی ہے، یہ فائدہ اس وقت حاصل ہوتا ہے کہ نیت خلصہ اور شروط و آداب کی رعایت اور معافی میں غور و فکر کے ساتھ نبی اکرم ﷺ پر ہمیشہ درود پاک پڑھا جائے حتیٰ کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت تمام تر سچائی اور خلوص کے ساتھ دل میں راسخ ہو جائے، ذکر کرنے والے اور نبی اکرم ﷺ کی ذات شریفہ میں رابطہ پیدا ہو جائے اور جتنی محبت راسخ ہو، عقلی اور قرب کے لحاظ سے اتنی ہی تعلق قائم ہو جائے، کیونکہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔ محبت، محبوب کی پیروی کا تقاضا کرتی ہے اور پیروی مرتبہ وصال تک پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد ہے۔

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالضَّالِّينَ وَالشُّفَعَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

جو لوگ اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام

فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہترین دوست ہیں۔

روحیں منظم لشکر ہیں، ان میں سے جن میں تعارف ہوتا ہے آپس میں الفت کرتی ہیں اور جو ناشائسا ہوں وہ الگ تھک رہتی ہیں۔ (بقدر ضرورت کلام ختم ہوا)

۱۔ ”مَنْ حَسَنِيَّ حَسَنِيَّ حَسَنِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ یہ حدیث امام ابن ماجہ نے سند ضعیف سے روایت کی، طبرانی نے اس میں سند حسن سے روایت کی، امام احمد، سعید بن منصور اور ابو نعیم نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ابن مبارک نے دلائق میں روایت کی، ضیاء مقدسی نے حضرت ابی جحیٰ سے روایت کی، امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی، کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر (۷۰) مرتبہ اس پر درود بھیجتے

کسی اور پر موقوف نہیں ہے۔ پخصب میں باء ناکوہ ہے۔ یہ خبر مقدم ہے اور انی اذکھو بتاویل مصدر مبتدا مخر ہے۔
 مصدر تنفوی میں "پخصب المنزہ" اور بعض تنفوی میں "پخصب المنوی" ہے "پسلا نسو جبر اور رصلع کے پاس ہے۔
 دوہرا نسو ابن وراہ کے پاس ہے "واللہ تعالیٰ اعلم

المنزہ عورت کے مقابل مرد کے لئے موضوع ہے، لیکن اس جگہ مجازاً عام معنی (مثلاً انسان) میں استعمال کیا گیا ہے۔
 دونوں کو شامل ہے، یا مطلب یہ ہے کہ متشکو مرد میں ہے اور عورت کا حکم واضح ہے، کیونکہ اس مسئلے میں عورت اور مرد میں
 کوئی فرق نہیں ہے۔ بعض تنفوی میں حسب مرفوع ہے اور باء ساقط کر دی گئی ہے اور صحیح پسلا نسو (بحسب المنزہ) ہی نے
 نقل میں تین صورتیں ہیں (۱) باء مضموم اور خام ساکن (۲) دوڑوں مفتوح (۳) باء کی موافقت میں خاء بھی مضموم، یہ مصدر ہے
 اس کی ماضی میں خام مکسور اور مضارع میں مفتوح ہے۔ (ازباب سح)

"وَلَا يَضِلُّنَّ غَلِيًّا" واو عاطفہ ہے اور جبر کے نسخے میں واو کی جگہ ثلم ہے، لہذا بعد میں جو فعل واقع ہے منصوب ہے، واو
 تعالیٰ اعلم، ایک نسخے میں فلا ہے ایک میں و لثم اور ایک میں قلثم ہے۔

امت پر حضور علیہ السلام کے ان گنت احسانات ہیں

شخص مذکور بخیل بلکہ بخیلوں کا سردار اس لئے ہے کہ کل ذاکہ چیز کا روکنا اور ایسی چیز کا خرچ نہ کرنا ہے، جسے شریعت
 مروت کی رو سے خرچ کرنا چاہئے، شریعت تو درود شریف پڑھنے کا تقاضا کرتی ہے، کیونکہ اس نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے، اس
 طرح مروت، کیونکہ اس کا تقاضا ہے کہ جس ہستی نے یہ انعام و احسان کیا ہے اس کی تعریف کی جائے اور نبی اکرم ﷺ کے بعد
 پر دین دینا اور آخرت کے اعتبار سے ان محنت و عظیم و جلیل احسانات ہیں، جن میں ہم تیر رہے ہیں، اور ظاہری اور باطنی طور پر
 ان سے ملائی ہیں، حقوق میں آپ جیسا کوئی محسن نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ہر خیر اور ہم تک پہنچنے والی ہر نعمت میں واسطہ ہیں اور
 آپ سب سے زیادہ ہماری ہدایت و نجات کے خواہاں ہیں، اور آپ دنیا و آخرت میں ہماری فکر فرمانے والے ہیں۔ اگر ہم اپنی
 زندگیوں اور اپنے شب و روز آپ پر درود شریف بھیجے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد آپ کے ذکر میں دل کو مشغول کرنے میں
 گزار دیں، تو آپ کا جو حق ہم پر واجب ہے، ادا نہیں ہو گا اور آپ کے حسن اور احسان کی محبت کا تقاضا پورا نہیں ہو گا۔ ایمان
 اور احسان کی بنا پر ہم سے مطالبہ ہے اور ہم پر واجب ہے کہ آپ کو فراموش نہ کریں اور نہ ہی آپ سے غافل رہیں۔
 شخص نے صرف اتنا ہی نقل نہیں کیا کہ از خود ابتداء درود پاک کی کثرت نہیں کی، بلکہ اس نے نبی اکرم ﷺ کا ذکر شریف نہ
 اور یاد دہانی ہونے کے باوجود نقل کیا اور اپنے ہونٹ نہیں بلائے، حالانکہ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے میں کوئی مشقت تھی،
 لہذا اس سے بڑا بخیل اور جفا کار کوئی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے کرم سے ہدایت عطا فرمائے اور اپنے فضل سے نفس کے
 نقل سے محفوظ رکھے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوْا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ

یہ بھی فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي كُتِبَتْ لَهُ

یہ بھی فرمایا میرے جس امتی نے مجھ پر درود بھیجا اس کی دس نیکیاں لکھی گئیں

عَشْرٌ حَسَنَاتٍ وَمُحِيتٌ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ

اور دس گناہ مٹائے گئے۔

”تخیر الصلوة“۔ نسخہ سیدہ میں اسی طرح ہے، بعض دوسرے نسخوں میں ”یوم الصلوة“ ہے، ”من ذاکمہ کے ساتھ۔“

جمعہ کے دن درود بھیجنے کی فضیلت

”سنی بلاغ الجملۃ“ ابن ماجہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے اس طرح یہ حدیث روایت کی ہے۔ ”اکثروا الصلوة علیّ یوم الجمعة“ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیونکہ وہ یوم مشہود ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ہر شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو جائے، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا، وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: ہاں! وفات کے بعد بھی، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجساد کو نہ کھانا حرام کیا ہے، علامہ دمیری نے کہا، اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی، مجھ پر ہر جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف بھیجو، جو میں نے تم پر زیادہ درود پاک بھیجے گا اس کا مقام مجھ سے زیادہ قریب ہو گا، ابن کثیر نے کہا، اس کی سند میں ضعف ہے، علامہ ذہبی نے فرمایا، اس کی سند میں کوئی خرج نہیں ہے۔

جمعہ افضل ترین دن ہے

”امام ابو داؤد“ نسائی اور ابن ماجہ نے اسانید صحیح سے روایت کی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت اوس بن اوس ثقفی سے روایت کی اور حاکم نے فرمایا، کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔ تمہارا افضل ترین دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن ان کا وصال ہوا، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن معقدہ تمام مخلوق بے ہوش ہو گی، ہو گا لکھا جائے گا، مجھ پر کثرت درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کی طرف پیش کیا جائے گا؟ علامہ (حاکم تصور کے مطابق) آپ کا جند انور اپنی اصل حالت پر نہیں ہو گا، فرمایا، اللہ تعالیٰ نے

زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجسام طیبہ کو کھائے، ابن خبائون اور دار قطنی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
حاتم نے اسے عدل میں ذکر کیا اور اپنے والد سے نقل کیا کہ یہ حدیث منکر ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو بکثرت درود بھیجو، جو اس طرح کرنے کا قیامت کے دن میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا، شیخ ابو طالب مکی نے فرمایا: کم از کم سب مرتبہ پڑھنا چاہئے، خاص طور پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک بھیجنے کی ترغیب دی گئی ہے، کیا کہ یہ فضیلت والا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے والے کا درود شریف بارگاہ اقدس میں پیش کیا جاتا ہے، اس دن میں قبول کی ایک گھڑی ہے اس کے علاوہ بہت سے فضائل ہیں۔ ابن قیم نے کہا کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سید ہیں اور جمعہ کا دن سید الایام ہے۔ لہذا اس دن بارگاہ اقدس میں درود شریف پیش کرنے کی وہ فضیلت ہے، ہو دوسرے دن میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک حکمت یہ ہے کہ امت مسلمہ کو دنیا و آخرت میں جو نعت بھی ملی ہے، وہ آپ کے دستِ حق سے ہی ملی۔ پس آپ دنیا میں اتنا کے لئے عید ہیں اور قیامت کے دن سب سے بڑی عزت جو انہیں آخرت میں حاصل ہو، وہ جمعہ کے دن حاصل ہوگی۔

جمعہ کی رات نور مکرم بطن سیدہ آمنہ میں منتقل ہوا

بعض دیگر حضرات نے کہا کہ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ جمعہ کی رات نور مکرم حضرت محمد کریم کے بطن اطہر میں منتقل ہوا۔ لہذا جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کو نبی اکرم ﷺ کی ولادت، باسعادت سے نسبت حاصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی منانے اور تعظیم کے لئے اس دن کو عید بنانا چاہئے اور بارگاہ اقدس میں بکثرت درود شریف پیش کرنا چاہئے۔
سنن میں یوم النسخۃ کا تعلق انجیزوا سے ہے۔

۱۔ "فَمَنْ ضَلَّى غُلَّتِي بَيْنَ أَفْتَنِ" یعنی میرے جس امتی نے مجھ پر ایک دفعہ درود پاک پڑھا "مَنْ بَعَثَنِي لَدُنْكَ" اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے واجب ہیں، یا ثابت ہے، یا اس کے لئے دس نیکیوں فیصلہ کیا گیا ہے۔ "عَشْرُ حَسَنَاتٍ" حَسَنۃ کی جمع ہے۔ حَسَنۃ صفت مشبہ ہے اور حَسَنۃ قبیح کی ضد ہے، یہ دراصل وصف ہے، پھر اس کا استعمال بطور اسم ہر اس خصلت میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اور اس کی رضا و ثواب کی سبب ہے۔ مَحَبَّتِ یعنی دور کر دی جائیں گی یا داخل کر دی جائیں گی۔ "غُلَّتِي" اس کے نامہ اعمال سے "عَشْرُ حَسَنَاتٍ" دس برائیاں اور مطلب یہ ہے کہ ان اثر یعنی ان پر مواخذہ یعنی اس کے دس گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور ان پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ حَسَنَاتِ جمع ہے سَنۃ کی، اور سَنۃ وہ خصلت ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف ہو اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عقاب میں واقع کرے۔

عیب پڑھنے کے فضائل

حضرت عقیق نے فرمایا: یہ حدیث امام نسائی نے "عَمَلُ الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ" میں حضرت عمیر بن دینار سے روایت کی، لیکن اس حدیث میں ہے "وَلَمْ يَلْبِسْ بَيْنَ قَلْبِهِ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ بِمَا عَشَرَ صَلَوَاتٍ وَزَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ" (جو شخص خلوص دل سے عیسیٰ بن مریم پر اسی بار دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس درجے بلند فرمائے گا)۔ لیکن اس حدیث میں اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت بیان کی ہے، لیکن اس میں خلوص قلب کے متعلق کچھ اضافہ ہے اور ابن حبان نے رفع درجات کا بھی ذکر نہیں کیا۔

اس حدیث نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے، اس میں دس گناہوں کے معاف کرنے کا بھی ذکر ہے۔ لیکن روایت کو انہوں نے امام نسائی کی طرف منسوب کیا اور کہا کہ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ حاکم نے مستدرک میں کہا کہ اس کا صحیح ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے کبیر میں، بزار امام احمد اور ابوسعلی نے یہ حدیث بیان کی، امام بیہقی نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا، لیکن اس میں تکیوں کا ذکر نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے صرف اللہ تعالیٰ کے دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس درجے بلند کرنے کا ذکر کیا ہے۔

حضرت عمیر بن دینار انصاری کی روایت امام نسائی اور امام احمد نے بیان کی، ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا اور کہا کہ اس حدیث میں کوئی شک نہیں، ابو نعیم نے یہ حدیث حلیۃ الاولیاء میں سند ضعیف سے روایت کی۔ لیکن اس میں رفع درجات کا ذکر ہے۔

حدیث مذکور کے راوی میں اختلاف ہے، بعض نے ان کا نام عمر (ابن عمیر) تصغیر کے (ابو سعید انصاری) بدوی کہا ہے اور یہ حدیث سند صحیح ہے۔ حضرت سعید سے روایت کی ہے۔ بعض نے عمیر (تصغیر کے ساتھ) ابن دینار انصاری کہا، اور ان سے ان کے بیٹے سعید نے روایت کی، اور بعض نے کہا کہ وہ بروہ ابن دینار کے بھائی ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث سعید بن عمیر نے روایت کی۔ بعض نے کہا کہ سعید بن عمیر بن دینار نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ابن عاصم نے اس حدیث کی روایت مذکورہ کے مطابق۔ حضرت براء کے مولیٰ کے واسطے سے اس کا نام لئے بغیر روایت کی، لیکن اس حدیث کا ذکر نہیں ہے، مگر یہ اضافہ ہے کہ یہ صلوات دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْأَذَانَ

اور یہ بھی فرمایا جو شخص اذان اور اقامت سن رکھے

وَالْإِقَامَةَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ

اے اللہ! اس جامع و کامل دعا

الدُّعْوَةُ النَّافِعَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْنُ مُحَمَّدٍ الرُّسَيْلَةُ وَالْقُصْبَةُ وَالْمَرْجَةُ الرَّفِيعَةُ وَ

اور قائم ہونے والی نماز کے رُسلہ حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما

ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اور آپ کو مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے آپ سے وعدہ کیا ہے، قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہو

۱۔ من قال الحديث نفعه سليله اور اس کے علاوہ معتمد شخصوں میں اسی طرح ہے، بعض شخصوں میں وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ کے
ہے حَبْلٌ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَأَعْطَاهُ الرُّسَيْلَةَ وَالْمَرْجَةَ وَالْقُصْبَةَ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ بعض شخصوں میں وَالْقُصْبَةُ
بعد ہے وَالْمَرْجَةُ الْعَالِيَةُ الرَّفِيعَةُ بعض شخصوں میں الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ معروف بالام ہے۔
احیاء العلوم میں یہ الفاظ ہیں:

عَنْ قَلْبٍ جَعَلَ يَسْمَعُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ أَتَاهُمْ رَبُّ هَذِهِ الدُّعْوَةُ النَّافِعَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ حَبْلٌ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ
وَرَسُولِكَ وَأَعْطَاهُ الرُّسَيْلَةَ وَالْقُصْبَةَ وَالْمَرْجَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عراقی نے فرمایا: یہ حدیث امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی، لیکن اس میں اقامت، شفاعت
درود شریف کا ذکر نہیں ہے، بلکہ فرمایا: "جَعَلَ يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ" امام مستطری نے الدعوات میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔
يَسْمَعُ الدُّعَاءَ لِلصَّلَاةِ" ابن وہب نے سند ضعیف سے صلوٰۃ اور شفاعت کا ذکر کیا ہے، حضرت حسن بن علی عمری نے
اليوم والليلہ میں حضرت ابو الدرداء کی روایت بیان کی اس میں صلوٰۃ کا اضافہ ہے، حضرت حسن نے اور امام مستطری نے
الدعوات میں سند ضعیف سے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی، کہ جب رسول اللہ ﷺ اذان سنتے، اس کے
حدیث بیان کی، اس میں ہے کہ جب مَوَازِنُ قُلُوبَانِ الصَّلَاةِ كَتَبَا تَوَّابٌ آپ کہتے "أَتَاهُمْ رَبُّ هَذِهِ الدُّعْوَةُ النَّافِعَةُ" الحدیث
اس میں اضافہ کیا "فَتَقَبَّلَ شَفَاعَتَهُ فَمِنْ أَهْلِهِ" آپ کی شفاعت امت کے حق میں قبول کی جائے گی۔

دعائے وسیلہ مانگنے کے لئے شفاعت

امام مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو کی روایت بیان کی کہ جب تم مَوَازِنِ کی آواز سناؤ تو اسی طرح کہو جس طرح دعا
ہے "یَا مُحَمَّدُ بِرَدِّهِ مَحْمُودٌ بِرَدِّهِ مَحْمُودٌ" اس روایت میں ہے کہ جس نے میرے لئے وسیلے کی دعا کی اس نے
میرے لئے شفاعت ثابت ہو گئی۔ (عراقی کا کلام قسم ہوا)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت امام بخاری، اصحاب سنن (ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ) امام احمد اور ابن ماجہ
نے نقل کی ہے، جس حدیث میں صلوٰۃ کا ذکر مذکور ہے، امام طبرانی نے حضرت ابو الدرداء سے بھی روایت کی ہے۔

"جَعَلَ يَسْمَعُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ" میں واو صغریٰ آئی ہے۔ امام بخاری کی روایت میں "يَسْمَعُ الْإِقَامَةَ" ہے، اس کی تفسیر

نے کی گئی ہے۔ اس میں اقامت کا ذکر نہیں ہے۔ اقامت کا ذکر صرف اس روایت میں ہے جو عراقی نے مستحضری سے حضرت صالح کی حدیث روایت کی ہے۔ حافظ ابو عبد اللہ نسیری نے حضرت حسن سے اور دیلمی اور ابن عبد البر نے حضرت یوسف بن اسباط سے روایت کی، اس میں بھی اقامت کا ذکر ہے۔

”اللَّهِمَّ“ اس میں تہویوں کے دو مذہب ہیں، قراء اور کوفیوں نے کہا کہ اس کا اصل ”یا اللہ“ ہے، جب اسم جلالت حرف کے آخر استعمل کیا گیا تو اس کے بدلے میں مشدود لایا گیا۔ پانچ کا آخر وہی ہے جو مثالی مفرد معرفہ کے آخر میں آتا ہے۔ دو حرف ”ہ“ حذف کر دیے گئے تو دو حرف (میم مشدود) اس کے عوض لائے گئے۔ اور میم مفتوح بنے، کیونکہ یہ میم ساکن ہے اور پہلا حرف میم ساکن ہے۔ چنانچہ اصل اور بدل کا اجتماع جائز نہیں ہے، اس لئے ”یا اللہم“ نہیں کہا جائے گا۔ البتہ! شعر میں سنا گیا ہے ”یا اللہم یا اللہم یا اللہم“ (رجل) نے اس کا انکار کیا ہے (دوسرا قول یہ ہے کہ دراصل ”یا اللہم“ تھا، اے اللہ! میری بھلائی کا ارادہ فرما)

”یا زبت“ تھا ”ہذہ الذُّخْرَةُ“ وال مفتوح ہے، امام بیہقی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں: ”اللَّهِمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحُلِّیْ هَذِهِ الذُّخْرَةُ“ اس سے مراد دعوت توحید ہے یا اذان، کیونکہ اذان میں بھی توحید کا اعلان ہے۔ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ اللہ کے ارشاد ”لَا ذُخْرَةَ الْخَفِیِّ“ سے یہی مراد ہے اور اگر اس سے مراد اذان ہو تو یہ جزاء کا کل پر اطلاق ہو گا، جب کہ علامہ ابن جریر نے فرمایا: الشافعیہ بخاری شریف میں اضافہ ہے، میں نے الشافعیہ کا لفظ کہیں نہیں دیکھا، صرف ابن جریر نے امام احمد بن حنبل کے حوالے سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ الذُّخْرَةُ وَ الشَّلَاةُ الشَّافِعِیَّةُ اس دعا کا دنیا و آخرت میں نافع ہونا ظاہر ہے۔

امام بخاری کی روایت کے مطابق الشافعیہ کا معنی یہ ہے کہ یہ دعا اس لئے ہم ہے کہ اس میں تغیر اور تبدل واقع نہیں ہو گا، یہ قیامت تک اسی طرح باقی رہے گی، یا اس لئے کہ شرک نقص ہے (اور اذان میں توحید کا اعلان ہے اس لئے امام ہے) یا اس لئے کہ تمام و کمال کی یہی مستحق ہے، اس کے علاوہ دوسرے معترض فساد میں ہے۔ ابن القین نے کہا: اسے نامہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ مکمل ترین قول لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر مشتمل ہے۔ علامہ طبری نے کہا: اذان کی ابتدا سے محمد الرسول اللہ تک دعوت ہے۔

”وَالصَّلٰوةُ“ وہ نماز جس کی طرف بلا یا گیا ہے جو غریب قائم کی جائے گی، علامہ طبری نے کہا: ”یَقْبِضُونَ الصَّلٰوةَ“ کے معنی صلاۃ قائمہ ”حَتّٰی خَلَّی الصَّلٰوةَ“ ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نماز مراد ہو جس کے لئے لوگ کھڑے ہوں گے، حَبِیثَةُ صلا کی طرح جس میں صفت معنی الفاعل کا استناد مفعول کی طرف کیا گیا ہے۔ اب ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ”یعنی عطا فرما“ مُعْطٰیۃً مستفاد حدیث شریف میں ہے کہ یہ جنت میں بلند ترین درجہ ہے۔ ابن عساکر حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا وسیلہ تمہارے لئے شفاعت ہے، بعض نے کہا: وسیلہ سے مراد قرب ہے، شیخ ابو محمد عید عبد القری نے شعب الایمان میں فرمایا: نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ یہ ہے کہ آپ کو جنت میں اللہ تعالیٰ کا وہ قرب حاصل ہو گا جو تمہیں وزیر کو بادشاہ سے حاصل ہوتا ہے، جس شخص کو بھی کوئی نعمت ملے گی آپ کے واسطے سے ہی ملے گی۔ (شعب الایمان)

کی عبارت ختم اس سے پہلے وسیلے کی تفسیر جو امت کے لئے شفاعت سے کی گئی ہے۔ یہ تفسیر اس کے مطابق ہے بلندی کی تفسیر کہ وہ جنت میں بلند درجہ ہے معنوی بلندی ہے۔ ابن کثیر کے کلام سے حسی بلندی معلوم ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں وسیلہ جنت میں بلند ترین مقام کا نام ہے، یہ نبی اکرم ﷺ کا مقام اور آپ کی منزل ہے اور یہ جنت کا عرش کے قریب ترین مقام ہے۔ دونوں مطلب صحیح ہیں۔ وَالْمُقْبِلُ وہ درجہ کہ فضیلت میں بلند ہے۔ علامہ ابن جریر نے فرمایا: کہ ممکن ہے یہ اور مقام ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وسیلہ کی تفسیر ہو۔ بعض نسخوں میں اس جگہ وَالْمُزَجَّجَةُ الزَّيْلَعَةُ زاکہ ہے حافظ سخاوی نے فرمایا: یہ اضافہ کسی روایت میں دکھائی نہیں دیا۔

”وَالْمُعْطَى“ یہ فعل دعا ہے، باب فصح سے، کسی حالت یا وصف یا حکم مثلاً نیک یا موت یا کوئی بھی وصف یا حالت ہو، اس میں پر سکون کو اہل بیت اور ایک حالت یا وصف کو تبدیل کرنا مثلاً بیدار کرنا، زندہ کرنا اور کھڑا کرنا۔

”مُضَافًا“ قیام کا اسم مصدر ہے یا اسم مکان ہے، پہلی صورت میں مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے کیونکہ بحث انابت اور اقامت کا ایک ہی معنی ہے، دوسری صورت میں بعض نے کہا کہ یہ ظرفیت کی بنا پر منصوب ہے، اصل عبارت اس طرح ہے، آپ کو قیامت کے دن اٹھا اور مقام محمود میں قائم فرما۔ اس جگہ قیام کا معنی وقوف (کھڑا ہونا) ہے یا اِنْعَظْ متعین سے اَقْبَضْ کے معنی کو، اور دونوں صورتوں میں مفعول بہ ہونے کی بنا پر بھی منصوب ہو سکتا ہے، اس اعتبار سے کہ اِنْعَظْ متعین سے اَعْطِیْہ کے معنی پر، یہ بھی جائز ہے کہ حال ہو یعنی آپ کو اٹھا، اس حال میں کہ آپ صاحب مقام ہوں۔

”مَحْضُوذًا“ مقام کی صفت ہے، یہ نسبت مجازیہ ہے، یعنی وہ مقام کہ اس کا صاحب محمود ہو، یا اس میں قیام فرمانے والے یعنی نبی اکرم ﷺ محمود ہوں، کیونکہ حد صرف اہل علم کی صفت واقع ہوتی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اولین و آخرین اس مقام میں نبی اکرم ﷺ کی تعریف کریں گے۔ علامہ طہی نے فرمایا: کہ مقام کو نکرہ اس لئے لایا گیا ہے کہ اس میں بہت زیادہ تعظیم و تکریم ہے، یعنی وہ مقام کہ ہر زبان اس کی تعریف کرے گی، یہ مطلق ہے اور تمام باعث حمد فضیلتوں کو شامل ہے۔ لیکن علامہ نے اس کی تخصیص فیصلے کے وقت شفاعت سے کی ہے، اس وقت اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے اور اس پر انہوں نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ احادیث صحیح صریح اور صحابہ و تابعین کے آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

”اَلَّذِیْ وَعَدْنَاهُ“ علامہ طہی نے فرمایا: اس کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف ہے۔

خُشِیْ اَنْ یُّعْطَلَکَ وَبَلَکَ مُضَافًا مَحْضُوذًا

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز فرما دے۔

اور اس پر وعدے کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں خُشِیْ یَقْبَلُیْ وقبول پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے کہ ابن

عبین وغیرہ سے ثابت ہے۔

اسم موصول (الَّذِیْ) بدل ہے یا عطف بیان یا مبتداء محذوف کی خبر ہے۔ نکرہ (مُضَافًا) کی صفت نہیں ہے، کیونکہ صفت موصوف سے زیادہ معروف نہیں ہوتی۔ لیکن علامہ سیوطی نے نکتہ میں تطبیق ابن ہشام کے حوالے سے نقل کیا کہ نحوی کہتے

ہے کہ عطف بیان کی شرط یہ ہے کہ تابع متبوع سے زیادہ مشہور ہو اور مقرب میں ہے 'تابع متبوع سے زیادہ مشہور ہو یا اس کی جگہ پر ابن ہشام نے کہا کہ اگر تم یہ سوال اٹھاؤ کہ جس طرح ابن ہشام نے 'مختصر' اور 'مختصری' اور 'جر جانی' نے شرط لگائی ہے کہ عطف میں کہ زیادہ واضح اور زیادہ خاص ہونا چاہئے، تم نے یہ شرط کیوں لگائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عطف بیان صفت کی طرح ہے صفت کے متعلق نحوی کہتے ہیں کہ اسے موصوف سے وضاحت میں کم ہونا چاہئے۔ اگر تم کہو کہ جو تابع متبوع سے صفت میں کم ہو، وہ متبوع کو کس طرح واضح کر سکے گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف اور وضاحت صرف تابع سے حاصل ہوتی ہے بلکہ متبوع کے ساتھ ملنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (ابن ہشام کی عبارت ختم ہوئی) ابن مالک کی عبارت بھی اسی طرف ختم ہے کہ عطف بیان کے متبوع کو زیادہ واضح ہونا چاہئے۔

جس روایت میں مقام محمود معروف ہے، اس کے مطابق مومنوں اس کی صفت ہو گا اور یہ امام نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن ابی شیبہ کی روایت ہے، ابن حبیب نے کہا یہ امام بخاری سے روایت ہے، امام بیہقی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا "وَاللَّهُ أَكْبَرُ" (اللہ بڑا ہے) بے شک تو وعدے کا خلاف جس فرماتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں خبر دی ہے، کیونکہ اس کا کام سچا ہی ہے۔

یہ "خَلَّتْ لَهُ" اس کے لئے شفاعت کا استحقاق ثابت ہے اور شفاعت واجب ہے، اس کی تائید امام طحاوی کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے "وَجِئْتُ لَهُ" یا "خَلَّتْ لَهُ" کا معنی یہ ہے کہ شفاعت اسے ڈھانپ لے گی اور اس پر عمل ہوگی خَلَّ يَخْلُ کا معنی نازل ہونا ہے۔ اور لام علی کے معنی میں ہے، اس کی تائید امام مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے "خَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِي" اس سے مراد جس شفاعت ہے، حضرت قاضی عیاض نے اس کا اور اس جیسے دیگر اہل شہادت شریعت کا مطلب یہ بیان کیا کہ یہ ہر ایک کے حق میں اس کے حسب حال ہے۔ مبلغ کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا، یا حسب میں تخفیف کی جائے گی، یا درجہ بلند کئے جائیں گے اور عاصی کو یا تو جہنم سے نجات دلائی جائے گی۔ یا جہنم میں اس کے قیام کی مدت کم کر دی جائے گی۔ اور اس کے حق میں وعید جاری ہو گئی۔

قیامت کی وجہ تسمیہ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ یہ خَلَّتْ کا معمول (مفعول فیر) ہے، اس دن کا نام یوم قیامت اس لئے رکھا گیا کہ اس میں قیامت قائم ہوگی۔ ہم مخلوق اپنی قبروں سے اٹھے گی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب تک اسے منظور ہو گا کھڑی ہوگی، تمام لوگ حساب کے لئے کھڑے ہوں گے، ان کے موافق اور مخالف جہت قائم ہوگی، قیامت کے قریب ایک سوٹام ہیں، اگر چاہو تو الہدور، السافرو اور احياء الموم میں دیکھ سکتے ہو، قیامت کی ابتداء صور پھونکنے سے ہوگی۔ یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلْ الْمَلَائِكَةُ

یہ بھی فرمایا کہ جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود بھیجا فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے

تُصَلِّي عَلَيَّ مَا دَامَ اسْمِي فِي ذَلِكَ الْكِتَابِ وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ الدَّارِمِيُّ مَنْ

جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا حضرت ابو سلیمان دارانی نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ

أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ اللَّهَ حَاجَتَهُ فَلْيَكْثِرْ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہے حاجت مانگنا چاہے اسے چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ پر بکثرت درود شریف بھیجے

ثُمَّ يَسْأَلُ اللَّهَ حَاجَتَهُ وَلْيَخْتِمَ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت مانگے آخر میں بھی نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے کیونکہ اللہ تعالیٰ

فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ الصَّلَاتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ مَنْ أَنْ يَدْعَ مَا بَيْنَهُمَا

اول : آخر درود شریف قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے بعید ہے کہ ان کے درمیان والی دعا قبول نہ فرمائے

۱۔ "فَن صَلَّي عَلَيَّ فِي كِتَابٍ" عراقی نے فرمایا: امام طبرانی نے یہ حدیث مجسم اوسط میں ابو الشیخ نے اشواب میں اور

مستفیری نے الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سند ضعیف سے روایت کی (کلام عراقی ختم شد) بعض

نے اس پر اضافہ کیا خطیب نے "شرف اصحاب الحدیث" میں اور صاحب ترغیب امہانی نے روایت کی ان جوڑی نے

موضوعات میں ذکر کی ان کثیر نے کہا کہ حدیث کو نہیں پہنچی علامہ منذری نے ترغیب میں کہا کہ حضرت جعفر بن محمد کا قول

اقل کیا گیا ہے اور یہی راجح ہے۔

کتاب تالیف اور رسالہ وغیرہ کو شامل ہے واللہ اعلم شیخ ذروقی نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ درود شریف کا لکھنا مراد ہو

اور یہی اظہر ہے یا لکھتے ہوئے درود شریف کا پڑھنا مراد ہو اور اس میں زیادہ وسعت اور امید ہے خطابی نے فرمایا میں نے بعض

مشائخ سے سنا کہ ثواب مذکور کے حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ لکھتے وقت درود شریف پڑھا بھی جائے ان کے علاوہ میں

نے اور کسی سے نہیں سنا ظاہر حدیث اور کلام علماء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرط نہیں ہے پھر حافظ صفوری کا کلام نقل کیا

جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے۔

۲۔ "لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيَّ" نسخہ سلیمہ اور دیگر معتمد نسخوں میں اسی طرح ہے ان فرعون نے اپنی کتاب الظاہر

میں اور ضیاء الدین دمشقی نے اپنی کتاب "نزهة السعدان فی مکارم الاخلاق" وغیرہ میں یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ تھعلبی علیہ السلام کا

معنی ہے فرشتے اس کے لئے استغفار اور دعا کرتے ہیں۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ مُسْتَعْفِزٌ لَكَ ہے شفاء وغیرہ میں یہی الفاظ

ہیں گویا یہ روایت پہلی روایت کی تفسیر ہے۔ امام غزالی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ "لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ يُسْتَغْفِرُونَ لَكَ" ابن دواود

درود شریف پڑھے، پھر جو چاہے دعا مانگے۔

دعا کے آداب

صنِ حصین میں ہے آداب دعا میں سے یہ ہے کہ اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اپنے نبی ﷺ پر درود شریف بھیجے، کبیر میں اس کی نسبت امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم کی طرف کی، امام نووی فرماتے ہیں۔ علامہ اتفاق ہے کہ دعا کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنی چاہئے اور نبی اکرم ﷺ پر درود پاک بھیجنا چاہئے، اسی طرح ان دونوں دعا ختم کرنی چاہئے۔ اس بارے میں بہت سے ارشادات، معروف ہیں۔ بعض دیگر حضرات نے فرمایا: کہ دعا کے درمیان میں بھی درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ امام احمد، بزار، ابو یعلیٰ اور امام تہجدی شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ سوار کے پیالے والا معاملہ نہ کرو، سوار اپنا پیالہ بھر کر رکھ دیتا ہے اور اپنا سامان اٹھالیتا ہے، اب اگر اسے پانی پینے کی ضرورت ہو تو پی لیتا ہے یا وضو کی حالت ہو تو وضو کر لیتا ہے، ورنہ اسے انڈیل دیتا ہے، تم دعا کی ابتداء، وسط اور آخر میں میرا ذکر کرو (اور مجھ پر درود شریف بھیجو)

”وَلْيُخْبِتُمْ“ یعنی اپنی دعا کو ختم کرے ایک نسخے میں وَلْيُخْبِتُمْ کی بجائے وَلْيَتِمَّ واقع ہے۔

”بِالضَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ درود شریف ہر دعا کو ختم کرنے سے متعلق حدیث شریف اس سے پہلے نقل ہو چکی ہے۔

۱۰ ”قُلْ“ یہ فاء اطمینان ہے اور ان خبر کی تاکید کے لئے ہے، تاکہ اس کا یقین اور وثوق کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

درود پاک کی برکت سے قبولیت دعا

”قُلْ“ اللہ یَقْبَلُ الضَّلَاتِینَ“ اللہ تعالیٰ دعا سے پہلے اور بعد والے ہر دو درود شریف کو قبول فرماتا ہے، امام باقی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو دعا میں نبی اکرم ﷺ پر درود پاک بھیجیو، کیونکہ درود شریف ہر گھو خداوندی میں مقبول ہے، اور اس کی شان اس سے بلند ہے کہ کچھ قبول فرمائے اور کچھ رد فرمادے، فتاویٰ فرماتے ہیں، میں اس کی اصل پر واقف نہیں ہوا، قبول کا معنی یہ ہے کہ شے سے جو غرض مطلوب ہو، وہ اس پر مرتب ہو جائے، جسے نیکی پر ثواب کا مرتب ہونا، طلب کرنے والوں کا مطلب پورا کرنا اور مسائل کو خوش کرنا۔

”وَهُوَ الْكَوْنُ الْكَوْنُ“ (ہست ہی بلند) وغیرہ کو مستمعین ہے۔

جن نسخہ سلیمہ وغیرہ میں جن مودود ہے، بعض نسخوں میں مودود نہیں ہے، اس کا تعلق الْكَوْنُ سے ہے، کیونکہ وہ نزاہت کے معنی پر مستمعین ہے اور یہ جن مفعول کو جبر نہیں دے رہا، بلکہ وہ اس اسم تفضیل کے ساتھ دائمی طور پر قصد تعظیم کی بنا پر محذوف ہے۔

یعنی ترک کر دے بنائیند یعنی دوسری چیزوں کی نسبت دو درودوں کی درمیانی دعا کو چھوڑ دینا اس کی شان سے ہے۔ یہ اہل غیبہ و منتقل علیہ ہے جسے حذف کر دیا گیا ہے۔ یا اس جگہ اَفْعَل اسم فاعل کے معنی میں ہے اور مبالغہ کے لئے اسم متضیل کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے 'مطلب یہ ہے کہ اس کی شان سے بعید ہے کہ درمیانی دعا کو رد فرما دے۔
حضرت ابو سلیمان کا باقی کلام بعض نے نقل کیا ہے کہ ہر قسم کا عمل مقبول بھی ہوتا ہے اور مردود بھی، لیکن نبی اکرم ﷺ بھیجا جانے والا درود پاک مقبول ہی ہوتا ہے مردود نہیں ہوتا۔

باقی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے۔ حضرت شیخ صاحب کی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو ابتداء درود شریف سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید ہے کہ اس سے دو مقصد طلب کئے جائیں اور وہ ایک پورا فرما دے اور دوسرا رد کر دے۔ یہ حدیث امام حلی نے احیاء العلوم میں بیان کی، عراقی نے کہا کہ میں نے اسے مرفوع نبی اکرم ﷺ کا فرمان نہیں پایا، البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

کونسی دعا قبول ہوتی ہے؟

عند شریف میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس دعا کے اول و آخر مجھ پر درود شریف بھیجا گیا ہو وہ رد نہیں کی جاتی حضرت جبر نے فرمایا: یہ حدیث کتب "شرف المصطفیٰ" میں ہے۔ حضرت عبد الرزاق، طبرانی اور ابن ابی الدنیا سند صحیح سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جب تم میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا چاہے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے شاہین شان طریقے سے اس کی حمد و ثناء کرے، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے پھر دعا مانگے تو وہ حاجت کے لائق ہے۔ اسد بن مسعود حضرت عبد اللہ بن بسر سے مرفوعاً راوی ہیں کہ تمام دعائیں مقبول ہیں یہاں تک کہ اس کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا جائے پھر دعا مانگی جائے تو مقبول ہوگی۔ امام دہلوی نے انہوں میں حضرت انس سے 'طبرانی اوسط میں' ابو الشیخ ثواب میں اور بیہقی شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفہ بیان ہیں اور بعض نے اسے مرفوعاً روایت کیا کہ ہر دعا مقبول ہے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جائے۔ منذری نے کہا کہ موقف زیادہ صحیح ہے اور سب کے الفاظ قریب قریب ہیں۔

دعاء کا پُر درود پاک ہے

امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اسدی حضرت سعید بن مسیب سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے اور نہیں جاتی یہاں تک کہ تو اپنے نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجے، شفا میں حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں 'ہر دعا رد کی جاتی ہے' جب مجھ پر درود شریف بھیجا جائے تو اوپر چلی

جاتی ہے۔ ابو محمد حیر نے کہا: یہ حدیث اسحق ابن ابراہیم نے بیان کی، ابو الشیخ التصالح میں فرماتے ہیں: ”صاحب ”شرف المصطفیٰ“ نے فرمایا: درود پاک دعا کا پڑ ہے جس کی وجہ سے دعا اوپر جاتی ہے اور قبولیت کی امید کی جاتی ہے۔

ابن عطاء اللہ فرماتے ہیں: ”دعا کے کچھ ارکان، بازو، اسباب اور اوقات ہیں، اگر دعا ارکان کے مطابق ہو تو قوی ہوگی، پڑھنے کے موافق ہو تو آسان میں پہنچ جائے گی، اگر اوقات کے موافق ہو تو کامیاب ہوگی، اور اگر اسباب کے موافق ہو تو مقبول ہوگی۔ دعا کے ارکان یہ ہیں: حضور، قلب، رقت، خضوع و خشوع، دل کا اللہ تعالیٰ سے متعلق ہونا

اسباب سے دل کا منقطع ہونا۔ اس کا پڑ سچائی ہے۔ اس کا وقت سحری ہے۔ اس کی قبولیت کا سبب نبی اکرم ﷺ پر درود پاک ہے۔

شیخ المشائخ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد قاسی قدس سرہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ طلب حاجت کے وقت درود شریف پڑھنے کا راز یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا واسطہ قبولیت اور وسیلہ اجابت ہونا پیش نظر ہے۔ اور ”وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ“ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہو۔ واللہ اعلم۔

ابن شافع فرماتے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے، تو دعا سے پہلے اور بعد نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے، میری مثال اس تاجر کی ہوگی جو اس حال میں دروازے سے داخل ہو کہ اس کے دائیں اور بائیں دو امیر مخالفت کر رہے ہوں تو کیا کوئی شخص اس سے تعرض کر سکے گا؟ بلکہ ان کے مقام سے اسے بھی آسانی حاصل ہوگی۔

وَرُوي عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ

اور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا

مِائَةَ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهُ خَطِيئَتُهُ ثَمَانِينَ سَنَةً وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُصَلِّيِّ هُ عَلَى نُورٍ

سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجنے والے کے لئے پل صراط پر

عَلَى الصِّرَاطِ وَمَنْ كَانَ عَلَى الصِّرَاطِ مِنْ أَهْلِ الثُّورِ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ

ایک نور ہو گا اور جو پل صراط پر نور والا ہو گا وہ جہنمی نہیں ہو گا۔

لے ”مَنْ صَلَّى عَلَيَّ“ الحدیث یہ حدیث امام وعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی، اس حدیث سے یہ ظاہر ہے

معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن کسی وقت بھی درود شریف پڑھا جائے۔ آئندہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کے بعد پڑھا

حدیث مرقۃ اس روایت میں اسی طرح ہے۔ شیخ ابو طالب مکی کی کتاب "قوت القلوب" میں ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ معاف فرما دے گا عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ پر درود شریف کس طرح بھیجا جائے؟ فرمایا: یہ الفاظ کہو اور اسے ایک شمار کرو۔

صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
 جیسے بھی درود شریف پڑھے بشرطیکہ صلوٰۃ کا ذکر ہو تو وہ درود شریف ہے، مشہور درود پاک وہ ہے جو
 امتحانات میں پڑھا جاتا ہے۔ (قوت القلوب کی عبارت ختم)

درود شریف پل صراط کے لئے نور ہے

احیاء العلوم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف پڑھے گا جیسے قوت
 القلوب میں ہے۔ عراقی نے کہا: یہ حدیث دار قطنی نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی۔ دار قطنی کہتے ہیں میرا گمان ہے
 کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔ ابن اعمان نے کہا: حسن ہے۔ جامع صغیر میں ہے مجھ پر
 درود شریف پل صراط کا نور ہے۔ جس نے جمعہ کے دن مجھ پر اسی مرتبہ درود شریف بھیجا اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر
 دیے جاتے ہیں۔ ازوق نے یہ حدیث الضعفاء میں اور دار قطنی نے افراد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ دار قطنی کی
 روایت میں ضعف ہے۔ اس سے بھی یہ ظاہر اطلاق معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن کسی وقت بھی درود شریف پڑھا جائے۔ شیخ
 ابوالحسن بن ثابت نے کتاب میں عصر کے بعد قید لگائی اور فرمایا: جمعہ کی عصر کے بعد درود شریف پڑھے اور وہی روایت بیان
 کی کہ قوت القلوب اور احیاء العلوم میں ہے۔ روایت مجھے غریب آئے گی۔ ایک روایت میں فرمایا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَوَسَلِّمْ

یہ دوسری روایت ابن وداعہ نے حضرت سہل بن عبد اللہ سے روایت کی اور فرمایا: یہ درود پاک جمعہ کی عصر کے بعد پڑھا
 جائے گا ابو العباس بن مندیل نے عقد القاصد میں حضرت سہل کا کلام نقل کیا اور اس میں اصحاب کا بھی ذکر ہے۔

اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف

حضرت جبر کی کتاب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز
 پڑھے اور اپنی مجلس سے اٹھنے سے پہلے اسی (۸۰) مرتبہ پڑھے۔ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَوَسَلِّمْ
 اللہ تعالیٰ اس کے اسی (۸۰) سال گناہ معاف کر دے۔ یہ جابن کے یہ حدیث ابو القاسم نے کتاب القریہ میں بیان کی۔ حافظ ابو القاسم

بن۔ شکوای کی حضرت ابو ہریرہ سے اس روایت میں عصر کے بعد کی قید صراحت موجود ہے۔ صاحب قوت القلوب کی تصریح یہ بھی ہے کہ درود پاک میں وسعت ہے، کسی بھی طریقے سے پڑھا جاسکتا ہے۔ اسی طرح صاحب احیاء العلوم نے فرمایا: خلاصہ یہ ہے کہ جس درود شریف میں لفظ صلوة کا ذکر ہو اگرچہ وہ درود ہو جو التیحات میں پڑھا جاتا ہے، اس سے فضیلت درود شریف حاصل ہو جائے گی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا صیغہ ہے۔ غُفْرًا اور غُفْرَانِ کا معنی ڈھانچنا ہے، غود کو جھگڑا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سر کو ڈھانچ لیتا ہے۔ اس جگہ غُفْرَانِ کا معنی اللہ تعالیٰ کا بندے کے گناہوں کو ڈھانچنا، معاف کرنا، درگزر کرنا اور مٹا دینا ہے۔ جب گناہ مٹا دیا جائے اور ان پر مواخذہ نہ ہو تو گویا وہ ڈھانچ دیئے گئے ہیں۔

”خَطِيبَتُهُ خَاتِيبٌ مِّنْهُ“ نسخہ سلیبہ میں خطیبہ لفظ مفرد ہے اور اس سے مراد جنس گناہ ہے۔ بعض نسخوں میں جمع سالمہ خطیبہ خطیبات ہے۔ خطا صواب کے مقابل ہے۔ خطیبہ فعلیہ کا وزن ہے، باب سَمِعَ سے، خطا غاء کے کسر اور طاء کے سکون کے ساتھ، چنانچہ کر گناہ کرنا، جمع خطایا اور خطیبات ہے۔ اخطا (باب افعال ہے) کا معنی ہے کہ صواب کو نہیں پہنچا یا بغیر ارادہ کے گناہ کیا، اس کا مصدر اخطا ہے اور اسم خطا ہے۔ اخطا جلی کا معنی نامناسب کام عدا کرنے والا اور خطی جلی وہ شخص جس نے صحیح کام کا ارادہ کیا، لیکن غلط کام کر بیٹھا۔ عام طور پر یہی معنی مراد ہوتا ہے، لیکن لغت میں دونوں کا معنی ایک ہی ہے، یعنی بغیر ارادہ کے کوئی غلط کام کرنا۔

ابی ہریرہ کی وجہ تسمیہ

”وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ“ ان کے نام اور ان کے والد کے نام میں تیس (۳۰) یا اس سے زیادہ اقوال ہیں۔ صحیح ترین قول یہ ہے کہ دور جاہلیت میں ان کا نام عبد شمس تھا اور اسلام میں عبد الرحمن بن صفار انہوں نے ایک بی بی پال رکھی تھی، اس کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو ہریرہ ہوئی، آپ کا تعلق قبیلہ دوس سے تھا، فتح نبیر کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی کے ہمراہ اسلام لاکر ہجرت کر کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پھر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہی رہے۔ حضرت ابو ہریرہ اصحاب صفہ میں سے تھے، انہوں نے بارگاہ رسالت سے کثیر تعداد میں احادیث مبارکہ یاد کیں، کیونکہ حدیث صحیح میں ہے (کہ جب آپ نے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے کوئی چیز حافظہ ان کی چادر میں اڑھیلی، جس قدر حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں، ان سے پانچ ہزار یا اس سے زیادہ حدیثیں مروی ہیں۔ ان سے آٹھ سو حضرات صحابہ و تابعین نے حدیثیں روایت کیں۔ یہ مقام کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں ہوا، آپ کی وفات میں مختلف اقوال ہیں، سن ۵۵ھ

۵۸ اور ۸۹ ہجری۔

”وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ“ یہ جملہ لفظ خبریہ اور معنی دعا ہے (انتخابیہ) ہے۔ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا یا انعام کا ارادہ فرمایا۔ یہ مبتدا اور خبر کے درمیان جملہ معترضہ ہے، کیونکہ صحابہ اور دیگر بزرگوں کے نام کے ساتھ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ

مستحب ہے۔

”تَلْبِطُ بَيْنَ عَيْنَيْنِ نُورًا“ یہ حدیث اور آئندہ دو حدیثیں ابن فرحون کی کتاب ”الزبد“ سے ماخوذ ہیں، ان کے الفاظ اور معنی اس پر کام بھی دیا ہے۔ ابو محمد جبر، ابن دودانہ، ابن طاہری اور ابن سبع نے حضرت انسؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے متعدد حدیثیں بیان کی ہیں، مگر نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پل صراط کا نور ہے، علامہ سیوطی کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ یہ حدیث ازدی نے اشعفاء میں اور دار قطنی نے افراد میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے، امام ربیع نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ ابو محمد جبر نے ”شرف المصطفیٰ“ کے حوالے سے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، مگر کہا کہ ایک اور روایت میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، ”مجھ پر درود پڑھتا پل صراط پر نور ہے جس شخص نے مجھ پر حدیث میں اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجا اس کے اسی سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ پھر حضرت جبر نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے ایک اور حدیث بیان کی۔

یہ حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ مختلف ہوں گے، بعض اندھیروں میں ہوں گے اور بعض نور میں، بعض دیگر احادیث میں یہ بات صراحت موجود ہے۔ سعد الدین فرغانی نے فرمایا: نور اسے کہتے ہیں جو شے کو منکشف کر دے اور اس کا استعمال اس کی جلی ہوئی روشنی میں ہوتا ہے جو دیکھنے میں مدد دے۔

”لَمْ يَكُنْ بَيْنَ أَهْلِ النَّارِ“ یہ اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ آگ اسے کہے گی کہ اے مومن! تو گزر جا کہ آگ اب ایمان نے میرے شعلے سرد کر دیئے ہیں۔

یہ الفاظ جو متن میں ہیں ابن فرحون کی روایت میں بھی اسی طرح ہیں۔ عزنی کی کتاب ”الدرا المنظم“ میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجتا پل صراط پر نور ہے اور جو پل صراط پر اہل نور میں سے ہو گا، وہ اہل نار میں سے نہ ہو گا۔ متن میں ”نحوں میں ابن فرحون کی روایت کے مطابق ”لَمْ يَكُنْ“ ہے اور بعض نسخوں میں ”فَلَمْ يَكُنْ“ ہے جیسے کہ عزنی کے متن میں ہے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى فَقَدْ أَخْطَأَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر درود بھیجتا بھول گیا ہے، شک وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا

وَالنَّمَا أَرَادَ بِالنِّسْيَانِ التَّارِكَ وَإِذَا كَانَ التَّارِكُ يُخْطِئُ طَرِيقَ الْجَنَّةِ

بھولنے سے آپ کی مراد چھوڑنا ہے، اور جب چھوڑنے والا جنت سے ہٹ گیا ہے۔

كَانَ الْمُصَلِّي عَلَيْهِ سَالِكًا إِلَى الْجَنَّةِ وَفِي رَوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ

تو آپ پر درود بھیجنے والا جنت کی راہ پر چلنے والا ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کی

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَنِي جِبْرِيلُ

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل امین علیہ السلام

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّى عَلَيْكَ

آنے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کا جو امتی آپ پر درود بھیجے گا اس پر

سَبْعُونَ ٬٬ أَلْفَ مَلَكٍ وَمِنْ صَلَّاتِكَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ستر ہزار فرشتے درود بھیجیں گے اور جس پر فرشتے درود بھیجیں وہ جنتی ہو گا۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُكُمْ عَلَى صَلَوةٍ أَكْثَرُكُمْ أَزْوَاجًا فِي الْجَنَّةِ

اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو مجھ پر بہت درود بھیجے گا جنت میں اس کی بہت بیویاں ہوں گی۔

راہ جنت سے ہٹنے والا شخص

۱۔ "مَنْ تَبَيَّنَتِ الصَّلَوةُ عَلَيْهِ" ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سند حسن سے نقل کی ہے۔

مجھ پر درود بھیجا بھول گیا" وہ راہ جنت سے ہٹ گیا۔ یہی الفاظ حافظ ابو نعیم نے حضرت ابن عباس اور ابو جعفر امام باقر علیہ السلام سے روایت کئے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی۔ امام طبرانی نے کبیر میں سند حسن سے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں مَنْ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ فَأَخْطَا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ أَلْحَقَ

طَرِيقَ الْجَنَّةِ (جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجے سے الگ رہا تو وہ جنت کی راہ سے الگ ہو گیا) امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں مَنْ تَبَيَّنَتِ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ تَبَيَّنَ طَرِيقُ الْجَنَّةِ (جو مجھ پر درود بھیجے بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا۔ اسی میں حضرت ابو جعفر امام باقر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کئے ہیں مَنْ ذَكَرْتُ عِنْدَهُ فَأَخْطَا

بِصَلَاتِي عَلَيْهِ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ (جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا تو اس نے مجھ پر درود شریف نہیں بھیجا وہ جنت کی راہ سے ہٹ گیا) حضرت ابو محمد جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا ہی جنت کی راہ ہے۔

۲۔ فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ یہ ابن فرحون اور سمرقندی کے الفاظ ہیں۔ میرے علم کے مطابق ان کے علاوہ کسی نے فقہ

فَقَدْ ذَكَرْتُ نَحْنُ اس سے پہلے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔ خاتم نبی الصلوٰۃ علیہ طریقی الجنۃ (جو مجھ پر درود بھیجے بھول گیا وہ جنت کی راہ بھول گیا) جیسے کہ حضرت قاضی عیاض نے شفا میں اور امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے۔

۳۔ فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

فَقَدْ أَخْطَا طَرِيقَ الْجَنَّةِ ہو سکتا ہے اس جگہ راہ جنت سے مراد درود پاک ہو۔ جیسے کہ حضرت جریر کے حوالے سے حضرت

جنت کی روایت میں گزرا ہے۔ جس شخص نے درود پاک کو ترک کیا اس نے درحقیقت راہ جنت کو چھوڑ دیا ہے۔ جنت کا حصول اور اس کا داخلہ نبی اکرم ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ہو گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت میں جنت کا حصول مستمراد ہو اور جس شخص نے دنیا میں درود پاک کو ترک کیا وہ آخرت میں راہ جنت سے ہٹک جائے گا اور دور ہو جائے گا اور اسے اس راستے کا نہ تو علم ہو گا اور نہ کوئی راہنما ملے گا۔
 یہ امر یقینی ہے اس کے وقوع کی تاکید کے لئے لفظ قَدْ اور فعل ماضی استعمال کیا گیا ہے گویا کہ جو امر آئندہ ہونے والا ہے اسے قَدْ ہی کہتے ہیں۔

نبی کے ترک پر وعید، وجوب کی دلیل ہے

نبی کی حدیث کے ہم معنی وہ حدیثیں ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کے ذکر شریف کے وقت درود شریف ترک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ تاکہ کے خاک آلود ہونے اور بد بختی کی دعا ہے اور اسے نکل اور جفا سے موصوف قرار دیا گیا ہے۔
 نبی اکرم ﷺ نے جن حضرات نے نبی اکرم ﷺ کے ہر دفعہ ذکر شریف کے وقت درود شریف کو واجب قرار دیا ہے اس سے حدیث صحیحہ مذکورہ سے استدلال کیا ہے کیونکہ ان میں وعید ہے اور کسی شے کے ترک پر وعید اس کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے کا حکم اس لئے ہے کہ آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے اور آپ کے احسان کو یاد رکھیے (لہذا شکریہ بھی دانی ہونا چاہئے)

”وَلَمَّا زَادَ“ نبی اکرم ﷺ نے بانیان حدیث شریف ”مَنْ تَبِعَ الْمَلُوفَ عَلَيَّ“ میں نسیان سے التَّوَكُّلُ ترک کا حکم دیا ہے۔ ابن قریون کے الفاظ ہیں نسیان سے ترک مراد لینے کی وجہ سے التَّوَكُّلُ ابو محمد عبد الرحمن نے اس کتاب کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ترک ارادے سے ہوتا ہے، برخلاف نسیان کے جس کا معنی غفلت ہے (وہ ارادے سے نہیں ہوتا) اس پر وعید نہیں ہے بلکہ جو شخص کار خیر کا ارادہ رکھتا ہو پھر اسے کوئی رکاوٹ پیش آئی یا بھول گیا تو وہ اس کی برکت سے محروم ہو گا۔ بلکہ اسے اس کی فضیلت حاصل ہو گی مثلاً ایک شخص سو گیا یا بیماری اور سفر کی وجہ سے وظیفہ نہیں پڑھ سکا اسی طرح جو شخص کو کسی اور کتابی کے بغیر جماعت میں شریک نہیں ہو سکا واللہ اعلم۔ علاوہ ازیں نسیان (بھول جانا) دانگی عادت نہیں ہے بلکہ کبھی کبھار ہوتا ہے اور اس میں تَنَكُّلٌ نہیں ہے۔ ”وَرَدَّ دِينَ مِنْ حَرْجٍ يَدَّاهُ“ جو ہلے گا ”وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ“ اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر حرج نہیں رکھا۔

”س“ معنی ترک (چھوڑ دیا) ہے اور اس کا معنی لغت میں مشہور ہے۔ جیسے ”مشارك“ میں ہے ”لذا اس کی تقویت کی جاتی ہے۔“ زحشری نے ”اساس البلاغۃ“ میں اسے مجاز قرار دیا، علامہ ابن حجر نے فرمایا: اس جگہ ملزوم کا ذکر ہے اور مراد ہے ”کیونکہ بھولنے کو چھوڑنا لازم ہے“ چھوڑنے کو بھولنا لازم نہیں ہے۔

دروود پاک بھولنے کا مطلب؟

پھر درود پاک کو بھولنے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ تمام عمر میں ایک دفعہ بھی درود شریف نہ پڑھے، حالانکہ یہ بلا شاق و عیب ہے۔ شیخ زروق شہید و غلبہ میں فرماتے ہیں کہ اگر قدرت کے باوجود درود پاک ترک کیا اور تکبیر مانع نہیں تو درود پاک کا بھلا کر مرا، اور اگر تکبیر مانع ہے تو وہ کاغذ مرا یا یہ مطلب ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود نہیں بھیجا، بلکہ ایک درود پر اکتفا کیا ہے۔ جس قول کے مطابق تکبیر و ادب ہے اس پر کوئی اشکال نہیں ہے، کیونکہ ترک تکبیر کا وہی حکم ہو گا جو ایک درود بھی نہ بھیجے کا ہے۔ دوسرے قول کے مطابق اگرچہ تکبیر و ادب نہیں ہے، تاہم ترک تکبیر و بنداری کی کمی، ایمان کی اتنی کمزوری، نبی اکرم ﷺ کی محبت کی کمی اور اس کے دین کے ناقابل رشک ہونے کی دلیل ہے، جو شخص اس طرح ہو، وہ درود درست اور صراطِ مستقیم پر نہیں چلے گا اور وہ کچھ بھی کرے گا اس کی پروا نہیں کرے گا۔ پھر وہ حوادث اور شکوک کے آنے اور امتحان کے زلزلوں کے وقت تذبذب کا شکار ہو سکتا ہے، بلکہ ممکن ہے کہ ہر گشتہ ہو جائے، اس کا معاملہ سخت خطر کی زد میں ہے۔ اے اللہ! حفاظت و سلامتی عطا فرما، ایسا شخص لازماً راہِ جنت سے ہٹک گیا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ نبی ﷺ کا ذکر کرنے یا ذکر سننے کے وقت درود شریف چھوڑ دے، اس حدیث میں اس پر وعید ہے۔ احادیث مبارکہ جن کی درود دور کرنے اور بد بختی پر ہے ان سے اس بات کو تقویت ملتی ہے اور یہ وادب ہونے کی دلیل ہے، جیسے اس سے پہلے ذکر ہے۔

”وَإِذَا كَانَ الْقَوْلُ“ اور جب درود پاک کو ترک کرنے والا يُخْطِئُ لَا يَخْطِئُ الْجَنَّةَ راہِ جنت سے دور ہو گا اور اسے جہنم پکے گا۔

”مَنْ الْمَضِلُّ عَلَيْهِ سَابِغًا إِلَى الْجَنَّةِ“ (حضور ﷺ پر درود بھیجنے والا جنت کی طرف چلے والا ہو گا) کیونکہ جب آپ سے غمزدی ہے کہ درود پاک کا ترک کرنے والا راہِ جنت سے دور ہو گا اور وہاں دو قسم کے افراد ہی ہوں گے، درود شریف پڑھنے والے اور اسے ترک کرنے والے، اور دارِ بھی دوستی ہوں گے جنت یا دوزخ، اور اس سے چارہ نہیں کہ جنت میں داخلہ ہو دوزخ میں، اور درود بھیجنے والے کا حکم تارک کے برعکس ہو گا، لہذا معلوم ہوا کہ درود شریف بھیجنے والا تارک کے برعکس تعالیٰ کے فضل اور رحم سے جنت کی راہ پر چلے گا، یہ قیاس عکس شریعت کے ان دلائل سے ہے جو علم اصول میں ثابت ہیں۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف کا نسب

ہے ”عبدالرحمن بن عوف“ ان کا نام و نسب یہ ہے ابو محمد عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبدالغفار بن عبدالکعب بن عمرو بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر، قریشی زہری، سابقین اولین مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک حواری (خلوہ خاص) ہیں۔ بدر اور دیگر تمام معرکوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے

انہی کے جنتی ہونے کی بشارت نبی اکرم ﷺ نے دی اور مجلس شوریٰ نے کے ایک فرد ہیں جن کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ خلیفہ انہیں میں سے ہو گا اور فردی تھی کہ نبی اکرم ﷺ وصال کے وقت ان سے اس تھے، مجلس شوریٰ یہ معاملہ آپ کے سپرد کیا آپ نے غور فکر فرما کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی پھر دیگر حضرات نے بھی ان کی بیعت کی ۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

یعنی حضرت عبد الرحمن بن عوف نے فرمایا: بعض نسخوں میں یہ لفظ موجود ہے۔ نسخہ سہلیہ میں نہیں ہے۔
 ۱۔ ”سَنُفَعُونَ أَلْفَ مُسْلِمٍ“ ابن فرعون نے یہ حدیث انہی الفاظ سے بیان کی شیخ ابو محمد خبر نے فرمایا: یہ حدیث صاحب کتاب نے روایت کی ہے، بعض دیگر روایات مثلاً حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی سابقہ روایت میں ہے کہ جس نے مجھ پر سجدہ کیا اس پر فرشتے درود بھیجیں گے۔ ان روایات میں عام فرشتوں کا ذکر ہے، اگر متن میں مذکور حدیث پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو یہ شخص خاص ہو گی اور فرشتوں سے مراد وہ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو درود بھیجنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ شخص خاص مراد ہو بلکہ نبی اکرم ﷺ نے پہلے یہ خبر دی کہ ستر ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں پھر عام فرشتوں کے بارے میں خبر دی۔ اور یہ فرق درود بھیجنے والوں کے اخلاص، محبت، شوق اور تقسیم کے مختلف ہونے سے ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر

ایک اور حدیث میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل امین علیہ السلام نے خوشخبری دی اور کہا: آپ کا رب تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام کہے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا، لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے شکر کا سجدہ کیا۔ یہ حدیث امام حاکم نے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا، امام بیہقی نے شعب میں اور امام احمد نے مسند میں روایت کی۔

عالمیابی اکرم ﷺ کو ملنے والی یہ پہلی بشارت ہے کہ آپ پر درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے، اسی لئے اس کے سب سے حضور انور ﷺ نے سجدہ شکر ادا کیا نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے مطلق درود بھیجنے کا ذکر ہے، دس مرتبہ یا اس سے زیادہ درود بھیجنے کا ذکر نہیں ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

نسخہ سہلیہ اور اکثر نسخوں میں لفظ ماضی ہے: ”إِلَّا صَلَّى عَلَيَّ“ بعض نسخوں میں فعل مضارع اور اس سے پہلے واؤ ہے۔ إِلَّا صَلَّى

یعنی ”وَمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ“ نسخہ سہلیہ اور دیگر اکثر نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔ ابن فرعون کی کتاب میں بھی یہی ہے، اور عالمیابی ابن کا کلام ہے، بعض نسخوں میں ہے ”وَمَنْ صَلَّى عَلَيْكَ الْخ“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس پر فرشتے درود بھیجیں وہ اہل جنت سے اس لئے ہو گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حامل، فرماں بردار اور معصیت سے باز ہیں، وہ جو کچھ کہتے ہیں، اسی کے حکم کے مطابق کہتے ہیں، اپنے آپ کچھ نہیں کہتے، وہ خود تصرف نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ

کے تصرف کے تابع ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی اور رحمت کا ارادہ فرماتا ہے، اس کے لئے فرشتوں کی زبان پر دعاء رحمت اور استغفار جاری فرما دیتا ہے۔ لہذا ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس شخص سے رحمت و مغفرت کا معاملہ فرماتا ہے۔
 بحوالہ "کفایۃ المؤمنین" ابن واداع نے حدیث شریف کے یہ الفاظ ذکر کئے، لیکن ان کا حوالہ نہیں دیا، امام حقانی نے الدر المنظم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی۔

درود پاک پڑھنے کا فائدہ

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا عموماً کے حصول نعمتوں کی معافی، درجات کی بلندی اور جنت میں محلات کی تعمیر کا سبب ہے جیسے کہ آئندہ آئے گا۔ اور محلات کی جان حوروں کے حصول کا ذریعہ ہے، جس شخص پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے وہ اس لائق ہے کہ ان تمام نعمتوں کو حاصل کرے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محبوب اور مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے، وہ اس بات کا اہل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر خیر کو حلال فرما دے اور عطا فرما دے، متن کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک جنتی کی متعدد بیویاں ہوں گی، اور جنتی اس سلسلے میں مختلف ہوں گے۔ یہ بات احادیث کثیرہ سے ثابت ہے، یہ خبر معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کے ثواب میں جنتی بیویاں عطا کی جائیں گی، اس بارے میں بھی بہت حدیثیں وارد ہیں۔

وَرُوي عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ تَعْظِيمًا

اور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے میرے حق کی تعظیم کے لئے مجھ پر درود بھیجا

لِحَقِّي خَلَقَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ذَلِكَ الْقَوْلِ مَلَكًا لَهُ جَنَاحٌ بِالشَّرْقِ وَالْآخَرُ

اللہ تعالیٰ اس قول سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے، جس کا ایک پر شرق میں ہے اور دوسرا

بِالشَّرْقِ وَالْآخَرُ بِالشَّرْقِ مَقْرُورَتَانِ فِي الْأَرْضِ السَّابِغَةِ الشَّفَلَى وَغُنَّةٌ مُلْتَوِيَةٌ

مغرب میں اور اس کے پاؤں سب سے چلی ساتویں زمین میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اور اس کی گردن عرش کے نیچے

تَحْتَ الْعَرْشِ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ صَلَّ عَلَى عَبْدِي كَمَا صَلَّي عَلَى نَبِيِّ

لہجی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے، میرے بندے پر درود بھیج جس طرح اس نے میرے نبی پر درود بھیجا ہے۔

فَهُوَ يُصَلِّي عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَرُوي عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ

پس وہ اس بندے پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا، اور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

لَيَرِدَنَّ عَلَى الْحَوْضِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَقْوَامٌ مَا أَعْرِفُهُمْ إِلَّا بِكثرةِ الصَّلَاةِ

میرے پاس حوض کوثر پر کئی ایسی جماعتیں آئیں گی جن کی پہچان مجھے صرف اس لئے ہوگی کہ وہ مجھ پر کثرت درود

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً

بھیجتے تھے اور نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا

اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر

عَلَيْهِ مِائَةِ مَرَّةٍ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِائَةً مَرَّةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ أَلْفَ مَرَّةٍ

سو مرتبہ درود بھیجے گا اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجے گا

وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ أَلْفَ مَرَّةٍ حَرَّمَ اللَّهُ جَسَدَهُ عَلَى النَّارِ وَتَبَتَهُ بِالْقَوْلِ

اور جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کا جسم آگ پر حرام فرما دے گا اور اس کو دنیا

الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ عِنْدَ الْمُسْئِلَةِ وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

اور آخرت میں سوال کے وقت قول ثابت رکھے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا

وَجَاءَتْ صَلَواتُهُ عَلَيَّ نَوْرًا لَمْ يَوْمِ الْقِيَمَةِ عَلَى الصِّرَاطِ مَسِيرَةٌ خَمْسِمِائَةٍ

اور قیامت کے دن مجھ پر بھیجا ہو اس کا درود اس حال میں آئے گا کہ اس کا نور پل صراط پر پانچ سو سال کی مسافت تک جو گا

عَامٍ وَأَعْطَاهُ اللَّهُ بِكُلِّ صَلَوةٍ صَلَاحًا عَلَيَّ قَصُرًا فِي الْجَنَّةِ قُلْ ذَٰلِكَ أَوْ كَثُرَ

اور اللہ تعالیٰ اسے ہر درود کے بدلے جو اس نے مجھ پر بھیجا ہو جنت میں ایک محل عطا کرے گا یہ درود کم ہو یا زیادہ

۱۔ "صَلَّى صَلَواتُهُ عَلَيَّ" یہ حدیث ابن مسیح نے بیان کی، لیکن انہوں نے نہ تو صحابہ کا ذکر کیا اور نہ حوالہ دیا۔ ابن جریر اور ابن
 ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی مگر حوالہ نہیں دیا۔ ابن بشکوال نے حضرت انس سے بیان کی، لیکن ان کی روایت
 ۳۔ "نَوْرًا لَمْ يَوْمِ الْقِيَمَةِ" تک کے الفاظ نہیں ہیں۔ ابن فاکہانی کے ظاہر کلام سے اس حدیث کی نسبت
 ۴۔ ترمذی کی طرف ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے، دیکھئے ترمذی شریف، انہوں نے حضرت انس کی روایت بھی ذکر کی۔

"ضَلَاةً" ظاہر یہ ہے کہ یہ اس جگہ اسم ہے مصدر نہیں ہے، اس کا معنی درود شریف ہے۔ (درود بھیجنا نہیں) لیکن یہ
 فعل مطلق ہے، کیونکہ یہ اپنے فعل سے مقدم نہیں ہوتا، اور مفعول مطلق کے طور پر اس کا استعمال "خَلَقَ اللَّهُ الْمَشْقَوَاتِ"
 کی نسبت زیادہ ہے۔

"تَعْظِيماً" یہ باب مفعول کا مصدر ہے، یعنی اس نے حضور انور ﷺ کی عظمت اور کمال کا اعتقاد کیا ہے، جو بلندی کے لحاظ
 سے آنکھوں کو اور ہیبت کے اعتبار سے دل کو بھر دیتا ہے، اور اس کا اخلاق ایسے فعل پر بھی کیا جاتا ہے جو اعتقاد عظمت پر

دلالت کرے، یہ مفعول نہ ہونے کی بنا پر منصوب ہے، یا فاعل سے حال ہونے کی بنا پر۔ اس صورت میں مضاف مقدر ہو گا، یعنی اس حال میں کہ وہ صاحب تعظیم (تعظیم کرنے والا) ہے، یا یہ معنی ہے کہ اس حال میں کہ اس کا درود تعظیم ہے، مبالغہ کے سے یہ دعویٰ کر دیا کہ درود ہی تعظیم ہے، یا یہ ضلالت کی صفت ہے، اگر اسے مصدر قرار دیا جائے تو یہ نوع کے لئے ہے، بہر حال یہ صلوٰۃ کی قید ہے، جس پر آئندہ حکم مرتب ہے۔

”بِخَفِيٍّ“ یعنی میری شان اور میرے مرتبے کی تعظیم کے لئے، یا میرے لازم اور واجب حق کے لئے، لازم عامل کی تقریر کے لئے ہے۔

”مِنْ ذٰلِكَ الْفَنَىٰ“ ”مِنْ اَبَدًا“ یہ یا تعلیلیہ ”لِذَا“ یہ مفعول یہ ہے، یا منصوب مطلق جیسے کہ ”خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ“ میں اختلاف ہے، مفعول مطلق ہونے کی صورت میں عبارت اس طرح ہو گی۔ خَلَقَ اللّٰهُ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

فرشتوں کے اوصاف

”خَلَقَ“ (فرشتہ) اس کی جمع ضلالت ہے۔ وہ بیض، نورانی، قدسی اور خواہشات کی تاریکیوں سے پاک ہوا ہر ہیں ان کا کھانا جینا اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہے، ان کی محبت و فرحت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ان کا ٹھکانا اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ، قرب اور وحی کے شے کا میدان ہے، فراموشی ان کی فطرت اور سرشت میں داخل ہے، ان سے نافرمانی سرزد ہی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ محض نور ہیں، ان میں نہ ترکیب ہے نہ مختلف قسم کی صفات اور افعال ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی صفت پر پیدا فرمایا ہے کہ وہ مختلف صورتوں سے موصوف ہو سکتے ہیں، جیسے کہ ہمیں ایسی ہیات پر پیدا فرمایا کہ اس کے سبب ہم سے مختلف حرکتیں صادر ہوتی ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ فرشتے مصحیز ہیں، ان کے لئے مکان ہے۔ وہ اتصال و انفصال، چڑھنے اور اترنے اور ایسی ہی دوسری صفات سے متصف ہیں، یا وہ ارواح مجرود ہیں اور مصحیز نہیں ہیں۔ دلائل سمیعہ (قرآن و حدیث) کے ظاہر سے پہلی شق معلوم ہوتی ہے، اہل کشف و سمری شق کے قائل ہیں۔

جنت الاسلام امام غزالی نے ”معیار العلوم“ میں فلاسفہ کے مذہب پر فرشتے کی یہ تعریف کی ہے، کہ وہ جو ہر بیض ہے، نہ زندگی، ہولناکی اور عقل رکھتا ہے، قیادیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اور ارضی اجسام کے درمیان واسطہ ہے، ان میں سے بعض عقلی ہیں اور بعض نفسی۔

فرشتوں کی پیدائش کا سبب؟

متن میں جو حدیث ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے بعض اعمال سے یا ان کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اعمال صلوٰۃ سے پیدا ہونے والے فرشتے یکدم پیدا نہیں کئے گئے اور یہ بات بعض اعمال کے بارے میں وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن سورہ بقرہ اور آل عمران اپنے صاحب کی طرف سے بھڑکا کرتے ہوئے آئیں گی۔

اس فرشتے تذکرہ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں 'اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ثواب سے ایسے فرشتے پیدا فرما دے گا جو اس شخص کی طرف سے جھگڑا کریں گے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے 'جس نے یہ آبد کریمہ پڑھی "بَشِیْطُ اللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ" اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے پیدا فرما دے گا جو اس کے لئے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے۔

شیخ ولی الدین عراقی کے پاس مکہ مکرمہ سے چند سوالات آئے 'ان میں ایک سوال یہ تھا کہ کیا ملائکہ علیہم السلام یکدم پیدا کئے گئے ہیں اور کیا ان کی موت بھی اسی طرح ہو گی؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے محض احتمال کی بنا پر اس مسئلے میں پیش قدمی نہیں کرنی چاہئے 'نظرو فکر اور قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے' یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ جس اعمال صالحہ کے سبب ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے 'جو بصرف تسبیح رہتا ہے اور اس کی تسبیح اس عمل والے کے لئے ہوتی ہے' ثابت نہیں ہے 'بلکہ باطل اور بے اصل ہے۔ (شیخ عراقی کا کلام ختم)

حضرت جبریل نہر حیات میں غوطہ زن

لیکن ابن سبیر ابن مردودہ اور ابن ابی حاتم نے سند ضعیف سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ساتویں آسمان پر بیت اللہ شریف کے مجاہدی بیت المعمور ہے اور آسمان میں نہر حیات ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام اس میں ہر دن ایک غوطہ لاتے ہیں 'پھر باہر نکل کر اپنے آپ کو جھارتے ہیں 'تو ان سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں 'اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے 'انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ بیت المعمور میں جا کر نماز پڑھیں 'وہ نماز پڑھ کر باہر نکلتے ہیں تو ان کی کبھی واپسی نہیں ہوتی 'ان میں سے ایک فرشتہ ان پر امیر بنایا جاتا ہے 'اسے حکم دیا جاتا ہے کہ ان فرشتوں کے ساتھ آسمان کے ایک مقام پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں 'چنانچہ وہ قیامت تک تسبیح بیان کرتے رہیں گے۔ یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہونے کے باوجود اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ فرشتے یک دم پیدا نہیں کئے گئے۔

خوف خدا سے کانپنے والے فرشتے

اہم پہنچنے والے "کتاب الروبہ" میں ایسی ہی ایک حدیث علی بن ارطاة کے واسطے سے ایک صحابی سے روایت کی ہے 'کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ خوف خدا سے ان کے پتے کا پتے رہتے ہیں 'ان کی آنکھ سے گھٹنے والا ہر آنسو فرشتہ بن جاتا ہے جو تسبیح کرتا ہے۔ متن کی روایت میں اگر جبریل ابتدا یہ ہو تو اس سے بھی یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لفظ فرشتے کا مادہ ہوتا ہے 'اس سے معلوم ہوا کہ معنی تجسم ہو جاتے ہیں 'اس سلسلے میں مزید گفتگو آئندہ آئے گی 'انشاء اللہ تعالیٰ۔

سے "لَا جَنَاحَ بِالْمَیْمُونِ" نطفہ سلیمہ اور دیگر متعدد نسخوں میں اسی طرح ہے 'ایک نسخے میں ہے "جَنَاحُهُ بِالْمَیْمُونِ" انوں صورتوں میں مبتدا اور خبر سے مرکب جملہ غلغلہ کی صفت ہے 'مشرق سورج کے طلوع ہونے کی جانب کو کہتے ہیں۔

”وَالْأَنْخِلَافُ بِالسَّغَرِ“ دو پہرا پر سورج کے غروب ہونے کی جانب میں ہے، اس عبارت میں مجموعی طور پر دونوں جانبوں کی طرف اشارہ ہے۔

”وَرَجُلًا مِّنْهُمْ يَتْلُو آيَاتِ اللَّهِ“ نسخہ سلیبہ اور اکثر دوسرے معتمد نسخوں میں قاف اور دو راؤں کے ساتھ ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے دونوں پاؤں ثابت ہیں فقر (غایت ہوا) سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ سوال یہ تو لازم ہے جو اپنے فاعل پر اکتفا کرتا ہے لہذا اس سے اسم مفعول نہیں بنایا جاسکتا۔ فعل کے مطابق فارغانی اسم فاعل کا صیغہ آنا چاہئے تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اسم مفعول اسم فاعل کے معنی میں ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”جَعَلْنَا مَنَسْخَرًا“ اور ”أَنَّهُ كَانَ وَفْعُهُ نَبَا“ میں اسم مفعول اسم فاعل مَنَسْخَرًا اور آیتا کے معنی میں ہے۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ غلطی مجروح ہے، لیکن غلطی مزید مفعول کے معنی میں ہے ”أَفْوَيْقَرُ“ کا معنی ہے ثابت کرنا اب معنی یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دونوں قدم ثابت کئے ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ مسعود کا معنی ہے ”أَسْعَدَهُ اللَّهُ تَعَالَى“ اللہ تعالیٰ نے اسے نیک بخت کیا، تسہیل (تحرک کی ایک کتاب) میں ہے کہ بعض اوقات مفعول کی جگہ مفعول کو استعمال کر دیا جاتا ہے۔ خواہ اس کا غلط استعمال ہو یا نہ ہو، اور بعض اوقات فاعل کو مفعول کی جگہ اور مفعول کو فاعل کی جگہ استعمال کر دیتے ہیں۔

بعض نسخوں میں مَنَسْخَرًا ہے، یعنی ثابت ہیں۔ یہ ماخوذ ہے غُرُ الشَّيْءِ فِي الْأَرْضِ سے پہلے زمین پھر اراء بغیر نقطہ والی یعنی فلاں شے کو گاڑ دیا اور ثابت کر دیا۔ بعض نسخوں میں مَنَسْخَرًا ہے، یعنی منع کئے ہوئے ہیں۔ یہ ماخوذ ہے قَوْلُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ سے، دو چیزوں کو منع کر دیا۔ کہا جاتا ہے قَوْلُ بَيْنَ الشَّيْءِ وَالْمَنْعَةِ فِي الْمَاءِ نے حج اور عمرہ کو منع کر دیا۔

”فِي الْأَرْضِ“ ارض پر چلی چیز کو کہتے ہیں، یہ اسم جنس ہے۔

زمینیں سات ہیں

”الشَّيْءُ“ اس بات میں زمین، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی یکنواخت ہے۔ ”الشَّيْءُ خَلْقٌ مِّنْ سَمَوَاتٍ وَمِنْ الْأَرْضِ وَمِنْهَا“ جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمینیں ان کی شکل حضرت عجلید (تاجی) نے فرمایا: ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے۔ یعنی نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے زیادہ قریب ہے۔ حدیث صحیح میں ہے، جس نے ایک پاشت زمین غصب کی، اللہ تعالیٰ ساتویں زمینوں سے اتنی مقدار اس کے گھگھے کا طوق بنا دے گا۔ اس سے بھی زیادہ ظاہر، حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں۔ اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک دھسا دیا جائے گا۔ احادیث کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمینیں سات ہیں، حتیٰ کہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ اہل سنت کا مذہب ہے، ملاحظہ ہو امام حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ و آلہٖ الطیبین کی تصنیف الحقیقۃ الہیۃ المنیۃ

الشَّيْءُ یہ اسفل کی سوٹ ہے اور سفول (پستی) سے ماخوذ ہے، اس کے مقابل علو ہے جس کا معنی بلندی ہے۔

وخلقہ عین اور نون دونوں مقصود ہیں، بعض اوقات نون ساکن کر دیا جاتا ہے، یہ معروف مقصود گردن ہے اسے مذکر اور مؤنث مرد و مرغ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خلقیہ معنی جنوں میں مودت کا صیغہ ہے، بعض نسخوں میں مذکر کا صیغہ خلق ہے، اس لئے کہ گردن عرش کے نیچے اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ وہ فرشتہ اتر لیا ہے کہ عرش سے لے کر ساتویں زمین تک جہیں جاسکتا ہے، لہذا اس نے اپنی گردن اچٹائی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

عرش مجید کی بناوٹ

”نَحْنُ الْغَوْثُ“ یہ عرش مجید ہے جس کے بارے میں ایک روایت میں وارد ہے کہ وہ سرخ یا قوت کا ہے، دوسری روایت میں ہے کہ سبز مرد کا ہے اور اس کے چار پائے سرخ یا قوت کے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے اور وہ اتنا بڑا ہے کہ اس کی مقدار کو اس کا پٹنے والا ہی جانتا ہے اور یہ (جسمانی طور پر) اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ شوق ہے۔

”يَقُولُ اللَّهُ“ یہ جملہ حال ہے یا صفت ہے، کیونکہ اس کا موصوف نکرہ ہے۔ مضارع اس لئے لایا گیا ہے کہ یہ اس حال کی صفت ہے جس میں فرشتہ یہ خطاب سنتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معراج شریف کی حدیث صحیح میں ہے: ”أَوَّلَ مَا تَسْمَعُ اللَّهُ يَقُولُ“ (کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-)

امام نووی (شراح مسلم شریف) فرماتے ہیں، اس سے طرف بن شحیر کا یہ قول رد ہو جاتا ہے کہ ”يَقُولُ اللَّهُ“ کہنا ممنوع ہے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے: ”يَقُولُ اللَّهُ“ (صیغہ مضارع سے) نہ کہو، بلکہ ”قَالَ اللَّهُ“ (صیغہ ماضی سے) کہو۔ امام نووی فرماتے ہیں، صحیح ہے کہ ”يَقُولُ اللَّهُ“ کہنا جائز ہے۔

لہذا یہ ضمیر فرشتے کی طرف راجع ہے۔

”ضَلَّ عَلَى غَنَبِي“ اس اضافت میں معین بندے کی طرف اشارہ ہے، یعنی میرے اس بندے پر درود بھیج جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ فرشتے کو اس بندے پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور اس بندے کی اپنی طرف اضافت کی، یہ اس بندے کا بہت بڑا اعزاز اور اللہ تعالیٰ کا خاص لطف ہے۔

”سَلَامٌ“ یہ کاف اقلیہ ہے (یعنی اس لئے کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے) جیسے کہ ”وَإِذْ تَخَرُّوهُ تَحَنُّنًا هَذَا تَحَنُّنٌ“ (تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، کیونکہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے) میں ہے یا یہ کاف تثنیہ کے لئے ہے۔ (یعنی جیسے کہ اس بندے نے درود بھیجا ہے) یہ تثنیہ صرف درود کے موجود ہونے میں ہے، اور ماضی مصدر یہ ہے۔

”عَلَى نَبِي“ وہ موجود اور متعین نبی کہ یہ بندہ جس پر درود بھیجا جا رہا ہے، ان کی ملت پر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف ذکر کئے بغیر اس اضافت میں اختصاص ہو یعنی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہے، اور جنہیں وہ خاص نبوت عطا کی گئی ہے جو کسی دوسرے کو نہیں دی گئی۔

بعض نسخوں میں عبارت اس طرح ہے عَلٰی نَبِیِّنَ مُخْتَلَفٍ اس میں اسم شریف کا ذکر ہے۔
"فَقَبْرٌ" یہ فاء سید ہے۔

"بِضَلَّتْ عَلَیْہِمْ" دو فرشتے اس بندے پر اپنی پیدائش سے "اَلِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ" قیامت تک درود بھیجتا رہے گا اور قیامت اس کے درود بھیجنے کی انتہا ہے، کیونکہ اس وقت بندے کے اپنے اچھے اور برے اعمال ختم ہو جائیں گے اور بندوں کے لئے دوسروں کے اعمال دعا و نیرہ بھی ختم ہو جائیں گے، اس وقت صرف جزا ہو گی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے ساتھ مہربانی کا معاملہ فرمائے، اور اپنے احسان اور کرم اور رحمت سے نوازے۔ آمین! یا رب العالمین۔

۱. "قَوْلُہِ عَلَیْہِ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" یہ حدیث حضرت قاضی عیاض نے فتاویٰ شریف میں بیان کی ہے۔ علامہ حافظ سیوطی نے اس کے لئے جگہ خالی چھوڑ دی اور اس کا ماخذ بیان نہیں کیا۔ یہ فی فضل مضارع ہے، اس پر لام قسم (قسم معذوف کے جواب میں) داخل ہے اور آخر میں نون تاکید لاحق ہے "لِذَا" مضارع مبنی بر فتح ہے۔ یہ درود سے مشتق ہے، درود کا معنی پانی کی طرف جانا اور اس تک پہنچنا ہے۔ معنی یہ ہے کہ کئی قومیں آئیں گی اور پہنچیں گی۔
عَلٰی حرف جار (علی) ضمیر متکلم پر داخل ہے۔

المختوض یعد کا مفعول ہے، اس میں الف لام عید کے لئے ہے اور اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا عوض ہے۔ یا یہ الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے، اصل میں مختوضی تھا۔

"مُخْتَلَفٌ" قوم کی جمع ہے، اور قوم اسم جمع ہے اس کی جمع لانے میں کثرت کی طرف اشارہ ہے۔

"مُخْتَلَفٌ لِّہُمْ اِلَّا بِکَلْمَةِ الْمَلٰٓئِکَةِ عَلٰی" نسخہ سلیمہ اور دیگر متعدد نسخوں میں اور حضرت جبر کے نسخے میں اسی طرح ہے۔ بعض دیگر صحیح نسخوں میں صَلَاتِہُمْ اضافت کے ساتھ ہے۔ شفا شریف میں بھی اسی طرح ہے۔ ابن ورامہ نے یہ روایت دو مقامات پر دونوں طرح نقل کی ہے، پہلے نسخے کا معنی بھی یہی ہے۔ کیونکہ الف لام ضمیر کے بدلے میں ہے، مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو دنیاوی زندگی میں ان کی پہچان نہیں تھی، پھر ہو سکتا ہے کہ آپ نے انہیں قیامت سے پہلے برزخ میں پہچان لیا ہو۔ کیونکہ ان کا درود شریف آپ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، فرشتے ان کا نام اور تعارف عرض کرتے ہیں اور ان کی روحوں کو نبی اکرم ﷺ کی روح انور سے محبت کا تعلق حاصل ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ انہیں قیامت کے دن ہی پہچائیں، یا تو درود پاک کی ثورائیت کی بدولت، یا اس لئے کہ ان سے درود پاک کی خوشبو میں آئیں گی، یا اس کے علاوہ درود شریف کی کوئی علامت ہو گی یا اور کوئی نشانی ہو گی، ہو ہمارے علم میں نہیں ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات میں موجود نہ ہوں اور اگر یہ لوگ یا ان میں سے بعض اس وقت موجود تھے، لیکن کسی عذر کی بنا پر نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکے، تو ممکن ہے کہ آپ نے انہیں عالم ملکوت اور آسمان ارواح میں درود شریف کے سبب پہچانا ہو۔

درود پاک پڑھنے والے کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی

ابن حنبل رحمہ اللہ غزوة واجدة حضرت جبر نے اس حدیث کا ایک حصہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس جگہ لکھا ہے۔ ”جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں آگ پر حرام فرما دے“۔ یہ روایت نے بغیر کسی حوالے کے پوری حدیث بیان کی ہے۔ ابن کثیر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ شریف تینوں کو سنایا جاتا ہے۔ جنت سنی ہے۔ آگ سنی ہے اور میرے سر کے پاس فرشتہ سنا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ جس نے ایک مرتبہ درود شریف بھیجا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر سو درود بھیجتے ہیں اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کے جسم کو آگ نہیں چھوئے گی۔

حضرت ابو موسیٰ مدنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جس نے ازراہ شوق و محبت اس سے زیادہ درود بھیجا میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا حافظ مظہری نے فرمایا: اس حدیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔

درود پاک پڑھنے والے کا اعزاز

ابو البرقع ابن مسیح کی تصنیف شفاء الصدور میں ہے کہ حضرت ابن عباس اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جس نے مجھ پر ہزار مرتبہ درود بھیجا جنت کے دروازے پر اس کا نام میرے کندھے کے ساتھ ہو گا۔

ابن کثیر نے حوالے سے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ دس مرتبہ درود شریف بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سو مرتبہ اور سو مرتبہ درود بھیجنے والے پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔

اہلسنت کا عقیدہ

”خیرم اللہ جسدہ علی الثور“ ہمارے جنم کی آگ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ اہل آتش دوزخ کے لئے اس کے جلانے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو جنم کی آگ سے کامل نجات حاصل ہو جائے گی اور اس کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دیے جائیں گے اعمال صالحہ کے بارے میں

احادیث کثیرہ وارد ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے مثلاً شیخ سے متعلق متعدد احادیث ثابت ہیں کہ وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں کے کفارہ کا باعث ہے۔ علماء کا اختلاف ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ حدیث صحیح میں کبار سے اجتناب کی شرط ہے اس لئے یہ تمام حدیثیں صغیرہ گناہوں کی بخشش کے متعلق ہیں۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ ابن مرزوق فرماتے ہیں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کبیرہ گناہوں کو توبہ یا اللہ تعالیٰ کا فضل ہی بخو کر سکتا ہے۔ یہ ہمارے تمام ائمہ متکلمین کی تصریح ہے مثلاً باقی ابن عبد البر ابن ربیع، قاضی عیاض ابن ہیثم اور دیگر بے شمار علماء جن کا ذکر پامٹ طوالت ہو گا پھر فرمایا: جس نے علوم شرعیہ کا ایک حصہ اچھی طرح حاصل کیا اور سنت مبارکہ کے فیوض سے اس کی تربیت کی گئی ہے۔ اس پر غفلت نہیں ہے کہ یہ احادیث کبیرہ صرف صفائے بارے میں ہیں ان احادیث میں مطلق گناہوں کو متعید (صغیرہ) پر محمول کیا جائے گا کیونکہ بعض دیگر احادیث میں یہ قید ہے کہ جب تک کبار سے اجتناب کیا جائے کبار کا کفارہ توبہ سے ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ معتزلی کہتا ہے کہ اعمال کو توبہ جانے گا اور گناہ بخو کر دینے جائیں گے۔ ان احادیث کو الطلاق پر وہ شخص محمول کرے گا جسے اپنے عقیدے کا علم نہیں ہے اور اس نے مستند اہل علم سے علم حاصل نہیں کیا اور اس کا علم صرف ان کتابوں تک محدود ہے جن پر فروعی مسائل میں اجتہاد قائل مذمت ہے اور اس کی بنا پر سزا اور محمول قید ہونی چاہئے جیسے کہ حضرت بختون وغیرہ حضرات نے تصریح کی ہے۔ اصول اور عقائد کے معاملے میں ان کتابوں کا کیا حال ہو گا۔

گناہ کبیرہ کی معافی توبہ سے ہے

علامہ ابن حجر نے فرمایا: جمہور اہل سنت کے نزدیک احادیث مبارکہ میں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔ حدیث صحیح میں ہے کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا ادا کرنا اور میانی گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کبار سے اجتناب کیا جائے اس حدیث کی بنا پر مطلق گناہ کو متعید (صغیرہ) پر محمول کیا جائے گا۔ علامہ ابن حجر نے ابن عبد البر کے بعض معاصرین سے نقل کیا کہ نیکیاں تمام گناہوں کا کفارہ ہیں اور انہوں نے آیت مبارکہ **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ الشَّرَّاتِ** (نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں) اور دیگر آیات سے استدلال کیا۔ ابن عبد البر نے ان پر سخت رد کیا اور کہا کہ متعدد آیات میں توبہ پر ابھارا گیا ہے اگر نیکیاں تمام گناہوں کا کفارہ ہوں تو توبہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ حضرت ابی نے اپنی کتاب میں ایک جگہ یہی مذہب اختیار کیا ہے اور فرمایا: گناہ کبیرہ کی معافی صرف توبہ سے ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ ابن عربی وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ کبیرہ گناہوں کی معافی توبہ ہی سے ہے۔

ابن دقیق العبد نے فرمایا: اس میں کلام ہے شیخ زروق نے بھی قول مذکور نقل کر کے فرمایا: اس میں اعتراض ہے نیز فرمایا: کہ ظاہر احادیث کا مقتضی اس کے خلاف ہے خصوصاً یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفات کو بخش دیا اور ان کی کوتاہیوں کی رحمت دی یہ حدیث صحیح ہے۔

دیگر حضرات نے بھی تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جائز ہے کہ اعمال صالحہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا کفارہ بن

امام دین الدین عراقی نے اپنے والد ماجد کی شرح تفریب کے حتمہ میں ابن منذر کا یہی قول نقل کیا۔ ترمذی شریف میں یہ حدیث ہے۔ جس شخص نے کہا "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْغَفُوْرُ الْبَرُّ" اس میں اللہ تعالیٰ ہی و قیوم سے کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سب گناہوں سے بھرا ہو۔" علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے ابو نعیم اصبہانی کا بھی یہی قول نقل کیا۔ کتاب "الرحی من فتن الباری" میں یہی مذہب اختیار کیا، اسی طرح علامہ سیوطی نے مسلم شریف کی حدیث "هَنْ فُتِنَ کَافِرٌ لَمَّا سَلَّمَ" جس نے کافر کو قتل کیا پھر اچھے کام کئے، کے تحت کہا، امام باہجی نے حنفی میں حدیث تائین (آئین کہنے) کی شرح میں "قاضی عیاض نے اکمال میں یہی بات فرمائی۔ شیخ ابو زید ثعالبی نے اپنی کتاب "جامع القواعد" قاضی عیاض کا کلام نقل کیا اور اس کی تائین کی اور کہا کہ قرآن و حدیث میں جو بھی اس قسم کا وعدہ آیا ہے کہ جس نے یہ کام کیا، اس کے لئے جنت ہے اس کے بارے میں یہ قاعدہ عقیم ہے جیسے کہ شیخ ابو زید نے اپنی تفسیر اور کتاب "العلوم الفاحرة فی امور الآخرة" میں امام راززی فرمایا کلام نقل کیا۔

امام قرطبی بھی منعم میں اس کے قائل ہیں، حضرت ابی نے ان کا کلام نقل کیا، پھر اس کے بعد حضرت ابن عربی کا قول اس کے خلاف نقل کیا اور اسے ضعیف قرار دیا، پھر ابن بزیڑ کا قول نقل کیا کہ نیکیاں کبار کا کفارہ ہوتی ہیں اور ان کی دلیل بھی اس کی پھر فرمایا: "میں کہتا ہوں حضرات اشعریہ کے نزدیک توبہ کے بغیر کبار کی مغفرت ہو سکتی ہے، اس کی تائید یہ ہے کہ حج اس کے لئے کفارہ بن سکتا ہے۔ حدیث شریف کے یہ الفاظ "هَذَا جُنُبٌ الْکُبَرٰ" (جب تک کبار سے اقتاب کیا جائے) موصول ہے۔ یہ قول شیخ سنوسی نے اکمال الامال کے حتمہ میں، ابن التین صفحہ ۱۱۱ نے شرح بخاری میں، علامہ بدر الدینی نے اس کے حاشی میں نقل کیا۔ سید شریف سلوی اور بسیلی نے اپنی تفسیر میں ابن عرفہ کا یہی قول نقل کیا۔

شیخ ابو العباس احمد بابا اہیت نے اس مسئلہ میں ایک کتاب لکھی اور اس میں ان تمام مسلمانوں اور دیگر حضرات کی تصریحات نقل کیں، پھر فرمایا: میں کہتا ہوں کہ ظاہر اور عام فہم قول ثانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض اعمال مثبوتہ کی بدولت مفسد کی طرح کبار کی مغفرت بھی جائز ہے اور اس کی چند وجہیں ہیں۔

(۱) اہل سنت کے قواعد و اصول میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے گناہ جب چاہے گا توبہ کے بغیر معاف فرما دے گا، اس میں کون مانع ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے جس گناہگار بندے کے لئے چاہے کسی اچھے عمل یا پاکیزہ قول یا اس قسم کی نیکی کو نجات کا سبب دے، خصوصاً وہ نیکیاں جن کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ کفارہ ذنوب ہیں۔

(۲) احمد کرام نے فرمایا ہے آراء اور اقوال کے اختلاف کے وقت راہِ راست وہی ہے جو شریعت مبارکہ کے ظاہر سے ثابت ہو، بشرطیکہ وہ دلائل عقلیہ (تفہیم) کے خلاف نہ ہو، اور اس میں شک نہیں کہ بے شمار احادیث میں آیا ہے کہ اعمال صالحہ کفارہ ذنوب ہیں۔ پھر انہوں نے اختلاف متاخرین کی ایک جماعت کا ذکر کیا جنہوں نے "لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَا أَسْبَاطَهُمُ الْفَاسِقِينَ" کے معنی نظر ان تمام احادیث کو نہ تو

رد کیا جاسکتا ہے، اور نہ انہیں مقید قرار دیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر وہ حدیثیں جنہیں متعید نہیں کیا جاسکتا، پھر انہوں نے یہ احادیث کثیرہ بیان کیں جنہیں متعید نہیں کیا جاسکتا پھر فرمایا: اس کے علاوہ بہت سی صحیح اور ضعیف حدیثیں ہیں کہ اگر ان کا تعلق کیا جائے تو کئی ورق پر ہو جائیں اور ان کو حدیث شریف ”منا اجنبیہ الکتاب“ سے متعید نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ احادیث انہوں کی معافی میں صریح اور ناقابل متعید ہیں۔

خوابیں احکام شرعیہ کی دلیل نہیں ہوتی

پھر حدیث شریف: ”منا اجنبیہ الکتاب“ کی تاویل بیان کی اور قول خانی کی تائید میں متعدد دلائل دیتے، ان میں سے پانچویں دلیل میں کہا کہ اولیاء کرام سے بہت سی روایات ہیں اور تواثر سے ثابت ہے کہ انہوں نے کئی لوگوں کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، ان میں سے ہر ایک نے بیان کیا کہ میری مغفرت قائل خاص عمل کے سبب سے ہوئی ہے، حالانکہ اس کی موت توبہ کے بغیر واقع ہوئی تھی، پھر شیخ ابو العباس نے چند واقعات بیان کئے اور فرمایا اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات ہیں، اور یہ خوابیں جیسا کہ محققین نے فرمایا: اگرچہ احکام شرعیہ کی دلیل نہیں بن سکتیں، اسی لئے اہل تحقیق نے احکام میں ابو الاسحاق ابن سہل کی بہت سی ایسی دلیلوں پر رد کیا ہے۔ جیسے کہ امام محقق، منتخب العلماء ابو اسحاق شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے موافقت میں اور ان سے پہلے عزالدین بن سلام نے اپنے فتاویٰ میں اور شیخ سیبلی نے تلمیح و التفسیر میں فرمایا، لیکن ان خوابوں سے تائید اور تقویت حاصل کی جاسکتی ہے، تاکہ گنہگار ان کی بنا پر امید باندھے، اور ان کے مطابق عمل کرے، جو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر اعتماد کے سبب اسے بھی ایسا ہی فائدہ حاصل ہو جائے۔

نیکیاں کبائر کے لئے کفارہ ہیں

ظاہر یہ ہے کہ ان حضرات کا اختلاف ایک صورت میں نہیں ہے۔ جو حضرات کہتے ہیں کہ نیکیاں کبائر کے لئے کفارہ نہیں ہیں ان کی مراد مطلق نیکیاں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”إِنَّ الْخَيْرَاتِ يَذْهَبْنَ الشَّيْئَاتِ“ اور ایسے ہی دیگر ارشادات میں ہے، جن میں کفارہ بیانات کا ذکر ہے، لیکن کبائر کی تصریح نہیں ہے اور نہ ہی یہ تصریح ہے کہ وہ شخص پیدا کس کے دن کی طرح پاک صاف ہو جاتا ہے۔ یہی اہل سنت کے اس قاعدہ کا مقصد ہے کہ اعمال میں موازنہ اور معافی لازم نہیں ہے، اور جن حضرات کے نزدیک اعمال صائر کی برکت سے کبائر کی معافی جائز ہے ان کی مراد وہ اعمال ہیں جن کے متعلق تصریح ہے کہ وہ کبائر کے لئے کفارہ ہیں یا وہ اعمال مراد ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ کسی شخص کے تمام گناہ معاف کرنے کا ارادہ فرمائے گا۔ اور اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اپنے فضل سے توبہ کے بغیر بخش دے گا، اور یہ بھی اس کی رحمت ہے کہ اپنے فضل سے بندے کا کوئی عمل قبول فرمائے اور اس کے ذریعے اس کی بخشش فرمادے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور وہی اپنے فضل سے حق کی توفیق اور ہدایت دینے والا ہے۔

بعض احادیث میں ہے کہ اس کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت ہے، ایک ہزار سال کی مسافت چڑھائی، ایک ہزار سال مسافت سیدھا اور ایک ہزار سال کی مسافت اترائی ہو گی۔ ابن عساکر حضرت فضیل بن عیاض سے راوی ہیں کہ تین روایت کیٹی ہے کہ پل صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کی راہ ہے۔ پانچ ہزار سال چڑھائی، پانچ ہزار سال اترائی اور پانچ سال سیدھا ہے، ہاں سے زیادہ باریک، کموار سے زیادہ تیز اور جہنم کی پشت پر ہے، اسے وہی طے کر سکے گا جو خوف خدا سے ڈلا پلا ہو گا۔

درود شریف نور بن جائے گا

ممکن ہے کہ حدیث شریف سے کوئی ایسا لفظ رہ گیا ہو جو لفظ نور کے رفع کا مقتضی ہو، اور وہ اسی طرح مرفوع رہ گیا ہو۔
 دوام کی روایت میں ہے: "وَجَدْتُهُ صَلَواتُہٗ قَدْ عَلَاہَا نُورٌ" (الحدیث: درود شریف پڑھنے والے کے پاس اس کا درود آتا ہے) اس پر ایسا نور چھایا ہوا ہو گا جس سے پل صراط کی پانچ سو سال کی مسافت روشن ہو گی، اور اس نے مجھ پر جتنے درود کیے گئے، ان میں سے ہر ایک کے عوض اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار فرمائے گا" اس روایت میں نور لفظ خدا قائل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ نیز اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف خود آئے گا اور نور اس کا حال اور زائد ہو گا۔ یہ نہیں کہ درود شریف خود نور بن جائے گا، اس سے پہلے احادیث گزر چکی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شریف اس حال میں آئے گا کہ پڑھنے والے کے لئے پل صراط پر نور ہو گا۔

عجیب واقعہ

حضرت علی بن عبد العزیز اپنی سند میں اور امام دارقطنی حضرت عبد الرحمن بن سبیرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: رات میں نے عجیب واقعہ دیکھا، میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ پل صراط گھست رہا ہے، کبھی سرین کے پل چل رہا ہے اور کبھی چٹ جاتا ہے، اتنے میں مجھ پر بھیجا ہوا درود شریف آیا اور اس صراط پر کھڑا کر دیا، چنانچہ وہ گزر گیا۔ یہ حدیث امام طبرانی نے معجم کبیر میں، حضرت حکیم ترمذی نے، حضرت قضاوی نے اور احمد میں اور ابن عبد البر نے روایت کی۔

ابن دوام کی روایت میں علی الصراط یعنی اُس سے متعلق ہے اور متن (والا نزل الخیرات) کے الفاظ یَوْمَ الْقِيَامَةِ میں روایت میں نہیں ہیں اور مَسْبُوتٌ یعنی اُس کا مفعول فیہ ہونے کی بنا پر مضروب ہے۔
 "بِکَلِّ صَلَوةً" میں باء متاثرہ کے لئے ہے۔ (یعنی ہر درود شریف کے متاثرہ)
 "صَلَاةً هَافِضًا" متاثرہ نعوں میں لفظ عَلَّی نہیں ہے، بعض نسخوں میں موجود ہے، معنی کے اعتبار سے یہ لفظ ہونا چاہیے۔
 یہ ضمیر بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔

کسر اور منزل ہے جو متعدد مضبوط کمروں پر مشتمل ہو۔

اس لیے کہ کائن کے متعلق جو کر قہر کی صفت ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اخطی کے متعلق ہو۔ ”قُلْ خَالِكٌ“ یہ جملہ حال صفت یا بیان کے لئے الگ جملہ ہے، گویا کہ کسی نے سواہی کیا کہ کیا یہ اجر قلت یا کثرت سے متہد ہے تو اس کا جواب دیا کہ ”نور“ (درد شریف) کم ہو تو کثیر جملہ ساقط پر معطوف ہے، یعنی کم ہو یا زیادہ اس شخص کو ہر درد شریف کے متعلق کمال یا قلت نہ جتنا بھی اس نے درد شریف پڑھا ہو اس حدیث سے جس میں ”تفکد ہو رہی ہے“ معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے مسکن، کمرے اور اس کے پلا غنائے اعمال صالحہ کی بنا پر حاصل ہوں گے۔ اس بارے میں بہت سی حدیثیں وارد

وَاللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی عِبْدِكَ صَلَّیْ عَلَیْہِ الْاٰخِرَ حَبِ

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میری سے اس کے منہ

صَلَاةٌ مُّسْرِعَةٌ مِّنْ فِیْہِ فَلَا یَبْقٰی بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا شَرْقٌ وَلَا غَرْبٌ اِلَّا وَ

سے نکلتا ہے، پھر کوئی جنگل اور دریا، مشرق اور مغرب باقی نہیں رہتا، مگر وہ درود وہاں

مَوْ تَقُوْلُ اَنَا صَلَاةٌ فَلَانِ ابْنِ فَلَانٍ صَلَّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ الْمُخْتَارِ خَیْرِ خَلْقٍ

ہے اور کہتا ہے میں فلاں ابن فلاں کا درود ہوں جسے اس نے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل حضرت محمد ﷺ پر

فَلَا یَبْقٰی شَیْءٌ اِلَّا صَلَّیْ عَلَیْہِ وَیُخَلِّقُ مِنْ تِلْكَ الصَّلَاةِ طَائِرًا لَهُ سَبْعُوْنَ

سمجھ ہے، پس ہر چیز آپ پر درود بھیجتی ہے اور اس درود سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے جس کے ستر ہزار

جَنَاحٌ فِیْ كُلِّ جَنَاحٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رِیْثَہِ فِیْ كُلِّ رِیْثَہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ رَاسٍ

بازو ہیں، ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں ہر پر میں ستر ہزار سر ہیں

کُلِّ رَاسٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ وَجْہٍ فِیْ كُلِّ وَجْہٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ فِیْ كُلِّ فِیْ سَبْعُوْنَ

ہر سر میں ستر ہزار چہرے ہیں ہر چہرے میں ستر ہزار منہ ہر منہ میں ستر ہزار

لِسَانٍ کُلُّ لِسَانٍ یُسَبِّحُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِسَبْعِیْنَ اَلْفَ لُغَاتٍ وَیَكْتُبُ اللّٰہُ لَہٗ

ہر زبان میں ستر ہزار لغات سے اللہ تعالیٰ تسبیح کرتی ہے اور سب کا ثواب اسی شخص کے

ثَوَابُ ذٰلِكَ کُلُّہٗ

لئے لکھا جاتا ہے۔

وَاللّٰہُ شَیْءٌ صَلَّیْ اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ مَاہِیْنِ عِبْدِکَ صَلَّیْ عَلَیْہِ ”یہ روایت مجھے نہیں ملی“ بعض نسخوں میں اس کی ابتدا

”مناوود ہے“ بعض میں نہیں ہے۔ لفظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے اور بعض نسخوں میں نہیں ہے اس لئے ایک نسخہ سکھ

حاشیہ میں یہ نوٹ پڑھا کہ ایک نسخہ میں النبی ہمزہ کے ساتھ ہے اور یہ الیا نسخہ ہے جس میں مصنف کی اپنی تحریر موجود ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر مجھے نسخہ سلیہ کی نسبت معلوم ہوا کہ اس میں بھی ہمزہ موجود ہے اور واو نہیں ہے۔

عبد کا معنی

عبد انسان کو کہتے ہیں، خواہ آزاد ہو یا غلام، کیونکہ وہ اپنے خالق کا مملوک ہے، محکم میں یہ بات لکھنے کے بعد کہا کہ یہ کہتے ہیں عبد اصل میں صفت ہے لیکن اس کا استعمال اسماء کی طرح کیا جاتا ہے۔ ابجدی اصل میں ہر اس شخص کو عبد کہیں گے وصف عبدیت سے موصوف ہو، لیکن بعد میں اس کا استعمال ہر انسان کے لئے کر دیا گیا ہے اس جگہ وسعت کے طور پر سے مراد ہر مرد و زن ہے، یا اس سے مراد مذکر ہے، اس کی شرافت کے پیش نظر صرف اس کا ذکر کیا گیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ عام طور پر مرد ہی حاضر ہوتے ہیں اور ان ہی سے خطاب کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس معاملے میں مرد و زن کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”إِلَّا خَرَجْتَ الْمَلَائِكَةُ فَسَبِّحْهُ“ درود شریف جلدی اور تیزی سے نکلتا ہے، سرعت یہ ہے کہ حرکت طویل مسافت کو مختصر وقت میں طے کرے۔

”مِنْ فِتْنَةٍ خَرَجْتَ“ کے متعلق ہے، اس حدیث میں درود کو نکلتے، تیزی گزرنے اور بات کہنے سے موصوف کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے حدیث میں آنے سے موصوف کیا گیا ہے۔ حالانکہ صلوٰۃ معافی میں سے ایک معنی ہے۔ حالانکہ یہ امور (توبہ وغیرہ) ذوات کی صفت بنتے ہیں، نہ کہ معافی کی۔ لیکن قرآن پاک، احادیث صحیحہ اور دیگر کلاموں میں اس کی نظیریں کیفیت صراحت کے ساتھ واقع ہیں۔ ان کی شہرت کی بنا پر ان کا ذکر کر کے ہم کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے معافی یا تو اپنی حقیقت کے اعتبار سے جو ہر ہیں، یا بعد میں جسم بن جاتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں قائم بذاتہ ہوں گے، مشکمیں اس کا ہنگام کرتے ہیں اور اسے محال قرار دیتے ہیں، اس لئے اس کی تاویل کرتے ہیں، محدثین اور صوفیاء اسے جائز اور تسلیم قرار دیتے ہیں اور اسے اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں۔

عارف ابن ابی حمزہ نے فرمایا: ان میں تطہیق کی صورت یہ ہے کہ جن مخلوقات کی حقیقت تک جو اس کے ادراک کی رسی نہیں ہے اور نہ ہی بارگاہ نبوت سے ان کے بارے میں کوئی اطلاع ہے ان کی حقیقت کے متعلق صرف غالب گمان ہی سے کہا جاسکتا ہے، یقین سے نہیں، کیونکہ جن ارباب حقول کو تائید ہیزی حاصل ہے، ان کا اتفاق ہے کہ عقل کی رسائی ایک حد تک ہے، اس سے آگے اس کی پرواز نہیں ہے۔ یہ اور ایسے ہی دوسرے امور بھی اسی قیلے سے ہیں۔ محدثین اور صوفیاء ان اعراض میں گفتگو کی ہے۔ جو شارع علیہ السلام کے بیان کے مطابق ان جو اہر سے صادر ہوئے ہیں۔ مثلاً درود شریف کا اور گزرتا، نبی اکرم ﷺ نے جس حقیقت کی خبر دی ہے اس تک عقل کی رسائی نہیں ہے۔ تطہیق کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ مشکمیں نے کہا ہے، حق ہے کہ درود شریف جو ہر سے صادر ہے۔ (اللہ اعرض ہے نہ کہ جو ہر عقل سے کی کچھ معلوم کیا جائے)

یہ حدیث حقیقت وہ ہے جو نبی اکرم ﷺ سے حدیث شریف میں بیان کی ہے۔ متکلمین اور ارشادات نبوت کے درمیان اس فرق کی نسبت مثالیں ہیں اور ان کے درمیان تطبیق کا طریقہ وہ ہے جو ہم نے بیان کیا یا اس سے ملتا جلتا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے۔ پھر عارف ابن ابی حمزہ نے موت کو سیاہ و سفید دینے کی صورت میں لہسنے کی مثال پیش کی۔ اسی طرح اذکار اور تلاوت کو دینے کی مثال پیش کی اور فرمایا کہ دنیا میں ظاہر یہ ہے کہ یہ امور معانی اور اعراض ہیں، لیکن قیامت کے دن ان کو جو اہر امور کی صورت میں الیا جائے گا، کیونکہ ان کا وزن کیا جائے گا اور ترازو میں تو جو ابھری تو لے جاتے ہیں۔

۱۔ ”فلان“ یہ فاء عاطفہ ہے اور ممکن ہے کہ عطف اور سببیت دونوں کے لئے ہو، ”یبنفی“ وہ درود شریف زمین کے کسی حصے میں پھوڑتا۔

۲۔ ”زمین کا وہ حصہ جو پانی سے خالی ہے“ ”وَلَا بَحْرًا“ دریا یا سمندر ”وَلَا شَرْقًا“ وہ جانب بہ ہر سے سورج نکلتا ہے ”وَلَا مَغْرِبًا“ سورج غروب ہونے کی جانب ”إِلَّا وَفْلَانُ بِهِ“ درود شریف ہر جگہ مشرق و مغرب، دریا و صحراء سے گزرتا ہے ”بہ“ میں تلاوت کے لئے بھی ہو سکتی ہے اور اتصال کے لئے بھی، ”وَفْلَانُ أَنَا ضَلَاةٌ“ ضلالت اس جگہ موصول کے معنی میں ہے، یعنی فلاں کا بھٹکا ہوا درود ہوں۔ ”فلان“ فلاں مرد اور فلاں عورت کے نام سے کنایہ ہوتا ہے، ابن فلاں درود شریف بھیجے والے کی تحسین کے لئے ولادت کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ ”صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ“ یہ نیا جملہ بیان کے لئے لایا گیا ہے، کیونکہ اس بات میں احتمال تھا کہ میں فلاں ابن فلاں کا شریف ہوں، کوئی پوچھ سکتا تھا کہ کس پر بھیجا گیا ہے، تو بتایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھیجا گیا ہے، ”خَيْرَ خَلْقٍ أَنشَأَ اللَّهُ“ نسخہ میں لفظ خیر مانع (صفت) ہونے کی وجہ سے مجرور ہے، دوسرے نسخوں میں تینوں صورتیں ہیں، ”رُجُلٍ مانع ہونے کے سبب مانع اور نصب نعت مشبوع ہونے کی وجہ سے اور یہ ظاہر ہے۔ درود شریف زمین کے جس حصے سے گزرتا ہے، انہیں اطلاع دینے کے لئے یہ کہتا ہے۔ ”فَلَانُ“ یہ فاء سببیت کے لئے بھی ہو سکتی اور عطف کے لئے بھی، ”يَنْفِي شَيْئًا“ وہ درود شریف تمام گنہگاروں، جن جہادات اور بے عقل حیوانوں پر گزرتا ہے، ان میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ ”إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ“ مگر ان میں سے کوئی بھی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے پیچھے نہیں رہتی۔ یہ جملہ حالیہ ماضویہ اِثْم کے بعد واقع ہے، اس میں عام طور پر واؤ واقع نہیں ہوتی، قرآن شریف کی متعدد آیتیں اسی طرح واقع ہیں۔ ابن مالک اور ابن ہشام نے کہا، اس جملہ کا واؤ کے ساتھ ہونا صحیح ہے، دوسرے نسخوں کے نزدیک واؤ کا ذکر اور ترک دونوں جائز ہیں۔ چنانچہ اس شعر میں واؤ مذکور ہے۔

نَعْمَ إِثْرُهُ هَرَمٌ لَمْ تَعْرِ كَاتِبَةً
إِلَّا وَكَانَ لِشُرْعَانِ بِهَا وَرْدًا

۱۔ اعتبار سے قریب اور ظاہر یہ ہے کہ علیہ کی ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کی طرف راجع ہو، اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ ہر شے درود بھیجنے والے کے لئے دعا و استغفار کرتی ہے۔
۲۔ ”وَالْخَلْقُ مِنْ بَيْنِ ذَلِكَ الْخَلْقُ ظَاهِرٌ“ نسخہ سلیمہ اور دیگر مستند نسخوں میں بِالْخَلْقِ فعل مجہول ہے۔ بعض نسخوں میں بِالْخَلْقِ الْمَدَّةِ
۳۔ ”بَيْنَ الْخَلْقِ ظَاهِرٌ“ صیغہ معروف کے ساتھ ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی مذکور ہے ”بَيْنَ“ ابتداء سے ہے، یا القایہ۔ جیسے

کہ ایسی ہی دوسری عبارتوں میں مذکور ہوا "لَمْ يَسْبِغُوا الْاَلْفَ جَنَاحَ" اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے مخلوق میں اضافہ فرماتا ہے "فَلَمْ يَسْبِغُوا الْاَلْفَ جَنَاحَ سَبِغُوا الْاَلْفَ وَجِبْ فِي كُلِّ سَبِغُوا الْاَلْفَ فَمِنْ كُلِّ فَمِنْ سَبِغُوا الْاَلْفَ" انسان "اثر جسہ متن کے نیچے آچکا ہے) پاک ہے وہ ذات جس کی پاکیزگی بیان کرنے میں ہر زبان مسرور ہے۔ اس کا ایک اور دوسرے حال سے مانع نہیں اس کا علم ہر شے اور اس کی اقداد کو محیط ہے "كُلُّ لِسَانٍ يُسَبِّحُ اللَّهَ تَعَالَى بِسَبْعِينَ اَلْفَ لُغَاتٍ" منہ سہیلہ اور دیگر نغموں میں لغات توح کا سینہ ہے۔ قواعد عربیت کے لحاظ سے مفرد کا سینہ صحیح ہے، جیسے کہ بعض نغموں میں ہے کیونکہ ماضی اور الف (سو اور ہزار) کی تمیز مفرد اور اضافت کی بنا پر مجرور ہوتی ہے "شاذ (تثنیل) طور پر جمع بھی آجاتی ہے "سَبِغَتْ لُغَاتُهُمْ" (توح نامہ کے ساتھ) کی مثل ہیں۔ فارسی نے کہا کہ یہ مفرد ہے اور اس کلام کلمہ مجزوف تھا جسے دوبارہ ذکر کر دیا گیا ہے (اصل میں داؤد تھی جسے الف سے تبدیل کر دیا گیا)

"وَنُكْتُبُ لِلَّهِ" اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے کے لئے لکھ دیتا ہے "ثَوَابٌ ذَالِكُ" ثواب کا معنی جزا ہے "ذالک کا اشارہ ممکن ہے" صرف تسبیح کی طرف ہو یا تسبیح اور صلوة دونوں کی طرف۔ صلوة کا ذکر اس قول میں آچکا ہے "فَمِنْ كُلِّ لِسَانٍ سَبِغُوا الْاَلْفَ جَنَاحَ" کی تفسیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے "واللہ تعالیٰ اعلم۔" سکہ اسے اگر مضاف ہو تاکید بنایا جائے تو منصوب پر حتماً صحیح ہے اور اگر مضاف الیہ کی تاکید ہو تو مجرور پر حتماً جاز ہے، لیکن میں نے اسے مضاف الیہ کی تاکید ہونے کی حیثیت سے مجرور ہی پایا ہے "واللہ تعالیٰ اعلم۔"

وَعَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِائَةً مَرَّةً جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَعَهُ

جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ

نُورٌ لَوْ قَسَمَ ذَلِكَ النَّوْرُ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوْ سِعَهُمْ ذِكْرٌ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ

ایسا نور ہو گا کہ اگر وہ نور تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو ان کے لئے کافی ہو "بعض روایات میں ہے

مَكْتُوبٌ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ مَنْ اَشْتَقَى اِلَى رَحْمَتِهِ وَمَنْ سَأَلَنِي

کہ عرش عظیم کے پائے پر لکھا ہے جو میرا مشتاق ہو میں اس پر رحم کروں گا اور جو مجھ سے مانگے گا

اَعْطَيْتُهُ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَى الصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ عَفَرْتُ لَهُ ذُنُوبَهُ وَ

میں اسے عطا کروں گا اور جو میرے حبیب پر درود بھیج کر میرا قرب چاہے گا میں اس کے گناہ بخش دوں گا

لَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ وَرَوَى عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

اگرچہ سمندر کی چھاگ کے برابر ہوں، بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے:
جَمَعَيْنِ أَنَّهُ قَالَ مَا مِنْ مَجْلِسٍ يُصَلَّى فِيهِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
جَسَ مَجْلَسٍ فِي نَبِيِّ أَكْرَمَ مَلَكِيٍّ بِرُودٍ يَجْعَلُ جَانِبَهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَامَتْ مِنْهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ عَنَانَ السَّمَاءِ
 اس سے پاکیزہ خوشبو اٹھتی ہے یہاں تک کہ آسمان کی بلندی تک پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں
قَسْوَلُ الْمَلَائِكَةِ هَذَا مَجْلِسٌ صَلَّى فِيهِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 یہ وہ مجلس ہے جس میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا گیا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے بعض فضائل

امیر المومنین ابو الحسن علی (رضی اللہ عنہ) ابن ابی طالب ابن عید مناف ابن عید المطلب حضور سید عالم ﷺ کے بیچا زاد بھائی
 تھے جن کے لئے حضور ﷺ نے گواہی دی کہ وہ خدا و رسول سے محبت رکھتے ہیں اور خدا و رسول (صلی و علاہ وسلم) اللہ
 علیہ و سلم) ان سے محبت رکھتے ہیں اور فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اور فرمایا: جس کا میں محبوب
 علی مرتضیٰ اس کے محبوب ہیں ایک روایت میں ہے مَنْ كُنْتُ وَليَّةً فَعَلَيْهِ وَليَّةٌ (اس کا ترجمہ وہی ہے جو سابقہ روایت کا
 صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کے قول کے مطابق آپ حضرت ام المومنین خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بعد سب سے پہلے ایمان
 لائے اس پر اتفاق ہے کہ آپ نے دونوں قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ شریف) کی طرف نماز پڑھی، تنوک کے علاوہ
 ان قبلوں میں شریک ہوئے اس موقع پر آپ عظیم مقام پر فائز ہوئے۔ (عید طیبہ میں حضور ﷺ نے اپنا نائب مقرر فرمایا)
 کہ "خندق اور خیبر میں بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔"

آپ کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ کسی کے حق میں اتنی حدیثیں وارد نہیں
 ہوئیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ نبی اکرم ﷺ کی ذریت طاہرہ آپ کی پشت سے ظاہر فرمائی۔ حضرت عمر
 (رضی اللہ عنہ) اپنے مخاطبات میں آپ سے مشورہ کیا کرتے تھے اور مہمات میں آپ کی رائے طلب کیا کرتے تھے اور اس مشکل
 سے بڑھتے تھے جس کے لئے ابو الحسن (حضرت علی) نہ ہوں، ۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو آپ شہید ہوئے اس وقت آپ کی
 قریب ایک قول کے مطابق تریسٹھ (۳۳) سال تھی۔

امام اعظم کی تطبیق

علامہ ابن حجر کی فرمائے ہیں مختلف روایات میں تطبیق یہ دی گئی کہ سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابو بکرؓ عورتوں

میں حضرت خدیجہ بچوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت زید (رضی اللہ عنہما) ایمان لائے (الصواعق المحرقة، مطبوعہ مصر ص ۶)۔ علامہ سیوطی نے فرمایا: سب سے پہلے یہ تطبیق حضرت امام اعظم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے دی۔

۱۔ یہ قول حضرت امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ) کا ہے، بعض متأخرین اہل بیت نے فرمایا: اس کا سبب یہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان واقعات سے آگاہ فرمادیا ہو، آپ کے بعد حضرت علی کو پیش آئے اور ظیفہ بنے پر جو مخالفین آپ کو پیش آئیں، امت کی خیر خواہی کا قصاص یہ تھا کہ ان کے فضائل کی تفسیر کی جائے، تاکہ جو ان فضائل کی بنا پر آپ کا دامن تھامے نجات پا جائے، پھر جب وہ اختلاف رونما ہوا اور خوارج نے مخالفت کی، تو صحابہ کرام نے ان فضائل کی خوب تفسیر کی، پھر جب بعض بنو امیہ نے برسر منبر آپ کی مخالفت اور تنقیص شروع کی اور خوارج نے ان کی جہنمی الٹی کی، تو اہل سنت حفاظ حدیث نے ان فضائل کی بھرپور اشاعت کی۔ (الصواعق المحرقة ص ۱۱۱)

حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کی روایت

متن میں روایت کردہ حدیث امام ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد حضرت امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی۔ امام بیہقی نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے یہ روایت بیان کی ہے، جس نے جمعہ کے دن نبی اکرم ﷺ پر سو مرتبہ درود شریف بھیجا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر نور ہو گا۔ نور سے مراد ظاہر دیا ہر اور عظیم نور ہے، تاکہ متن کی روایت کے موافق ہو جائے۔

۲۔ بعض نسخوں میں ہے "انف" لیکن نسخہ سلیطہ میں نہیں ہے۔

"انف" صلی علیہ وسلم یوم النجفۃ بیاتہ مؤثراً" ظاہر یہ ہے کہ مطلق ہے کسی وقت کی تعین نہیں ہے۔ "جاء یوم النجفۃ و غفلاً" یعنی اس کے چہرے پر نور ہو گا تاکہ امام بیہقی کی روایت کے مطابق ہو جائے "نور" ایسا طاقتور نور ہو گا کہ اگر تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو ان کے لئے کافی ہو گا۔

"نور فیتہم ذلک النور" اگر یہ جملہ نور کی صفت ہو تو اس میں ضمیر مستتر کی جگہ اسم ظاہر رکھا گیا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نور اس جملہ کے ساتھ موصوف نہ ہو، جیسے کہ امام بیہقی کی روایت میں ہے۔ اس وقت نوین تعظیم کے لئے ہو گی اور جملہ مستنرف ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"بین الخلق" مخلوق سے مراد یا تو انسان، جن اور فرشتے ہیں، یا صرف انسان اور جن یا صرف انسان مخلوق یہ تاکید ہے، لہذا خلق سے جو بھی مراد ہو، اس کا کوئی فرد خارج نہیں ہو گا۔ بعض نسخوں میں مخلوق نہیں ہے "نور سعتہم" یعنی تمام کو ملے گا اور تمام کو شامل اور کافی ہو گا۔

۳۔ "ذکر فی غصۃ الاختیار" اخبار خبری جمع ہے، اس جگہ خبر عام ہے، خواہ نبی اکرم ﷺ کی خبر ہو یا تاریخ و تفسیر یا ان کے علاوہ کتابوں کی، اور علم انہیں کہ اہل کتاب میں سے اسلام لانے والوں کی خبر ہو یا ان کے ماموں کی، یہ خبر انہیں سچ نے ذکر کی

”مَنْكُتُوبٌ“ رفع کے ساتھ مبتدا ہے، کیونکہ یہ مابعد میں عمل کر رہی ہے یا خبر ہے۔

عرش کے پاؤں کی تعداد؟

”علیٰ ساقی العرش“ مکتوب کے متعلق ہے، عرش کی ساق اس کا پایہ ہے، کہتے ہیں کہ عرش کے تین سو ساٹھ پائے ہیں، ہر پاؤں کی چوڑائی دنیا کی چوڑائی سے ستر ہزار گنا زیادہ ہے، ہر دو پاؤں کے درمیان ساٹھ ہزار صحراء ہیں، ہر صحراء میں ساٹھ ہزار درخت ہیں اور ہر جہان جن و انس کے برابر ہے۔

”غنی الشافعی“ اشتقاق محبوب کی طرف ایسے میلان کو کہتے ہیں جس کے سبب محب کا باطن اس طرح جل جاتا ہے کہ راحت سے بھی سکون پذیر نہیں ہوتا۔

یہ مکتوب کی خبر ہے یا یہ مبتدا ہے اور ”مَنْكُتُوبٌ عَلٰی سَاقِی الْعَرْشِ“ ذکر کا نائب فاعل ہے، کیونکہ اس جملہ سے اس کا لفظ ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”مَنْكُتُوبٌ“ ذکر کا نائب فاعل ہو اور ”غنی الشافعی“ اس سے بدل ہو یا اس کی تفسیر ہو، ایک احتمال ہے کہ مبتدا محذوف کی خبر ہو، یعنی ”مَنْكُتُوبٌ الشَّافِعِیُّ“ النبی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ابن سبع کے الفاظ یہ ہیں۔ ”وَزُوْجِی اللّٰہُ مَنْكُتُوبٌ عَلٰی سَاقِی الْعَرْشِ“ الخ

”علی“ ضمیر متکلم پر الی جملہ داخل ہے۔ نسخہ سلیہ وغیرہ میں اسی طرح ہے، بعض نسخوں میں ہے ”علی و خضعی“ ابن سبع روایت میں بھی لفظ ہے ”غنی الشافعی الی“ کا معنی یہ ہے کہ جو شخص میری ملاقات کا شوق رکھتا ہے اور اس کی محبت رکھتا

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشتاق

”وَجَفَّتْ“ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی محبت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کی محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے اس پر رحم فرماتا ہے۔ دوسرے نسخہ ”علی رحمتی“ کی تائید امام ابو نعیم کی اس روایت سے ہوتی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے نامہ اعمال میں دیکھو کہ تم دیکھو کہ اس نے جنت کا سوال کیا ہے، میں اسے جنت دوں گا اور جس نے جہنم سے میری پناہ مانگی، میں اسے پناہ دوں گا۔ جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَزُوْجِی وَبِعَثْتُ كُلَّ شَیْءٍ“ میری رحمت یعنی جنت ہر شے کو سمیٹ ہے اور حدیث قدسی میں جنت کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہے، ”تو میری رحمت ہے، میرے ذریعے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا، امام ترمذی اور ابن حبان کی روایت میں ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے، جنت ملتی ہے یا اللہ! اسے جنت میں داخل فرما اور جو شخص تین مرتبہ جہنم سے پناہ مانگے، جہنم کہتا ہے یا اللہ! اسے آگ سے محفوظ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہے

”وَعَلَىٰ سَائِلِيهِ اعْظُمُهُ“ جو شخص مجھ سے مانگتا ہے میں اسے دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ“ تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ نیز فرماتا ہے ”وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۚ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ“ جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو فرماؤ کہ میں قریب ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں امام ترمذی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جو ہمہ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلب عطا فرماتا ہے۔ یا اس کی مثل اس سے برائی روک دیتا ہے۔ بشرطیکہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے ان کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حاضرین میں سے ایک صحابی نے کہا تب تو ہم بکثرت دعا کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ دعا کو قبول فرمائے والا ہے۔ امام نسائی نے یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

دعا کی مقبولیت تین صورتیں

امام مالک نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کی امام نسائی نے مرفوعاً حضرت ابو سعید خدری سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ جو شخص بھی دعا مانگتا ہے اس کی دعا کی تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہوتی ہے۔ (۱) یا تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (۲) یا اس کے لئے ذخیرہ آخرت بنا دی جاتی ہے۔ (۳) یا اس کی بخشش کا ذریعہ بن دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ امام مالک امام بخاری امام مسلم امام ترمذی امام احمد امام ابن حبان اور ابن ابی شیبہ کی روایات بھی ہیں۔

”وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ غَفَرْتُ لَهُ ذُنُوبَهُ“ نسخہ سلیمہ وضمیمہ معتبر نسخوں میں اسی طرح ہے کہ یہ مانگنے سے متصل ہے ان نسخوں میں بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ ہے درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں ہے اور غَفَرْتُ کے بعد لُزْ موجود ہے بعض نسخوں میں درود شریف ہے اور لُزْ نہیں ہے۔ ایک نسخہ میں یہ اضافہ ہے ”وَعَنْ لَمْ يَسْأَلْنِي لَمْ أَوْسِدْ وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ“ الخ جو شخص مجھ سے نہیں مانگتا میں اسے مایوس نہیں کرتا۔ یہ الفاظ ابن مسیح کی روایت میں موجود ہیں ایک نسخہ میں ہے ”بِالصَّلَاةِ عَلَى خَبِيبِي مُحَمَّدٍ“ ایک نسخہ میں ہے ”بِقَدْرِ مُحَمَّدٍ“ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے ایک نسخہ میں بِقَدْرِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ہے بعض نسخوں میں صل اللہ علیہ وآلہ وسلم (درود شریف) کا اضافہ ہے۔ ابن مسیح کی روایت میں ہے۔ بِقَدْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بعض نسخوں میں لُزْ ساقط ہے۔ ابن مسیح کی روایت میں بھی موجود

درود پاک پڑھنے کی برکت سے غم دور کئے جائیں گے

نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت کا ذکر اس کے علاوہ دوسری حدیثوں میں بھی آیا ہے۔ امام ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں "میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں، یہ کہہ کر میں آپ پر کتنی دیر درود شریف بھیجا کروں" فرمایا: جتنی دیر تم چاہو، میں نے عرض کیا (فرائض اور حج کے علاوہ) باقی تمام وقت پڑھوں، فرمایا: جتنا تم چاہو اگر اس سے زیادہ پڑھو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا نصف وقت پڑھوں، فرمایا: جیسے چاہو اس سے زیادہ پڑھو تو بہتر ہے، میں نے عرض کیا میں تمام اوقات آپ پر درود بھیجا کروں گا، فرمایا: تب تو تمہارے غم دور کئے جائیں گے اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے، ایک روایت کے متعلق فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت رسول کریم ﷺ کی اتباع میں ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "فَلْيَنْصِبُوا حُبَّ اللَّهِ فَاتَّبِعُوا حُبَّ اللَّهِ وَحُبَّ مُحَمَّدٍ" اے حبیب! تم فرماؤ اگر تم سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں محبوب بنائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ درود پاک اور وہ بھی بکثرت نبی اکرم ﷺ کی واضح ترین پیروی ہے اور درود شریف پڑھنے والے کی نبی اکرم ﷺ سے محبت اور آپ کی اتباع کی نمایاں دلیل ہے، خصوصاً اگر کثرت کا یہ معنی لیا جائے کہ ظاہر و باطن درود بھیجنے میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا" تم اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرو، اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ ذکر کثیر ذکر ظاہری ہے، واللہ تعالیٰ اعلم اس مقام پر یہ جانتا ضروری ہے کہ جس عمل پر اخروی وعدہ یا وعید فرمائی گئی ہے، اس کا حصول کسی معین شخص کے لئے ہر وقت یقینی ہے جب کہ شارع علیہ السلام کسی شخص کی تعین فرمادیں، جیسے حدیث مذکور میں حضرت ابی بن کعب کی شخصیت کی گئی ہے، ورنہ نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ ایک عمل درجہ قبول ہی حاصل نہ کرے اور گناہگار کا گناہ بخش دیا جائے۔

"وَلَوْ كُنْتُمْ جِئْتُمْ رَأَيْدَ النَّحْلِ" اگرچہ گناہ کثرت ہے در پے ہونے اور ہر جانب کا احاطہ کرنے میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہو، زہد ازام اور باء دونوں مفتوح ہیں اور سچے ذمہ دار ہیں جو سمندر کی سطح پر تیرتے ہیں اور بوسیدہ اور سیکھ ہو جاتے ہیں۔

بعض الصحابہ یہ صحابی (یا نسبت کے ساتھ) کی وجہ ہے، عرف میں صحابی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے لئے خاص ہے۔

"رَضَوْنَ اللَّهَ عَلَيْهِمْ" یہ جملہ لفظ خبریہ اور معنی دہائیہ ہے، "رَضِيَ" عن سے متعدی ہوتا ہے اور علی سے بھی قیمت عامری متعلق ہے کہ:

اِذَا رَضِيتَ عَلَيَّ بَنُو قُشَيْرٍ لَعَنَ بِاللّٰهِ اَعَجَبِيْنَ رَضَا هَا

جب بنو قشیر مجھ سے راضی ہوں تو خدا کی قسم! مجھے ان کی رضا قیوب میں ڈالتی ہے

عَلَيْهِ خُفِيَّ کے معنی میں ہے۔ ابن ہشام نے کہا: ممکن ہے کہ غُفَيَّ (ماکل ہونا) کے معنی کو متضمن ہو۔ اس لئے علی سے متعدی ہو۔ امام کسائی نے فرمایا: جس طرح لفظ کو اس کی تفسیر پر محمول کیا جاتا ہے، اسی طرح بعض اوقات تفسیر پر بھی محمول کیا جاتا ہے۔ زبیدی کو منجھڑ پر محمول کر کے علی سے متعدی کیا گیا ہے۔ ابن جنی کہتے ہیں: ابو علی کسائی کے قول کو پسند کرتے تھے۔ سیبویہ نے بہت سے مصادر میں یہی راہ اختیار کی ہے۔ ابوعبیدہ وغیرہ نے کہا کہ یہ اس لئے جائز ہے کہ رضا کا معنی یہ ہے "اَلْخِيْنَةُ فِي الْقَبْلِ عَلَيْهِ" میں نے اسے محبوب رکھا اور محبت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ شیخ ابو عبد اللہ عربی قاسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ عرب عام طور پر دعا میں مصدر کے ساتھ لفظ علی ذکر کر دیتے ہیں، خواہ وہ بنفس متعدی ہو جیسے رحمت اور لعنت یا لفظ علی کے علاوہ کسی اور حرف سے متعدی ہو جیسے رضوان، گویا انہوں نے اس بات کی رعایت کی ہے کہ جس چیز کی دعا کی گئی ہے، وہ اس شخص پر واقع ہے جس کے لئے یا جس کے خلاف دعا کی گئی ہے۔

اَجْعَلِيْنَ یہ تاکید ہے اور اس کے ساتھ ہر اس چیز کی تاکید کی جاتی ہے جس کی تاکید لفظ کل سے کی جاتی ہے۔ لہذا یہ مؤکدہ کے تمام افراد کو محیط ہے۔

خاصہ منجلیس مجلس گھروں میں گھرنے کی جگہ اور محل اجتماع کو کہتے ہیں۔

درو پاک پڑھنے کی جگہ سے خوشبو اٹھتی ہے

يُصَلِّيْ فِيْهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّيْ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّم شیخ ابو جعفر بن وداع رحمہ اللہ اٹھائی نے فرمایا: حدیث شریف میں بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جس جگہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہوتا ہے یا آپ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے، اس سے ایک خوشبو اٹھتی ہے۔ جو ساقی انسانوں کو چرتے ہوئے عرش مجید تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کی خوشبو جن دافنس کے علاوہ زمین کی ہر مخلوق محسوس کرتی ہے۔ انسان اور جن اگر اس کی خوشبو کو محسوس کر لیں تو اس کی لذت میں محو ہو جائیں اور امور زندگی سے بے خبر ہو جائیں۔ جو فرشتہ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس خوشبو کو محسوس کرتی ہے۔ اس مجلس والوں کے لئے استغفار کرتی ہے اور اس مخلوق کے برابر ان کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اتنے ہی ان کے درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ اس مجلس میں ایک شخص ہو یا ایک لاکھ ان کو اتنی مقدار میں درجہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اجر بہتر اور بہت بڑا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے جس مجلس میں نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے اس سے ایک پاکیزہ خوشبو نکلتی ہے جو آسمان کی بلندی تک پہنچتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا گیا ہے۔

روح پرور حکایت

اسی مناسبت میں چند حکایات ملاحظہ ہوں۔ استاذ ابو محمد جبرین ہشام، محمد بن سعید بن معروف خیاط، مرو صالح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہر رات سوتے وقت اپنے اوپر لازم کیا تھا کہ بیٹھ کر ایک معین مقدار میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا کروں گا۔ ایک رات جب میں نے وہ تعداد پوری کر لی تو مجھے نیند آگئی۔ میں اس وقت بلا خانہ میں گھبرا ہوا تھا۔ ناگہان پرکھتا ہوں کہ بلا خانے کے دروازے سے نبی اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے بلا خانہ روشن ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یہ منہ ادھر کرو جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے تاکہ میں اسے بوسہ دوں، مجھے اس سے حیا آئی تو میں نے اپنا منہ ایک طرف کیا تو آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دیا۔ اسی وقت گھبراہٹ سے میری آنکھ کھل گئی، میں نے یاس سوئی ہوئی بیوی کو چنگا پورا گھر آپ کی خوشبو کی محسوس کرتی رہی، استاذ جبرین نے یہ حکایت سند بخسار سے کستوری کی خوشبو آتی رہی، میری بیوی ہردن اور رات اس خوشبو کو محسوس کرتی رہی، استاذ جبرین نے یہ حکایت سند کے بغیر ذکر کی اور ابن منذر نے کہا کہ اب ہشکول نے یہ حکایت اس طرح بیان کی کہ ہمیں محمد بن سعید خیاط مرو صالح نے بیان کیا۔

مردار کی بدبو

ابن دہانہ نے یہ حکایت بیان کرنے کے بعد فرمایا: اگر تم اس بات کی حقیقت جاننا چاہو تو نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان دیکھو کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے بغیر متفرق ہو گئے تو وہ مردار کی بدبو سے زیادہ بڑی بو پر مشابہ ہوں گے۔ اس سے تمہیں معلوم ہو گا کہ جن مجلسوں میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے یا آپ پر درود شریف پڑھا جاتا ہے، ان مجلسوں میں معطر خوشبوئیں اور کستوری کی لپٹیں پائی جاتی ہیں۔

چونکہ حضور ﷺ الطیب الطیبین اور الطہر الظاہرین ہیں اور آپ کی خصوصیت شریفہ جو جنتیوں کی صفات میں سے آپ کو عطا کی گئی تھی، یہ تھی کہ آپ جس راہ سے گزر جاتے۔ جس مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور جسے اپنا دست مبارک یا جسم مقدس کا کوئی حصہ لگا دیتے تو اس میں کستوری ایسی خوشبو باقی رہتی۔ یہاں تک کہ صحابہ کرام اس خوشبو کے ذریعے وہ راہ بیان لیتے تھے۔ جہاں سے آپ کا گزر لے ہوا ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے یہ عزت و کرامت باقی رکھی کہ جب کسی جگہ آپ کا ذکر کیا جائے یا درود شریف پڑھا جائے، وہ جگہ معطر ہو جاتی ہے اور وہاں سے پاکیزہ خوشبوئیں اٹھتی ہیں۔ (جنہیں ارہاب یسیرت کی قوت شامہ ہی محسوس کر سکتی ہے) اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کرم ﷺ اور آپ کی آل پر ایسی صلوٰۃ نازل فرمائے جس کی بدولت ذکر کی مجلسیں ہرک انھیں اور بڑے گناہ بخش دیئے جائیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

گزرے جس راہ سے مید والا ہو کر وہ عینی ساری نہیں غیر مبارک ہو کر

اس جگہ ایک واقعہ کا ذکر مناسب ہے جسے شیخ ابو عبد اللہ ساطعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا: وہ فرماتے ہیں، مجھے شیخ ابو القاسم انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جب شیخ ابو عمران البیرونی مالطہ میں تشریف لائے تو ان کی ملاقات شیخ ابو علی خراز سے ہوئی، شیخ القاسم فرماتے ہیں، میں نے ان پر دو حضرات کی دعوت کی، ہم تینوں شیخ ابو القاسم، شیخ ابو عمران اور شیخ ابو علی خراز اسٹے ہوئے، میرے والد ماجد بھی موجود تھے، انہیں داہنی دیکھنے کی قوت سے محروم کر دیا تھا، شیخ ابو عمران نے شیخ ابو علی سے کہا: آپ کو آٹھ سال ہو گئے، درود شریف پڑھنے کا شمارے اندر کوئی اثر نہیں ہوا۔ انہوں نے فرمایا: حضرت! مجھے یہ فائدہ حاصل ہوا ہے۔ شیخ ابو عمران نے فرمایا: یہ تو اُنک تو بچوں کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایسے نہیں ہوتا پھر فرمایا: شیخ ابو القاسم کے والد کے ہاتھ میں بھونک ماریے۔ چنانچہ شیخ ابو علی نے میرے والد کے ہاتھ میں بھونک ماری تو کستوری کی بھکی سی خوشبو محسوس ہوئی۔ پھر شیخ ابو عمران نے میرے والد کے ہاتھ میں بھونک ماری۔ شیخ ابو القاسم فرماتے ہیں، پھر کستوری کی تیز ترین خوشبو نے میرے والد کے ہاتھوں کو چیر دیا اور ان کی ناک سے خون بہہ نکلا اور کستوری کی خوشبو نہ صرف میرے گھر میں پھیل گئی، بلکہ پڑوسیوں تک پہنچ گئی۔ پھر شیخ ابو عمران نے فرمایا: کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا خیال شریف یہ ہے کہ صرف وہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و نزہت سے مالا مال ہوئے ہیں، ہمیں یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ بخدا! ہمیں اس نعمت میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے حتیٰ کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اپنے پیچھے باکمال مردوں کو چھوڑا ہے۔

اس سے پہلے حضرت شیخ ابو عبد اللہ البیرونی رحمۃ اللہ علیہ عند مولف دلائل الخیرات شریف کے متعلق گزر چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کثرت سے درود شریف پیش کرنے کی بدولت ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔
 ”وَالْأَقَابُ بِنْتُ“ نسخہ سلیمہ اور دیگر قدیم نسخوں میں یہی الفاظ ہیں، بعض نسخوں میں ان کی جگہ ”الْأَنْفَاجُ“ ہے جیسے کہ ابن درائد کی روایت میں اس سے پہلے حُزْرَا، معنی دونوں کا ایک ہے، تَنْفَاجُ کا معنی یہ ہے کہ مسکنی ہے اور قوت سے پھیلنے ہے۔
 ”خَشَى تَبْلُغُ“ اسے استقبال کی تاویل کی بنا پر منصوب پڑھنا جائز ہے، کیونکہ بلوغ ماقبل یعنی قیام اور تاراج کے اعتبار سے مستقبل ہے، اسے مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے، یعنی یہاں تک کہ پاکیزہ خوشبو آسمان کی بلندی تک پہنچ جاتی ہے۔

لفظ عثمان کے معانی

”عُثْمَانُ الشَّعَاءُ“ لفظ عثمان کنی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، وسط (درمیان) وہ حصہ جو دیکھنے میں ظاہر ہو یا ہر دو اطراف و جوانب، مطلق یا دل یا وہ بادل ہو پانی، ٹھکے ہوئے ہو۔ اس صورت میں پہلا حرف مفتوح ہی ہے۔ پہلی دو صورتوں میں بعض نے کہا، مفتوح ہے اور بعض نے کہا، مکسور ہے۔ حدیث شریف میں جو مسکتا ہے کہ آسمان کا وسط مراد ہو یا وہ حصہ جو ہمارے سامنے ہے یا اس کے اطراف مراد ہوں اور یہ زیادہ مناسب ہے۔ اس میں ہے۔ ”وَتَبْلُغُ عُثْمَانُ الشَّعَاءُ“ ظاہر چیز آسمان کے اطراف تک پہنچتی، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بادل مراد ہو۔ بہر صورت شعاء سے مراد آسمان ہے جو چھت کی صورت میں زمین پر سایہ ظنن ہے۔ پہلی صورتوں میں شعاء کی طرف عثمان کی اضافت میں کوئی اشکال نہیں۔ جب عثمان سے مراد بادل ہو تو (اس کی آسمان کی

۱۔ اضافت اس سبب سے ہے کہ وہ آسمان کی طرف واقع ہے۔ اضافت معمولی نسبت کی بنا پر بھی کر دی جاتی ہے 'فرشتے' کے نام میں رہتے ہیں جیسے بارہوں میں بھی ہوتے ہیں۔ لفظ 'ہو' اس جگہ مذکور ہے موند ہے 'اسے مذکر قرار دینا بھی صحیح ہے۔
۲۔ شیخ تسنوت ہے۔

۳۔ 'طَائِفَةُ الْمَلَائِكَةِ' میں نے جو نسخے دیکھے ہیں 'ان میں تاء کے ساتھ ہے 'قواعد عربیہ کے لحاظ سے یاہ بھی ہو سکتی ہے' لیکن اس کا اسناد اسم ظاہر جمع مذکر مکسر کی طرف ہے اور ایسی صورت میں بغیر کسی اشکال کے تذکیر و تانیث جائز ہے۔
۴۔ 'مَجْلِسُ' ایک نسخہ میں اسم اشارہ برائے مذکر مبتدا اور مجلس اس کی خبر ہے جیسا کہ شارح کی آئندہ عبارت سے معلوم ہو جائے۔ ۵۔ شرف) نسخہ سلیبیہ میں مذہ اسم اشارہ برائے مؤنث مبتدا (شرح میں بتذکیر الاشارة ہے 'اس صورت میں یہی صحیح آئندہ نسخہ ہو گا) اور راکح مضاف مجلس مضاف الیہ خبر مبتدا یہ نسخہ ابن و داع کی سابقہ روایت کے مطابق ہے۔ ایک نسخہ میں ہے 'هَذَا الْمَجْلِسُ' اسم اشارہ مذکر اور راکح اس کی خبر ہے 'یہ نسخہ روایت کے لحاظ سے سب سے ضعیف ہے۔ پہلے دو کے مطابق معنی اس طرح ہو گا 'ہذا یعنی اس خوشبو کا مٹا اور سبب یہ مبتدا ہے اور مجلس اس کی خبر ہے اس صورت میں اسم اشارہ برائے قریب اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ خوشبو قریب ہے جو سو تھکی گئی ہے 'یا معنی یہ ہو گا 'ہذا یہ خوشبو جو سو تھکی گئی ہے مجلس اس مجلس کی خوشبو ہے یعنی مضاف محذوف ہو گا (مبتدا کی طرف یا خبر کی طرف) دوسرے نسخہ کے مطابق اصل عبارت اس طرح ہو گی 'هَذِهِ الْمَوْائِجَةُ الْمُسْتَنْوِغَةُ بِالْمَجْلِسِ' یہ خوشبو جو سو تھکی گئی ہے۔ اس مجلس کی خوشبو ہے۔ تیسرے نسخہ کے مطابق مطلب یہ ہو گا 'هَذَا الْمُسْتَنْوِغُ بِالْمَجْلِسِ' یہ جسے سو گھٹا گیا ہے اس مجلس کی خوشبو ہے یا اس نے مضاف الیہ سے تذکیر حاصل کر لی ہے۔ (اس لئے اسم اشارہ مذکر کالایا گیا ہے)

فرشتے خوشبو سے معلوم کر لیتے ہیں

۱۔ 'صَلَّى عَلَيْهِ غُلِّيْ مَخْطُومٌ' - یعنی جب فرشتے اس پاکیزہ خوشبو کو سونگھتے ہیں تو انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھا گیا ہے۔ یہ بات یا تو وہ اپنے آپ سے کہتے ہیں یعنی ان پر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ اسے جان لیتے ہیں 'اپنے آپ سے جو بات کی جائے اس کے لئے قول کا استعمال صحیح ہے یا جب وہ یہ خوشبو سونگھتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہتے ہیں۔

ذَكَرَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ أَنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ أَوَّالِمَةً الْمُؤْمِنَةَ إِذَا بَدَأَ

بعض روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب ایماندار مرد یا عورت نبی اکرم

بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَحُّثُ لَهُ

ﷺ پر درود شریف پڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان کے لئے

ابْوَابُ السَّمَاءِ وَالْشَّرَاقَاتِ حَتَّىٰ اِلَى الْعَرْشِ

آسمانوں اور پردوں کے دروازے عرش تک کھول دیئے جاتے ہیں

فَلَا يَبْقَىٰ مَلَكٌ فِي السَّمَوَاتِ اِلَّا صَلَّىٰ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ وَيَسْتَغْفِرُ لِيْ ذَٰلِكَ الْعَبْدُ

آسمان کا ہر فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور تمام فرشتے اس مرد یا عورت کے لئے

اَوْ الْاَمَةُ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَشْرَتٍ عَلَيْهِ حَاجَةٌ

بہ مغفرت کرتے ہیں۔ جس قدر اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس کے لئے کسی حاجت کا حصول

فَلْيَكْثِرْ بِالصَّلَاةِ عَلَيَّ فَإِنَّهَا تَكْشِفُ الْهُمُومَ وَالْغُمُومَ وَالْكُرُوبَ وَ

ہو جائے اسے مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا چاہئے۔ کیونکہ درود پاک غم و کلام اور تکالیف کو دور کر دیتا ہے اور

تُكَثِّرُ الرِّزَاقَ وَتَقْضِي الْحَوَائِجَ وَعَنْ بَعْضِ الصَّالِحِينَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ لِي

رزق کی کثرت، رحمتوں کے پورا ہونے کا سبب ہے۔ بعض صالحین سے مروی ہے کہ میرا ایک پڑوسی

جَارٌ نَّشِخَ فَمَاتَ فَرَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ لَهُ مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ فَقَالَ

کاتب تھا وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا؟ اس نے

عَفَّرَ لِي فَقُلْتُ فِيمَ ذَٰلِكَ فَقَالَ كُنْتُ إِذَا كَتَبْتُ اسْمَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کسی سبب سے؟ اس نے کہا کہ میں جب بھی کسی کتاب میں نبی اکرم ﷺ

وَسَلَّمَ فِي كِتَابٍ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ فَاَعْطَانِي رَبِّي مَالًا عَيْنٌ رَّاتٌ وَلَا أُذُنٌ

کا، ہم پاک لکھتا تھا تو اس کے ساتھ درود شریف ضرور لکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمتیں دیں جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ

سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَيَّ قَلْبٍ بِشَرِّ

کسی کان نے سنیں اور نہ ان کا تصور کسی انسانی دل پر گزرا

جسے "اَوَّلُ الْاَمَةِ الْخَوِيَّةِ" عورت کو آئندہ کہا جاتا ہے جیسے مرد کو عید کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں "اِنَّهُ اللّٰهُ" اللہ تعالیٰ کی بتدی

"اَلَيْسَ اِنَّهُ اللّٰهُ" عورتیں اللہ تعالیٰ کی بتدیاں ہیں۔ عید غلام کو اور آئندہ کثیر کو کہا جاتا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوق اللہ

تعالیٰ کی ملک ہے۔ حدیث پر ایمان دہانہ کا کلام اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی کا کلام مجھے نہیں ملا۔ "اَوَّلُ الْاَمَةِ" میں

او خلیف کے لئے ہے۔

"اِذَا بَدَأَ" نسخہ سلیطہ میں ہمزہ کے ساتھ ہے۔ اکثر نسخوں میں ضمیر مفعول کے ساتھ ہے "اِذَا" بعض نسخوں میں بَدَأَ اَخَذَ

یہ اصل اسم ظاہر ہے اور ضمیر تنبیہ کی طرف مضاف ہے۔ ایک نسخہ میں بندہ فاعل کی ضمیر تنبیہ کے ساتھ ہے۔ پہلے مشور نسخہ
 ضمیر متبوعہ اس لئے لائی گئی ہے کہ عطف او کے ساتھ ہے اور نحوی کہتے ہیں کہ او کے ساتھ عطف ہو تو ضمیر متبوعہ نہیں، ضمیر
 متبوعہ لے لیا جائے گا، لہذا "فَوَعظَمُوا لَيْسَ" لفظی نہیں کہا جائے گا (زید یا عمرو جو ہے) (دو چور ہیں) نہیں کہیں گے، ضمیر
 متبوعہ اس لئے لائی گئی ہے کہ مذکر کو اس کی شرافت کی بنا پر غلبہ دیا گیا ہے۔ دو مری وجہ یہ ہے کہ معطوف علیہ مذکر ہے، لہذا کلام
 مذکر ہی پر ہونی چاہئے۔ لیکن معنی میں ہے کہ او جو توبیخ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کا حکم مطلقیت کے ضروری ہونے میں
 ہے اور او کا حکم ہے۔ آدمی نے اس کی تصریح کی ہے اور یہی حق ہے۔ لہذا ضمیر تنبیہ والی روایت صحیح ہو گی۔

مضافہ لفظ "صلوٰۃ" یا تو بندہ کا مفعول ہے اور یاہ زائدہ ہے یا معنی یہ ہے کہ درود شریف کو شروع کرے اس صورت
 میں حرکت کے لئے ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفعول مفعوف ہو، یعنی اپنے کلام یا دعا یا اپنے مقصد کو صلوٰۃ سے شروع

کرنے سے متعدد نسخوں میں صیغہ مجہول اور تخفیف کے ساتھ اسے متعدد پڑھنا بھی صحیح ہے، جن آیات میں یہ لفظ وارد ہے
 اس طرح پڑھی گئی ہیں۔

آیات الشفاء "انواب جمع ہے بات کی، کسی چیز کے راستے اور اس تک پہنچانے والے کو باب کہتے ہیں، اس کی دو
 قسمیں ہیں۔ (۱) حسی حقیقی جیسے ہذا (مشار علیہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے) اور گھر کا دروازہ (۲) معنوی مجازی مثلاً ہر وہ سبب جو کسی امر
 تک پہنچائے، اسی طرح ابواب کتب کے عنوانات۔

اہل حق کا مذہب

قرآن پاک میں دروازوں کی نسبت آسمان کی طرف واقع ہے، اس بارے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں، اس سے معلوم ہوا
 کہ آسمان اور مبتدعین کا یہ کہنا غلط ہے کہ آسمان حرق و انتقام (پکھنے اور جڑ جانے) کے قاتل نہیں ہیں، اسی بنا پر انہوں نے
 اہل حق اور شب مہرج آسمانی دروازوں کے کھلنے کا انکار کیا ہے، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ آسمانوں کا پھٹ جانا جائز ہے۔
 جب عناصر اس بات میں مماثلت رکھتے ہیں کہ ایک جیسے جو اہر فردہ سے مرکب ہیں، لہذا جو چیز ان میں سے ایک کے لئے
 ہے دوسرے کے لئے بھی جائز ہو گی۔ مماثلت مذکورہ کا لازمی تقاضا یہی ہے۔ جب عناصر کا پھٹنا ممکن ہے تو افلاک کے لئے
 ممکن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمام ممکنات پر قادر ہے لہذا افلاک اور چاند وغیرہ کے پیرنے پر بھی قادر ہو گا۔ دلائل معیہ (قرآن و
 حدیث) اس بارے میں بکثرت وارد ہیں، لہذا ان پر ایمان لانا ضروری ہے، سماء سے مراد جنس آسمان ہے۔

سبر اوقات "مستند نسخوں میں سماء پر عطف کی بنا پر مجرور ہے اور ابواب پر عطف کی بنا پر مرفوع ہے۔ سبر اوقات سبب
 سماء کے ساتھ۔ سرائق کی جمع ہے جو کسی شے کا احاطہ کرے، خواہ پر دو یا خیمہ ہو یا عمارت مثلاً فسیل شہر اور دیوار۔ مروی ہے
 کہ سرائق کے چھ لاکھ پردے ہیں، غالباً انہی کو دوسری کتابوں میں جب سے تعبیر کیا گیا ہے۔

”فَلَا يَتَقَىٰ فِئَ الْاَشْخَافِ“ منہوت سے مراد یا تو سات آسمان ہیں یا ساتواں آسمان ”عجاibat اور عرش سب ہیں“ کیونکہ ان کی بلندی کی بنا پر ان سب پر سایہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ظاہر یہی ہے کہ آسمانوں اور عجاibat کے فرشتے ”عالمین اور جو اس کے گرد ہیں سب مراد ہیں۔ اور کھولنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ سب کھول دیئے جاتے ہیں ”واللہ تعالیٰ“

”اَلَا صَلَّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ فرشتے حضور ﷺ کا ذکر سن کر اور اسے معلوم کر کے درود شریف بھیجتے ہیں۔ بعض نسخوں میں اضافہ ہے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

درود پاک حاجت روائی کے لئے اکسیر

”عن غسرت“ مجھے حدیث شریف کے یہ الفاظ نہیں ملے، متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ شریف بھیجتے سے حاجتیں برآتی ہیں، فقر دور ہو جاتا ہے، مشکلات اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ امام مستوفی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ہر دن رات میں سو مرتبہ درود شریف بھیجے گی سو حاجتیں پوری کی جائیں گی میں دنیا کی اور باقی آخرت کی۔

روضہ رسول ﷺ کے سامنے درود پاک پڑھنے والا

امام نسائی ابن ابی ندریک سے راوی ہیں، انہوں نے عبد طیب کے بعض علماء سے روایت کی جن سے امام شافعی روایت کی ہے۔ بعض علماء حدیث نے فرمایا: میں نے بعض علماء سے سنا جن سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا: میں روایت کرتا ہوں کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے۔ ”اِنَّ اللہَ وَرَاحَتُہٗ یُضِلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ“ پھر کہے ”صَلِّی اللہُ عَلَیْکَ یا مُحَمَّدُ“ سو مرتبہ اس طرح کہے تو فرشتہ اسے ندا کرتا ہے ”اے نبی تعالیٰ تجھ پر رحمت فرمائے اور اس کی کوئی حاجت تمام نہیں رہتی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ان سب کے سامنے ہے کہ جب تو تمہارے غم دور کر دیئے جائیں گے۔

”عسرت“ سینہ پر حملہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں۔ یعنی حاجت کا حصول مشکل ہو جائے۔

”غلیبہ حاجتہ“ کوئی بھی حاجت ہو جس کی اسے ضرورت ہے اور جس کے حصول میں وہ دلچسپی رکھتا ہے۔ خواہ تعلق امور دنیہ سے ہو یا دنیہ سے۔ اسی طرح خواہ اس کا تعلق فوائد کے حصول سے ہو یا مصائب کے دفع سے۔

”بکثیرات الغلظہ والغسلوم والکؤنوب“ یہ تینوں لفظ قریب المعنی ہیں، وہ چیز جو دل کو بھڑکھڑائے غم و الم سے دوچار کر دے۔ مصائب و ملیات کے خوف کے سبب بوجہ بن جائے۔

رزق کا معنی و مفہوم

”الرزاق“ رزاق رزق کی جمع ہے ’رزق وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ حیوان تک پہنچائے تو وہ اسے کھائے۔ بعض علماء نے کہا کہ رزق وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ حیوان تک پہنچائے اور حیوان اس سے بطور غذا یا اس کے علاوہ نفع حاصل کرے۔ اس سے مراد یہ (انسانی بنائی چیز) اسے اعراض کیا گیا ہے۔ (کیونکہ وہ بھی رزق ہے اور اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے لیکن وہ چیز جس کو دے نہیں دی، اس کا جواب یہ ہے کہ عاریہ میں رزق اس شے سے نفع حاصل کرنا ہے جتنا نفع حاصل کرے اس کے لئے رزق ہے۔ لہذا اعتراض اٹھ گیا۔ عاریہ سے نفع حاصل کرنا قیمتی اور محسوس ہے۔

اس امر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اسباب کی بدولت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں قولی حدیث سے کثرت وارد ہیں۔ جنہیں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل تصنیف ”مصول الرزق“ حاصل کر کے جمع کیا ہے۔

”الخصی الفخوالیح“ حوالہ خلاف قیاس عادت کی جمع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنا اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے اور فضل و کرم سے اسورہ کورہ انہوں کی دوری ’رزق کی کثرت و تعمید کا سبب ہے۔
”عن بعض المشائخین“ صالحین نفع ہے صلح کی، صلح سے اسم فاعل کا صیغہ، جس کے وہ افعال اور احوال درست ہوں۔
”الفلق“ فاق سے ہے یا فلق ہے۔ وہ کام کرے جو کرنے چاہئیں اور ان کاموں سے بچے جن سے بچنا چاہیے۔

بکاتب کی بخشش کا سبب

اس سلسلے میں سے مرو حدیث عبید اللہ بن عمر القواریری ہیں۔ آپ ان احادیث میں سے ہیں جنہوں نے راویوں کی سند کے مطابق سند لکھی۔ آپ امام احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ اور ابن خثیمہ کے طبقہ کے محدث ہیں۔ ان کی یہ حکایت ہے کہ حضرت ابن مسیح، ابن مہکوال، اسعد بن جبر، ابن دہادہ اور ابن فاکہانی نے بیان کی۔ حضرت عبید اللہ فرماتے ہیں ہمارا ایک بھائی تھا وہ فوت ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا ’میرے بھائی نے پوچھا کس سبب سے؟ اس نے کہا میں جب بھی نبی اکرم ﷺ کا اسم شریف لکھتا تھا ﷺ لکھتا تھا۔
اس کے قریب ابو عمر سے مروی ہے ’فرماتے ہیں مجھے ایک صوفی نے بتایا کہ میں نے ایک دوست کو اس کی وفات کے بعد دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے کہا ’مجھے بخش دیا‘ میں نے پوچھا کس سبب سے؟ اس نے کہا میں حدیث شریف لکھا کرتا تھا‘ جب نبی اکرم ﷺ کا ذکر آتا تو میں ثواب کی نیت سے ﷺ لکھتا تھا۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اسی سے ملا جلا حافظ ابو عبید اللہ نمیری نے اپنی سند سے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ’انہوں میں خلف صاحب المصنف نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست میرے ساتھ حدیث پڑھتا تھا وہ فوت ہو گیا تو میں نے

اسے خواب میں دیکھا کہ وہ سٹے سبز کپڑے پہنے پھر رہا ہے، میں نے پوچھا، کیا تو میرا وہ ساتھی نہیں ہے جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا؟ یہ نعمتیں کسی ہیں جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا، میں تمہارے ساتھ حدیث لکھا کرتا تھا، سب بھی میرے ساتھ وہ حدیث آئی جس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر ہوتا تو میں ﷺ لکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی یہ جزا دی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ یہ روایت ابن دواعہ نے نقل کی، یہ حکایت ابن سیح، ابن کنگول، استاذ جبر، ابن دواعہ اور ابن مندیل نے محمد ابو حنیفہ سے روایت کی کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا، مجھے بخش دیا، میں نے پوچھا کس سبب سے؟ انہوں نے فرمایا: اس سبب سے کہ میں ہر حدیث میں درود شریف لکھتا تھا۔ استاذ جبر نے یہ حکایت ابن کنگول کی تصنیف کتاب الترقیہ کے حوالے سے بیان کی۔

ابو صالح عبد اللہ بن الصوفی فرماتے ہیں، ایک محدث کو خواب میں دیکھا گیا، ان سے پوچھا گیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا، مجھے بخش دیا، پوچھا گیا، کس سبب سے؟ انہوں نے فرمایا: اس سبب سے کہ میں نے اپنی کتاب میں درود پاک لکھا تھا۔

”ثُمَّ قَالَ لِي بَخَّازٌ“ بخاؤ پڑوسی کو کہتے ہیں، خواہ اس کا گھر متصل ہو یا قریب ہو۔ ”نشاخ“ کاتب کو نسخا کرنے میں، کیونکہ وہ ایک کتاب کو دوسری جگہ نقل کرتا ہے۔ مبالغہ کا صیغہ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ یہ اس کا فن بن گیا ہے۔ کو دراق کہتے ہیں کیونکہ وہ کتابوں کے اوراق لکھتا ہے و محشری نے اس میں کہا کہ ورق باریک کھال کو کہتے ہیں (ابتدائی) میں کھالوں پر لکھائی کرتے تھے۔

”الْفَيْدَةُ“ موت زندہ سے حیات کے جدا ہونے کو کہتے ہیں، یا موت ایسی صفت ہے جس کا پلایا جانا حیات کی ضد ہے۔

خواب میں صورت مثالیہ دکھائی دیتی ہے

”فراہنہ“ یعنی میں نے اس کی صورت مثالیہ کو دیکھا، کیونکہ خواب میں مثال ہی دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے دیکھنے کی صورت میں یہ کہنا کہ فلاں شخص کو دیکھا ہے عقلاً غلط صحیح ہے۔ پھر خواب دو قسم ہے۔ (۱) حقیقت و اتعیہ دکھائی دیتی ہے، لہذا اس کی قیاس کی ضرورت نہیں۔ (۲) ایک فرشتہ مقرر ہے جو روح پر معانی کا القاء محسوسات منجلیہ کی صورت میں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطے سے مثالوں کو پیدا فرماتا ہے، یہ صورت مثالیہ ان معانی کی دلیل ہوں گی جیسے آوازیں، حروف اور نقوش حسی پر معانی کی دلیل ہیں، ایسی خوابیں تعبیر کی محتاج ہوتی ہیں۔

شیخ المشائخ میرے والدین کے دادا کے چچا ابو محمد عبد الرحمن بن محمد الغامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معانی کو محسوس محسوسہ قالب میں ڈھالنے کی حکمت یہ ہے کہ نفس میں محسوسات خیالیہ پائے جاتے ہیں اور وہ محسوسات سے متصف ہے اس موافقت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اگر نفس مقام تجرود پر فائز ہو جائے اور قید محسوسات سے رہائی پا جائے تو اس کے لئے حقائق معانی بغیر کسی مثال کے منکشف ہو جائیں گے، اسی لئے ابتداء وحی میں حقائق خوابوں کے ذریعے منکشف کئے گئے، پھر یہ کیفیت

حقائق و معانی نیند اور بیداری میں منکشف ہوتے رہے، ایسا ہی حال ان اولیاء کرام کا ہوتا ہے، جنہیں نبی اکرم ﷺ کی بات سے خصلہ ملا ہوتا ہے۔

”قِيَامُ النَّعْمِ“۔ قِيَامُ نَامٍ يَنْشَأُ نَوْمًا كَاسْمٍ مُعَدَّرٍ ہے۔

اسم کا معنی

مدیر الدین کا زرونی نے فرمایا: نمام کا معنی یہ ہے کہ حرارت مبعیہ پینٹلی کے لئے باطن کی طرف رجوع کرتی ہے اسی لئے نمام کہلاتی ہے اور اس کے قوی اس کی پیروی کرتے ہیں، تاکہ یہ عمل مکمل ہو جائے۔ دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ وہ ایک حالت ہے کہ اسم سے سر کی طرف اٹھنے والے بخارات کی رطوبتوں کے سبب دماغ کے ڈھیلا پن سے حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت دماغ میں احساس سے بالکل عاری ہو جاتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ معدہ سے دماغ کی طرف ہر وقت بخارات چڑھتے رہتے ہیں، دماغ میں کمزوری یا بے بسی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو یہ بخارات اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور دماغ چونکہ حس اور حرکت کا مرکز ہے، اس لئے اس میں کمزوری آ جاتی ہے، اسے اونگھ کہتے ہیں، اور اگر یہ غلبہ آنکھوں پر چھا جائے تو یہ بالکل نیند سے غفلت اور نفاش کہتے ہیں، اس وقت قوی گہری نیند اور بیداری کے درمیان ہوتا ہے۔ اور اگر یہ غلبہ تمام جسم پر ہو جائے اور دل تک پہنچ جائے اور قوت و عقل کو ناکل کر دے تو یہ گہری نیند ہے۔ استاذ ابو القاسم نقیری فرماتے ہیں، کہ جب اس وقت دکھائی دیتی ہے جب نیند تمام حواس پر حاوی نہیں ہوتی۔

”قُلْتُ لَهُ“ میں نے اس مثال کو کہا جو کہ ذی مثال کی ترجمان تھی۔

”فَضِلَّ اللَّهُ بِكَ“ اس وقت پوچھنے والے کے پیش نظریہ بات ہے کہ یہ شخص فوت ہو چکا ہے اور میں اسے وفات اور بے کے بعد دیکھ رہا ہوں۔

”فَضِلَّ غَفُورِي“ کیونکہ جو شخص فوت ہو گیا اس کے لئے قیامت قائم ہو چکی ہے، اسے اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے۔ جنت یا جہنم کی بشارت دے دی جاتی ہے، وہم اور غفلت کا پردہ اٹھ جاتا ہے اور اس کی روح نعت میں رہتی ہے یا رحمت میں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ اپنے فضل و کرم اور رحمت وجود کا معاملہ فرمائے۔

”قُلْتُ لَهُ فَبِمَ ذَالِكَ“ یہ اشارہ ہے مغفرت کی طرف، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ فَبِمَ میں باء مسیہ دانا استفہامیہ پر داخل ہے۔ استفہامیہ کا الف حذف کر دیا گیا۔

۱۲۴

سوال کا مطلب یہ ہے کہ مغفرت کیسے حاصل ہوگی؟ کیا محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یا فضل کے ساتھ ساتھ کسی سبب کا عمل ہے؟ اگر کسی سبب کا عمل ہے تو وہ کونسا سبب ہے؟ پہلے سوال کا سبب یہ ہے کہ انسان فطری طور پر خالق اور مخلوق

کے معلوم کرنے کا جواباں ہوتا ہے۔ (اس لئے یہ چھا کر تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟) دوسرے سوال کا مقصد یہ ہے کہ بخشش میں کسی فعل کا دخل ہے تو اس فعل پر رشک کرنا اور اس میں دلچسپی کا اظہار ہے، اور اگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے تو امید کو مضبوط کرنا، اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا مان رکھنا اور محبت و تعلق کا صرف اس سے وابستہ کرنا ہے۔

"فَقُلْ كُنْتُ تَوَاضِعٌ لِّمَا فِي يَدَيْهِ" تو انہوں نے کہا کہ میں جب دنیا میں کتابیں لکھا کرتا تھا۔

"اِذَا كُنْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ" جب میں حضور ﷺ کا اسم گرامی محمد لکھا کرتا تھا۔ اس سے پہلے روایت گزر چکی ہے۔

"اِذَا كُنْتُ اِسْمَ النَّبِيِّ" اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جب میں لفظ نبی لکھتا تھا یا آپ کا اسم مبارک محمد لکھتا تھا۔

مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب میں آپ کا کوئی بھی نام اقدس لکھتا تھا۔

"فَلَمَّا كُنْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ" یہ لفظ عام ہے، کہ وہ اپنی تصنیف و تالیف میں حضور اقدس ﷺ کا ہم نامی لکھتے تھے یا کسی دوسرے تصنیف میں، لیکن چونکہ وہ کاتب تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی تصنیف میں نام اقدس لکھتے تھے۔

"صَلَّيْتُ عَلَيْهِ" اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) درود شریف لکھتے تھے۔ (۲) زبان سے پڑھتے تھے۔ لیکن ایک روایت اس سے پہلے مذکور ہو چکی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف لکھتے تھے۔

"وَلَمْ يَخْضَرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ" بشر سے مراد انسان ہے (اس کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا کہ) اس کے تصورات اور خیالات کا دائرہ بہت وسیع ہے، لیکن امور آخرت اس عقل حسی کے طریقے اور احاطے سے باہر ہیں اور ان کا پہچان ہی دوسرا ہے۔

مذکورہ (وہ نعمتیں جو نہ دیکھیں نہ سنیں) کے دینے کا سبب اللہ تعالیٰ کے فضل سے مغفرت ہے، ان دو میں سے ایک کا ذکر جائے تو دوسری چیز کا تصور لازمی طور پر ہو گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جب بندے کو بخش دے گا تو اسے اپنے فضل سے مذکورہ نعمت عطا فرمائے گا اور یہ نعمتیں اسے ہی دی جائیں گی جس کی مغفرت ہو گی، یہ نعمتیں قیامت سے پہلے اس طرح دی جائیں گی۔

اسے یہ نعمتیں۔ جنت میں اس کا مقام اور جنت میں اس کے لئے تیار کی گئی نعمتیں دکھادی جائیں گی اور وہ انہیں دیکھ کر خوش ہو گا۔ جنت کی نعمتیں کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی انسان کے دل پر ان کا گزر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ جَنَّةٌ قَرُورًا لِّغَیْثٍ "کوئی نہیں جانتا کہ ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کتنی رکھی گئی ہے، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان فرمایا، میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ ان کا کسی انسانی دل پر گزر ہو گا۔

حضرت مولف رحمہ اللہ نے فضا کل میں یہ خواب پیش کی ہے اس کے متھکا کو ثابت کرنے اور اس میں رغبت دلانے کے لئے۔ کیونکہ یہ خواب حق ہے، خواب و خیال یا شیطانی وسوسہ نہیں ہے۔ نہ ہی نفسانی خیالات میں سے ہے اور نہ ہی طبع اور (صحراء، سوداء، یلغم اور خون) کے اثرات سے ہے، اس کا مضمون نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجے کی فضیلت شریعت سے ثابت ہے، حضرت مصنف نے پہلے درود پاک کے فضا کل میں احادیث و روایات بیان کی ہیں، پھر ان کی تائید و تاکید کے لئے اس خواب کا ذکر کیا ہے اور یہ خواب بھی کس کا ہے موصال (اولی) جیسے کہ حضرت مصنف نے ان کے وصف کا ذکر کیا ہے

اس شخص (ضالین) اللہ ایہ خواب التزام نبوت سے ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خواب دیکھنے والے کا نام ذکر نہیں کیا۔
 یہ صراحۃً ذکر کیا ہے، یہ خواب جو تک صریح حقیقت ہے تمثیل نہیں ہے، اس لئے اس کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ ۞ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایماندار

أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَوَالِدِهِ

نہیں ہو گا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان، مال، اولاد، والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۞ وَفِي حَدِيثٍ ۞ عُمَرَاؤُكَ أَحَبُّ يَارَسُولَ اللَّهِ

ہو جاؤں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر شے سے زیادہ

مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي ۞ الْتِي بَيْنَ جَنْبِي فَقَالَ لَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

محبوب ہیں، سوائے میری جان کے جو میرے دو باہلوؤں کے درمیان ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں

وَالسَّلَامُ لَا تَكُونُ مُؤْمِنًا حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ

فرمایا: تم اس وقت تک مومن نہیں ہو گے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہیں ہو جاؤں گا

فَقَالَ عُمَرَوُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ

حضرت عمر نے عرض کیا: اس ذات اللہ کی قسم جس نے آپ پر قرآن اُجرا! آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی

نَفْسِي ۞ الْتِي بَيْنَ جَنْبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا نَ

زیادہ محبوب ہیں۔ جو میرے دو باہلوؤں کے درمیان ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمر! آپ تمہارا ایمان مکمل

يَا عُمَرَاؤُكُمْ إِيْمَانُكَ ۞ وَقِيلَ ۞ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَىٰ

ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ میں کب مومن

أَكُونُ مُؤْمِنًا وَفِي لَفْظٍ آخَرَ مُؤْمِنًا صَادِقًا قَالَ إِذَا أَحْبَبْتِ

ہوں گا؟ ایک روایت میں ہے میں مومن صادق کب ہوں گا؟ فرمایا: جب تو اللہ تعالیٰ سے

اللَّهُ فَقِيلَ مَتَىٰ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ إِذَا أَحْبَبْتِ رَسُولَهُ فَقِيلَ

تو رکھے گا عرض کیا گیا میں اللہ تعالیٰ سے کب محبت رکھوں گا؟ فرمایا: جب تو اس کے رسول سے محبت رکھے گا عرض کیا گیا

وَمَنْ أَحَبَّ رَسُولَهُ قَالَ إِذَا اتَّبَعْتَ طَرِيقَتَهُ وَاسْتَعْمَلْتَ بِسُنَّتِهِ

اور اس کے رسول سے کب محبت رکھوں گا؟ فرمایا: جب تو ان کے طریقے کی پیروی کرے۔ ان کی سنت پر عمل کرے۔

وَ أَحَبَّتْ بِحُبِّهِ وَ أَبْغَضَتْ بِبُغْضِهِ وَ الْيَتُّ يُولَايَتِهِ وَ عَادَيْتُ

ان کی محبت کو محبوب جانے، ان کے بغض سے نفرت رکھے، ان کی دوستی سے پیار کرے، اور ان کی دشمنی

بِعَادَاوَتِهِ وَ يَتَفَاوَتُ النَّاسُ فِي الْإِيمَانِ عَلَى قَدَرِ تَفَاوُثِهِمْ

سے دشمنی رکھے اور لوگ ایمان میں اتنے ہی مختلف ہوں گے جس قدر وہ میری محبت میں مختلف

فِي مَحَبَّتِي وَ يَتَفَاوَتُونَ فِي الْكُفْرِ عَلَى قَدَرِ تَفَاوُثِهِمْ فِي بُغْضِي ○

ہوں گے اور کفر میں اتنے ہی مختلف ہوں گے جس قدر میرے بغض میں مختلف ہوں گے۔

أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ ○ أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ ○

خبردار! اس کا ایمان نہیں جسے محبت نہیں۔ خبردار! اس کا ایمان نہیں جسے محبت نہیں۔

أَلَا لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ

خبردار! اس کا ایمان نہیں جسے محبت نہیں۔

۱۔ ”وعن انس“ یہ حدیث امام بخاری و امام مسلم، امام احمد، امام نسائی اور ابن ماجہ کے نزدیک ثابت ہے۔

حضرت انس بن مالک خادم خاص

حضرت ابو حمزہؓ انس بن مالک بن انضر انصاری خزرجی بخاری، رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص، انہوں نے نو یا دس سال

آپ کی خدمت کی۔ ان کے سن وصال میں مختلف اقوال ہیں۔ ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت و حکومت

حضرت سیدنا محمد ﷺ فرماتے ہیں: ”ہو شخص ہر حال میں نبی اکرم ﷺ کی ولایت و حکومت کا عقیدہ نہیں رکھتا اور اپنی جان کو نبی اکرم ﷺ کی ملکیت میں نہیں جانتا“ وہ سنت کی سطحیں نہیں چلے گا کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو گا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں، نبی اکرم ﷺ کو اپنی جان پر ترجیح دینے کا پابند ایمان اس لئے مکمل نہیں ہو تا کہ جسے کسی سے محبت ہو وہ اسے اور اس کی موافقت کو ترجیح دے گا۔ جو ہر حال میں اس کا پابند ہو گا اس کی محبت کامل ہے اور جو بعض امور میں مخالفت کرے گا اس کی محبت ناقص ہے۔ اگرچہ محبت کی سرے سے نفی نہیں ہو گی اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک صحابی کو شراب کی حد لگائی گئی، ایک صحابی نے ان پر لعنت کی اور کہا یہ کتنی شراب پیتے ہیں (یاد رہی نہیں آتے) حضور ﷺ نے فرمایا: ان پر لعنت نہ بھیجو کیونکہ وہ اللہ و رسول (صلی و علاوہ وسلم) سے محبت رکھتے ہیں۔

سب سے پہلے جان کا ذکر کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ جان سب سے مقدم ہے پھر مال کا ذکر کیا۔ کیونکہ اس کی محبت ہر کسی کو معلوم ہے۔ اولاد اور والد سے بھی اسے پہلے ذکر کیا کیونکہ کچھ مال جان کے باقی رہتے اور تکلیف کے دور کرتے کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً اپنی خوراک جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ تن ڈھانچنے کے لئے کپڑے اور سر چھپانے کے لئے مکان وغیرہ ذائقہ۔ پھر فرمایا: ”وَالِدَيْهِ وَوَالِدَتُهُ“ والد سے مراد جنس ہے۔ (جو والد اور والدہ کو شامل ہے) نسخہ سلیبہ وغیرہ صحیح نسخوں میں اسی طرح ہے، بعض نسخوں میں ”وَالِدَتُهُ“ ہے، امام نسائی کی روایت میں والد کا ذکر والد سے پہلے ہے، کیونکہ اولاد کی شفقت و محبت زیادہ ہوتی ہے، امام بخاری کی روایت میں والد کا ذکر والد سے پہلے ہے۔ کیونکہ والد اس کی اصل ہے اور اولاد اس کی فرع ہے، اصول فروع سے پہلے ہوتے ہیں، یوں بھی والد کی اکثریت ہے، والد تو ہر ایک کا ہوتا ہے، اولاد ہر کسی کی نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا: ”وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ یہ شخص کے بعد تعمیم ہے، کیونکہ انسان مذکورہ رشتہ داروں کے ماسوا رشتہ داروں شناساؤں، پروسیوں اور دوستوں وغیرہم کی محبت سے خلق نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات کسی امرونی یا دنیاوی مثلاً احسان وغیرہ یا جمال و کمال کی چاہت کے سبب دو مردوں کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔

مال، جان اور اولاد سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ ”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدَيْهِ وَوَلَدَيْهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو گا جب تک میں اسے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ صحیح ابن خزیمہ میں ”وَالِدَيْهِ وَوَلَدَيْهِ“ جگہ اُٹھایا ہے، یعنی جب تک میں اس کے نزدیک اہل و مال سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اس روایت میں تمام اہل چیزوں کو جمع کر دیا ہے جو ایک انسان کو عزیز ہو سکتی ہیں، کیونکہ اہل خود اس کو اولاد اور والد وغیرہ کو شامل ہے اور مال کی محبت بھی ہذاہذا معلوم ہے، جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہوا۔ امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت

کرتے ہیں، اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو گا جب تک میں اس کے والد اور اولاد یعنی اصل اور فرع سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

۱۔ ”وَفِي حَبِيبَتِ عَمْرِو“ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔ روضہ مبارکہ کے ذکر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

انہوں نے پارگاہ رسالت میں عرض کیا ”اَلَا تُحِبُّ اِلٰی نَا زِسُوْنَ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِی“ نسخہ سیلہ وغیرہ میں اسی طرح ہے، بعض نسخوں میں ”اَلَا مِنْ نَفْسِی“ امام بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ”لَا تُحِبُّ اِلَّا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِی“ جب مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ سوائے میری روح کے ”اَلَّذِیْ لَیْسَ جَنَّتِیْ جَنَّتْ“ (جو پہلو) کا تئیبہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفر ہو اور اس سے مراد جس ہو، یہ تاکید ہے، اس کا مطلب یہ بیان کرنا ہے کہ ”نَفْسِی“ کا حقیقی معنی مراد ہے، نیز لفظ نفس کئی چیزوں پر بولا جاتا ہے، اس لئے باقی معانی کی نفی مقصود ہے۔

کمال ایمان کے لئے کمال محبت شرط ہے

منصور انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”لَا تَكُونُ مُؤْمِنًا“ یعنی تم مومن کامل نہیں ہو گے جیسے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ ”اَلَّذِیْ لَا تَكُونُ اِلَّا مِنْ نَفْسِی“ یہاں تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں، ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے پہلے بھی مومن تھے۔ ان پر ایمان کا حکم جاری تھا، انہوں نے جو کچھ عرض کیا اس کی تیاران کا ایمان اور صدق ہی تھا گویا انہوں نے سمجھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کمال کو نہیں پہنچا اور آپ کے حق واجب کو کما حقہ ادا نہیں کر سکا۔ دراصل انہوں نے آپ کے مرجع و مقام کی عظمت و جلالت کو محسوس کیا اور طلب زیارت کا موقع پایا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ مل گیا، ان کی خیاس بڑھ گئی اور بلند ہمتی تھمنا کرنے لگی تو انہوں نے عرض کیا، جو کچھ کہ اس سے پہلے مذکور ہوا۔ لہذا اصل ایمان کے لئے اصل محبت شرط ہے اور کمال ایمان کے لئے کمال محبت شرط ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایمان کے سلسلے میں محبت سے مراد طبعی محبت نہیں، بلکہ خدا واسلئے کی محبت ہے کیونکہ طبعی محبت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ امام غزالی کی مراد اختیاری محبت سے بھی یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اس جگہ محبت سے مراد اختیاری محبت ہے نہ کہ طبعی۔ کیونکہ اختیاری محبت پہلے معدوم ہوتی ہے بعد میں حاصل ہوتی ہے۔ اسی کی شرعاً تکلیف دی جاتی ہے اور یہی کسب سے حاصل کی جاتی ہے، اسی لئے اسے اختیاری کہا جاتا ہے، لیکن یہ بات ابتدائی طور پر حاصل کرتے وقت ہوتی ہے، بعد میں غیر اختیاری ہو جاتی ہے، اس سے علیحدگی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور فطرت کو بدلا نہیں جاسکتا، اس کا رنگہ زائل نہیں ہو سکتا، اس کا کھنکا ہوا منایا نہیں جاسکتا اور اللہ تعالیٰ نے جو دل کو اپنی محبت پر پیدا کیا ہے اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔ مزید برآں یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو احسان فرماتا ہے اس سے رجوع نہیں فرماتا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال بیان کی

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھل کر حقیقت بیان کر دی اور اپنے حال کی بارگاہ رسالت میں شکایت پیش کی اور اپنے اہم امرونی میں آپ کی طرف رجوع کیا اور سلامتہ درخواست کی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ جواب دیا جو اس سے پہلے بیان ہوا، آپ نے مذکورہ بات ارسادہ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے انہیں حکم دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گویا ہوئے اور وہ نعمت بیان کی جو انہیں اسی وقت حاصل ہوئی تھی، یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بیان تھا۔ خدا و رسول - جل و علاہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر یہ تھا اور اپنے حال پر اللہ تعالیٰ کے احسان کا اعتراف تھا۔ جس طرح انہوں نے اپنی پہلی حالت کی خبر دی تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں فرمایا تھا اور آپ اس پر غمگین ہوئے تھے، اسی طرح انہوں نے پسند کیا کہ اپنی دوسری حالت کی خبر دیں تاکہ آپ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، عرض کیا: حضور مجھے اس ذات اقدس کی قسم جس نے آپ پر قرآن پاک نازل کیا، آپ مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، جب انہوں نے یہ صورت حال عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کمال ایمان کی شہادت دی اور فرمایا: "الْآنَ يَا غُثْرَاءُ إِنَّمَا أَنْتَ لِأَعْمَرِ ابْنِ الْهِنْدِ كَالْأُمِّ ابْنِ الْهِنْدِ" اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہوا ہے۔

امام بخاری کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا وَاللَّهِ نَفْسِي بَيْنَهُ حَتَّى أَكُونُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَكَ عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا غُثْرَاءُ

حضور آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے نہیں۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میں تمہاری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ حضرت عمر نے عرض کیا: حضور! بخدا! اس وقت آپ مجھے جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہے۔

سے "وَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ حدیث اور اس قصہ کی دوسری حدیثوں کو میں نے کسی کتاب میں نہیں پایا۔ (حضرت صاحب دلائل کا انہیں روایت کرنا اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے) ان میں سے اکثر خدا و رسول (جل و علاہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت پر دلالت کرتی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا و زود پاک کی کثرت ہے۔

"نَفْسِي أَكُونُ مُؤْمِنًا" ایک روایت میں اس کی جگہ "مُؤْمِنًا صَادِقًا" ہے۔

صدق کا معنی

صدق کا معنی یہ ہے کہ اقوال، افعال اور احوال، باہم مطابقت ہوں، ظاہر و باطن برابر ہو۔ اس طرح کہ تمام دینی اور دنیاوی

مقامات میں بندہ کا ظاہر و باطن موافق ہو جو اس کے دل میں اس کا حال اس کی تصدیق کرنے، اس کی منتقلی اس کے حال کی تصدیق کرے اور اس کے افعال اس کے اقوال کی تصدیق کریں۔ اگر اس صفت سے موصوف ہو گا تو صفت خالق سے محفوظ ہو گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ترین وصف ہے، لہذا ظاہر و باطن کی مخالفت کا نام، منافق اچھے وصف کو ظاہر کرتا ہے اور برے وصف کو پوشیدہ رکھتا ہے اور خالق چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید ترین صفت ہے، لہذا اس سے بھاگنا اور اس کی ضد یعنی صدق سے موصوف ہونا ہر مسلمان کے لئے اجنبالی لازمی ہو گا۔

صدق فی الایمان

صدق فی الایمان یہ ہے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ" کے مختلفا پر عمل کرے، اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو ترک کر دے، اس کے ماسوا کو مستحق عبادت نہ جانے۔ اقوال، افعال، اخلاق، مقامات، احوال اور ظاہر و باطن میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو۔ اس کا مثل فریضہ بندگی اور حقوق خداوندی ادا کرنے کے لئے ہو، مخلوق کی طرف سے تعریف اور اللہ تعالیٰ کی جزا کا طلب گار نہ ہو اور ان تمام امور میں نیت، عقل اور عمل میں غلصانہ کوشش کرنے والا ہو۔

"فَإِنْ إِذَا اخْتَبَيْتَ اللَّهَ" ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت شرط ہے، نفس ایمان کے لئے نفس محبت اور کمال ایمان کے لئے کمال محبت شرط ہے۔

محبت ایک روحانی میلان ہے

محبت ایک روحانی میلان ہے جو الفت اور چاہت کا سبب اور دوری کو ختم کرنے والا ہے۔ اس کی تعریف میں بہت سے اختلافات ہیں، بعض حضرات نے کہا کہ محبت کی تعریف میں اگرچہ مختلف عبارات ہیں لیکن یہ درحقیقت اختلاف احوال ہے، اختلاف اقوال نہیں۔ اور اکثر تعریفات حقیقت محبت کو بیان نہیں کرتیں، اس کے ثمرات کو واضح کرتی ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا: محبت ان ۴۰ مراتب میں سے ہے جن کی حقیقی تعریف نہیں کی جاسکتی، وہی شخص اسے وجدان سے پہچان سکتا ہے، جسے حاصل ہو جائے، لیکن اسے بیان نہیں کر سکتا، اس کی ایسی تعریف نہیں کی جاسکتی جو اس سے زیادہ واضح ہو۔

قریب ترین تعریف وہ ہے جو شیخ زروق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے کہ محبت یہ ہے کہ محبوب کا جمال دل کی گہرائی میں گھر کر جائے، یہاں تک کہ اس کے ماسوا کی طرف التفات کی گنجائش نہ رہے۔ محب کے لئے نہ تو محبوب کی جدائی ممکن ہو، نہ اس کی مراد کی مخالفت اور اسے اپنے اوج اختیار بھی نہ رہے، کیونکہ حسن ایسا جاہل بادشاہ ہے کہ جس پر جلوہ گر ہوتا ہے اسے نہ اختیار دیتا ہے نہ سہولت، بلکہ اس کے لئے رویت (دیکھنا) بھی لازم نہیں ہے، حسن کی کشش غیر شعوری اور گردش طاقت سے باہر ہوتی ہے، یہ کس سبب سے پیدا ہوتی ہے، اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ عزتوں اور غرضوں کو ختم کر دیتی ہے اور حقائق و اغراض کو فنا کر دیتی ہے، لہذا محبوب کے بغیر قرار نہیں رہتا اور اس کے ماسوا کے ساتھ رہنے کا اختیار نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات

اللہ تعالیٰ کی محبت کی بہت سی علامتیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں 'اس کے حکم کو نوازش نفس پر مقدم رکھنا حدود شریعت کی رعایت' 'تہی و پرہیز گاری کو لازم پکڑنا' اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق رکھنا' اس کی قضاء پر راضی ہونا' اس کے کلام سے محبت رکھنا' اس کی حلاوت سے لطف اندوز ہونا' اس کا ذکر یا اسم شریف سن کر نشہ ہونا' اس کے بغیر جھٹک نہ آنا' اور رسول اللہ ﷺ کی محبت و اتباع۔

عرض کیا گیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت کب ہوگی؟ فرمایا: "اِذَا أُحِبِّتَ رَسُوْلَهُ"۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی محبت شرط ہے۔ عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے محبت کب ہوگی؟ تو فرمایا: جب تم ان کے طریقے کی پیروی کرو گے۔ "وَ اِنْ تَخِضِلْتُ يَدَكَ" اور تم ان کی سنت پر عمل کرو گے اور اسے اپنے تمام امور میں جاری کرو گے۔ "وَ اُحِبِّتَ بَلَدَهُ" اور تمہیں جس چیز سے بھی محبت ہوگی وہ آپ کی محبت کے سبب اور آپ کی اقتداء میں ہی ہوگی، تم اس چیز کو محبوب رکھو گے جسے آپ نے محبوب رکھا ہو۔

حضور اقدس ﷺ کی محبت کا اثر

حضور اقدس ﷺ کی محبت کا اثر آپ کی سنت کی پیروی اور آپ کے طریقہ کو اپنانے سے ظاہر ہو گا۔ اس کے علاوہ اس محبت کی بہت سی علامتیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ ۱۔ تمہاری محبت کا سبب آپ کی محبت اور تمہاری ناپسندیدگی کا سبب آپ کی ناپسندیدگی ہو 'لہذا تم اسی چیز کو محبوب رکھو جسے آپ نے ناپسند فرمایا۔ تمہاری خواہش آپ کے تابع ہو اور ان احکام کے تابع ہو جنہیں آپ لائے ہیں' ۲۔ تمہاری دوستی کا سبب آپ کی دوستی اور تمہاری دشمنی کا سبب آپ کی دشمنی ہو 'کیونکہ محبوب کی محبت اور محبوب دونوں ہی محبوب ہوتے ہیں اور محبوب کی دشمنی اور دشمن دونوں ہی دشمن ہوتے ہیں' آپ کی محبت کی علامتوں میں آئندہ یہ علامت بھی آئے گی بلکہ آپ کی محبت کو ہر محبوب پر ترجیح دینی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد باطن آپ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو 'بھ اور آپ پر بکثرت درود شریف بھیجنا چاہئے۔ آپ کی زیارت کا شوق' چاہے سب کچھ لٹا ہی کیوں نہ پڑے' بلکہ اگر اس کی ملک میں تمام دنیا کا مال و زر ہو اور وہ بھی لٹا پڑے تو تارے' بے آپ کے اخلاق سے متصف ہونا' ۳۔ آپ کی صفات جلیلہ مثلاً ہود و اہثار' اعمال آخرت کی طرف توجہ۔ صالحین کی زندگی، فقراء کی محبت، انہیں سینے سے لگانا' ان سے قریب ہونا' زیادہ تر ان کے پاس بیٹھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دنیا داروں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ پھر علم، دین، نیکی اور زہد والوں سے خدا واسطے کی محبت رکھنا۔ ظالموں بدعتیوں۔ فاسقوں اور کھلم کھلا معصیت کاروں سے خدا واسطے کا بغض رکھنا وغیرہ' آداب مبارکہ اپنانا ۴۔ اور مخالفت یقین مثلاً خوف و رجاء، شکر و حیا، تسلیم اور توکل، شوق اور محبت، اللہ عزوجل کی محبت کے لئے دل کا خالی کرنا' تمام تر توجہ اسی کی طرف لگانا' اس کے ذکر سے

اعینان محسوس کرنا اس کے جاری کردہ احکام پر راضی ہونا یہاں تک کہ اس کے فیصلے پر کسی قسم کا ملال محسوس نہ کرنا دیکھنا
 ڈالک میں آپ کی پیروی کرنا، اللہ آپ کی سنت کی پیروی سے آپ کے دین کی خدمت کرنا، اللہ آپ کی سنت پر عقیدہ رکھنا اور
 اسے اپنی رائے، خواہش پر ترجیح دینا، اللہ تمام بدعتوں سے اجتناب کرنا، اللہ آپ کی شریعت کی حمایت کرنا، اللہ مصائب کے وقت
 آپ کے حالات شریف اور آپ کی محبت میں محو رہنا اور یہ سوچ کر تسلی حاصل کرنا کہ آپ نے کتنی تکلیفیں برداشت کیں، اللہ
 آپ کے ذکر کے وقت آپ کی تعظیم کرنا، آپ کی ملاقات کا بے پناہ شوق رکھنا، اللہ کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی ملاقات کا شوق
 رکھتا ہے، اللہ قرآن سے محبت رکھنا جسے آپ لائے ہیں، اللہ آپ کے ذکر سے لطف اندوز ہونا، اللہ آپ کا اسم مبارک سن
 فرحت محسوس کرنا۔

جو شخص ان علامات سے متصف ہے اسے اس آیت مبارکہ سے بہت بڑا حصہ ہے "قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي
 يُحِبُّكُمْ اللَّهُ" حضور ﷺ کی بہترین اتباع کی جزا اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنا محبوب بنا لے گا اور
 دراصل آپ کی پیروی جیسی پیروی ہوگی جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور دوسروں سے ممتاز فرما دے گا۔
 "وَيُتْلَاوُتُ الشَّاهِدُ فِي الْإِيمَانِ" اور مومن ایمان کی قوت اور ضعف میں مختلف ہوں گے "عَلَى قَدَرٍ تَقَاوُتُ بِهِمْ فِي
 ضَعْفِيَّتِهِ" جس قدر قوت و ضعف کے اعتبار سے میری محبت میں مختلف ہوں گے، جو میری محبت میں زیادہ ہو گا اس کا ایمان بلند
 مرتبہ ہو گا اور جسے آپ کی محبت نہیں، اس کا ایمان ہی نہیں ہے، معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی محبت رکن ایمان ہے جس
 کے بغیر کسی کا ایمان نہ تو مستحق ہو سکتا ہے نہ مقبول۔

"وَيُتْلَاوُتُ الْإِيمَانُ فِي الْكُفْرِ" اور کفار کفر کی شدت اور خفت میں مختلف ہوں گے "عَلَى قَدَرٍ تَقَاوُتُ بِهِمْ فِي بُغْيَتِهِ" جس قدر
 کہ وہ میرے بغض میں مختلف ہوں گے یعنی جتنا ان کا بغض شدید ہو گا اتنا ہی ان کا کفر شدید ہو گا، ماقبل سے جو بات سمجھی جا
 رہی ہے، تاکید میں مبالغہ کے لئے اسے صراحت ذکر کر دیا "لَا لَا إِيْمَانُ لِمَنْ لَا مَحَبَّةَ لَهُ" (تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا) اس حدیث
 اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان دو قسم ہے (۱) حقیقی جو تمیزش سے پاک ہے۔ (۲) رسمی جس میں نور کا فقدان ہے
 اور اس کے ساتھ غلط فہمی موجود ہے، نیز لوگ ایمان میں مختلف ہیں کسی کا ایمان قوی اور کسی کا ضعیف اور وہ اپنی حقیقت کے
 اعتبار سے زائد اور ناقص ہوتا ہے جیسے کہ صحیح مذہب ہے۔

۱۔ سلف صالحین کی ایک جماعت قائل ہے کہ ایمان زائد اور ناقص ہوتا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عمل
 جزء ایمان ہے، لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور اہل سنت متکلمین کے نزدیک ایمان قابل زیادتی و
 نقصان نہیں ہے، کیونکہ ایمان تصدیقِ شیعہ کا نام ہے اور اس میں کمی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ ۱۴ شرف
 قاری۔

وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَى مُؤْمِنًا يَخْشَعُ وَهُوَ مُنَا لَا

اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہم دیکھتے ہیں ایک ایمان دار خشوع والا ہے اور ایک نہیں ہے

يَخْشَعُ مَا السَّبَبُ فِي ذَلِكَ فَقَالَ مَنْ وَجَدَ لَا يَمَانِهِ حَلَاوَةً خَشَعُ وَمَنْ لَمْ

اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: جو اپنے ایمان کی محاسن پاتا ہے خشوع کرتا ہے اور جو ایمان کی محاسن نہیں پاتا وہ خشوع

يَجِدُهَا لَمْ يَخْشَعُ فَقِيلَ بِمَ تُوْجَدُ أَوْ بِمَ تُتَالُ وَتُكْسَبُ قَالَ بِصَدَقِ الْحُبِّ

نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا: وہ چاشنی کس سبب سے پائی جاتی ہے یا حاصل کی جاتی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جی محبت سے

فِي اللَّهِ فَقِيلَ وَبِمَ تُوْجَدُ حُبِّ اللَّهِ أَوْ بِمَ يُكْتَسَبُ فَقَالَ بِحُبِّ رَسُولِهِ

عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی جی محبت کس سبب سے پائی جاتی ہے یا حاصل کی جاتی ہے؟ فرمایا: اس کے رسول کی محبت سے

فَالْتَمِسُوا رِضَاءَ اللَّهِ وَرِضَاءَ رَسُولِهِ فِي حُبِّهِمَا ۝ وَقِيلَ

لہذا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کی محبت میں تلاش کرو اور رسول اللہ

لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَلْ مُحَمَّدِينَ الَّذِينَ أَمَرْنَا

ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آل محمد کون ہیں جن کی محبت، تعظیم اور

بِحُبِّهِمْ وَإِكْرَامِهِمْ ۝ وَالْبُرُورِ بِهِمْ فَقَالَ أَهْلُ الصَّفَاءِ وَالْوَفَاءِ مَنْ

خدمت کا ہمیں حکم دیا گیا؟ فرمایا: صاف دل، باوقار جو مجھ پر

أَمَنَ بِي وَأَخْلَصَ فَقِيلَ لَهُ وَمَا عَلَامَاتُهُمْ فَقَالَ إِثَارُ مَحَبَّتِي

مخلصانہ ایمان لائے۔ عرض کیا گیا کہ ان کی علامتیں کیا ہیں؟ فرمایا: میری محبت کو ہر محبوب پر

عَلَى كُلِّ مَحْبُوبٍ وَاشْتِغَالُ الْبَاطِنِ بِذِكْرِي بَعْدَ ذِكْرِ اللَّهِ ۝ وَفِي

ترکیج دینا اور دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بعد میرے ذکر سے مشغول رکھنا ایک اور

أُخْرَى عَدَارَتُهُمْ إِذْ مَانَ ذِكْرِي وَالْإِكْثَارُ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى ۝

روایت میں ہے ان کی علامت یہ ہے کہ بیشمار میرا ذکر کرتے ہیں اور مجھ پر بکثرت درود بھیجتے ہیں۔

۱ "وَهُوَ مُنَا لَا يَخْشَعُ" خشوع خضوع ہی ہے یا اس کے قریب ہے، البتہ! یہ فرق ہے کہ خشوع کا عالم اشتغال گردن اور

دل میں ہوتا ہے اور خضوع عموماً دل اور بدن میں اشتغال ہوتا ہے، یعنی بارگاہ خداوندی میں دل کا تجزو و انکسار اور خوف سے

متصف ہونا ہے اور قصور کا اثر طواف کے سبب ظاہری اعضاء کا پر سکون ہونا، توازن کا درست ہونا اور نگاہ کا نیچے ہونا اور صاف زمین کی طرف دیکھنا ہے۔

”سَبَبُ الْإِيمَانِ فِي ذَلِكَ“ یعنی کس سبب سے ایمان دونوں میں مختلف آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ ”فَقَالَ مَنْ وَجَدَ الْإِيمَانَ حَالًا جَلِيلًا“ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے ایمان کی چاشنی دلی غور پر پائے گا فروع کرے گا ایمان کی حلاوت یہ ہے کہ اس سے لطف اندوز ہو، اس پر دھک کرے اور خوشی محسوس کرے، اُنے ایک دوسری حدیث میں ”طَعْمُ الْإِيمَانِ“ ایمان کے ذائقے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث شریف یہ ہے ”ذَاقْ طَعْمَ الْإِيمَانِ“ اُنے یہ اس شخص نے ایمان کا ذائقہ پایا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا، اسی کو صوفیاء کی اصطلاح میں احوال، مواجہہ اور اقوال سے تعبیر کرتے ہیں۔

تین خصلتیں

صحابہ مدارج السالکین نے فرمایا: کہ حدیث شریف ”ذَاقْ طَعْمَ الْإِيمَانِ“ میں یہ خبردہی لگی ہے کہ ایمان کا ایک ذائقہ جسے دل چکھتا ہے جیسے منہ کھانے اور پینے کی چیزوں کا ذائقہ چکھتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے ایمان اور احسان کی حقیقت کے لئے ”دل کے لئے اس کے حاصل ہونے اور دل کے اس سے متصف ہونے کو کبھی ذوق سے کبھی طعام اور مشروب سے اور کبھی حلاوت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جیسے فرمایا: ”فَالْإِيمَانُ مِثْلُ حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ“ جس میں تین خصلتیں ہوں گی وہ انصار کی حلاوت پائے گا، اور جب صحابہ کرام کو صوم وصال (رات دن مسلسل روزہ رکھنے) سے متع فرمایا، تو انہوں نے عرض کیا تمپ تو صوم وصال رکھتے ہیں، فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں، مجھے تو کھلایا پایا جاتا ہے، اس شخص کی غفلت کا پر دوہ دیتا ہے جس نے کہا کہ یہ محسوس کھانا دیتا ہے جو منہ سے کھایا جاتا ہے۔

ایمان کی چاشنی

پھر صاحب مدارج السالکین نے فرمایا: مقصد یہ ہے کہ ایمان کی چاشنی کا چکھنا ایسا امر ہے کہ دل اسے ایسے ہی محسوس کرتا ہے جیسے طعام کی مٹھاس منہ کو محسوس ہوتی ہے اور جماع کی لذت محسوس کی جاتی ہے، جیسے حضور ﷺ نے (اس عورت کو فرمایا: جس نے بطور حلالہ وہ سرے شہر سے نکاح کیا تھا) تو اسی کے پاس رہے گی ابھل تک کہ تو اس کی لذت چکھے اور وہ تیری لذت چکھے، ایمان کی ایک چاشنی اور ذائقہ ہے جن کا ادراک کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں غلوک و شہوات اس وقت اور ہوں گے جب انسان اس حال کو پہنچ جائے گا اور ایمان مکمل طور پر اس کی گہرائی میں پہنچ جائے گا پھر اس کا ذائقہ چکھے گا اور اس کی مٹھاس محسوس کرے گا۔

متن کی حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ظاہر کا مجرہ انکسار باطن کی آبادی اور ایمان کی حلاوت پانے کی دلیل ہے، قرآن

پاک کی آیات اور احادیث مبارکہ اس بارے میں معلوم و مشہور ہیں۔
 ”وَمَنْ لَّمْ يَجِدْهَا لَمْ يَجِدْ شَيْئًا“ اور جو اس حلاوت کو نہیں پاتا وہ خشوع نہیں کرتا جس کے دل میں عاجزی نہ ہو گی، اس کے ظاہری اعضاء میں بھی ظاہر نہ ہو گی۔
 ”بِصَدَقِ الْخُبِّ فِي اللَّهِ“ جب صادق وہ خالص محبت ہے جس میں کسی دوسری چیز کی تمیز نہ ہو اور نفسانیت اور خواہش کی بقا اسے مکر نہ کرے۔

اللہ کی محبت اتباع رسول ﷺ میں

”فَقَدْ بَيَّنَّتِ رَسُوْلُهُ“ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت سے یعنی آپ کی پیروی سے، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے، جب بندہ خدا و رسول اجل و علا و مہتمم کی محبت سے متصف ہو جائے اور آپ کے امر نہی کی سچے دل سے پیروی کرے، وہ خیر و انکسار کو اختیار کرے گا اور اس کا ظاہر و باطن باادب ہو جائے گا، کیونکہ ظاہر و باطن میں تعلق کی بنا پر جو کچھ باطن میں ہوتا ہے اس کا اثر ظاہر نمودار ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ اصل اور مستتر انسان کا باطن ہی ہے، صلبان و فسلو کا دار و مدار اسی پر ہے۔ صورت و ملبوس نے فرمایا: منوال جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہو گا اور جب وہ ٹکڑا جائے تو تمام جسم ٹکڑا جائے گا، خیردارا و ودل ہے۔

خشوع کا معنی

اگر خشوع کا معنی خوف ہو تو اس حدیث کا مطلب یہ ہو گا کہ خوف محبت کا نتیجہ ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ فیض کے مقامات ایک دوسرے سے متعلق ہیں، نئے نئے محبت حاصل ہو گی اسے خوف، رجا اور دیا و وغیرہ کے مقامات اور احوال حاصل ہو جائیں گے۔ جیسے کہ ائمہ صوفیاء نے تصریح کی ہے۔

محبت کسب اور کوشش سے حاصل کی جاسکتی ہے

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محبت کسب اور کوشش سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کیونکہ محبت جسم کی ہے (۱) وہی (۲) کسی، کسی کے دو (۳) لیے ہیں (۴) احسان (۵) جمال اور یہ اعلیٰ ہے۔ احسان جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری و باطنی نعمتیں کامل طور پر عطا فرمائیں۔ جو شخص اپنے آپ میں اور قرآن پاک میں ان نعمتوں میں غور کرے گا اسے محبت حاصل ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ کے جمال ایسا کسی کا جمال نہیں، کیونکہ ہر جمال اسی کے حسن کا اثر اور فرع ہے، لہذا جمال صرف اسی کا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی صحیح پیروی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے باطن کی پاکیزگی، بصیرت کی نورانیت اور طبیعت کا متدال حاصل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے احسان اور جمال کا دیدار میسر ہو گا، تو اس بنا پر خالص محبت اور پاکیزہ الفت حاصل

ہو جائے گی۔

برا خطیب

"فَاتَّبِعُوا رِضَاءَ اللَّهِ وَرِضَاءَ رَسُولِهِ لِيُنْجِيَكُمْ مِنْهُ" اس عبارت (افعی خُطِبْنَا) میں اللہ و رسول (صلی و علا و سلم) کا ایک ضمیر میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ الفاظ حضرت مصطفیٰ یا کسی اور کے ہیں۔ حدیث میں نہیں ہیں، ممکن ہے کہ یہ الفاظ حدیث شریف میں ہوں، امام نووی وغیرہ نے فرمایا کہ تنبیہ کی ضمیر لانے میں کوئی حرج نہیں ہے، ایک شخص نے ہمارے رسالت میں خطبہ دیا اور کہا، جس نے اللہ و رسول (صلی و علا و سلم) کی اطاعت کی اس نے ہدایت پائی "وَعَنْ يَغْتَصِبْنَا غَوِي" اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو برا خطیب ہے، اس کا اس سلسلے سے تعلق نہیں ہے۔ ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس خطیب نے تفصیل اور وضاحت کے مقام پر اختصار سے کام لیا تھا، خطبے وعظ و تعلیم کے ہوتے ہیں۔ درس میں تفصیل ہونی چاہئے، لہذا خطیب کو یہ کہنا چاہئے تھا "وَعَنْ يَغْتَصِبْنَا غَوِي" بعض حضرات نے فرمایا کہ ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ اس نے "وَعَنْ يَغْتَصِبْنَا غَوِي" پر وقت کیا تھا، حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذکر کو ناپسند فرمایا، اسے کہنا چاہئے تھا وَعَنْ يَغْتَصِبْنَا غَوِي اور وقف آخر میں کرنا چاہئے تھا، ابن عبد السلام وغیرہ نے فرمایا کہ یہ جمع حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ دوسرے کے لئے جائز نہیں، حالانکہ متعدد حدیث میں خدا و رسول (صلی و علا و سلم) کا ذکر ایک ضمیر سے کیا گیا ہے۔

۱۔ "وَاتَّبِعُوا رِضَاءَ اللَّهِ وَرِضَاءَ رَسُولِهِ" اور ان کی خدمت، ان پر احسان کرنے اور ان سے حقوق پورے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ حکم اس آیت مبارکہ میں ہے۔ "قُلْ لَا أَمْسَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْزَاءُ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ" قرآن میں تم سے تبلیغ دین پر کوئی اجر نہیں مانگتا، البتہ! تمہیں اپنے رشتہ داروں کی محبت کا حکم دیتا ہوں، بہت سی حدیثوں میں اہل بیت کرام کے متعلق خصوصی تاکید کا ذکر ہے۔ علامہ سیوطی نے یہ حدیثیں اپنے رسالہ "أَخْبَاءُ الْمَنْشِقِ بِفَضْلِ الْغُرَةِ النَّبِيَّةِ" وغیرہ میں جمع کر دی ہیں۔

"لَفَافٍ أَهْلُ السَّخَاةِ" صفاء کا معنی خلوص ہے "وَالْوَفَاءُ" وفاء عہد و وعدہ پورا کرنے اور اس کی حفاظت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ لوگ ہیں جن کا وطن انبیاء کی کدورت اور مخلوقات کے تعلق سے صاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت گزار ہیں، یہ قائم ہیں اور وہ لوگ ہیں جو عہد است اور اس کی ربوبیت کی شہادت کے عہد پر کسی تبدیلی کے بغیر قائم ہیں۔

ہر متقی حضور علیہ السلام کی آل ہے

یہ اس حدیث کے مسائل ہے جو امام طبرانی نے معجم اوسط میں عند ضعیف سے روایت کی۔ دہلوی، ابن مردویہ اور عقیلی۔ صفاء میں، حاتم نے تاریخ میں، بیہقی نے سنن میں روایت کی اور سب نے اسے ضعیف قرار دیا کہ حضرت انس مرفوعاً روایت

گرتے ہیں۔ اَنّٰی غَضَبُہُ عَلٰی قَعْنٰی۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قتل ہر متقی ہے۔ علماء کی ایک جماعت کا یہی عقار ہے کہ آپ کی آل آپ کی امت کے متقی ہیں۔ قیاس بھی یہی کہتا ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے اور ترکہ چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار وراثت کے مستحق ہوتے ہیں اور حضور ﷺ نے کسی کو وراثت کا وارث نہیں بتایا، بلکہ علم، تقویٰ اور استقامت وارثت میں دی، لہذا جسے ان امور میں سے کچھ حصہ ملا اس نے آپ کے ورثے سے حصہ پایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہی آپ کے ورثے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

بعض حضرات نے کہا کہ اہل تقویٰ کو مجازاً آل قرار دیا گیا ہے، جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "سَلَمْنَا مِنْ مَثَلِ الْغُلِّ الْبَیْتِ"۔ حدیث ہمارے اہل بیت میں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو پاک رکھا اور ان سے مغفرت و ثواب کا وعدہ فرمایا، لہذا آل و اہل حق مجازاً ہر اس متقی پر کیا جسے اللہ تعالیٰ نے عزت دی اور اللہ بخش دیے۔ یہ مجاز کلام عرب میں معروف ہے جیسے کہتے ہیں: "حَاشَ لَكَ لَمْ تَلِدْهُ اُمَّتُكَ" تمہارے بت سے ایسے بھائی ہیں جنہیں تمہاری ماں نے نہیں دنا ایسے دوستوں کو مجازاً بھائی کہا گیا ہے۔

اخلاص کا معنی

"مَنْ اَخْلَصَ" جو مجھ پر ایمان لایا اور مخلص ہوا یعنی ایمان میں یا ایمان اور اعمال میں۔ اخلاص خلوص سے ماخوذ ہے اور وہ صفاتی ہے۔ اصل میں اس کا استعمال محسوسات میں ہوتا ہے "تَجَرَّ مَجَاراً اِیْمَانٌ" استعمال کیا گیا، اخلاص، ایک جماعت کے نزدیک مخلوق کا خالق کے معاملہ سے بری الذمہ ہونا ہے، بعض نے کہا کہ مخلوقات سے پوشیدہ اور دنیاوی تعلقات سے پاک ہے، بعض نے فرمایا کہ بارگاہ خداوندی کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنا اور تمام خطوط نقصانہ کو فراموش کر دینا ہے، بعض نے کہا کہ اعمال کو کدورتوں سے صاف کرنا ہے، بعض نے فرمایا کہ انسان اپنے عمل پر دنیا و آخرت میں کسی عوض کا طالب نہ ہو، اس کے علاوہ بھی کچھ اقوال ہیں۔

"مَنْ قَلْبًا لَمْ يَخْلُصْ لَنَا وَ مَا عَلَانَا لَيْفُہُمْ" عرض کیا گیا کہ ان کی خلافت کیا ہیں؟ کیونکہ ہر شے کی کوئی نہ کوئی ملامت ہوتی ہے۔ دل میں خلل ہوتا ہے اس کے آثار ظاہر میں دکھائی دیتے ہیں، کیونکہ ظاہر باطن کا آئینہ ہے۔

وَ صِفَتُہَا بِکُنْ عَلٰی خَلِیْقِہٖ وَ اَنَّ خَالِیَہَا تَخْضَعُ عَلٰی النَّاسِ تَعْلَمُہُ

آدمی کی جو بھی خصلت ہو اس کا یہ چل ہی جاتا ہے، اگرچہ اس کے خیال میں وہ لوگوں سے مخفی ہو۔

ہر شخص کسی خصلت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کی چادر پہنا دیتا ہے۔ (یعنی ظاہر کر دیتا ہے)

اِنَّہٗوَ صَخْبِیْنِ عَلٰی کُلِّ صَخْبٍ "فرمایا کہ میری محبت کو ترجیح دینا اور ہر محبوب یعنی جان و مال اور اولاد پر مقدم

اس وقت آپ کے حکم کی تعمیل کرے گا" اس کا دل آپ کے ذکر میں اور زبان آپ پر ورد و سلام بھیجتے ہیں مصروف نہ کی اور آپ کی محبت کے آثار اس پر ظاہر ہوں گے۔

”وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْغَيْبِ“ اور دل کا میری یاد اور میری بارگاہ کی حاضری میں مشغول ہونا۔

”يَعْلَمُ الْغَيْبُ“ بعدیت سے مراد جمعیت ہے، یعنی حضور ﷺ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے تابع ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی محبت اصل ہے اور اس کے محبوب بندوں، انبیاء، اولیاء اور قرشتوں کا ذکر اور محبت تابع ہے، کیونکہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کی تعمیل ہے۔

”وَفِي آخِرِهِ غُلَامٌ أَهْلًا بِغَيْبِي“ ایک روایت میں ہے کہ ان کی علامت ہمیشہ میرا ذکر کرنا اور اسے لازم پکڑنا ہے اس ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے یا لسانی یا دونوں۔

”وَالْإِسْلَامُ مِنَ الشُّلُوبِ غُلَامِي“ محبت کی زیادتی کی دلیل صرف درود شریف پڑھنا نہیں، بلکہ کثرت سے درود شریف پڑھنا ہے، ہمیشہ اور کثرت سے درود پڑھنا نبی اکرم ﷺ کی محبت کی علامت اس لئے ہے کہ جسے کسی سے محبت ہو اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے، اسے اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے قرب کا حصول ہر ماسوا سے غافل کر دیتا ہے اور تمام توجہات کا مرکز وہی بن جاتا ہے۔

وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَوِيِّ فِي الْإِيمَانِ

اور رسول ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون ہے جو آپ پر ایمان لائے

بِكَ فَقَالَ آمَنْ بِي وَلَمْ يَرْنِي فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ بِي عَلَى شَوْقِي مِنْهُ

میں قوی ہے؟ فرمایا: جو مجھ پر دیکھے بغیر ایمان لایا۔ بے شک وہ اپنے شوق اور میری محبت میں سچا

وَصِدْقِي فِي مَحَبَّتِي وَعَلَامَةُ ذَلِكَ مِنْهُ أَنَّهُ يَوَدُّ رُؤْيِي بِجَمِيعِ

کے ساتھ ایمان لایا اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ میری زیارت کی آرزو رکھتا ہے، چاہے سب

مَا يَمْلِكُ ۝ وَفِي آخِرِهِ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا ذَلِكَ الْمُؤْمِنُ بِي

قربانی کیوں نہ کرنا پڑے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ چاہے تمام زمین کا سونا خرچ کرنا پڑے۔ وہ مجھ پر

حَقَّوَالْمُخْلِصُ فِي مَحَبَّتِي صِدْقًا ۝ وَقِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

پختہ ایمان رکھتا اور سچ میری محبت میں محض ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ

کہ آپ کی بارگاہ سے جو غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے، ان کے

غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بِعَدْلِكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَعُ

دروہ شریف کے متعلق فرمائیے، آپ کے نزدیک ان کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں اپنی
صَلٰوةٓ اٰهْلِ مَحَبَّتِيْ وَ اَعْرِفُوْهُمْ وَ تَعْرِضْ صَلٰوةً غَيْرِهِمْ عَرَضًا
 محبت والوں کا درودوستا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ اَمِنْ الْقَوِيِّ فِي الْاِيْمَانِ بَلَّ: آپ پر ایمان لانے میں قوی کون ہے؟ یہ سوال اس لئے ہے کہ مومن ایمان کے قوی اور
 ضعیف ہونے میں مختلف ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں ہے، 'مسلم شریف میں ہے کہ مومن قوی بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کے
 نزدیک مومن ضعیف سے زیادہ محبوب ہے۔'

ایمان کے اعتبار سے کون افضل ہے؟

"فَقَالَ مَنْ اَمِنَ بِيْ وَ اَلَمْ يَزَلْ يَنْتَهِ" فرمایا کہ جو مجھ پر دیکھے بغیر ایمان الایہ ابو داؤد حلیٰ کسی مسند میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت
 عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ میں ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: کوئی مخلوق
 ایمان کے لحاظ سے افضل ہے؟ ہم نے عرض کیا فرمائیے، آپ نے فرمایا: یہ بات ان کے لئے حق ہے، لیکن میری مراد کچھ اور ہے،
 ہم نے عرض کیا انبیاء، فرمایا: یہ بات ان کے لئے حق ہے، لیکن میری مراد کچھ اور لوگ ہیں۔ مخلوق سے ایمان کے اعتبار سے
 افضل وہ لوگ ہیں جو ابھی کلمہ کی پشتوں میں ہیں، وہ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لائیں گے، وہ ہیں جو مخلوق سے ایمان کے اعتبار
 سے افضل ہیں۔

زبان نبوت سے آخری زمانہ میں آنے والے لوگوں کی تعریف

امام احمد، دارمی اور طبرانی سند حسن سے راوی ہیں کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو تمہارے بعد ہوں گے، وہ مجھ پر ایمان لائیں
 گے، حالانکہ انہوں نے میری زیارت نہیں کی ہوگی۔ ایک اور روایت میں ہے، کیا ہم سے کوئی بہتر ہے؟ فرمایا: وہ ایسے لوگ ہوں
 گے جو تمہارے بعد آئیں گے۔ قرآن پاک کو دو تختیں (جلد) کے درمیان پائیں گے، وہ اس کے ارشادات اور مجھ پر ایمان لائیں
 گے، حالانکہ انہوں نے میری زیارت نہیں کی ہوگی، جو احکام میں لایا ہوں ان کی تصدیق کریں گے، اور ان پر عمل کریں گے۔ وہ
 آتے بہتر ہوں گے۔ ابو عمرو نے کہا: اس کے تمام راوی معتبر اور مستند ہیں۔ (ابو جزئی فضیلت ہے، درود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 روایت کرنے والے صحابہ کے مقام کو کوئی امتی نہیں پہنچ سکتا، شریف ۱۱۳) امام احمد، سند حسن سے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی
 حدیث روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے میرے ساتھ شدید محبت رکھنے والے میرے بعد وہ لوگ ہوں گے جو میری
 زیارت کی آرزو رکھیں گے، چاہے انہیں اپنے اہل و مال سے دست بردار ہونا پڑے۔ امام مسلم اور جاکم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے راوی ہیں کہ میری امت میں سے میری شدید محبت رکھنے والے وہ لوگ ہوں گے کہ وہ میری زیارت کی آرزو رکھیں

کے "اگرچہ اہل دہلی کے عوض، جو"

شوق کا معنی

"فَاتَانَةُ مُؤْمِنٍ بِهٖ غُلَى شَوْقٍ" شوق یہ ہے کہ فراق کی حالت میں محب کا دل محبوب کی ملاقات کی طرف کھینچے۔ یہ بہترین احوال اور بلند مقامات سے ہے۔ بعض نے فرمایا: شوق یہ ہے کہ غلبہ محبت کی تیز ہوائیں چلیں اور تمام تر شدت کے ساتھ محب کو محبوب کے ساتھ ملانا چاہیں۔ لہذا شوق محبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ جب محبت راسخ ہو جائے تو وہ شوق ہے، پھر محب ہمیشہ مشتاق رہتا ہے، محبت نگہ ہوگی تو شوق لازماً ہوگا، اسی لئے محبت کی سچائی کا عطف بطور تفسیر شوق پر ڈالا گیا ہے۔

شوق محبت کا ایک وصف زائد ہے جس پر عمل کرنا محبت خالصہ پر عمل کرنا ہے، یہی شوق ہے اور یہی اشتیاق ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جس وقت محب کو محبوب سے روک دیا جائے اس وقت محبت کی شدت کو شوق کہتے ہیں اور محبوب کے وصال کے وقت جدائی کے خوف کے پیش نظر غلبہ محبت کو اشتیاق کہتے ہیں، شوق ملاقات اور دیکھ لینے سے سکون پذیر ہو جاتا ہے، لیکن اشتیاق وصال کے باوجود شتم نہیں ہوتا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اشتیاق شوق سے اعلیٰ ہے، کیونکہ وہ محبوب کی ملاقات کے باوجود ماند نہیں پڑتا۔ حضرت شیخ ابوالعباس مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، شوق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جو اس وقت تک ماند نہیں پڑتا جب تک محبوب کی ملاقات نہ ہو۔ یہ نفوس کا شوق ہے۔ (۲) ارواح کا شوق جو حاضری اور دیدار کے باوجود برقرار رہتا ہے (۳) ان کی عبارت شتم) غالباً انہوں نے شوق (روح) اسی کا نام رکھا ہے جسے دوسروں نے اشتیاق کا نام دیا ہے۔ یوں محب کی توجہ ہمیشہ محبوب کی شان کی طرف مبذول رہتی ہے۔ جیسے کہ اس کی طرف شیخ ابن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَمَا يَنْفَنُ شَوْقِي وَاشْتِيَاقِي فَيَنْفَنُ فِي تَوَلٍّ بِخَطَرٍ أَوْ تَجَلٍّ بِخَطَرٍ

میں شوق و اشتیاق کے درمیان فنا ہو گیا یا تو روکے جانے کا ڈر ہے یا حاضری کی جلوہ ریزی ہے۔

سچی محبت کی علامت

"وَصِدْقِي فِي مَخْبِيئِي" یہی اکرم رحمۃ اللہ علیہ کی سچی محبت یہ ہے کہ محب آپ کو ہر چیز پر ترجیح دے، یہاں تک کہ اپنی جان پر، آپ کی سنت اور آپ کے لائے ہوئے احکام پر عمل چرایا اور اپنی خواہش پر ترجیح دے، آپ کی ہدایت پر کاربند، آپ کے جواب، اخلاق اور شائستگی کے ساتھ متعطف ہو، آپ کے حالات کا پورے خلوص کے ساتھ متلاشی ہو، نیت، ارادہ، علم اور عمل سب صحیح ہوں۔

"وَعَلَاؤُهُ ذَالِيفٌ جَنَّةٌ" مطلب یہ ہے کہ جب بندہ یہ علامت اپنے اندر پائے تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر خاص کرم ہے اور میرا فضل اس کی بارگاہ میں مقبول ہے، لہذا اس کے ہدایت اور بھلائی عطا فرمانے پر چہرہ شکر بجالائے۔

"لَا تَزِدْهُ زُيُفًا يَجْمَعُ فَيَنْفَنُ" یہی جمعیت میں باہم عوض کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ کچھ میری زیارت کی آرزو رکھتا

ہے، اگرچہ اس کی تمام ملکیت کے عوض۔

”وَفِي أُخْرَىٰ جِلْدٌ الْأَخْرَىٰ ذَهَبًا“ جلد کا پہلے حرف کے سرو کے ساتھ یعنی اتھا سونا جو تمام زمین کو بھر دے۔
 ”ذَلِكَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مَوَاقِدُ الْمَوْتِ“ ملاقاں کے ساتھ متصف شخص مجھ پر یافتہ ایمان لائے والا ہے وہ کسی شک و شبہ میں مبتلا نہیں، اس کا یقین قوی اور اسے مشاہدہ حاصل ہے۔

صدق اخلاص کا مطلب

”وَالْمُخْلِصُ فِي مَخْبِتَيْنِ صِدْقًا“ صدق اخلاص مطلق اخلاص سے خاص ہے اور ~~مخلص~~ صوفیوں کا مفہوم ہے جو اخلاص کو صحیح بناتا ہے، یہ مقررین کا اخلاص ہے کیونکہ اعمال میں ہر بندہ کا اخلاص اس کے رتبہ و مقام کے مطابق ہے۔ عوام اور نیکیوں کا اخلاص یہ ہے کہ اعمال صالحہ میں مخلوق ان کے پیش نظر میں ہوتی۔ لیکن ان کے نفوس ان کی نظر میں ہوتے ہیں اور وہ عمل کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں اگرچہ اس کے سوا ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔ مقررین اس مقام سے گزر چکے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے عمل اور اخلاص میں اپنی ذات کو بھی سامنے نہیں رکھتے، ان کے پیش نظر حرکت و سکون کے علاوہ کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے، اپنی ذات کا اس میں کچھ دخل نہیں جانتے، چاہے وہ دنیاوی یا دُنیوی نفسانی فائدہ کے لئے کوئی کام کریں۔
 ”وَأَوَّاهٌ صَلَوةُ الْمُطَهَّرِينَ عَلَيْكَ بِشَأْنِ غَابِ غُفْلِكَ“ ان لوگوں کے متعلق خبر دیجئے جو آپ پر درود شریف بھیجتے ہیں اور آپ سے غائب ہیں، یعنی آپ کی حیات مبارکہ میں ”وَمَنْ بَاتَيْنِ بِغُفْلِكَ“ اور ان لوگوں کے متعلق جو آپ کے بعد ہوں گے یعنی آپ کے وصال کے بعد۔

اہل محبت کا درود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ سنتے ہیں

”فَقَالَ أَسْمَعُ صَلَوةَ أَهْلِ مَخْبِتَيْنِ“ فرمایا کہ میں اپنی محبت والوں کا درود شریف بلا واسطہ سنتا ہوں، جو میری محبت، شوق اور تعظیم کی بنا پر مجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ آپ کا محبوب روضہ مبارکہ کے قریب درود شریف پڑھے یا دور (دہر صورت آپ بلا واسطہ سنتے ہیں) لے ذِ اَعْرَافِهِمْ اور میں انہیں پہچانتا ہوں، کیونکہ ان کی روحوں کو آپ کی روح مبارک سے الفت اور محبت کے واسطہ سے معرفت حاصل ہے۔ روصیں مجتمع ہوتی ہیں جن میں (عالم ارواح میں) تعارف ہوتا ہے، وہ ایک سری سے الفت رکھتی ہیں اور جو ناشائسا ہوتی ہیں مختلف ہوتی ہیں، دو سری وجہ یہ ہے کہ وہ بار بار اور بکثرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت سے درود بھیجتے ہیں۔

۱۔ ابن قیم نے امام طبرانی کے حوالہ سے ایک روایت بیان کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: لَيْسَ مِنْ غُفْلِكَ

تُصَلِّيَنَّ عَلَيْكَ الْإِسْلَامُ حَيْثُ كَانَ (جلاء الافہام ص ۶۳) جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے مجھے اس

کی آواز پہنچتی ہے، وہ جہاں بھی ہو ۲۔ شرف قادری

فرشتے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں درود پہنچاتے ہیں

”وَنَعُوْذُ بِكَ عَلٰی صَلَافَةِ غَيْرِهِمْ عَزَّ وَجَلَّ“ اہل محبت کے علاوہ درود بھیجتے والوں کا درود شریف فرشتوں کے واسطے سے پیش کیا جاتا ہے، اس سے مراد وہ سننا نہیں جو محب کی خصوصیت ہے۔ اس حدیث میں اہل محبت کی بہت بڑی خصوصیت اور شرافت ہے (کہ اس کا درود آپ جنس نفیس سماعت فرماتے ہیں، امت کا درود نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، آپ اسے سماعت فرماتے ہیں اور فرشتوں کے واسطے سے پہنچایا جاتا ہے، اس سلسلہ میں اتنی حدیثیں ہیں کہ ان کا بیان طویل ہو جائے گا۔

سُورۃ سلیمہ وغیرہ میں یہ فصل نہیں ختم ہو جاتی ہے، بعض نسخوں میں یہ اضافہ بھی ہے

صَلِّی اللہُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَ اٰمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَسَلَّمَ فَسَلِّیْنَا وَ اَنْحَنُّدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

خاصیت: جو کوئی اس کو ہزار بار پڑھے گا صاحبِ قیوم ہو گا۔ جو ہر نماز کے بعد روز سو بار پڑھ لیا کرے گا صاحبِ کشف ہو گا اور جو کوئی چالیس دن تک تین ہزار ایک سو پچیس (3125) بار روزانہ اس نام کو لکھ کر بھر جہنم کی آگ میں گولیاں باندھ کر دریا میں ڈالے گا متعصم پائے گا جو کوئی تین یا سات کا چلہ کر کے عشاء کی نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْمَلَائِكَةِ چار لاکھ بار پڑھے گا جو سخت مہم رکھتا ہو گا تو بھی پورا ہو گا جو چالیس (40) یا اکئیں (21) دن میں سو لاکھ ثلاث یا مربع نقش لکھ کر آٹے میں گولیاں باندھ کر دریا میں ڈالے گا تاکہ پھیلیں کھالیں حالتِ پوری ہوگی اگر آپ کی نفع کو اَللّٰهُ کا مربع نقش پڑ کر لے، صحت ہوگی۔ جو ایک وقت مقرر کر کے بِاَ اللّٰهِ يَا ذَا حُضْنٍ يَا زَجَنِمٍ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۵۰ پانچ سو (500) بار پڑھ لیا کرے گا اس پر دو روزی کشادہ ہو گا اور دعا مستجاب ہوگی جو بِاَ اللّٰهِ يَا مُطَيَّبٌ يَا فَتَّاحٌ يَا بَاهِطٌ يَا زَوَّافٌ يَا غَنِيٌّ يَا غَنِیُّنَ یا مُنْعِمٌ تَعْبِدُ کی نماز کے بعد پانچ سو (500) دفعہ تین تین دفعہ اول و آخر درود شریف کے ساتھ دعاوست کرے یا چلہ بھر چڑھے کشائشِ رزق میں بہت فائدہ پائے گا جو ذکرِ قاس افلاس کرے گا یعنی ہر سانس پر جو اُدر جاتا ہے اَللّٰهُ اور جو باہر نکلتے ہیں اس کے ختم پر قلب سے جاری رکھے یہ افضل الاعمال ہے جو مع اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف کے صحیح و تمام تین سو بار بِاَ اللّٰهِ پڑھا کرے خدا نے تعالیٰ کا ذوق و شوق روزی ہو گا جو کسی حاجت براری کو جہد یا نو چندی جمعرات کو یا جماعت عصر کی نماز پڑھ کر ایک گوشہ میں مغرب تک یا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَائِرِ الْمَلَائِكَةِ پڑھے گا اسی طرح تین جہد پورے کرتے متعصم پائے گا۔

دیرینی رحمتہ اللہ علیہ اپنے بحکامات میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض خواص اسم اللہ سے یہ ہے کہ واسطے شفا کے جملہ امراض کے ہے کہ اگر اس کو موافق اس کے عدد کے 66 مرتبہ لکھیں اور اس کو دھو کر مریض کو پلا دیں تو وہ شفا پائے گا۔ باری تعالیٰ اور برائے جملہ گزندہ رسیدہ اور آفتاب زدہ کے بھی یہی اسم لکھ کر اور دھو کر پلاویں اور اگر واسطے جس اور بازاشت جن کے ارادہ کریں تو اس اسم کے حروف کو جن زدہ کے انگشتان دست پر لکھ دیں تو وہ مجسم ہو جائے گا یعنی وہ شخص جن سے محفوظ اور جس سے باز رہے گا اور اگر ارادہ حرق جن کا کریں یعنی اس کے جلانے کا ارادہ رکھتے ہوں تو حروف اسم اللہ کو ایک نیلے کپڑے میں لکھیں اور ایک سرے سے اس کو جلا دیں اور جن زدہ کو سو گھٹا دیں اس صورت میں اگر ارادہ اس کے مار ڈالنے کا یا جلا دینے کا رکھتے ہوں یا اس کو گویا کرنا چاہتے ہوں تو یہ سب باتیں اس سے حاصل ہوں گی۔

اور بعض علماء ملت نے ذکر کیا ہے کہ جو کوئی اسم اللہ کو کسی طرف میں بلا تعداد جس قدر اس طرف میں غلبہ ہو سکے
 کر اور دھوکہ اس کا پانی مصروع پینی آجیب زور سے چھڑک دے تو شیطان اس کا بخل چاہے نہ

اور بونی نے کہا کہ میں نے بھی یہ عمل ایک شخص کو بتایا کہ اس کا لڑکا تیس برس سے مصلوب یعنی آسیب زدہ تھا اور اس امر نے اس کو دراندہ اور عاجز کر دیا تھا چنانچہ وہ شخص تین روز اس عمل پر آمادہ رہا اور آرام ہو گیا اور جو شخص صحت عدا کی وجہ سے اس کو پڑھے گا اور شک بالکل نہ کرے گا تو وہ صدقوں میں ہو گا۔ جو ہر نماز کے بعد سات بار **يَا رَحْمَنُ** پڑھتا رہے گا اس کا ایمان سلب نہ ہو گا اور شر شیطان سے محفوظ رہے گا۔

يَا رَحْمَنُ

ترجمہ: اے بہت بخشنے والے دنیا اور آخرت میں

خاصیت: جو کوئی صبح کی نماز کے بعد دو سو اٹھانوے (298) بار پڑھے گا خدا اس پر بہت رحم کرے گا۔ جو ہر نماز کے بعد **الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ** کا سو (100) بار وظیفہ کرے گا اللہ جل جلالہ غفلت اور سیان اور قیامت اسکے دل سے اٹھا دے گا اور نور کی روشنی سے اسے بھر دے گا دشمن سے نجات پائے گا موائہ پڑھے گا کوئی اس کا نقش لکھے تو شب لطف دیکھے گا **يَا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا رَحِيمُهُمَا** اکتالیس (41) اکتالیس (41) بار اکتالیس (41) دن تک پڑھے گا اس کی ضروری حاجت پر آئے گی جو معشوق عاشق سے موافقت نہ کرے اور نہ دیکھ سکے اور منکر و موم آزاد ہو اس عزیمت کو **يَا رَحْمَنُ كُلِّ شَيْءٍ يَا رَحِيمُهُ** کو سفید حریر کے کاغذ پر چار آدمیوں کے نام۔ عاشق اور اس کی ولایت معشوق اور اسکی ولایت سمیت منک اور زعفران سے لکھ کر جس جگہ رہتا ہے اس جگہ دفن کر دے ہو پاک جگہ نہ دفن کرے گا ناپاک جگہ کرے گا خود ہلاک ہو جائے گا پھر جو کچھ عاشق کہے گا وہ سنے گا مجرب ہے۔ اور جو شخص اکتالیس (41) دن تک پیار و حسن کے پرہیز سے یعنی ترک حیوانات جلالی کے ساتھ **يَا رَحْمَنُ الرَّحِيمِينَ** مع اولی و آخریاء و مبارکہ مرتبہ درود شریف کے پانچ سو (500) بار پڑھے گا خدا اسے بہت دوست رکھے گا اور محتاج نہ رہے گا۔ جو کسی حاکم کے سامنے **يَا رَحْمَنُ الدُّنْيَا وَرَحِيمُهُ الْآخِرَةِ بِخَيْرٍ يَا بَدِيءُ** پڑھتا جائے اور دم کرتا جائے وہ حاکم سختی نہ کرے گا۔

يَا رَحِيمُ

ترجمہ: اے بہت مہربان بخشنے والے

خاصیت: جو کوئی ہر روز اس اسم کو پانچ سو (500) بار پڑھے گا دولت پائے گا اور خلق اللہ مہربان اور شفیق ہو گی۔ جو کوئی صبح کی نماز کے بعد سو (100) بار پڑھے تمام خلق اللہ اس پر شفقت اور مہربانی کرے گی۔ جو اور وقت بھی روز سو (100) بار پڑھتا رہے اس کو تمام خلقت عزیز رکھے اور آخرت میں درجہ پائے جو اعدا کے موافق دو سو اٹھادہائی (258) تک کوئی سا نقش پڑ کر کے آسمان میں گولیاں بارود کر پھیلوں کو کھلائے فتح و نصرت پائے جو لوہے کے ٹکیر پر یا **اللَّهُ يَا رَحْمَنُ** جمعہ کے دن منقش

کرے کچھ بھی سمجھ نہ پائے اور ہمیشہ مظہر و منصور رہے۔ ۵۵۵ بار پڑھنے والا صبح کی نماز ہر حاجت سے غنی رہا کرتا ہے۔

يَا مَلِكُ

ترجمہ: اے بادشاہ ظاہر و باطن

خاصیت: جو کوئی شخص اَلْقُدُّوْسِ سمیت اس اسم کو اپنے وظیفہ میں رکھے جو مال و ملک والا ہو اللہ اس کے مال و ملک کو قائم و دائم رکھے گا جو ملک نہ رکھتا ہو تو اس کا نفس اس کی اطاعت میں رہے گا اور خلق میں محترم رہے گا۔ حضرت شاہ عہد الرحمن نے اپنے تجربہ سے لکھا ہے کہ نوے (90) بار یہ کوئی روز اس کو پڑھے گا تو مگر ہو گا۔ جو نوے (90) دن تک روز نوے (90) نقش بھرتا رہے ہرگز خالی نہ رہے جو سورج نکلنے کے وقت تین ہزار (3000) بار پڑھے گا جو مراد مانگے گا حاصل ہوگی۔

يَا قُدُّوسُ

ترجمہ: اے بہت پاک!

خاصیت: جو کوئی ہزار بار اس اسم کو پڑھے گا سب سے بے پرواہ ہو گا جو جمعہ کی نماز کے بعد اسمِ مُبْتَلٰی سمیت اس کو روٹی کے ٹکڑے پر لکھ کر کھاتا رہے قرشتہ صفت ہو جو دشمن سے بچنے کو بھاگے وقت جس قدر ہو سکے پڑھے محفوظ رہے جو سفر میں اس کی عداوت کرے کبھی نہ ٹھکے جو کوئی ہر روز زوال کے نزدیک سو (100) بار پڑھا کرے اس کا دل صاف ہو جو تین سو انیس (319) بار شیرینی پر پڑھ کر دشمن کو کھلا دے دشمن مر جائے جو کوئی سانس نقش اس کا ایک سو ستر (170) مرتبہ روز ہیشہ یا ایک سو ستر (170) دن تک لکھ کر روز گویوں میں مچھلیوں کو کھلایا کرے کسی کا محتاج نہ رہے۔

يَا سَلَامُ

ترجمہ: اے سلامت رکھنے والے!

خاصیت: جو ہمیشہ صبح کی نماز کے بعد ہزار (1000) بار اس اسم کو پڑھے گا علم زیادہ ہو گا جو ایک سو اکتیس (131) بار یا ایک سو اکتیس (161) بار پڑھ کر بیمار پر دم کرے گا بیمار صحت پائے گا جو اس کا وظیفہ رکھے یا پاس رکھے دشمن سے نڈر رہے گا۔ جو ایک سو گیارہ (11) بار پڑھ کر دم کرے بیمار شفا یاب ہووے گا اور خوف سے بچے گا جو ایک سو اکتیس (131) نقش ایک سو اکتیس (131) دن تک بھرے گا ہر حاجت، سلامت پائے گا جو چھ سو نوے بار شیرینی پر پڑھ کر دشمن کو کھلا دے دشمن مر جائے۔

يَا مُؤْمِنُ

ترجمہ: اے امن دینے والے!

خاصیت: جو کوئی صاحب ہر روز تین بار پڑھے گا خوف سے نڈر رہے گا اور جو پڑھے گا اور اپنے ساتھ رکھے گا خدا اس کو مع اس کے تمام مال کے شرعیات سے امن میں رکھے گا کہ کوئی اس پر قدرت نہ پائے ہر آنیہ ظاہر و باطن اللہ کی امان میں رہے جو کوئی بہت اس کا ورد کرے خلقت اس کی مطیع و معتقد ہو ایمان کے قیام کو یہ بزرگ عمل ہے جو ایک سو پندرہ (115) بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے گا تندرستی پائے گا۔

يَا مُهَيِّمُ

ترجمہ: اے ٹھکانا!

خاصیت: جو کوئی اسے اتنیس (29) بار پڑھے گا غم نہ پائے گا جو ہمیشہ پڑھتا رہے تمام بلاؤں سے محفوظ رہے گا جو کوئی غسل کر کے اس اسم کو ایک سو پندرہ (115) بار یا ایک سو (100) بار پڑھے گا باطن اور غیبوں سے واقف اور پر نور ہو جائے گا اور ہشتیوں کی جماعت میں شمار ہو گا جو مبلغ یا ثلث ایک سو ستائیس (145) دن تک اس اسم کے اعداد کے موافق کھائے یا پڑھے مستحکم رہے گا۔

يَا عَزِيزُ

ترجمہ: اے غالب اور بے مانند!

خاصیت: اگر آخر شب میں خلقت جمع ہو کر دو ہزار (2000, 2000) بار پڑھے پانی پر سے گزے گا جو کوئی پڑھے معزز ہو گا اور دشمن پر غالب ہو گا جو یا عزیز بنے کئی عزیز بنے یا عزیز بنے کے تمام خلق میں عزیز ہو گا جو چلہ بھر فجر کی نماز کے بعد آتالیس (45) روز یا فجر کے فرض اور سنت کے بیچ میں پڑھے دنیا اور عقبی میں کسی کا محتاج نہ ہو گا اس اسم میں عجیب و غریب خواص ہیں جو چارونوے (94) دن تک چارونوے (94) مرتبہ روز پڑھ لیا کرے معزز و کامران رہے جو چار سو گیارہ (411) دن تک مع اول و آخر دو سو (200, 200) بار درود کے پڑھے اس کے سب کام بر آویں جو آتالیس (45) بار صبح کو روز حاکم کے پاس جانے کے وقت یا عزیز پڑھ لیا کرے حاکم مہیاں رہے جو چاندی کی انگوٹھی میں چاندی کے گھینہ پر شرف قمر کے وقت جو ہر مہینے دو تارے اور یہ نجومیوں کو معلوم ہوتا ہے مبلغ نقص ایل کند و کر کر مضر معطر کر کے احتیاط سے رکھ لے عدالت میں حاکم کے حضور جانے وقت دعا پڑھنی چھٹی میں پہن کر جاوے مستحکم رہے گا جو بعد عشاء دو ہزار (2000) نہ ہو سکے تو دو سو (200) بار یا عزیز یا عزیز بنے کئی عزیز بنے یا عزیز پڑھ لیا کرے خدا اس کی طرف رجوع کرے گا۔

يَا جَبَّارُ

اے پورا کرنے والے نقصان کے!

خاصیت: جو کوئی صاحب مبعات عشر کے بعد ایکس (21) بار یہ اسم پڑھتا رہے، ظالموں کے شر سے بچے جو کوئی اس کی مدد و مست کرے نصرت اور مدد کوئی خلق سے نڈر ہو۔ اور دولت مند ہو جو انکو غمی پر نقش کرا کر پیسے خلق کے دل میں اس کی دولت اور شکست پیدا ہو گی، جو دو سو چھ (206) نقش دو سو چھ (206) دن تک لکھے سلطنت پائے گا۔

يَا مُشْكِرُ

ترجمہ: اے بزرگ و بے مانند!

خاصیت: جو کوئی اپنے حلال بستہ میں داخل ہونے سے پہلے دس بار پڑھے، اللہ جل شانہ اسے پرہیزگار اور نیک فرزند عطا کرے گا۔ جو ہر کام کے ابتدا میں بست پڑھے گا اس کا کام نہ رکے، جو ایکس (21) بار پڑھے خواب میں نہ ڈرے، جو چھ سو بائیس (662) دن تک چھ سو بائیس (662) روز نقش بھرتے پڑھے صاحب صولت اور سیاست ہو گا۔

يَا خَالِقُ

ترجمہ: اے سب چیز کے پیدا کرنے والے!

خاصیت: حضرت شاہ عبدالرحمن نے لکھا ہے کہ جو کوئی رات کو بہت الخائف پڑھے گا، بخشا جائے گا۔ اور اس کا دل اور منہ روشن ہو گا اور تمام کاموں پر قادر ہو گا، جو کوئی اس کی مواعظت کرے گا حق تعالیٰ اسکے لئے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے تو وہ قیامت تک اس بندہ کے لئے عبادت کرے اور اس کا دل اور منہ روشن کر دے، جو کوئی لڑائی میں تین سو (300) بار پڑھے دشمن اس کا مغلوب ہو گا۔

يَا بَارِيَّ

ترجمہ: اے خلق کے پیدا کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی ہفتہ میں اسے سو (100) بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کو قبر میں نہ چھوڑے گا اور ریاض فردوس کی طرف لے جائے گا، جو جمعہ کے دن دس بار درود کرے گا خدا اس کو فرزند عطا فرمائے گا، اگر طیب اس کی مواعظت کرے گا اس کے اچھے میں شفا ہو گی۔

خاصیت: جو یا تھو غمِ رست سات روز روزہ رکھے اور افطار کے وقت انیس (21) بار اَلْفُضُوذ پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی کرے، حق تعالیٰ اس کو تیک اور شریف فرزند عطا کرے گا۔ جو اس کے پڑھنے کی کثرت کرے اس کے تمام مشکل کام آسان ہوں گے جو اسے پانی پر پڑھ کر دم کرے اور پی لے اعلیٰ مرتبہ پائے گا۔

يَا عَفَّارُ

خاصیت: جو کوئی یا غُفَّارُ اغْفِرَ لَیْ ذُنُوبَیْ سُو (100) بار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور آخرت میں فرما دے گا: اَلْحَمْدُ لَکَ اَمِیْرُ دَارِ مَکْرُوْرَیْنِ 'گیا جو یا غُفَّارُ کی دعا امت کرے گا اس کے تمام گناہ عفو ہوں گے اور اس کے نفس کی خواہشات بد دور ہوں گی' جو اسے بڑھا کرے گا ایمان کامل پائے گا۔

يَا قَتَارُ

خاصیت: جو کوئی اسے بہت پڑھے گا اللہ جل جلالہ دنیا کی محبت اسکے دل سے دور کرے گا تاکہ وہ اس کی رسوائی سے بچے اور اس کا خاتمہ باخیر ہو اور خدا کا شوق اور محبت اس کے دل میں جگہ پاوے، جو کسی مشکل کے واسطے سو (100) بار پڑھے مشکل حل ہو، جو سو (100) بار فرض و سنت کے درمیان دشمن کی مسموری کی نیت سے پڑھے گا دشمن مغلوب ہو گا۔

يَا وَهَّابُ

خاصیت: جو کوئی فقر و فاقہ سے رنجیدہ ہو کر اس کی مداومت کرے خدا کے برحق اس کو ایسی راحت دے گا کہ حیرت میں رہ جائے گا جو چاشت کی نماز کے بعد سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدے میں سر رکھ کر سات بار اَللّٰهُمَّ پڑھے گا خلقت سے ہے پر وہ ہو گا۔ جو اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہی اسی نیک پھل پائے گا۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اس کو اپنا تجربہ عمل فرماتے ہیں کہ جو کوئی رزق کی فراخی کو چاشت کے وقت چار رکعت پڑھے پھر سلام کے بعد سجدے میں جا کر اَللّٰهُمَّ ایک سو بار (104) بار جو فرصت نہ ہو تو چھپاس (50) بار پڑھے، نہ تنگ ہو جو کسی حاجت کو آدھی رات کے وقت گھر یا مسجد کے صحن میں

تین بار سجدہ کر کے ہاتھ اٹھا کر سو (100) بار پڑھے، تین یا سات رات برابر اس کی حاجت روزانی ہو۔ جو بعد عشا ساڑھے گیارہ سو (1150) بار پڑھے، مقروض نہ رہے۔ جو سات یا دس روز پڑھے گا مستجاب الدعوات ہو گا، جو بعد عشاء کے چودہ سو (1400) چودہ سو (1400) بار پڑھے گا فراخ روزی ہو گا اور بعد عشاء کے کسی کام یا جمعیت خاطر کو گیارہ ہزار یا تین ہزار یا تین سو یا ایک سو گیارہ بار پڑھا کرے ہر حاجت کی تکمیل کے لئے جو اسکو عشا کے بعد چار رکعت کے بعد کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی گیارہ یا پندرہ بار اور سورۃ اخلاص پچیس (25) بار بعد سلام یا قنابل ایک ہزار اکتالیس (1041) بار پڑھے مجرب ہے، خاص کر اللہ ماری کے لئے۔

يَا رَزَاقُ

ترجمہ: اے کل مخلوق کے رب روزی دینے والے!

خاصیت: جو کوئی صبح صادق کے بعد نماز سے پہلے گھر کے چاروں کونوں میں دس دس (10, 10) بار یا دو دو سو (200, 200) بار اس کو پڑھا کرے تو اس گھر میں رنج اور مفلسی نہ ہو گی، لیکن دانے کوٹنے سے شروع کرے اور منہ قبلہ کی طرف سے نہ پھیرے، جو ایک سو (100) دفعہ روز پڑھ لیا کرے گا محتاج نہ رہے گا، جو فجر کے قرض و سنت کے درمیان اکتالیس (41) دن تک ساڑھے پانچ سو (550) بار روز پڑھے گا دولت مند ہو گا، مگر بلا ناہ فجر کی نماز کے ساتھ وقت سے پڑھ کر پڑھے، ورنہ پھر شروع سے پڑھنا پڑے گا اور اس کے اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لیا کرے، جو عشاء کی نماز کے بعد ننگا سر کر کے یا رزاقی نوروزی غنۃ نشاء یا رزاق گیارہ گیارہ (11, 11) بار اول و آخر درود شریف کے ساتھ اکتالیس (41) بار روز پڑھا کرے گا فتوح رزق پائے گا، جو اے رب پڑھے فراخ روزی ہو گا، جو کوئی اس کو پانچ سو پینتالیس (547) بار روز پڑھے گا، رزق اس بندہ کا عشاء ہو اور کوئی دشواری اور درمندی نہ آئے گی اور جو ہزار (1000) بار روز تہائی میں پڑھا کرے تو خضر علیہ السلام سے ملاقات حاصل ہو گی، مگر اکل حلال شرط ہے۔

يَا فَتَّاحُ

ترجمہ: اے رب نیک کاموں کے کھولنے والے!

خاصیت: جو کوئی فجر کی نماز کے بعد دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر اس کو ستر (70) بار پڑھے گا اس کے دل سے رنگ جاتا رہے گا اور صفائی ارزانی ہو گی۔ جو کوئی اس کا ورد کرے بالکل کدورت دور ہو جائے اور فتوح کے ابواب اس پر کھل جائیں گے، جو اسے سات بار پڑھے دل کی تڑکی جاتی رہے۔

خاصیت: جو کوئی اسے چالیس (40) دن تک ہر روز چار یا چالیس نوالوں پر لکھ کر کھالیا کرے گا جو ک اور قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا، جو ہر روز تیس (30) بار پڑھا کرے دشمن پر فتح پائے گا۔

يَا عَلِيمُ

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو ہر صبح گاہ اللہ تعالیٰ انکو معرفت دین و دنیا عطا فرمائے گا، جو کوئی نماز کے بعد سو (100) بار یا غلیم الغلب کہے، اللہ تعالیٰ اس کو صاحب کشف بنا دے گا، جو پرشیدہ حال سے آگاہی یعنی استخارہ کرنا چاہے شب جمعہ کو نماز کے بعد سو (100) بار مسجد میں پڑھ کر سو رہے، مغلوبہ حال سے آگاہی پالے گا، جو کچھ نامعلوم امور دریافت کرنا چاہے اول دو رکعت نماز پڑھے پھر ورد شریف پھر منبج خاتک لا علم لنا الا ما علمتنا اذلت الغلبم ستر بار پڑھ کر نا غلیم غلیم یا غلبت انجبنت یا غلبت نبین لین سو سو (100, 100) بار پڑھ کر اپنا مطلب تصور کر کے لیٹ رہے، دو غیر تہ آئے، اٹھ کر کسی مجمع میں جا جائے وہاں لوگوں کی باتوں سے بطریق اشارہ مطلب معلوم کرے۔

يَا بَايَظْ

خاصیت: دو کوئی حجر کے وقت یا باابطہ بحق یا جہن لیل (10) بار ہاتھ اٹھا کر پڑھے گا اور ہاتھ منہ پر پھیرے گا اسکو کسی سے کچھ ہاتھ کی حاجت نہ پڑے گی۔ جو چالیس (40) بار پڑھے خلق سے بے پروا ہو گا اگر سحر کو بدستور آنکھیں بند کر کے گیارہ بار پڑھ کر ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ منہ میں پھیرے اور پہلے آنکھ کھول کر انیس ہاتھوں کو دیکھے اس دن بھوکا نہ رہے گا محراب ہے مگر ہر (72) بار پڑھ کر یہ بھی کہے اَللّٰهُمَّ رُدِّ شَرِّ رَدِّ وَلَا تَلْغُصْ وَاِنْ تَغْلُظْ اِنْعِمْ اَللّٰهُ لَا تُخْشَعُ وَهَآءِ اَللّٰهُ نَعْفُو رَزَّ جَنَّمَ ذُو کوئی تین رات میں سو لاکھ یا باابطہ ختم کرے اور اول و آخر سو بار درود شریف پڑھے، امید ہے کہ چار نکلے روز دست غیب سے پائے گا پھر سو بار روز پڑھ لیا کرے، دو آگتالیس (41) دن تک گیارہ سو بار اس طرح پڑھا کرے کہ فجر کی نماز کے بعد برہنہ سر کھڑا رو کر قبلہ کی طرف سو بار پڑھ کر پھونکے پھر تیرت یعنی مغربی و جنوبی گوشہ میں، پھر اربعین یعنی مشرقی و جنوبی گوشہ میں پھر مشرق، پھر اربعین یعنی مشرقی و شمالی گوشہ میں، پھر پنج یعنی شمال و غروب میں، پھر ایک سو بار زمین کی طرف، پھر

خاصیت: جو کوئی انجینئر درست اعتدال سے فجر کے فرض و سنت کے درمیان ایک سو ایک (101) بار پڑھے گا حق تعالیٰ نظر عنایت کے ساتھ مخصوص ہو گا جو کوئی ہر روز عصر کے وقت سات بار پڑھ لیا کرے گا ناکملی موت سے امن میں رہے گا۔
جمعہ کے خطبہ سے پہلے سو بار پڑھ لیا کرے گا منظور نظر الہی ہو گا۔

يَا سَمِيعُ

ترجمہ: اے سنے والے!

خاصیت: جو کوئی جمعرات کے دن چاشت کی نماز کے بعد پانچ سو (500) بار انسمیع پڑھے گا اور بموہب ایک قول کے روز سو بار پڑھا کرے گا اور پڑھنے کے وقت کلام نہ کرے اور پڑھ کر دعا مانگے جو مانگے گا پائے گا۔

يَا حَكِيمُ

ترجمہ: اے حکمت والے!

خاصیت: جو کوئی اس کو جمعہ کی شب اور ایک روایت کے مطابق آدھی رات میں اٹا پڑھے کہ بیہوش ہو جاوے حق تعالیٰ اسکے باطن کو خزانہ اسرار بنا دے گا۔ جو پانچوں وقت ہر نماز کے بعد اسی (80) بار پڑھ لیا کرے گا کسی کا محتاج نہ ہو گا۔

يَا عَدْلُ

ترجمہ: اے انصاف کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی العدل ہر شب جمعہ میں روٹی کے بیس (20) تھنوں پر لکھ کر کھائے گا حق تعالیٰ تمام خلق کو اس کے لئے سخر کر دے گا۔ جو کوئی مغرب کی نماز کے بعد ہزار (1000) بار پڑھے گا آسمانی بلاؤں سے نجات پائے گا۔

يَا لَطِيفُ

ترجمہ: اے باریک میں نزدیک و دور کے دیکھنے والے!

خاصیت: جو کوئی فقر و فاقہ میں تنگ ہو یا مسافری میں بے یار و غماز یا بیماری میں گرفتار ہو کہ کوئی اس کی بیمار داری اور مدد گاری نہ کرتا ہو یا بیٹی رکھتا ہو کہ کوئی اس سے نکاح کی درخواست نہیں کرتا، اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے جس واسطے چاہے دل میں نیت کر کے دو گنا کے بعد سو بار پڑھے، اللہ تعالیٰ اسکی مشکل آسان کر دے گا۔ بیٹیوں کے نصیب کھلے اور امراض سے صحت اور مہمات کی کفایت کو ہر روز تحیت والوضو کے بعد سو بار پڑھ لیا کرے، چیراں اخوانیہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہ عمل ہے کہ ہر دینی اور دنیوی مہم کے لئے خالی جگہ پر دعا کی شرائط کے ساتھ سولہ ہزار تین سو اکتالیس (16341) بار پڑھنے اور

بھٹتے ہیں اور پڑھنے والے کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔

يَا خَيْرُ

ترجمہ: اے ہر چیز سے خیر دار!

خاصیت: جو کوئی انیس بار اے خیر کے ساتھ گرفتار ہو الخیر بہت یعنی ہر روز و نصف کر لیا کرے نجات پائے گا۔ استغاثہ کے واسطے۔
 ۱۔ حبیب انصاری پہلے تین سو یا ایک سو ایک یا انیس بار روزانہ تیس دن تک پڑھ لے پھر جب ضرورت پڑے تین سو بار پڑھ کر سو رہے، نیک و بد حال سے اطلاع ہو گی۔

يَا حَلِيمُ

ترجمہ: اے بردباری و نرمی کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی اس کو کھڑ پر لکھ کر پھر اس کو دھو دے اور اپنی کھیتی پر چھڑک دے، ذراعت ہر آفت سے حفاظت میں رہے گی اور کمال کو پہنچے گی اور اس میں برکت ہو گی، جو کوئی ہر روز ظہر کی نماز کے بعد نو دفعہ پڑھا کرے گا تمام خلقت میں سرخرو رہے گا، نہ دشمن یا مدعی یا حاکم کے سامنے ہوتے ہی پانی سے ہاتھ بھگو کر کیا روئے دفعہ یا حلیم پڑھ کر منہ پر مل لیا کرے دشمن سختی نہ کر سکے گا اور حاکم نرمی و مہربانی سے پیش آئے گا اور جو ہر وقت ورد رکھے فتح مند رہے گا، ہر آفت سے بچے گا۔

يَا عَظِيمُ

ترجمہ: اے بزرگ و برتر ذات و صفات میں!

خاصیت: جو کوئی ہر روز اس کی دل یا زبان سے مداومت کرے گا غلط کی نظر میں عزیز و مکرم ہو گا، جو سات دفعہ پانی پر پڑھ کر دم کر کے پانی پیوئے اسکے پیٹ میں درد نہ ہو۔

يَا غَفُورُ

ترجمہ: اے بخشنے والے!

خاصیت: جو تپ اور درد سر وغیرہ کا مریض یا کوئی غمگین اس اسم کو کھڑ پر لکھ کر روٹی پر اسکا نقش جذب کر کے کھالے اور تھلی اس کو شفا اور خلاصی بخشنے گا، جو بہت پڑھے گا اس کے دل سے سیاہی مٹے گی اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی سجدہ کے اور سجدہ میں یا زب ان غفور تین بار کہے گا اللہ جل جلالہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ جس کو درد سر یا کوئی غم یا غم پیش آ جائے تین بار یا غفور کی مقطعات لکھ کر کھالے، شفا پائے گا۔

يَا شَكُورُ

ترجمہ: اے شکر کرنے والوں کے قدر دان!

خاصیت: جو کوئی معاش کی تنگی یا دل یا آنکھ کی تاریکی میں مبتلا ہو اکتالیس (41) بار اس کو پڑھ کر پانی پر دم کرے اور پانی نے اور آنکھ پر ملے شفا پائے گا جو کائنات میں رزق کے لئے پڑھے گا تو نگر ہو جائے گا جو کوئی پانچ ہزار (5000) بار روز پڑھا کرے گا قیامت کے دن بلند مرتبہ ہو گا۔

يَا عَلِيُّ

ترجمہ: اے بلند مرتبے والے!

خاصیت: جو کوئی اس اسم پر مداومت کرے گا یا اپنے پاس رکھے گا اگر خواہ وہ بے قدر ہو گا بزرگ ہو جائے گا اگر فقیر ہو گا تو نگر بنے گا جو مسافرت میں مبتلا ہو گا پھر وطن موقوف میں پہنچے گا جو درم یعنی سو جن پر تین بار پڑھ کر پھونکا کرے گا صحت پائے گا۔

يَا كَبِيرُ

ترجمہ: اے سب سے بزرگ!

خاصیت: جو کوئی اسکو بہت پڑھے گا عالی قدر ہو گا اگر حاکم یا بادشاہ اس اسم کی مداومت کرے اسکا رعب ہو جائے گا مہمان بخوبی سرانجام پائیں گے جو نو دفعہ کسی بیمار پر پڑھ کر دم کرے بیمار تندرست ہو جائے گا اور جو سو بار پڑھے گا علق میں رہے گا۔

يَا حَفِيظُ

ترجمہ: اے کل عالم کو ہر آفت سے نگاہ رکھنے والے!

خاصیت: جو کوئی اس کو لکھ کر دائیں بازو پر باندھے گا ڈوبنے اور جلنے اور دیو اور پری اور بد نظر سے بچے گا جو کسی بیمار پر چالیس (40) ہفتہ تک ستر ستر (70، 70) بار روز پڑھ کر دم کرے تندرست ہو گا جس عورت یا لڑکے یا بھینس یا بھیڑ بکری حیوان کے دودھ کم ہو یا نہ آتا ہو تیسرا نقش دو تین دن لکھ کر پلاوے اور دن میں دو دو تین تین بار پلاوے اور ایک بازو پر لکھ کر باندھے گا بہت دودھ ہو جائے گا جو سولہ بار ہر روز پڑھے ہر طرح بچے رہے جو کسی شہر یا گاؤں میں جا کر غیب سے رزق چاہے مغرب کے بعد یا حَفِيظُ یا حَفِيظُ یا رَقِيبُ یا رَقِيبُ یا اللہ یا اللہ قبلہ کو ہاتھ کر کے پڑھے گا انشاء اللہ تعالیٰ روز

غیب سے حاصل ہوگی (اکتالیس: 41) بار پڑھے

يَا مُقَيِّتُ

ترجمہ: اے روح اور بدن کی قوت دینے والے!

خاصیت: جس کی آنکھ سرخ ہو اور درد کرے دس بار پڑھ کر دم کرے، جو کسی کو غریب دیکھے یا خود اس کو غریبی پیش کرے یا کوئی ناکام یا خوشی کرے یا بہت روئے سات بار غلی آب خوردہ وغیرہ پڑھ کر دم کر کے اس میں پانی ڈالے خود پیوے اور دوسرے کو پینے کو دے، اگر روزہ دار کو بلا کت کا خوف ہو، سو بار پھول پر پڑھ کر سو گتھے قوت پائے گا اور ہر روز روزہ رکھ سکے گا۔

يَا حَسِيبُ

ترجمہ: اے دنیا میں کفایت اور آخرت میں حساب لینے والے!

خاصیت: جو کوئی چور یا حامد یا حساد یا دشمن یا نیشم زخم یا بد نظر سے ڈرتا ہو، ایک جنت تک ہر صبح و شام حَسِيبُ اللّٰہُ الْحَسِيبُ ستر ستر (70, 70) بار پڑھے اور ہنخبہ سے اس کی ابتدا کرے، اللہ تعالیٰ ان کے شر سے حفاظت میں رکھے گا، بنو زید نہ گزرے گا کہ تمام کام کی درستی ہو جائے گی، جو روز اس طرح کرے گا ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔

يَا جَلِيلُ

ترجمہ: اے بزرگ قدرت اور بے پرواہ!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو منگ و رعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے یا دھو کر پیوے تمام خلائق اس کی تعظیم و توقیر کریں، جو دس بار اپنے اسباب پر پڑھے پوری سے محفوظ و سلامت رہے۔

يَا كَرِيمُ

ترجمہ: اے بخش کرنے والے، اے کرم کرنے والے!

خاصیت: اگر اپنے استر میں اس اسم کو بہت پڑھے گا یہی تک کہ سو جائے فرشتے دعا کریں گے اور کہیں گے کہ خدا تجھے دنیا و آخرت میں عزت اور بزرگی عطا فرمائے اور معزز فرمائے۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اس اسم کو بہت پڑھتے تھے، صحیح یہی ہے کہ اسی سبب سے ان کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔

يَا رَقِيبُ

ترجمہ: اے ہر چیز کے نگاہ رکھنے والے، اے بندوں کے حال جاننے والے!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو سات بار یا ستر (70) بار اپنی بیوی اور فرزند اور مالی پر پڑھ کر ان کے گرد دم کرے، دیو پری اور تمام دشمنوں سے بڑھ ہو گا اور رعب اس کا پڑھے گا۔ جو کوئی پھوڑے پھنسی پر تین بار پڑھ کر پھونک دے گا، شفا حاصل ہوگی۔

يَا مُجِيبُ

ترجمہ: اے دعاؤں کے قبول کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو پڑھے اور دعا کرے جلدی قبول ہوگی مشکل آسان ہوگی۔ جو اپنے پاس لکھ کر رکھے گا، خدا تعالیٰ کی امان میں رہے گا، جو کوئی درد سر کے دھبہ کو تین بار پڑھ کر دم کرے گا درد سر دور ہو گا، البتواج الفجیب اجابت کی اکسیر ہے۔

يَا وَاسِعُ

ترجمہ: اے ہر طرح کی وسعت والے!

خاصیت: جس کو بچھو کاٹ لے وہ ستر (70) بار پڑھ کر دم کرے، زہر اثر نہ کرے گا، جو کوئی اس اسم کی تلاوت کرے گا، حق تعالیٰ اسے دولت قناعت سے مالا مال کر دے گا اور مراد کو پہنچے گا، جو کشائش کے واسطے جتنا درد بردھارے، اتنا تو عمر ہو گا۔

يَا حَكِيمُ

ترجمہ: اے استوار کاروانا!

خاصیت: جس کو کوئی ایسا بھم پیش آئے کہ اس سے اس کا کام سرانجام نہ ہو سکتا ہو اس اسم کی مداومت کرے اس کی ہم انجام پائے گی، جو ظہر کی نماز کے بعد نوے (90) بار پڑھ لیا کرے، تمام خلق میں سرخو رہے گا۔

يَا وَدُودُ

ترجمہ: اے بہت دوست رکھنے والے، اے بہت محبوب!

خاصیت: جو مریع نقش بلا دم کو غورت اپنے بازو پر باندھے تو مراد اس کا کابعدار ہو گا، جو مراد اپنے بازو پر باندھے، غورت اس کی فراموشوار ہوگی۔ اگر مریاں بیوی میں ناموافقیت ہو اور دشمنی چلے اس اسم الفوذوذ کو ایک ہزار بار طعام پر پڑھ کر

جس جانب سے نامواقت ہو اسے کھلا دیں، دونوں میں صحت و الشفاء ہو جائے گی۔ جس کا فرزند یا راہ ہو جمعہ کے بعد ایک ہزار ایک بار معطر و لطیف شیرینی پر پڑھ کر دم کرے اور رو متیلہ ہو کر دو رکعت نماز ادا کرے اور دو شیرینی اس کو کھلا دے، انشاء اللہ تعالیٰ صلاحیت پکڑے گا۔ جو کوئی تفسیر کے لئے زکوٰۃ دینی چاہے وتر اور فرض کے بعد میں اول دن سو (100) بار دوسرے دن سو (100) بار اسی طرح گیارہ دن تک ایک ایک تسبیح یا دو دو کا اضافہ کرے گیارہ دن کے بعد آگیاں دن تک گیارہ سو بار روز پڑھ کرے بعد اسکے سو بار روز کا ورد رکھے جس دن کسی کو اپنا مطہج کرنا چاہے پڑھ کر دم کر لے کامیاب ہو گا۔ یعنی ادائے زکات کے بعد مطلب کے لئے صرف سو بار پڑھنا کافی ہے۔

يَا مَجِيْدُ

ترجمہ: اے پروردگار!

خاصیت: جس کو آبلہ یا سوزاک یا جذام یا برص ہو، ایام نبض میں روزے رکھے اور اہتمام کے وقت یہ اسم بہت پڑھے اور پانی پر دم کر کے پیوے شفا پائے گا۔ جس کو اپنے ہم بندوں میں عزت و حرمت نہ ہو، ہر صبح کو غافوں (99) بار پڑھ کر اپنے اوپر چھوٹے عزت و حرمت حاصل ہوگی، جو اس اسم پر مداومت کرے بزرگ و پروردار ہو گا، جو گرمیوں میں اسے پڑھے گا لکھنوی سے مامون رہے گا۔

يَا بَاعِثُ

ترجمہ: اے خواب غفلت اور قیروں سے اٹھانے والے!

خاصیت: جو کوئی صحت بار پڑھ کر اپنے اوپر پھونکے اور مائیم کے دوہرہ جاوے حاکم مریض ہو۔ جو کوئی چاہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے، سوتے وقت بیت پر ہاتھ رکھ کر اس اسم کو ایک سو بار پڑھے، اللہ جل شانہ اس کا مردہ دل زندہ کر دے گا اور دل میں روشنی بخشنے کا ہو اس کا ورد کرے خوف الہی اس پر غلبہ کرے گا۔

يَا شَهِيدُ

ترجمہ: اے ظاہر و باطن کے واقف!

خاصیت: جس کا بیٹا یا فرماں ہو یا بیٹی غیر صالح ہو صبح کے وقت اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے کہیں 100 بار یا شہید کہے، حق تعالیٰ اس کو صالح کر دے گا۔ جو اس اسم پر مواظبت کرے گا گناہوں سے پرہیزگاری نصیب ہوگی۔

يَا حَقُّ

ترجمہ: اے شہنشاہی اور خدائی کے لائق حقدار!

خاصیت: جس کا اسباب جاتا رہا ہو، ایک کلف کے چاروں کونوں پر یہ اسم لکھے اور کلف کے بیچ میں اس گم شدہ اسباب کا ہم لکھے اور آدھی رات کو ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف نظر کر کے اس کا واسطہ دے، گم شدہ اسباب پا جائے گا یا اس سے تھوڑا سا کچھ پا جائے گا۔ اگر قیدی آدھی رات کو سڑک سر کر کے ایک سو آٹھ (108) بار پڑھے گا، قید سے خلاصی پائے گا۔

يَا وَكِيلُ

ترجمہ: اے بندوں کے کارساز!

خاصیت: اگر بھلی یا اٹک یا پانی یا تندہا سے خوف ہو اس اسم کو اپنا ورد کرے ایمان پائے گا۔ اگر خوف کی جگہ بہت پڑے نذر ہو گا، جو کوئی ہر روز عصر کے وقت سات بار پڑھے گا پناہ میں رہے گا، جو اسے بہت پڑھے گا اللہ تعالیٰ بالکل اس کے کاموں کا ذمہ دار ہو گا اور اس کو اس کی خواہشوں پر تھوڑے چھوڑے گا، جو برے کاموں سے بچ سکے دس بار پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور لکھ کر پانی میں پیوے، برے کام سے نجات ہوگی۔

يَا قَوِيُّ

ترجمہ: اے قوت والے!

خاصیت: جس کا دشمن قوی ہو کہ اس کے دفع سے عاجز ہو، تھوڑا فیری آٹالے کر اس کی ایک ہزار ایک سو (1100) پڑے سکے برابر یا کم زیادہ گولیاں بنا کر ایک ایک گولی پر یا قوی کہہ کر دشمن کے دفع کی نیت سے مرغ کے آگے ڈالے، یہاں تک کہ سب اسی طرح ختم کر دے، حق تعالیٰ اس کے دشمن کو مقہور کر دے گا۔ اگر جمعہ کی دوسری ساعت میں بہت پڑھے گا نسیان جاتا رہے گا۔

يَا مُبِينُ

ترجمہ: اے استوار!

خاصیت: جس نے بچہ کا دودھ چھٹایا ہو اور وہ بچہ صبر نہ کر سکے یا دودھ پلانے والی کے دودھ میں نقصان ہو، چاہئے کہ یہ لکھ کر اس بچہ کو پلا دے اور دودھ والی کو بھی پلا دے تاکہ بچہ صبر کرے اور دودھ والی کا دودھ زیادہ ہو، اگر کوئی بھلی اشغال و اعمال میں سے کچھ چاہے اتوار کے دن اول ساعت میں اس نیت سے تین سو ساٹھ (360) بار پڑھے، وہ منصب پائے گا جو بہت

پڑھے گا سخت مشکل آسان ہوگی۔

يَا وَلِيَّ

ترجمہ: اے مددگار مومنوں کے دوست رکھنے والے!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے گا خلق کے دل کی باتوں پر آگاہ رہے گا اور خدا کا ولی ہو گا۔ جس کی کوئی یا لی بی کہ اس کی بہت سے خوش نہ ہو جس وقت اس کے آگے جانا چاہے یا نزدیک ہو اس اسم کو بہت پڑھے 'حق تعالیٰ اس کو عطا حیات دے گا۔

يَا حَمِيْدُ

ترجمہ: اے ہر بات میں قابل تعریف!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے گا پسندیدہ افعال ہو گا جس پر فحش و بد زبانی غالب آئے اور اس سے نہ بچ سکے 'تخمیناً پالہ پر لکھے' بعضوں نے فرمایا ہے 90 بار پالہ پر پڑھے اور ہمیشہ اس پالہ میں یانی پیا کرے 'فحش گوئی سے امان پائے گا۔

يَا مُحْصِي

ترجمہ: اے ہر چیز کے گننے والے!

خاصیت: جو کوئی جمعہ کی شب کو ایک ہزار بار پڑھے 'قبر اور قیامت کے عذاب سے بے خوف رہے۔ جو کوئی دس بار پڑھا کرے اللہ کی حفاظت اور پناہ میں رہے۔

يَا مُبْدِي

ترجمہ: اے پیدا کرنے والے!

خاصیت: جس کی بیوی کو حمل ہو اور اسقاط حمل سے ڈرتا ہو یا دیر تک حمل رہتا ہے 'چاہئے کہ اس کا خاوند سحر کے وقت نوے بار پڑھ کر شہادت کی انگلی بیٹ کے گرد یا حکم پر چمکادے 'حمل ساقط نہ ہو' اور خلاصی پائے گا کچھ ضرر نہ پہنچے جو کوئی اس پر مداومت کرے جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہو بصدق و صواب ہو۔

يَا مُعِيْدُ

ترجمہ: اے دوبارہ پیدا کرنے والے!

خاصیت: یہ اپنے غائب کی خبر چاہے یا اس کا آنا چاہے جس وقت اس کے گھر کے لوگ سوتے ہوں اس اسم کو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر بار پڑھ کر کہے **يَا مُعِينُ** فلاں کو مجھ پر پھیر سات دن نہ گزریں گے کہ غائب آجائے گا اس کی دعا آوے گی اگر کچھ جاتا رہے اس اسم کو بہت پڑھے مل جائے گا۔

يَا مُحْيِي

ترجمہ: اے زندہ کرنے والے!

خاصیت: یہ کوئی درد اور رنج یا کسی عضو کے خالق ہونے سے خائف ہو اسم **يَا مُحْيِي** سات بار پڑھے حق تعالیٰ مظلوم اور نڈر رکھے گا جو ہفت انعام کے درد کے دفع کے واسطے سات روز تک سات سات بار پڑھ کر دم کرے گا شہرست ہو چاہے۔
گد جو اس کی ایک ہزار ایک بار دعا مست کرے گا اس کا دل زندہ ہو جائے گا اور بدن میں تقویت پیدا ہوگی۔

يَا مُمِيتُ

ترجمہ: اے مارنے والے!

خاصیت: یہ کوئی نفس پر قادر نہ ہو کہ مزاحمت میں غلبہ کرے سوتے وقت سینہ پر ہاتھ رکھ کر اسم **يَا مُمِيتُ** کو یہاں تک پڑھے کہ سو جائے حق تعالیٰ اس کے نفس کو فرما ہزار کر دے گا دو سات بار پڑھ کر دم کرے گا تو جادو اثر نہ کرے گا۔

يَا حَيُّ

ترجمہ: اے سب سے پہلے اور پیچھے تک زندہ و قائم!

خاصیت: یہ کوئی بیمار ہو اس اسم کو بہت یا ہزار بار پڑھے صحت پائے گا جو کوئی اور شخص بیمار ہو پڑھے گا اس کی عمر دراز ہوگی اور قوت روحانیہ اس میں زیادہ ہوگی۔ یہ اور کسی سخت سزا سے برآری کو اپنے نام کے اعداد کے موافق مع اول و آخر درود شریف کے ایک وقت مقرر کر کے **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَللّٰہُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِیْمُ** پڑھا کرے محروم نہ رہے جو کوئی دنیاوی اہم کام خاطر خواہ حل ہوئے کو تین روزہ رکھے ہفت روزہ تین دن یا پانچ روزہ ایک ہزار بار سید کاغذ پر یا حسیٰ لکھ کر ہر ایک اسم موصوف کے جدا جدا کر کے حمیوں کے آٹے میں گولیاں باندھ کر تین دن تک روز پچھلیوں کو کھلا دیا کرے کامیاب ہو گا۔

يَا قَيُّوْمُ

ترجمہ: اے قائم رہنے والے اور قائم رکھنے والے!

خاصیت: سحر کے وقت جو کوئی بہت بلند آواز سے اس کو پڑھے گا اس کا شعرف دلوں میں ظاہر ہو گا یعنی لوگ اس کو

دوست رکھیں گے، جو بہت چہرے لگا اس کی مہمات حسبِ دلخواہ پوری ہوں گی، جو اکالیس بار روزِ بخیر یا قیوم یا لا الہ الا انت یا ایہ السموات انزلنی قلین یلویہ وغیرہ کہتا اس کا مردہ دل زندہ ہو گا۔

یَا وَاحِدُ

ترجمہ: اے نئی بے پردہ!

خاصیت: جو کوئی کھانا کھانے کے وقت ہر نوالے کے ساتھ اس کو پڑھے گا وہ کھانا جیت میں نور ہو گا اور بیماری دور ہو گی۔ جو کوئی تہائی یعنی خلوت میں اس کو پڑھے گا تو فکر ہو گا، بس کو ایک بار پانی میں دم کر کے پلاوے وہ محبت کرے گا، جو اسے بہت چہرے لگا اس کا دل نئی ہو گا۔

یَا مَاجِدُ

ترجمہ: اے صاحبِ بزرگی!

خاصیت: جو کوئی خلوت میں اس کو پڑھے کہ سبے ہوش ہو جائے، انوارِ انبی اس کے دل پر ظاہر ہوں گے، اگر بہت پڑھے مخلوق کی آنکھ میں عینِ دہر گہ ہو گا، جو اس بار شہرت پر پڑے کر پنا لیا کرے تو چارہ ہو گا۔

یَا أَحَدُ

ترجمہ: اے اپنی ذات و صفات میں یکتا!

خاصیت: جو تہائی سے کوئی ہراساں ہو اکیلے ایک ہزار ایک بار اس اسم کو پڑھے گا، اس کے دل سے خوف جانا رہے گا اور خدا کا مقرب اور عزیز ہو گا، اگر فرزند کا طلبِ کار ہو یہ اسم لکھ کر اپنے ساتھ رکھے، فرزند پیدا ہو گا۔

یَا أَحَدُ

ترجمہ: اے ایک!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو نو مرتبہ پڑھ کر حاکم کے آگے جائے، عزت اور سرفرازی پائے گا۔ اگر سانپ کے کاٹنے پر ایک سو ایک بار اَلْوَاحِدُ اَلْاَحَدُ پڑھ کر دم کرے سانپ کا کاٹا ہوا مریض تندرست ہو جائے گا، جو تہا اسے ہزار بار پڑھے گا فرشتہ قلمت ہو جائے گا۔

یَا صَمَدُ

ترجمہ: اے بے پردہ!

خاصیت: جو کوئی سحریا آدھی رات کو سجدہ کر کے اور ایک سو پندرہ بار اس اسم کو پڑھے صادق الخلال والقتال ہو گا اور کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو گا، اگر بست پڑھے گا بھوکا نہ رہے گا۔ اگر وضو سے پڑھا کرے گا بے پرواہ رہے گا جو اسے ہزار بار پڑھا کرے گا دشمن پر فتح پائے گا۔

يَا قَادِرُ

ترجمہ: اے ہر چیز پر قدرت رکھنے والے

خاصیت: اگر وضو کے وقت ہر عضو کو دھوئے وقت اسم القادر پڑھتا جائے، کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو گا، کوئی دشمن اس پر فتح نہ پائے گا۔ اگر کوئی مشکل پیش آئے اکتالیس بار پڑھے وہ کام درستی پا کر آسان ہو جائے گا۔

يَا مُقْتَدِرُ

ترجمہ: اے قدرت ظاہر کرنے والے!

خاصیت: اگر اس نام کو ہوشیاری کے ساتھ اکثر پڑھتا رہے تو اس کی غفلت دور ہو گی، جو سونے سے اٹھتے وقت اسم القادر کو پڑھے گا تو اس کے سب کام میں خدا کی مدد شامل ہو گی۔ اور جو اس کا روزانہ بیس مرتبہ ورد رکھے گا رحمت الہی میں رہے گا۔

يَا مُقَدِّمُ

ترجمہ: اے آگے کرنے والے دوستوں کو ساتھ عزت دینے کے!

خاصیت: جو جنگ کے معرکہ میں اس کو پڑھے گا یا اپنے پاس رکھے گا اس کو کچھ زخم ورنج نہ پہنچے گا، جو بست پڑھے گا اخلاعت الہی میں اس کا نفس فروغوار ہو گا، جو اس کو نودفعہ شیرازی پڑھ کر کسی کو کھلاوے تو وہ اس سے محبت کرے گا۔

يَا مُؤَخِّرُ

ترجمہ: اے دشمنوں کے پیچھے ڈالنے والے!

خاصیت: جو اس نام کو کسی نماز کے بعد سو بار پڑھے گا محبت حق کے سوا اس کا دل آرام نہ پکڑے گا، جو ہر روز سو بار پڑھتا رہے اس کے سب کام پانچم پہنچیں گے، جو اکتالیس (41) بار پڑھے گا اس کا نفس مطیع ہو گا، جو بست پڑھے گا اس کا دشمن مقصور ہو گا، جو اڑتالیس (48) دن تک روز تین ہزار بار پڑھ لیا کرے گا جو چاہے گا پائے گا۔

يَا اَوَّلُ

ترجمہ: اے سب سے پہلے!

خاصیت: اگر کسی کے فرزند نہ ہوتا ہو چالیس (40) بار روز آتالیس (41) دن تک بعد از نماز عشاء پڑھے سرار پوری ہو گی۔ فرزند یا عاقب ہو یا توغری یا کسی طرح کی حادثہ کے لئے چاہے تو چالیس شب جمعہ ہر شب کو بعد از نماز عشاء ہزار بار پڑھے تمام حادثیں پوری ہوں گی جو ہر روز گیارہ بار پڑھے گا تمام غفلت اس پر مہلتی کرے گی جو سو بار پڑھا کرے گا اس کی بولی اس سے محبت کرے گی۔

يَا آخِرُ

ترجمہ: اے سب سے پیچھے!

خاصیت: جس کی عمر آخر کو پہنچی اور نیک اعمال نہ رکھتا ہو اس عمل کا ورد کرے حق تعالیٰ اس کی عاقبت بخیر کرے گا۔ اور جو کوئی کسی جگہ جائے اور اس اسم کو پڑھ لے وہاں عزت اور توقیر پائے گا جو دفع دشمن کے لئے پڑھے گا کامیاب ہو گا۔

يَا ظَاهِرُ

ترجمہ: اے اپنی صفوں کے ساتھ آشکارا!

خاصیت: جو اس کو پانچ سو بار اشراق کی نماز کے بعد پڑھے گا حق تعالیٰ اس کی آنکھیں روشن کر دے گا، اگر میت وغیرہ کا خوف ہو تو میت پڑھے امان پائے گا۔ اگر گھر کی دیوار پر لکھے دیوار سلامت رہے گی جو سرمد پڑ گیارہ بار پڑھ کر سرمد آنکھوں میں لگائے لوگ اس پر مہلتی کریں گے جو جمعہ کے دن پانچ سو بار پڑھے گا اس کا اندرون پر نور ہو گا اور دشمن مغلوب ہو گا۔

يَا بَاطِنُ

ترجمہ: اے باعتبار اپنی ذات کے دیم و خیال سے پوشیدہ!

خاصیت: جو کوئی تینتیس (33) بار پڑھے گا صاحبان اسرار الہی سے ہو گا۔ اگر اس کی مداومت کرے یعنی ہر نماز کے بعد پڑھے 33 بار تو جو اس کو دیکھے گا محبت کرے گا جو کوئی اپنے دل میں یا زبان سے تین سو ساٹھ (360) بار اس کا ورد عشاء یا صبح یا کسی نماز کے بعد روزانہ کرے گا صاحب باطن اور واقف اسرار الہی ہو گا اور جو کسی کے پاس امانت سونپے یا زمین میں دفن کرے یا اس الباطن اس شے کے ساتھ رکھ دے کھپتی اس میں خیانت نہ کر سکے گا جو روز اسی (BD) بار کسی نماز کے بعد اس کو پڑھے گا واقف اسرار الہی ہو گا۔

يَا وَالِي

ترجمہ: اے کارساز و مالک!

خاصیت: جو کوئی اپنا یا اور کسی کا گھر جو یا مینہ یا اور کسی آفت سے محفوظ رکھنا چاہے اسم اللہ والی ایسے آنکھورے پر کہہ جو پانی سے استعمال شدہ نہ ہو اور کورا ہو اس پر لکھے یا پڑھے پھر اس میں پانی بھر کے در و دیوار پر چھڑک دے وہ گھر سلامت رہے گا۔ اگر کسی کو تسخیر کرنے کی نیت سے ٹھکانہ یا رہائش گاہ کا طے و مقدار ہو گا۔ جو کوئی اپنا یا اور کسی کا گھر ہر بلا اور بربادی سے بچانا چاہے تین سو بار اسم اللہ والی پڑھے وہ گھر محفوظ رہے گا۔

يَا مُتَعَالِي

ترجمہ: اے بہت بلند!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے گا جو دشواری رکھتا ہو گا آسان ہو گی۔ بعض کا ارشاد ہے کہ جو بد فعل عورت اپنی کی حالت میں اس اسم کو بہت پڑھے گی تو وہ اپنی بد فعلی سے نجات پائے گی، جو شخص یکتبہ کی شب کے وقت غسل کر کے آستان کو منہ کر کے اس کو تین بار پڑھ کر و نماز کے قبول ہو گی۔

يَا بُدُوحُ

ترجمہ: اے نہایت احسان کرنے والے!

خاصیت: جو اس کو ہوا وغیرہ آفتوں کے بار سے پڑھے امن میں رہے۔ جو کوئی ایک سانس میں سات بار اپنے لڑکے پر پڑھ کر اس طفل کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کر دے بلوغت تک امن میں رہے گا۔ بعض کا فرمان ہے کہ جو کوئی شرابخواری اور زنا میں مبتلا ہو ہر روز سات بار یہ اسم پڑھے اس کا دل اس سے سرد ہو گا جو اسے بہت پڑھے گا مظہر احسان حق جل و علا ہو گا۔

يَا تَوَّابُ

ترجمہ: اے توبہ کے قبول کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی صابِ چاشت کی نماز کے بعد تین سو سانس پڑ اس کو پڑھے گا حق تعالیٰ اس کو توبہ نصوح عطا فرمائے گا۔ جو اس کو بہت پڑھے گا اس کے سب کلام اصلاح پذیر ہوں گے اور نفس طاعت میں آرام پکڑے گا یعنی توبہ کے قبول ہونے کی قوی امیہ رکھے جو کوئی چاشت کی نماز کے بعد اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَثُمَّ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کہے اس کے گناہ بخشے جائیں گے جو اتالیس دن تک آٹھ سو بار روز پڑھے گا ظاہر و باطن کی نعمت سے غنی ہو گا۔

يَا مُنْعِمُ

ترجمہ: اے نعت دینے والے!

خاصیت: جو کوئی اسم المنعم کی دعا مست کرے گا ہرگز کسی کا نقصان نہ ہو گا۔

يَا مُنْتَقِمُ

ترجمہ: اے کافروں اور سرکشوں کو ہلاک کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی دشمن کا ظلم نہ اٹھا سکے عین مقبول تک اس کی مدد مست کرے دشمن مغلوب یا دوست بن جائے گا۔ جو کوئی ماورائی رات کو کسی نیت سے چڑھے گا وہ کلام سر انجام پائے گا۔ جو شخص اس کے ساتھ مندرجہ ذیل نام ملا کر یعنی یا قضاؤنا یا مددنا یا منتقم بعد نماز عشاء یا صبح چالیس (40) یوم تک روزانہ ایک ہزار ایک بار پڑھے گا ظالم ہلاک ہو جائے گا جو اسے بہت پرہیز کرے گا اس کی آنکھ ہرگز نہ دکھے گی۔

يَا عَفُوُّ

ترجمہ: اے گناہوں اور تقصیروں کے معاف کرنے والے!

خاصیت: جو بہت گنہگار ہو یعنی جس کے بہت گناہ ہوں اس اسم کا ورد کرے حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا جو اسے تین ہفتہ اپنا ورد کرے گا سب دشمن اس کے دوست بن جائیں گے اور لوگوں میں محرز ہو گا۔

يَا رَوْفُ

ترجمہ: اے بہت مہربان!

خاصیت: جو کسی مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے چھٹا چاہے یا رَوْف دس بار پڑھے وہ ظالم اس کی شفاعت قبول کرے گا۔ جو کوئی اس پر مدد مست کرے گا ظالم کا دل اس پر مہربان ہو گا اور سب لوگ اس کو دوست رکھیں گے اور اس پر مہربان ہوں گے۔

يَا مَالِكَ الْمُلْكِ

ترجمہ: اے سارے جہان کے بادشاہ!

خاصیت: جو اس اسم پر بہت مدد مست کرے گا تو نگر ہو گا اور اس کے دونوں جہان کی حاجات و مہمات بدرستی انجام پائیں گے۔ عمال فرماتے ہیں کہ یا مَالِكَ الْمُلْكِ و یا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بہت پڑھے گا اگر فقیر ہو گا تو غنی ہو جائے گا مگر یہ اسم کمال جلال رکھتا ہے۔

يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

ترجمہ: اے بزرگی و بخشش کے صاحب!

خاصیت: بعض اس کو اسم اعظم کہتے ہیں جو شخص یا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِبَدَلِ الْخَيْرِ وَأَنْتَ عَلَيَّ سَلَامٌ قَدِيزُ سَوَابِ پڑھ کر پانی پر دم کرے گا اور وہ پانی بیمار کو چائے گا بیمار شفا پائے گا۔ اگر دل مجنون ہو اس عمل سے مہرور ہو گا۔

يَا رَبِّ

ترجمہ: اے پرورش کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو بہت پڑھے گا خداوند کریم کے اُطاف میں محفوظ ہو گا۔ جو کسی کا فرزند اور قرائنی کہیں گرفتار ہوں گھر کے گرد ایک خط کھینچے اور ہر روز ایک سو تیس (130) بار پڑھے، تاکہ وہ خلاصی پائیں۔

يَا مُقْسِطُ

ترجمہ: اے انصاف کرنے والے

خاصیت: جو کوئی اس اسم کو سو بار پڑھے گا شیطان کے شر اور وسوسہ سے نڈر ہو گا جو سات سو (700) بار پڑھے گا جو مقصود کہ رکھتا ہو حاصل ہو گا جو کسی رنج میں مبتلا ہو ہر روز ستر (70) بار پڑھے رنج سے نجات پائے گا جو اسے لکھ کر کھالیا کرے شر شیطان سے بچ جائے گا۔

يَا جَامِعُ

ترجمہ: اے قیامت کے دن لوگوں کے اکٹھا کرنے والے!

خاصیت: جس کے اہل و اقارب اور تبعدار پُر اُندہ اور متفرق ہو گئے ہوں، چاشت کے وقت غسل کر کے آسمان کی طرف متہ کرے اور دس بار اس اسم کو پڑھے اور ہر بار میں ایک انگلی بند کرتا جائے پھر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرے تھوڑے عرصہ میں سب جمع ہو جائیں گے اور جس شخص کی کچھ چیز باقی رہے یا جامع الناس لِيُزِمَ لَا زَيْبَ فِيهِ أَجْمَعُ غُلِّيْ حَاجَتِي پڑھا کرے وہ چیز مل جائے گی۔

يَا غَنِيُّ

ترجمہ: اے ہر چیز سے بے پرواہ!

خاصیت: جو کوئی طبع کی بلا میں مبتلا ہو اسم الغنی کو اپنے ہر عضو پر پڑھے اور ہاتھ نیچے کو لائے حق تعالیٰ اس کی بلا سے
 اے گا جو کوئی ہر روز ستر بار پڑھے گا اس کے مال میں برکت ہوگی اور وہ کبھی محتاج نہ ہو گا۔ جو کوئی ہجرات کے دن ہزار بار
 پڑھے گا دولت پائے گا جو اس کا ورد کرے گا اس کے اعضا کا درد جاتا رہے گا۔

يَا مُغْنِي

ترجمہ: اے بے پرواہ کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی دس مہینوں تک ہر جمعہ کو ہزار بار بقیل بعض صوفیاء کرام دس بار یہ اسم پڑھے گا خلق سے بے پرواہ ہو
 گا۔ جو کوئی نزدیکی کے وقت ستر بار پڑھے۔ بہت آساک ہو گا جو بہت مفلس ہو فجر کے وقت فرض و سنت کے درمیان دو سو بار
 اور دو سو بار قلم اور دو سو بار عصر اور دو سو بار مغرب اور تین سو بار عشا کی نماز کے بعد روز پڑھا کرے غنی ہو گا۔ روزگار کو یہ
 تسن طریقہ ہے جو گیارہ سو بار روز پڑھا کرے صفائی قلب حاصل ہوگی جو کشائش رزق کے واسطے سو بار یا مغنی اور یا تسبیح
 گیارہ سو بار یا بخیر اور بے تسبیح سو بار درود شریف اور دو دفعہ سورہ مزمل پڑھا کرے از حد نفع پائے گا مجرب ہے سینہ سینہ
 مولوی سید علی احمد خلیفہ مولوی فیسر الدین دہلوی سے ہے جو کسی جگہ دکھ ہو یہ اسم پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اس جگہ پر
 ہاتھ رست ہو جائے گا۔

يَا مُعْطِي

ترجمہ: اے عطا کرنے والے!

خاصیت: جو کوئی الشفیع کو اپنا ورد کرے یا یا مغنی الشانین کو بہت پڑھے گا کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ جو کسی سے اپنا مال
 رخصت کرے تو عشاء کی نماز کے بعد ایک ہفتہ تک آتالیس (45) بار روز یا مغنی بخیر پڑھے گا اور پھر دعا کرے گا تو وہ مال غنی
 رہے گا۔

يَا مَانِعُ

ترجمہ: اے دین و دنیا میں ہلاکت سے بچانے والے!

خاصیت: جب میاں بیوی میں خفگی اور نزاع واقع ہو جس وقت پھوٹنے پر جائے میں (20) بار اس کو پڑھے حق تعالیٰ
 یہ نصیب کو دفع کر دے گا محبت ہو جائے گی جو دس جمعہ برابر پڑھے گا تو نگر ہو جائے گا۔

يَا ضَارُّ

ترجمہ: اے ضرر پہنچانے والے!

خاصیت: جس کو ایک حال و مقام میر جہ سو بار جمع کی شیوں میں اس اسم کو پڑھے حق تعالیٰ اس کو اس مقام میں ملواتے گئے گا اور اہل قرب کے مرتبہ میں پہنچا دے گا اس مرتبہ کے آئے ظاہری کمال کی کچھ اصل نہیں۔ جس کی عزت کم ہو۔ شب جمعہ اور ایام نیل میں سو بار بعد نماز عشاء پڑھا کر تہترم رہے گا۔

يَا نَافِعُ

ترجمہ: اے نفع پہنچانے والے!

خاصیت: جو کوئی کشتی میں بیٹھے اور اس النافع پڑھا دست کرے اس کو کوئی آفت نہ پہنچے گی جو ہر کام کے شروء میں آتے ہیں پڑ پڑ لیا کرے سب کام اس کے حسب دلخواہ انجام پائیں گے جو ماہِ رجب میں اس کا ورد کرے اسرار الہی سے آگاہ ہو گا۔ جو چار روز جہاں تک ہو سکے پڑھے گا سچی قسم میں نہ پھٹے گا نہ مفرق میں اسے پڑھا کر بغیر گھر واپس آئے گا۔

يَا نَوَّارُ

ترجمہ: اے روشنی والے!

خاصیت: جو کوئی جمعہ کی شب میں سات سو بار سورہ قور اور پھر ایک ہزار بار یہ اسم پڑھے گا اس کے دل میں نور پیدا ہو گا جو ہمہ ہم رخ کے وقت ملاومت کرے گا اس کا دل روشن ہو گا۔

يَا هَادِي

ترجمہ: اے راہ دکھانے والے!

خاصیت: جو کوئی آسمان کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر اس اسم کو بہت پڑھے گا اور پھر وہ ہاتھ اپنے منہ اور آنکھوں پر پیرے گا اہل معرفت کا مرتبہ پائے گا اسرار الہی اس پر کھلیں گے جو کوئی گیارہ سو بار یا ہادی اِلهِدُنَا الْعِزَّ اَوْ اَلْاَسْتِغْنِيْمْ عَشْر۔ کی نماز کے بعد پڑھ لیا کرے وہ کسی خلافت میں محتاج نہ رہے گا۔

يَا بَدِيْعُ

ترجمہ: اے بے شائبہ مام کو بنانے والے!

خاصیت: جس کو کوئی تم یا ہم پیش آئے ستر ہزار بار پڑھے اور ایک روایت میں ہے اگر ہزار بار یقولے ستر بار یا بدیع
 السُّبُوتِ وَالْأَزْهَرِ پڑھے گا وہ ہم سراجِ ہم پائے گا جو با وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے اتنی بار پڑھے گا کہ سو جائے جو کچھ دیکھنا
 چاہے خواب میں دیکھ لے گا تمام مصلحت اور نیشی دینی و دنیوی خواہ و کمالات کے لیے بارہ سو بار روز یا بدیع الغضائب
 بخیر پڑھ لیا کرے۔ محبت کو عہد ہوا میں معصی منہ میں رکھ کر عشاء کے بعد وتر سے پہلے مشور صورت ایک ہی جگہ روز چھ
 سو بار مرتبہ پڑھے یا بدیع الغضائب یا بخیر یا بدیع ہلاک دشمن کے لئے ترشی منہ میں رکھ کر اسی طرح پڑھا کرے اور یا بدیع
 الغضائب بالظرف بھی آیا ہے 'خدا واس طرح پڑھا کرے۔ سب میں با وضو ہونا چاہئے اور وقت کا مصلحت کرنا سب سے اختیار پر ہے۔

يَا بَاقِي

ترجمہ: اے پیش رہنے والے!

خاصیت: جو کوئی جمعہ کی شب بعد نماز عشاء سو بار یہ اسم پڑھے گا اس کے تمام عمل قبول ہو گئے اور کسی سے اس کو رنج
 نہ پہنچے گا اگر ہفتہ کے دن دشمن کی مغلوبی کی نیت سے مداومت کی شرط پر کسی وقت با وضو بعد دو رکعت نفل یا بعد نماز کھڑے سو
 بار پڑھے گا دشمن اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے 'جو سورج نکلنے سے پہلے سو بار روز پڑھے گا تا مرگ تک نہ پائے گا اور
 طاقت میں نکلتا جائے گا۔

يَا وَارِثُ

ترجمہ: اے مالک اور خا کے بعد سب۔ کہ وارث!

خاصیت: جو سورج نکلنے وقت سو بار پڑھے گا اس کو کچھ رنج نہ پہنچے گا جو اس کو بہت پڑھے گا اس کے سب کام بر آئیں گے
 اور امن میں رہے گا جو اس کا ورد کرے گا اس کی عمر دراز ہوگی۔

يَا رَشِيدُ

ترجمہ: اے سب کے رہنما!

خاصیت: جو کوئی اپنے کام کی تدبیر نہ جانے یہ اسم شام اور عشاء کی نماز کے بعد ہزار بار پڑھے 'جو کچھ تدبیر ٹھیک ہوگی وہ
 اس پر ظاہر ہوگی اور چلن متاثر ہو گا اگر مداومت کرے گا بے سنی اس کی مہمات سراجِ ہم پائیں گے اور کل کام درست ہوں

يَا صَبُورُ

ترجمہ: اے بردبارو!

خاصیت: جس کو درد یا رنج یا مصیبت پیش آئے تینتیس (33) بار اس اسم کو پڑھئے، اطمینان حاصل ہو گا۔ اگر کہیں رات کو یا دوپہر کو بدادوست کرے گا دشمنوں کی زبان بندی اور خوشنودی اور بادشاہ کی رضا مندی حاصل ہو گی اور دلوں کے غضب اور رنج و غم دور کرنے کی خاصیت رکھتا ہے جو کسی درد یا فکر میں ہو ہزار بار پڑھئے، خلاصی پائے گا۔

يَا صَادِقُ

ترجمہ: اے راست گویندو!

خاصیت: جو اس اسم پر مداومت کرے گا اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہے تو یہ عادت جاتی رہے گی اور اگر راست گو ہے غیب کی سچی باتیں ظاہر کرے گا۔

يَا سَتَّارُ

ترجمہ: اے گناہگاروں کے گناہ چھپانے والے!

خاصیت: جو سو بار کسی نماز کے بعد پڑھتا رہے اس کی غیب پوشی ہو گی۔

اَسْمَاءُ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا وَهَؤُلَاءِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا و مولا اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسماء طیبہ

مِائَتَانِ وَوَاحِدٌ وَهِيَ هَذِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی

دو سو ایک ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اے اللہ! درود سلام اور برکت نازل فرما اس ذات کریم پر

مَنْ اِسْمُهُ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ﷺ سَيِّدُنَا اَحْمَدُ ﷺ

جن کا نام پاک ہمارے آقا محمد (جن کی کنی) ﷺ ہمارے آقا احمد (اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے) ﷺ

سَيِّدُنَا حَامِدٌ ﷺ سَيِّدُنَا حَمُودٌ ﷺ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے ﷺ ہمارے آقا جن کی تعریف کی گئی ﷺ

سَيِّدُنَا اَحْيَدٌ ﷺ سَيِّدُنَا وَحِيدٌ ﷺ

ہمارے آقا امت سے جنم کی آگ دور کرنے والے ﷺ ہمارے آقا یکائے عالم ﷺ

سَيِّدُنَا هَاحٌ ﷺ سَيِّدُنَا حَاشِرٌ ﷺ

ہمارے آقا کفر کو مٹانے والے ﷺ ہمارے آقا قیامت کے دن سب سے پہلے ﷺ

سَيِّدُنَا عَاقِبٌ ﷺ سَيِّدُنَا طَهٌ ﷺ سَيِّدُنَا يَتْسَنٌ ﷺ

ہمارے آقا تمام انبیاء سے زمانے میں آخر ﷺ ہمارے سردار ظاہر ﷺ ہمارے سردار سب کے آقا ﷺ

سَيِّدُنَا طَاهِرٌ ﷺ سَيِّدُنَا مُظَهَّرٌ ﷺ سَيِّدُنَا طَلِيبٌ ﷺ

ہمارے آقا پاک ﷺ ہمارے آقا پاک پیدا کئے ہوئے ﷺ ہمارے آقا پاکیزہ ﷺ

سَيِّدُنَا سَيِّدٌ ﷺ سَيِّدُنَا رَسُولٌ ﷺ سَيِّدُنَا نَبِيٌّ ﷺ

ہمارے آقا کل جہاں کے سردار ﷺ ہمارے آقا رسول ﷺ ہمارے آقا نبی ﷺ

سَيِّدُنَا رَسُولُ الرَّحْمَةِ ﷺ سَيِّدُنَا قِيَمٌ ﷺ

ہمارے آقا رحمت کے رسول ﷺ ہمارے آقا سب کے کام بنانے والے ﷺ

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اے "اَسْمَاءُ سَيِّدِنَا" حضور انور ﷺ کے اسماء شریفہ کا ذکر آپ کے فضائل و مناقب کا تحفہ ہے۔ اسماء مبارکہ آپ ذات

افراد کی تعین۔ ماسوا سے امتیاز اور معرفت حمد کا فائدہ دیتے ہیں۔ آپ کے اسماء طیبہ، صفات ظاہرہ اور بارگاہِ خداوندی میں آپ کے عظیم مرتبے کے ذکر سے آپ کا شکر یہ ادا کیا گیا ہے۔ فضا شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کے اسماء مقدسہ میں آپ کی تعریف رکھی ہے اور آپ کے ذکر کے دوران ہر اسماء عظیم بیان فرمائی ہے، حضور ﷺ کی معرفت خود مقصود ہے، جب یہ معلوم ہو گا کہ آپ کے بہت سے اسماء ہیں تو اس سے آپ کی عظمت کا پتا چلے گا آپ کی تعظیم حاصل ہو گی اور آپ کی محبت میں اضافہ ہو گا اور جب یہ اسماء حفیضہ معلوم ہوں گے تو محبت و تعظیم میں مزید اضافہ ہو گا اور یہ باعث ہو گا درود و سلام کی کثرت کا۔

ان اسماء مبارکہ میں سے بہت سے وہ ہیں جو دلائل الخیرات میں درود پاک کا طریقہ بیان کرتے ہوئے مختلف مقامات پر ذکر ہیں۔ ابتدائے اس جگہ اس لئے بیان کر دیئے گئے ہیں کہ درود پاک کے طریقہ کو پڑھنے والا پہلے ان اوصاف کو جان لے جو نبی اکرم ﷺ کے لئے ذکر کئے جائیں گے اور اسے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ آپ کے اسماء طیبہ ہیں۔ شیخ ابن فاکہانی نے اپنی کتاب "النجر المیر" میں اور شیخ ابو الخیر صفوری نے "القول المبدی" میں نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ کے بیان کے لئے ایک باب قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور دیگر کتب مبارکہ میں اپنے انبیاء کرام عظیم السلام کی زبانوں پر احادیث مبارکہ میں اور امت مسلمہ کے مشہور و مقبول استعمالات میں اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بہت سے نام رکھے ہیں اور اسماء کی کثرت مسمیٰ کی شرافت پر دلالت کرتی ہے، خصوصاً جبکہ وہ اسماء ایسے اوصاف ہوں جو اپنے معانی کے اعتبار سے مدح پر دلالت کرتے ہوں۔

اسم گرامی "محمد"

حضور انور ﷺ کا مشہور ترین اسم گرامی "محمد" ہے، یہ نام آپ کے جد امجد حضرت عبد المطلب نے رکھا، جب انہوں نے آپ کا یہ نام رکھا تو ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے یہ نام کیوں رکھا ہے، حالانکہ آپ کے آباء و اجداد میں کسی کا یہ نام نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ زمین و آسمان والے آپ کی تعریف کریں گے، ابو طالب کا بیان ہے کہ حضرت عبد المطلب نے یہ نام ایک خواب کی بنا پر رکھا، انہوں نے دیکھا کہ چاندی کی ایک زنجیر ان کی پشت سے نکلی جس کا ایک کنارہ آسمان میں اور دوسرا زمین میں، ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے اور لوگ اس سے چمٹ رہے ہیں، انہوں نے اس کی تعبیر دریافت کی تو بتایا گیا کہ ان کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہو گا جس سے مشرق و مغرب کے لوگ متعلق ہوں گے اور زمین و آسمان والے اس کی تعریف کریں گے۔

آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا کہ تمہارے شکم مبارک میں اس امت کے سردار ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا، ایک اور خواب میں انہیں حکم دیا گیا کہ ان کا نام احمد رکھیں، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام بلکہ تمام مخلوق کے پیدا کرنے سے بیس لاکھ سال پہلے آپ کا نام محمد رکھا، آپ سے پہلے یہ

نام کسی کا نہیں رکھا گیا! البتہ جب آپ کا زمانہ قریب ہوا اور اہل کتب نے آپ کے زمانہ کے قرب کی خبر دی تو نبوت کی امید میں کچھ لوگوں نے اپنی اولاد کا یہ نام رکھا جن کی تعداد پندرہ ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہمت جانتا ہے کہ کسے رسالت عطا فرمائے۔ امام مسلم، امام احمد اور نوادر الاصول میں حکیم ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔ ایک جماعت نے نبی اکرم ﷺ کے اسماء شریفہ کی کثرت کی کوشش کی ہے، بعض نے زیادہ بیان کئے، بعض نے کم۔ ہر ایک نے اپنی طاقت اور اطلاع کے مطابق بیان کئے اور کوشش کی کہ صرف وہی بیان کئے جائیں جنہیں انہوں نے اسماء سمجھا ہے، اوصاف بیان نہیں کئے، دوسرے گروہ نے تمام وہ الفاظ گنوا دیئے جو آپ کے لئے استعمال کئے گئے۔ اگرچہ وہ وصف ہی ہوں۔ بعض صوفیائے کرام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام ہیں اور نبی اکرم ﷺ کے بھی ایک ہزار نام ہیں۔ یہ قول ابن عربی نے عارضۃ الاحوذی میں نقل کیا۔ ابن فارس سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسماء شریفہ دو ہزار اور میں (۳۰۲۰) ہیں۔ حضرت مصطفیٰ (صاحب دلائل الخیرات) رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بیان کئے ہیں جو شیخ ابو عمران الزبائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کئے ہیں۔ ترتیب بھی وہی ہے اور الفاظ بھی وہی ہیں۔ شیخ ابو عمران رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنی سابقہ عمر میں آرزوؤں اور دعاؤں کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے اسماء طیبہ جمع کرنے میں پوری کوشش، محنت اور غور فکر کو صرف کیا۔ میں نے محققین کی کتابوں اور مستند علماء کی روایت کردہ حدیثوں کا مطالعہ کیا تو میرے پاس جدوجہد اور تفسیر و فraz طے کرنے کے بعد دو سو ایک اسماء شریفہ جمع ہوئے۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب علم و فضل اور وسیع معلومات رکھنے والا اس سے زائد تعداد کو پالے جس سے اس کا مقام ندیانے واسلے کی نسبت بلند ہو جائے اور اس سعی کی بنا پر تعریفوں اور درود پاک پڑھنے والوں کی دعاؤں کا مستحق ہو جائے۔

لفظ حمد سے ماخوذ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ پھر حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو عمران کی ترتیب اور ان کے الفاظ کے مطابق اسماء شریفہ ذکر کئے اور فرمایا ”وہی ہذہ“ اور وہ یہ ہیں جن کا ذکر اس کے بعد آ رہا ہے۔ پھر ابتدا میں نبی اکرم ﷺ کے وہ اسماء گرامی ذکر کئے جو حمد سے ماخوذ ہیں۔ یہ آپ کے ذاتی اسماء ہیں۔ باقی اوصاف انہی کی طرف راجع ہیں، یہ معنی کے لحاظ سے ایک اور اشتقاق کے اعتبار سے دو صیغے ہیں۔ (۱) احمد ہے جو افعال کے وزن پر ہے اور حاد ہونے میں مبالغہ پر دلالت کرتا ہے، اس کا مضامین یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے میں اس حد پر فائز ہیں کہ اس کے بعد (کسی انسان کے لئے) کوئی حد نہیں۔ (۲) اسم گرامی محمد ہے، یہ ایسا صیغہ ہے جو محمود ہونے میں مبالغہ اور اس حد تک کثرت پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی گنتی نہیں ہو سکتی۔

ان دو ناموں میں اسم محمد بہت ہی مشہور ہے۔ اسی کا کلمہ توحید میں ذکر ہے، کیونکہ آپ کے مقام محبوبیت کے یہی زیادہ مناسب ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ اسم مبارک تمام جہانوں میں سب سے زیادہ مشہور، سننے والوں کے لئے سب سے زیادہ پر لطف اور حضور سید المرسلین ﷺ پر سلوٰۃ و سلام بھیجنے کے شوق کا سب سے بڑا سبب ہے۔

اسم محمد کا معنی

حضرت مصنف نے اسی کا پہلے ذکر کیا ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا اسم ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لَمْ يَخْشَ رُسُلُ اللَّهِ**۔ دراصل باب خفیہ کا اسم مفعول اور صیغہ صفت ہے، پھر اسے نقل کر کے نام بنادیا گیا، یہ مبالغہ کا صیغہ ہے، محمد کا معنی ہے **"الَّذِينَ يَخْشَوْنَ خَشْيَةً يَخْشَوْنَ خَشْيَةً"** وہ ذات جس کی بار بار تعریف کی جائے، یہ نام آپ کی ذات کریمہ کے مطابق ہے، کیونکہ تمام جہانوں کی زبانوں پر ہر طرح آپ کی حقیقت، اوصاف، صورت و سیرت، اعمال، احوال، علوم اور احکام کی تعریف کی جاتی ہے۔ تمام جہان آپ کے آگے پست اور آپ ہی کی بدولت تصور پذیر ہیں۔ لہذا! آپ زمین و آسمان اور دنیا و آخرت میں محمود ہیں، میں تو ہدایت عطا فرمانے اور علم و حکمت تقسیم کرنے کے لحاظ سے محمود ہیں اور آخرت میں شفاعت کے اعتبار سے، میں اسم کے نقائص کے مطابق محمد کا معنی مکرر پایا گیا۔

حضور حامد ہیں

اس کے باوجود آپ ہی حامد ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد جس نے بھی کی ہے آپ ہی کی تعلیم سے کی ہے۔ اس لئے کہ خالق و مخلوق کے درمیان آپ ہی واسطہ عظمیٰ ہیں، لہذا آپ ہی حامد ہیں، باندہ ذریعوں بھی کہا جاسکتا ہے۔ کہ علی الاطلاق اور بالتحقیق آپ ہی اللہ تعالیٰ کے حامد ہیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف بندوں کی زبان پر جاری کر دی۔ لہذا آپ حامد بھی ہیں اور محمود بھی، لیکن امر کے نازل ہونے اور قاطعیت کی ابتدا کے لحاظ سے آپ کو احمد کے نام سے فقہس کیا گیا، حکم کے پہنچنے اور مفعولیت کی انتہاء کے اعتبار سے آپ کو اسم محمود سے خاص کیا گیا، اسی لئے آپ کا اسم شریف آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ لہذا! حضور ﷺ حمد کرنے والوں میں بھی سب سے بہتر ہیں اور جن کی حمد کی جی ان سب سے بھی افضل ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مخلوق میں سے اگر کسی نے تعریف کی ہے۔ یا کسی کی تعریف کی گئی ہے وہ آپ ہی کی ذات ہے اور کیوں نہ ہو قیامت کے دن لواء الحمد آپ ہی کے دست القدس میں ہو گا، آپ ہی صاحب مقام محمود ہیں، جہاں اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے (اس مسئلہ کا اکثر حصہ شیخ ابو عبد اللہ علی کی شرح حاشیہ سے ماخوذ ہے)۔

حضور پر نور شافع یوم الشور ﷺ پہلے احمد اور پھر محمد ہوئے، کیونکہ آپ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی، پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی، وجود میں بھی یہی صورت تھی، کیونکہ آپ کا نام احمد پہلی کتابوں میں اور محمد قرآن پاک میں رکھا گیا۔

اسم احمد کا معنی

نیز اسم احمد اس صفت (اسم خفیہ) سے منقول ہے جو فضیلت اور زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ احمد کا معنی ہوا اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ مقام محمود میں آپ کو ایسی تعریفیں اللہ کی جائیں گی جو کسی کو نہیں

ہی گئیں، آپ ان تعریفوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، اسی طرح آپ کو لواء الحمد عطا کیا جائے گا، شفاء شریف میں ہے آپ کے اسم احمد میں تعریف کرنے کے لحاظ سے مبالغہ ہے اور اسم محمد میں تعریف کئے جانے کی کثرت ہے اور حضور ﷺ تعریف کرنے والوں میں سب سے زیادہ بزرگ اور جن کی تعریف کی گئی ان سب سے افضل ہیں، حمد میں آپ سب سے زیادہ ہیں، لہذا آپ تمام حامدین اور محمودین کے سردار ہیں، قیامت کے دن آپ کے پاس ہی لواء الحمد ہو گا، تاکہ آپ کے کمال حمد کی تکمیل ہو جائے اور ان میدانوں میں صفت حمد کے ساتھ آپ کی شہرت ہو جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا، جہاں آپ تمام لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے اور اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے، اس مقام میں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مشیت کے مطابق ایسی تعریفیں عطا فرمائے گا جو کسی کو نہیں دی گئیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے اپنی وہ تعریفیں القاء فرمائے گا جو چاہے گا، انبیاء سابقین کی کتابوں میں آپ کی امت کا نام حامدین (امت حمد کرنے والے) رکھا گیا ہے، اس لئے بھی آپ کا حق ہے کہ آپ کا نام محمد و احمد رکھا جائے۔ ﷺ (شفاء شریف کی عبارت تمام ہوئی)۔

اسم محمد میں لطیف اشارات

شیخ ابو عبد اللہ کی فرماتے ہیں، اس اسم کریم یعنی محمد ﷺ میں اس کے حروف اور صورت کے اعتبار سے لطیف اشارے ہیں۔ حروف کے لحاظ سے تو یہوں کہ یہ اسم گرامی ملکوت اعلیٰ کے میم۔ حیات اور حفظ جس کی بدولت قلم نے لکھا، کی حاء۔ ملک کا ہر دو باطن کی میم اور انقطاع و انفصال کے وہم کو ختم کرنے والے دوام و اتصال کی دال پر مشتمل ہے، صورت کے اعتبار سے اس طرح کہ یہ اسم شریف صورت انسانی پر واقع ہوا ہے۔ پہلا میم سر، حاء دو بازو، دو سرا میم چہیت اور دال دونوں ٹانگوں کی جگہ ہے، صوفیاء کی اصطلاح میں انسان ایک صغیر ہے اور ایک کبیر (یہ نام انسان صغیر کا نقشہ ہے)۔

اللہ تعالیٰ حمید اور محمد ﷺ محمود ہیں

”سَيِّدُنَا خَامِدٌ نَسَبُنَا مُحَمَّدًا مَحْمُودٌ“ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک حَبِیْبٌ ہے، اس کا معنی محمود ہے، کیونکہ اس نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے اور بندوں نے اس کی تعریف کی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کا نام محمد و احمد رکھا، حمد کا معنی محمود ہے۔ کیونکہ دونوں اسم مفعول کے صحیفے ہیں، اسم محمد مبالغہ کے ساتھ محمود ہونے پر دلالت کرتا ہے اور احمد کا معنی ہے سب سے بڑے تعریف کرنے والے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور میں آپ کا نام محمود واقع ہوا ہے اور تورات سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ عربی اور رصاع نے ذکر کیا کہ آسمانوں میں آپ کا اسم شریف محمود ہے۔

تورات میں حضور ﷺ کا نام مبارک

یہ "سَبِّحْنَا اَنْجِيْثَ" تورات میں آپ کا یہ اسم مبارک ذکر کیا گیا ہے۔ مشہور اور محفوظ یہ ہے کہ ہمزہ مفتوحہ "ح" ساکن، یاء مفتوحہ اور اس کے بعد والی ہے (اَنْجِيْثَ) یہ غیر عربی اسم ہے۔ فقہاء شریف کے بعض معتد نسخوں میں اس کا اس طرح ضبط ہے، ہمزہ مضموم، حاء مکسور، اور یاء ساکن (اَنْجِيْثَ) دلائل التورات کے بعض نسخوں میں بھی اسی طرح ضبط پایا گیا ہے، بعض حضرات نے فرمایا: ہمزہ مضموم، حاء مفتوحہ اور یاء ساکن ہے (اَنْجِيْثَ) ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا نام قرآن پاک میں محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں اسید ہے، میرا نام اسید اس لئے رکھا گیا کہ میں جہنم کی آگ کو اپنی امت سے دور کروں گا۔

وحید کا معنی

۱ "وحید" معنی منفرد ہے، نبی اکرم ﷺ اپنے مقام، حال، علوم، اسرار، انوار، اخلاق، سیرت، شمائل و فضائل، حسن و احسان، معراج اور اس مقام تک پہنچنے میں جہاں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچا۔ شریعت، عقل، مرتبہ اور تمام مخلوق کے آپ ساتھ تعلق میں آپ کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے۔ آپ اول مخلوق ہیں، اس لحاظ سے بھی آپ یکتا ہیں، مخلوق کی پیدائش سے پہلے آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے ذریعے کفر مٹانے والا ہے

۱ "فَاحْجِزْہُ" حدیث میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ہی کے ذریعے کفر کو مٹانے والا ہے، کفر کو مٹانے کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) حقیقتہً فتنہ کر دینا کہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، بلاد عرب اور زمین کے تمام وہ خطے جو آپ کو دکھائے گئے اور آپ سے وعدہ کیا گیا کہ ان جگہوں تک آپ کی امت کی حکومت پہنچے گی۔ (۲) کفر کا حکم مٹانا منظور ہے یعنی دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کیا جائے گا، جیسے ارشادِ ربانی ہے "لَيُظْهِرَنَّ عَلَیْہِ الدِّیْنَ کُلَّہٗ" (۱) تاکہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب فرما دے۔ اس نام پاک کی تفسیر حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ ہی کی بدولت آپ پر ایمان لانے والوں کی برائیاں محو کر دی جائیں گی، چنانچہ کفر اور حالت کفر میں کئے جانے والے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں، یہ مطلب اس آیت کے مطابق ہے۔ "قُلْ لِلّٰہِ الدِّیْنُ کُلُّہٗ اِنَّ یُفْضِلُوْا لَیُفْضِلُوْا لَہُمْ شَاقَہٗ سَلَفَ" (۲) اے حبیب! کافروں سے فرما دو، اگر وہ کفر سے باز آ جائیں تو ان کے تمام سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

یہ سلا معنی مراد لیا جائے تو یہ اسم پاک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کی بدولت کفر کو مٹایا کسی کے ذریعے نہیں مٹایا، کیونکہ آپ کی بعثت کے وقت زمین کے تمام باشندے کافر تھے (اکادہ افراد کی بات

۱۔ تمام انسان بت پرست، یہودی، عیسائی، ستارہ پرست، مجوسی (آتش پرست) و ہر یہ، جو نہ اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے نہ آخرت کو۔ یا فلاسفہ تھے، جو نہ تو انبیاء کی شریعتوں کو جانتے تھے نہ مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کی بدولت سب کو ملیا میٹ کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ کا دین تمام دینوں پر غالب ہوا اور اس جگہ تک پہنچا جہاں تک دن رات کی رسائی ہے، آپ کی دعوت اطراف عالم میں سورج کی رفتار سے پھیلی، سمندر میل پھیل کر تے ہیں، سمندروں میں آپ کا اسم پاک مانی ہے۔

سیدی شیخ عبد الجلیل قسری رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں فرمایا: یہ اسم بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ اسم گرامی انتہائی تعریف پر مشتمل اور آپ کی عظیم فضیلت اور بارگاہ خداوندی میں کرم ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے اور یہ اس لئے کہ انبیاء کرام عظیم اسلام کفر کو دنیاوی وجود سے مٹانے کے لئے بھیجے گئے۔ بعض حضرات تو کفر کو مٹانہ سکے اور کسی نبی علیہ السلام نے بھی اس حد تک نہ مٹایا کہ دین حق کو تمام ادیان پر غالب کر دیں، اور ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا: میں مانی ہوں میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا، یتضحیٰ کی دلالت دوام و استمرار پر ہے۔ کفر کو مٹانے کی ابتدا آپ کی بعثت کے وقت آپ کی ذات فائدہ کے حضور سے ہوئی، پھر آپ تمام عمر کفر کو مٹاتے رہے، پھر آپ کو مولا کے کریم کی ملاقات کا شوق ہوا اور بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گئے، لیکن آپ کی ذات کا نور امت میں باقی رہا، وہ نور کفر کو مٹاتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دین کو غالب فرمائے گا اور آخری زمانے میں انہیں کے دین کو بالکل مٹا دے گا، اگر حضور سید عالم ﷺ انبیاء سے پہلے دنیا میں مبعوث ہوتے تو تمام کفر آپ کے اسم مانی کی بدولت ختم ہو جاتا اور آپ کی بعثت سے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ کیونکہ جب کفر ہی نہ ہو تا تو انبیاء کی بعثت کی حکمت کیا رہتی؟ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کو پہلے بھیجا اور آپ کو ان کے بعد بھیجا، تاکہ آپ کی فضیلت ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے تمام انبیاء پر فخر فرمائے، انہیں زبان حال و قال سے کہا جائے گا، اس ذات کریم کو دیکھو جن کا نام مانی ہے، میں نے انہیں آخر میں ان کے زمانے میں تنہا تمام مخلوق کی طرف بھیجا اور ہمیں ان سے پہلے زمانوں میں ایک وقت میں جماعت جماعت کی صورت میں بعض لوگوں کی طرف بھیجا تو تم وہ کچھ نہ کر سکے جو انہوں نے کر دکھایا اور وہ تمہارے کفر کے مٹانے میں آخری حدود تک پہنچ گئے، اور تمہارا مقام پر فائز ہوئے جہاں تمام انہیں پہنچے، بلکہ ظاہری وسائل کی کمی اور تہائی کے باوجود سب سے سبقت لے گئے، یہ ایسی فضیلت ہے کہ کوئی دوسری فضیلت اسے نہیں پہنچ سکتی۔

شیخ عبد الجلیل قسری نے مزید فرمایا کہ آخری زمانہ میں تمام لوگ کفر کی طرف لوٹ جائیں گے، یہاں تک کہ زمین میں کوئی عہدہ کو باقی نہ رہے گا، اس کا سبب یہ ہو گا کہ حضور سید عالم مانی ﷺ کا نور قبض کر لیا جائے گا اور قیامت قائم کرنے کے لئے عرش کے نیچے سے ایک ایسی ہوا نکلی جائے گی جو تمام دنیا سے اولیاء کو قبض کر لے گی۔ نیز فرمایا کہ جب آپ کے نور نے آخرت کی طرف توجہ کی تو ایک عظیم حکمت یعنی کفر کو سرے سے ختم کر دینے کے لئے دنیا سے توجہ پھیر لی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیامت قائم کرنے کے لئے قبض فرمایا۔ اس وقت کفر باقی نہیں رہے گا اور ہر ذی روح ایمان لے آئے گا۔ جب کہ اس

وقت کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا، اس طرح کفر بالکل مٹ جائے گا اور اس کا نشان بھی نہ رہے گا۔

حاشر کا معنی

یہ "حاشِر" جمع ہے۔ اس اسمِ اقدس کی تفسیر حدیث شریف میں اس طرح کی گئی ہے۔ "بِأَنَّهُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عِندَهُ" اس حدیث کے کئی مطالب ہیں۔

(۱) جو لوگوں سے آگے ہوں گے اور لوگ ان سے پیچھے ہوں گے۔

(۲) وہ سری دشمن آپ سے پہلے بھیجی جائیں گی قَدْ قَدْ تَقْدَمُ (آگے ہونا) کا ہم معنی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَهُمْ قَدْ صَبَدِي جَلَدٌ زَيْبٌ" (ان کے لئے اپنے رب کی بارگاہ میں سچائی اور رضا کی سبقت ہے)۔

(۳) لوگ جن کے بعد اور نقش قدم پر بھیجے جائیں گے یعنی آپ کی نبوت کے بعد، کیونکہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَأَخَاتِمُ النَّبِيِّينَ" لہذا آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد قیامت ہے۔

(۴) قیامت کے دن لوگ جن کے آگے اور آس پاس جمع ہوں گے۔

(۵) لوگ جن کی سنت پر بھیجے جائیں گے حدیث شریف میں ہے میں وہ حاشر ہوں کہ لوگ جن کے پیچھے اور ان کی ملت پر بھیجے جائیں گے نہ کہ کسی اور ملت پر۔

(۶) جن کے سامنے لوگ جمع کئے جائیں گے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تَكُونُونَ شُعْبًا عَلَى النَّاسِ وَتَكُونُ الرُّسُلُ عَلَيْكُمْ شُعْبًا" تاکہ تم (اے امت مسلمہ!) لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ۔

(۷) یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ قبرانور سے آپ سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے، کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی سے زمین کھلے گی، لوگ آپ کے بعد اٹھائے جائیں گے۔

بعض علماء نے کہا کہ آپ نے اہل کتاب کو ان کے قلعوں اور شہروں سے نکال دیا، حاشر کا یہی مطلب ہے، اہل علم نے کہا کہ یہ عطا اور قضا ضعیف ہے۔

شیخ عبد الجلیل قسری شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ یہ اسمِ نبی اکرم ﷺ کے عظیم فضل اور اس کی ذاتی و فعلی کرم پر دلالت کرتا ہے جس کے برابر کوئی کرم نہیں ہے، حشر کا معنی ہے، مختلف مقامات سے میدانِ محشر میں جمع ہونا، ایسا اجتماع کسی عظیم شخصیت کے پاس اور بہت ہی اہم کام کے لئے ہوتا ہے۔ حاشر کا معنی ہوا مخلوق کو اپنے پاس جمع کرنے والا، اٹھا کر میں اللہ ام اس عظیم دن اور وسیع میدانِ محشر میں آپ کی تعین کے لئے ہے، جبکہ ہر شخص مشغول اور اپنی فکر میں مبتلا ہو گا، اس لئے کہ جرات نہیں ہو گی کہ لوگوں کو اپنے گرد جمع کرے حضور ﷺ اپنے مقام، فضیلت اور ناز کی بنا پر لوگوں کو اپنے گرد جمع فرمائیں گے۔ کیونکہ لوگوں کو آپ کے سوا اور کوئی ہستی نہیں ملے گی جس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر قریا کریں، اس لئے تمام لوگ ہر جگہ سے آپ کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہوں گے، آپ کو مولائے کرم جل مجدہ، العظیم جود و کرم کی عطیعت عطا فرمائے گا اور اسرار

ست آقاہ فرمائے گا لوگ ہر جگہ سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، آپ کے سایہ رحمت کے طہکار ہوں گے اور آپ کی پناہ میں گئے، بادشاہ زمین میں اللہ تعالیٰ کا سایہ رحمت ہوتا ہے، آپ اس عظیم دن کے بادشاہ ہوں گے، اس دن تمام مخلوق آپ کی طرف کھینچی آئے گی، حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، آپ ہی کے دستِ اقدس میں لو آء الحمد ہو گا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام لوگ ہوں گے۔

قیامت کے دن لوگ حضور ﷺ کے قدموں میں حاضر ہونگے

حدیث شریف میں ہے ”یُخْشَوُ النَّاسُ خَشْيَةَ فَذِيكَ“ اس کا معنی یہ ہے کہ مجتمع ہو کر جہوم کرتے ہوئے میری بارگاہ اور میرے قدموں میں حاضر ہوں گے اور انہیں اژدہام میں بھی لطف آئے گا اسی طرح آج دنیا میں لوگ آپ کے نقش قدم پر جمع کئے جائیں گے، برزخ میں اول سے آخر تک سب لوگ جمع ہوں گے، یہاں تک کہ حضور ﷺ تشریف لائیں گے اور آپ کی تمام امت آئے گی، پھر آپ کے پیچھے پیچھے تمام لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف لے جایا جائے گا، سب پایہ ہوں گے، یہاں تک کہ آپ آگے ہوں گے اور سب آپ کے پیچھے، میدانِ محشر کی طرف جائیں گے۔ یہ آپ کا کمال ذاتی ہے کہ بے انداز مخلوق آپ کے لئے رکی رہے گی، کوئی کمال اس فضیلت و شرافت کے برابر نہیں ہو سکتا، ان سب کو ایک ذاتِ کریمہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہی روکے رکھے گا، اسی طرح سب لوگ جنت میں جانے اور ثواب کی زیادتی میں آپ کے پیچھے ہوں گے، اس دن آپ ہی سب کو لے جائیں گے، آپ ہی کی پیروی کی جائے گی اور آپ ہی کی بارگاہ میں حاضری دی جائے گی، اس لئے ہر طرح اور ہر معنی کے اعتبار سے آپ ہی حاضر ہوں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں فنا کے مقامات میں سب سے پہلے آپ ہی اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے۔ پھر آپ کے بعد دوسرے لوگ زیارت کریں گے۔

سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے نبی

در ”خلافتِ مجدد“ اس کا معنی ہے انبیاء کے بعد تشریف لانے والے، لہذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، کیونکہ عاقبتِ نبی ہیں آخر کو اور کسی کے پیچھے آنے والے کو۔ اسی لئے بیٹے کو عتب کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ آخری زمانے میں آسمان سے اتریں گے، نبوت سے متعف ہوں گے، آپ کی نبوت قائم ہوگی، لیکن آپ حضور سید الانبیاء ﷺ کی شریعت کی پیروی کریں گے اور اسی کے مطابق حکم کریں گے، آپ کا زمانہ نبوت ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانہ

۱۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے

ہو تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو

۲۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اسی سزائے سیادت پر لاکھوں سلام

جس کے زیرِ لو آء آدم و من ہوا

نبوت سے پہلے ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: کہ آگ میں آپ کا نام عاقب۔ آپ کی شہادت کی برکت سے جب یہ نام آئے گا آگ ٹھنڈی اور پر سکون ہو جائے گی جیسے کہ مروی ہے کہ کچھ حافظ قرآن آگ میں داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اسے حبیب کریم ﷺ کا اسم شریف بھلا دے گا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریل امین علیہ السلام انہیں یاد دلائیں گے کہ جب وہ آپ کا نام پاک لیں گے تو آگ ٹھنڈی ہو جائے گی اور ان سے دور ہٹ جائے گی۔

حضور علیہ السلام کا معزز ترین نام

شیخ عبد الجلیل قسری اسم مبارک عاقبت کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا معزز ترین اور عظیم ترین وصف ہے اور آپ کی عظیم فضیلت پر واضح دلالت کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مخلوق کو پیدا کیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جو انہیں اچھی عاقبت اور دین و دنیا اور آخرت کے ان امور کی طرف بلاتے تھے جن کا انجام بھلائی ہو۔ بعض حضرات کی تبلیغ سے ایک آدمی بھی بھلائی کی طرف نہ آیا، بعض کی تبلیغ سے ایک دو تین یا چند افراد راہِ راست پر آئے، جن حضرات کے متبعین کثرت سے ہوئے وہ بھی نبی عاقب ﷺ کی بعثت کے قرب سے ہوئے، جو ہر بھلائی لائے تو آپ کے اسم پاک کی برکت کا آخر میں ظہور ہوا۔

پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اسم اقدس (عاقب) کی موافقت میں تمام انبیاء عظیم السلام کے بعد تمام امتوں کی طرف مبعوث ہوئے تو دعوت کو طاقت اور نبوت کو قوت ملی۔ پس حضور ﷺ آخر میں ہر بھلائی کے لانے والے ہیں، آپ کے اسم مبارک کے معنی کا فیضان ہوا، آپ نے ہر ایسا کام کیا جس کا انجام بہتر تھا انبیاء کرام عظیم السلام کی پشت پناہی کی اور فریضہ نبوت کو کماحقہ انجام دیا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں وہ عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور فی الواقع آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوا، کیونکہ آپ تمام نبیوں کی انتہا تک پہنچے، ان کا احاطہ کیا اور ان سب کی تکمیل کی، لہذا نہ تو آپ کے ساتھ کسی کی بعثت کی گنجائش رہی اور نہ آپ کے بعد اسی لئے امور اخرویہ کی انتہا ظاہر ہوئی اور آپ نے ان کی تکمیل فرمائی۔

حضور علیہ السلام آخری حد تک ترقی فرماتے گئے

آپ ایک اور معنی کے اعتبار سے مقامات میں عاقب ہیں۔ انبیاء اولیاء اور ملوک کے احوال و درجات ایک سے ایک بلند ہیں، آپ تمام مقامات میں آخری حد کی طلب میں ترقی فرماتے گئے، یہاں تک کہ سب مقامات کی انتہاؤں کا احاطہ کر لیا، لہذا آپ تمام مقامات میں عاقبت کے بعد ہے اور آپ کا درجہ تمام درجات سے بلند ہے، اس کے بعد صرف اللہ جل شانہ ہے۔

طہ کا معنی

۱۔ ”طہ“ حضرت نقاش نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: قرآن پاک میں میرے سات نام ہیں، ان میں

سے ایک خطہ بیان فرمایا۔ بعض مفسرین نے فرمایا: کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام پاک ہے۔ پہلی صورت میں (جب یہ نبی اکرم ﷺ کا نام گرامی ہوا) اس کے معنی میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) یا زجل اے عظیم مرد (۲) یا انسان (۳) یا انسان (۳) یا ظاہر بنا خدا ہی اے پاکیزہ! اے ہدایت دینے والے! آخری صورت میں یہ بطریق رمز خطاب ہے اور تحقیق کے طور پر ظاہر سے طاء اور حاوی سے حاء پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ جیسے کہ ایک عرب شاعر کہتا ہے قُلْتُ لَهَا بَقِيْنَ فَقَالَتْ قَاف (میں نے اے کہا ٹھہر جا تو اس نے کہا میں ٹھہر گئی) فَقُلْتُ كِي بَحَايَ قَاف کہہ دیا۔ یہ قول حضرت واسطی اور حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ (۴) اس کا معنی ہے 'اے امت کو شفاعت کی امید دلانے والے اور مخلوق کو دین کی ہدایت دینے والے' (۵) البجد کے حساب سے ط کے نو اور و کے پانچ عدد ہیں جن کا مجموعہ چہ وہ ہے۔ حضور انور ﷺ کو چہ وہوں کے چاند کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

یہ اقوال بہترین تاویلیں اور لطیف اشارات ہیں انہیں تفسیر نہیں کہا جاسکتا۔ (۶) ایک قرأت میں خطہ: ہاء کو ساکن پڑھا گیا ہے، اس بنا پر کہ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ زمین پر دونوں قدم رکھیں۔ ابن مردودہ حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تہجد میں ایک قدم پر قیام فرماتے تھے تو آپ کو حکم دیا گیا کہ دونوں قدم زمین پر رکھیں، اصل میں یہ لفظ خطہ تھا، مزہ کو ہاء سے بدل دیا گیا۔ (۷) معتمد یہ ہے کہ خطہ حروف جمعی کے اسماء ہیں۔ (۸) خطہ کا معنی ہے اطمینان رکھئے۔

یٰسین کا معنی

۱۔ "یٰسین" اس میں کئی قول ہیں (۱) ابن عدی کامل میں حضرت علی، حضرت جابر، حضرت اسامہ ابن زید، حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابو نعیم دلائل النبوة میں اور ابن مردودہ اپنی تفسیر میں حضرت ابوالفضل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے دس نام ہیں، ان میں سے یٰسین کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث کی سند میں مشکوٰۃ ہے۔ (۲) اے کامل ترین انسان (۳) یا محمد ﷺ (۴) عظیم مرد (۵) اے تمام انسانوں کے سردار۔ اس میں آپ کی بہت بڑی تعظیم و تحکیم ہے۔ (۶) یہ قرآن پاک کا نام ہے۔ (۷) اللہ تعالیٰ کا نام پاک ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نام مبارک کی قسم یاد فرمائی ہے۔

طاہر کا معنی

۱۔ "طاہر" آپ کی ذات گرامی حسی اور معنوی طور پر پاک ہے اور ہر اس چیز سے منزہ ہے جو آپ کے مقام کے لائق نہیں۔ طہارت کا معنی پاک صاف۔ منزہ اور عیب سے خالی ہونا ہے۔ حسی طہارت تو یہ ہے کہ آپ کی ہر چیز پاک ہے۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ وہ نقطہ بھی پاک ہے جس سے آپ کی ولادت ہوئی۔ اور مٹی کے پاک ہونے میں جو اختلاف ہے، وہ اس

کے ماسوا میں ہے، یہ بھی تصریح کی ہے کہ موت کے بعد انسانی جسم کے پاک ہونے میں جو اختلاف ہے اس سے آپ کا جسد اقدس مستثنیٰ ہے، یہ بھی تصریح کی ہے کہ آپ کے فضائل شریفہ پاک ہیں اور یہ بات اس سے ماخوذ ہے کہ حضرت مالک بن نوائل اور حضرت عبد اللہ بن زبیر نے آپ کا خون مبارک پیا اور حضرت ام ایمن اور حضرت ام یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کا پیشاب مبارک پیا تو آپ نے اس کی تائید فرمائی اور باز پرس نہیں فرمائی۔

محتوی طہارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر مذموم عادت سے پاک صاف رکھا اور ہر اچھی عادت سے مشرف فرمایا اور اس پر تعریف فرمائی۔ اور آپ کو عقائد، اقوال، افعال اور تمام احوال میں ناپسندیدہ چیزوں سے محفوظ و مامون رکھا۔ بالعرض اگر ایسی کوئی چیز پائی گئی ہو آپ کے مقام رفیع کے لائق نہ تھی تو اس کی بخشش کا اعلان فرمایا "لَا يَخْفِيَنَّ لَكَ اللَّهُ مَا تَقْدَمُ مِنْ ذُنُوبٍ وَ مَا تَأْخُرُ" حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "بخدا! کوئی جان اپنے طور پر نہیں جانتی کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے وہ ہے۔ سوائے اس ذات کریم کے جن کے مخلوق اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیان فرمادیا کہ ان کے اگلے پچھلے ذنوب کی مغفرت کر دی گئی ہے۔"

نبی کریم ﷺ امت کی بخشش کا سبب ہیں

بعض حضرات نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ حضور ﷺ سے خطاب اس لئے کیا گیا کہ آپ بخشش کا سبب ہیں۔ جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے تو آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے عام مترجمین کے برعکس یہی ترجمہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو محاسن کنز الایمان اذ ملک شیر محمد خاں مطلوبہ مرکزی مجلس و مضاف لاہور۔

آپ فی نفسہ پاک ہیں

”مَنْظَرُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ معتمد نسخوں میں ہام مفتوح ہے اور یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے (وہ ذات جسے پاک رکھا گیا) ظاہر اور مظہر میں فرق یہ ہے کہ ظاہر میں نبی اکرم ﷺ کی فی ضہ طہارت و پاکیزگی پیش نظر ہے، فاعل کی طرف التفات نہیں ہے اور مظہر میں فاعل اور پاک رکھنے والے کی طرف بھی التفات ہے، جس نے از راہ اظہار عنایت و کرم آپ کو خصوصی طہارت عطا فرمائی۔ کوئی عقل والا اس میں شک نہیں کر سکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور اس میں ارشاد ربانی "وَيُظَاهِرُكُمْ تَطْهِيرًا" کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نسخوں میں ہام مکسور اور اسم فاعل کا صیغہ (مَنْظَرُهُ) ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ دو مردوں کو کھر، جہاتوں، گناہوں، گمراہیوں، بن پر اصرار کرنے اور ان پر ہونے والی گرفت سے بچانے والے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

آپ سے زیادہ خوشبو والا کوئی نہیں

”خَلِيبٌ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ اُغْلَبُ الظَّہِیْنِ ہیں اور کوئی آپ سے زیادہ خوشبو والا نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کا یسند مبارک ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا اور جسے مل جاتا وہ اپنی خوشبو میں ڈال لیتا اور جو اسے لگا لیتا اس کی خوشبو خوب مستحسنت، اہل عیبت اسے سونگھتے، انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ آپ ہی کے ہند اقدس کی خوشبو ہے اور انہیں آپ کی خوشبو میں کوئی شک نہ ہوتا، آپ جس راہ سے گزرتے بعد میں آنے والوں کو آپ کے یسند مبارک کی خوشبو سے معلوم ہو جاتا کہ آپ اس راہ سے تشریف لے گئے ہیں۔

مہربوت سے کستوری کی خوشبو

اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ یہ خوشبو کسی مصنوعی خوشبو کے استعمال کے سبب نہ تھی۔ حضرت حری اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا، تو میں نے مہربوت کو اپنے منہ سے پکڑ لیا، اس میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ آپ کا دست اقدس کستوری اور عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا، آپ خوشبو استعمال فرماتے یا نہ، اس طرح خوشبو محسوس ہوتی گویا کسی عطار کا ہاتھ ہے، جو شخص آپ سے مصافحہ کرتا اسے تمام دن خوشبو محسوس ہوتی رہتی، آپ جس بچے کے سر پر ہاتھ پھیر دیتے، خوشبو کے سبب دوسرے بچوں سے الگ پہچانا جاتا، جب آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو زمین پھٹ جاتی ہے اور فضلہ مبارک کو نگل لیتی اور اس جگہ سے کستوری کی خوشبو آتی اور کسی شخص کو آپ کے فضلہ مبارک کی اطلاع نہ ہوتی۔

حضرت ام ایمن نے آپ ﷺ کا بول مبارک پی لیا

حضرت ام ایمن وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے نادانگی میں آپ کا بیضاب مبارک پی لیا تو انہیں بیضاب کی بو محسوس نہ ہوئی، ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ یہ بیضاب ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کا خون پی لیا تو ان کے منہ سے کستوری کی خوشبو آتی تھی اور یہ خوشبو ان کی شہادت تک باقی رہی۔ ان کے علاوہ متعدد صحابہ نے آپ کا خون مبارک نوش کیا، نبی اکرم ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا، اہل علم نے اس تاکید سے استدلال کیا آپ کے فضلات شریفہ پاک ہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ اس سے پہلے گزر چکا کہ منی کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، لیکن علماء نے اس اختلاف سے اس لحاظ کو مستثنیٰ قرار دیا جس سے آپ کی ولادت ہوئی اور کہا کہ اس کے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ سے کوئی ناپسندیدہ چیز ظاہر نہیں ہوئی، جو کہ عام اموات سے ظاہر ہوتی ہے، بلکہ آپ ظاہری حیات اور وصال کے بعد دونوں حالتوں میں طیب و طاہر ہیں، آپ کا کوئی کپڑا میل نہیں ہوا تھا، کیونکہ آپ کے جسم

اقدس سے خوشبو ہی نکلتی تھی، فضاء نے فرمایا کہ جو شخص عیب لگانے کے ارادے سے کہے کہ حضور ﷺ کا کپڑا میلہ ہے اسے حد کی بنا پر نہیں بلکہ کفر کی بنا پر قتل کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو عالم وجود میں ایسی خوشبو عطا فرمائی کہ تمام کائنات اس سے معطر اور ممتاز ہو گئی، دلوں نے آپ سے غذا حاصل کی تو وہ پاکیزہ ہو گئے، روحوں نے آپ کی خوشبو سونچ کر نشوونما پائی، جب آپ کے دل انور سے خون کا سیاہ لوتھڑا نکلا گیا تو آپ دل کی ہر خرابی سے محفوظ ہو گئے، اللہ شیطاں کا آپ کے دل اقدس سے کوئی تعلق نہیں، آپ ہفتگو کے نقائص سے بھی پاک ہیں، لہذا آپ صادق و صدق ہیں، آپ فعل و عمل کی ہر برائی سے پاک ہیں، آپ سراپا طاعت ہیں، تو آپ سے بڑھ کر کوئی خوشبو ہو سکتی ہے۔

سید کا معنی

”سَيِّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ بہت سی احادیث صحیح میں آپ پر سید کا اطلاق آیا ہے۔ ترمذی شریف کی روایت میں ”أَنَا سَيِّدٌ وَلَيْدٌ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ حدیث شفاعت میں ہے لوگ کہیں گے ”إِنَّمَا نَعْبُدُ إِلَهِي سَيِّدَ وَلِيِّ آدَمَ“ اولاد آدم کے سردار ﷺ کی خدمت میں چلو۔ صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) میں ہے ”أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ قیامت کے دن میں تمام انسانوں کا سردار ہوں۔

سید کسے کہتے ہیں؟ اور ائمہ کے ارشادات

”سَيِّدٌ“ وہ شخصیت ہے جو خصال کاملہ اور مکمل شرافت کی بنا پر تمام قوم سے آگے اور ان کی راہبر ہو، بعض نے کہا سید وہ کامل ہے جس کی طرف سب محتاج ہوں یا وہ عقیم کہ دوسرے اس کے محتاج ہوں، بعض نے کہا کہ جو اپنی قوم کا رئیس اور سب سے بڑا ہو، بعض نے کہا کہ سید وہ مالک ہے جس کی فرمانبرداری واجب ہو۔ اسی لئے غلام کو سید کہا جاتا ہے، کپڑے کا سید نہیں کہا جاتا، کیونکہ کپڑے پر اطاعت واجب نہیں، بعض نے کہا اس کا معنی حلیم ہے، بعض نے اس کا معنی نخی بیان کیا ہے۔ یہ لفظ شوہر کے لئے بھی بولا جاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالْقِيَامَةِ سَيِّدٌ هَذَا نَذَى الْقَبَابِ (حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا نے دروازہ کے پاس زلیخا کے شوہر کو پایا) سید کا یہ معنی اہل لغت نے بیان کیا ہے۔

لفظ سید کی تعریف میں ائمہ کے نظریات

مفسرین میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: سید وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محرم ہو، حضرت قتادہ نے فرمایا: سید حیات گزار، پرہیزگار اور حلیم کو کہتے ہیں۔ حضرت عکرمہ قرطبی ہیں، سید وہ ہے جس پر اس کا غضب غالب نہ آئے، نبی اکرم ﷺ کی سیادت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اس پر دلیل قائم کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے، آپ دنیا و آخرت میں کسی قید اور تخصیص کے بغیر تمام جہاں کے سردار ہیں۔ حدیث شریف میں جو فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمام

انسانوں کا سردار ہوں گا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ سیادت اور شفاعت میں منفرد ہوں گے۔ اس دن تمام لوگ آپ کی پناہ لیں گے۔ انہیں آپ کے سوا کوئی خدا و مادی نہیں ملے گا۔ اول سے آخر تک تمام مخلوقات جن و انسان جمع ہوں گے۔ انبیاء و مرسلین بھی انہی میں ہوں گے۔ جو تک و آخرت دوام و بقا کی جگہ ہے۔ اس لئے وہی معتبر ہو گا۔ حضور ﷺ کے ظہور سے پہلے ہی آپ کی سیادت، نسب، طبیعت، اخلاق و آداب وغیرہ فضائل میں معلوم تھی۔ سیرت پاک اور بیچین سے بڑی عمر تک آپ کے احوال مبارکہ کا مطالعہ کرتے واسلے پر یہ سب مشکف ہے۔

حدیث پاک: ”اَنَا سَيِّدُ زُلَيْدٍ آذَمَ“ سے مراد نوع انسانی ہے (جو حضرت آدم علیہ السلام کو بھی شامل ہے) اسی طرح ہر وہ جماعت جس کا نام باپ کی نسبت سے رکھا گیا ہو، اس نام کا اخلاق باپ اور اس کی اولاد پر جائز ہے، اسی طرح ابن کا استعمال سب کے لئے جائز ہے۔ مثلاً حمیم ایک قبیلے کے جد اعلیٰ کا نام ہے، اس کے باوجود حمیم اور اس کی اولاد کے لئے حمیم کا استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح بنو حمیم کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ حمیم کو بھی شامل ہو۔ یہ مجاز انا عام ہے کہ حقیقت عرفیہ بن گیا ہے۔ دوسری حدیث کے الفاظ ”اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ (میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا) حضرت آدم علیہ السلام کو بھی شامل ہے، اس میں نہ کوئی اشکال ہے اور نہ جواب دینے کی ضرورت ہے۔

حضور سید عالم ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی سردار ہیں، اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ”آذَمَ فَتَنِي ذُوْنَهُ بَنُی“ لَکِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَحْتُ لِيَوَانِي“ (حضرت آدم اور ان کے علاوہ انبیاء عظیم السلام قیامت کے دن میرے بھندے کے نیچے ہوں گے) اور شفاعت کی مشہور حدیث جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سید الشافعیین ﷺ حضرت آدم اور رسولان عظام علیہم السلام کے پیشوا ہوں گے اور ان پر آپ کی سیادت بغیر کسی نزاع کے ظاہر ہوگی اور یہ حدیث کہ میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور سب سے پہلے مجھ سے زمین کھلے گی اور یہ حدیث کہ مجھے اس وقت نبی کا لقب دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضور ﷺ کے دو قرآنی نام

”وَمَا مَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً مِّنَ رَبِّكَ“ یہ حضور ﷺ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ فیتر آن پاک میں آپ کو ان دو ناموں سے مخاطب فرمایا دو سرے کسی نبی کو ان ناموں سے خطاب نہیں فرمایا۔ نبی وہ مراد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے واسطے سے یا بلا واسطہ وحی کے سنتے سے مخلص فرمایا، بعض نے فرمایا، نبی وہ مراد ہے جنہیں معین شریعت پر عمل کرنے کی وحی کی گئی، قرآنی نے فرمایا، نبوت مخلص وحی کا نام نہیں ہے جیسے کہ بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے، کیونکہ مخلص وحی تو غیر نبی کو بھی حاصل ہوئی مثلاً حضرت مریم علیہا السلام حالانکہ صحیح یہ ہے کہ وہ نبی نہیں ہیں، بلکہ محققین کے نزدیک وحی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مراد کو حکم انشائی (وہ حکم جو دو مردوں کے لئے واجب العمل ہو) دے کہ پیدا فرمائے۔

نبی اور رسول میں فرق؟

پھر اس میں اختلاف ہے کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے اور رسول کو نبی پر کیا فضیلت حاصل ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ رسول وہ نبی ہے کہ جن احکام کی انہیں وحی کی گئی، ان کی تبلیغ کا انہیں حکم ہے، رسول میں یہ امر زادہ ہے کہ انہیں تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے، لہذا نبی عام اور رسول خاص ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: کہ تبلیغ و ارسال کا حکم دونوں کو شامل ہے۔ ان میں ایک اور وجہ سے فرق ہے اور وہ یہ کہ رسول جدید شریعت لاتے ہیں یا پہلی شریعت کے بعض احکام کو منسوخ کر دیتے ہیں یا ان کے پاس مخصوص کتاب ہوتی ہے اور نبی سابقہ شریعت کی تائید و تقویت کے لئے تشریف لاتے ہیں مثلاً حضرت یحییٰ ابن نوح علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تائید کے لئے تشریف لائے۔

قرآن و حدیث میں جب مطلق نبی اور رسول کا ذکر ہو گا تو ان سے مراد ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے، آپ ہی تمام مخلوق اولین و آخرین کے رسول مطلق ہیں۔ لہذا آپ کی رسالت عام، دعوت عام، رحمت شاملہ اور مخلوق میں آپ کی امدادیں کار فرما ہیں، پہلے تمام نبی اور رسول آپ کے نائب تھے، اس لئے آپ ہی علی الاطلاق رسول ہیں اور آپ ہی مخلوق کو خدا دیتے والے ہیں۔ اس سے آپ کا نبی اور رسول کے اسم کے ساتھ مختص ہونا واضح ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضور ﷺ رحمتہ للعالمین

حاجہ "رَسُولُ الرَّحْمٰنِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" یہ اسم پاک ابن سعد نے حضرت مجاہد سے مرسلہ (صحابی کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" (ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہان کے لئے رحمت) اور فرمایا "بِالْمُؤْمِنِیْنَ وَرُؤْفٍ رَّحِیْمٍ" (ایمانداروں پر مہربان اور رحمت کرنے والے)۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا "اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّخْتَصَّةٌ" (اِس میں نہیں ہوں مگر بھیجی ہوئی رحمت) اور فرمایا: میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، نہ کہ عذاب بنا کر۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی امت اور تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، یہاں تک کہ آپ کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں کہ ان سے عذاب موخر کیا گیا اور منافقوں کے لئے رحمت ہیں کہ انہیں دنیا میں امن دیا گیا، جس نے آپ کی پیروی کی اس پر آپ کی بدولت دنیا میں رحم کیا جائے گا اور اسے عذاب، زمین میں دھنس جائے، سنگ باری، صورت کی تبدیلی، قتل اور جزیہ سے نجات دی جائے گی۔ اس کے دل پر اللہ تعالیٰ پر ایمان کی بدولت رحم کیا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے منقطع ہونے کی آگ میں جانے سے محفوظ ہو جائے گا، آخرت میں اسے دائمی عذاب اور رسوائی سے نجات عطا کی جائے گی، اس سے حساب جلدی ہو جائے گا، ثواب دیا جائے گا، اسے خیر کثیر حاصل ہوگی اور اللہ رب العزت کی بارگاہ کی حاضری نصیب ہوگی، یہ اسم حضور ﷺ کا بہت ہی خاص اسم ہے۔

قیم کے معانی

۱۸ "قُسْمٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" نسخہ سہیلہ وغیرہ میں قاف مفتوح اور یاغ مشدود کمزور ہے، بعض نسخوں میں قُسْمٌ قاف مضموم اور قاف مفتوح ہے۔ بعض دو سرے نسخوں میں دونوں ہی موجود ہیں۔ "قُسْمٌ" کا مطلب جامع کامل ہے، یعنی بہترین اخلاق کا جامع اور ان میں کمال کو پہنچا ہوا، یا لوگوں میں اعلیٰ واقعہ کر کے اور ان کے مشرقیت جمع کر کے ان کی پراگندگی کو جمع کرنے والا، کیونکہ قُسْمٌ کے کئی معانی ہیں۔ (۱) سردار ہے، اس لئے کہ وہ لوگوں کے دینی اور دنیاوی امور کا انتظام کرتا ہے۔ (۲) بہترین راستہ باز۔ (۳) تمام بھلائیوں کا جامع، (۴) سنت کو قائم کرنے والا۔ (۵) مخلوق کے معاملات انجام دینے والا اور ان کے تمام امور میں جہان کی تدبیر کرنے والا۔ "قُسْمٌ الذَّابِرُ" وہ ہے جو گھروالوں کی ضروریات کا کفیل ہو، ان کے حالات و مصلحت کا اثر ان ہو، فوائد کے حصول اور مصائب کے ازالہ کا خیال رکھے اور ان کی دیکھ بھال کے پیش نظر حسب موقع ان کی امداد کرے۔ قُسْمٌ کا معنی جامع خیر اور کثیر عطا کرنے والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نیز ہوا سے زیادہ بھلائی کے عطا کرنے والے اور تمام فضائل، خیرات اور مناقب کے جامع ہیں۔ اس لئے دونوں اسموں کا معنی ایک ہے یا قریب قریب ہے۔

سَيِّدُنَا جَامِعٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا تمام کمالات کے جامع ﷺ

سَيِّدُنَا مُقْتَفٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا انبیاء کے بعد آنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا الْمُحَقِّقِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا آخر میں آنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا رَسُولُ الْمَلَاحِمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا معرکوں کے رسول ﷺ

سَيِّدُنَا رَسُولُ الرَّاحَةِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا راحت عطا فرمانے والے رسول ﷺ

سَيِّدُنَا كَامِلٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا کامل ﷺ

سَيِّدُنَا اِكْمِلْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا سر کج انبیاء ﷺ

سَيِّدُنَا مُدَثِّرْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا لحاف اوڑھنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُزَقِّلْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا کھل کر سب تک فرماتے والے ﷺ

سَيِّدُنَا عَبْدُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے مکرّم بندے ﷺ

سَيِّدُنَا حَبِیْبُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ

سَيِّدُنَا صَفِیُّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ﷺ

سَيِّدُنَا نَجِیُّ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا کَلِیْمُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے والے ﷺ

جامع کا معنی

۱۔ "جامع صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" یہ اسم گرامی اس لئے کہ حضور ﷺ تمام ان فضائل و کمالات کے جامع ہیں جو دیگر انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء و علماء علیہم السلام میں متفرق طور پر پائے گئے اور کیوں نہ ہو جب کہ وہ تمام حضرات آپ کی تفصیلی صورتیں، آپ کے خلفاء اور آپ کے تعینات و مراتب کے مظہر ہیں، ان میں سے ہر ایک آپ کے بحر نور میں تیر رہا ہے اور اپنے مقام کے مطابق آپ کے دریائے رحمت سے مستفید ہے، ہر چھوٹی اور بڑی بھلائی آپ ہی سے حاصل ہوئی، آپ ہی کی جلوہ گری سے ظہور پذیر ہوئی، آپ ہی سے تمام موجودات ممکنہ فیض یاب ہیں جیسے درخت بیج سے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اصل

وہود قریب ترین موجود، تمام رُوحوں کے سردار، رُوحِ اعظم اور آدم اکبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کلمات جامعہ (ذہن کے الفاظ) تم اور متعالیٰ زیادہ ہیں اور رسالت محیطہ عطا فرمائی، آپ ہی مخلوق کو بارگاہِ اہی میں جمع کرنے والے اور اہلقت قائم کر کے ان کی پراگندگیوں اور اختلافات کو دور قربانے والے، تمام پھلائیوں، رسالتوں، نبوتوں، خالق و افعیہ کے دائروں، توحید ربانی کے اسرار اور منفرد فیوض کے جامع ہیں۔ ﷺ

حضور علیہ السلام پہلی شریعتوں سے واقف

ج ۳ ”مُتَّفَقٌ عَلَى الْإِسْلَامِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ بِقَطْعٍ اور قطعی کا معنی ہے۔ چھپے آنا، تمام انبیاء کرام پہلے آئے اور نبی اکرم ﷺ ان کے بعد اور آخر میں تشریف لائے۔ لہذا آپ سب کے خاتم ہیں اور اس میں فضیلت یہ ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ پہلے انبیاء کے احوال اور ان کی شریعتوں سے واقف ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ہر احسن شے کو پسند فرمایا، انبیاء سابقین علیہم السلام کے واقعات میں آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے بے شمار عبرتیں اور فائدے ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ دونوں اسموں کا معنی یہ ہے کہ انبیاء کی سیرت و سنت کی موافقت فرمانے والے، بعض علماء نے کہا کہ یہ معنی بستر ہے۔ بلکہ عقابِ احمد میں آئے والے کے بعد ان دو اسموں کے ذکر سے تکرار لازم نہ آئے۔

حضور علیہ السلام درجات قرب پر فائز ہیں

شیخ عبد الجلیل قسری نے شعب الایمان میں فرمایا کہ مُتَّفَقٌ نبی اکرم ﷺ کے ان عظیم ترین اسماء سے ہے جو آپ کی ذات اقدس کی فضیلت و جلالت پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مُتَّفَقٌ عَلَیَّ میں فضائل اور قرب کے درجات پر فائز ہوا، یہاں تک کہ میں نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا، ہر فعل اور حسانی و روحانی فضیلتوں میں وہ سب میری پیروی کرتے ہیں۔ المُتَّفَقِی میں لام تعریف داخل ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق نے جان لیا کہ آپ ملکوت و ملک میں تمام فرشتوں اور انسانوں کے امام ہیں اور وہ سب آپ کے مقتدی ہیں، شریعت مبارکہ میں اس کی دلیل حدیث صحیحہ اور عالمِ بلا اور ایمان و علم کے درجات میں ترقی فرمانا ہے، یہ تمام اللہ تعالیٰ کی عبادت تھی جو آپ نے ادا کی۔ یہاں تک کہ سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی رسالتی نہیں ہوئی، مکہ مکرمہ سے عالمِ بلا کی طرف روانگی کی علامات میں بے شمار علوم ہیں جو کانوں کے پردوں سے نہیں سنا سکتے۔

مُتَّفَقِی کا ایک اور معنی بھی ہے کہ حضور ﷺ نے دنیا و دہانیا کو پس پشت ڈال دیا اور کسی چیز کی طرف چشم التفات نہیں کیا، کیونکہ آپ نے مولا تعالیٰ کو ہر چیز پر ترجیح دی، اور اللہ تعالیٰ کی معرفت، محبت اور اس کی ذات میں محبت کا بھی یہی تقاضا

سب سے زیادہ غزوات میں شرکت کی

”رَسُولُ الْاَمْلَاحِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ ملاحم جمع ہے مَلْحَمَۃً کی ’مَلْحَمَۃً لِّاٰلِی اور جنگ یا ان کے مقابلے شدید جنگ اور عظیم لڑائی کو کہتے ہیں‘ لڑنے والے کپڑے کے نام ہانے کی طرح آپس میں تھم گتھا ہو جاتے ہیں۔ اس سے اقدس کا اشارہ اس طرف ہے کہ آپ صاحبِ سیف و قتل ہیں۔ آپ پر جنگ فرض کی گئی، آپ کے لئے فقیہین حلال کی گئیں اور آپ کو رعب سے مدد دی گئی، جس قدر آپ نے جہاد کیا جنگوں میں حصہ لیا اور جتنی امداد آپ کو دی گئی، کسی رسول کو میر نہیں ہوئی، کسی نبی اور ان کی امت نے کبھی اتنا جہاد نہیں کیا جتنا نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت نے کیا، جتنی جنگیں آپ کی امت اور کافروں کے درمیان ہوئیں، سب سے زیادہ غزوات میں اس کی نظیر نہیں ملتی، زمانے گزرتے رہیں گے اور امت مسلمہ کافروں سے دنیا کے اطراف و اکناف میں جنگ کرتی رہے گی یہاں تک کہ کائنات دجال سے جنگ کرے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے، حرب و جہاد کے ساتھ آپ کی خصوصیت کی بنا پر آپ کی اضافت ملاحم کی طرف کی گئی، جمع کثرت کے معنی میں جنگوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے۔

حضور ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے اور آپ کو جہاد کی اجازت دی گئی، اس وقت سے وسائل تک کھڑے مسلسل برسرِ پیکار اور مصروفِ جہاد رہے، کبھی بغضِ نفیس تشریف لے جاتے اور کبھی مجاہدین کے دستے بھیجے، نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے کبھی آرام نہ کیا، ان کی جہاد کے علاوہ کوئی مصروفیت نہ تھی، اسی لئے عرب مغلوب ہو گئے، مکہ فتح ہو گیا اور لوگ فوج در فوج اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوئے، جن غزوات میں آپ بغضِ نفیس تشریف لے گئے ان کی تعداد، مشہور قول اور اکثر کے مذہب کے مطابق ستائیس (۲۷) تھی اور سرائیا (جن میں آپ شریک نہیں ہوئے) کی تعداد سینتالیس (۲۷) تھی، بعض نے اس سے کم اور بعض نے زیادہ بیان کی ہے، واللہ اعلم

رسول الراحة کام اور اکلیل کا معنی

”رَسُولُ الْوَاخِۃِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ یہ نام اس لئے ہے کہ آپ مومنوں کے لئے راحت ہیں، دنیا میں تو اس سے کہ ام سب سے جو منتخبات اور سختیاں تھیں آپ کی شریعت نے رخصت اور تخفیف کے ذریعے انہیں ختم کر دیا، اور آخرت میں ان کے لئے عظیم راحت ہو گی اور آپ کے طفیل انہیں امن اور کامیابی حاصل ہو گی، اور کافروں کے لئے اس طرح راحت چہا کہ جب انہوں نے جزیہ دینا قبول کر لیا تو انہیں ایمان کے حرم میں داخل ہو کر امن مل گیا، انہیں قتل نہ کیا گیا اور ان کی اولاد کو قیدی نہ بنایا گیا، یہ اسم پاک رسول الرحمت سے ماخوذ ہے اور اسے لازم ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ جس پر رحمت فرماتا ہے، اسے راحت عطا فرماتا ہے۔

”رَسُولُ اللہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوصاف کو

درجہ کمال عطا کیا! لہذا آپ ہر کمال سے متصف، تمام فضائل سے موصوف اور تمام اچھی صفاتوں، علوم، اعمال، اخلاق، احوال اور اوصاف جلیلہ جلیلہ کے حامل ہیں۔

بیز اہل کمال کے وصف میں کمال اللہ تعالیٰ کا وہ بتل و کمال ہے جو ان کی بصیرتوں میں منکشف ہوا اور اس کے سبب ان کے بشری اوصاف چھپ گئے، یہ بات نبی اکرم ﷺ میں اس قدر کمال کے ساتھ پائی گئی ہے کہ وہ سروں کو آپ کے ساتھ کوئی نسبت ہی حاصل نہیں ہے، کیونکہ حضور ﷺ فضل و کمال اور انعام و احسان کی کلان ہیں۔ غریب حضرت معصف نبی اکرم ﷺ کے ان اوصاف کمال کا ذکر کریں گے جن کے جلال سے ان کا دل اور بتل سے ان کی آنکھیں معمور تھیں، اور ان کی بدولت وہ سرور اور مہر و منصور ہو گئے۔

۱؎ "اَعْلٰیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" زبور میں حضور سید العالمین ﷺ کا یہ نام رکھا گیا۔ اعلیٰ یکسو البتہ اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی چیز کا ہر جانب سے احاطہ کرے، اس کا استعمال تاج کے لئے مشہور ہے، جسے موجوں سے مزین کیا جاتا ہے اور بادشاہ اسے زیب سر کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ تمام موجودات کے سر تاج اور زیب و زینت اور سرور و جود اور روح کا نکلتے ہیں۔

مدثر اور منزل کا معنی

۲؎ "مَذْذَبٌ مَّزْنٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" ان دونوں کا معنی ہے کپڑے میں لپٹنے والے، آپ کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ مروی ہے جب پہلی دفعہ حضرت جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اور آپ نے مکمل مبارک اودھ لیا، بعض حضرات نے کہا: یہ دونوں اسم نزول کے وقت کی حالت کو ظاہر کر رہے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ اس وقت آپ نے مکمل زیب تن فرمایا ہوا تھا، بعض نے کہا: اس کا معنی ہے اے سونے والے! اس وقت آپ نے مکمل اور بھی ہوئی تھی، جسے آپ استراحت کے وقت استعمال فرماتے تھے، بعض نے فرمایا: اس خطاب میں اظہار لطف اور خوف کا ازالہ ہے اور جس کام کا حکم دیا گیا ہے اس کے لئے بخوشی تیار کرنا ہے۔ مثلاً کسی شخص کو کسی کام کا حکم دیا جائے اور وہ ہراس میں آئے تو بخوشی اس کام پر آمادہ کرنے کے لئے کہا جائے کہ اے ورنے والے! جو کام تجھے کہا گیا ہے کر گذر۔ حضرت سبیل نے فرمایا کہ منزل نبی اکرم ﷺ کے اسماء معرّفہ میں سے نہیں ہے، بلکہ خطاب کے وقت آپ کی یہ حالت تھی اس سے مشتق ہے، عرب کی عادت ہے کہ جب خطاب کی بجائے مخاطب سے لطف کا اظہار کرتے چاہتے ہوں تو اس کی حالت سے مشتق اسم سے خطاب کرتے ہیں۔ مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ زمین پر سوئے ہوئے تھے اور ان کے پہلوئے مبارک پر مٹی لگی ہوئی تھی، حضور ﷺ نے ازراہ لطف و کرم فرمایا: ابو تراب! اٹھو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد "يَا أَيُّهَا الْمَرْغَبُ" اٹھ اٹھ کر تے کے لئے لطف و تواضع سے معمور خطاب ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا: اس کا معنی ہے، اے حامل قرآن! بعض نے فرمایا: اے نبوت اور اس کی گمراہی قدر ذمہ داریاں اٹھانے والے! یعنی آپ نے اس عظیم ذمہ داری کو اٹھا لیا ہے، تو اب اسے پورا کیجئے، بعض نے فرمایا: اس کا مطلب ہے اے

رسالت کی عظیم القدر ذمہ داریوں کے حامل! اسی صورت میں تو مل مجازاً ہو گا۔ ابتداء آپ کو یَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ اور یَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ سے خطاب کیا گیا بعد ازاں یَا أَيُّهَا النَّبِیُّ اور یَا أَيُّهَا الرَّسُولُ سے خطاب فرمایا گیا۔

عبداللہ کا معنی

۱۔ "عبداللہ ضلّی اللہ علیہ وعلیٰ آتہ وسلم" یہ اسم مبارک اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اسم سے مشرف فرمایا اور آپ کا نام عبد رکھا اس میں انتہائی تعظیم و تکریم ہے اور آپ کا مرتبہ و مقام بہت ہی بلند کر دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا "مَنْبَحُ الذِّیْنِ اَمْرُوْنِ بِعَبْدِیْ" (پاک ہے وہ جو رات کے ایک حصے میں اپنے عبد خاص کو لے گیا) عبد ایسا اسم ہے جو رب- سید اور مالک کا مضاف ہے (یعنی اس کا تحقق اور تصور رب کے تحقق اور تصور پر موقوف ہے) کیونکہ عبد وہ ہے جس کا رب ہو۔ جو اپنے آپ کو عبودیت (بندگی) سے بچانے کا وہ اپنے رب کو ربوبیت سے بچانے کا عبودیت کے مشاہدہ کو ربوبیت کا مشاہدہ لازم ہے اور جو عبودیت سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو، علم، حل، وجدان اور تحقق و وجود کے اعتبار سے وہی عبد ہے، عبودیت سے غافل نہ ہونا انسان کا کمال ہے اور یہ عبودیت پر موقوف ہے، لہذا عبودیت انسان کا سب سے بڑا کمال ہے، چونکہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کو کمال رسالت حاصل ہے، اس لئے لازم ہے کہ آپ کو کمال عبودیت بھی حاصل ہو، چونکہ انسان کی تخلیق عبودیت کے لئے ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِعِبَادَتِي" (میں نے جن و انسان کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے) اس لئے عبودیت اشرف القامات ہے۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ علی الاطلاق سب سے بڑے کامل اور آپ کی عبودیت سب سے بڑا کمال ہے۔

چونکہ عبودیت عین کمال ہے اور نبی اکرم ﷺ کے لئے کمال عبودیت حاصل ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسم عبد کے ساتھ آپ کی تعریف کی اور افضل ترین مقامات میں آپ کا ذکر عید کے ساتھ فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے۔ "مَنْبَحُ الذِّیْنِ اَمْرُوْنِ بِعَبْدِیْ" نیز فرمایا "لَا تُؤْخَذُ اِلَیَّ عَبْدُوْهُ خَاوِیْ" (حدیث صحیح میں ہے، نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے، تم میرے بارے میں اس طرح مبالغہ نہ کرو جس طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا، لیکن کہو اللہ تعالیٰ کے عبد محرم اور رسول اکرم۔ لہذا وہ نقصا کل ثابت کرو جو آپ کے لئے ثابت ہیں اور آپ کے مناقب و اتعید بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو۔

ہندے کے لائق اسم عبد ہی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبد اللہ ہے اور جب نبی اکرم ﷺ کو نبی ملک (بادشاہ) یا نبی عبد ہونے میں اختیار دیا گیا تو آپ نے نبی عبد ہونے کو اختیار کیا، آپ نے وہ اسم اختیار کیا جو بہت ہی کامل، بارگاہ خداوندی میں بہت ہی محبوب اور اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے۔ کیونکہ نبی اور عبد کی انصاف اللہ تعالیٰ کی طرف درست نہیں، ملک اللہ تعالیٰ کا بادشاہ، کہنے میں غلط وہم پیدا ہو گا کہ وہ خدا کا بادشاہ ہے، حالانکہ سب کا بادشاہ اللہ تعالیٰ ہے، یہ تقریر شیخ کی ﷺ نے کی، علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "انموذج اللیب" میں فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا، آپ کے علاوہ یہ نام کسی کے لئے استعمال نہیں فرمایا۔ حضرت

(یوب علیہ السلام کو عید شکور اور نعم العید فرمایا۔ (عید اللہ نہیں فرمایا)

حبیب اللہ کا معنی

اَللّٰهُ "حَبِيبُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" ترمذی شریف اور داری شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) "حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں اور وہ واقعی خلیل ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں اور وہ واقعی کلیم اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صقی اللہ (اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ) ہیں اور وہ واقعی اسی طرح ہیں۔ سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور یہ بات بطور فخر نہیں (بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں)

امام باقری شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت موسیٰ کو کلیم بنایا (ملیحمہا السلام) اور مجھے محبوب بنایا۔

خلیل و حبیب میں فرق؟

شیخ عبد الحلیم قسری نے شعب الایمان میں بحث اس کی اقسام و علامات اور محب و محبوب پر بحث کے بعد فرمایا اس کے بعد مقام حبیب ہے جو نبی اکرم ﷺ کے مقام میں نمایاں ہے، ہر نبی اور ولی کو ان کے شانہ شان اس مقام سے حصہ عطا کیا جاتا ہے۔ خلیل وہ ہے جس کے دل کی گہرائیوں میں محبت سرایت کر جائے اور اس کے باطنی اسرار غیب کے پردوں میں داخل ہو جائیں اور حبیب وہ ہے کہ محبت اپنی مقدار سے فروں تر ہو کر اس کے دل کا احاطہ کر لے۔ اسے مقامِ باز حاصل ہو جائے اور دوسرے لوگ ہر گز رب العالمین میں اس کے مقام کی قسم دیں اس مقام پر ظاہر ہو گیا کہ جب عظیم اسباب کے تحت مخلوقات باری کا شکار ہوگی، نبی اکرم ﷺ کے مقام کی وسعت ظاہر ہوگی اور آپ تمام مخلوقات کی شفاعت فرمائیں گے۔

اَللّٰهُ "صَفِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" یہ فعلی (معنی مفعول) ہے، کہا جاتا ہے۔ صَفِیُّ اللّٰہِ محبتِ خالص ہوئی وَاَصْفٰی لَصَدِیْقِہٖ قُلّٰم شخص نے اپنے دوست سے خالص محبت کی "اَصْفٰی لَصَدِیْقِہٖ الشَّیْءُ" میں نے قُلّٰم چیز خیرے لئے خالص کر دی (اس کا معنی ہوا برگزیدہ)

اَللّٰهُ "نَجِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" یہ مناجات سے فعلی کا صیغہ ہے، بطور اسم الشَّخْوَی استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی ہے پوشیدہ طور پر گفتگو کرنا نَجِیُّ اللّٰہِ کا مطلب کلیم اللہ ہے۔

اَللّٰهُ "کَلِیْمُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" کَلِیْمُہُ معنی مُکَلِّمُہُ ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہو، شبِ مہراج کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔

سَيِّدُنَا خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا نبیوں کے ختم کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا خَاتَمُ الرُّسُلِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا رسولوں کے ختم کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُنَجِّی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَيِّدُنَا مُنَجِّی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا نجات دہنے والے ﷺ ہمارے آقا نجات دہنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُذَكِّرٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَيِّدُنَا مُذَكِّرٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا نصیحت فرمانے والے ﷺ ہمارے آقا انداز فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُنْصُورٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا مدد دینے والے ﷺ

سَيِّدُنَا نَبِیُّ الرَّحْمَہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا نبی رحمت ﷺ

سَيِّدُنَا نَبِیُّ التَّوْبَہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا در توبہ کھولنے والے نبی ﷺ

سَيِّدُنَا حَرِیْضٌ عَلَیْکُمْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا تم پر مہربان ﷺ

سَيِّدُنَا مُعْلُوْمٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَيِّدُنَا شَہِیْدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا جانے پہچانے ﷺ ہمارے آقا مشہور ﷺ

سَيِّدُنَا شَہِیْدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سَيِّدُنَا شَہِیْدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا گواہ ﷺ ہمارے آقا گواہی دینے والے ﷺ

حضور علیہ السلام آخری نبی ہیں

۱۔ سَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَ خَاتِمُ الرُّسُلِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتم کی تائید مکتور ہو تو اس کا معنی ہے وہ نبی جو تمام انبیاء کو

ختم کرنے اور سب سے آخر میں تشریف لائے والے ہیں اور اگر تا مفتوح ہو تو مر لگائے والے، لہذا نہ تو آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہو گا اور نہ آپ کے ساتھ۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ہر شاد ہے: **وَاٰخِرَةُ الشَّيْءِ** اور امام بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میری نسبت تمہارا مقام وہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی نسبت حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام تھا، لیکن بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت عبد اللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی مقدار میں لکھیں۔ ام کتاب میں جو کچھ لکھا اس میں سے یہ تھا کہ محمد (ﷺ) خاتم النبیین ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار احادیث میں جن میں خاتم الانبیاء ہونے کے ساتھ تعریف کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی رسالت کا ثبوت ظاہر و باہر ہونے کے سبب آپ کی شریعت اور اس پر عمل دائمی ہے، اس میں آپ کی انتہائی تعظیم ہے جیسے کہ حق نہیں۔

نزل عیسیٰ علیہ السلام ختم نبوت کے منافی نہیں

آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ جب وہ تشریف لائیں گے تو آپ کے دین پر ہوں گے، علاوہ ازیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں نبوت دی گئی آپ ان میں سے آخر ہیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو بحیثیت نبی پہلے تشریف لے چکے ہیں) بعض حضرات نے فرمایا: اہل بصیرت فرماتے ہیں چونکہ شریعت کا فائدہ یہ تھا کہ مخلوق کو حق کی دعوت دی جائے، دنیا و آخرت کی مصلحتوں کی طرف ان کی راہنمائی کی جائے، انہیں ایسے امور بتائے جائیں جن کے جاننے سے ان کی عقلیں قاصر ہیں اور ہر اکمل طریقہ بیان کئے جائیں۔ یہ روشن شریعت ان تمام امور کی علی وجہ اکمال اس طرح خاص ہے کہ اس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ اَزَعَمْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا** آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر مکمل کی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ لہذا آپ کے بعد مخلوق کو کسی نبی کی بعثت کی حاجت ہی نہیں رہی، رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور آپ کی شریعت کی پیروی کرنا تو یہ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کو تقویت دیتا ہے (کیونکہ اگر آپ خاتم الانبیاء نہ ہوں تو چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی پیروی نہ کریں)۔

ختم کا معنی

حضرت شیخ عبد الجلیل قسری رحمہ اللہ شعب الایمان میں اس اسم شریف کے تحت فرماتے ہیں **خَتَمٌ** یَخْتُمُ خَتْمًا کا معنی ہے ڈھاننا اور پکڑنا۔ ہر شے کے آخر کو خاتمہ (تاء کے کسر کے ساتھ کہتے ہیں۔ خاتمہ (تاء کے فتح کے ساتھ) وہ چیز جو مہر لگا کر مہر لگائی جاتی ہے۔ مثلاً پرانے زمانے میں) منی کے ساتھ مر لگائی جاتی تھی (آج کل سیاہی سے لگاتے ہیں) کہتے ہیں **خَتَمٌ** رَزَعَةُ عَلَیْہِ شخص نے اپنی کھیتی کو پانی پلایا۔ گویا اتنا پانی پلایا جو اس کی آخری حد تک پہنچ جائے۔ (ختم کے یہ چار استعمال ہوئے)۔

یہ تمام نبی اکرم ﷺ کے اوصاف ہیں اور آپ کے ساتھ مختص ہیں۔ دوسری کسی مخلوق میں نہیں پائے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف کی بدولت آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے، اگر قسم کا معنی طبع (احسان اور بنانا) لیا جائے تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے اخلاق و اوصاف اور طبیعت پر پیدا کیا ہے کہ کسی کو بھی ان پر پیدا نہیں فرمایا، کیونکہ آپ ہی کا نام شریف اس وضع اور حالت کا قائل تھا اور کسی کی طبیعت کو اس قائل نہیں بنایا۔ اگر یہ استعمال لیا جائے کہ ختم ذرۃ خلق شخص نے اپنی کھیتی کو ابتدا پائی بنایا۔ تو اس لئے کہ تقدیر سابق میں ابتداء آپ کی ذات شریفہ میں تمام نبوتوں کو جمع کر دیا گیا اور ایسے فضائل خصوصہ مٹھی کر دیئے گئے جن کی بدولت آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہر مخلوق سے بلند و بالا ہیں اور تقدیر سابق میں کسی کو وہ حصہ ملا جو اس کے لئے مقرر کر دیا گیا۔

اور اگر خانہماء کے فتح کے ساتھ لیا جائے وہ چیز جس کے ساتھ مرگائی جاتی ہے۔ مثلاً مٹی (یا سیانہ) تو اس لئے کہ مبارک نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ذات القدس ہیں جس میں نبوت اپنے تمام اجزاء کے ساتھ جمع کر دی گئی۔ نبوت کے بستہ اجزاء ہیں۔ دیگر حضرات کو اسے اجزاء ہی دیئے گئے جن کے وہ متممل تھے، تمام اجزاء نبوت کمال کے متممل صرف نبی اکرم ﷺ ہی تھے، جب آپ کی ذات میں نبوت کمال کر دی گئی تو آپ کمال نبوت کے خاتم ٹھہرے۔ جیسے مکتوب میں جو کچھ لکھا، وہ سب کچھ لکھ کر اسے بند کر دیا جائے اور پھر اس پر مرگادی جائے۔ دیگر انبیاء کرام اس لئے خاتم نہیں بنے کہ ان میں نبوت درجہ کمال کو نہیں پہنچی تھی اور تمام تر فضیلت و جلالت کے باوجود ایک ایسا مرتبہ باقی تھا جسے وہ کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے تھے، اسی لئے نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک میں مرتبہ نبوت تھی۔

پھر حضرت شیخ عبدالحلیم نے فرمایا: ایک اور وجہ بھی ہے جب خاتم کی تائید مکتوب پر ہیں تو اس کا معنی آخر ہے۔ اس کی رو سے یہ ہے کہ وہ شے کو ہم اور مکمل کرتے والا ہے، اگر وہ نہ ہوتا تو شے مکمل نہ ہوتی بلکہ ناقص رہ جاتی، حضور ﷺ خاتم ہیں تو آپ ہی تکمیل فرمانے والے ہیں، رجب اور درجہ میں آپ ہی نے روح کمال اور راز قنات عطا فرمایا، آپ ہی نے تمام کو نہایت بخشی اور اہل کمال کو کمال رحمت فرمایا، اسی لئے آپ نے خاتم ہونے کو اپنے ان فضائل میں شمار کیا جو آپ ہی کو دیئے گئے، دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو نہیں دیئے گئے، ارشاد فرمایا "وَلَا تُخَيِّمُ بَيْنَ الَّذِينَ هُنَا وَالَّذِينَ هُنَا خَاتِمَةُ النَّبِيِّينَ" میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے اور میں خاتم انبیاء ہوں، آپ نے وصف خاتمیت کو ایسے مقام میں ذکر کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی تعریف ہے۔

خاتمیت میں فضیلت کی ایک اور وجہ

خاتمیت میں فضیلت کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ آپ سے پہلے ایک زمانے میں کئی کئی انبیاء کرام متفرق لوگوں کی طرف مبعوث ہوتے رہے، وہ ایک دوسرے کی اداؤں فرماتے تھے اور کثرت کے باوجود سب نے تبلیغ کے سلسلے میں تکلیفیں اٹھائیں، اس کے باوجود بہت کم لوگوں کو کفر و شرک سے بچا سکے اور بعض کے دست مبارک پر تو کوئی بھی ایمان نہ لایا، حضور خاتم انبیاء علیہم السلام سب سے آخر میں تھا مبعوث ہوئے، آپ کے زمانہ میں دوسرا کوئی نبی نہ تھا اور ان میں سے کسی نے آپ

کی معاونت نہ کی، اس کے باوجود آپ کھڑے ہوئے، اپنی تمام تر کوشش صرف کی اور اسنے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل کیا کہ تمام انبیاء کرام بھی اسنے لوگوں کو دین خداوندی میں داخل نہ کر سکے، یہ ایسی فضیلت ہے کہ کوئی فضیلت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

سب حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں تو لازماً خاتم المرسلین بھی ہوں گے، کیونکہ انبی عام ہے اور رسول خاص ہے اور عام کی نفی سے خاص کی نفی لازم ہوتی ہے، اس کے برعکس نہیں ہے۔ اس گفتگو کے بعد آئندہ اسم مبارک خاتم المرسلین پر گفتگو کی حاجت نہیں رہتی۔

۱۔ ”صَحْبِي صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ نبی اکرم ﷺ نے متعدد اموات کو اللہ تعالیٰ کے ہونے سے زندہ کیا۔ ان میں سے آپ کے والدین کریمین ہیں، یہاں تک کہ وہ آپ پر ایمان لائے، لے یہ حدیث ابن شاپین نے ”الماخوذ والمنسوخ“ میں، خطیب بغدادی نے ”السابق واللاحق“ میں۔ دار قطنی اور ابن عساکر نے غرائب مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے موضوع نہیں ہے۔ محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث درجہ ضعف سے بلند نہیں ہے، آپ نے ایک شخص کی بیٹی کو زندہ کیا، آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا، پہلے آپ میری بیٹی کو زندہ فرمائیں، چنانچہ وہ زندہ ہو گئی اور اس لڑکی نے آپ کی رسالت کی گواہی دی، اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بچی ہوئی مری زندہ فرمائی، اس پر دست مبارک رکھ کر کچھ پڑھا تو وہ کان جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس نام پاک کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو عرب ایک دوسرے کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت ان کے دلوں میں محبت ڈال دی، چنانچہ وہ خون ریزی سے باز آ گئے، اس اعتبار سے آپ کی رحمت ان کی بقاء اور زندگی ہے، ایک وجہ یہ ہے کہ ایمانداروں کے دلوں کی زندگی آپ سے ہے، آپ ہی اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ، حدوث و قدم کے درمیان رابطہ، ذات خداوندی کی طرف راہنمائی فرماتے واسطے اور مخلوق کو دربار الہی میں جمع فرماتے واسطے ہیں، جنت کے اعلیٰ درجات میں امت کی دائمی حیات آپ ہی کے ذریعہ ہوگی اور آپ ہی کے سبب انہیں نعم سے رہائی ہوگی، ایک اور وجہ یہ ہے کہ تمام کائنات کی زندگی آپ ہی سے ہے، آپ کائنات کی روح، زندگی اور وجود و بقا کا سبب ہیں۔

۲۔ ”مَنْ مَاتَ عَلَى مَا رَأَى مِنْ رَسُولِي فَإِنَّهُ لَمِنْ آبَائِنَا“ نبی اکرم ﷺ دنیا و آخرت میں امت کی نجات کا سبب ہیں، دنیا، کفر اور اس کی سزا اور عام پلاکت سے محفوظ ہوئی۔ اور اس بات سے نجات پائی کہ ان پر دو تلواریں جمع ہوں، ایک ان کی اپنی اور ایک دشمن کی۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری امت کے لئے دو حفاظتیں نازل فرمائیں۔ (۱) ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا“ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دے گا جب تک اسے حبیب و تم ان میں ہو (۲) ”وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ“ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دیتے گا نہیں جب کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ جب میں رخصت ہو جاؤں گا، ان میں قیامت تک

لطافت، عظیم شرافت و وجاہت اور آپ کی محبوبیت اور برگزیدگی کی عزت کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کا مقبول اور آپ کا سوال رد نہیں فرماتا، بلکہ آپ کی جانبیں اور ضرورتیں جتنی بھی ہوں اور جس وقت بھی ہوں جلد پوری فرماتا ہے۔

۱۱۔ "نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ اسم مبارک مسلم شریف میں حضرت حذیفہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں ثابت ہے۔ مستدام احمد اور مسلم شریف میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت میں بھی موجود ہے، اس سے پہلے رسول الرحمہ پر "مکتوبہ کی چابی" ہے، وہی مکتوبہ اس جگہ ہے، بعض حضرات نے کہا کہ نبی الرحمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ امت کی باہمی محبت کا سبب ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَا آتَيْنَا نَبِيًّا فَلْيُؤَيِّهِمْ وَلِكُنِ اللَّهُ إِلَهُ يَتَّبِعُ" اے حبیب! تم نے ان کے دلوں میں محبت پیدا نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں محبت پیدا کی ہے۔ حدیث شریف میں آپ کا نام پاک نبی الرحمہ ہے، شرح مشارق الصالحات میں اس کے تحت فرمایا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ آپ سبب رحمت و وجود ہیں جسے حدیث قدسی میں ہے "لَوْلَا لَنَا خَلْقُ الْخَلَائِقِ" اے حبیب! اگر تمہیں پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

۱۲۔ "نبی النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم" امتیں مختلف نظائر راستوں پر گامزن تھیں، آپ کی ہدایت سے انہیں راہ راست کی طرف لوٹنا نصیب ہوا، آپ کی ذات ہی اصل تہ ہے اور آپ ہی کی برکت سے توبہ کا دروازہ کھولا گیا، امام تہجدی دلائل انہود میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پاک اللہ تعالیٰ کے اسم مقدس کے ساتھ ٹکھا ہوا دیکھا تو آپ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کی مغفرت فرمائی، یہ پہلی توبہ ہے جو نوع انسانی کے لئے واقع ہوئی اور بعد ازاں کے لئے نیز دینی، یہ توبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے قبول ہوئی، لہذا آپ ہی التوبہ ہیں، آپ کی وجاہت کے طفیل ہی توبہ کا دروازہ کھولا گیا۔

امت محمدیہ کی صفت توابین ہے

ایک وجہ یہ ہے کہ آپ کی امت کی صفت "توابین" امت توبہ کرنے والے ہے۔ جب ان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو توبہ کرتے ہیں، لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی التوبہ ہیں، کیونکہ آپ کی امت کی ہر فضیلت آپ ہی کے صدقے میں ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اہل توبہ کے نبی ہیں۔ یا اس لئے کہ امت مسلمہ کی توبہ ہر زمان و مکان اور ہر حال میں قبول، عمل اور اعتقاد کے ساتھ بغیر کسی حرج کے مقبول ہے، ان کے لئے نہ توبہ قتل کی شرط ہے اور نہ ہی کوئی اور مشقت عامہ کی گئی ہے، ان کی توبہ اس جتن تک مقبول ہے جب تک کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع نہیں ہوتا، یا جان حلق تک نہیں آجاتی، اگرچہ گناہ بار بار اس اور بار بار توبہ کریں۔ اتنا ضرور ہے کہ توبہ کی شرطیں پائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ" کی یہی تفسیر کی گئی ہے، اسم سابقہ میں سے بعض کی توبہ بالکل مقبول نہیں ہوتی تھی، بعض کی توبہ مقبول ہونے کے لئے بہت سخت شرطیں

۱۳۔ مولانا الطیب محمد عثمانی قسوری کی تالیف "مہر تور" مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں اس حدیث کی

تفسیر میں دو حضرات کے قلیل دید مقالے ہیں۔ (۱) مولانا محمد باقر البوری (۲) مولانا غلام رسول سیوی (۳)

عائد کی گئی تھیں، مغلانی اسرائیلی نے پچھڑے کی عبادت کی تو ان کے لئے قتل کی شرط لگا دی گئی۔

ایک وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، آپ کی امت خاتم الامم ہے اور آپ کی ملت پر ہی قیامت قائم ہوگی جس کی بعض علامتیں ایسی ہیں جن کے ساتھ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا، لہذا جو شخص آپ کی ملت کے زمانے میں توبہ نہیں کرے گا اس کی توبہ ہی مقبول نہ ہوگی اور جو شخص آپ کے ہاتھوں توبہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوگا اس کے لئے توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا اور وہ داخل ہی نہ ہو سکے گا۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ رسولان گرامی توبہ کے لئے مبعوث ہوئے، اللہ تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف رجوع اور اس کے حکم کی خلاف ورزی سے باز رہنے کے لئے، عام ازیں کہ وہ رجوع کفر سے ہو یا مصیبت سے، نبی اکرم ﷺ طلب توبہ کے لئے مبعوث ہوئے ہیں، اس لئے توبہ حسب اپنی شرائط کے ساتھ ہوگی تو مقبول ہوگی، دیگر رسولان عظام آپ کے نائب ہیں، لہذا آپ ہر اس توبہ کے صاحب ہیں جو مخلوق سے طلب کی گئی یا مخلوق سے واقع ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ کسی کی توبہ رد نہیں فرماتے تھے

ایک اور وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کسی توبہ کرنے والے کو رد نہیں فرماتے تھے، بلکہ معذرت خواہ کی معذرت قبول فرماتے تھے، حضرت یحییٰ بن زبیر نے اپنے بھائی کعب بن زبیر کو لکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے قتل کی اجازت دے دی ہے، لہذا تم اڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ، کیونکہ توبہ کی غرض سے آنے والے کو آپ لوچتے نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اخلاق، نرم مزاج، متواضع اور لطف و کرم میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے جو آپ ہی کا حصہ ہے، آپ کی بارگاہ میں توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا، کیسا بھی انیت دینے والا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا، اس سے باز پرس تک نہ کی جاتی، آپ کا ارشاد ہے کہ توبہ ساتھ جہانم کو ختم کر دیتی ہے، لہذا آپ ہی التوبہ ہیں، یعنی آپ ازراہ کرم اور جلد معذرت قبول کرنے کے اعتبار سے توبہ کے قبول کرنے سے غرض ہیں۔

ایک دن میں ستر مرتبہ سے زائد توبہ

یزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "تَكَذَّبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" حقیق اللہ تعالیٰ نے نبی پر رجوع فرمایا، اس آیت میں ہر شخص کے لئے اس کی مشیت کے مطابق حصہ ہے۔ اس کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی توبہ اور رجوع کو دوام بخشا ہے، اللہ تعالیٰ اس وصف کو بہتر جانتا ہے جو اس کے نبی ﷺ کے شانِ شان ہے، لہذا نبی اکرم ﷺ اس توبہ کے صاحب ہیں جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف فرمائی ہے۔ امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بخدا میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ بارگاہ خداوندی میں توبہ و استغفار کرتا ہوں، یہ بھی فرمایا میرے دل پر ایک جلاب چھا جاتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں، یہ جلاب اعیار کا نہیں

بلکہ انوار کا ہے، نبی اکرم ﷺ عیشہ ترقی اور مسلسل عروج میں ہیں، جب آپ ایک مقام کو پہنچے چھوڑ دیتے ہیں، اور اس سے ترقی کرتے ہیں تو اس مقام سے توبہ و استغفار کرتے ہیں، لہذا آپ کی توبہ اور استغفار آپ کی ترقی کی طرح دائمی ہے۔

۱۰۔ ”خَوَيْضُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ“ تحقیق تمہارے پاس تم میں سے رسول عظیم تشریف لائے ہیں، ان پر تمہاری ہلاکت گراں ہے، وہ تم پر حرص میں ہیں۔ نیز فرمایا ”إِنِّي أَخْرَجْتُ عَلِيًّا هَذَا“ اگر تم ان کی ہدایت پر حرص رکھتے ہو۔ یہ بھی فرمایا ”وَإِن كَانَ كَثُرَ عَلَيْكَ عَقْرَاهُمْ“ اگر ان کا اعراض تم پر گراں ہے، ایسی ہی دیگر آیات جن میں نبی اکرم ﷺ کا امت کی ہدایت کا انتہائی اشتیاق حرص یا اس کے ہم معنی لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔

حرص کہتے ہیں کسی چیز کی شدید رغبت اور قوی طلب کو، نبی اکرم ﷺ کو حقوق کی ہدایت کی بے انتہا خواہش تھی، ان کے گھروں میں، تقریبات میں اور اجتماع کے مخالفت میں انہیں دعوت دیتے، اس مقصد کے لئے انہیں جمع فرماتے، وہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے، مارتے، استہزاء اور تمسخر سے پیش آتے، ٹھٹھا اور مزاح کرتے، دوسروں کو آپ سے خوفزدہ کرتے، آپ کے خلاف ابھارتے، اس کے باوجود آپ کسی چیز کی پروا نہ فرماتے بلکہ انہیں دوبارہ دعوت دیتے، نصیحت فرماتے، پھر آپ نے انہیں ایمان اور بہشت کی طرف بلاتے کے لئے جہاد فرمایا، یہاں تک کہ انہیں نجات اور سعادت عطا فرمائی اور ان کی خواہش نہ ہونے کے باوجود انہیں جنت میں داخل فرمایا۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ حدود کی اصلاح اور ہدایت کے لئے نبی اکرم ﷺ کی حرص اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے تھی اور جس طرح ظاہر کے اعتبار سے حقوق کی ہدایت کی حرص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اس کی رضا کے حصول کے لئے امت کو پہنچی ہوئی تھی، اسی طرح آپ کے دل میں حقوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تسلیم و رضا بھی انہما کو پہنچی ہوئی تھی، آپ وہی کچھ چاہتے تھے جو آپ کے مولا تعالیٰ کی مشیت تھی، حکم خداوندی کے خلاف کچھ بھی نہیں چاہتے تھے۔

۱۱۔ ”مَغْلُومٌ وَ شَهِيدٌ عَلَيَّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ آپ کی ذات اقدس اتنی معلوم اور مشہور ہے کہ ممکن تعارف نہیں، آپ کی شہرت مشرق و مغرب اور تمام اطراف زمین میں ہے، کیونکہ آپ کی دعوت سب کے لئے ہے اور زمین کے تمام اطراف و جوانب میں پہنچ چکی ہے۔ آپ کی شہرت ازمنا ماضیہ میں تمام امتوں میں ہے، زمین و آسمان میں ہے، دنیا اور آخرت کے تمام مقامات میں ہے، حقیقی اور دوزخی سب آپ کو جانتے۔

۱۲۔ ”شَهِيدٌ وَ شَهِيدٌ عَلَيَّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں آپ کے نام رکھے، ارشاد فرمایا ”إِنِّي أَوْسَلْنَاكَ لِهَذَا“ اسے حبیب، ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا، یعنی ان لوگوں پر جن کی طرف آپ کو تبلیغ رسالت یا ان کی تصدیق و تحریب اور نجات و خلافت کا گواہ بنا کر بھیجا یا انبیاء کا گواہ کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی اور ان کی امتوں کے خلاف گواہ کہ انہوں نے انکار کیا۔ نیز ارشاد ہے ”وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْنَا شَهِيدًا“ اور رسول تم پر گواہ ہو۔

مردی ہے کہ قیامت کے دن امتیں تبلیغ انبیاء کا انکار کریں گی، اللہ تعالیٰ باوجودیکہ ان کے بارے میں بہتر جانتا ہے، مگر یہی بہت قائم کرنے کے لئے انبیاء کرام سے تبلیغ پر گواہ قائم کرنے کا مطالبہ فرمائے گا۔ پس نبی اکرم ﷺ کی امت کو لایا جائے گا وہ گواہی دے گی تو اہم سہبت کیسں گی کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ناطق کتاب میں خبر دیتے ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ کو لایا جائے گا اور آپ سے آپ کی امت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو آپ گواہی دیں گے اور تو رات سے سمتوں کی نقلی فرمائیں گے۔ بعض حضرات نے کہا: ”یہی شاہد اور شہید“ ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقُولُوا لِلّٰهِ اٰیٰتٌ“ کے مطابق اس معنی میں آتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شہادت دی جس کا وہ دلیل ہے اور جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے خبر دی اس کی شہادت دی بعض حضرات نے فرمایا: ان دو اسموں کا معنی عالم اور عظیم ہے۔

سَيِّدُنَا مَشْهُودٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا بَشِيرٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا جن کی صداقت کی گواہی دی گئی ﷺ ہمارے آقا نبی شہید والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُبَشِّرٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا نَذِيرٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا بشارت دینے والے ﷺ ہمارے آقا ڈر سنانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُنْذِرٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا نُورٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا ڈرانے والے ﷺ ہمارے آقا سراپا نور ﷺ

سَيِّدُنَا سِرَاجٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُصْبِحٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا چراغِ ہدایت ﷺ ہمارے آقا روشن چراغ ﷺ

سَيِّدُنَا هُدًى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُهْدًى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مجسمہ ہدایت ﷺ ہمارے آقا ہدایت دینے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُنِيرٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا دَاعٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نور عطا فرمانے والے ﷺ ہمارے آقا ہدایت کی طرف بلانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مَدْعُوٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُجِيبٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا بلانے والے ﷺ ہمارے آقا قبول فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُجَابٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا حَفِيٌّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا قبول دعا والے ﷺ ہمارے آقا بہت ہی مہربان ﷺ

سَيِّدُنَا عَفُوٌّ ۖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا وَلِيُّ ۖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا عفو فرماتے والے ﷺ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے دوست ﷺ

۱۔ "سَيِّدُنَا عَفُوٌّ ۖ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس کا معنی یہ ہے کہ فرشتے آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، فرشتے آپ کی بارگاہ میں بکثرت حاضر ہوتے تھے (اب بھی حاضر ہوتے ہیں) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منقول معنی فاعل (گواہ) یا مفعول (گواہ بنائے گئے) ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو قیامت کے دن آپ کی امت پر گواہ بنائے گا، تو آپ ان کی عدالت کی گواہی دیں گے جیسے کہ اس سے پہلے اسم میں گزر چکا ہے۔

۲۔ "سے" سے "ہے" "بَشِيرٌ مُبَشِّرٌ نَذِيرٌ مُنْذِرٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا" ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر خوشخبری اور ڈر سنانے والا۔ یہ فرمایا "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا" ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر خوشخبری اور ڈر سنانے والا یہ بھی فرمایا "إِنَّمَا آتَتْ نَذِيرًا" تم نہیں ہو مگر ڈر سنانے والے۔ اور فرمایا "إِنَّا أَلَيْنَا نَذِيرًا وَبَشِيرًا لِّبُؤْمُنُوكَ" میں نہیں ہوں مگر ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔ اور فرمایا "إِنَّمَا آتَتْ مُنْذِرًا" تم نہیں ہو مگر ڈر سنانے والے۔ اور فرمایا "حَقٌّ أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ" بے شک میں کھلم کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور فرمایا "فَبَايَضَ الْوَجْهُ تَوَكَّنَ الْفَرَقَانِ عَلَى عَذْبِهِ لِيَكُونُ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" بارکات ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈر سنانے والے ہوں۔ حدیث شریف میں ہے "أَنَا النَّذِيرُ الْعُزَّى" میں بر ملا ڈر سنانے والا ہوں۔

"مُبَشِّرٌ" ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ اہل طاعت کو ثواب کی، بعض نے کہا مغفرت کی اور بعض نے کہا جنت کی اور بعض نے کہا شفاعت کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ آپ مسیحین کے لئے رب العالمین کی رضا مندی کی۔ خوف دہانوں کو قیامت کے دن امن کی اور مشفقوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کی خوشخبری سنانے والے ہیں، نذیر ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ نافرمانوں کو آگ یا عذاب کا ڈر سنانے والے ہیں، بعض نے کہا ممنوعات اور گمراہیوں سے ڈرانے والے ہیں، خلق بشارت، چھی چیز کی ہی ہوتی ہے۔ بری چیز کی بشارت اس وقت ہوگی جب اس کے ساتھ عقید ہو۔ جیسے ارشاد ربانی ہے "فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ" انہیں درد ناک عذاب کی بشارت (خبر دیجئے)۔ مطلق بشارت کا معنی ہے ایسی چیز کی خبر دینا جو باعث مسرت ہو اسے بشارت اس لئے کہتے ہیں کہ خوش کن خبر دینے سے بشر یعنی ظاہری جلد مشاثر ہوتی ہے (اور آدمی مسکراتا ہے) اور اذار کا معنی ہے کسی خوفناک چیز کی خبر دینا تاکہ اس سے بچا جائے اور اس تک پہنچانے والی اشیاء سے گریز کیا جائے اور ایسا عمل کیا جائے جو اس سے دور رکھے، نذیر کا معنی ہے منذر (ڈرانے والا)

۳۔ "نَذِيرٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَلَمَّا جَاءَ كَلِمَ بَيْنَ اللَّهِ نَذِيرًا وَبَشِيرًا" تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔ نور سے مراد کہا گیا ہے (اکثر مفسرین کا یہی قول ہے) کہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔ بعض نے کہا

قرآن پاک ہے، نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو بجھایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتا ہے کہ اسے نور کا پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ نور کی تفسیر نبی اکرم ﷺ سے کی جائے تو اس پر یہ اشکال نہیں ہو سکتا کہ اس کے بعد ”یُضِلُّونَ بِهِنَّ“ اللہ مَن اَضَلَّ وَضَلَّاهُ“ میں ضمیر مفرد لائی گئی ہے، حالانکہ نور اور کتاب الگ الگ چیزیں ہیں اور ان کے درمیان وہ سے عطف لیا گیا ہے نہ کہ وہ سے، جیسے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے، یہ اشکال اس لئے نہیں ہوتا کہ ضمیر واحد دونوں کی طرف بتاویل مذکور راجع کی گئی ہے، اس بتاویل سے متعدد کی طرف ضمیر مفرد راجع کی جاسکتی ہے، یا اس لئے کہ یہ دونوں ایک شے کی طرح ہیں اور دونوں کی بدایت ایک ہی ہے، قراء نے اپنی تفسیر میں تصریح کی کہ ایسی صورت جائز ہے اور عام طور پر واقع ہے اور قرآن پاک کی ہست ہی آیتوں میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ”اِنَّكَ لَنُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُورِ كَمِيْنُكَ“ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ زمین و آسمان کے نور کی مثال ایک طاق کی ہے (اس آیت میں بقول قراء تورہ کی ضمیر مفرد زمین و آسمان کی طرف راجع کی گئی ہے)

حضرت کعب بن جبر اور سل بن عبد اللہ نے فرمایا: نور ثانی سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں، اب مِثْلُ نُورِہ کا معنی یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کے نور کی مثال ایک طاق کی ہے، نور کی حقیقت یہ ہے کہ جو خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کرے۔
یہ ”بِسْوَاحٍ“ مَضْمُونِ صَلٰوٰتِہِ عَلَیْہِ وَسَلٰم“ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام سراج رکھا اور فرمایا ”وَبِسْوَاحِ شَیْئِہِ“ کیونکہ آپ کا معاملہ ظاہر نبوت واضح اور آپ کے لئے ہوئے دین سے ایمانداروں اور عارفوں کے دل روشن ہوئے ہیں۔ لہذا آپ خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر فرمانے والے ہیں، روشن کرنے میں آپ ہی سراج کامل ہیں۔

شیخ ابو عبد اللہ محمد عربی قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، سراج حامل نور ہے، لہذا میں یہ مصباح کا ہم معنی ہے جس کے معنی ہیں قبیلہ میں کچھ آگ روشن ہو اور اس سے روشنی حاصل کی جائے، جس کو قرآن ہر روشنی کرنے والے کو مجازاً مشابہت کی بنا پر سراج اور مصباح کہا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ کے لئے یہ الفاظ مشابہت کی بنا پر استعمال کئے گئے ہیں، کیونکہ جہالت کی تاریکیوں میں آپ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور آپ کے نور سے بصیرتوں کے نور حاصل کئے جاتے ہیں، اس جگہ اگر مطلق سراج سے تشبیہ ہو تو اس کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ سراج کا نور محسوس تاریکی کو دور کرتا ہے اور محلی اشیاء کو چمکانے کے لئے ظاہر کرتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا نور جہالت کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور بصیرت کے لئے محلی معانی کو واضح کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”هٰذَا الَّذِیْ اَللّٰهُ بِکُمْ ذِکْرًا لَّعَلَّہُمْ لَا یُنْفَلُوْا عَنْکُمْ اَنْتَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی الْنُّوْرِ“ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر۔ رسول نازل فرمایا، وہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں تلاوت کرتے ہیں تاکہ ایمان اور اعمال صالحہ والوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالیں اور اگر سراج یعنی چراغ سے تشبیہ ہو تو اس میں بغیر کسی تکلف اور نقصان کے مزید فائدہ ہے۔ جب اصل غائب ہو جائے تو فروغ باقی رہتی ہیں۔ حضور ﷺ کے صورتی تصور کی بدولت آپ کے نور سے تمام سابقہ نور حاصل ہوئے، اسی طرح بعد والے نور بغیر کسی مانع اور حجاب کے اور بغیر کسی تکلف کے حاصل ہوئے، ان تمام انوار کے حصول کے باوجود آپ کے نور میں کوئی کمی نہیں آئی، آپ کے ظاہری نور پر غائب ہونے کے باوجود

آپ کے نور سے استفادہ ختم نہیں ہوا، بلکہ آپ کا نور آپ سے استساب فیض کرنے والی فروغ سابقہ اور لاحقہ میں موجود ہے، آپ ہر فضیلت کا منبع ہیں، تمام نور آپ ہی کے نور سے نکلتے ہیں۔ ۱۔

چونکہ سراج اور مصباح ایک ہی ہیں، لہذا یہی گنتی آپ کے اسم مبارک مصباح کی شرح میں بھی کافی ہے۔

۲۔ ”هَذِي صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ پہلا حرف مضموم اور دوسرا مفتوح ہے یہ ”هَذِي“ (پہلا حرف مفتوح) کا تام معنی مصدر ہے، کہا جاتا ہے ”هَذَا الشَّيْءُ هَذَانِ وَهَذَانِ“ فلاں شخص کو راہ دکھائی۔ ”هَذِي“ کبھی لازمی ہوتا ہے، اس کا معنی ہے مطلوب تک پہنچانے والے راستے کا پالیا، اس کے مقابل ضلال ہے جس کا معنی ہے مقصد تک پہنچانے والے راستے کا گم کرنا۔ اور کبھی متعدی ہوتا ہے اس کا معنی راہ دکھانا ہو گا، اس کے مقابل اضلال ہے جس کا معنی وہ راہ دکھانا ہے جو مقصد تک نہ پہنچائے۔

ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی ”هَذِي“ لازمی ہو، کیونکہ آپ کی ذات اقدس میں وہ رشد و ہدایت اور توفیق پائی گئی جو کسی مخلوق میں نہیں پائی گئی، بطور مبالغہ آپ کا تام مصدر سے رکھا گیا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا اسم شریف ”هَذِي“ متعدی ہو، کیونکہ آپ متبعین کو ہدایت دینے والے ہیں اور جس نے آپ کی پیروی کی، وہ ہدایت پا گیا۔ اسی لئے آپ کا تام هَذِي رکھا گیا۔ سراج ہدایت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ ”هَذِي صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ تخر سلیمہ میں ميم مضموم ہے، دوسرے نسخوں میں مفتوح ہے، تمام نسخوں میں بالحق یاء غیبہ ہے، پہلی صورت میں اِھْذٰی باب افعال سے مشتق ہے۔ اسی سے ایک قرأت ہے ”فَاِنَّ اللہَ لَا یَهْدِی“ (یاء مضموم اور دال مکسور ہے) اِھْذٰی اسم فاعل ہو گا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی فرمانے والے اور ہلانے والے ہیں، لیکن مجھے لغت سے اس کی تائید نہیں مل سکی۔ ہو سکتا ہے کہ ہدیہ پیش کرنے سے ماخوذ ہو، حضور ﷺ بیت اللہ شریف اور دوسروں کو ہدیہ عطا فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے مخلوق کو جو ہدیہ عطا فرمایا اور انہیں آپ کے دست اقدس پر ”اِنَّ اللہَ تعالیٰ کی معرفت اور توحید حاصل ہوئی، وہ عظیم ترین ہدیہ ہے۔

شیخ ابن خارض رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قصیدہ تائید میں فرماتے ہیں۔

۱۔ اہم احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں چراغ کی نسبت آفتاب کی مثال بہتر ہے، ایک چراغ نور کے حصول میں دوسرے چراغ کا محتاج ہے، جتنا میں جتنا نہیں ہے، پہلا چراغ بجھا دیا جائے تو دوسرے کی روشنی میں کچھ فرق نہ آئے گا، روشن ہونے کے بعد دوسرے چراغ کو پہلے سے کوئی مدد نہیں سیکھتی۔ نیز روشن ہونے کے بعد سب چراغ یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ بخلاف نور محمدی ﷺ کہ جہاں جس طرح اجڑائے وہو میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ تھا، یوں ہی ہر شے اپنی جگہ میں اس کی دست نگر ہے۔ آج اس کا قدم درمیان سے نکال میں تو عالم دفعت فاسد محض ہو جائے، نیز جس طرح اجڑائے وہو میں تمام جہاں اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہیں، ہر تمام جہاں میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا، یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن ہیں، اخصاصاً صلاۃ البستانی نور المعطی

أَجْنِبُوا قُلُوبَ لِحَى كَنَانٍ وَخِيَه إِذْ كَبَدَا
لِمُهْدَى الْهَدَى فِي حُورَةِ بَشَرِيَه
مجھے بتاؤ کہ جب جبریل امین ہدیہ ہدایت عطا فرمانے والے کے سامنے انسانی صورت میں نمودار ہوئے تو وہ وجہ کلی ہی تھے۔

سعد الدین فرماتی ہے اس کی شرح میں فرمایا: اس ذات اقدس کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کو ہدیہ ہدایت عنایت فرمانے والے ہیں۔ یعنی نبی اکرم ﷺ ہو سکتا ہے کہ دال کے فتح کے ساتھ (مُہْدَى) اسم مفعول ہو، اس وقت اس کا معنی ہو گا اللہ تعالیٰ کا ہدیہ، دوسری صورت میں (”مُہْدَى“ پڑھا جائے) ظاہر ہے کہ ہدایت بمعنی رشد و توفیق سے اسم مفعول ہے، مُہْدَى کا معنی ہو گا جس ذات اقدس میں رشد و ہدایت پیدا کی گئی، کیونکہ آپ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔
”مُہْدَى صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ“ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ”وَسَبَّحُوا بُحْبُورًا“ اَنَارَ یُبْنُو اِنَارَةً“ سے اسم فاعل ہے یعنی آپ خود روشن ہیں اور دوسروں کو نور عطا فرمایا جس سے وہ روشن ہو گئے۔ نیز دوسروں پر اپنی شعاعیں ڈالیں اور انہیں ظاہر کر دیا۔ پہلا معنی نازی۔ دوسرا اور تیسرا متعدی ہے۔ اس جگہ تمام محال درست ہیں کیونکہ حضور ﷺ خود روشن ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نور پیدا فرمایا اور دوسروں کو روشنی عطا فرمانے والے ہیں یعنی ارباب بصیرت کی بینائی کے لئے ظاہر فرمانے والے ہیں۔ کیونکہ نور دیکھنے میں مددگار ہوتا ہے اور آپ کے نور کی موجودگی کے سبب دیکھنے والوں کے لئے ان چیزوں کا دیکھنا ممکن ہو گیا، جن کا دیکھنا مطلوب ہوتا ہے۔ مثلاً علامات ہدایت، مقامات سعادت، نجات کے راستے، صحیح مقاصد اور بلاکت و تباہی کے مقامات سے احتساب۔ نیز آپ دوسروں کو نورانیت عطا فرمانے والے ہیں دوسرے آپ کے خوشہ چین ہیں۔

”ذَاعَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ“ ہو سکتا ہے کہ یہ ذَاعَ اللہ سے ماخوذ ہو یعنی اللہ تعالیٰ کو پکارا۔ اس کی طرف رغبت کی یا اس کی عبارت کی۔ ارشاد ربانی ہے ”وَأَنذَرْنَا قَامَ عِندَ اللہِ یَذْ غَوْہَ کَاذِبًا یَنْکُرُونَ عَلَیْہِ بَیِّنًا“ نیز فرمایا ”إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّی“ ان آیتوں میں یَذْ غَوْ اور أَدْعُو انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ آپ نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تاکہ بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہو، اس معنی میں متعدد آیات وارد ہیں۔ (۱) وَذَاعِبًا إِلَى اللہِ یَاذِبُہِ (۲) أَدْعِ إِلَى اللہِ (۳) قُلْ هَذِهِ سَبِيلِیْ أَدْعُو إِلَى اللہِ (۴) وَالْمُسْلِمِ یَذْ غَوْکُمْ لِلْغَوْہِ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ (۵) وَأَدْعِ إِلَى رَبِّکَ (۶) أَدْعِ إِلَى سَبِيلِ رَبِّکَ

حضور علیہ السلام کا نور مخفی رہا

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے اور غائب و غرائب کو عدم سے وجود میں لانے کا ارادہ فرمایا تو زمین کے پچھانے اور آسمان کو بلندی عطا فرمانے سے پہلے مخلوق کو ذرات کی صورتوں میں قائم فرمایا اس وقت ملکوت و جبروت میں صرف اسی کی ذات جلوہ گر تھی، پھر اپنے نور کی تجلیات سے ایک نور پھیلا دیا جو سب پر چمکا، پھر وہ نور

وہ ذات جس نے اپنے عہد خاص پر قرآن اُتارا، تاکہ تمام جہان والوں کو ڈرائیں، عالمین تمام مخلوق ہے۔ ثابت ہوا کہ آپ سے تمام مخلوق کو ڈر سنایا اور بول و آخر تمام آپ پر ایمان لائے۔ جبکہ آپ کا نور تمام جہان میں ایک پشت سے دوسری پشت تک نفوذ ہوا رہا۔

تمام اولین و آخرین کے نبی

شیخ تقی الدین سبکی قدس سرہ نے بھی مطلب بیان کیا اور اس کی تائید کی، پھر فرمایا: روحانیوں کا مطلب ہم سے مخفی تھا، اس تقریر سے واضح ہو گیا، پہلی حدیث نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ ہمارا گمان تھا کہ آپ کی بعثت آپ کے زمانے سے قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔ لیکن اب ظاہر ہوا کہ آپ کی بعثت تمام اولین و آخرین کی طرف ہے، دوسری حدیث نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے، ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ علم الہی میں تھے، اب ظاہر ہوا کہ آپ فی الواقع نبوت سے متصف تھے۔

شیخ ابو عثمان فرماتے ہیں، 'اول سے آخر تک حقیقتاً داعی بہ حقیقت احمدیہ ہی تھی جو تمام انبیاء کی اصل ہے۔ اور انبیاء گویا آپ کی حقیقت کے اجزاء اور تفصیلات ہیں۔ لہذا ان کی دعوت و تبلیغ برزخیت اور بعض اجزاء کی اسپیٹہ کل کی خلافت کے اعتبار سے تھی، اور آپ کی دعوت و کل کی اپنی کلیت کی طرف تمام اجزاء کو دعوت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے۔ "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُخَافَةً لِلنَّاسِ" ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کی طرف، انبیاء، رسولان عظام، ان کی تمام امتیں اور تمام اولین و آخرین "مُخَافَةً لِلنَّاسِ" میں داخل ہیں۔ آپ اصلاً داعی ہیں۔ تمام انبیاء و رسل آپ کی جمیعت میں مخلوق کو حق کی طرف بلاتے ہیں۔ وہ سب دعوت و تبلیغ میں آپ کے نائب اور خلیفہ تھے۔

وَكُلُّ أُمِّي الرُّسُلُ الْكِبَرَاءُ بِهَا
فَإِنَّمَا أَفْضَلْتُ مِنْ نُورِهِ بِهِم
فَإِنَّهُ شَمْسٌ فَضَّلَ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظَاهِرُونَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلُمِ

(۱) تمام معجزات جو رسولان گرامی لائے، وہ آپ ہی کے نور سے ان تک پہنچے۔

(۲) کیونکہ آپ آفتاب فضیلت ہیں اور وہ سب اس کے ستارے ہیں جو آفتاب کے انوار لوگوں کو تاریکیوں میں دکھاتے ہیں۔

شیخ عبد الجلیل اس تقریر میں ان تمام حضرات سے مقدم ہیں۔

سَلَامٌ "مَدْعُوٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس کے چند مطالب ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے جن حضرات سے خطاب فرمایا آپ ان میں سے اشرف ترین ہستی ہیں، آپ سے افضل ترین خطاب فرمایا،

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں آپ کو ازراہ تشریف و تکریم یا اُنْزِلْنَا النُّبُوءَیْہِ اور یا اُنْزِلْنَا الرُّسُلَیْہِ سے مخاطب فرمایا، آپ کے نام سے خطاب نہیں فرمایا، لہذا دیگر انبیاء کرام کو ان کے ناموں سے بلایا فرمایا، آپ کے طفیل آپ کی امت کو یہ شرافت عطا فرمائی کہ

اسے یا اَیُّهَا النَّبِیُّ الْمَوْصُوٰی سے خطاب فرمایا اور دوسری امتوں کو ان کی کتابوں میں یا اَیُّهَا الْمَسَّاكِیْنُ (اے مسکینو!) سے پکارا، ان دونوں خطابوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۱۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا:

یا آدم است یا پیر انبیاء خطاب یا اَیُّهَا النَّبِیُّ خطاب محمد است

عالم نور کے مسافر

(۳) معراج شریف میں آپ کا بلانا مراد ہے جب کہ آپ کو عالم نور میں ستر کرایا گیا اور آپ کے لئے ستر ہزار پروے انھا دیئے گئے، ان میں سے کوئی پردہ ایک دو سربسہ کے مشابہ نہ تھا اور ہر فرشتے اور انسان کا احسان آپ سے پیچھے رہ گیا۔ جیسے کہ ابن سبع نے اپنی شفا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی "اَذِنُ یا خَیْرَ النَّبِیِّۃِ اَذِنُ یا اَحْمَدُ" اَذِنُ یا فَحْمَدُ" لَیْذُنِ الْخَبِیْبِ" اے افضل الملقین! قریب آ" اے احمد اور اے محمد! قریب آ" محبوب نزدیک آ"

(۴) یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے بلایا گیا۔ امام بیہقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے راوی ہیں کہ جب ملک الموت نے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کو اختیار ہے (دنیا میں رہنے اور بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونے کا) تو حضرت جبریل امین نے عرض کی "اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملک الموت تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کرو۔ امام بیہقی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ آپ کو دنیا سے دارِ آخرت کی طرف منتقل فرما کر آپ کے قرب اور شرافت میں مزید اضافہ فرمائے۔

(۵) یہ مراد ہے کہ مخلوق آپ کو شفاعت کے لئے بلائے گی اور اللہ تعالیٰ آپ کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔ "مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَیْ اِلٰہِی" اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر کون شفاعت کر سکتا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ اس وقت آپ کو خطاب فرمائے گا: اے محمد! اپنا سراٹھائے! امام طبرانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے، ابن مندہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند کے صحیح ہونے اور راویوں کی ثقاہت پر اجماع ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو جمع فرمائے گا تو سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا، آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے۔

انے! یہ مطلب ہے کہ جنت میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے بلایا جائے گا، ان سب صورتوں میں آپ مدعو (بلائے گئے) ہیں۔

۱۔ امام احمد رضا ربیلوی قدس سرہ قصیدہ معراجیہ میں فرماتے ہیں:-

ہاتھ اٹھ کر قرآن ہو احمد! قریب آ سرورِ محمد غارِ ہاؤں پر کیا صدا تھی یہ کیا سہا تھا یہ کیا مزے تھے

۱۲۔ مسئلہ شفاعت کی بے نظیر تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو۔ تحقیق الخوی از علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ ۲

۱۱۔ "مُحِبِّبُ صُلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اجابت (قبول کرنا) دعا (مانگنے) پر مترتب ہے مَذْعُو کا یہ مطلب لیا جائے عجیب و غریب اس کے موافق ہو گا جب آپ کو بلایا گیا یا جس بارے میں آپ کو بلایا گیا آپ نے اس کا جواب دیا اور اسے قبول کیا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا اور بلی (بال) کہا۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت۔ توحید، معرفت اور ایمان کو بھی سب سے پہلے آپ نے قبول کیا۔

نبی اکرم ﷺ دعوت و بیمہ کو قبول فرماتے، جو صحابی آپ کو دعوت دیتا آپ اس کی دعوت منظور فرماتے، اگرچہ بکری کے ایک بازو۔ ہو کی روٹی یا معمولی کھانے کی دعوت ہوتی، صحابہ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی تو ان کے ساتھ تشریف لے جاتے اور ان کی حاجت روائی فرماتے۔ کوئی صحابی یا اہل بیت میں سے کوئی آپ کو پکارتا تو آپ لازماً تواضع، خوش اخلاق اور حسن معاشرت کے طور پر جواب میں لیتے فرماتے۔

۱۲۔ "مُحِبِّبُ صُلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (۱) نبی اکرم ﷺ بارگاہ الہی میں مستجاب الدعاء ہیں، آپ کی دعا کی قبولیت بے شمار معلومات اور ان نعمت مواقع پر ظاہر ہوئی، آپ کی مقبول دعاؤں بے انداز ہیں، حضرت قاضی عیاض وغیرہ نے ان کی خاص تعداد جمع کی ہے۔ (۲) مخلوق میں آپ کی دعوت و تبلیغ مقبول تھی۔ آپ کی دعوت کو قبول کرنے، آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے والوں کی تعداد اتنی ہے کہ آپ سے پہلے اتنے لوگوں نے کسی رسول کی دعوت قبول نہیں کی، اعادہٴ مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ کے متبعین سب سے زیادہ ہیں۔ (۳) آپ کی شفاعت مقبول ہو گی۔

۱۳۔ "حَقِيْبُ صُلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ خلفاء سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی ہے کسی چیز کی طرف توجہ اور اس کا اہتمام کرنا اور اس کے بارے میں بار بار سوال کرنا، کہا جاتا ہے "هُوَ حَقِيْبٌ عَنِ الْاَمْرِ" وہ فلاں چیز کے بارے میں بہت سوال کرتے والا ہے "وَاَسْتَحْفِضُهُ عَنِ الْخَلَا" میں نے اس سے فلاں معاملے کے بارے میں کثرت سے سوال کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ "يَسْتَفْضِلُكَ تَحْتَ اَنْتَ حَقِيْبٌ عَلَيْهِ" تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں، گو تاہم اس کے متعلق بار بار سوال کرتے ہو۔ دوسرا معنی ہے لطف و کرم کہا جاتا ہے "تَحْفِظِيْ بَيْنَ فُلَانٍ خَلْفَاؤُهُ" فلاں نے مجھ پر مہربانی کی اور بعد عزت کی "وَهُوَ حَسْبُ الْقَحِيْبِيْنَ بِفَضْلِهِ وَ حَقِيْبٌ بَيْنَهُمْ" فلاں شخص اپنی قوم پر بہت مہربان ہے۔

اس اسم مبارک کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے اصحاب، اہل بیت اور اولاد مثلاً حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ کی سہیلیوں پر بہت مہربان تھے، آپ کی ارضائی بہن شیماء جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو ان پر بہت شفقت فرمائی۔ سب کے ساتھ آپ لطف و کرم اور انتہائی احسان سے پیش آتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ اپنی قوم پر بہت مہربان تھے، ان کو نصیحت فرمانے میں مبالغہ فرماتے، ان کی ہدایت کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ اپنی امت کا بہت اہتمام فرماتے اور دنیا و آخرت میں اپنی توجہ سے نوازتے ہیں۔ یا یہ کہ تمام احکام الہیہ کا نہایت اہتمام فرماتے تھے، خواہ ان سے آپ ملکیت تھے مثلاً اس کی عبادت، اسے ظاہری اور باطنی طور پر راضی کرنا یا ان کا تعلق دین کی تبلیغ و اشاعت اور تعالیم سے تھایا ان کا تعلق مخلوق

کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے۔ انہیں ڈرامے، نصیحت کرنے، ان کے حقوق ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور صرف اس کی عبادت کے لئے چہاہ کرتے ہے تھا۔

۵۔ ”عَفُوٌّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور تورات میں نبی اکرم ﷺ کا یہ وصف بیان فرمایا: امام بخاری حضرت عبد اللہ ابن عمرو بن عاصؓ سے راوی ہیں کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرماتے اور درگزر فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا ”خُذِ الْعَفْوَ“ معاف کرنے کو عادت بنائے نیز فرمایا: ”فَاعْفُ عَنَّهُمْ وَاصْفَحْ“ انہیں معاف کرو اور درگزر کرو، عفو اور صفح کا معنی ایک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان یہ تھی کہ جرائم پر مواخذہ نہ فرماتے اور لغزشوں سے درگزر فرماتے۔ یعنی اگر کسی سے آپ کی ذات سے متعلق لغزش سرزد ہوتی تو اسے معاف فرما دیتے اور اس پر گرفت نہ فرماتے، کیونکہ آپ کی عبادت کرمہ یہ تھی کہ دوسروں کی اذیتیں برداشت کر لیتے لیکن دوسروں کو اذیت نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ”اِدْفَعْ بِالَّذِیْ جِئْتَ بِہِیْ اَیْسًا“ اچھے طریقے سے دفع کیجئے، نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی انتقام نہیں لیا، کسی مسلمان پر کبھی لعنت نہیں فرمائی، جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی اپنے دستِ اقدس سے کسی کو تکلیف نہیں دی، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی شخص نے آپ کو تکلیف دی ہو اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو، یا اپنی ذات کے لئے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہو۔ البتہ! اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی مخالفت کرتا تو خدا کے لئے انتقام لیتے اور ناراض ہوتے، اس وقت کوئی چیز آپ کی ناراضگی کو فرو نہ کر سکتی تھی، اللہ تعالیٰ نے تورات میں آپ کی یہ صفت بیان فرمائی کہ آپ تند مزاج، سخت دل اور بازاروں میں آواز بلند کرنے والے نہیں ہیں اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، بلکہ معاف فرما دیتے ہیں اور درگزر کرتے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف نازل کردہ وحی میں بھی اس طرح تھا۔

مشرکین نے احد کے دن آپ کے اگلے دانت، ہوت، پیشانی اور رخسار مبارک زخمی کر دیئے، خود کی کمائیاں ٹیڑھی کر دیں، آپ کو پتھر مارے پہل تک کہ آپ پہلو کے بل ایک گڑھے میں چلے گئے، خون آپ کے چہرہ انور پر بہہ رہا تھا، یہ سب واقعات اسی ایک دن میں ہوئے اور صحابہ کرام پر بہت ہی گراں گزرے، غرض کیا کہ کاش! آپ ان کے خلاف دعا فرماتے، آپ نے فرمایا: مجھے لعن کر نہیں بھیجا گیا، مجھے داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے یا فرمایا: میری قوم کو ہدایت عطا فرما کہ وہ نہیں جانتے۔ آپ پر جلاہ کیا گیا، زہر پائی گئی، کچھ لوگ آپ کو شہید کرنے کے در پے ہوئے، لیکن آپ نے سب کو معاف فرما دیا۔

۶۔ ”وَلِیٌّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ اس کے دو معنی ہیں۔ (۱) مددگار (۲) قریب، یہ ولاء سے ماخوذ ہے، ولایت کا معنی محبت یا قرب یا متابعت ہے۔ اہل بیت میں دلی کامعنی محب۔ قریب یا پیروکار ہے۔ تاسوس میں ہے ولیؑ کا معنی قرب اور نزدیکی ہے ولیؑ اس کا اسم ہے جس کا معنی محب، دوست اور مددگار ہے۔ (۱) قسمی (۲) اس بنا پر ولی اللہ کا معنی ہوا اللہ تعالیٰ کا مقرب)

ولیؑ معنی ناصر ہو تو یہ فعلیل معنی قائل ہے اور دوسرا معنی عَفُوٌّ لیا جائے تو یہ مفعول کے معنی میں ہے جیسے کہ لظائف

انہیں سے معلوم ہوتا ہے 'نبی اکرم ﷺ میں نبوت' رسالت اور ولایت جمع ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی نبوت افضل ہے یا رسالت۔ بعض نے کہا 'نبوت رسالت سے افضل ہے' کیونکہ نبوت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور رسالت میں مخلوق کی طرف توجہ ہے۔ بعض نے اس کے برعکس کہا 'کیونکہ رسالت ایک امر باطنی ہے جو نبی کو نبوت سے آزاد عطا کیا جاتا ہے' یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت 'ولایت سے افضل ہے' کیونکہ رسالت مخلوق کی دنیاوی اور آخری مصلحتوں کے انجام دینے کے لحاظ سے خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ ہے، اس کے علاوہ فرشتے کا مشاہدہ اور اللہ تعالیٰ کے خطاب کو سنا ہے، بعض نے اس کے برعکس کہا 'یعنی آپ کی ولایت افضل ہے' کیونکہ ولایت کا معنی قرب اور اختصاص ہے جو نبی میں بدرجہ کمال پایا جاتا ہے۔

نبوت و رسالت کا مفہوم

یہ سب اختلافات اس بنا پر ہیں کہ نبوت و رسالت کی تعریف کیا ہے؟ جس نے نبوت کا معنی محض خبر دینا اور رسالت کا معنی نبی کا مخلوق کے آخری مراتب پر فائز ہونا اور نبی کافی منہ کھل ہونا دو سوں کو عمل کرنا اور تبلیغ و اصلاح سے مخلوق کا انتظام کرنا اور ولایت کا 'یعنی بارگاہ خداوندی کے مشاہدہ میں حاضر ہونا قرار دیا' اس نے رسالت و ولایت کو نبوت پر فضیلت دی اور جس نے رسالت کا معنی صرف مخلوق کو پیروی پر راغب کرنا اور نبوت و ولایت کا معنی مخلوق کی طرف متوجہ ہونا قرار دیا، اس نے نبوت و ولایت کو رسالت پر فضیلت دی اور جس نے یہ دیکھا کہ نبوت و رسالت میں وہی قرب اور اختصاص ہے جو ولایت میں ہے۔ مزید برآں مخلوق کی اصلاح ان کی سیاست اور راہنمائی ہے، اس نے نبوت و رسالت کو ولایت پر ترجیح دی، یہ اختلاف نبی کی نبوت اور نبی کی ولایت میں ہے، 'مطلق ولایت میں نہیں ہے' لہذا مطلق ولایت میں گفتگو نہیں ہونی چاہئے کہ اس میں ابہام ہے، بلکہ قید لگانی چاہئے (کہ نبی کی نبوت افضل ہے یا نبی کی ولایت؟)

سَيِّدُنَا حَقٌّ ۱ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا قَوِيٌّ ۲ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحب قوت ﷺ

ہمارے آقا سراج حق ﷺ

سَيِّدُنَا اَمِيْنٌ ۳ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مَأْمُوْنٌ ۴ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا امانت والے ﷺ ہمارے آقا جن کی طرف سے شر کا خوف نہیں ﷺ

سَيِّدُنَا كَرِيْمٌ ۵ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُكْرَمٌ ۶ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا جامع کمالات ﷺ ہمارے آقا عزت دیے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا مُكِيْنٌ ۷ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مَتِيْنٌ ۸ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا عظیم مرتبے والے ﷺ ہمارے آقا مضبوط ﷺ
 سَيِّدُنَا مُبِينٌ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُؤَمِّلٌ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا طاہر ﷺ ہمارے آقا امید والے ﷺ
 سَيِّدُنَا وَضُوءٌ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا ذَوْ قُوَّةٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صلہ رحمی کرنے والے ﷺ ہمارے آقا طاقت والے ﷺ
 سَيِّدُنَا ذَوْ حُرْمَةٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا بزرگی والے ﷺ
 سَيِّدُنَا ذَوْ مَكَانَةٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا عظیم مرتبے والے ﷺ
 سَيِّدُنَا ذَوْ عِزٍّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا ذَوْ فَضْلٍ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا عزت والے ﷺ ہمارے آقا فضیلت والے ﷺ
 سَيِّدُنَا مُطَاعٌ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُطِيعٌ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اطاعت کے ہوئے ﷺ ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے قربانوار ﷺ

۱۔ ”حقّ صلی اللہ علیہ وسلم“ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”فَإِذَا جَاءَ كُمْ الْخُفْيُ مِنْ رَبِّكُمْ“ تحقیق تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا“ نیز فرمایا: ”فَلَمَّا جَاءَ كُمْ الْخُفْيُ مِنْ رَبِّكُمْ قَالُوا لَوْلَا آؤُنِي بِمِثْلِ مَا آؤُنِي خُفْسِي“ جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا تو کہنے لگے کہ انہیں وہ مجھ سے کیوں نہیں دیتے لگے جو میں نے علیہ السلام کو دے دیے تھے اس کے علاوہ دوسری آیات

اس جگہ حق کا معنی باطل کا مقابل ہے، حق کا معنی ہے ثابت ہوا، حق کا مطلب ہوا وہ ثابت ہو تغیر و تبدل اور باطل کے لئے ہے پاک ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان کا صدق اور حکم ثابت ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ صاحب حق ہیں اور حقوق کے لئے ان کے رب کی طرف سے حق یعنی قرآن عظیم اور دین متین لائے ہیں۔ اس صورت میں آپ کو مبالغہ نہیں حق کہا گیا۔

۲۔ ”حقّ صلی اللہ علیہ وسلم“ ایک قول کے مطابق ”ذِي قُوَّةٍ جُنْدِي الْغَوْضِ“ سے آپ ہی مراد ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ آپ اپنے حال میں قوی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پیروی، نواہی سے اجتناب، اس کے احکام کے نافذ کرنے، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کے ادا کرنے، شریعت و طریقت، محو و اثبات کے جمع کرنے، ظاہری احکام میں مخلوق کے ساتھ ہونے اور باطنی طور پر اللہ تعالیٰ کی معیت میں منفرد ہونے پر قادر ہیں۔

آپ ﷺ امین ہیں

”اٰمِنٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ نبی اکرم ﷺ کا یہ وصف اعلان نبوت سے پہلے اور بعد مشہور و معروف تھا۔ قرآن مجید سے پہلے آپ کو محمد بن الامین کہتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میں زمین و آسمان میں امین ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام امین رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے مَنَظَرٌ ثُمَّ اٰمِنٌ اس قول کے مطابق کہ اس سے نبی اکرم ﷺ مراد ہیں نہ کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام۔ پس آپ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اس کی وحی اور دین پر اور ارض و سماء میں امین ہیں۔ علامہ عزنی در مختار میں فرماتے ہیں ”آپ کا اسم گرامی امین ہے“ امین وہ ہے جسے معافی کی چابی اس وثوق پر دی جائے کہ وہ ان کی حفاظت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کرے گا اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے اس سے پہلے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا اسم شریف امین ہے ”یہ نام آپ نے وحی اور اس علم و تبلیغ کی حفاظت کی جس کے آپ ممکن تھے۔ دور جاہلیت میں آپ کی شہادت، امانت اور دیانت سے پاک ہونے کے سبب آپ کو امین کہا جاتا تھا (ان کا کلام ختم ہوا) انہوں نے اسماء مبارکہ پر جس قدر گفتگو کی ہے وہ تمام یا اس اکثر حصہ امین عربی سے ماخوذ ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا: امین وہ ہے جو اپنے رب کے خطاب سے محفوظ ہو۔ یہ اس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ النحل میں عطا فرمائی۔ ”لَیَغْفِرَنَّ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ الْاٰیۃ“ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب تمہارے دلوں اور پیچیدوں کے گناہ معاف فرمادے۔ آپ کا نام آپ کے مرتبے کے مطابق رکھا گیا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ اس چیز کے امین ہیں جو اپنے رب کی طرف سے لائے مثلاً امر و نہی، وعدہ و وعید، اس کی دلیل وہ معجزات ہیں جو آپ کے دستِ اقدس پر ظاہر ہوئے۔ ان معجزات کی حیثیت یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ میرے عہد خاص نے جو کچھ میری طرف سے پہنچایا سب سچ کہا، اس بنا پر آپ کی حقیقت کے لائق آپ کا نام امین رکھا گیا۔

”اٰمِنٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ بحیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے اپنے قصیدے میں مامون کہا
 سَقَاكَ بِهٰذَا الْمَاْمُوْنُ مَكَّاسٌ زَوْیۃٌ فَاقْتُلِكَ الْمَاْمُوْنُ مِنْہَا وَعَلٰیكَ
 تجھے وہاں حضرت مامون رضی اللہ عنہ نے میرا بے گناہ کر کے والا یہالہ پلا دیا، آپ نے تجھے پہلی اور دوسری بار یہالہ پلا دیا۔ لہٰذا جب حضور اقدس ﷺ نے یہ شعر سماعت فرمایا تو فرمایا: انشاء اللہ تعالیٰ میں مامون ہوں۔
 مامون وہ ہے کہ جس کی طرف سے شر کا قطرہ نہ ہو یا یہ امین کا ہم معنی ہے لیکن امین میں زیادہ مبالغہ ہے۔

لے مولانا نور بخش دہلوی نے لکھا ہے کہ حضرت بخیر باد کو رسالت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تو ان کے بھائی کعب بن زہیر نے انہیں جو اشعار لکھ کر بھیجے، ان میں یہ شعر بھی تھا اور یہ شعر اس طرح نقل کیا

سَقَاكَ اَبُوْنُكُمُ بِكَاسٍ زَوْیۃٌ فَاقْتُلِكَ الْمَاْمُوْنُ مِنْہَا وَعَلٰیكَ

(سیرت رسول عربیؐ، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، ص ۳۳۸)

سب سے زیادہ عزت والے رسول

۴ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "إِنَّهُ لَقَوْلِي رَسُولٌ مُّحَمَّدٌ" بے شک یہ رسول کریم کا قول ہے۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں میں تمام اولاد آدم سے زیادہ عزت والا ہوں، اکرم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسروں پر فضیلت دی گئی ہو۔ کریم وہ ہستی ہے جو ان اقسام شرافت اور اوصاف کمال کی جامع ہو جو ان کے لائق ہوں، کریم کی دو قسمیں ہیں، ذاتی اور صفاتی، کریم کا معنی ہے جلال اور رفعت، اس جگہ ذاتی کریم سے مراد اصل کی بزرگی اور صفاتی کریم سے مراد افعال کی عمدگی ہے۔ ہمارے کریم کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ "مُحَمَّدٌ" احسان فرمانے والے اور وسیلے اور سوال کے بغیر معافی عطا فرمانے والے۔ یہ سب معانی نبی اکرم ﷺ کے حق میں صحیح ہیں۔ لہذا آپ ہی شرافت کے ساتھ مختص ہیں اور آپ مختلف ہر وجہ اور ہر اعتبار سے تمام انسانوں انبیاء اور ان کے ماسوا سے زیادہ کریم ہیں۔ اصل، وصف، صورت، سیرت اور مرتبہ و مقام کے لحاظ سے سب سے زیادہ کریم ہیں ﷺ۔

۵ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" راء کی تفسیر کے ساتھ "یہ کریم کا ہم معنی ہے" لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا اعتبار ہے جس نے آپ کو کریم بنایا۔ ۱

۶ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مکان کا معنی ہے خاص مقام، قرب اور عظیم مرتبہ، نبی اکرم ﷺ ممکن ہیں کہ آپ کا مرتبہ بارگاہ خداوندی میں بلند ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ فرمایا، آپ کے علاوہ اپنے نام کے ساتھ کسی کے نام کا اعلان نہیں فرمایا۔ آپ ہی کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا اور اس کا اعلان فرمایا۔ ماضی میں عرش کے پائے پر رکھا اور آخر میں کلمہ طیبہ میں شامل فرمایا۔

۷ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ مشتق ہے مِنْ الشَّيْءِ (نام مضموم ہے) متناہ سے، جب کوئی شے سخت اور شدید ہو۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین میں شدید اور قوی تھے اور اس سلسلے میں پوری کوشش اور صداقت کو بروئے کار لاتے تھے۔ نیز آپ اپنے کافر دشمنوں پر شدید اور موید و منصور تھے۔

۸ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْبَحْثُ وَرَسُولٌ مُّحَمَّدٌ" نیز فرمایا "وَقُلْ إِنِّي أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ" اس کے کئی معانی ہیں۔ (۱) آپ کی عظیم آیات ظاہرہ اور مخبرات باہرہ کی بنا پر آپ کی رسالت اور آپ کا معاملہ ظاہر ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو احکام دے کر بھیجا ان کو بیان کرنے والے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لَبَّيْكَ لِلنَّاسِ يَا نُورُ الْبَيْتِ" تاکہ تم لوگوں کو وہ احکام بیان کرو جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں۔ (۳) آپ عربی زبان والے اور تمام عرب سے زیادہ فصیح ہیں۔

۹ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" دوسرا معنی مشہور ہے "کُفْلُ الشَّيْءِ" کفل شے کی امید کی۔ نبی اکرم ﷺ امام احمد رضا رحمہ اللہ کی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

موسیٰؑ اپنے آقا و مولا جلال کے امیدوار اس کے رحم و کرم کے متقاضی اس کے فضل و احسان کے مستحق اس کی رحمت و عطا کے طلب گار اسی پر نظر رکھنے والے اور اس کی بارگاہ سے حسن ظن رکھنے والے ہیں۔ بعض حضرات نے غرضی مہم کے فتح کے ساتھ کہا ہے کہ تکد وین کی تعلیم نصرت و امداد اصلاح حال اور دنیا و آخرت کی شفاعت کے سلسلے میں صحابہ اور قہر امت کے مرکز امید آپ ہی ہیں۔ انہیں ہر خیر و برکت کی امید آپ ہی کی ذات آپ ہی کے واسطے آپ ہی کے عظیم وسیلے پر بندہ مرتجے سے ہے۔

۱۱ "وَضَلَّیْ خَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" واذا مفتوح ہے اس کی دلالت صلہ رحمی کے مبالغہ پر ہے۔ نبی اکرم ﷺ نسی اور دینی، ایمانی رشتے کی سب سے زیادہ پاسداری فرماتے والے ہیں وفا اور عہد کو نبھانے میں سب سے آگے ہیں آپ اپنے رشتہ داروں کو بن سے افضل پر ترجیح دیتے بغیر ان سے صلہ رحمی فرماتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابو قحافہ کی آل میرے دوست نہیں ہیں میرا ولی اللہ تعالیٰ ہے اور مومنین صالحین۔ حضرت ام المومنین خدیجہؓ کے وصال کے بعد ان کی سیلیوں کی خبر گیری فرماتے، انہیں تھے تحائف بھیجتے اور ان کی خیر و عافیت دریافت فرماتے۔ جب ہوازن کے قیدیوں میں آپ کی رضائی بن شیماء گرفتار ہو کر آئیں تو آپ نے ان کی عزت و تحکیم کی اور اپنی چادر بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا اور انہیں اختیار دیا کہ عزت و کرامت کے ساتھ آپ کے پاس رہیں یا انہیں علیہ دے کر رشتہ داروں کے پاس بھیج دیا جائے انہوں نے اپنے گھر جانے کو پسند کیا چنانچہ آپ نے انہیں لباس ایک غلام اور ایک کنیر دے کر ان کے رشتہ داروں کے پاس بھجوا دیا۔

۱۲ "ذُو قُوَّةٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" اس میں وہی "نکٹو" ہے جو قویٰ میں گزر چکی ہے۔ اس میں اور بعد والے اسماء میں تحکیم و عظیم کے لئے ہے۔ (یعنی عظیم قوت کے مالک)

۱۳ "ذُو خِرَّةٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" حرمت کا تلفظ تین طرح ہو سکتا ہے۔ (۱) پہلا حرف مضموم دوسرا ساکن (خِرَّةٌ) (۲) دونوں مضموم ہوں (خِرَّةٌ) (۳) پہلا مضموم دوسرا مفتوح (خِرَّةٌ) حوۃ کا معنی ایسا رعب اور ہیبت ہے جس کی تعمیل واجب ہو اور خلاف ورزی اور حد سے تجاوز نہ کیا جاسکے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان عظیم اور آپ کا مقام مرتبہ بہت ہی بلند ہے۔

۱۴ "ذُو شَکَمَةٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" یہ آپ کے اسم مبارک فکین کی طرح ہے اور اس پر "نکٹو" پہلے ہو چکی ہے۔ ۱۵ "ذُو عِزٍّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" یہ اسم عربی کا ہم معنی ہے اور اس کا معنی ہے (۱) جلیل القدر (۲) بے نظیر (۳) جس کا مرتبہ حاصل نہ کیا جاسکے۔ (۴) دوسروں کو عزت بخشنے والے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَلِلّٰہِ الْبُحْرَۃُ وَلِلّٰہِ السُّبُحُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی" کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے۔ ایمانداروں کے لئے عزت آپ کی جمعیت اور پیروی کے سبب ہے معلوم ہوا کہ آپ کے لئے اولاد اور اصالۃ عزت ہے اور مومنوں کے لئے فرع اور تابع ہونے کی حیثیت سے ہے اور آپ کی عزت ہی ان کی عزت ہے۔ پس آپ کا عزت سے مختص ہونا ظاہر ہو گیا۔

۱۶ "ذُو فَضْلٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" فضل لغت میں دو کمال ہے کہ اس کے سبب موصوف کو دوسرے پر زیادتی حاصل

ہو یہ مادہ بہر صورت زیادتی پر دلالت کرتا ہے، نبی اکرم ﷺ کو تمام کائنات پر ہر قسم کے کمالات میں کامل فضیلت اور زیادتی حاصل ہے۔

کلمہ "مُطَاعٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" آپ مطاع ہیں اور صحابہ کرام اور امت مسلمہ آپ کی مطیع ہے۔ کیونکہ ان کے دل میں آپ کی شدید محبت اور کامل تعظیم پائی جاتی ہے، اسی پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی ہے، نیز آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۸ "مُطِيعٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" حضور انور ﷺ کے مطیع اور اس کے احکام و اوامر کی عند اللہ و عند الخلق دائمی طور پر تعمیل کرنے والے تھے۔ عصمت و محبوبیت اور کمال عبودیت کی بنا پر شریعت و رسالت کی تبلیغ اور مخلوق کو درست راستے میں ایک لمحہ کی غفلت بھی روا نہیں رکھتے تھے۔

سَيِّدُنَا قَدَمُ صِدْقٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا کے راستہ راہباز ﷺ

سَيِّدُنَا رَحْمَةٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا بیکر رحمت ﷺ

سَيِّدُنَا بُشْرَى صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا خوشخبری دینے والے ﷺ

سَيِّدُنَا غَوْثٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا فریاد کو سمجھنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا غَيْثٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا بر رحمت ﷺ

سَيِّدُنَا غِيَاثٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا دوست گیری فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا نِعْمَةُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کی نعمت ﷺ

سَيِّدُنَا هِدْيَةُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ

سَيِّدُنَا عُرْوَةُ وَثْقَى ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مضبوط و مستحکم ﷺ

سَيِّدُنَا صِرَاطُ اللَّهِ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ کی راہ مستقیمہ ﷺ

سَيِّدُنَا صِرَاطُ مُسْتَقِيمٍ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا راہ راست ﷺ

سَيِّدُنَا ذِكْرُ اللَّهِ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کا ذکر ﷺ

سَيِّدُنَا سَيْفُ اللَّهِ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کی تلوار ﷺ

سَيِّدُنَا حِزْبُ اللَّهِ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کا لشکر ﷺ

سَيِّدُنَا النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تابندہ ستارے ﷺ

سَيِّدُنَا مُصْطَفَى ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا چنے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا هُجَّتِي ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا برگزیدہ ﷺ

سَيِّدُنَا مُنْتَقَى ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا منتخب ﷺ

۱۔ "فَدَّمَ صِدْقِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" متعدد حضرات نے یہ نام نبی اکرم ﷺ کے اسلام مبارک میں شمار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ لَهُمْ فَدَمٌ مِمَّنْ صِدْقِي وَعَنْذِ رَبِّهِمْ" ایمان والوں کو خوشخبری دیجئے کہ ان کے لئے ان کے رب کی بارگاہ میں سچے راجتا ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔ ابن مردیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اس سے مراد شفیع اللہ نبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اس میں اس نام کی وجہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ آپ امت مسلمہ کی شفاعت فرمائیں گے، کیونکہ طریقہ یہ ہے کہ شفاعت کرنے والا اس شخص سے پہلے جاتا ہے جس کے لئے شفاعت کی گئی ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت ہے، آپ سچے شفیع ہیں یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچائی کے شفیع ہیں۔ حضرت قتادہ اور حضرت حسن نے اسی طرح فرمایا، وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آپ کی ذات اقدس ہے آپ ان کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ حضرت حسن سے یہ بھی روایت ہے کہ فَدَّمَ صِدْقِي سے مراد وہ مسیحیت ہے جو نبی اکرم ﷺ کے وصال سے امت کو لاحق ہوئی۔ حضرت سل بن عبد اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ رحمت سابقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کی ذات اقدس میں ودیعت فرمائی۔ حکیم ترمذی نے فرمایا کہ آپ امام الصالحین والصدیقین۔ ایسے شفیع جن کی شفاعت مقبول ہوگی اور ایسے سوال کرنے والے ہیں جن کا سوال پورا کیا جائے گا۔ قدم (پاؤں) مقرو اور اس کی جمع اقدام ہے بعض اوقات اس کا اطلاق پیش قدمی پر ہوتا ہے، کیونکہ وہ قدم ہی سے ہوتی ہے، کہا جاتا ہے لفلان قدم فلاں کے لئے سبقت ہے۔

۲۔ "وَرَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت

سیدی شیخ ابو العباس مرسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تمام انبیاء رحمت سے پیدا کئے گئے، اور ہمارے نبی ﷺ رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ"

ہر بھلائی حضور ﷺ کی برکت سے

سیدی شیخ عبد الجلیل قسری اس آیت کے تحت فرماتے ہیں، اس آیت کی تفسیر سے ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی برکت ہی تمام جہان والوں پر رحمت کی گئی ہے، اور ہر بھلائی، ہر فور اور ہر برکت ایجاد عالم سے لے کر آخر تک معرض وجود میں آچکی ہے یا آئے گی، نبی اکرم ﷺ ہی کے سبب سے ہے۔ امام ابو عبد اللہ حکیم ترمذی نوادر الاصول میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنت کا ایک تراکد دروازہ بنایا ہے جس کا نام باب محمد (ﷺ) باب رحمت اور باب توبہ ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے، کھلا ہوا ہے اور جب آفتاب مغرب کی طرف سے طلوع ہو گا۔ اس وقت بند کروا جائے گا۔ پھر قیامت تک نہیں کھولا جائے گا، باقی اعمال کے دروازے ہیں جو اعمال صالحہ پر تقسیم کئے گئے ہیں۔ پھر حضرت حکیم ترمذی نے فرمایا: جنت کا

بابِ توبہ جو باقی دروازوں سے زائد ہے وہ کسی عمل کا دروازہ نہیں بلکہ رحمتِ عظمیٰ کا دروازہ ہے جس سے بندوں کی توبہ و عفو ہو کر بارگاہِ حق میں پہنچتی ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تیری توبہ ہوں اور میں عطا کی گئی رحمت ہوں۔ جس کی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے اور تمام انبیاء کی بعثت رحمت ہے۔ اسی لئے جس نے ان کی نافرمانی کی وہ اپنے آپ کو قبول کیا، نیک بخت ہوا اور جس نے ان سے اعراض کیا اس پر فوری عذاب نازل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ کریمہ اور آپ کی ولادت رحمت و امان ہے۔ اسی طرح تپ کا مزار مبارک صور کے پھونکنے تک رحمت ہے، لہذا اس رحمت کی عزت و حرمت اور امن قائم و دائم ہے۔

۱۔ "بَشِّرْهُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" حضرت مصنف کے علاوہ دیگر حضرات نے تپ کا اسم مبارک بشریٰ یعنی بتایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: نبی یعنی بن مریم علیہما السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اس کتابِ تورات کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے ہے۔ "وَوَضَّعْنَاهُ اِیْضًا فِیْ سُوْرَةِ یٰحٰییَ بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ" اور اس رسولِ عظیم کی خوشخبری سننے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا اسم گرامی احمد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں، بشارت سے آپ کا اشارہ آیت مذکورہ کی طرف اور دعا کا ارشاد حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی اس دعا کی طرف ہے جو انہوں نے بیت اللہ شریفہ کی تعمیر کے وقت مانگی، اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے۔ "وَبَشِّرْنَا بِهٖمْ وَابْعَثْنَا فِیْہُمْ رُسُلًا وَفِیْہُمْ اٰیٰتٍ" اے اللہ! میں انہی میں سے رسولِ عظیم بھیج دو ان پر تیری آیتوں کی طاوت کریں، انہیں کتاب و حکمت سکھائیں اور انہیں پاک کریں بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مختص نہیں ہے، ابنِ عساکر حضرت عبادہ صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے دی، اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے وعدہ لیا کہ اگر رسولِ عظیم ﷺ تمہارے زمانے میں تشریف لے آئیں تو تم ان پر ایمان لائے اور ان کی امداد کرنا اور انبیاء کرام پر وعدہ اپنی امتوں سے لیتے تھے، لازمی بات ہے کہ وہ آپ کی خوشخبری بھی سناتے تھے۔ مصدق ہوا کہ تمام انبیاء نے آپ کی خوشخبری سنی، اور آپ نے ایمانداروں کو رحمت و رضوان، آتشِ دوزخ سے نجات اور جنتوں کی خوشخبری سنائی، لہذا آپ علی الاطلاق بشریٰ و نبی شریف ہیں اور حضرت مصنف کا بشریٰ عیسیٰ کی بجائے (مطلقاً بشریٰ کہنا درست ہے) صحیح ہے، خواہ آپ کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مختص ہو یا تمام انبیاء علیہم السلام کو شامل ہو یا آپ فی نفسہ بشارت ہوں۔

۲۔ "ہٰ اَیُّہٗ" "خُبِّرْتُ عَنْکَ عِبَادَتُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" نوٹ مددگار اور فریا درس اور غیثِ یارش کو کہتے ہیں "عِبَادَتُ" (غافل سے اسم ہے، و غلبہ کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے ذریعے مخلوق کی و غلبہ فرمائی۔ لوگ گمراہی میں غرق تھے، جہالت کی موجیں ان سے کھیل رہی تھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے قدمِ غضب کے قریب پہنچ چکے تھے اور جہنم کے

لوہے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمت عالم ﷺ کے ذریعے انہیں خلاصی۔ نجات اور رہائی عطا فرمائی۔

”حبیب“ معنی بادل، بندوں اور شہداء کے لئے رحمت و زندگی۔ زمّت اور ذریعہ اصلاح ہے کیونکہ اس کے سبب سبز، درخت، پھل اور پھول اگتے ہیں۔ نہریں اور چشمے جاری ہوتے ہیں، بادل مخلوق کے لئے غوث بھی ہے اور غیث بھی۔ نبی اکرم ﷺ ہدایت، نور اور رحمت لائے۔ اس وقت مخلوق کفر کے گڑھے میں اس کی خشک سالی اور سختی کی وجہ سے مرچکی تھی، اور برباد ہو چکی تھی۔ آپ نے انہیں بلاکت سے نجات، گمراہی کی جگہ ہدایت، جہالت کے بدلے بصیرت اور ان کے دلوں کو ایمان کے ذریعے زندگی اور زیب و زینت عطا فرمائی، اس لئے آپ کو بادل سے تشبیہ دی گئی کہ بادل شہدوں کی زندگی، زمّت، سرسبزی، نری، صلاحیت کا سبب اور بلاکت سے نجات کا ذریعہ ہے۔ پس نبی اکرم ﷺ موجودات کے لئے غوث، غیاث اور غیث ہیں۔ آپ کے ذریعے ان کی دھندلیری کی گئی ہے۔

یہ ”بِعِزَّةِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”الذین یؤمنون بآیاتنا یؤتونا بغنۃ اللہ یخففوا“ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا۔ کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ لوگ کفار قریش ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت نبی اکرم ﷺ ہیں، آپ کا نام نعمت رکھا گیا، جس طرح کہ آپ کا نام رحمت ہے، آپ کے متبعین کے لئے حقیقت یہی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ بِغِنَةِ اللَّهِ لَا تُلْخِضُوا“ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکو گے۔ حضرت سہل نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ نعمت سے مراد نبی اکرم ﷺ کو بھیجے کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یَغْفِرُونَ بِغِنَةِ اللَّهِ ثُمَّ يَنْجِرُونَ“ یہ لوگ اللہ کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت سہل فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہچانتے ہیں کہ حضور انور ﷺ اللہ کے نبی ہیں، پھر آپ کی تکذیب کرتے ہیں، یہی مطلب حضرت مجاہد اور سدی سے مروی ہے اور زجاج بھی اسی کا قائل ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ علیہ وسلم، حواء مفتوح، دال کسور اور یاء مشدود ہے۔ ابن سعد اور حکیم ترمذی حضرت ابو صالح سے مرسل اصحاب کے ذکر کے بغیر راوی ہیں۔ داری، حاکم اور تہذیبی ابو صالح سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ راوی ہیں ”اِنَّهُمَا اَنَا وَحُفَةُ حُفَيْدَةَ“ میں وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے بطور ہدیہ دی ہے۔ ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث روایت کرتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بطور ہدیہ رحمت بنا کر بھیجا، مجھے کچھ لوگوں کے بلند کرنے اور کچھ لوگوں کے پست کرنے کے لئے بھیجا۔

سید بن ابی العباس مروی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام اپنی امتوں کے لئے عطیہ ہیں، اور ہمارے نبی ﷺ ہمارے لئے ہدیہ ہیں۔ عطیہ اور ہدیہ میں فرق ہے۔ عطیہ حکماء کے لئے اور ہدیہ محبوبوں کے لئے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہ رحمت ہوں جو بطور ہدیہ دی گئی ہے۔

۳. ”عُرْوَةُ وَفَقِي صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ اس میں تین نئے ہیں (۱) معتمد نسخوں میں تحکیر کے ساتھ ہے۔ (۲) بعض نسخوں میں تعریف کے ساتھ ہے العروۃ الوثقی (۳) بعض دیگر نسخوں میں صفت الف لام کے ساتھ اور موصوف اس کی طرف مضاف ہے عروۃ الوثقی اللہ تعالیٰ ارشاد ہے ”فَقَدْ اسْتَفْسَلْنَا بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى“ شیخ ابو عبد الرحمن سہلی نے بعض علماء سے نقل کیا کہ العروۃ سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔

عروہ لغت میں کسی شے کے پکڑنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اسی معنی میں ہے عُرْوَةُ الْغَزَاوَةِ تھیلے کے پکڑنے کی جگہ اور عُرْوَةُ الْکُفْرِ (کوڑے کا دست اور مٹھی (دست)) کسی چیز کا وہ حصہ جو اسے پکڑنے کے لئے تیار کیا گیا ہو۔ اسے مَفْبُطٌ ہر وہی نے غریبین میں کہا کہ عروہ دراصل سبزے کے لئے ہے، بطور مثال ہر اس شے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا سہارا لیا جائے اور پناہ مل جائے (متم شد) یہ لفظ اس شے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کی جڑ زمین میں ثابت ہو مثلاً شجر (ایک قسم کی گھاس)۔ مننبی کہتے ہیں اَجْنَدَانَا الْوُثْبَانُ الْأَخْضَرُ الْبَشِیْعُ اور اس کے علاوہ ہر وہ پودا جو زمین میں جڑ رکھتا ہو۔ جب کسی سال یارش اور سبزہ کم ہوتی چوپائے ان پودوں کو کھا کر زندہ رہیں، اکثر اوقات عروہ کا مجازی استعمال اس شے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جو اس لائق ہو کہ اسے تھاما جائے، خواہ محسوس ہو یا امر معنوی ہو، کیونکہ جو شخص پکڑنے کی جگہ کو پکڑے گا وہ اس لائق ہے کہ مقصد اور مراد پا سکے اگر اس کا مقصد سہارا لینا ہو تو اسے تحفظ حاصل ہو جائے گا، بہت دفعہ اس معنی کے لئے مجازاً استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اگر اس کا مقصد بلند جگہ تک پہنچنا ہو تو پہنچ جائے گا اس کے علاوہ اور مناسب مقاصد بھی ہو سکتے ہیں۔

اس جگہ لفظ عروہ مجازاً اس مناسبت کی بنا پر استعمال کیا گیا ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ پر ایمان لا کر آپ کی اتباع اور محبت سے آپ کا دامن تھامے گا، اسے دنیا و آخرت میں تحفظ حاصل ہو جائے گا اور اعلیٰ علیین تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔ یہ خاص تعلق ہے ورنہ تمام جہان ایجاب اور اعداؤ میں آپ کی ذات القدس سے متعلق ہے اور کوئی شے ایسی نہیں جو آپ سے متعلق نہ ہو۔

وَفَقِي فَفَقِي کا وزن ہے ”وَفَقِ الشَّيْءُ لَوْ فَافَهُ“ ظاہر شے سخت اور شدید ہوئی، یہ اس جگہ استعارہ ترشیحیہ ہے (ایک استعارہ اور مجاز کی مناسبت سے ہے)

۴. ”حِزْبُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ نبی اکرم ﷺ کا یہ نام اس لئے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچانے والے اور اس کی طرف سبیل ہدایت ہیں، جو آپ سے وابستہ یا نادانستہ رہ گشتہ ہوا، وہ گمراہی اور ناکامی کی وادیوں میں بھٹکے گا اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں ایلیس کی راہ سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل و کرم سے دنیا سے رخصت کے وقت اپنے حبیب کریم ﷺ اور آپ کے متبعین کے دامن سے وابستگی عطا فرمائے۔

صراط کا معنی ہے سیدھی راہ یا واضح راہ راست جس میں کوئی کجی نہ ہو، مجازاً نبی اکرم ﷺ کے لئے استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ آپ کا سچا و کار دنیا و آخرت کی سعادت تک پہنچنے والا اور نجات پانے والا ہے۔ اور آپ سے رہ گشتہ ہونے والا گمراہ اور بے ہدایت ہے۔

۱۔ "صِرَاطُ مُسْتَقِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی "إِذْ يَدْعُو الْمَظْطَرَّ الْمُسْتَقِيمَ" حضرت ابو العالیہ نے فرمایا: صراط مستقیم سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ روایت حاکم نے مستدرک میں ابو العالیہ کے واسطے سے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا۔ بعض حضرات نے ابو العالیہ اور حسن بصری سے روایت کیا کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ۔ آپ کے اہل بیت اختیار اور صحابہ کرام ہیں۔ ماوردی نے صِرَاطُ الْمُسْتَقِيمِ کی یہ تفسیر حضرت عبد الرحمن بن زید سے روایت کی۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور ابو العالیہ سے روایت کیا کہ صراط مستقیم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو صاحب حضرت ابو بکر و عمر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۲۔ "ذِكْرُ اللَّهِ حُسْنُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ" حضرت مجاہد نے فرمایا: ذِکْرُ اللّٰہ سے مراد نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس کا مطلب (۱) یہ ہے کہ جو آپ کی زیارت کرے یا آپ کا اسم گرامی، احوال شریفہ اور اخلاق حمیدہ سے وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا۔ اس کی شان کے لائق حمد و ثناء کرے گا اور اس پر ایمان لائے گا اور تصدیق کرے گا۔ لہذا آپ کا وہود مسعود اللہ تعالیٰ کے ذکر کا سبب ہوا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ذِکْرُ اللّٰہ رکھا۔ (۲) نیز آپ کی ذات اللہ تعالیٰ کے ذکر، آپ کی صفات اللہ تعالیٰ کی توحید کی مودب ہیں اور آپ کے افعال اس کی ذات پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کے ارشادات اس کے ذکر کا قہم دیتے ہیں۔ لہذا نبی اکرم ﷺ اپنے تمام احوال و افعال، صفات، نیند اور بیداری میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں۔ (۳) نبی اکرم ﷺ نے اپنے مولائے کریم کا دنیا و آخرت میں کثرت سے ذکر کیا اور تمام احوال میں اس کی حمد کی۔ (۴) بارگاہ خداوندی میں آپ کا مرتبہ بلند اور مقام شرافت کا حامل ہے اور ذکر کا معنی شرافت ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے آپ کا ذکر کیا، کیونکہ سب سے پہلے آپ ہی کا ذکر ہوا۔ آپ ہی تقدیر میں سب سے اول ہیں۔ اور لوح محفوظ میں سب سے پہلے آپ ہی کا ذکر ہوا۔ (۶) اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کا بکثرت ذکر فرمایا۔ عرش، آسمانوں اور فلک کے تمام مقامات، جنت اور تمام جنتی اشیاء پر آپ کا اسم شریف لکھا ہوا ہے۔ اپنی مخلوق کو آپ کے اسم گرامی کی صورت پر پیدا فرمایا۔ آپ کے اسم شریف کی اضافت اپنی طرف فرمائی (رسول اللہ و حبیب اللہ) آپ کا اسم اپنے اسم کے ساتھ جمع فرمایا۔ آپ کا اسم اپنے اسم سے مشتق فرمایا (اللہ تعالیٰ محمود ہے اور آپ محمد ہیں) جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، جس نے آپ کی بیعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی بیعت کی، لہذا حضور ﷺ براہِ اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہیں۔ ۱۔

ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ ﷺ

۱۔ حدیث قدسی میں ہے "يُحْفَلُ لَكَ بِذِكْرِ إِبْرَاهِيمَ" میں نے تمہیں اپنا ذکر دیا۔

۲۔ "مَنْ شَهِدَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تنہا اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کی، اس کے لئے دشمنانِ خدا سے جہاد کیا، ان پر فتح پائی اور وہ آپ سے مرعوب ہو گئے۔

”حُزْبُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ اللہ تعالیٰ کا حزب اس کا لشکر اس کے دین کے مددگار، پیروکار اور اس کے وہ بندے ہیں جو اس کی پناہ چاہتے ہیں، اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور نواہی سے اجتناب کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا نام حزب اللہ رکھنا بھی درست ہے کیونکہ آپ نے وہ کام کیا جو لشکر بھی نہیں کر سکتا۔ مثلاً دشمن کو شکست دینا، اس پر غلبہ پانا اور سختی سے کفر سے روکنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جہاں مبعوث فرمایا۔ اس وقت روئے زمین پر آپ کے علاوہ کوئی شخص دین متین اور ملت حقیقہ پر نہ تھا، اس کے باوجود آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے رہے، اللہ تعالیٰ کے دین اور صرف اس کی عبادت کے لئے ان سے جہاد فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے طوعاً یا کرہاً آپ کا پیغام قبول کر لیا، فتح و نصرت آپ ہی کے لئے تھی، کیونکہ آپ ہی جند اللہ اور حزب اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی غلبہ پانے والا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کی پناہ لینے میں آپ تمام مخلوق سے بڑے۔ اس کی طرف افتقار و احتیاج اور رجوع کرتے۔ اس کی معرفت تمام تر توجہ کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس کی طاعت پر قائم ہونے میں سب سے فائق ہیں، بعض حضرات نے کہا کہ آپ کا نام حزب اللہ رکھا گیا، حالانکہ حزب کا معنی جماعت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام موحدین کے کلمہ اخلاص پر متفق ہونے اور اسلامی تنظیم کا سبب آپ ہی ہیں۔

”النَّجْمُ الثَّاقِبُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ“ اس کی تفسیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کی۔ حضرت ابو عبد الرحمن سلمیٰ راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”النَّجْمُ الثَّاقِبُ“ بھی نبی اکرم ﷺ ہیں۔ بعض نے کہا آپ کا دل انور ہے۔ لیکن یہ بعید ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد ستارہ ہے۔ اگر اس سے نبی اکرم ﷺ مراد ہوں تو یہ تشبیہ لطف ہے یا مطلق تحمیل سے استعارہ ہے اور محبت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ”وَالَّذِیْ لَا تُغْنِیْهِ الْغِنَىٰ وَلا يَنْفَعُهُ الْفَقْرُ“ بے شک تم صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتے ہو، جیسے کہ ستارے سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ ”وَالنَّجْمُ طَبَعٌ يُّنْقَضُونَ“ اور وہ ستاروں سے راہ پاتے ہیں، یا اس لئے کہ آپ سے جہالت کی تاریکی چھٹ گئی جیسے زمین ستاروں سے روشن ہوتی ہے۔ اور اگر مخصوص ستارے سے استعارہ ہو تو وہ زحل ہے اس وقت وجہ شبہ بلندی کے باوجود دنیا پاشی ہے کیونکہ زحل سابقین آسمان پر ہے۔

غائب کا معنی ہے روشن اور بست ہی روشن ہوگا کہ وہ ظلمت کا پند چیر کر اپنی روشنی پہنچاتا ہے اور دوسرے ستاروں سے بلند ہے، یہ استعارے کے لئے تمسید اور تقویت ہے۔

”لَا مِصْطَفَىٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ اس کا معنی ہے منتخب اور برگزیدہ، نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے منتخب اور برگزیدہ ہیں، آپ تمام مخلوق کا خلاصہ اور سب سے بہترین ہیں۔ بعض حضرات نے فرمایا: مصطفیٰ کا معنی ہے تمام بشری کدورتوں سے پاک اور صاف، آپ کا نام ایسا رکھا گیا جو آپ کے وصف کے مناسب ہے، بعض نے کہا کہ اس کا معنی ہے انتہائی قرب کے لئے چنے ہوئے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے، اگر وہ صبر کرے تو اسے مقام اجزاء عطا فرماتا ہے اور اگر رضا کا مظاہرہ کرے تو اسے مقام اصفااء پر فائز فرماتا ہے۔

یہ اسم معتد شخصوں میں گمراہ ہے اور اس پر تحریر ہے، بعض شخصوں میں ایک فتح کے ساتھ واقع ہوا ہے، اسی طرح بعد میں آنے والے دو اسم ہیں۔

کجا ۱۸ "مَنْجَنِي مُنْتَقِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" یہ دونوں اسم مصطفیٰ اور برگزیدہ کے معنی میں ہیں۔

سَيِّدُنَا أُمِّيُّ ۱۹ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُخْتَارٌ ۲۰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا جنہوں نے ہوائے خدا کے کسی سے نہیں پرہیز کیا ۲۰ ہمارے آقا مالک و مختار ﷺ

سَيِّدُنَا أَحِبُّ ۲۱ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا جَبَّارٌ ۲۲ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا امت کو آگ سے بچانے والے ﷺ ہمارے آقا شکستہ دور کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا أَبُو الْقَاسِمِ ۲۳ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا حضرت قاسم کے والد ﷺ

سَيِّدُنَا أَبُو الطَّاهِرِ ۲۴ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا حضرت طاہر کے والد ﷺ

سَيِّدُنَا أَبُو الطَّيِّبِ ۲۵ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا حضرت طیب کے والد ﷺ

سَيِّدُنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ ۲۶ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا حضرت ابراہیم کے والد ﷺ

سَيِّدُنَا مُشَفِّعٌ ۲۷ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُشَفِّعٌ ۲۸ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مقبول شفاعت والے ﷺ ہمارے آقا شفاعت فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَالِحٌ ۲۹ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُصْلِحٌ ۳۰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صالح اور نیک ﷺ ہمارے آقا اصلاح فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُهَيِّمٌ ۳۱ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا صَادِقٌ ۳۲ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تسلیم فرمانے والے ﷺ ہمارے آقا سچے ﷺ

سَيِّدُنَا مُصَدِّقٌ ۳۳ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا صِدِّيقٌ ۳۴ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صدیق کے ہونے پر ﷺ ہمارے آقا چانی کے بیکر پر ﷺ
سَيِّدَنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تمام رسولوں کے سردار پر ﷺ
سَيِّدَنَا إِمَامُ الْمُتَّقِينَ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ہمارے آقا تمام متقیوں کے امام پر ﷺ

۱۔ ”اُمِّیُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ یہ نبی اکرم ﷺ کا خاص ترین اسم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ”اَلَّذِیْنَ یُشَکِّکُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیُّ“ جو لوگ رسول نبی امی کی جڑوی کرتے ہیں۔ نیز فرمایا ”مَا کُنْتُ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلَکِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا لِّیُبَیِّنَ بِهٖ مَا نَشَآءُ مِنْ عِبَادَتٍ“ تم از خود نہیں جانتے تھے۔ کہ کتاب اور ایمان کیا ہے، لیکن ہم نے اسے نور بنا دیا، جس کے ذریعے ہم جس بندے کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں۔

اُمِّیُّ وہ ہے جو نہ پڑھے نہ لکھے، اس میں چند احتمال ہیں۔ (۱) یہ ام (ماں) کی طرف منسوب ہے، کیونکہ ان کی عام حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ لکھتی اور لکھا ہوا پڑھتی نہیں ہیں۔ جب بڑا بھی اسی صفت کا حامل ہوا تو اس کی نسبت ام (ماں) کی طرف کر دی گئی، گویا وہ اس کی مثل ہے۔ (۲) یہ وجہ ہے کہ پچھ اپنی اصل پیدائش پر باقی ہے اس نے لکھا اور پڑھا نہیں ہے۔ (۳) یا اس حالت کی طرف منسوب ہے جو اسے ماں کے پاس سے حاصل تھی، (۴) بعض حضرات نے کہا کہ یہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ کا نام) کی طرف منسوب ہے۔ (۵) بعض نے کہا کہ اُمّہ العروب (عرب قوم) کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ ان میں پڑھنا اور لکھنا عام نہیں تھا، اس لئے امی کا مطلب یہ ہوا کہ جو نہ لکھے نہ پڑھے۔ (۶) بعض نے کہا کہ یہ امّہ (قوم، جماعت) کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ آپ اپنی ذات میں ایک جماعت ہیں۔

امی ہونا حقہ نور ﷺ کی خاص صفت ہے

امی ہونا نبی اکرم ﷺ کے حق میں کمال ہے، بلکہ آپ کی نبوت پر دلالت کرنے والا معجزہ ہے، نبی امی ﷺ کا علم حیرت لئے کافی معجزہ ہے، کیونکہ آپ نے نہ تو لکھا نہ لکھا ہوا پڑھا نہ کسی کی شاکردی اختیار کی اور نہ کسی لکھنے پڑھنے والے سے تعلق رکھا، اس کے باوجود آپ سے لدنی علوم و معارف، اہم سائنس کے حالات کی واقفیت اور اولین و آخرین کے علوم پر آگاہی ظاہر ہوئی، آپ نے مخلوق کی سیاست کے احکام جاری فرمائے، حالانکہ وہ مختلف قسم کے لوگ تھے۔ آپ نے دین و دنیا کے تمام مصالح کا احاطہ فرمایا، ہر خلق حسن اور علی الاطلاق مخلوق کے ہر کمال سے متصف ہوئے۔ ہر علم و حکم اور ہر حکمت میں آپ کا اس طرح امام ہونا کہ اس کے متقابل تمام مخلوق کو عاجز کر دیا اور تمام مخلوق کا امام ہونا آپ کا وصف خاص تھا، یہ تمام امور نبی اکرم ﷺ

کی نبوت کے دلائل سے واضح دلیل اور روشن حجت ہیں اور آپ کا ای ہونا ظاہر کمال ہے جس میں کوئی خفاء نہیں۔
 پڑھتے اور لکھتے کا مقصود وہ علم ہے جو ان کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ لکھنا پڑھنا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ تو علم کے لئے واسطہ ہیں جب ان کا ثمرہ مطلوب حاصل ہو گیا تو ان کی ضرورت نہ رہی نیز اگر لکھتے پڑھتے تو بعض لوگوں کو شک واقع ہوتا اور وہ آپ کی کتابت کے سبب آپ کی ملاقات سے بے نیاز ہو جاتے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "وَمَا كُنْتُمْ تَحْلُوْنَ مِنْ قَبْلِهِ بِنِ كِتَابٍ وَلَا تَخِطُّوا بِنَبِيِّنَا اِذَا لَا تَذُنُّوا عَلَيْهِ اَلْمُطِيعُونَ" اے حبیب! تم اس سے پہلے لکھا ہوا نہ پڑھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لکھتے بھی نہ تھے ایسا ہوتا تو جھوٹے شک کرتے۔

چونکہ انی ہونا نبوت سے متعلق ہے اس لئے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں لفظ انی لفظ نبی کے ساتھ ہی وارد ہوا ہے صرف لفظ انی استعمال نہیں کیا جائے گا۔

۱۰۔ "مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "توراۃ میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: محمد میرے خاص بندے متوکل و مختار ہیں۔ تند مزاج، سخت دل اور باز اردوں میں آواز بلند کرنے والے نہیں ہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، بلکہ حضور درگزر سے کام لیتے ہیں، ان کی پیدائش مکہ میں، ہجرت مدینہ میں اور حکومت شام میں ہوگی۔ یہ روایت داری اور ابو نعیم نے بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعباء علیہ السلام کی طرف جو وحی فرمائی اس میں بھی اسی طرح ہے اس وحی کے الفاظ اسم متوکل میں آئیں گے۔

۱۱۔ "اُجَيْتُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بروزی اُجیتُ بعض صحیف منزلہ میں ہے کہ آپ کا اسم اُجیتُ ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ آپ اپنی امت کو آگ سے بٹا دینے والے ہیں۔ یہ اسم فعیل بمعنی غفیل ہے۔

۱۲۔ "جِنَّائِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" آپ کا یہ نام حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور میں رکھا گیا مزمور نمبر ۳۴ میں ہے۔ اس سبب سے نعمت تمہارے ہونٹوں سے صادر ہوئی، اللہ تعالیٰ تمہیں بخشہ کے لئے برکت دے، اے جبار! تم اپنی کھوار اپنے گلے میں لٹکاؤ، کیونکہ تمہارے لئے ہوئے احکام الہیہ اور مسائل شرعیہ تمہارے ہاتھ کی ہدایت سے متعلق ہیں۔ تمہارے نیزے لہرائیں گے اور تمام امتیں تمہارے سامنے سرنگوں ہو جائیں گی، یہ خطاب ہمارے نبی ﷺ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم حضور نبی میں مستحق ہونے کے سبب مولائے کریم نے آپ کو منزلہ مودود میں رکھا، بلکہ آپ کا نور فی الواقع تمام اشیاء سے پہلے موجود تھا ۱۲ شرف قادری، وہ نعمت جو آپ کے ہونٹوں سے صادر ہوئی۔ آپ کے ارشادات، وہ کتاب جو آپ پر نازل کی گئی اور وہ آپ کی سنت ہے جسے آپ نے قائم کیا۔ (زبور کے بعض الفاظ کا مطلب) ناموس سے مراد صاحب سر یا سرخیز یا حضرت ہرزل ابن علیہ السلام ہیں۔ فتنہ یمنیہ سے مراد بطور کتابیہ آپ کی کھوار کا خوف ہے یا یمنین سے مجازاً وہ چیز مراد ہے جو ہاتھ میں

نبی اکرم ﷺ کے حق میں جِنَّائِ کے چند مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) آپ نے ہدایت و تعلیم سے امت کی اصلاح فرمائی۔ (۲) اپنے دشمنوں کو مغلوب فرمایا (۳) آپ کا مقام تمام انسانوں سے بلند اور مرتبہ نہایت رفیع ہے۔ (۴) راہ خداوندی میں جہاد فرمانے

والے۔ (۵) آپ نے (حقانیت اور اخلاق کی) تلواریں سے مخلوق کو حق پر قائم فرمایا اور زبردستی کفر سے روکا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ سے تکبر والی جبریت کی نفی کی اور فرمایا ”وَمَا أَنتَ بِمُجْبَرٌ“ اے حبیب! تم ان پر اذراؤ تکبر جبر کرنے والے نہیں ہو۔

حضرت مولف رحمہ اللہ نے نسخہ سہلیہ میں ان دو اسموں کے حاشیہ میں لکھا کہ بعض روایات میں اُجَیْز اور خِیَاز کی جگہ اُجَیْز اور خِیَاز (آخری اور بہترین) ہے۔

۴۔ ”ابو القاسم ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ یہ کنیت متعدد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

۵۔ ”ابو الطاہر“ ابو الطاہر ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ ان دو کنیتوں کو متعدد حضرات نے آپ کے اسماء میں شمار کیا۔
۶۔ ”ابو ابراہیم مزمل“ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو اس کنیت سے بلایا۔ یہ چار کنیتیں آپ کے تین یا چار صاحبزادوں کی نسبت سے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ طیب و طاہر آپ کے ایک صاحبزادے حضرت عبد اللہ کے نام ہیں، ان کی ولادت اسلام میں ہوئی، اس لئے ان کا نام طیب و طاہر رکھا گیا۔ یہی قول صحیح ہے، یا یہ دو صاحبزادوں کے نام ہیں ایک کا نام طاہر اور دوسرے کا نام طیب ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔

۷۔ ”مُشَلِّحُ ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ عام مشدود مفتوح کے ساتھ ”اسم مفعول کا صیغہ“ اس کا معنی ہے مقبول الشفاعۃ (جس کی شفاعت مقبول ہوگی) کیونکہ آپ مخلوق کے بارے میں جلد حسب لینے، عذاب ختم کرنے اور ہلکا کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، یہ تمام حقوق میں سے آپ کی خصوصیت ہوگی، آپ کی انتہائی عزت افزائی کی جائے گی اور آپ سے کہا جائے گا کہ تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو یا جائے گا اور شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ یہ شفاعت کبریٰ مقام محمود ہے۔ لہٰذا یہاں تمام اولین و آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔
۸۔ مسئلہ شفاعت کی بے نظیر تحقیق علامہ فضل حق خیر آبادی کی تصنیف تحقیق الفتویٰ میں ملاحظہ ہو۔

۹۔ ”مُشَلِّحُ ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ اس کا معنی ہے مخلوق کی سفارش فرماتے والے، اس میں شرافت کی نسبت مبالغہ ہے، یہ دونوں شفاعت سے مشتق ہیں جس کا معنی ہے حاجت روائی کا وسیلہ بنا۔

۱۰۔ ”مُضَلِّحُ ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ اس سے مراد وہ ہستی ہے جو تمام موجودات کی قید سے آزاد ہو کر ہر گناہ الہی کے لائق ہو، اس آزادی کے مختلف مراتب ہیں، جو شخص جس قدر آزاد ہو گا اس میں اتنی ہی صلاحیت پائی جائے گی۔ نبی اکرم ﷺ کی بے نیازی کی عظمت کی کوئی انتہاء نہیں ہے، لہٰذا آپ کی صلاحیت تک کسی کی رسائی نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے۔

۱۱۔ ”مُضَلِّحُ ضَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم“ آپ مخلوق کے مصلح اعظم ہیں، آپ نے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کی طرف ان کی راہنمائی فرمائی، ان کے ظاہر و باطن کو درست فرمایا، ان عبادتوں کو پاکیزگی عطا کی اور ان کے اختلافات مٹا دیے۔ بعض قدیم پتھروں پر لکھا ہوا ”مُحَمَّدٌ نَبِیُّ مُضَلِّحٌ وَ سَيِّدٌ اٰمِنٌ“ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پیکر تقویٰ، مصلح اعظم، سردار اور ائمن ہیں۔ بعض

حضرات نے یہ وجہ بیان کی کہ آپ نے انسانوں کے دلوں کو محبت آشنا کیا اور ان کے دلوں میں پائے جانے والے کینوں کو دور فرمایا۔ جیسے کہ عرب و عجم اور عرب کے قبیلوں میں پائے جاتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَ اذْخَرْنَا الْغَيْظَ الَّذِي عَلَيْنَاكُمْ اذْخَرْنَاهُمْ فِي قُلُوبِهِمْ" تم اپنے اور اللہ کا احسان یاد کرو کہ تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔

۳۱۔ "مُهَيَّبِينَ" عَلَيَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "آپ کے چچا حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو اپنے مشہور شعر میں اس نام سے یاد کیا۔

حَتَّى احْتَضَرَى بِمِثْلِكَ الْمُهَيَّبِينَ مِنْ
يَحْذَرُ غَلِيئَاءَ تَحْتَنِيهَا الشُّطْرُ

یہاں تک کہ اے مہیبا! آپ کا کاشانہ اقدس اس عظیم شرافت پر مشتمل ہوا کہ گویائی کی اس تک رسائی نہیں۔ بعض حضرات نے کہا: ان کی مراد یہ ہے "ہَا اَنْفِئَا الْمُهَيَّبِينَ" اے غلبہاں! اگر یہ مطلب نہ ہو تو یہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم نہ ہو گا۔ بعض علماء نے کہا ان کی مراد یہ ہے کہ آپ کا گھر جو آپ کی شرافت کا گواہ ہے۔ (صیمن بیت کی صفت ہے) یا یہ مطلب ہے کہ آپ کا گھر آپ کی اس شرافت پر مشتمل ہے جو آپ کی فضیلت کی گواہ ہے (اس صورت میں شرف کی صفت مقدم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم) اس کا پہلا معنی مضموم اور دوسرا مکسور ہے۔ ایک روایت میں دوسرا معنی مفتوح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَ اذْخَرْنَا الْغَيْظَ الَّذِي عَلَيْنَاكُمْ فِي قُلُوبِهِمْ" اے حبیب! ہم نے تمہاری طرف کتاب حق کے ساتھ اتاری جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس پر گواہ بعض حضرات نے کہا کہ غلبہاں سے مراد نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں کہ آپ قرآن پاک پر گواہ ہیں۔ اس صورت میں یہ انفٹک کے کاف سے حال ہے۔ یا کلام میں حذف ہے اصل کلام یوں تھا: "وَ جَعَلْنَا لَكَ يَا مُحَمَّدُ مُهَيَّبِينَ غَلِيئِينَ" اے حبیب! ہم نے تمہیں قرآن پر گواہ بنایا۔ راجح یہ ہے کہ اس کی تفسیر قرآن پاک سے کی جائے۔ کتب سے یہاں حال مُضَيِّفًا اور دوسرا حال مُهَيَّبِينَ ہے۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حق میں اس کا معنی ہے: (۱) گواہ (۲) خلق کا نگران اور محافظ ہونا (۳) امین۔ یہ ابن قتیبہ نے کہا۔ "صَدَقَ فِي صَلَاتِهِ" حدیث صحیح میں آپ کا نام صادق و صدوق آیا ہے۔ مروی ہے کہ جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی تو آپ کو اس سے صدمہ لاحق ہوا۔ حضرت جریر علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ آپ صادق ہیں۔

نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صدق (سچا ہونا) لازمی ہے "کیونکہ آپ کا "عوم ہونا ضروری اور ائمن ہونا ثابت ہے۔ فطری طور پر آپ کی طہارت و نزاہت، تقدس و معصیت کی بلندی، اخلاق کی عفت، اصل کی پاکیزگی، باء کی شدت، عقل کی فراوانی اور رائے کی پختگی وغیرہ ایک وہ امور ہیں جن کی بنا پر آپ کی صداقت ضروری ہے۔

صدق کا جسور علماء کے نزدیک اس معنی واقع میں خبر کا واقع کے مطابق ہونا ہے۔ بعض (انعام) نے کہا کہ خبر کا اعتقاد کے مطابق ہونا اور بعض (نجات) نے کہا کہ خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہونا صدق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵۔ "فَضَّلْتُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" معنیٰ تسنوں میں دال مشددہ کے فتح کے ساتھ اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ (تصدیق کے ہوئے) آپ کا یہ ہم اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ قول و فعل سے کثرت آپ کی تصدیق کی یا اس لئے کہ مخلوق نے کثرت کے ساتھ آپ کی تصدیق کی، تمام موجودات نے آپ کی تصدیق کی، اجسام کے ظاہر ہونے سے پہلے تمام روحوں نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور اجسام کے ظاہر ہونے کے بعد اسے افراد نے آپ کی تصدیق کی کہ کسی دوسرے نبی کی اتنے افراد نے تصدیق نہیں کی۔ اگر "فَضَّلْتُ" دال کے کسرہ کے ساتھ ہو تو یہ اسم فاعل ہے۔ (تصدیق کرنے والے) آپ کا یہ ہم اس لئے رکھا گیا کہ آپ نے اپنے قول و فعل سے اپنے رب کی تصدیق کی۔ انبیاء سابقین اور کتب سابقہ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَضَّلْنَا قَالِیْمًا بَيْنَ يَدَيْهِ جَنَّاتٍ نَّازِلَةٍ" اور اس کتب یعنی تورات کی تصدیق کرنے والے جو ان سے پہلے ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَصَدَّقُوا بِهِ" جو صدق کو لائے اور اس کی تصدیق کی، بعض حضرات نے فرمایا: اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔ (بعض مفسرین نے فرمایا: "وَالَّذِينَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ" سے مراد نبی اکرم ﷺ اور وَصَدَّقُوا بِهِ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں)۔

۱۶۔ "صَدَّقَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ارشاد ربانی ہے "وَتَكَذَّبَ بِالْبَيِّنَاتِ إِذْ جَاءَهُ" اور اس نے صدق کی کھڑک کی جب اس کے پاس آیا۔ ایک قول کے مطابق صدق نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی ہے۔ صَدَّقُ مصدر ہے، بطور مبالغہ آپ کا یہ رکھا گیا۔ (گویا آپ سرایا صدق ہیں)۔

۱۷۔ "سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ" حضرت ہزار راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس راست مجھے سیر کرائی گئی، میں موتیوں کے ایک محل کے پاس پہنچا جو جنگل رہا تھا اور مجھے تین چیزیں عطا کی گئیں، مجھے کہا گیا کہ آپ سید المرسلین، امام المتقین اور قائد الغر المحجلین (اس کا معنی عنقریب آئے گا)۔ سید المرسلین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام رسولوں کے سرمدار، رئیس، عظمت اور فضیلت و شرافت میں سب سے آگے ہیں۔ لہٰذا

۱۸۔ "إِمَامُ الْمُتَّقِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" مسلم شریف کی حدیث میں ہے "أَنَا أُنْقِذُكُمْ لَكُمْ" میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، امام ہزار کی روایت ابھی گزری ہے، تقویٰ کا معنی ہے نفس کو شریعت اور ان احکام کی حفاظت میں رکھنا جو اسے دنیا و آخرت کی برائیوں سے محفوظ رکھیں۔ التقی کا بھی یہی معنی ہے، متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کرے، منہیات سے بچے، پھر شہادت، پھر خواہشات اور بے فائدہ اشیاء اور ہر اس چیز سے بچے جو موجب نقص ہے یا اللہ تعالیٰ سے دوری کا باعث ہے، پھر غیر اللہ پر اعتقاد، میلان اور نسبت سے گریز کرے۔ (یہ تقویٰ کے مختلف مراتب ہیں) امام المتقین وہ ہستی ہے جو سب سے مقدم ہو، سب کی مقتدا ہو اور صراطِ مستقیم کی طرف ان کی راہنما ہو۔ لغت میں امام اسے کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے اور جو اپنے جی و کاروں کے لئے راہنما ہو، قوم سے آگے ہو، اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے شفیع ہو، نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق کی نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے، سب سے زیادہ اس کی معرفت اور خشیت رکھنے والے، سب سے

زیادہ اس کے فرمانبردار اور عبادت و تقویٰ میں کوشش کرنے والے ہیں، آپ تقویٰ و طاعت میں اس مقام پر فائز ہیں جو زبان سے باہر اور اس کی انتہائی طرف تو اشارہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔

سَيِّدُنَا قَانِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا پیکدار اعضا و عضو والوں کو جنت میں لے جانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا خَلِيلُ الرَّحْمَنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے خلیل ﷺ

سَيِّدُنَا بُرِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا سرورِ عالمی ﷺ

سَيِّدُنَا هَبِزُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا وَجْهِه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نیک بنانے والے ﷺ ہمارے آقا معزز ﷺ

سَيِّدُنَا نَصِيحُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا نَاصِحُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا پیکرِ خلوص ﷺ ہمارے آقا خیر خواہ ﷺ

سَيِّدُنَا وَكِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُتَوَكِّلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا امت کے کارساز ﷺ ہمارے آقا توکل والے ﷺ

سَيِّدُنَا كَفِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا شَفِيقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا فرمانبرداروں کے لئے جنت کے ضامن ﷺ ہمارے آقا مہربان ﷺ

سَيِّدُنَا مُقِيمُ السُّنَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا دین کا طریقہ قائم فرماتے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُقَدَّسُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مقدس و مبرا ﷺ

سَيِّدُنَا رُوحُ الْقُدُسِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا جان پاکیزگی ﷺ

سَيِّدُنَا رُوحُ الْحَقِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا حق کی روح ﷺ

سَيِّدُنَا رُوحُ الْقِسْطِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا روح انصاف ﷺ

سَيِّدُنَا كَافٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا کافی ﷺ

سَيِّدُنَا مُكْتَفٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا کفایت کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا بَالِغٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا درجہ کمال پر پہنچنے والے ﷺ

۱۔ ”قَابِلُ الْفَقْرِ الْمَخْجَلِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ حضرت بزار کی حدیث ابھی گزر چکی ہے۔ قَابِلُ قَزْدٌ اور قَبِيْذَةٌ سے مراد قائل ہے۔ قَبِيْذَةٌ کا معنی ہے کسی شخص کا ان لوگوں سے آگے ہونا جو اپنے اختیار سے اس کی بیرونی کر رہے ہوں اور وہ انہیں مرضی سے جنت کی طرف لے جائے غُرٌّ جمع ہے غُرٌّ کی اور مانوْز ہے غُرَّةٌ سے اس کا معنی لغت میں گھوڑے کی پیٹائی کی سفیدی ہے اور اس جگہ مطلق چیز سے کی سفیدی مراد ہے۔ تحصیل کا معنی ہے چاروں پاؤں کی سفیدی۔ حدیث صحیح میں ہے کہ میری امت قیامت کے دن اس حال میں بلائی جائے گی کہ وضو کے آثار کے سبب ان کے اعضاء چمک رہے ہوں گے اس میں کی حدیثیں کئی سندوں سے مروی ہیں۔ اس میں اس امت کی زہمت اور عظیم ہے اور یہ اعزاز ہے ان کے نبی کا جس کی پیروی کرتے ہیں اور جس کی طرف منسوب ہیں یہ اس امت کی علامت مقرر کی گئی ہے جس کے سبب وہ دوسری امتوں میں قیامت کے دن پہنچائی جائے گی۔

علامہ شمس الدین خفائی نے فرمایا غُرٌّ مُخْجَلٌ اور قَزْدٌ گھوڑے کی مشہور صفات ہیں اس امت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرنے میں اشارہ ہے کہ یہ امت بہترین ہے اور دوسروں سے سہقت لے جانے والی ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وضو اس امت کی خصوصیت ہے۔ بعض حضرات نے کہا کہ اس امت سے مختص نہیں ہے ان کے ساتھ پیرے اور باقی اعضاء وضو کا روشن ہونا ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ اس امت کے چہرے سجدے کی برکت سے باقی اعضاء وضو کی برکت سے روشن ہوں گے۔

۲۔ ”تَحْبِطُ الْوَحْشُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ بخاری و مسلم میں حدیث شریف ہے کہ تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے

خلیل ہیں۔ خلیل وہ ہے جسے محبوب کی سچی محبت حاصل ہو۔ یہ تخیل سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے بعض کا بعض سے مخلوط ہو جانا۔ جیسے کہ شاعر کہتا ہے۔

(۱) تو میری روح کی جگہ داخل ہو گئی ہے۔ اسی لئے دوست کو خلیل کہا جاتا ہے۔

(۳) جب تو بولتی ہے تو میرا کلام ہے اور جب تو خاموش ہوتی ہے تو تو میرا ہی جاتی ہے۔ یہ غلت کلمہ کا مطلب ہے۔ بعض اوقات اس کا اطلاق محض صحبت پر بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اَلَا جَلَالًا يُؤْتِيهِمْ لَيْفُهُمْ لِيُغْضِبَ غَضْرًا اِنَّ الْمُنْتَقِبِينَ" اس دن ہم انہیں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے، سوائے متقین کے۔

قاموس میں ہے کہ خلیل دوست کو کہتے ہیں یا وہ شخص بے لوث اور سچی محبت رکھتا ہو خُلوٰۃ کا معنی ہے خالص دوستی جس میں کوئی خُلوٰۃ نہ ہو، ختم شدہ اس میں اختلاف ہے کہ غلت و محبت ایک شے ہے یا دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ دوسری صورت میں اختلاف ہے کہ ان میں سے اعلیٰ کیا ہے اور ان میں فرق کیا ہے؟ یہ بحث مبسوط کتابوں میں ہے۔

سے "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّنَا الَّذِيْ اَوْفٰى بَعْدَ مَا عٰثَرَ الْمُشٰكِكُوْنَ" وہ شخص جو پڑا (یا) مسکروہ کے ساتھ اسے متصف ہو اور یہ ایسا اسم ہے جو تمام پھلائیوں فضیلتوں اور تواضعوں کا جامع ہے۔

سے "صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الَّذِيْ اَوْفٰى بَعْدَ مَا عٰثَرَ الْمُشٰكِكُوْنَ" یہ مفعول کے وزن پر اسم مصدر ہے، بطور مبالغہ نبی اکرم ﷺ کا نام رکھا گیا، یا یہ اسم فاعل ہے (طبیعی) جو شخص نبی کی راہ پر گامزن ہو یا وہ شخص کہ اپنی قسم کو پورا کر گزرتے یا دوسرے کی قسم کو پورا کرے اور اس کی قسم کو نہ توڑے۔ یا کسی کو نیک بناوے۔

۱۱ "وَجِبَتْ صَلٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اس کا معنی ہے صاحب جاہ و منزلت اور دنیا و آخرت میں بلند مرتبہ۔
۱۲ "یٰۤاَيُّهَا النَّصِيْحُ" ناصح صَلٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ اس کی کتاب اور اس کے بندوں کے لئے اخلاص اور اس کے لئے اس حد تک جدوجہد کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کسی سے مخفی نہیں، نصیحت کا معنی ہے نیوٹوں اور اقوال و افعال کے درست کرنے میں پوری کوشش صرف کر دینا۔ نیز اس کا معنی ہے وہ کام کرنا جس میں بہتری ہو، اس کے مقابل خلاوت، منع کاری، عیب کو چھپانا اور حق کو مخفی رکھنا ہے، دراصل اس کا معنی ہے خلوص۔ البتہ نصیحت میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔

۱۳ "وَيُجَبِّلُ" صَلٰتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) کفیل اور ضامن، اسی بنا پر بعض حضرات نے یہ تفسیر کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمانبرداروں کے لئے جنت کے ضامن ہیں۔ (۲) معاملہ آپ کے سپرد ہے اور آپ استیضاح فرماتے ہیں۔ اس صورت میں دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ اشارہ ہے کہ آپ کو بطور خلافت و نیابت کائنات میں تصرف کا اختیار دے دیا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ کے لئے دوسروں کی نسبت خصوصیت کے ساتھ اس کے ثابت اور حاصل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ دوسروں کے لئے جو کچھ ثابت ہے وہ آپ کی عطا اور جمعیت کی بنا پر ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ علیہ السلام اکبر دنیا و آخرت

۱۴ امام احمد رضا ریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

آپ درگاہ خدا میں ہیں وہی ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

میں واسطہ اور تمام مخلوق کے لئے رابطہ کا ذریعہ ہیں۔ (۴) یہ مطلب ہو کہ احکام شرعیہ آپ کے سپرد کئے گئے ہیں۔ لہذا جس اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہے، آپ اپنے اجتہاد سے حکم فرماتے ہیں۔ جیسے کہ علماء نے آپ کی خصوصیات میں بیان کیا ہے کہ جائز ہے کہ آپ کو کہہ دیا جائے کہ آپ جو چاہیں حکم کریں، آپ جو حکم کریں گے وہ صحیح اور میرے حکم کے موافق ہے، جیسے کہ علماء نے اصول میں اسے صحیح قرار دیا ہے، کسی دوسرے کا یہ اختیار نہیں ہے۔

تورات میں حضور اکرم ﷺ کی صفتیں

یہ "مُتَوَكِّلٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" تو رات میں آپ کا یہ نام رکھا گیا، ارشاد ہے، اے غیب کی خبریں دینے والا! میں نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر، خوشخبری اور ڈر سناتے والا اور امیوں کے لئے جائے پناہ، تم میرے عہد خاص اور رسول ہو، میں تمہارا نام متوکل رکھا، وہ تند مزاج، سخت دل اور بازاروں میں آوازیں بلند کرنے والے نہیں، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معاف اور درگزر فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اس وقت تک قیض نہیں فرمائے گا جب تک ان کے ذریعے گمراہوں، سیدھا نہ کر دے، یعنی وہ کلمہ طیبہ نہ پڑھ لیں اور ان کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور غفلت کے پردوں میں بے ہوشے دلوں کو نہ کھول دے، امام بخاری نے یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے تھیں، امام دارمی اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان ہی سے سند کے ساتھ روایت کی۔ امام دارمی نے حضرت ابو اللہ لیثی صحابی سے بھی روایت کی، انہوں نے حضرت کعبہ الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اللہ تعالیٰ بنے حضرت شعیب علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں، میں ان کے ذریعے بہرے کانوں پر دلوں میں لپٹے ہوئے دلوں اور اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا۔ ان کی پیدائش مکہ مکرمہ میں، ہجرت مدینہ طیبہ میں اور حکومت شام میں ہو گی، وہ میرے عہد خاص، متوکل، برگزیدہ، رفیع القدر، حبیب و محبوب اور مختار ہیں، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے، بلکہ معافی اور درگزر سے کام لیں گے، وہ بخشیں گے اور ایمانداروں پر مہربان ہوں گے، بھاری بوجھ والے چوپائے اور تار مار عورت کی گود میں یتیم بچے پر رحم فرمائیں گے، وہ فحش گوئی اور بدکلامی نہیں کریں گے، وہ اتنے آرام اور سلوک سے چمیں گے کہ پاس سے گزرنے پر چراغ بجھنے نہیں پائے گا اور طویل شلخ پر چلنے سے آہٹ پیدا نہیں ہو گی، میں انہیں خوشخبری اور شائے دالہ بنا کر بھیجوں گا۔ یہ روایت حافظ ابو نعیم نے حضرت وہب بن منبہ سے بیان کی۔

متوکل وہ ہے کہ اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، اس کے واسطے رحمت کا سہارا لے اور ہر حال میں اسی سے تعلق رکھے، بعض حضرات نے کہا کہ متوکل وہ ہے جو نفس کی تدبیر چھوڑ دے اور اپنی قوت و طاقت سے دست کش ہو جائے، یہ توحید اور معرفت کی فرع ہے، نبی اکرم ﷺ عارفین باللہ تعالیٰ کے سید علی الاطلاق اور تمام مومنین کے سردار ہیں۔

یہ "مُتَوَكِّلٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بعض علماء نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ حسرت و ندامت کے دن اپنی اہمیت کے لئے شفاعت کے ضامن ہوں گے۔

حدیث شریف میں ہے "کون ہے جو مجھے اپنے دو جڑوں اور دو پاؤں کے درمیان (یعنی صبر و استقامت اور محنت) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ نیز فرمایا: جو مجھے ایک فحشیت کی ضمانت دے کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگے گا میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

۱۱۔ "شَفِیْقُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس کا معنی یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ ازراہ شفقت امت کے بارے میں ان چیزوں کا خوف رکھتے تھے جو انہیں دنیا و آخرت میں تکلیف دیں اور مشقت میں ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں فرماتا ہے: "غَزِیْرٌ عَلَیْہِ مَا غَیْثُہُمْ حَرِیْظٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ذُلُوفٌ رَّحِیْمٌ" جو امر تمہاری تکلیف کا باعث ہو وہ ان پر گراں ہے، وہ تم پر مہربان ہیں اور ایمانداروں پر مہربان اور رحم فرمانے والے۔ نیز فرمایا: "وَمَا اَوْسَلٰکَ اِلَّا رَحْمۃٌ بِالْعَالَمِیْنَ" ہم نے تمہیں نہیں بھیجا حُرّ تمام جہانوں کے لئے رحمت۔ امت پر آپ کی شفقت یہ ہے کہ آپ نے ان کے لئے تخفیف اور آسانی فرمائی اور بعض اشیاء کو اس لئے ٹاپ بند رکھا کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائیں (مثلاً تراویح) آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس کی ماں کی مشقت کے خوف سے نماز مختصر فرما دیتے۔ جب آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین اور پہاڑوں کے فرشتے طیما السلام کو بھیجا اس فرشتے نے عرض کیا کہ اگر آپ چاہیں تو میں الخشبین دو پہاڑوں کو ان پر الٹ دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے افراد نکالے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، ایک روایت میں ہے میں اپنی امت سے عذاب موخر کرتا ہوں، شاید کہ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

مرتبین کبار پر حضور علیہ السلام کی شفقت

نبی اکرم ﷺ کی اپنی امت کے مرتکب کبار پر شفقت یہ ہے کہ آپ نے ان کی پروردگاری کا حکم فرمایا اور امت کو علم دیا کہ جن پر حد جاری کی گئی ہو ان کے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔ وعظ و نصیحت فرماتے وقت صحابہ کرام پر نظر رکھتے، کہیں وہ ملال محسوس نہ کریں۔ آپ کی شفقت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ حدیث شفاعت میں ہے کہ جس وقت سب لوگ اپنی اپنی فکر میں ہوں گے تو آپ کو امت کی فکر دامن گیر ہوگی اور آپ کہیں گے اَلْحَبِیْبُ اَلْحَبِیْبُ یَا زَبَّ اَلْحَبِیْبُ یا اللہ! میری امت کو بخش دے، یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔ اس کے علاوہ بے شمار مثالیں ہیں۔ جو شخص آپ کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرے گا اسے معلوم ہو جائے گا۔

۱۲۔ "حَقِیْمٌ اَللّٰہُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" تو رات اور روز میں آپ کا یہ نام رکھا گیا۔ اسے اللہ! لوگوں کے لئے اس زمانے کے بعد جب انبیاء تشریف فرما نہ ہوں، اپنے حبیب مقیم السنہ (امت کو قائم فرمائے والے) کو بھیج اور تو رات میں فرمایا: اللہ تعالیٰ انہیں اس وقت تک قفل نہیں فرمائے گا جب تک ان کے ذریعے ہم کرہ راہوں کو راہ راست پر نہ لے آئے گا، یعنی جب تک وہ کلمہ نہ پڑھ لیں۔

سنت سے مراد پہلے انبیاء طہیمہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ہے اور اسے قائم کرنے کا مطلب اسے درست کرنا ہے یہاں تک کہ وہ طریقہ اپنی صحیح حالت پر آجائے یا اسے رائج کرنا مراد ہے ہم کریم راہوں سے مراد قریش ہیں اور انہیں راہ راست لانے کا مطلب توحید کا اظہار اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے تاکہ وہ کلمہ طیبہ پڑھ لیں۔

سورۃ "فُتِحَتْ حُسْبٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ" والی مشہور مثنوی "اسم مقبول کا صیغہ ہے۔ بعض انبیاء کی کتابوں میں آپ کا یہ نام شریف واقع ہے۔ اس کے چند معانی ہیں۔ (۱) وہ ذات جسے گناہوں سے پاک رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات اقدس کو ان کی قیادگی سے معصوم رکھا اور ان کی مغفرت کا معنی یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ سے کوئی ایسا امر صادر ہو جسے آپ کے لئے گناہ کہا جائے تو وہ معاف ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "يَغْفِرُ لَكَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" بعض علماء نے قرآن اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کے اگلے اور پیچھے گناہ معاف فرما دے۔ اور آپ سے خطاب اس لئے کیا گیا کہ آپ ہی مغفرت کا سبب ہیں اور آپ ہی کی اتباع کی بدولت گناہوں سے بچا جاسکتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَيُؤْتِي الْحِكْمَ" اور انہیں پاک کریں اور فرمایا: "وَيُغْفِرُ جُنُوحَہُمْ مِنْ الظُّلُمٰتِ اِنّٰی الشَّوَدُ" اور انہیں اقد حیروں سے نور کی طرف لائیں۔

(۲) آپ کو مذہب و اخلاق اور دینی اوصاف سے پاک رکھا گیا جو آپ کے شایان شان نہیں ہیں۔ (۳) بعض حضرات نے کہا وہ ذات جسے دوسروں پر فضیلت دی گئی۔ (۴) بعض علماء نے کہا وہ ذات جس پر درود و سلام بھیجا گیا۔

سورۃ "زُفِیْحَ الْقُدُسِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ" اس کا معنی ہے "وہ روح جو فاضل سے مترو ہے" قدس کا معنی طہارت اور پاکیزگی ہے جیسے ابھی گزرا۔

سورۃ "زُفِیْحَ النُّحٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ" اس کے چند مطالب ہیں۔ (۱) حق سے مراد دین و ایمان ہو۔ نبی اکرم ﷺ ایمان کی جان ہیں۔ لے جس کے ذریعے ایمان کا وجود قائم ہوا، آپ نہ ہوتے تو نہ ایمان کا وجود ہوتا اور نہ اس کا تصور ہوتا، آپ ہی ایمان کی اصل اور جڑ ہیں، آپ ہی ایمان کا سرچشمہ ہیں اور آپ ہی سے پھیل کر ایمان دوسروں تک پہنچا (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہو اور روح کی اضافت اس کی طرف ایسے ہی ہے جیسے حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے نام میں ہے۔ یہ اضافت مخلوق کی خالق کی طرف اور مملوک کی مالک کی طرف تعظیم و تکریم کے لئے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی روح اقدس روحوں کی آنکھ کی چلی، ان کی اصل، ان کے وجود کی جڑ اور سب سے پہلی روح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔ اللہ آپ ہی روح اعظم اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ﷺ نیز آپ ہی وہ روح ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے عالم وجود میں رکھا، عالم وجود کا قیام اور

۱۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ فرماتے ہیں:-

اللہ کی سر تا بقدم شان میں یہ
ان سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بٹاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان میں یہ

رحمت آپ ہی سے ہے، اگر آپ نہ ہوں تو جہان مضلل اور ختم ہو جائے۔ ج
 ان "لَوْ لَمْ يَنْصُرْكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" قسط کا معنی عدل و انصاف ہے، نبی اکرم ﷺ انصاف کی جان ہیں، جس کی بدولت اس کا وجود قائم ہے، اگر آپ نہ ہوں تو انصاف کا قیام اور وجود ہی نہ ہو، قصیدہ بردہ میں آپ کی لائی ہوئی آیات قرآنیہ کے بارے میں فرمایا۔

فَالْقِسْطُ فِي النَّاسِ مِنْ غَيْرِهَا لَمْ يَقُمْ

ان کے بغیر لوگوں میں انصاف قائم ہی نہیں ہو سکتا۔

(ایک اعرابی کو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "فَتَقُولُ إِذَا لَمْ أَغْدُبْ أَكْرَمِينَ" نے مدلل نہیں کیا تو کون کرے گا؟)
 محلہ "كَأَيِّ ضَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے لئے اس کتاب کی بدولت جو آپ پر نازل کی گئی کتب سابقہ سے کفایت کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "لَوْ لَمْ يَكْفِجْهُمْ أَكَّا أَتَوْكُمَا عَلَيْهِمَا لَكُنْتُمْ بِظُلْمٍ عَلَيْهِمَا" کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔

اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کا مطلب عربی میں مسلمانوں کو بیان کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اہل کتاب کی نہ تعذیب کرو نہ کھڑیب اور کہو ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور اس کتاب پر جو ہماری طرف نازل کی گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "اے گروہ مسلمین! تم اہل کتاب سے کیوں سوال کرتے ہو؟ حالانکہ تمہاری کتاب نے جو اللہ تعالیٰ کے نبی پر اتاری گئی، اللہ تعالیٰ کے سننے سے احکام بیان کئے ہیں۔ تم خالص کتاب کی بغیر کسی آمیزش کے تلاوت کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں بتایا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تبدیل کیا اور اپنے ہاتھوں سے اس میں ردو بدل کیا۔ پھر کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض معمولی قیمت حاصل کریں، کیا جو علم تمہیں پہنچا ہے، وہ ان سے سوال کرتے سے نہیں روکتا؟ ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے، بخدا! ہم نے اہل کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو تم سے قرآن پاک کے بارے میں سوال کرتا ہو۔

اپنی کتاب کو چھوڑ کر دو سری کتاب کی طرف جانا گمراہی ہے

نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک صحیفہ دیکھا جس میں تورات کی کچھ باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ تو آپ ناراض ہوئے اور فرمایا: اگر موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہرہ میں ہوتے تو انہیں میری بیروی کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی چادر کا کندھا لایا گیا جس میں کسی کتاب کی کچھ باتیں لکھی ہوئی تھیں، آپ نے فرمایا: کسی قوم کی منافقت یا فرمایا گمراہی کے لئے یہ کافی ہے کہ جو کچھ ان کے نبی لائے ہیں اس سے اعراض کر کے دوسرے نبی کی طرف جائیں یا

جہاں امام احمد رضا ریلوی فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
 جہاں ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہاں ہے

اپنی کتاب کو چھوڑ کر دوسری کتاب کی طرف جائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "أَوَلَمْ يَكْفِیْهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ یٰعِزُّیْهِمْ" کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ یہ حدیث ابن ابی حاتم اور دارق نے بھی بن جعدہ سے روایت کی۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ تورات و انجیل میں مصروف ہونا اور ان کا مطالعہ کرنا اجمالاً ناجائز ہے، اگر یہ کتابوں ہو تو آپ اس پر ناراض نہ ہوتے، نبی اکرم ﷺ اپنی کتاب شریعت اور شفاعت کے ساتھ لکھی ہیں، اسی طرح آپ کا وسیلہ پکڑنا۔ آپ کے دامن سے وابستہ ہونا آپ کے اخلاق سے موصوف ہونا اور آپ کی سنتوں کی پیروی کرنا کافی ہے۔

فصل سہمیلہ اور اس کے علاوہ صحیح نسخوں میں اس اسم مبارک اور آئندہ اسماء مبارکہ مکشف، شاف اور مہلہ کے آخر میں یاد نہیں ہے۔ اور بعض نسخوں میں موجود ہے۔

اللّٰهُمَّ كُنْ لِّمُكْتَفٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر اکتفاء کرنے والے۔ اس کی رحمت و حمایت کی بدولت اس کے سامنے مستحق ہیں کیونکہ آپ کی تمام تر توجہ اسی کی طرف اور تمام مخلوق سے منقطع ہو کر اسی کی طرف انکسار ہے، لہذا آپ صرف اسی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ آپ ہی اس حال شریف کی اصل اور منبع ہیں۔ تمام کائنات میں سے جس کے لئے اس حال میں حصہ مقدر کیا گیا ہے اس نے آپ ہی کی ذات کریم سے حاصل کیا ہے۔ نیز آپ معاش، لباس، رہائش اور تمام امور میں دنیا کے معمولی حصہ پر اکتفاء فرماتے والے ہیں۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" اس کا معنی واللہ تعالیٰ اعظم! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے والے۔ اور اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا مطلب ہے اس کی ذات کا علم۔ واصل اور بالغ کا معنی ایک ہے لیکن بالغ میں ایک قسم کی قوت زائدہ کا اعتبار ہے، کیونکہ اس کا مادہ اور اس کے تمام صفات اسی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی اور اس کی ذات کی معرفت میں نبی اکرم ﷺ کو تمام مخلوق کی نسبت زائدہ قوت حاصل ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔ آپ علی الاطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں، آپ کا علم اور دائرہ عقل کی وسعت اس آخری حد پر ہے جو مخلوق کے لئے ممکن ہے، آپ کی عقل تمام مخلوقات سے زیادہ، سینہ سب سے زیادہ وسیع اور رائے کی عمدگی سب سے بڑھ کر ہے۔

سَيِّدُنَا مُبَلِّغٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا شَافٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مبلغ فرماتے والے ﷺ ہمارے آقا شافینے والے ﷺ

سَيِّدُنَا وَاصِلٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مَوْضُوْلٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا وارگہ خداوندی تک پہنچنے والے ﷺ ہمارے آقا رحمت سے ملائے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا سَابِقٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا سَائِقٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا سبقت والے ﷺ ہمارے آقا ہدایت کی طرف چلانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا هَادِيٌّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُهَيِّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا ہدایت دینے والے ﷺ ہمارے آقا راہنمائی فرماتے والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُقَدِّمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا عَزِيزٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا سب سے آگے ﷺ ہمارے آقا غالب ﷺ

سَيِّدُنَا فَاضِلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُفَضَّلٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا فضیلت والے ﷺ ہمارے آقا فضیلت دینے والے ﷺ

سَيِّدُنَا فَاتِحٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُنَا مُفْتَاخٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا کھولنے والے ﷺ ہمارے آقا اسرار الہی کی کنجی ﷺ

سَيِّدُنَا مُفْتَاخُ الرَّحْمَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا رحمت کی چابی ﷺ

سَيِّدُنَا مُفْتَاخُ الْجَنَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا جنت کی کنجی ﷺ

سَيِّدُنَا عِلْمُ الْإِيمَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نشان ایمان ﷺ

سَيِّدُنَا عِلْمُ الْيَقِينِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نشان یقین ﷺ

سَيِّدُنَا دَلِيلُ الْخَيْرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نیکوں کے راہنما ﷺ

سَيِّدُنَا مُصَحِّحُ الْحَسَنَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نیکوں کے صحیح کرنے والے ﷺ

اے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم "اے اللہ تعالیٰ فرما" اے "یا اَیُّہا الرُّسُلُ بَلِّغْ مَا آتَوْنِ الْبَیِّنَاتِ مِنْ رَبِّکَ" اے رسول! صلی

اللہ تعالیٰ علیک وسلم جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی تبلیغ کیجئے، یہی وکرم ﷺ نے

فرمایا: میں تبلیغ کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔ میں (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت) تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔ یہ حدیث امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ یہ بھی فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تکلیف دینے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ یہ حدیث امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی نیز فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا ہے۔ ہدایت کا پیدا کرنا میرا کام نہیں ہے، شیطان کو برائیوں کا راستہ کرنے والا بنا کر پیدا کیا گیا ہے، گمراہی کا پیدا کرنا اس کا کام نہیں ہے۔ یہ حدیث امام عقیل نے ضعیفہ میں اور ابن ہدی نے کاش میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اس اسم کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام پہنچاتے ہیں جن کے پہنچانے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق میں سے جس کی ہدایت کا ارادہ فرماتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچا دیتے ہیں۔
 ۲۔ ”ثَابِتُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی برکت، دعا اور چھوٹے سے گمراہی، کفر، جہالت اور ظاہری و باطنی بیماریوں سے شفا دیتے ہیں۔ نیز آپ علوم، حکمت اور اخبار میں بھی شفاء دیتے ہیں اور اپنی رائے اور مواظبت سے بھی۔
 ۳۔ ”وَاصِلُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ واصل باللہ تعالیٰ ہیں، یہ مطلب نابالغ میں گزر چکا ہے، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ یہ معنی ”وَصُوفُ“ میں گزر چکا ہے۔

۴۔ ”مُؤَصِّلُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ یہ ”وَصِلَ“ سے اسم مفعول ہے، جس کا معنی ہے جمع کرنا اور منقطع نہ کرنا، مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا کی بارگاہ سے ملائے ہوئے ہیں اور علم و شرافت آپ کے مقام رفیع کے لائق آپ کی ذات مبارکہ میں جمع کر دیئے گئے ہیں کہ ان میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ یہ نام پاک بہت سے صحیح نسخوں میں اسی طرح ہے یعنی صاف کے بعد واؤ ساکنہ ہے۔ بعض نسخوں میں اس کی جگہ ”مُؤَصِّلُ“ ہے۔ آپ کا یہ نام تو رات میں رکھا گیا ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: اس کا معنی ہے وہ ذات جس پر رحمت کی گئی، اس صورت میں یہ اسم مفعول کا مضبوط ہے، اگر یہ اسم فاعل ”مُؤَصِّلُ“ ہو جیسے کہ میں نے اس کا ضبط دیکھا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ امت تک وہ احکام پہنچانے والے ہیں جن کی تبلیغ کا آپ کو حکم دیا گیا۔ یا اپنے متبعین کو بارگاہ الہی تک اور جنت تک پہنچانے والے ہیں۔ اس صورت میں یہ ”مُبَلِّغُ“ کا ہم معنی ہے، جس کا بیان اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

۵۔ ”مُسَابِقُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم“ آپ کی ذات اقدس پیہ انکس اور بارگاہ الہی تک رسائی میں سب سے پہلے ہے۔ ہر بھلائی، تعظیلات، عزت، سعادت، سیادت اور نبوت و رسالت میں آپ ہی پہلے ہیں۔ روز امت اور قیامت کے دن مخاطب کئے جانے اور جواب دینے میں آپ ہی سابق ہیں، سجدہ کرنے میں آپ ہی پہلے ہیں، سب سے پہلے آپ ہی کا ذکر ہوا (الوح محفوظ اور انبیاء کے ذکر میں بھی آپ ہی پہلے ہیں۔ امامت، شفاعت، جنت میں داخل ہونے۔ اللہ تعالیٰ کی زیارت اور تمام ان خصال حمیدہ میں بھی آپ ہی پہلے ہیں، جو آپ کے ساتھ مختص ہیں اور کوئی دوسرا آپ کے ساتھ ان میں شریک نہیں ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر خاص عزت ہے۔

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عرب کا سابق ہوں، صہیب روم کے، سلمان فارس کے اور بلال حبش کے سابق ہیں۔

قوم کا سابق وہ ہے جو ان سے آگے ہو اور فضیلت و شرافت میں ان سے نمایاں ہو۔ نبی اکرم ﷺ فضیلت و شرافت کی تمام اقسام میں سب مخلوق سے اس طرح ممتاز ہیں کہ کسی دفعہ میں کوئی بھی آپ کے برابر نہیں ہے۔

۱۔ "سَابِقُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" یہ منقُوع سے مشتق ہے جو قَوْلُ سے مختلف ہے۔ (قَوْلُ کا معنی ہے آگے چل کر راہنمائی کرنا اور منقُوع کا معنی ہے پیچھے چلانا) بعض محققین نے کہا کہ اس اسم مبارک کا مطلب یہ ہے کہ آپ انسانوں کو ہر بھلائی کی طرف چلاتے ہیں۔ نیلوں کو جنت کی طرف اور بدکاروں کو دُور سنا کر اور دعوت دے کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف چلاتے ہیں۔ آپ کا ایک اسم گرامی داعی اللہ ہے، اس کی تفسیر سَابِقُ اِنِّی اللہ سے کی گئی ہے۔

۲۔ "حَادِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس کا معنی ہے بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا کر اور انہیں راہِ نجات بتا کر اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ" بے شک تم صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتے ہو۔

ہدایت کی کئی قسمیں ہیں۔ (۱) ہدایتِ یابی کا پیدا کرنا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ (۲) مہرانی کے ساتھ راہنمائی اور بیان کرنا، یہ ہدایت کا اصل معنی ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے ہدایت اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی صفت واقع ہوتی ہے۔ (۳) "بَلَانَا" اسی معنی سے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلٰكِنِّیْ هٰذَا" ہر قوم کے لئے ایک بلانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَدَاعِیْنَا اِنِّیْ اللہُ بِاٰذِہٖ" اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی طرف بلانے والے۔ ہدایت کا استعمال بھلائی میں ہی ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ "فَاٰخِذُوْہُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ" ان کو راہِ جہنم کی ہدایت دو۔ بطور تہذیب (ذکر کرنے کے لئے) واقع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی دنیا و آخرت کی بہتری کی جانب راہنمائی ظاہر ہے۔

۳۔ "مُہِدِیْ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" میم کے ضم کے ساتھ "اُھْدِیْ اَلْمُہِدِیْۃُ فَلَان" نے ہدیت دیا، سے ماخوذ ہے۔ اس اسم اور اسم سابق (مہدی) میں فرق ہونا چاہئے۔ اگر یہ اسم میم کے ضمہ اور یاء کے حذف کے ساتھ ہو تو یہ اُھْدِیْ اَلْمُہِدِیْۃ سے اسم فاعل ہو گا۔ اسم سابق یا تو اُھْدِیْ میم کے فتح کے ساتھ ہڈِی معنی رشد و ہدایت سے مشتق ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے اور یا میم کے ضمہ اور وال کے فتح کے ساتھ اُھْدِیْ ہے، تو اس کا معنی وہی ہے جو آپ کے اسم مبارک ھَدِیْۃُ اللہ (اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہدیت) کا معنی ہے۔

۴۔ "مُفِدِّۃُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" وال مشدود مفتوحہ ہے۔ اس کا معنی وہی ہے جو اس سے پہلے آپ کے اسم شریف سابق کا معنی گزر چکا ہے۔

۵۔ "مُزِیْرُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس کا معنی آپ کے نام پاک ذُو عِز کے تحت گزر چکا ہے۔

۶۔ "مُفَاجِلُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو تمام مخلوقات پر فضیلت حاصل ہے۔

۱۱ "مُفَضَّلٌ" ضَلَّى اللّٰهُ خَلِيفَةً وَسَلَّم" ضاد مفتوح کے ساتھ 'اسم مفعول کا صیغہ ہے' اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کو کسی ذات نے فضیلت دی اور صاحب شرافت بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے 'اسی نے آپ کو فضیلت و کرامت اور شرافت کے ساتھ مفضل فرمایا اور تمام جہانوں خصوصاً انبیاء و رسل اور ملائکہ علیہم السلام پر ترجیح دی' اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

شیخ ابو حیدر رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ ملائکہ پر ترجیح اس لئے ہے کہ اس روایت صحیح پر اجماع ہو چکا ہے اور انبیاء و رسل پر ترجیح کی چند وجوہ ہیں۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ خَلْقٍ اَنْفَعُ اَخْرَجْتُ لِلنَّاسِ" تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (ا قوام عالم) کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ یہ امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور امت کی بہتری ان کے نبی کی بہتری کے سبب ہے۔ لہذا نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہوں گے اور یہی مدعا ہے۔

(۳) نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَلَا يَخُو" میں تمام اولاد آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں۔ یہ بات بطور غور نہیں۔

سوال: اس عموم میں حضرت آدم علیہ السلام داخل نہیں ہوں گے کیونکہ اس حدیث سے آپ کا ان کے لئے سردار ہونا ثابت نہیں (بلکہ ان کی اولاد کی نسبت ہے)۔

جواب: (۱) حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر احتراماً ترک کیا گیا ہے 'ورنہ مقصود تعظیم ہی ہے' کیونکہ اس جگہ اولاد آدم سے مراد جنس انسانی ہے۔

(۲) اس حدیث سے نبی اکرم ﷺ کی سیادت حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی نسبت ثابت ہے 'حضرت آدم علیہ السلام سیادت میں ان حضرات سے بڑھ کر نہیں ہیں' لہذا حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم و سلم سب کے سردار ہوئے اور یہی مقصد ہے۔

تمام اہماء کرام سے افضل ہونے کی تیسری دلیل یہ ہے کہ کمال دو قسم ہے۔ (۱) صرف اپنی حد تک کمال ہو دوسرے کی تکمیل نہ کرے۔ (۲) خود بھی کمال ہو اور دوسروں کی تکمیل بھی کرے۔ دوسری قسم افضل ہے 'پھر دوسرے کی تکمیل عظم میں ہو گی یا عمل میں' عظم کا افضل ترین مرتبہ وہ علم ہے جس کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے ہے اور تمام احوال سے افضل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ پس جو ان دونوں کے حاصل کرنے اور عطا کرنے میں اعلیٰ ہو گا وہی سب سے افضل ہو گا اور اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان دونوں میں اعلیٰ ہیں کیونکہ آپ صاحب کلمہ جامع اور رسالت محیط ہیں۔ آپ کی امت میں ذات باری تعالیٰ کی معرفت اور تمام جہانوں کی عبادتوں کی جامع عبادات کا ظہور اور پھیلاؤ بھی اس دعوے کی دلیل ہے۔ نماز، حج اور دوسری عبادتیں مجموعی طور پر دیگر انبیاء اور دیگر امتوں کے لئے نہ تھیں۔ خلاصہ یہ کہ کمال اور تکمیل کا اعلیٰ درجہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور جس کے ساتھ کمال اور تکمیل کا اعلیٰ درجہ مختص ہو وہ سب سے افضل ہے 'لہذا نبی اکرم ﷺ سب سے

ہر اعتبار سے فائدہ دینے والے نبی

محدثین وہ دلائل مستحکم پیش کرتے ہیں جو اس سے پہلے بیان ہوئے۔ صوفیاء کرام دلائل مذکورہ کے علاوہ فرماتے ہیں کہ جو ہر اعتبار سے فائدہ دے، وہ اس سے اعلیٰ ہے جو ہر اعتبار سے فائدہ حاصل کرے۔ نبی اکرم ﷺ ہر لحاظ سے فائدہ بخشے والے ہیں، کیونکہ تمام نور آپ ہی کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَ مِنْ نُورِي خُلِقَ كُلُّ شَيْءٍ" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے پیدا فرمائی۔

انوار دو قسم ہیں۔ (۱) ظہری (حسی) اور (۲) روحانی نور دو قسم ہیں (۱) علوم (۲) اخلاق۔ اس میں شک نہیں کہ آپ ہی کے علم سے مخلوق کو علم دیا گیا اور آپ کے اخلاق سے انہیں اخلاق دیے گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقِ عَظِيْمٍ" اے حبیب! بے شک تم خلق عظیم پر ہو۔ اور اس امداد کی طرف اپنے ارشاد سے اشارہ فرمایا "وَ هٰذَا اَرْسَلْنَاكَ بِالْاَوْحَانِ" ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت اور اسی کی طرف نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کا اشارہ ہے کہ "اِنَّا نَقْضُكِ الْاَوْحَانِ" میں روحوں کی اصل ہوں۔ اور میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

آپ ﷺ مقام محمود کے مالک ہیں

خلاصہ یہ کہ آپ وسیلہ، درجہ رفیعہ اور مقام محمود کے مالک ہیں اور یہ سب اس بنا پر ہے کہ آپ ہی سب کی ابتدا ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی وہ خصوصیت بیان کی جسے اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقتہً کوئی نہیں جانتا، فرمایا: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ بَعَثْنَا بِالْحَقِّ لَمْ يَخْلُقْهُنَّ خَلْقًا غَيْرَ ذِي" اے ابوبکر! اس ذات اقدس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، مجھے حقیقتاً میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا، اس کو اچھی طرح جان لو۔

اسی فضیلت کی بنا پر اولو العزم رسواں مثلاً حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں آپ کی امت سے بناوے۔ احادیث مبارکہ میں جو انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے کی ممانعت ہے تو اس کا مطلب محققین کے نزدیک یہ ہے کہ خصوصیات اور قیاس کی بنا پر فضیلت نہ دی جائے، کیونکہ خصوصیات حقیقی کا تقاضا نہیں کرتیں۔ فضیلت تو محض وہ انتخاب اور خصوصیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ قدیمہ اور تقدیر ازلی جاری کے مطابق کسی کو عطا کی ہے۔ اس کی ایسی کوئی علت نہیں ہے کہ جس پر فضیلت دی گئی ہے اس کے نقص کا تقاضا کرے، یہ بھی نہیں کہ صاحب فضیلت میں کوئی سبب پایا گیا اور جس پر فضیلت دی گئی ہے اس میں وہ سبب نہیں پایا گیا، جس کا یہ مطلب ہو کہ اس ہستی میں نقص یا قصور پائی گئی ہے۔ کیونکہ ہر نبی کو جو حکم دیا گیا اس پر انہوں نے پوری طرہً عمل کیا، ذرہ برابر بھی کئی نہیں کی، معلوم ہوا کہ

فضیلت ایک ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی معلوم ہو سکتا ہے، دلیل صحیحی کے بغیر اس کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَ تِلْكَ الْبُؤْسُ فَطَلْنَا نَعْصُفُ عَلٰی نَعْصُفُ مِنْ كَلَمِ اللّٰهِ" یہ رسولان عظام ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں "وَزَفَعْنَا نَعْصُفُفُ ذَرَجَاتٍ" اور بعض کے درجے بلند کئے، اور وہ نبی اکرم ﷺ ہیں۔ آپ کی تمام مخلوق پر فضیلت ایسا امر ہے جس میں ائمہ کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس پر سب ہی متفق ہیں کہ آپ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ البتہ ائمہ کرام نے اس میں اختلاف کی ہے کہ جب عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سب سے افضل ہیں، تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلاں نبی مقبول ہیں، یا پاس اوب کے طور پر یہ بات نہ کہی جائے اور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کیا جائے کہ مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو اور کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن مثنیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوں، دونوں دلیلوں پر عمل کرنے کے لئے یہی حکم ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ شرح کے عربی نسخے میں اس طرح چھپ گئی ہے "وَلَقَدْ فَطَلْنَا نَعْصُفُ الثَّيْبِ عَلٰی نَعْصُفُ مِنْ كَلَمِ اللّٰهِ" جو صحیح نہیں ہے۔

۳۱۔ "فَاتَحَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" معراج شریف کی طویل حدیث میں حضرت رفیع بن انس کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مروی ہے: "وَجَعَلْنَاكَ فَاتِحًا وَخَاتِمًا" اور میں نے تمہیں فاتح اور خاتم بنایا۔ اسی میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "آپ نے اپنے رب کریم کی حمد و ثناء اور اپنے مراتب کا شمار کرتے ہوئے فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے میرا ذکر بلند فرمایا۔" "وَجَعَلْنِي فَاتِحًا وَخَاتِمًا" اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

فاتح کے متعدد مطالب ہو سکتے ہیں۔ (۱) (مخلقت کے لحاظ سے) تمام انبیاء کی ابتدا اور سب سے پہلے (۲) ہر غیر اور شریعت کے کھولنے والے۔ (۳) وہ ذات جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے باپ ہدایت کھول دیا۔ جبکہ راہ ہدایت مشتبہ ہو چکی تھی۔ (۴) حسن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اندھ کی آنکھوں کو، بہرے کانوں اور غفلت زدہ دلوں کو کھول دیا (۵) حاکم (۶) امت کے لئے رحمت کے دروازے کھولنے والے (۷) امت کی بھرتوں کو حق کی معرفت اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لئے کھولنے والے (۸) حق کے مددگار (۹) امت کی ہدایت کا آغاز فرمانے والے (۱۰) جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے جنت کے دروازے کھول دیئے۔ (۱۱) جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے تمام شفاعت کرنے والوں کے لئے شفاعت کا دروازہ کھول دیا۔ (۱۲) جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے علم نافع اور عمل صالح کا دروازہ کھول دیا۔ (۱۳) جن کے صدقہ اللہ تعالیٰ نے شہر فتح فرما دیئے (۱۴) جن کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کو فتح فرما دیا۔

۳۲۔ "جَفَّاحُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" یہ فاتح کا ہم معنی ہے، البتہ اس میں مبالغہ زیادہ ہے یا اس کا معنی چابی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ دشوار امور کو حل فرمانے والے ہیں، فاتح میں جو احتمالات گزر چکے ہیں وہ اس میں بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔

﴿مِفْتَاحُ الْوَحْشَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ کیونکہ دنیا میں دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی طور پر جس پر بھی رحم کیا گیا: آخرت میں جس پر بھی رحم کیا جائے گا وہ آپ ہی کے دستِ کرم سے ہے اور ہو گا اور آپ کے احکام اور آپ کی پیروی کے سبب ہی ہو گا۔

﴿مِفْتَاحُ الْوَحْشَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) جنت میں وہی داخل ہو گا جو آپ پر ایمان لائے گا، وہ آپ ہی کے ہاتھوں جنت میں داخل ہو گا، لہذا آپ ہی جنت کی کنجی ہیں۔ (۲) آپ کسی طور پر جنت کی کنجی ہیں کیونکہ جنت آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔ آپ تشریف لائیں گے، دروازہ کھلوائیں گے تو آپ کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا، لہذا آپ ہی جنت کی چابی ہیں۔ جیسے کہ مسلم شریف اور امام احمد کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: ”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہوں گا، خازن جنت کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: میں محمد ہوں ﷺ، خازن کہے گا: مجھے آپ ہی کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔ طہرانی کی روایت میں ہے کہ خازن آپ سے کہے گا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کھولوں گا اور آپ کے بعد کسی کے لئے نہیں اٹھوں گا۔“

﴿عَلَّمَ الْإِيمَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایمان کی علامت، ایمان اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی دلیل ہیں۔ آپ ہی کے ذریعے ایمان تک رسائی اور آپ ہی کے نور سے راہِ ایمان میں روشنی حاصل ہوتی ہے، لہذا آپ ہی اللہ تعالیٰ کی دلیل اور اس کی طرف راہنمائی فرمانے والے ہیں، آپ کے سوا نہ کوئی دلیل ہے نہ راہنما۔ آپ اللہ تعالیٰ کا بابِ اعظم اور راہِ مستقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلیل اور راہنما بنا کر بھیجا، لہذا آپ کی دعوت عام اور رسالت تامہ ہے۔ آپ نے اپنے افعال و اقوال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی کی اور رُوحوں کو اس کے جلال و جمال کے ملاحظہ کے لئے بیدار کیا، اللہ تعالیٰ کی طرف ہر بلانے والا آپ ہی کی دعوت سے بلاتا ہے اور ہر دلیل آپ ہی کی راہنمائی سے دلالت کرتی ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ علامتِ ایمان ہیں یعنی آپ کی محبت ایمان کی علامت ہے، جس کے دل میں آپ کی محبت پائی جائے، وہ مومن ہے ورنہ نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی محبت عطا فرمائے۔

﴿عَلَّمَ الْيَقِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ﴾ اس سے پہلے اسمِ عَلَّمَ الْإِيمَانِ کی شرح میں گزر چکا ہے کہ عَلَّمَ کا معنی علامت، دلیل اور پہنچانے والا راستہ ہے۔ یقینِ ایمان کا اعلیٰ مرتبہ اور اس کا خاص وصف ہے، اس کا معنی ہے علمِ حقیقی۔ اس کی ضد شک ہے۔ پھر یقین کبھی تو محض علم ہوتا ہے اور کبھی کثرت و شمول اور وضاحت کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر اس میں غیر کے احساس و شعور کے اعتبار سے قوت و ضعف میں فرق ہوتا ہے۔ اس بنا پر یقین کی تین قسمیں ہوتیں۔ (۱) علمِ اليقین (۲) یقینِ (۳) حقِ اليقین۔ ۱۔

۱۔ یقین وہ اعتقاد ہے جو واقع کے مطابق ہو جب مخالف کا احتمال نہ رکھے اور کسی کے شک والے نئے دلائل نہ ہو۔

۲۔ اس کی تین قسمیں ہیں، اگر تجرید اور مشاہدہ پر مبنی نہیں تو علمِ اليقین، اگر مشاہدہ پر مبنی ہے تو یقینِ اولیٰ اور اگر

تجرید (بار بار کے مشاہدہ) پر مبنی ہے تو حقِ اليقین (۳)

۴۸ "ذِلِّيلُ الْغَيْرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" آپ بھلائیوں کی دلیل اور ان تک پہنچانے والے ہیں۔ اور بھیکوں کو بخش کرنے میں آپ ہی کے نور سے اکتساب نور کیا جاتا ہے۔

۴۹ "مُضْجِعُ الْخَسَنَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" بھیکوں کو صحیح قرار دینے والے، کیونکہ کوئی عمل اور کوئی فعل جس صورت اچھی ہے اس وقت تک مقبول اور صحیح نہیں جب تک آپ کی پیروی، محبت اور آپ کے دین میں داخل نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس شخص کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا جو آپ پر ایمان نہ لائے۔ اور یہ ہدایت معلوم ہے۔

سَيِّدُنَا مُقِيلُ الْعَثَرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا خطاؤں کے معاف کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَفُوحُ عَنِ الزَّلَّاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا لغزشوں سے دور گزار فرمانے والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الشَّفَاعَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحب شفاعت ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْمَقَامِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحب مقام محمود ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْقَدَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحب پیشوا ﷺ

سَيِّدُنَا مَخْصُوصٌ بِالْعِزِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا عزت سے خاص کئے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا مَخْصُوصٌ بِالْمَجْدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا بزرگی سے خاص کئے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا مَخْصُوصٌ بِالشَّرَفِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا شرافت سے خاص کئے ہوئے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْوَسِيلَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحبِ دہلیہ رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ السَّيْفِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحبِ تلوار رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْفَضِيلَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحبِ فضیلت رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْأَزَارِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تہنہ والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْحُجَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا قویِ حجت والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ السُّلْطَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحبِ غلبہ رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الرِّدَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا چادر والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الدَّرَجَةِ الرَّفِيعَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا بلندِ مرتبہ والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ التَّاجِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تاج والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْمَغْفَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا خود والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ اللَّوَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا لواءِ احمد والے رحمۃ اللہ علیہ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْمِعْرَاجِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا معراج والے رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ "مَنْ جِئَ الْغُفْرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" جاء کے فتح کے ساتھ غُفْرَةُ (اعمال کے سکون کے ساتھ) جمع ہے۔ کہا جاتا ہے۔ "غُفْرَةُ غُفْرَانٍ" مگر چچا "غُفْرَتِي شَرٌّ" فلاں شخص شرمیں واقع ہوا۔ "أَفَالَةُ الْغُفْرَةِ" کو تباہی کو پورا کرنا چشم پوشی کرنا اور مجرم سے مستحق مواخذہ ہونے کے باوجود اس سے درگزر کرنا اور صاحبِ حلم کا اذراہ لطف و کرم مواخذہ نہ کرنا نبی اکرم ﷺ کا یہ وصف تھا۔

۲۔ "صَفِيحٌ عَنِ الزَّلَّاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" کہا جاتا ہے "صَفِيحٌ عَنِ الشَّيْءِ" صَفِيحًا "فلاں چیز سے اعراض کرنا" صَفِيحٌ عَنِ الذَّنْبِ "گناہ معاف کر دیا۔ زَلَّاتٌ جمع ہے زَلَّةٌ کی جس کا معنی ہے لغزش مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی شان پر تھی کہ جرائم پر مواخذہ نہ فرماتے، لغزش سرزد ہوتی تو اس پر مواخذہ نہ فرماتے بلکہ معاف فرما دیتے اور درگزر فرماتے، یہ کہ آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ دوسروں کی اذیتیں برداشت کر لیتے، لیکن کسی کو تکلیف نہ دیتے، یہ بات آپ کے اسم مبارک غُفْرَةُ کے تحت گزر چکی ہے۔

۳۔ "صَاحِبُ الشَّفَاعَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" نبی اکرم ﷺ کی آخرت میں شفاعت حدیث اور اہتمام سے ثابت ہے ۱۔ آپ کی شفاعت کئی قسم کی ہوگی۔ (۱) سب سے بڑی شفاعت تمام مخلوق کے لئے انہیں میدانِ محشر سے رہائی دلانے کے لئے ہوگی اور یہ شفاعت بالاتفاق آپ کے ساتھ مختص ہے، کیونکہ آپ سب سے بڑے شفیع ہیں اور آپ کا مرتبہ سب سے بلند ہے ممکن ہے اس جگہ یہی مراد ہو اور الف لام عہد (عہد میں کی طرف اشارہ کرنے) کے لئے ہو۔ کیونکہ حضرت مصنف کے علاوہ دیگر حضرات نے "صاحب الشفاعۃ الکبریٰ" کہا ہے۔ خاص طور پر اس شفاعت کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ عظیم شفاعت ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔ (۲) کچھ لوگوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کرانے کے لئے ہوگی۔ (۳) ان لوگوں کے لئے ہوگی جو مستحقِ نار ہوں گے تاکہ انہیں جہنم میں داخل نہ کیا جائے۔ (۴) جو ایماندار جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے، انہیں نکالنے کے لئے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی اس میں نہیں رہے گا۔ (۵) جنت میں کچھ لوگوں کے درجے بلند کرانے کے لئے۔ (۶) صالحین کی ایک جماعت کے لئے کہ ان سے طاعتوں کی ادائیگی میں جو کوتاہی واقع ہوئی ہے وہ معاف کر دی جائے۔

بعض حضرات نے مزید کچھ اقسام بیان کی ہیں۔ (۷) محشر میں جن سے حساب لیا جائے گا تاکہ ان کے حق میں تخفیف کی جائے۔ (۸) بعض کفار جو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیئے گئے ہیں، ان کا عذاب کم کرانے کے لئے مثلاً ابو طالب کے لئے معاف اور ابولسب کے لئے ہرجیر کے دن، کیونکہ اس نے اس دن نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت پر مسرت کا اظہار کیا تھا اور اللہ نے اسے یہ خوشخبری سنائی تو اسے آزاد کر دیا۔ (۹) مشرکین کے بچوں کے لئے کہ انہیں عذاب نہ دیا جائے۔ (۱۰) نبی اکرم ﷺ

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی شفاعت قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔ "عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَجِيدًا" ۱۷

حبیب! قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقامِ محمود پر فائز فرمائے، اس مقام پر تمام مخلوق آپ کی تعریف کرے گی اور آپ مخلوق کی شفاعت فرمائیں گے۔ "وَلَسَوْفَ يَغْفِرَ لَكَ رَبُّكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ" ۱۸

کہ تم راہنی ہو جاؤ گے۔ ۱۲

پنے رب سے یہ دعا کرتا کہ آپ کے اہل بیت میں سے کسی کو جہنم میں داخل نہ فرمائے اور اللہ تعالیٰ کا آپ کی اس دعا کو پورا کرے۔ (۱۱) کچھ لوگوں کی نیکیوں کا وزن بوجھانے کے لئے۔ (۱۲) اعراف والوں کے لئے شفاعت کہ انہیں بہشت میں داخل کر دیا جائے۔ یہ دو لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔

بعض حضرات نے اس پر اضافہ فرمایا (۱۳) عذاب قبر کی تخفیف کے لئے شفاعت جیسے کہ بخاری و مسلم وغیرہما کی روایت میں دو قبروں کی حدیث ہے کہ ان پر آپ نے دو سبز ٹہنیاں گزردیں اور فرمایا: مجھے امید ہے کہ جب تک یہ خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی، لیکن یہ شفاعت عالم برزخ سے متعلق ہے، قیامت سے متعلق نہیں، کئی اعمال ایسے ہیں کہ اصولیت میں ان پر شفاعت کا وعدہ ہے۔ یہ تمام اصولیت شفاعت کی سابق قسموں کی طرف راجع ہیں۔ جس جس سے آپ نے وعدہ فرمایا ہے اس کے لائق اور اس کی ضرورت کے مطابق آپ شفاعت فرمائیں گے۔

۱۴ "صَاحِبُ الْمَقَامِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" ہم مفتوح ہے، اس سے مقام محمود مراد ہے، جیسے کہ دیگر حضرات نے اس کی تصریح کر دی ہے اور یہ اہل محشر کے حق میں شفاعت ہو گی، کہ ان کا فیصلہ کر دیا جائے، جب کہ فضائل میں گزر چکا ہے۔ (اسم مبارک احمد اور حاشر کے تحت)

۱۵ "صَاحِبُ الْقَدَمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" قدم کے پہلے دونوں حرف مفتوح ہیں۔ پیشوا کی، سبقت اور ہر کمال میں معکم ہونا، اس پر گفتگو اسم شریف سابق میں گزر چکی ہے۔

۱۶ "۱" "مَنْحُضْرٌ بِالْعِزِّ مَنْحُضْرٌ بِالْشَرَفِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" ان سب کا معنی ایک ہی ہے یا قریب قریب ہے۔ یعنی جلالت مرتبت، بلندی شان اور مرتبہ و مقام کی رفعت۔ یہ سب درحقیقت کامل و اکمل طور پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، اس سلسلے میں آپ کی شان کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، آپ کی انجاء معلوم نہیں کی جاسکتی اور کوئی آپ کے برابر نہیں ہے، بلکہ آپ عزت و جلالت اور کمال صفات میں یکساں ہیں، نیز جس نے بھی اوصاف مذکورہ کا حصہ پایا، آپ ہی کی اتباع اور امداد سے پایا۔ لہذا یہ اوصاف حقیقتاً اور اصالتاً آپ ہی کے ہیں۔

۱۷ "صَاحِبُ الرَّسَالَةِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" فصائل کے ضمن میں اس پر گفتگو گزر چکی ہے۔ (اسم مبارک احمد اور حاشر کے تحت)

۱۸ "صَاحِبُ الشَّيْطَانِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) یہ نام آپ کے اسماء شریفہ میں اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ زبور میں آپ کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے۔ "تَقْلَدُ اَیُّہَا الذَّجَنُورُ سَیْفًا" اسے جبار اپنی تلوار گلے میں حائل کر لو۔ یہ خطاب نبی اکرم ﷺ کے لئے ہے، کیونکہ عرب کے علاوہ کوئی قوم تلوار گلے میں نہیں ڈالتی، آپ بھی ان میں سے ہیں اور تمام عرب تلوار اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں۔ (۲) انجیل کے اس ارشاد کی بنا پر ہو کہ ان کے پاس نوحے کی تلوار ہو گی، اس کے ساتھ جہاد کریں گے اور ان کی امت بھی اسی طرح ہو گی۔ بہر صورت یہ جہاد و قتال اور اس کی کثرت کی طرف اشارہ ہے جس کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے ہیں، علاوہ ازیں اس میں آپ کی شجاعت اور قوت شان کی طرف اشارہ ہے۔

۱۱ "صاحب الفضيلة صلى الله عليه وسلم" سے مشتق فضیلت کا وزن ہے۔ فضل کا معنی کمال ہے اس سے
مقابل نقص ہے۔ شیخ ابو عبد اللہ رسلہ فرماتے ہیں فضیلت کی جمع فضائل ہے۔ اس کا معنی صفت، بیل اور خلعت سمیت
ہیچے علم، ایمان، شجاعت، زکاوت، عقل اور حسن اخلاق اور ان کے علاوہ متعدد خصال محمودہ اور اوصاف حسنہ ان میں سے
ہر ایک کو اس بنا پر فضیلت کہا جاتا ہے کہ عقائد کے نزدیک ان کی اہمیت اور شرافت مسلم ہے۔ یا اس لئے کہ ان تمام اوصاف
صفات سے موصوف اہل دانش کے نزدیک بزرگی کا حامل ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ صاحب الفضیلہ سے مراد وہ شخص
ہو جو متفرق فضائل کی جامع ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فضیلت سے مراد وہ مخصوص اور بلند ترین اوصاف ہوں جو اللہ تعالیٰ
نے نبی اکرم ﷺ کے لئے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھے ہیں۔ جن کا تصور بھی عقل میں نہیں آ سکتا یا اکابر اولیاء
انہیں جان سکتے ہیں۔

۱۲ "صاحب الإزار صلى الله عليه وسلم" کتب قدیمہ میں آپ کا وصف یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ صاحب ازارات
اور صاحب رداء چادر ہیں۔ یہ لباس عرب میں عام تھا نبی اکرم ﷺ عام طور پر شلوار کی بجائے چادر استعمال فرماتے تھے
وہ کپڑا ہے جو جسم کے نیچے حصے کو ڈھانپے، بعض حضرات نے کہا: کہ وہ پھوٹی یا بڑی چادر ہے جسے جسم کے گرد لپیٹا جائے۔
۱۳ "صاحب الخيضة صلى الله عليه وسلم" حجت کا معنی دلیل ہے، جس کے ذریعے مخالف پر غلبہ پایا جائے، اس سے
مراد معجزہ یا اس کا قائم مقام ہے، نبی اکرم ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں آپ کے قوی اور فطری دلائل و براہین ان گنت ہیں
بعض حضرات نے فرمایا کہ ان میں سے جو محفوظ ہیں ان کی تعداد ایک ہزار ہے، بعض نے کہا: کہ سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے۔
ہے، اس کے علاوہ تین ہزار ہیں۔ قرآن پاک میں ساٹھ ہزار معجزے ہیں۔ یہی بڑا معجزہ ہے جو حقوق کے درمیان باقی ہے۔ اس کے
علاوہ کسی نبی کا معجزہ باقی نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ کے دلائل اور معجزات میں سے آپ کے اخلاق حمیدہ اوصاف شریفہ، سیرت
طیبہ، علمی اور عملی کمالات اور وہ خوبیاں ہیں جن کا تعلق آپ کی ذات اقدس، جسم الطہر، نسب اور وطن سے ہے۔

دلیل اور برہان کا معنی

۱۴ "صاحب السلطان صلى الله عليه وسلم" سلطان کا پہلا حرف مضموم اور دوسرا حرف ساکن ہے۔ بعض اوقات
دوسرا حرف بھی مضموم، سلطان پر جا جاتا ہے۔ یہ مذکر اور مونث ہر دو طرح استعمال ہوتا ہے، اس کے متعدد محال ہیں
یہ ہیں: ۱) دلیل اور برہان "أثر يذون أن تجعلوا الله عليكم سلطاناً حقيقاً" میں یہی معنی ہے کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر
تعالیٰ کے لئے واضح حجت قائم کرو۔ (۳) حکومت کی قوت اور مراد تک پہنچانے والی مطلق قوت۔ یہ دونوں معنی نبی اکرم ﷺ
کے لئے حاصل ہیں، آپ کا یہ نام حضرت شیخا علیہ السلام کی کتاب اور بعض قدیم کتابوں میں رکھا گیا ہے۔

امام نزاری رحمہ اللہ تعالیٰ ایماء وعلوم میں فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے لئے نبوت اور سلطنت جمع کر دی گئی۔
شریف ﷺ میں حضرت ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مکرر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ اور سلطنت عطا فرمائی۔

آپ کی بدولت زمین میں ایسے دین کو اچھا کام بخشا۔

۱۸ "صاحب الزہداء صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" کتب قدیمہ میں آپ کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے جیسے کہ اس سے پہلے "نور" عرب کا عام طور پر لباس ۳ ہفتہ اور چادر ہی تھا۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ اذان اور رداء وہ پہنڑا ہے جس میں لپٹا جائے۔ بعض نے فرمایا کہ رداء وہ پہنڑا ہے جس سے جسم کا بالائی حصہ ڈھانچا جائے۔

۱۹ "صاحب الشارح الرافیۃ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اس سے مراد وہ مرتبہ ہے جو تمام بلند شان اور عظیم مرتبہ والی مخلوقات سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

۲۰ "صاحب الشارح صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" تاج سے مراد عمامہ ہے، اس وقت عرب ہی عمامہ استعمال کرتے تھے، عجم کے سلاطین تاج پہنتے تھے، جب کہ عربوں میں اس کا رواج نہیں تھا، ان کے ہاں ٹائٹل ہی تاجوں کے قائم مقام تھے، چونکہ تماموں کا استعمال عربوں میں عام تھا، جمعیوں میں اس کا رواج نہیں تھا، اس لئے نبی اکرم ﷺ کا نام پاک صاحب التاج اور صاحب العمامہ رکھا گیا اور اس سے مراد یہ ہے کہ آپ خالص عرب اور حسب و نسب کے لحاظ سے ان میں معزز ترین ہستی ہیں۔ آپ سے مروی ہے کہ کسی دوسرے نبی نے عمامہ زیب تن نہیں فرمایا۔

۲۱ "صاحب المصغیر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" معفر میں مہم کمبود، ضیق ساکن اور قائم مفتوح ہے۔ معفر اخوار زرہ کا وہ حصہ ہے جو سر کے برابر پڑتا ہے۔ یا لوہے کی زرہ کا ذرا کم حصہ جو ٹوپی یا اوڑھنی کی ٹھنڈی سر پہ لیا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ جنگوں میں خود زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

۲۲ "صاحب اللہِ آو صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" لواء کا نام کمبود اور آخر میں الف محدودہ، اس سے مراد لواء الحمد ہے، جیسے کہ بعض حضرات نے اس کی تصریح کی ہے۔ بعض علماء کے نزدیک وہ جھنڈا ہے جسے آپ جنگوں میں باندھا کرتے تھے۔ لہذا یہ جہاد سے کنایہ ہو گا جس کے ساتھ آپ مبعوث ہیں، کیونکہ جہاد جھنڈے کی جگہ ہے۔ لواء اور راہ کا معنی ایک ہے یا دونوں قریب قریب ہیں۔ بعض نے یہ فرق بیان کیا کہ لواء چھوٹا جھنڈا اور راہ بڑا جھنڈا ہے۔ ابو ذر غفاری نے کہا کہ لواء مستطیل ہوتا ہے اور راہ مربع۔

۲۳ "صاحب المصغیر صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" معراج سیرجی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اوپر چڑھا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے سوا دنیا میں جسمانی طور پر کوئی نہیں چڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج شریف، آسمانوں کی سیر و دیدار الٰہی، مناجات، انبیاء کی امامت اور آیات الہیہ کے مشاہدہ کی عزت عطا فرمائی۔

حضرت ثابت بنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا یہ سفید رنگ کا طویل جانور ہے، گندھے سے اونچا اور ٹھہرے پرست، وہ حد نظیر پاؤں رکھتا ہے، میں اس پر سوار ہوا، وہ مجھے لے کر بیت المقدس پہنچا، میں نے است اس حق (انجیل) سے باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء کرام علیہم السلام باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی، باہر نکلا تو جبریل امین علیہ السلام نے ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ

دودھ کا چشہ کیا میں نے دودھ پسند کیا؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا۔

پھر مجھے لے کر آسمان تک گئے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا: پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: جبریل! کہا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پوچھا: انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں! پنانچہ دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کی اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔

پھر ہمیں لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا: پوچھا گیا: آپ کون ہیں؟ کہا: جبریل! پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا: حضرت محمد ﷺ پوچھا گیا: انہیں پیغام بھیجا گیا تھا؟ کہا: ہاں! پنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں ۱۰۰ خدا زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ ابن مریم اور حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کی اور میرے لئے بھلائی کی دعا کی۔

پھر ہمیں لے کر تیسرے آسمان تک پہنچے، وہی سوال و جواب ہوئے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہیں تمام حسن کا نصف حصہ دیا گیا تھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کی اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں لے کر چوتھے آسمان تک پہنچے۔ وہی سوال و جواب ہوئے، وہاں حضرت ہود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کی اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے پارے میں فرماتا ہے کہ ہم نے انہیں بلند مقام عطا کیا۔ پھر ہمیں لے کر پانچویں آسمان تک پہنچے، وہی سوال و جواب ہوئے، وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کی اور میرے لئے خیر کی دعا کی۔

پھر چھٹے آسمان تک پہنچے، وہی صورت پیش آئی، وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، انہوں نے مجھے مرحبا کی اور میرے لئے دعائے خیر کی۔

پھر ساتویں آسمان تک پہنچے، وہی واقعہ پیش آیا، وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، وہ بیت المعمور سے نکل گئے بیٹھے تھے، اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، جنہیں دوبارہ حاضری نصیب نہیں ہوتی۔ پھر مجھے سورۃ النبی تک لے گئے۔ دیکھا کہ اس کے پتے باقی کے کافروں کے برابر اور پھل شگے کے برابر ہیں، جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسے رنگ و نور نے وحاشا لیا تو اس میں تبدیلی پیدا ہو گئی، اللہ تعالیٰ کی بھلائی کا کوئی غرور اس کے حسن و جمال کی تعریف نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ نے مجھے جو چاہا وحی فرمائی اور مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔

نمازوں کی فرضیت اور تخفیف کا واقعہ

پھر میں نیچے آیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا، انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے کہا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا: آپ اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیں اور تخفیف کا سوال

کریں کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں دیکھے گی، میں بنی اسرائیل کی جانچ کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں دوبارہ اپنے رب کی بارگاہ خاص میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے میرے رب! میری امت کے لئے تخفیف فرما، اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی ہیں، انہوں نے کہا: آپ کی امت اتنی نمازیں بھی ادا نہیں کرتی تھیں گی، آپ پھر اپنے رب کی بارگاہ میں جائیں، اور امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں، چنانچہ میں بار بار اپنے رب کی بارگاہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا جاتا رہا اور ہر دفعہ پانچ نمازیں کم کی جاتی رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے عمرہ مذبحہ ہر دن رات میں یہ پانچ نمازیں ہیں، ہر دن دو بار اس نمازوں کے برابر ہو گا، اس لحاظ سے یہ پچاس نمازیں ہی ہیں، جو شخص نیکی کا عزم کر کے اسے ادا نہیں کرے گا اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی، اور اگر وہ اسے ادا کرے گا تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، جو شخص برائی کا ارادہ کرے اسے نہیں کرے گا۔ اس کے لئے کچھ بھی نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اس کا ارادہ نکال کرے گا تو اس کے لئے ایک برائی لکھی جائے گی۔

میں نیچے آیا اور موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا، انہیں اطلاع دی تو انہوں نے کہا: آپ پھر اپنے رب کی بارگاہ میں جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ آپ کی امت یہ بھی ادا نہیں کر پائے گی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، میں نے کہا: میں کئی بار اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو چکا ہوں، اب مجھے حیا آتی ہے، یہ حدیث امام بخاری و مسلم نے روایت کی اور یہ الفاظ (جن کا ترجمہ کیا گیا ہے) امام مسلم کے ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں ہیں۔ ان میں سے بعض میں کچھ اضافے ہیں، ان میں سے ایک حدیث امام بخاری و مسلم نے ابن شہاب سے، انہوں نے حضرت انس سے اور انہوں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ ہر نبی نے آپ کو ان الفاظ میں خوش آمدید کہی: **مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** (ام نبی صلح اور صلح بھائی کو مرحبا کہتے ہیں) یہ الفاظ حضرت آدم اور ابراہیم علیہما السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام نے کہے، انہوں نے **وَالْأَخِ الصَّالِحِ** کی بجائے **وَالْأَخِ الصَّالِحِ** اور صلح بیٹے کو ہم مرحبا کہتے ہیں، کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ پھر مجھے اوپر لے جایا گیا، یہاں تک کہ میں مقام **مَنْشُورَى** تک پہنچا، وہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سن رہا تھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا۔

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْقَضِيْبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا صاحب شمشیر ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْبَرَقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا براق والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْحَاتِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مہربان والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْعَلَامَةِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا نبوت کی علامت والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْبُرْهَانِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا مستحکم دلیل والے ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْبَيَانِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا روشن بیان والے ﷺ

سَيِّدُنَا فَصِيحُ الْلِسَانِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا فصیح زبان والے ﷺ

سَيِّدُنَا مُظْهِرُ الْجَنَانِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا پاکیزہ دل والے ﷺ

سَيِّدُنَا رُؤُوفٌ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا شفقت والے ﷺ

سَيِّدُنَا رَحِيمٌ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا بہت مہربان ﷺ

سَيِّدُنَا اُذُنٌ خَيْرٌ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا اچھی بات سننے والے کان ﷺ

سَيِّدُنَا صَاحِبُ الْاِسْلَامِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا صحیح اسلام والے ﷺ

سَيِّدُنَا سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا دو جہان کے سردار ﷺ

سَيِّدُنَا عَيْنُ النَّعِيمِ ۝ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ہمارے آقا چشمہ نعمت ﷺ

سَيِّدُنَا عَيْنُ الْغُرَّةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا امت کے بے غم و غم کے سردار ﷺ

سَيِّدُنَا سَعْدُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کی برکت ﷺ

سَيِّدُنَا سَعْدُ الْخَلْقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مخلوق کی سعادت ﷺ

سَيِّدُنَا خَطِيبُ الْأُمَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا تمام امتوں کے خطیب ﷺ

سَيِّدُنَا عَلَمُ الْهُدَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا نشان ہدایت ﷺ

سَيِّدُنَا كَاشِفُ الْكُرْبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا مشکلات کو حل فرمانے والے ﷺ

۱۔ "صاحبُ القُصْبِ" قُصْب کا معنی تلوار ہے جیسے کہ انجیل میں تفصیل کے ساتھ واقع ہے۔ اس میں ہے "ان کے پاس لوہے کی تلوار ہوگی۔ جس کے ساتھ وہ جہاد کریں گے" ان کی امت بھی اسی طرح ہوگی۔ بعض نے اس کا معنی طویل اور باریک عصا لیا ہے جسے آپ دست مبارک میں پکڑتے تھے۔ اس وقت وہ خلفاء کے پاس ہے جسے وہ حرم کا پکڑتے ہیں، یکے بعد دیگرے ان کے پاس چلا آتا ہے "اگر قُصْب سے مراد تلوار ہے تو یہ آپ کے جہاد 'غزوہ و قتال اور فتوحات و غنائم کی کثرت اور شجاعت کی طرف اشارہ ہے۔ اس صورت میں قُصْبِ فَعِيل" معنی فاعل ہے "یعنی آپ کی تلوار کی کثرت وہاں تک پہنچی جہاں تک آپ کے علاوہ کسی کی رسائی نہیں ہوئی" اور اگر اس سے مراد عصا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ آپ خالص عربی اور ان کے خطباء میں سے ہیں۔ اس صورت میں قُصْبِ فَعِيل" معنی مفعول ہے "کیونکہ وہ عصا درخت سے کاٹا ہوا ہے۔

۲۔ "صاحبُ الْفِزَاقِ" فِزَاق نام بلا کی مخلوق ہے یہ سفید رنگ کا ایک جانور ہے "نخر سے پھوٹا اور گدھے سے بڑا" مروی ہے کہ اس کا چہرہ انسان جیسا، جسم اور گردن کے بال گھوڑے کی طرح، دم ہرن یا بکلی جیسی، پاؤں اونٹ جیسا، سینہ سرخ یا قوت کا پشت سفید موتی کی ہے، اس پر ہفتی کجاوہ ہے، اس کے دو بازو ہیں جن سے وہ بجلی کی طرح پرواز کرتا ہے، نہ تر ہے نہ مادہ، اس کی تیز رفتاری کی بنا پر براق نام رکھا گیا، یا اس کی سفیدی اور صفائی کی بنا پر "یا اس لئے کہ اس میں معمولی سیاہی ہے۔ عرب کہتے ہیں مِشَاةٌ بَرَقَانٌ وہ بکری جس میں تھوڑی سی سیاہی ہو۔

”مَنْ جَاءَ الْخَفِيفَ“ اس سے مراد مرنیوت ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ سے مختص نہیں، بلکہ انبیاء سابقین کے سے بھی تھی۔ اِیسا! یہ آپ کا وصف کمال ہے اور آپ کی نبوت کی علامت ہے۔ کتب سابقہ بالخصوص حضرت شیخنا علیہ السلام کی کتاب میں آپ کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے۔ پسے انبیاء کرام کی مرنیوت داہنے ہاتھ میں ہوتی تھی اور ہمارے نبی ﷺ کی مرنیوت پشت میں دل کے مقابل تھی۔ یہاں سے عام آدمی کے دل میں شیطان داخل ہوتا ہے، اس اعتبار سے یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

حضور کی مرنیوت کی حکمتیں

شیخ عبد الغیل قسری رحمہ اللہ تعالیٰ شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ خاص طور پر نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک میں مرنیوت رکھنے میں ایسی حکمتیں ہیں جو عام طور پر علماء کے کالوں تک نہیں پہنچیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اور رسول آسمان سے نازل ہونے والی وحی کا حامل ہوتا ہے، ان کی پشت پر نبوت کے بوجھ نازل ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بعض انبیاء کرام کا جسم یار نبوت سے شق ہو جاتا تھا، حالانکہ ان پر کمال نبوت نازل نہیں کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اِنَّا مَنَّلْنٰی عَلَیْکَ فُضُوْلاً فَبَدَلَا۔“ بے شک ہم تم پر بھاری قول نازل کریں گے، ہر نبی کی پشت پر ان کی طاقت اور برداشت کے مطابق بوجھ نازل کیا گیا۔ ان میں سے کسی کی جائے نزول (پشت) پر مرنیوت لگائی گئی، کیونکہ ان کے لئے ابھی نبوت کے ایسے مقامات باقی ہیں جن تک جلد یا پدیر رسائی ہو سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ پر نبوت اپنے تمام اجزاء و مراتب کے ساتھ نازل کی گئی اور آپ نے انہیں اٹھایا اور برداشت کیا۔ لہذا آپ کی پشت پر وحی کے نازل ہونے کی جگہ مرنیوت لگائی گئی، یار نبوت اٹھانے کا یہی مقام ہے، آپ زمین پر سجدہ ریز ہوتے اور آپ کی پشت پہنچنے والی اللہ تعالیٰ پر احمقہ توکل اور اپنی قوت و طاقت سے براءت پر ہوتی۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ نبوت انبیاء کرام میں محصور اور بارگاہ خداوندی سے جانب بندی سے ان کے ساتھ مختص ہے۔ نبوت علم و عقل اور آسمانی کوشش سے حاصل نہیں ہو سکتی، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انبیاء کرام پر نازل ہوتی ہے، اور یہ نعمت انہیں ہی حاصل ہوتی ہے، دوسروں کو نہیں اور یہی حضرات مخلوق کی طرف مبعوث ہوتے ہیں، ان کے علاوہ کوئی مبعوث نہیں ہوتا۔ اگر نبوت ان حضرات کے ساتھ مخصوص نہ ہو، بلکہ ہر شخص کو شش اور محنت سے حاصل کر سکے، تو نبوت و رسالت باطل ہو جائے گی اور وہ دین باقی نہیں رہے گا جس کے ساتھ نبی اور رسول بھیجے جاتے ہیں۔

مرنیوت ہمارے نبی ﷺ کی پشت مبارک کے ساتھ مختص ہے، اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہونے والی وحی کا مقام نزول پشت ہے، اس مقام کے ساتھ نزول وحی کا براہ راست تعلق ہے، وحی اور اس ہستی کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے، جن پر وحی نازل کی گئی ہے، آپ رسول اور نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نبی اور رسول بنانے والا ہے۔ مرنیوتی جگہ لگائی گئی ہے، جہاں تک امرتہ کے لحاظ سے کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اگر وہاں تک کسی کی رسائی ہو تو وہ شخص اس کے حامل سے اوپر ہو گا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس سر کے نیچے ہیں، وہاں تک کسی کی پہنچ نہیں ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ

سب سے اوپر ہیں۔ سب آپ کے ذریعہ سایہ ہیں، اس مراد نزول کی۔۔۔ سے کسب ضیاء کرتے ہیں گویا آپ۔۔۔ کے والد گرامی، سب کے جامع اور سب کے کارساز ہیں۔

ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ جب قیامت میں یا اس کے علاوہ انبیاء کرام چل رہے ہوں گے اور مرآء کی پشت الطمر میں ہو گی تو تمام انبیاء اس کی اقتدا کریں گے اور اس کے پیچھے چلیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مرکو ہر وقت میں ایسا کمال اور ایسی برکت عطا فرمائی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے نہیں سنی اور اس کا تصور کسی انسان کے دل پر نہیں گزرا۔ (شیخ کا کلام ختم ہوا)۔

مر نبوت کی کیفیت

مر نبوت کی صفت کے متعلق متعدد حدیثیں ہیں جن کا مآل یہ ہے کہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جو آپ کے بائیں کندھے کے پاس ابھرا ہوا ہے، اس کی مقدار کیہ تری کے انڈے اور سنگیوں لگانے کے نشان کے برابر ہے، اس کے گرد بال آگے ہوئے ہیں جو اس پر مجتمع ہیں اور پستان کے سیاہ سرے ایسے قش ہیں۔ (صحیح یہ ہے کہ جب حضرت علیہ کے ہاں پہلی مرتبہ آپ کا سینہ مبارک شق کیا گیا اس وقت یہ مر لگائی گئی، ہو سکتا ہے کہ اس نام پاک "صاحب البعائم" سے مراد وہ انگوٹھی ہو جسے آپ دست مبارک میں پہنتے تھے۔

۱۱ "صاحب الغلاظۃ علیہ" علامت سے مراد علامت نبوت اور مر نبوت ہے، قدیم کتابوں میں آپ کی یہ صفت واقع ہوئی ہے، یہ آپ کی نبوت کے شواہد سے ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء کرام کو مر نبوت عطا کی گئی تھی، جیسے کہ بعض روایات میں وارد ہے۔

اس سے مطلق علامات بھی مراد ہو سکتی ہیں جن سے اہل کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے تھے۔ خواہ ان کا تعلق آپ کی ذات القدس سے ہو یا صفات سے، یا آپ کے اسم شریف، نسب، شریعت، زمانہ، مکان، لباس، سواری یا آپ کے دیگر تعلقات سے ہو۔ تمام اربابصا (اطلان نبوت سے پہلے ظاہر ہونے والے خوارق) اور معجزات وغیرہ بھی ان میں داخل ہوں گے جن سے آپ کی نبوت کا علم حاصل ہوتا ہے، کیونکہ یہ امور آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں، اور حد شمار سے باہر ہیں۔ اس صورت میں لفظ علامت مفرد اس لئے لایا گیا ہے کہ اس سے مراد جنس علامت ہے۔

۱۲ "صاحب البیڑخان علیہ" برہان کا معنی جھٹ اور دلیل ہے۔ مناقضہ کے نزدیک اس دلیل کو کہتے ہیں جو مقدمات لقیہ پر مشتمل ہو، لیکن اس کا استعمال عام معنی میں بھی ہوتا ہے۔ (یعنی دلیل خواہ مقدمات لقیہ پر مشتمل ہو یا خفیات پر) اسے برہان کہہ دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فَإِذَا جَاءَ ثَمَمٌ يُؤْخَذُ مِنْ ثَوْبِهِمْ" تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آیا، بعض نے کہا کہ اس سے مراد قرآن پاک ہے اور وہی نور مبین بھی ہے، ممکن ہے کہ اس جگہ وہی مراد ہو، بعض نے کہا آیت مبارکہ میں برہان سے مراد وہ دلائل تقوید ہیں جن سے منکرین کے مظاہر میں غاکدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ قرآن پاک سے عام ہیں، جو

ملتا ہے اس جگہ بھی مراد ہوں یہ معنی قطعی دلیلوں اور واضح براہین کو شامل ہے جو کہ آپ کی صداقت، نبوت و رسالت سے صحیح ہونے اور ان مختلف انواع کلمات پر واضح طور پر دلالت کرتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مختلف فرمایا۔ آیات بیانات اور ظاہر و باہر معجزات چاند کا شق ہونا، سنگ و شجر کی سلامی، ستون کا فراق میں رونا، مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، کنکریوں کا آپ کی پتلی میں تسبیح پڑھنا، آپ کے ہاتھ پر درخت کا حاضر ہونا، اسی طرح کتب منزلہ اور کتاب کا علم رکھنے والوں کا شہادت دینا اور آپ کی صفات جمیلہ، انکر آپ میں دوسری آیات بیانات نہ بھی دوں تو آپ کی زیارت ہی، حضور و خبر سے بے نیاز کر دیتی، کتاب سنت میں وارد دلائل کو آپ کا بیان کرنا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے، "تِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ" یہ ہماری حجت ہے جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم پر دی ہے۔ ان کے استدلال کی طرف اشارہ ہے، نبی اکرم ﷺ کا اسم شریف ضاِحِبُ الضُّحَىٰ اور ضاِحِبُ الْبُحْرِ هَانِ ان تمام دلائل کو شامل ہے۔

۱۰۔ "ضاِحِبُ الْبُحْرِ" عالم انسانیت کی طرف جو کچھ نازل کیا گیا آپ اسے بیان فرمانے والے ہیں، یعنی قرآن پاک، شریعت مطہرہ، دنیا و آخرت کی ہدایت کے طریقے، حق کا باطل سے، ہدایت کا گمراہی سے، ایمان کا کفر سے، طاعت کا معصیت سے، حلال کا حرام سے، مودب ثواب اقوال و افعال کا مودب عقاب سے، نجات کے راستوں کا ہلاکت کے راستوں سے امتیاز آپ ہی نے بیان فرمایا، آپ ہی کی بدولت نور سے تاریکیاں چھٹ گئیں اور لوگوں پر ظاہر ہوا کہ وہ کس راہ پر جا رہے ہیں اور انہیں کس راہ پر چلنا چاہئے، آپ کی بعثت سے پہلے لوگ وادی ضلالت میں بھٹک رہے تھے، غلط کاریوں میں مصروف اور بھٹکے کے لئے جہنم کی آگ میں گر رہے تھے، وہ جہنم کے گڑھے کے کنارے کھڑے کھڑے تھے کہ آپ نے اپنے بیان ہدایت اور اہتمام توجہ سے انہیں نجات دلائی۔

نیز آپ صاحب بیان ہیں، کیونکہ آپ کو قوی فصاحت، انتہائی بلاغت، حکیمانہ گفتگو، پر نور نظر، سچی قراست، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق اور اس کی وحی پر مبنی گفتگو عطا کی گئی تھی، لہذا آپ ہر شخص کو ایسی تبلیغ فرماتے کہ اس پر حجت قائم ہو جاتی اور دلیل واضح ہو جاتی، اور ہر شخص سے اس کی عقل و قابلیت دائرہ علم اور اس کی طاقت کے مطابق گفتگو فرماتے۔

۱۱۔ "فَصْبِغُ الْبَقَسَانِ" نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، میں قوم عرب سے زیادہ فصیح ہوں اور جنت والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان میں گفتگو کریں گے، نیز فرمایا، میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں اور قوم عرب سے زیادہ گفتگو پر قادر ہوں، مجھے قریش نے بنا اور میں نے بنو سعد بن بکر میں نشو و نما پائی، تو میری گفتگو میں خطا کیسے آسکتی ہے؟ امام طبرانی نے یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، نیز فرمایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت سن بچی تھی، جبریل امین علیہ السلام میرے پاس وہ لغت لائے اور مجھے یاد کرائی، اس کے علاوہ اس معنی کی متعدد حدیثیں ہیں۔

۱۲۔ "مُطَهِّرُ الْجَنَانِ" بلاء مشدودہ اور نیم مفتوح ہے۔ جنّان کا معنی دل ہے۔ گویا یہ آپ کے دل انور کے صاف کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ جب فرشتوں نے اسے چیرا اور خون کا سیاہ لوتھڑا اس سے نکال دیا اور کہا یہ آپ سے شیطان کا حصہ ہے،

پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا، اس پر نور کی مہر لگائی اور دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

یہ شیعہ صدر سے قطع نظر آپ کے دل اطہر کی حالت کی طرف اشارہ ہے، نبی اکرم ﷺ کا دل اللہ س تمام انسانی نقائص، مذموم اخلاق اور عیوبیت کے مٹائی اوصاف سے پاک تھا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل انور کو پسند فرمایا، اسے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔ ۵ "ان رُفَّ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بِالْمُحِبِّينَ رُفَّ رُحْمًا"۔ ایمانداروں پر شفقت اور رحمت ہی مہربان ہیں، کہتے ہیں کہ آیت مبارکہ میں مذکور دونوں اسموں (ارؤف و رحیم) کا معنی قریب قریب ہے۔ کیونکہ رافت، رحمت کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا یہ نام رکھا، کیونکہ آپ کو انسانوں پر اچھائی، شفقت، مہربانی، نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، ہر نبی کے لئے ایک دعا ہے جو یقینی طور پر مقبول ہے، اور میں نے قیامت کے دن اپنی امت کے لئے مانگنے کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے، نیز دعا کی کہ اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کہ وہ جانتے نہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ رافت، رحمت سے بڑھ کر ہے اور اس میں امت مرحومہ کی نسبت شفقت اور مہربانی زیادہ ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ آپ فرمانبرداروں کے لئے رؤف اور گناہگاروں کے لئے رحیم ہیں، فرمائی نے کہا، رافت، محبت کی بنا پر پیدا ہونے والی لطیف ترین رحمت باطنی ہے۔

۶ "رُحْمًا" رحمت، شفقت، میلان اور دلی لگاؤ کو کہتے ہیں۔ اس قسم کے نام پر متعلقو اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ ۷ "اَلَّذِي خَتَرَ" اس کا معنی ہے خیر اور بھلائی کو سننے والے نہ کہ شر اور فساد کو، آپ کے وصف میں آیا ہے کہ آپ (بغیر ثبوت کے) گالی دینے پر مواخذہ نہیں فرماتے تھے اور کسی کے خلاف کسی کی بات قبول نہیں فرماتے تھے۔ یہ رحمت اور وصف کمال ہے، اس کی ضد جبر و انقام ہے، حاصل یہ کہ یہ آپ کے کرم اور حسن اخلاق کا بیان ہے۔

۸ "تَضَیُّعُ الْاِسْلَامِ" اس سے مراد اگر نبی اکرم ﷺ کا ایمان و اسلام ہے تو اس میں شک نہیں کہ آپ ایمان و اسلام میں تمام مخلوق سے اعلیٰ و اکمل ہیں اور اپنے رب کی عبادت اور فرمانبرداری میں سب سے بڑھ کر ہیں، اور اگر آپ کی ملت اور شریعت مراد ہو تو آپ شریعت کے لحاظ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے اکمل اور ملت و طریق کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں، اور اگر آپ کے دین کی تغیر و تبدل سے حفاظت اور قرنا قرن گزرنے کے باوجود دائم و باقی رہنا مراد ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا، لہذا اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے قیامت تک محفوظ ہے۔

۹ "سَيِّدُ الْاَلْوَانِیْنَ" سید کا معنی اس سے پہلے گزر چکا ہے، کونین سے مراد دنیا و آخرت ہے، بعض نے کہا زمین و آسمان ہے۔ ان میں سے ہر ایک کون صحنی تو پیدا ہے۔ کہا جاتا ہے "مَنْزِلُ اللّٰهِ الْاَعْلٰی ثُمَّ الْاَسْفَلُ" اللہ تعالیٰ نے جہان کو پیدا فرمایا تو وہ پیدا ہو گیا، سید الکوین کا معنی یہ ہے کہ آپ دنیا و آخرت والوں یا زمین و آسمان والوں کے سردار ہیں۔

۱۰ "صَلٰی النَّبِیِّ" صلی کا معنی ہے شے کی ذات اور تعلیم کا معنی ہے راحت اور سہولت، تمام نعمتیں نبی اکرم ﷺ سے متعلق اور آپ کی ذات گرامی میں جمع کر دی گئی ہیں، ہر نعمت آپ پر ایمان لانے، آپ کی حفاظت اور آپ کی ملت کی پناہ میں داخل ہونے میں ہے۔

۱۷ "عَيْنُ الْغُزُو" نمط سلب اور دیگر اکثر نسخوں میں غُزُ ہے، نہیں مضموم اور اس کے بعد راء، بعض نسخوں میں عَزُ ہے، عین مکسورہ اور اس کے بعد ذاء، غُزُ اغْزُ کی جمع اور غُزُو سے مانوڑ ہے۔ ہر شے کی ابتدا اور بہترین جسے کو غُزُو کہتے ہیں۔ عَيْنُ کا معنی آنکھ، بہترین اور قوم کا سردار ہے۔ نبی اکرم ﷺ عہد ترین لوگوں کی ذیب و زینت، سب سے بہتر اور سب کے رئیس اور سردار ہیں۔ غُزُ سے مراد یہ امت شریف بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ امت تمام امتوں سے افضل و اعلیٰ اور سب سے سبقت لے جانے والی ہے، یا اس لئے کہ مسلمان قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ ان کے چہرے اور وضو کے اعضاء چمک رہے ہوں گے۔ غُزُ سے مراد تمام مخلوق سے بہترین اور بلند ترین افراد یعنی انبیاء و مرسلین، ملائکہ مقررین اور اللہ تعالیٰ کے تمام صالحین بندے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ صلوات اللہ تعالیٰ ر سلامہ علی نبینا وعلہم اجمعین۔

مگر عَيْنُ الْغُزُو جو بمعنی یہ ہو گا کہ تمام عزتیں نبی اکرم ﷺ سے متعلق اور آپ کی ذات اقدس میں جمع ہیں۔ ہر عزت آپ ہی کی عزت سے وابستہ ہے۔ جیسے عَيْنُ النَّبِیْم میں گزرا۔

۱۸ "سَعْدُ الْمَلِیْ وَ سَعْدُ الْخَلْقِ" نبی اکرم ﷺ مخلوق کی خیر و برکت اور سعادت ہیں اور آپ ہی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی برکت ہیں، دنیا میں جو بھی سعادت مند آیا خواہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے یا بعد اس نے آپ ہی کے واسطے سے آپ سے استمداد کے مطابق سعادت پائی، لہذا آپ ہی سعید برحق ہیں، آپ ہی سعادت کا سرچشمہ ہیں اور آپ ہی دائرہ سعادت کا مرکز ہیں۔

۱۹ "خَطِیْبُ الْاَنْبِیَاءِ" اللہ تعالیٰ اعلم ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد وہ خطبہ ہے جو آپ کے دل مبارک سے نکل کر آپ کی زبان پر جاری ہو گا، آپ تمام انبیاء و مرسلین سے ملے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی حمد و ثناء کریں گے جو اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق نے نہ سنی ہو گی، پھر آپ شفاعت کبریٰ فرمائیں گے کہ مخلوق کا حاسب شروع کیا جائے، اس وقت تمام انبیاء و مرسلین اپنے اوپر آپ کی فضیلت کا اعتراف کریں گے۔

۲۰ "عَلِمَ الْیَہْدِی" عظیم کا معنی علامت ہے، نبی اکرم ﷺ ہدایت کی دلیل اور علامت ہیں، آپ کی پیروی اور محبت کے نور اور آپ کی اقتداء ہی سے ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے، جسے آپ کی محبت اور پیروی حاصل ہے، وہ ہدایت یافتہ ہے اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اور آپ سے دور ہوا، وہ گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔

۲۱ "مُخَاطَبُ الْکُتُوْبِ" کُتُوْب کاف کے ضم اور راء کے فتح کے ساتھ کُتُوْب (تکلیف اور مصیبت) کی جمع ہے۔ مُخَاطَبُ الْکُتُوْب کا معنی ہے تکلیف کو دور اور ختم کرنے والے۔ اس میں دنیا و آخرت کی تمام مصیبتیں داخل ہیں، مصائب کی دوری آپ کی شفاعت، آپ کی پناہ لینے، آپ سے مدد طلب کرنے، آپ کا دامن تھامنے، آپ کے مرتبہ سے وسیلہ پکڑنے اور بکثرت درود شریف بھیجنے سے حاصل ہوتی ہے۔

سَيِّدُنَا رَافِعُ الرَّتَبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا و رتبوں کو بلند کرنے والے ﷺ

سَيِّدُنَا عِزُّ الْعَرَبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہمارے آقا و رتبے عرب کی قوم و سرزمین

سَيِّدُنَا كَرِيمُ الْمَخْرَجِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جس کی جائے ولادت بڑی معزز ہے

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ بِجَاهِ نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَىٰ وَرَسُولِكَ الْمُزْتَضَىٰ ۝ طَهِّرْ

اے اللہ! اے پائدار! اپنے برگزیدہ نبی اور پیغمبر و رسول کے فضل ہمارے دلوں

قُلُوبَنَا مِنْ كُلِّ وَصْفٍ يُبَاعِدُنَا عَنْ مُشَاهَدَتِكَ وَمَحَبَّتِكَ

کو ہر ایسے وصف سے پاک فرما جو ہمیں تیرے مشاہد و محبت سے دور کر دے

وَأَمِنَّا عَلَى السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَالشُّوْقِ إِلَىٰ لِقَائِكَ يَا ذَا الْجَلَالِ

اور ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت اور اپنی ملاقات کے شوق پر موت نصیب فرما اے بزرگی اور

وَالْإِكْرَامِ ۝ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ

بجھٹلنے والے! اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

آپ کی نقل اور اصحاب پر رحمت اور سلامتی نازل فرمائے۔ اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پائے والے کے لئے ہیں۔

رافع الرتب کا معنی

یہ ”رافع الرتب“ رافع معنومہ اور تاء مشدح کے ساتھ ”رافعہ“ کی جمع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے متبعین کے مراتب و درجات اور مرتبہ و مقام دنیوی و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند فرماتے والے ہیں۔ نیز عزم و عمل، اخلاق اور مقامات و احوال میں ترقی عطا فرماتے والے ہیں۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے پہلے ذکر کی گئی شفاعت کی قسموں کی طرف اشارہ ہو کہ نبی اکرم ﷺ کچھ جنتیوں کی ترقی کے لئے کچھ لوگوں کے اعمال کا وزن زیادہ کرنے کے لئے اور اعراف والوں کے جنت میں داخلے کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

ذو جلال اور اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء یعنی حضرت نبی اکرم ﷺ کے درجے بلند فرمائے۔ (اسی وقت کی کتاب) میں ہے: "إِلَافَانِ فَرْجَهُ زَيْفَعُو" ظلال کا مرتبہ بلند ہے۔

"مَنْ لَيْسَ الْمَخْرُجُ" میں مخرج کی نیم اور راء مخرج اور ان کے درمیان خاء ساکن ہے، اس کا معنی نکلنے کی جگہ ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کے اصل 'خاندان اور نسب کی شرافت کی طرف اشارہ ہو، یہ امر معلوم و مشہور ہے، اس پر کلام کسی اور جگہ آئے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ مکہ مکرمہ کی بزرگی کی طرف اشارہ ہو جہاں سے آپ نے ہجرت کی، اس میں شک نہیں کہ مکہ معظمہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے نزدیک معزز ترین شہر ہے، یہ بھی ظاہر اور معلوم ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: بے شک تو اللہ تعالیٰ کی زمین میں بہترین اور اس کی بارگاہ میں محبوب ترین شہر ہے، یہ حدیث تابعین کی ایک جماعت نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کی۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اسماء شریفہ کا بیان درود پاک "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ" پر ختم کیا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے ذکر کے وقت درود شریف بھیجا جائے۔ نسخہ سلفیہ اور اس کے علاوہ نسخوں میں یہی الفاظ ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں۔ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَشَرَفَ وَكَرَّمَ وَجَدَّ وَعَظَّمَ" اللہ تعالیٰ آپ پر صلوة و سلام نازل فرمائے اور آپ کو شرافت و کرامت بزرگی اور عظمت عطا فرمائے۔ بعض نسخوں میں یہ اضافہ ہے: "صَلَاةً خَالِدَةً إِلَى اَيَّدِ الْاَلْبَانِ" ہمیشہ ہمیش کے لئے دائمی رحمت۔ پھر دس نبی اکرم ﷺ کے اسماء شریفہ کا بیان ختم ہوا تو صاحب اسماء ﷺ کے تفضل دعا مانگتے ہیں اور اس کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ

اسم جلالت اللہ دعاؤں کا جامع ہے

اسم اللہم اصل یا اللہ تبارک و تعالیٰ کے بدلتے تعظیم و تحريم کے لئے میم لیا گیا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ اللہم دعاؤں کا جامع ہے، ابو رجا عطاردی فرماتے ہیں اللہم کے میم میں اللہ تعالیٰ کو تمام ناموں سے پکارا، حضرت اقبیسی فرماتے ہیں، میں نے امام ابو محمد غلیوسی ابن سید سے سنا کہ یہ میم کلام عرب میں جمع کی علامت ہے۔ واحد کے لئے غنیہ اور جمع کے لئے غنیہ استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ جمع پر ولایت کرانے کے لئے غنیو اور فاقو میں واحد استعمال کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے آخر میں میم زادہ کیا گیا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ اس اسم میں تمام اسماء جمع ہو گئے ہیں، جب دعا کرنے والا اللہم کہتا ہے تو گویا اس نے کہا، اے وہ ذات جس کے اسماء حسنی ہیں، چونکہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ اور صفات کو محیط ہے، اس لئے اسے موصوف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ تمام صفات اس میں جمع ہیں، یہ سیدہ کے قول کی دلیل ہے، ابن سید کا کلام ختم ہوا، سیدہ کے نزدیک اسے موصوف کرنا جائز نہیں ہے۔

چونکہ یہ اسم پاک ثناء عظیم پر مشتمل ہے، اس لئے دعا میں یہی اسم اختیار کیا جاتا ہے، بعض حضرات نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے، جب اس کے ذریعے دعا مانگی جائے تو مقبول ہوتی ہے اور سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔

مزارات مقدسہ

حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسماء طیبہ کے بعد حضور سید عالم ﷺ کے روضہ مبارکہ مقدسہ کی کیفیت بیان کی ہے۔ حضرت مصنف نے اس معاملے میں حضرت شیخ تاج الدین فاکہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ”المنیر“ میں مزارات مقدسہ کے بیان کے لئے ایک باب قائم کیا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ جو شخص روضہ مبارکہ کی زیارت نہ کر سکے وہ مثال (تصویر) کی زیارت کر لے اور شوق رکھنے والا اسے دیکھے اور چومتے اور نیکیاں اکرے ﷺ کی محبت اور شوق میں اضافہ کرے، اہل علم نے نعل مبارکہ کے نقشہ کو اس کے قائم مقام قرار دیا ہے اور اس کی وہی تعظیم و تحريم مقرر کی ہے جو اصل کی ہے، انہوں نے اس نقشہ کے خواص اور برکتیں بیان کی ہیں جو تجربے میں آچکی ہیں، نیز اس کی شان میں بہت سے شعر کہے ہیں، اس کی نسبت و صورت کے بیان کے لئے متعدد کتابیں لکھی ہیں اور سندوں کے ساتھ اسے بیان کیا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا مَا الشُّوقُ أَفْلَقَ رَأَيْتُنَا وَلَمْ أَظْهَرْ بِمَخْطُوبِ لَدُنُنَا
نَفْسُ بَدَلُنَا فِي الْكَلْبِ نَفْسًا وَكَلْتُ لَنَا هَوِي فَضَرَا غَلْبُنَا

جب مجھے شوق نے اس کے لئے بے چین کر دیا اور میرا مطلب اس سے حل نہیں ہوا

تو میں نے ہاتھ میں اس کی تصویر پائی اور اپنی نگاہیں اس پر جمادیں۔

اس کتاب میں تین چار جگہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارکہ کا ذکر ہے، آخر میں آپ ﷺ کے اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات کا ذکر ہے۔ نیز اس کتاب میں نبی اکرم ﷺ کے بعض ظاہریں اور باطنی اوصاف، سیرت و شمائل اور معجزات و احوال کا ذکر ہے، روضہ مبارکہ کی کیفیت کا ذکر بھی اس سلسلے کی ایک نئی ہے، (اس لئے اس کا بیان ہونا چاہئے) بعض سیرت نگاروں نے تو اسے اپنی سیرت کی کتابوں میں ذکر کیا ہے، اور اسے بھی سیرت سے منقطع قرار دیا ہے

اذکار اور ان کے ذریعے تربیت کی کیفیت بیان کرنے والے بعض علماء نے فرمایا کہ جب ذکر کرنے والا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کی تکبیل "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" سے کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے سامنے آپ کی سرایا نور، اہل بیت مقدسہ کا تصور صورت انسانہ اور نور کے لباس میں کرے۔ آپ کی بشریت کی حقیقت اور کمال معجزہ کی بنا پر لباس بفری کی جمعیت، ہر دو کا لحاظ کرے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی صورت مبارکہ اس کی روح میں نقش ہو جائے اور اس کے ساتھ ایسی اخلاص قائم ہو جائے جس کے سبب آپ کے اسماء سے استفادہ اور آپ کے انوار سے کسب فیض کر سکے۔ نیز فرمایا: اگر آپ کا تصور قائم نہ کر سکے تو یہ تصور کرے کہ میں آپ کے روضہ مبارکہ کے پاس بیٹھا ہوا ہوں اور سب بھی آپ کا ذکر کرے اس کی طرف اشارہ کرے، کیونکہ دل جب کسی چیز کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے تو اس وقت کسی دوسری چیز کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا (بعض علماء کا کلام ختم ہوا)

ایسی صورت میں روضہ مشرفہ اور مزارات مقدسہ کی تصویر کی ضرورت ہوگی، تاکہ ان کی صورت معلوم ہو اور اس کتاب

میں درود پاک پڑھنے والا اگر ان مزارات کی زیارت نہیں کر سکا تو اپنے سامنے ان کا تصور قائم کر لے۔ چاند الناس کی اکثریت میں یہی حال ہوتا ہے میں نے مشرق کے بعض علماء کی ایک حلیف میں دیکھا کہ جو مرید اسم الہی کا ذکر کرنا چاہے اسے چاہئے کہ اسم مبارک کو کسی کھنڈ پر مشرقی حروف میں لکھ لے اور اسے اپنے سامنے رکھ لے۔ اس کتاب (دلائل الخیرات) کا پڑھنے والا جب روضہ مبارکہ کی حسین تصویر منوش شمار گلوں میں خصوصاً مشرقی رنگ میں بنائے گا تو اسے مزید فائدہ حاصل ہو گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا۔

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا

وَسَلَّمَ وَهَذِهِ رُوضَةُ الْمُبَارَكَةِ

میں رحمتیں نازل فرمائے یہ اس روضہ مبارک کی کیفیت ہے

الَّتِي دُفِنَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاهُ

جس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو صحابی حضرت ابو بکر

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَكَذَا ذِكْرُهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دفن کئے گئے اسی طرح حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ دُفِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے بیان کیا انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ

فِي السَّهْوَةِ وَدُفِنَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ

چھوٹے میں دفن کئے گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کے پیچھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

عِنْدَ رَجُلَيْنِ أَبِي بَكْرٍ وَبَقِيَّتِ السَّهْوَةُ الشَّرْقِيَّةُ فَارِغَةٌ فِيهَا

کے پاس کے دفن کئے گئے۔ چھوٹے کا مشرقی حصہ خالی رہا۔ اس میں ایک

مَوْضِعٌ قَبْرِ يُقَالُ لَهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قبر کی جگہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے) کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

يُذْفَنُ فِيهِ وَكَذَلِكَ جَاءَ فِي الْخَبَرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وہاں دفن کئے جائیں گے۔ اسی طرح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے دارو ہے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقُوطًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے (خواب میں) اپنے گھر میں تین چاند

فِي حُجُورَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ

اترتے ہوئے دیکھے میں نے یہ خواب حضرت ابو بکر سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: عائشہ!

لَيْدُ فَنَنْ فِي بَيْتِكَ ثَلَاثَةُ هُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ فَلَمَّا

میرے گھر میں تمام زمین والوں سے افضل تین شخصیتیں دفن کی جائیں گی۔ جب رسول اللہ

تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذْفَنَ فِي بَيْتِي

ﷺ کا وصال ہوا اور آپ میرے گھر میں دفن کئے گئے تو مجھے

قَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ هَذَا وَاحِدٌ مِنْ أَقْمَارِكَ وَهُوَ خَيْرُهُمْ

حضرت ابو بکر نے فرمایا: یہ میرے تین چاندوں میں سے ایک ہیں اور سب سے افضل ہیں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا ۝

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر رحمت اور بکثرت سلامتی نازل فرمائے۔

یہ نسخہ سہلیہ کی ابتدا اسی طرح ہے۔ بسم اللہ شریف اور درود شریف کے درمیان واؤ نہیں ہے۔ اس میں نحووں کے اس مذہب کی رعایت ہے کہ خبر اور انشاء کا ایک دوسرے پر عطف جائز نہیں ہے، بسم اللہ شریف معنی کے اعتبار سے جملہ خبریہ ہے (اور درود شریف انشائیہ) "وَعَلَى آلِهِ" صحابہ کرام کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ لفظ آل انہیں شامل ہے۔ یا حدیث شریف "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ" کی موافقت کی بنا پر آل کے ذکر پر اکتفا کیا ہے۔ "وَسَلِّمْ" چونکہ یہ عنوان اپنی جگہ مستقل ہے اس لئے برکت کے لئے اس کی ابتدا بسم اللہ اور درود شریف سے کی ہے۔ اس سے پہلے حدیث شریف کی یہ تصریح گزر چکی ہے کہ ہر اہم کام کی ابتدا بسم اللہ شریف اور درود شریف سے ہونی چاہئے۔

"وَعَلَيْهِمُ" یہ روضہ مبارکہ اور آئندہ قبور شریف کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ مصنف کے ذہن میں مستغفر ہیں جس امر

نی توقع ہے اسے بہتر نہ واقع قرار دیا گیا ہے اور اسم اشارہ کے بعد متصل طور پر جس شے کے ذکر کا ارادہ ہے اسے بہتر نہ ذکر رکھا گیا ہے 'ہذا وغیرہ اسم اشارہ سے ہر حاضر کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے 'خواہ وہ ذات ہو یا معنی 'صِفَةُ الرَّؤُفَةِ' روضہ مبارکہ کی تصویر ہے۔ روضہ لغت میں اس اطمینان بخش زمین کو کہتے ہیں جہاں درخت۔ پھول اور نہریں ہوں۔ مجازاً پر انوار رحمت برکت اور خیر و فضیلت والے مزار کو روضہ کہتے ہیں 'کیونکہ دونوں میں حسن و جمال اور فرحت مشترک ہے' روضہ مبارکہ کی شکل سے مراد اس کی عمارت کی ہیئت بھی ہو سکتی ہے اور روضہ شریفہ میں قبور کی ترتیب اور ان کی باہمی نسبت بھی ہو سکتی ہے 'قدیم اور معتد شعروں میں جو تحفہ دیا گیا ہے اس سے یہی دوسرا مطلب ظاہر ہے۔

روضہ مبارکہ کی نئی تعمیر ۱۸۸۶ء میں

۱۸۸۶ء میں روضہ مبارکہ کی نئی تعمیر کی گئی۔ بعض متاخرین نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن برکت خطاب سے روایت کیا 'انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا 'وہ تعمیر جدید کے وقت حاضر تھے' انہوں نے بتایا کہ قبور شریفہ پر زمین کی بلندی کے علاوہ کوئی علامت نہیں ہے 'پھر ان پر چھوٹا سا گنبد تعمیر کیا گیا جسے ہمارے زمانے میں اولیاء کرام کے مزارات پر بنایا جاتا ہے 'یہ گنبد مثلث 'مربع یا مخمس نہ تھا' نیچے اور اوپر سے پوری طرح بند کر دیا گیا' صرف اوپر ایک درپچہ رہنے دیا گیا جس میں سے نور نکلتا تھا' صورت یہ تھی۔



پھر اس گنبد پر اس سے بڑا ایک اور گنبد ہے جو قریباً محسوس ہے۔ اس کے تین طبقے ہیں۔
(۱) بنیاد کے ساتھ متصل ہے۔ بنیاد سیاہ پتھروں سے بنائی گئی ہے، چٹائی سفید پتھروں سے کی گئی ہے، یہ ان پتھروں کے علاوہ ہیں جن میں چاندی کی میخیں لگائی گئی ہیں، وہ بہت ہی سرخ پتھریں۔

(۲) انٹوں سے بنا ہوا ہے۔

(۳) لکڑی کا ہے اس پر غلاف لٹکایا جاتا ہے، یہ پہلے گنبد کی طرح بند نہیں ہے۔

پھر ان دونوں قیوں پر ایک بلند گنبد ہے جو گرہ سے بلند یا اس کے قریب ہے، یہ مریخ ہے، اس کے چار گوشے اور چھوٹے گنبد کے علاوہ دس ستون ہیں۔ اس کی زمین پر پتھر بچھایا گیا ہے، چبوترے میں صرف وہ جگہ خالی ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کئے جائیں گے۔ یہ جگہ خدام اور مشاہدہ کرنے والوں کے نزدیک معروف ہے۔ اس گنبد کے چار دروازے ہیں۔

(۱) باب توبہ یہ مسجد کے قبلہ کی جانب، تانبے کی کھڑکی میں ہے۔ صرف مصائب کے نزول کے وقت کھولا جاتا ہے۔

(۲) باب الوقوف ہر رات چراغوں کے روشن کرنے کے وقت کھولا جاتا ہے۔

(۳) باب فاطمہ ہر رات جمعہ کی روشنی کرنے اور خوشبوئیں سلگانے کے لئے کھولا جاتا ہے، جمعہ کی رات کو حضور ﷺ کے سر اقدس کے مقابل صندوق کھولنے کے لئے کھولا جاتا ہے، وہاں عرق گلاب وغیرہ خوشبوؤں کا پھڑکاؤ کیا جاتا ہے، جمعہ کی صبح کو صفائی کے لئے کھولا جاتا ہے۔

(۴) باب تہجد جمعہ کے دن اور اس کے علاوہ گاہے گاہے کھولا جاتا ہے، تمام دروازوں پر روشنی پر دے آویزاں ہیں۔

"الْمَبْنِيَّةُ" یہ لفظ بعض نسخوں میں نہیں ہے، باقی نسخوں میں موجود ہے۔ برکت کا معنی اضافہ، خداوندی بھلائی، منفعت، بھری کی زیادتی ہے۔ امام راغب نے فرمایا: برکت کا معنی، کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی کا ثابت ہونا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا روضہ مبارکہ، برکات و خیرات کا مرکز، رحمتوں کے نازل ہونے کی جگہ، کرامتوں کا سرچشمہ اور مسرتوں کے طلوع ہونے کی جگہ ہے۔

حضور ﷺ کے قبر کے ساتھی

۱. "اَلْاَئِمَّةُ ذِيْنَ فَيِّدُنَا سَلٰوَاتُ اللّٰهِ صَلٰوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْہِمْ وَسَلٰمٌ وَ صَاحِبَاتُہُمْ" حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روضہ مبارکہ میں وصال کے بعد نبی اکرم ﷺ کے ساتھی ہیں اور آپ کی ظاہری حیات میں بھی آپ کے مصاحب تھے۔ انہیں صحبت عامہ بھی حاصل تھی جس میں دیگر صحابہ کرام شریک تھے اور خصوصی صحبت بھی حاصل تھی جس کا تمام صحابہ کو اعتراف تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے دن فرمایا:

مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دو ساتھیوں کی معیت عطا فرمائے گا، کیونکہ میں نے بہت دفعہ نبی اکرم ﷺ کو

قرابت ہوئے سنا میں اور ابو بکر و عمر داخل ہوئے میں اور ابو بکر و عمر نکلتے میں اور ابو بکر و عمر نے فلاں کام کیا۔
ابن عساکر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ہر نبی کے دو وزیر ہیں میرے وزیر میرے دو ساتھی ہیں۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قیامت کے دن حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور علیہ السلام کے ساتھ اٹھیں گے

وہ دونوں قیامت کے دن اٹھائے جانے میں آپ کے ساتھی ہوں گے۔ ابو بکر ابن ابی عاصم "السنن" میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد میں تشریف لائے حضرت ابو بکر آپ کی دائیں جانب تھے انہوں نے آپ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا دوسری جانب حضرت عمرؓ تھے انہوں نے دوسرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا آپ نے ان دونوں کی ٹیگ لگائی ہوئی تھی فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔

حضرت حارث اپنی سند میں ابو اسامہ کے واسطے سے حضرت سالم بن عبد اللہ ابن عمر سے مرسل (وہ حدیث جسے تابعی صحابی کے زکر کے بغیر روایت کرے) ابو نعیم دلائل النبوة میں حضرت سالم سے اور وہ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے بسند متصل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن میں ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔

حضرت ابو بکر کا نسب شریف

اس "ابو بکر" آپ کا نام و نسب یہ ہے: عبد اللہ ابن ابی قحطہ عثمان ابن عمرو ابن کعب بن سعد بن تميم بن مرہ ابن کعب بن لوی بن غالب بن فہرؓ آپ کا سلسلہ نسب مرہ پر جا کر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کا نسب حقیقی ہے یا تو آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے (حقیق کا معنی خوبصورت) یا اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جیسے پسند ہو کہ آگ سے آزاد کی طرف دیکھو وہ انہیں دیکھ لے (حقیق کا معنی آزاد ہے) آپ کا نام صدیق رکھا گیا کیونکہ آپ نے بغیر کسی تردد کے نبی اکرم ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ (مردوں میں) سب سے پہلے ایمان لائے۔ غار میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے اور دنیا و آخرت میں آپ کے رفیق ہیں تمام صحابہ سے آپ کے افضل ہونے پر اجماع ہے، مردافض اور ان کے ہم نواؤں کا کوئی اعتبار نہیں ہے، یہی اکابر اہل اسلام کا مذہب ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا آپ کو تمام انسانوں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عاقل۔ عرض کیا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے والد۔ اس حدیث کو امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا۔ نیز فرمایا: کیا تم میرے لئے میرے صاحب سے تعرض ترک کر

حضور علیہ السلام کے وصال کے بارے میں مختلف اقوال

آپ کے وصال کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) بعد کے دن (۲) پیر کی رات عشا کے وقت (۳) منگل کی رات (۴) بدھ کی رات، ستائیس (۵) یا تینیس (۶۳) یا بائیس (۶۴) جملہ الاخریٰ ۱۳ھ اس وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ کو غسل دیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز جنازہ پڑھائی اور رات کے وقت دفن کئے گئے۔ بعض نے کہا: آپ کو زہر دیا گیا تھا جس کے سبب آپ کا وصال ہوا۔ بعض نے کہا: آپ کو سہل کا مرض تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا تو آپ علیل ہو گئے اور اسی علالت میں رحلت فرما گئے۔

حضرت عمر کا نسب شریف

یہ "عَنْهُ" آپ کا نام و نسب یہ ہے ابو حفص عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قریظ بن وذلح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر آپ کا سلسلہ نسب کعب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کے ایمان لانے سے صحابہ کرام کی تعداد چالیس ہو گئی۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ چالیس سے کچھ زائد مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے۔ سب سے پہلے آپ کا لقب امیر المؤمنین رکھا گیا۔ آپ پہلے وہ صحابی ہیں جنہوں نے مشرکوں کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد کے ذریعے دین کا ستون قائم کر دیا۔ موافق و مخالف کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد ہے۔

"المدونہ" میں ہے "امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں (انسانیوں) میں کون افضل ہے؟ فرمایا:

ابوبکر پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پھر فرمایا: کیا اس میں شک ہے؟

۲۳ھ ماؤذی الحج کے آخر میں آپ شہید کئے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر شریف تریسٹھ سال تھی۔ بعض کا اس میں اختلاف ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غیر مسلم نظام (ابو لواء مجوسی) نے آپ کو شہید کیا رضی اللہ عنہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں مشہور حدیثیں بکثرت ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ "وَجِئِیْنَا اللّٰهَ تَعَالٰی غَنَیْمًا" اللہ تعالیٰ انہیں انعام عطا فرمائے۔ یا انہیں انعام عطا فرمانے کا ارادہ فرمائے۔ یہ جملہ لفظاً خبر ہے اور اس کا معنی دعا ہے۔

روضہ مبارکہ میں قبور شریفہ کی ترتیب

پھر حضرت مصطفیٰ نے روضہ مبارکہ کی کیفیت اس طرح بیان کی۔

قبر انبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قبر ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قبر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کیفیت فضلہ سلیلہ کے مطابق ہے۔ حضرت ابو بکر اگرچہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے ہیں تاہم کچھ نیچے ہیں اور حضرت حضرت ابو بکر کے پاؤں کے پیچھے ہیں۔ بعض صحیح نسخوں میں پہلی قبر پر لکھا ہوا ہے۔ "قَبْرِ نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" بعض نسخوں میں "قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" اور بعض میں "قَبْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" ہے یہ سب لفظی اختلاف ہے) دوسری قبر پر تمام نسخوں میں یہ الفاظ ہیں۔ "قَبْرِ اَبِی بَکْرٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ" اور تیسری قبر پر یہ الفاظ ہیں "قَبْرِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ"

علماء سیرت وغیرہم سے قبور مقدسہ کے بارے میں سات مختلف روایات ہیں۔ ان میں صحیح ترین روایات دو یا تین ہیں (ایک روایت اس سے پہلے گزر چکی ہے) جو اکثر کے نزدیک مختار ہے۔ حضرت زہدین اور یحییٰ عیسیٰ نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر شریف آگے ہے اور قبلہ کی جانب دیوار کے قریب ہے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر نبی اکرم ﷺ کے کندھوں کے مقابل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے مقابل ہے۔

روضہ اقدس کے سامنے سلام عرض کرنے کا طریقہ

امام قرطبی نے احیاء العلوم میں امام نووی نے کتاب الاذکار میں اسی روایت پر اکتفا کیا ہے۔ امام فاہلانی نے المغیر المیر میں شیخ خلیل نے اپنی مناسک میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ (بارگاہ رسالت میں سلام عرض کرنے کے بعد) تو اپنی دائیں جانب ایک ہاتھ کی مقدار ہٹ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کر پھر ایک ہاتھ دائیں جانب ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کر اسی طرح امام قرطبی نے فرمایا: انہوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ حضرت ابو بکر صدیق کا سر اقدس رسول اللہ ﷺ کے کندھے کے پاس اور حضرت عمر کا سر مبارک حضرت ابو بکر صدیق کے کندھے کے پاس ہے ﷺ اور ان مزارات کی ترتیب یہ ہے۔

انہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سید محمودی نے فرمایا: یہ کیفیت مشہور ترین روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت یحییٰ علوی نے اپنی کتاب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت بلخ سے نقل کیا۔ انہوں نے ابو نعیم وغیرہ عمر رسیدہ اور معتبر مشائخ سے یہی کیفیت نقل کی۔ علامہ محمودی فرماتے ہیں: اسی طرح علماء حدیث نے حضرت عروہ سے انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ (۳) امام ابو داؤد نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ آگے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سر مبارک آپ کے کندھوں کے درمیان ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قدموں کے پاس ہیں۔ علامہ محمودی نے فرمایا کہ یہ حضرت قاسم بن محمد کے صاحبزادے سے راجح ترین روایت ہے۔ پھر ابن عساکر کے حوالے سے یہ نقشہ نقل کیا۔

قبر انہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قبر ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قبر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عزنی نے یہ کیفیت حضرت محمد بن مسکد سے نقل کی، فرمایا کہ حضرت محمد بن مسکد سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر کی قبر نبی اکرم ﷺ کی قبر شریف کے پیچھے اور حضرت عمر کی قبر نبی اکرم ﷺ کے قدموں کے پاس ہے۔ علامہ محمودی نے فرمایا: یہ دو راجح ترین روایتیں ہیں۔ علامہ ابن جوزی نے یہی آخری طریقہ بیان کیا۔ علامہ ابن حجر نے اسی کو اکثر کا قول قرار دیا۔ ان تین روایتوں کے علاوہ دوسری روایتیں ضعیف ہیں۔

”هكذا“ کا حرف تنبیہ کاف حرف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ ہے۔ اس کا اشارہ روضہ مقدسہ کی تصویر کی طرف ہے۔ ذکرۃ متن میں ضمیر مذکر ہے یہ تصویر کی طرف راجع ہے۔ ایک نسخہ میں ضمیر مؤنث (ذکرۃ) ہے اس وقت یہ ضمیر روضہ مبارکہ کی طرف راجع ہے۔

حضرت عروہ سات فقماء مدینہ میں سے ہیں

”خبرۃ“ آپ مدینہ طیبہ کے سات مقتدر فقماء میں سے ایک ہیں مدینہ طیبہ سے چار مرحلے کے فاصلہ پر بمقام فرع آپ کا وصال ہوا اور وہیں دفن کئے گئے۔ من وصال میں مختلف اقوال ہیں ۶۲ھ، ۶۳ھ، ۶۴ھ تقریباً خلافت فاروقی کے آخر ۲۲ھ یا ۲۳ھ جری میں آپ کی ولادت ہوئی، کیونکہ جنگ جمل کے موقع پر آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ یہ جنگ ۳۶ھ میں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

حضرت عروہ ابن الزبیر کا نسب شریف

"ابن الزبیر" حضرت زبیر کا نسب یہ ہے ' زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قیس ' حضرت زبیر نبی اکرم ﷺ کے حواری (صحابہ خاص) اور آپ کی پھوپھی حضرت حبیبہ بنت عبد المطلب کے صاحبزادے اور حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد کے بھتیجے ہیں۔ جنگ جمل کے موقع پر جر سوزنے آپ کو شہید کیا۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے آگ کی بھارت دی تھی ' کیونکہ اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ ﷺ یہ جملہ استینافہ ہے ' اس کا کوئی نکل اعراب نہیں ہے۔

"فان" یہ بیان کے لئے تیار جملہ ہے ' کوئی پوچھ سکتا ہے کہ اسوں نے کیا فرمایا؟ اس لئے حضرت مصطفیٰ قدس سرہ کہتے ہیں کہ حضرت عروہ نے فرمایا: ذُفِرَ زَنْبُولُ اللَّهِ ﷺ فِي السَّهْوَةِ سَمِينٍ مَفْتُوحٍ أَوْ بِلَا سَاكِنٍ ' اس جہرے (برآمدے) کو کہتے ہیں ' وہ گھروں کے آگے بنایا جاتا ہے۔ بعض نے کہا تہہ خانے کو کہتے ہیں جس کی چھت زمین سے اونچی ہو "ضَفْهٌ" صاف مضوم اور قاف مشدود کے ساتھ ' وہ پچھیر ہے جو گھروں کے آگے ہوتا ہے۔

حضرت ابو بکر رسول اللہ ﷺ کے کندھوں کے برابر دفن ہیں

"وَذُفِرَ الْيَتِيمُ ﷺ خَلْفَ زَنْبُولِ اللَّهِ ﷺ" اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر ﷺ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے اور برابر ہوں اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ برابر نہ ہوں۔ نسخہ سلید میں ہے کہ حضرت ابو بکر کچھ پیچھے ہیں ' گو آپ کے کندھوں کے پاس ہیں۔ جیسے کہ گزر چکا۔

حضرت عمر حضرت ابو بکر کے قدموں کے برابر دفن ہیں

"وَذُفِرَ عُثْمَانُ ﷺ خَلْفَ زَنْبُولِ اللَّهِ ﷺ" اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) حضرت عمر کا سر مبارک حضرت ابو بکر کے قدموں کے پیچھے ہو۔ (۲) ان کا سر مبارک حضرت ابو بکر کے قدموں کے نیچے ہو۔ پہلی صورت 'رجل' سے مراد صرف قدم ہو گا۔ اس صورت میں حضرت عمر کا سر حضرت ابو بکر کے قدموں کے محاذی ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ کے قدموں کے محاذی نہ ہو گا ' کیونکہ آپ کے قدم حضرت ابو بکر کے قدموں سے کسی قدر اونچے ہیں (یہی ظاہر ہے اور نسخہ سلید میں اسی طرح نقل کیا گیا) اس اعتبار سے جہرہ مبارکہ میں 'و قبروں کی جگہ خالی ہو گی ' ایک نبی اکرم ﷺ کے پائے مبارک کے پاس اور وہ صرف حضرت عمر ﷺ کے سر کے پاس۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر کا سر حضرت ابو بکر کی پٹلیوں کے مقابل ہو اس صورت میں حضرت عمر کا سر نبی اکرم ﷺ کے قدموں کے مقابل ہو گا۔ یہ روایت جو حضرت مولف نے حضرت عروہ سے کی ہے۔ مجھے (کسی کتاب میں) معلوم نہیں ہو سکی۔ علامہ عسودی نے حضرت عروہ سے پہلی صورت روایت کی ہے۔ (شراح کی بیان

کردو دو صورتوں میں سے پہلی صورت) جیسے کہ اس سے پہلے گزرا۔

”وَيَقِينُ الشَّيْطَانُ الشَّرْقِيَّةَ فَارْعَاهُ“ (اور مشرقی چوترہ خالی رہا) اس عبارت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاشانہ مبارک میں دو حجرے تھے۔ مشرقی اور مغربی۔ نبی اکرم ﷺ مغربی میں نحو استراحت ہوئے اور مشرقی باقی رہا۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی حجرہ تھا اس کا مشرقی حصہ باقی رہا۔ اس جز پر کل کا اطلاق کر دیا اور اسے ہی حجرہ کہہ دیا۔ اگر پہلا مطلب مراد ہوتا تو یوں کہتے کہ نبی اکرم ﷺ مغربی حجرہ میں استراحت فرما ہوئے۔ اور مشرقی حجرہ باقی رہا یا یہ کہا جاتا کہ ایک حجرے میں استراحت فرما ہوئے اور دوسرا حجرہ (مشرقی) باقی رہا۔ جب بالبعین یہ کہا کہ آپ حجرے میں آرام فرما ہوئے تو معلوم ہوا کہ ایک ہی حجرہ ہے۔

”فَبَيْنَمَا هُوَ جَائِعٌ فَلَبَّ“ اس حجرے میں نبی اکرم ﷺ کے پائے مبارک کے پاس ایک قبر کی گنجائش ہے، کیونکہ مدینہ طیبہ کا قبلہ جنوب کی طرف ہے، نبی اکرم ﷺ کا سر انور مغرب کی طرف اور پائے مبارک مشرق کی طرف ہیں۔ ”فَلَبَّ“ یہ بات زبان زد عوام ہے یا کتابوں میں مشہور ہے، چونکہ اس قول کی بنیاد ضعیف حدیث پر ہے۔ اس لئے حضرت مصنف نے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ”کہا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا“ ”وَاللَّهُ أَعْلَمُ“ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، کیونکہ اس کے علاوہ پر وثوق نہیں ہے۔ ”إِنَّ جَيْشِي بَيْنَ هَذِهِ“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت والدہ کی طرف اس لئے کی ہے کہ ان کی پیدائش باپ کے بغیر ہے، اس لئے آپ کی والدہ ہی والدہ کے قائم مقام ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ الفاظ بھی ہیں عَلَيْهِ السَّلَامُ

چوتھی قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی

”يَنْدَفِئُ فِيْهِ“ وہ اس جگہ دفن کے جائیں گے جہاں قبر کی جگہ باقی ہے، یہ آپ کے زمین پر تشریف لانے اور وصال کے بعد ہو گا۔ حضرت ابن عربی عارفتہ الاحادیث میں فرماتے ہیں، مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی قسطنطنیہ کی راہبہ نامی عورت سے نکاح کریں گے اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حجرہ مبارک میں دفن کے جائیں گے۔ وہاں ایک قبر کی جگہ ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے لئے باقی ہے۔

اہل یر حضرت سعید بن سبب سے روایت کرتے ہیں کہ حجرہ مبارک کے مشرقی حصہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے، جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دفن کے جائیں گے، ان کی قبر چوتھی ہو گی، امام ترمذی حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ قورات میں ٹکھا ہوا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور عیسیٰ ابن مریم ان کے ساتھ دفن کے جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے حالات

”وَكُنْذَ الْبَلَدِ جَاءَهُ فِي الْخَبَرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ جس طرح مشہور ہے اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں آیا ہے، ابن جوزی منتظم میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم زمین پر اتریں گے، نکاح کریں گے، ان کے ہاں اولاد ہو گی، وہ پچاس سال زمین میں ٹھہریں گے، پھر وفات کے بعد میرے

ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے، میں اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ایک قبر سے ہو کر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ درمیان انھیں گئے اسی طرح مواہب لدنیہ میں ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسی طرح تحقیق الثغرة میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ ایسے ہی ابن جوزی اور علامہ قرطبی نے اپنے تذکرہ میں بیان فرمایا۔ علامہ سیوطی کے فتاویٰ میں ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر سات سال اور ایک روایت میں ہے چالیس سال قیام فرمائیں گے، وہ نکاح کریں گے، ان کی اولاد ہوگی اور انہیں اکرم ﷺ کے پاس دفن کئے جائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمین پر سات سال قیام مسلم شریف کی روایت میں موجود ہے، ابو داؤد طحاوی کی روایت میں چالیس سال قیام کا ذکر ہے، آپ وصال فرمائیں گے، آپ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، ایسے ہی امام طبرانی نے روایت کیا۔ امام احمد نے مسند اور کتاب الزہد میں ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الخشن میں روایت کیا۔ علامہ سیوطی نے علامہ جلال الدین محسن کی تفسیر کے عملہ (تفسیر جلالین) میں فرمایا: ہو سکتا ہے کہ آسمان پر تشریف لے جانے سے پہلے اور نزول کے بعد دونوں مددوں (مجموع چالیس سال) مراد ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ آسمان پر اٹھائے جانے کے وقت آپ کی عمر تینتیس ۳۳ سال تھی۔ علامہ ابن حجر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دفن کئے جانے کی حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ ”وَفَاتَتْ غَابِطَةَ“ - ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (صدیقہ بنت صدیق) اور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، ازواج مطہرات میں صرف وہی کنواری تھیں، چھ سال کی عمر میں نکاح ہوا اور ۱۰ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، نو سال بارگاہ رسالت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی۔

ان کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتی ہے، کہ عائشہ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے شیر کو دوسرے کھانوں پر (شیر گوشت میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر تیار کیا ہوا طعام) عرب کا محبوب ترین کھانا ہے، نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ! کہا گیا ہے کہ ازواج مطہرات میں سے صرف حضرت عائشہ کے خلاف میں نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔

بقول علامہ واقفی حضرت ام المومنین کا وصال ۱۸ رمضان المبارک ۵۸ھ منگل کی رات ہوا، آپ کی وفات کے بارے میں یہ صحیح ترین قول ہے، وصال کے وقت آپ کی عمر پچیسواں سال تھی، انہوں نے وصیت فرمائی کہ مجھے جنت البقیع میں دفن کیا جائے، ان کی نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی، وہ اس وقت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینہ طیبہ میں مروان کے قائم مقام تھے۔

ان کی یہ روایت ہو حضرت مولف نے بیان فرمائی ہے۔ امام مالک نے موطا میں بھی انہیں سعید کے واسطے سے حضرت ام

المومنین رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں میں نے اپنے حجرہ میں تین چاند اترتے ہوئے دیکھے، یہ خواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ میرے حجرے میں نحو استراحت ہوئے تو حضرت ابو بکر نے فرمایا: یہ تیرے تین چاندوں میں سے ایک ہیں اور سب سے بہتر ہیں۔

”وَأَيُّهَا أَهْلُ الْإِيمَانِ“ میں نے خواب میں تین چاند دیکھے ”حضرت ابراہیم بن عازب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو چاند سے تشبیہ دی بلکہ اس سے بھی زیادہ حسین قرار دیا۔ اس پر حضرت ابوالخطاب بن وحید فرماتے ہیں کہ انہوں نے بہت عمدہ تشبیہ دی ہے، کیونکہ چاند اپنی روشنی سے تمام زمین کو منور کرتا ہے، اس کے دیکھنے سے ایک کیف خارجی ہوتا ہے۔ اس کے نور میں حرارت نہیں، نہ گھبراہٹ کی موجب ہو اور خیرہ کن ہو، چاند کی طرف غفلتی باندھ کر دیکھا جاسکتا ہے، جب کہ سورج کو دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور دیکھنے والا تکلیف محسوس کرتا ہے۔

تشبیہ میں یہ امر بھی ملحوظ ہے کہ قمر کلام عرب میں بطور مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اور شمس بطور مؤنث۔ تین سہنیوں کے چاند کی صورت میں دکھائی دینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تینوں مرتبے۔ نور اور حسن میں یکساں ہیں۔ ممکن ہے کہ حضرت ام المومنین نے ایک سورج اور دو چاند دیکھے ہیں اور عطیلب کے طور پر فرما دیا ہو کہ تین چاند دیکھے (جیسے کہ والد اور والدہ کو والدین کہہ دیا جاتا ہے) یہ حقیقت ہر فلک و شبہ سے بالا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انوار کا منبع ہیں، ہر صاحب نور آپ ہی سے کسب ضیاء کرتا ہے، جیسے کہ تمام ستارے سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا سچیں کریمین (حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں چاند ہیں جو آفتاب نبوت کے عکس ہیں جیسے چاند سورج کا۔

بعض حضرات نے کہا کہ سورج کا زمین پر آجانا تمام جہان کی تباہی کی علامت ہے، کیونکہ وہ تمام محسوس ہونے والے انوار کا سرچشمہ ہے۔ جب وہ قائم نہ رہا تو تمام حسی انوار بھی قائم نہ رہیں گے اور کائنات تاریک ہو جائے گی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو تین چاند زمین پر اترتے ہوئے دکھائے گئے۔ یہ اشارہ تھا کہ دین باقی رہے گا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے سے اس میں تغیر و تبدل نہیں آئے گا، اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ جسمانی طور پر پردہ فرما جائیں گے، روحانی طور پر آپ کی امداد اور ضیاء باری بدستور رہے گی۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے صرف تین چاند دیکھے۔ چوتھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھے، حالانکہ وہ بھی ان کے حجرہ شریفہ میں مدفون ہوں گے، اس کی وجہ یہ تھی کہ تین حضرات ان کی ظاہری زندگی میں وصال فرما گئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

”سُفِّطَ طَ“ سفط کی جمع ہے جیسے راقد اور رقود اس کا اصل سَفَط ہے جس کا معنی واقع ہوا یا غائب ہوا ہے۔

۱۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ربی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

یہ جو ہر وہ ملک پر اطلاق آیا نور کا، بلکہ ان کے ور کی ہے اور استواء نور کا

لفظ حجرتی کی لغوی تحقیق

”فی حُجْرَتَیْنِ“ قرآنِ منہجوں میں اسی طرح ہے۔ حاء مضموم، نیم ساکن اور راء کے بعد تاء، موطا امام مالک کی روایات مختلف ہیں، بعض روایات میں وہی الفاظ ہیں جو اس جگہ ہیں۔ اکثر حضرات کی روایت یہی ہے۔ مشارقی میں ہے کہ ”نن باب میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان میں یہی واضح ترین روایت ہے۔

بعض روایت میں یہ لفظ ہے فی حُجْرَتَیْنِ حاء کو مفتوح اور کسور پڑھا جاسکتا ہے۔ مشارقی میں اس کا معنی یہ بیان کیا ہی ہے جنسِ نرینی جنسِ حاء کے کسر کے ساتھ۔ بعض سے لے کر پہلو تک کا حصہ۔ قاموس میں ہے حُجْرَتٌ کپڑے کا وہ حصہ جو انگلی طرف ہو۔ متن میں ہے فی حُجْرَتَیْنِ مشارقی میں اس کا معنی ہے میرے گھر میں۔ شفاء میں اسی طرح ہے۔ علامہ ابن حجر نے اور علامہ سیوطی نے توشیح میں حجرہ کی تفسیر گھر کے ساتھ کی ہے۔ قاموس میں ہے کہ حجرہ کا معنی غرقہ ہے اور غرقہ پہلے حرف کے ضم کے ساتھ بلا خانے کو کہتے ہیں۔ احادیث اور آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرہ گھر کے باہر ہوتا ہے۔ جو ہری کہتے ہیں قوم کا حجرہ ان کے گھر کی ایک جانب کو کہتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ حجرہ اونٹ کے باڑے کو کہتے ہیں۔ حجرۃ الدار بھی انہی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض آثار سے پتا چلتا ہے کہ حجرہ گھر کے اندر ہوتا ہے۔ اس جگہ حجرہ کی تفسیر غرقہ (بلا خانہ) سے صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ مرتبہ و مقام کے لحاظ سے باندی مراد لی جائے۔

اس جگہ یہ بات قابل غور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر نحو استراحت ہیں یا باہر جیسے کہ اس سے پہلے سننِ ابی نعیم میں بیان ہوا، ہم نے اس جگہ حجرہ کے متعلق جو گفتگو کی ہے، اس کی بنا پر اس سے مراد گھر ہے یا گھر کے اندر کوئی جگہ۔ یا گھر سے باہر کوئی جگہ، جیسے صحن جس کے گرد پروے کے لئے پتھروں یا درخت کی شاخوں کی دیوار ہو اور اس پر مٹی سے لپائی کی گئی ہو، ان تین احتمالات کے مقابل یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ آیا بیت کا استعمال صرف گھر کے لئے ہوتا ہے، یا گھر اور اس کے صحن کو کہا جاتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ نحو استراحت ہوئے جہاں آپ کا وصال ہوا، لیکن اس میں دونوں احتمال ہیں کہ گھر کے اندر آرام فرما ہوئے یا صحن میں، پہلی صورت میں آپ گھر کی اگلی (قبلہ کی جانب) دیوار کے پاس آرام فرما ہیں۔ دوسری صورت میں اس کے مقابل دیوار کے پاس استراحت فرما ہیں، جو گھر اور صحن کے درمیان ہے، یہ دیوار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر کے درمیان ہے۔ طبقات ابن سعد کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی دیوار کے پاس صحن میں نحو استراحت ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعبیر بیان کی

"فَقَضَضْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ" میں نے اپنا خواب حضرت ابو بکر کو بیان کیا۔ یہ بیان نہیں فرمایا کہ انہوں نے یہ واقعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا یا تو اس لئے کہ اس کا اتفاق ہی نہیں ہوا، کیونکہ انہوں نے یہ خواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں دیکھا، اس وقت ان کے ہاں مہمان تھیں۔ یا (یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں بھی عرض کیا ہو گا، لیکن اس وقت اس طرف اس پر اکتفا کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق کو یہ واقعہ بیان کیا، کیونکہ ام المومنین چاہتی تھیں کہ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق کا وہ ارشاد بیان کریں جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فرمایا تھا۔

"فَقَالَ لِي يَا غَابِطَةُ لَيْدَةُ هَلْ لَمْ تَحْمِ بِهٖ" بعد از تیرے گھر میں آرام فرما ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے خواب میں تین چاند اپنے گھر سے اترتے ہوئے دیکھے۔ یہ گھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھے، لیکن ان کی نسبت امہات المومنین کی طرف اس لئے کی گئی کہ یہ ان کے تصرف میں تھے۔ نیز اس طرح امتیاز بھی حاصل ہو جائے گا کیونکہ اگر کہا جائے "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تو معلوم نہ ہو گا کہ کونسا گھر مراد ہے۔ جب کہا گیا کہ ام المومنین عائشہ کا گھر، ام المومنین حفصہ کا گھر یا کسی دوسری ام المومنین کی طرف نسبت کی جائے تو پتا چل جائے کہ کونسا گھر مراد ہے۔ بعض اوقات تعین مطلوب نہیں ہوتی۔ موقع اور محل ہی اجمال کا ہوتا ہے، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی نسبت متصور ہوتی ہے، تو آپ کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔

تمام اہل زمین سے افضل حضرات ہیں

"فَلَا تَلْزَمُوهُمُ خَيْرَ أَهْلِ الْأَرْضِ" تین حضرات جو تمام اہل زمین سے افضل ہیں، یہ اس لئے کہا کہ آسمان کے ستارے بلندی اور شرافت کے حامل ہیں اور بن سے راہبانی حاصل کی جاتی ہے، چاند تمام ستاروں سے افضل و اشرف ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تین تمام اہل زمین سے افضل ہیں، "حالا تكد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمانی مخلوق بلکہ تمام جہانوں سے افضل ہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام اہل زمین سے افضل ہونے میں تینوں حضرات مشترک ہیں، نیز زمین والے ہی دفن کئے جاتے ہیں، گویا انہوں نے یہ فرمایا: تیرے گھر میں وہ تین حضرات آرام فرما ہوں گے جو تمام دفن ہونے والوں سے افضل ہیں۔

"فَقَالَ لِي يَا غَابِطَةُ لَيْدَةُ هَلْ قَوْلُهُ الْأَرْضِ" یہ الفاظ موطا میں حضرت یحییٰ ابن یحییٰ لیشی اندلسی کی روایت میں موجود نہیں ہیں، صاحب مشارق کے کلام سے اشارۃ معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ دوسری روایت میں موجود ہیں۔

"زَمَسُوهُ اللَّهُ دَفَنَ فِي تَبِيْنٍ فَلَا لِيْ اَنْبِيَاكُمْ" حضرت ابو بکر صدیق نے خواب اور اس کی تعبیر کی صحت و صداقت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا "هَذَا رَاجِعٌ بَيْنَ أَفْعَادِكُمْ" یہ ذات کہ تم جو تمہارے گھر میں استراحت فرما ہو گئے ہیں، ان تین میں سے ایک چاند ہیں جو تم نے خواب میں دیکھے تھے اور مجھے بتائے تھے۔ "وَهُوَ خَيْرُكُمْ" اور وہ ان سب سے افضل ہیں۔ نسخہ سلیطہ میں

مصدق کا لفظ کرتے ہوئے وہ ضمیر لائی گئی ہے جو مذکر ماقبل کی جمع کے لئے لائی جاتی ہے۔ "اخیرتہم" اور بعض نسخوں میں "خیرتہ" ہے۔ "جو دوی اہتول اور غیر دوی اہتول کی جمع وقت موت کے لئے استعمال ہوتی ہے اس میں لفظ اقرار کی رعایت کی گئی ہے۔ "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ" یہ ضمیر "فَلَمَّا تَوَفَّيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ" میں لفظ رسول اللہ کی طرف راجع ہو سکتی ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "هَذَا وَاجِدًا" کے اشاریہ کی طرف راجع ہو (پہلی صورت یہ حضرت ام المؤمنین کے الفاظ ہیں، دوسری صورت میں حضرت ابو بکر صدیق کے)

"وَعَلَى الْاِلهِ وَ سَلَّمَ كَثِيرًا" دراصل "فَلَمَّا تَوَفَّيْهِ" تھا، پھر صفت پر اکتفاء کرتے ہوئے مصدر موصوف کو حذف کر دیا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَذُكِّرُوا اللّٰهُ كَثِيرًا" اصل میں "ذُكِّرُوا كَثِيرًا" تھا۔ یہ الفاظ نسخہ سلیطہ وغیرہ کے ہیں، ایک معتبر نسخہ میں یہ الفاظ ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْاِلهِ اَجْمَعِينَ صَلَوةً قَامَةً دَائِمَةً اِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 درود پاک کی فضیلت نبی اکرم ﷺ کی فضیلت پر دلالت کرنے والے اسماء مبارکہ اور روضہ شریفہ کا بیان ختم ہوا۔
 اس کے بعد حضرت مصنف نے درود شریف کی مختلف کیفیتیں بیان کی ہیں، ابتداء میں وہ کیفیات بیان کی ہیں جو نبی اکرم ﷺ سے بطریق صحیح ثابت ہیں اور اسلام کی معتبر کتابوں میں پائی جاتی ہیں، پھر ان کیفیات کا بیان ہے جو نبی اکرم ﷺ سے صحابہ کرام، تابعین اور اہل بیت کے بعد والے علماء فضلاء سے مروی ہیں اور کتب اور دیگر تصانیف میں موجود ہیں۔

الْحِزْبُ الْأَوَّلُ

پہلا حزب

فَصَلِّ فِي كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

یہ فصل نبی اکرم ﷺ کی ذات القدس پر درود بھیجنے کی کیفیت کے بیان میں ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحیم والا ہے

صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل اور اصحاب پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کی ازواج اور اولاد پر رحمتیں نازل فرما

عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

جیسے تو نے ہمارے آقا و مولا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ اور ہمارے آقا و مولا حضرت

مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا

محمد ﷺ آپ کی ازواج اور اولاد پر برکت نازل فرما، جیسے تو نے ہمارے آقا و مولا حضرت ابراہیم

مَوْلَانَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

علیہ السلام کی آل پر برکت نازل فرما، بے شک تو بڑی تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! ہمارے آقا و مولا

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا إِبْرَاهِيمَ

حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما، جیسے تو نے ہمارے آقا و مولا ابراہیم علیہ السلام

وَبَارَكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا

پر نازل فرمائیں اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما، جیسے

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ

تو نے ہمارے آقا و مولا ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں نازل فرمائیں

یہ مقاصد ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ اجر و ثواب کی نیت پر عمل کرنے سے سب ہی افضل و اعلیٰ ہیں کیونکہ اجر کا طلبگار اپنے فائدے کے لئے کام کرتا ہے اور اسی کو پیش نظر رکھتا ہے، وہ اپنے مولائے کرم جل مجدہ العظیم اور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے حسن و احسان اور عظمت مرتبہ کا حق ادا نہیں کرتا۔

درود پاک پڑھنے کا فائدہ

(۳) درود پاک کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کا فائدہ صرف پڑھنے والے کو ملتا ہے یا اسے بھی فائدہ ہوتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کو بھی۔ ایک جماعت نے جن میں سے ابو العباس میرزا اور قاضی ابو بکر بن عربی ہیں، پہلی شق کو اختیار کیا ہے۔ ابن فرحون قرطبی نے زاہر میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ شیخ سنوسی نے اپنی شرح و سہلی میں فرمایا: درود شریف کا مقصد اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ یہ دوسری دعاؤں کی طرح نہیں جن میں اس شخص کا فائدہ مقصود ہوتا ہے جس کے لئے دعا کی گئی ہو۔ امام ابوالقاسم قسیری نے اپنی تفسیر میں اور علامہ قرطبی نے دوسری شق اختیار کی ہے۔ شیخ سنوسی نے حاشیہ مسلم شریف میں علامہ قرطبی کا کلام نقل کیا ہے۔ شیخ المشائخ ابو محمد عبد الرحمن بن محمد فاسی فرماتے ہیں۔ شیخ سنوسی کا کلام ہر دو کتابوں میں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف نظر آتا ہے۔ لیکن درحقیقت اختلاف نہیں ہے۔ ایک قول کہ درود شریف کا فائدہ صرف پڑھنے والے کو پہنچتا ہے، اس میں تعلیم دی گئی ہے کہ قصد و ارادہ میں ادب ملحوظ رکھا جائے۔ اور دوسرے قول میں اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل و کرم کا بیان ہے۔

(۴) حضرت خطاب فرماتے ہیں قاضی ابو بکر بن عربی نے "عارضۃ الاحوذی" میں عجیب بات فرمائی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا یہ بشارت اس شخص کے لئے نہیں ہے جو کہے رسول اللہ ﷺ تھے۔ یہ بشارت اس شخص کے لئے ہے جو آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجے جیسے کہ ہمارے بیان سے معلوم ہوا۔

علامہ سخاوی نے خاتمہ میں بہت سی خواہشیں بیان کیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ مذکورہ (جن میں صلوٰۃ و سلام دونوں کا ذکر ہوا) میں بہت ثواب حاصل ہوتا ہے۔

درود پاک پڑھنے کا بہترین طریقہ

شیخ ذروق شرح و تفسیر میں فرماتے ہیں، ابن عربی نے فرمایا: جو الفاظ نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں، ان کے علاوہ الفاظ کفایت نہیں کرتے۔ ۱۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ "صَلُّوا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوا وَسَلِّمُوا" کے مطابق بہترین درود شریف وہ ہے جو صلوٰۃ و سلام دونوں پر مشتمل ہو، اسی طرح ارشاد ربانی کی پوری طرح تعمیل ہو گی، نماز میں یہی درود شریف "اللَّحْمُ صَلِّ عَلَیْ" کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

شیخ تاجی الدین سبکی نے بھی ابن عربی کی موافقت کی ہے، وہ فرماتے ہیں درود شریف کا بہترین طریقہ دو ہے ہو التہیات میں نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ جس نے وہ درود شریف پڑھا اس نے یقینی طور پر نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجا اور اس کے لئے وہ جزا بھی یقینی ہے جو درود شریف کی حدیثوں میں وارد ہے اور جو اس کے علاوہ الفاظ پڑھتا ہے اس کے بارے میں شک ہے کہ اس نے وہ درود شریف پڑھا ہے جو مطلوب ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام نے عرض کیا، ہم آپ پر کس طرح درود شریف بھیجیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یوں کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (آخر تک) آپ نے صحابہ کرام کے لئے درود شریف کے الفاظ مقرر فرمادیئے۔

امام نووی وغیرہ نے فرمایا کہ دعاؤں اور اذکار میں وہی الفاظ کہنا مستحب ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہیں۔ نیز فرمایا کہ درود شریف میں بھی وہی الفاظ افضل اور اولیٰ ہیں۔

دیگر حضرات نے اس سلسلے میں وسعت رکھی ہے کیونکہ جس طریقے کا حکم دیا گیا ہے اس کے بارے میں روایات میں اختلاف اور تخریج پایا جاتا ہے، پھر نبی اکرم ﷺ کے اوصاف شریفہ نبوت، اہی ہونا، عبودیت اور رسالت میں سے کچھ بعض روایات میں مذکور ہیں بعض میں نہیں ہیں۔ جن حضرات پر (جمعا) درود شریف بھیجا جاتا ہے ان میں سے بعض روایات میں آکر اور ذریت کا ذکر ہے۔ بعض میں اولاد کا۔ صحابہ کرام اور سلف صالحین نبی اکرم ﷺ سے مروی الفاظ مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں۔ محدثین اور فقہاء وغیرہم مصنفین اپنی کتابوں میں درود شریف کے لئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور علیہ السلام کے الفاظ پر متفق دکھائی دیتے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس معاملے میں وسعت، اجماع اور توازن سے ثابت ہے۔

(۵) درود پاک کے کون سے الفاظ افضل ہیں؟ اس میں بہت سے اقوال ہیں۔ شیخ مجد الدین شیرازی نے فرمایا: یہ اختلافات اس امر کی دلیل ہیں کہ درود پاک کے الفاظ میں کی بیشی کی گنجائش ہے۔ افضل و اکمل وہ طریقہ ہے جو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔

بارگاہ نبوی میں پیش کیا جانے والا درود مقبول ہے

(۶) شیخ ابوالحسن شافعی شرح الفیہ میں فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جانے والا درود پاک یقیناً مقبول ہے جب اس کے ساتھ ساتھ کوئی دعا مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی قبول کی جائے گی۔ کہا گیا ہے کہ یہ بات بعض سلف صالحین سے بھی مقبول ہے، شیخ سنوسی وغیرہ نے ان کے اس کلام کو مشکل قرار دیا ہے اور انہیں اس کی کوئی سند نہیں مل

سکتی ہے۔ (آخر تک) افضل ہے، کیونکہ اس سے پہلے التہیات میں سلام آچکا ہے "اَسْلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ"

بعض روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ سوال ہے کہ ہم آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ جاننا چکے ہیں، آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں؟ نماز سے باہر بھی وہی درود شریف افضل ہو گا۔ جو صلوٰۃ و سلام دونوں پر مشتمل ہو گا۔ جیسے

"اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ" یا ایسے ہی دوسرے الفاظ کا شرف قاری۔

سکی۔ انہوں نے فرمایا، یہ بات اگرچہ یقینی طور پر نہیں کہی جاسکتی لیکن غالب حق اور قوی امید میں کوئی شک نہیں ہے۔ علامہ شاطبی نے جو بعض سلف کا حوالہ دیا ہے تو غالباً اس کا اشارہ فضائل درود شریف کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابو سلیمان دارانی کے ان ارشادات کی طرف ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو چکے ہیں اور ان میں قبولیت کے یقینی ہونے کی تصریح نہیں ہے۔

(۱۷) اس فصل میں بیان کردہ درود شریف کے طریقہ نمبر ایک سے لے کر نمبر تیرہ (۱۳) تک، یعنی حضرت حسن بصریؒ کے بیان کردہ طریقہ کے آخر تک شفاء قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہیں، الفاظ بھی وہی ہیں اور ترتیب بھی وہی ہے۔ البتہ! سب جگہ راوی کو حذف کر دیا ہے اور ابتدا سے لے کر شیخ ابو محمد بن ابی ذبیہ کے رسالہ سے منقول طریقہ صلوٰۃ تک سند بھی حذف کر دی ہے۔ شفا شریف میں اس فصل کا عنوان تھا ”فصل فی تہذیب الصلوٰۃ والنسلیہ علیہ“ یہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔

حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس فصل کی ابتدا بسم اللہ شریف سے کی ہے، جیسے کہ نسخہ سلیہ اور اس کے علاوہ متعدد نسخوں میں ہے۔

جاء ”صلی اللہ“ اس جگہ ابتدا میں واؤ نہیں ہے، اس میں ان حضرات کی رعایت ہے جو خبر اور انشاء کا عطف ایک دوسرے پر ممنوع قرار دیتے ہیں، کیونکہ بسم اللہ شریف معنی کے اعتبار سے جملہ خبریہ ہے (اور صلوٰۃ جملہ انشائیہ ہے) ”غلی سببنا“ یہ اضافت عند خارجی کے لئے ہے یعنی وہ سردار ہو اہل اسلام کے نزدیک معلوم اور معین ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تمام امتوں کے افضل ترین افراد کے سردار۔ یا تمام انسانوں کے سردار یا تمام مخلوقات کے سردار۔ بہر صورت اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔

شیعہ کا رد

”وَقَوْلَانَا مُحَمَّدٌ وَغَلِيٍّ“ شیعہ پر رد کے لئے آل پر لفظ علی دوبارہ لایا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ درود شریف میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آل پاک کا ذکر لفظ علی کے ساتھ جائز نہیں ہے، اور واجب ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آل پاک کے درمیان فاصلہ نہ لایا جائے، اس سلسلے میں وہ ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں، جو صحیح نہیں ہے۔

”وَضَحْبُهُ وَنَسْلُهُ“ اس جگہ صحابہ کا ذکر ہے اور تسلیما مصدر کا ذکر نہیں ہے۔ اس درود شریف میں مختلف نسخے ہیں۔ نسخہ سلیہ اور اس کے علاوہ متعدد نسخوں میں بسم اللہ شریف کے ساتھ یہ درود شریف بھی ہے، بعض قدیم متعدد نسخوں میں صرف بسم اللہ شریف ہے یہ درود شریف نہیں ہے، کچھ نسخوں میں نہ بسم اللہ شریف ہے نہ درود شریف، جن نسخوں میں درود شریف موجود ہے ان کے الفاظ بھی مختلف ہیں۔ ہم نے وہی الفاظ ذکر کئے ہیں جو نسخہ سلیہ میں ہیں۔ حضرت مصنفؒ نے اس جگہ اپنے قلم سے ایک حاشیہ لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کا ذکر ہے۔

حضرت مولف فرماتے ہیں: سید کا معنی علیم ہے، ایک قول کے مطابق جلیل اور ایک دوسرے قول کے مطابق وہ ہستی ہے کہ مصائب کے وقت اس کی پناہ لی جائے۔ سنجیدہ کا اصل سنجدہ بروزن فیعل ہے، چونکہ واؤ اور یا یکجا ہیں اور پہلی ان میں سے ساکن ہے، اس لئے واؤ کو یاء کیا اور یا کو یاہ میں ادغام کر دیا، سنجیدہ ہو گیا۔

پہلے درود شریف کی حدیث شریف شفاء میں امام مالک سے، انہوں نے حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، امام مالک نے موطا میں امام بخاری و مسلم۔ ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور امام احمد نے حضرت ابو حمید سے روایت کی، عراق اور بخاری فرماتے ہیں، یہ حدیث متفق علیہ (امام بخاری و مسلم کی روایت کردہ) ہے اور وہ یہ ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجیں، فرمایا: یوں کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ" (آخر تک)

اسم جلالت اللہ سے جو دعا مانگی قبول ہوتی ہے

سے "اَللّٰهُمَّ" شیخ خروبی نے فرمایا: یہ مطلوب و مقصود کے حاصل کرنے کے لئے ایسے اسم اعظم سے وسیلہ پکڑنا ہے کہ جب اس کے ذریعہ دعا کی جائے تو مقبول ہوتی ہے اور جب کوئی چیز مانگی جائے تو دی جاتی ہے۔ اصل میں "یا اللہ" تھا، جس کا معنی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو بلاتا ہوں جب حرف ندا حذف کر دیا گیا تو اندر میان میں حاکل نہ رہی۔ حرف ندا کے عوض آخر میں ہم مشغور لایا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ طلب میں پوری ہمت صرف کی جا رہی ہے اور پورے وثوق کے ساتھ درخواست پیش کی جا رہی ہے۔ دعاؤں کی ابتدا میں اکثر یہ اسم مبارک اس لئے لایا جاتا ہے کہ یہ تمام اسماء شریفہ کے معانی پر مشتمل ہے اور یہ تمام اسماء کی اصل ہے۔ اس کے بعد شیخ خروبی نے حضرت ابو رجاہ عطار دی، حضرت حسن بصری اور حضرت نصر بن شیبہ رضی اللہ عنہ کے ارشادات نقل کئے۔

"صلی" یعنی فرشتوں کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف فرما، یا شرافت و کرامت و عظمت عطا فرما، یا اہتمام فرما اور خیر میں اضافہ فرما۔ یا محبت و کرم کے باعث وہ لطف و کرم عطا فرما جو تعظیم کے ساتھ ممکن ہو۔

ازواج مطہرات پر درود

"عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٖ وَسَلَّمَ" ازواج جمع ہے زوج کی، اس کا استعمال مرد اور عورت دونوں کے لئے ہوتا ہے، عورت کو زوجہ بھی کہا جاتا ہے، اس سے مراد وہ طاہرہ مطہریاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہستی کے لئے منتخب فرمایا اور انہیں دنیا و آخرت میں آپ کی زوجیت کے لئے پسند فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ اس امر کی مستحق ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ان پر بھی درود بھیجا جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ بشارت نازل کی کہ انہیں دوہرا اجر دیا جائے گا اور یہ کہ وہ کسی دوسری عورت جیسی نہیں ہیں۔

اولاد پر درود

”وَذُرِّيَّتِهِ“ اور آپ کی اولاد پر، یہ لفظ مردوں، عورتوں، بچوں اور پوتیوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، یہ لفظ نبی اکرم ﷺ کی قیامت تک آنے والی اولاد ایجاد کو شامل ہے، آپ کی تمام اولاد حضرت فاطمہ زہراؑ سے ہے۔
 ”حَمْنًا“ کاف تشبیہ کے لئے ہے۔ بعض نے کہا، تعلیل کے لئے ہے۔ یا مصدر یہ ہے، اس صورت میں صلاۃ مصدر کو مصدر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یا موصولہ ہے، اس وقت صلوٰۃ معنی مفعول کو تشبیہ دی گئی ہے، ضلالت یہ جملہ صلہ موصول ہے اس کا محل اعراب نہیں ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود

”عَلٰی اِبْرٰهٖمَ“ جیسے کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر، متعدد معتد نسخوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے، کئی معتد نسخوں میں یہ الفاظ ہیں۔ ”عَلٰی اِبْرٰهٖمَ“ آل ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں روایات حدیث مختلف ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت ابوذر ہروی کی روایت میں دونوں جگہ آل کا لفظ موجود ہے۔ موطا امام مالک میں دو روایتیں ہیں ایک لفظ آل کے ساتھ اور دوسری اس کے بغیر۔
 اس جگہ ایک سوال ہے جسے محققین اور متاخرین علماء نے پیش کیا ہے، اور وہ یہ کہ قاعدہ ہے کہ شے کو جس کے ساتھ تشبیہ دی جائے گی وہ رتبے میں اس کے برابر ہوگی یا کم، مرتبے میں زیادہ نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ یہ مسلم ہے کہ ہمارے نبی ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، اور قاعدہ مذکورہ کے مطابق حدیث مذکور سے بظاہر اس کے خلاف معلوم ہوتا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے،
 علماء نے اس سوال کے متعدد جواب دیے ہیں، ہم ان میں سے زیادہ واضح جواب نقل کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پہلے رحمت بھیجی گئی، اور فرشتوں نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا ”رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اٰھْلُ الْاٰیْمِیْنِ اِنَّہٗ خَبِیْرٌ مُّجِیْبٌ“ اے گھر والوں! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں تم پر۔ بے شک اللہ حمد اور بزرگی والا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ بار اللہ جس طرح تو نے اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی ہے ہم دعا کرتے ہیں کہ اسی طرح نبی اکرم ﷺ پر رحمت نازل فرما، کیونکہ جو چیز فضیلت والے کے لئے ثابت ہو وہ زیادہ فضیلت والے کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہوگی، اسی لئے اس درود شریف کے آخر میں وہی الفاظ ہیں جو آیت کے آخر میں ہیں یعنی ”اِنَّکَ خَبِیْرٌ مُّجِیْبٌ“ اس جگہ نفس صلوٰۃ سے تشبیہ نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اِنَّا اَوْحٰیْنَا اِلَیْکَ اِنَّا اَوْحٰیْنَا اِلَی“ لوح، ہم نے تمہاری طرف وہی نازل کی جیسے لوح علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی (اگرچہ دونوں وحیوں میں برابری نہیں ہے) نیز فرمایا ”کَلِمَیْنِ عَلَیْکُمْ الصِّیْنٰمُ کَمَا کَلِمَیْنِ عَلَی الْاَدْنٰی مِنْ قَبْلِکُمْ“ تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض

لئے گئے۔ (اس جگہ بھی مقدار میں برابری نہیں ہے) نیز فرمایا: أَحْسَبُ كُنْهَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ احسان کر جس طرح اللہ تعالیٰ سے تم پر احسان کیا (یہ دونوں احسان برابر نہیں ہیں)

جواب ۲: نبی اکرم ﷺ نے بطور تواضع یہ بات فرمائی اور امت کے لئے ایک راہ مقرر فرمادی، تاکہ امت اس راہ پر چل کر فضیلت و ثواب حاصل کرے۔

جواب ۳: یہ دعا مستقبل کے لئے ہے۔ جو بھلائی دعا سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو عطا کر دی گئی تھی۔ وہ تشبیہ کے نیچے داخل نہیں ہے، جو فضیلتیں آپ کو حاصل ہیں ان سے زائد کی دعا کی گئی ہے، یا ان امور کی دعا ہے جو آئندہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح آپ کو عطا کئے جائیں گے اور دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو خصوصیات آپ کو عطا فرمائی ہیں، ان پر اضافہ طلب کیا جا رہا ہے۔

جواب ۴: ہم مقدمہ مذکور کو نہیں مانتے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ بحوث اس طرح نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات مرتبہ سے تشبیہ دے دی جاتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "قُلْ لَّيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ" اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال طاق ایسی ہے۔ حالانکہ طاق کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور سے کیا نسبت؟ لیکن چونکہ مقصد یہ ہے کہ مشبہ بہ ایسی چیز ہوئی چاہئے جو سننے والے سے نزدیک ظاہر اور واضح ہو، اس لئے نور کی تشبیہ طاق کے ساتھ حسین ہے، اسی طرح اس جگہ ہے کہ درود بھیجنے کے ساتھ حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم علیہم السلام کی تعظیم تمام مذاہب کے ہاں مشہور و معروف تھی۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کی طرح رحمت طلب کرنا، اپنے اندر حسن رکھنا ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اس درود شریف کے آخر میں ہے "فِي الْعَالَمِينَ" (تمام جہانوں میں) یہ تشبیہ ناقص کو کامل کے ساتھ لاحق کر کے لئے نہیں، بلکہ غیر مشہور کو مشہور کے ساتھ لاحق کرنے کے لئے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ کی وجوہ

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی بجائے خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، علماء کرام نے اس کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔ (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہیں اور دوسروں کی نسبت زیادہ قرب رکھتے ہیں۔ (۲) فضائل میں آباؤ اجداد کے ساتھ مشابہت مرغوب ہوتی ہے۔ (۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام رسولان گرامی میں رفیع الشان ہستی ہیں۔ (۴) وہ اس ملت شریفہ میں اس قدر معروف ہیں کہ ان کے تعارف کی حاجت نہیں، ملت ابراہیمی کے طور طریق اس ملت میں معتبر ہیں۔ ارشاد ربانی "هَلْ أَتَاكُمْ الْبِرُّ اِحْسَنُ" (تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کی ملت) میں یہی امر ظاہر ہے۔ (۵) نبی اکرم ﷺ نے ارادہ کیا کہ یہ سب کچھ قیامت تک باقی رہے اور دیگر عطیات الہیہ کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم

۱۔ مولانا مفتی محمد اللہ رانی مدنی نے اس پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام "الفتاویٰ فی التشبیہ" رکھا۔ یہ رسالہ فصول

دیکھری کی شرح "نور الاصول" کے بعض ایڈیشنوں کے آخر میں چھپ چکا ہے۔ ۱۲ شرف کلوری۔

علیہ السلام کی طرح آپ کو بھی جی ناموری عطا کی جائے۔ (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام حج کا اعلان کرنے اور یہ دعا فرماتے تھے
 لسان صدیق فی الآخرین (اور مجھے پچھلوں میں بھی ناموری عطا فرما) مقبول ہونے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہیں۔
 (۷) نبی اکرم ﷺ کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا۔ (۸) شیخ ابو محمد مرعشی نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی تھی کہ
 حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جلال کی تجلی عطا کی گئی تو وہ بے خود ہو گئے۔
 حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو تہلیل کی تجلی عطا کی گئی کیونکہ محبت اور خلعت، تجلی جمال کے آثار سے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ
 نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ یوں درود بھیجیں اے اللہ! اپنے حبیب ﷺ پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ
 السلام پر رحمت نازل کی۔ تاکہ آپ کے لئے تجلی جمال کی دعا کریں۔ تجلی میں برابری مطلوب نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ہر دو حضرات کو
 اپنی بارگاہ میں رحیم و مقام کے مطابق تجلی عطا فرمائے گا۔

۱۔ ”وَبَارِكْ“ اور دین و دنیا کی برکتیں عطا فرما یا تو تے جو شرافت و کرامت عطا فرمائی ہے اسے قائم و دائم فرما برکت کے
 کئی معانی ہیں۔ (۱) بھلائی اور عزت کی زیادتی اور ان کا نشوونما پانا (۲) اس کا برقرار رہنا (۳) عیوب سے پاک اور صاف رکھنا (۴)
 دین اور اولاد میں زیادتی۔

”عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِوَاہِہٖ ذُرِّیَّتِہٖ تَحْمَدًا بَارِكْتَ عَلٰی اَبِی اِبْرٰہِیْمَ“ نعمت سلیمہ وغیرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام
 کے ساتھ آل کا لفظ موجود ہے، بعض نسخوں میں موجود نہیں ہے، روایات حدیث اس بارے میں مختلف ہیں۔ صحیح بخاری میں
 حضرت ابو ذر کی روایت میں لفظ آل موجود ہے۔ جیسے اس سے پہلے گزرا۔ امام احمد اور ابو داؤد کی روایت میں دونوں جگہ یہ الفاظ
 ہیں ”عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَ عَلٰی اَبِی اِبْرٰہِیْمَ“ ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ”تَحْمَدًا بَارِكْتَ عَلٰی اَبِی اِبْرٰہِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ“
 ”اِنَّكَ حَبِیْبٌ“ یہ فعلیل معنی مفعول (جس کی تعریف کی گئی ہو) ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔ اور
 اس کے بعدوں نے بھی اس کی تعریف کی ہے یا معنی فاعل (تعریف کرنے والا) کیونکہ وہ اپنی اور بندوں کے نیک اعمال کی
 تعریف فرمانے والا ہے۔

”مُحَمَّدٌ“ یہ صفت سے مشتق ہے جس کا معنی ہے شرافت، بلندی، ذاتی بخشش اور وہ اعمال جن میں کثرت انعام بھی داخل
 ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بے شک تو تعریف فعل جمیل بخشش اور انعام والا ہے، ہمارا دعا عطا فرما اور ہماری امید کو ناکام نہ فرما۔

درود پاک پڑھنے کا طریقہ

دوسرے درود شریف کی نسبت شفا شریف میں امام مالک کی طرف کی گئی ہے، اسوں نے حضرت ابن مسعود انصاری سے
 روایت کیا۔ امام مالک نے یہ حدیث موطا میں۔ امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے
 راوی ہیں، اسوں نے فرمایا: ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔
 حضرت بشیر بن سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر صلوٰۃ بھیجنا کا حکم دیا ہے، ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ

تجسّیں؟ رسول اللہ ﷺ نے سکوت فرمایا، حتیٰ کہ ہم نے آرزو کی کہ انہوں نے سوال نہ کیا ہو۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یوں کہو اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ

نحوہ سلیمہ وغیرہ میں آل کی اضافت حمیر کی طرف ہے (وَعَلٰی اٰلِہٖ) شفاء میں بھی اسی طرح ہے، غالباً یہ موطا کی ایک روایت ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ عیسیٰ اندلسی کی روایت میں نبی اکرم ﷺ کے اسم گرامی کی طرف اضافت ہے۔ (وَعَلٰی اٰلِہٖ مُحَمَّدٍ) اس کتاب کے ایک معتبر نسخے میں اسی طرح ہے۔

”مُحَمَّدٌ صَلَّیْتَ عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ ہمیں اس کتاب کے جتنے نسخے ملے ہیں ان میں یہی الفاظ ہیں، حدیث شریف کی ایک روایت میں صرف آل پر اکتفاء ہے (وَعَلٰی اَبْنِہِیْمَ)

”وَبَارِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ مُحَمَّدٍ سَلَامًا“ عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ اس جگہ صرف آل کے ساتھ تشبیہ ہے جیسے کہ شیخ ابوالحسن قاسمی کی کتاب طہس میں ہے، جس کی بنا موطا کی ابن قاسم کی روایت پر ہے۔ حضرت یحییٰ کی روایت کے نسخے مختلف ہیں۔ ایک نسخہ جو متعدد مشائخ کے سامنے پڑھا گیا جن میں قاضی ابوبکر بن علی بھی شامل ہیں اور اس پر ان کی تحریر بھی موجود ہے، اس میں یہ الفاظ ہیں ”مُحَمَّدًا سَلَامًا عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ آل کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت یحییٰ کے روایت کردہ دوسرے نسخوں میں بھی اسی طرح ہے۔

دلائل الخیرات کے نسخے مختلف ہیں۔ نسخہ سلیمہ اور دیگر اکثر نسخوں میں ”عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ ہے، جیسے حضرت قاسمی نے فرمایا۔ ایک نسخے میں ”عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ آل کے ذکر کے بغیر ہے۔ ایک اور نسخے میں ”عَلٰی اَبْنِہِیْمَ وَ عَلٰی اَبْنِہِیْمَ“ یہ روایت حدیث شریف میں بھی مذکور ہے۔

فی العالمین دلائل الخیرات میں یہ الفاظ موجود ہیں، حدیث کی بعض روایات میں نہیں ہیں، اس کا تعلق صَلِّ اور بَارِک سے بھی ہو سکتا ہے (یعنی اپنے حبیب ﷺ پر تمام جہانوں میں رحمت و برکت نازل فرما) اور صَلَّیْتَ اور بَارِکْتَ سے بھی ہو سکتا ہے۔ (یعنی جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رحمت و برکت نازل فرمائی) اس صورت میں اس کی دلالت کا اعتبار کرتے ہوئے فی العالمین کا: کر صَلِّ وَ بَارِکْ کے ساتھ نہیں کیا گیا۔

فی العالمین کے چند مطالب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ تمام جہانوں میں سے خاص طور پر آپ مطلوبہ رحمت و برکت نازل فرما، جیسے کہا جاتا ہے ”رَبِّیْ فَلَآئِہِ الشَّامِ“ لوگوں میں سے خاص طور پر فلاں سے محبت کر۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اور تمام جہانوں سے صَلَوة (اللہ تعالیٰ سے رحمت، مخلوق سے دہاء رحمت) مطلوب ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے ”بِحَاءِ الْاَمْرِ فِی الْجَنَّةِ“ (فکر آیا اور امیر بھی اس کے ساتھ آیا۔)

۳۔ بعض نے کہا جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ابن کی آل پر رحمت کی تمام جہانوں میں ظاہر فرمادے، اب مطلب یہ ہو گا: اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنے حبیب کریم ﷺ پر نازل کی جائے والی رحمت کو تمام جہانوں

پر ظاہر فرما دے۔

”عَالَمُونَ اَعَالَمِينَ“ کی ایک صورت ”عَالَمٌ“ کی جمع ہے۔ اس کے علاوہ قابیل کے وزن پر کوئی لفظ واؤ نون کے ساتھ جمع نہیں کیا جاتا۔ عَالَمٌ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنے صانع کے علم کی علامت مقرر کی گئی ہو، چونکہ کائنات کی ہر نوع اپنے موجد پر دلالت کرنے میں مستقل ہے، اس لئے عالم بے شمار ہیں اور ہر نوع کا نام عالم رکھا گیا، کہا جاتا ہے عالم الحیوانات، عالم الانس، عالم الجن، عالم الملائکہ، عالم النبات و غیرہ اس کی جمع عَالَمُونَ ہے۔ (عربی میں واؤ نون کے ساتھ جمع صرف عقل والی چیزوں کی لائی جاتی ہے) مخلوقات میں سے ذوی العقول انسان اور فرشتوں کو غلبہ دیتے ہوئے ”عَالَمُونَ“ واؤ نون کے ساتھ جمع بنائی گئی ہے، ہمیز تمام مخلوقات میں سے یہی اصل ہیں، باقی سب تابع ہیں۔

”إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ“ حدیث شریف کے آخری الفاظ یہ ہیں ”وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ“ اس میں دو احتمال ہیں (۱) ”عَلِمْتُمْ“ عین مفتوح اور لام مکسور اور میم مخفف صیغہ معروف ہے۔ یعنی سلام (یہ تو صلوٰۃ کا طریقہ تھا) سلام کا طریقہ تم جان چکے ہو۔ (۲) عَلِمْتُمْ عین مضمووم اور لام مشدود صیغہ مجهول ہے، جیسے کہ تمہیں تشدد میں سکھایا جا چکا ہے، کیونکہ سلام کا طریقہ آیت صلوٰۃ سے پہلے سکھایا جا چکا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ سَيِّدِنَا وَ

اے اللہ! تمہارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں

مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی

نازل فرما جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل فرمائی اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ

اور آپ کی آل پر برکتیں نازل فرما، جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر برکتیں نازل فرمائیں، بے شک

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ! سیدنا محمد نبی امی ﷺ اور آپ کی آل پر

وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ

رحمتیں نازل فرما اے اللہ! اپنے عبد خاص اور رسول کرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

وَ رَسُوْلِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

پر رحمتیں نازل فرما اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ

نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں، بے شک

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ

برکتیں نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں۔

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

اور آپ کی آل پر رحم فرما جیسے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحم فرمایا

إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ عَلَى

بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ! فرمائی فرما ہمارے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلَى

آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر جس طرح تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

اور ان کی آل پر مہربانی فرمائی، بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر سلامتی

سَلِّمْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ

نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر سلامتی نازل فرمائی

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٌ وَارْحَمَ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا وَآلَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا

اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحم فرما اور

مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَرَحِمْتَ وَبَارَكْتَ عَلَى

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی، رحم فرما اور

سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

برکت نازل کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر تمام جہانوں میں سبے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے۔

صلوٰۃ والسلام پیش کرنے کا طریقہ

۱۔ یہ تیسری صلوٰۃ ہے۔ شفاء شریف میں اسے حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے یہ حدیث صحاح ستہ اور مسند امام احمد میں حضرت عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں میری ملاقات حضرت کعب ابن عجرہ سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں ایک ہدیہ نہ پیش کروں؟ (وہ ہدیہ یہ ہے کہ) حضور سید عالم ﷺ کا شاندار مبارک سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے، ہم آپ کی خدمت میں صلوٰۃ کس طرح پیش کریں؟ فرمایا: یوں کہ "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ" (آخر تک) اس میں امام بخاری وغیرہ کی متعدد روایتیں ہیں۔

۲۔ واکل الخیرات کے صرف ایک نسخے میں "علیٰ آلِ مُحَمَّدٍ" ہے۔ دیگر نسخوں میں دونوں جگہ آل کے ساتھ لفظ علی نہیں ہے، دونوں جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کا ذکر نہیں ہے۔ اس درود شریف میں "بارک" سے پہلے واؤ ہے "اللَّهُمَّ" نہیں ہے اور اس سے پہلے "إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ" نہیں ہے۔

۳۔ یہ چوتھی صلوٰۃ ہے، اس کا ذکر شفاء شریف میں حضرت عقبہ ابن عمرو کی روایت کردہ حدیث سابق میں کیا ہے، یہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، صحیح کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

یہ درود شریف امام ابو داؤد، ترمذی، نسائی، امام احمد، ابن حبان اور ابن ابی شیبہ وغیرہم نے بیان کیا ہے۔ امام ترمذی، ابن خزیمہ، حاکم اور امام بیہقی نے المعرفۃ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ دار قطنی نے فرمایا: اس کی سند حسن ہے۔

حضرت مصنف نے شفاء کی پیروی میں اس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ اس کے بقیہ الفاظ یہ ہیں:

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْتَ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى

إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اس یہ پانچواں درود شریف ہے۔ شفا میں اسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ امام احمد بخاری نے اس کی روایت کی ہے "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَبْدِكَ" اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرما جو تیری بندگی سے متعجب ہیں "وَرَسُولِكَ" اور رسالت عامہ جامعہ سے متعجب ہیں۔ شفا شریف میں اس کے بعد فرمایا حضرت ابو سعید خدری نے حدیث سابق کا معنی بیان کیا یعنی "کُنَّا حَضْبَتٌ عَلٰی (اِزْوَاجِهِمْ) (آخر تک) بخاری شریف میں یہ الفاظ ہیں:

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كُنَّا حَضْبَتٌ عَلٰی اِزْوَاجِهِمْ وَتَارِكٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اِلِ مُحَمَّدٍ كُنَّا
بَارَكْتَ عَلٰی اِزْوَاجِهِمْ وَ اِلِ اِزْوَاجِهِمْ
حضرت مصنف نے ان ہی الفاظ پر اکتفا کیا جو شفاء میں ہیں۔

یہ یہ چھٹا درود شریف ہے، شفا میں حضرت امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات میرے ہاتھ میں شمار فرمائے اور فرمایا: جبریل امین علیہ السلام نے یہ کلمات میرے ہاتھ میں گئے اور فرمایا: اسی طرح اللہ رب العزت کی بارگاہ سے نازل کئے گئے ہیں، وہ کلمات یہ ہیں۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اِلِ مُحَمَّدٍ كُنَّا حَضْبَتٌ عَلٰی اِزْوَاجِهِمْ وَ عَلٰی اِلِ اِزْوَاجِهِمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
اس حدیث کے کلمات ہر بیان کرنے والے نے سننے والے کے ہاتھ میں شمار کرائے۔
امام بیہقی نے شعب الایمان میں، امام دہلوی اور ابن مندہ وغیرہم نے سند ضعیف سے یہ روایت بیان کی ہے۔
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اِلِ مُحَمَّدٍ كُنَّا بَارَكْتَ عَلٰی اِزْوَاجِهِمْ وَ عَلٰی اِلِ اِزْوَاجِهِمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
هٰذَا اللّٰهُمَّ وَ تَوْحِيْدٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اِلِ مُحَمَّدٍ كُنَّا تَوْحِيْدٌ عَلٰی اِزْوَاجِهِمْ وَ عَلٰی اِلِ اِزْوَاجِهِمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
تَوْحِيْدٌ غیر فصیح لغت ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: غلط ہے، بعض نے فرمایا: غیر فصیح ہونے کے علاوہ اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس (باب تَعْلَل) میں تکلف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ بطور مشاکلت و جزاء ہے۔ کیونکہ مخالف طرف سے ترحم کا معنی طلب رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا رحمت ہے، جس کا سوال کیا جانا چاہئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعاء رحمت

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت کی دعا ہے۔ آپ کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کرتے میں مشکوٰۃ تجمویر نے اسے جائز قرار دیا کیونکہ اسیما میں ہے "السَّلَامَةُ عَلَیْكَ اَیُّهَا الشَّيْخُ فَوْزَ حَسَنَةُ اللّٰهِ" نیز ایک اعرابی نے دعا مانگی "اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ وَارْزُقْهُمْ مِنْ حَسَنَاتِكَ" اے اللہ! مجھ پر اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید فرمائی۔ ایک

جماعت نے اس کی مخالفت فرمائی ہے کیونکہ اس میں کمی اور کوتاہی کا وہم ہے، نیز نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **صَلِّ تَوَحُّدًا عَلَيَّ** جس نے میرے لئے دعاء رحمت کی اور یہ بھی نہیں فرمایا **"صَلِّ دُعَائِي"** جس نے میرے لئے دعا کی، بعض حضرات نے فرمایا: حق یہ ہے کہ علیحدہ طور پر منسوخ ہے۔ صرف نبی اکرم ﷺ کا ذکر کر کے **"وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى"** نہیں کہا جائے گا کہ یہ تکلف ادب ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ذکر کے وقت ہمیں درود شریف بھیجے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے بھی خلاف ہے، ایسی کوئی حدیث صحیح (بھی) وارد نہیں ہو اس پر دلالت کرے۔ ہم پر واجب ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کریں جو آپ کے منصب کے لائق تعظیم و تحکیم پر دلالت کریں۔ دعاء رحمت اس کے بھی خلاف ہے، البتہ صلوات کے ساتھ کلام کو طول دینے کے لئے اس کا متبع استعمال جائز ہے، بہت سی چیزیں جمعاً جائز ہوتی ہیں اور مستقل طور پر جائز نہیں ہوتیں۔

"اَللّٰهُمَّ وَتَحَنَّنْ" اے اللہ! رحم فرما اور مہربانی فرما۔ مجازاً قرب و اعطفاء کے لفظ کا عطا کرنا مراد ہے۔
 ۱۔ ساتواں درود پاک، شیخ ابو محمد ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ میں ہے، انہوں نے فرمایا: اگر کوئی چاہے تو التحیات کے بعد یہ اضافہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ اَرْحَمْ مُحَمَّدًا وَاٰلَ مُحَمَّدٍ
 اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما اور رحم فرما۔
"وَرَحْمَةُ اللَّهِ" کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس پر مہربانی فرمائے۔ حضرت ابن عربیؒ نے شیخ ابو محمد کے اضافہ رحمت پر سخت انکار کیا اور فرمایا: ہمارے اور ہائیکہ کے شیخ ابو محمد ویم قبیح میں جتنا توئے ہیں، اور ان پر حدیث شریف کا حکم اور نظر و فکر پوشیدہ رہی، اس لئے انہوں نے یہ الفاظ زیادہ کہے **"وَاَرْحَمْ مُحَمَّدًا"** ان الفاظ کی بنیاد صرف ایک حدیث ضعیف ہے جس میں پانچ الفاظ وارد ہیں **"اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَاَرْحَمْ وَتَوَابَلْ وَتَحَنَّنْ وَتَسَلَّمْ"** اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہئے، عبارات میں اسے اختیار نہیں کیا جاسکتا، کسی شخص کو یہ کلمات نہ کہنے چاہئیں۔ حدیث ضعیف کا اشارہ درود شریف کی اس حدیث کی طرف ہے جو اس سے پہلے ذکر کی جا چکی ہے۔

امام نووی نے فرمایا **"اَرْحَمْ مُحَمَّدًا"** کا اضافہ بدعت اور بے اصل ہے، مختار یہ ہے کہ یہ الفاظ نہ کہے جائیں۔ کیونکہ کسی حدیث صحیح میں وارد نہیں ہیں۔ ابن عربیؒ نے شرح ترمذی میں اس کے قائل کو بے علم قرار دیا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو جو التحیات سکھایا، اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ لہذا یہ اضافہ مقبول نہیں ہے۔

درود پاک پڑھنے والے کے لئے حضور کی شفاعت

علامہ ابن حجر نے فرمایا: یہ انکار اس بنا پر مسلم ہے کہ التحیات کی حدیث صحیح میں ثابت نہیں ہے۔ ورنہ یہ دعویٰ مردود ہے کہ **"وَاَرْحَمْ مُحَمَّدًا"** نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ یہ متعدد حدیثوں میں ثابت ہے۔ ان میں سے صحیح ترین حدیث جس التحیات کے یہ الفاظ ہیں **"اَلْسَلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَکَاتُہُ"** پھر مجھے ابن ابی زید کی تائید میں ایک حدیث مل گئی۔ امام طبرانی

تذہیب میں حضرت عقیلہ ابن علی سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس نے یہ درود شریف پڑھا میں اس کے لئے گواہ اور شفیع ہوں گا، وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اس حدیث کی سند میں تمام راوی وہ ہیں جو حدیث صحیح کے ہیں۔ سوائے سعید ابن سلیمان کے جو حضرت سعید بن عباس کے مولیٰ ہیں اور حضرت عقیلہ ابن علی سے روایت کرتے ہیں، وہ مجہول ہیں۔

علامہ ابن حجر سے پہلے یہی بات صاحب قاموس نے کہی ہے اور دلیل یہ پیش کی کہ ایک عربی نے کہا: یا اللہ! مجھ پر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید فرمائی۔

”کَمَا صَلَّيْتَ وَ رَحِمْتَ“ جادہ مخفف کرو کے ساتھ ہے، ”رحمت معنی صلوة کو مستعمل ہے (صلوة وہ رحمت ہے جس میں تعظیم بھی شامل ہو) یا اس جگہ متعدد فعل ایک معمول میں عمل کا تقاضا کر رہے ہیں، ایسی صورت میں (الصلوات کے نزدیک آخری فعل عمل کرتا ہے اور پہلا فعل اس معمول کی ضمیر میں عمل کرتا ہے) ہر غافل کے مناسب معمول مقدر کہا جائے گا رَحِمْتَ کا مفعول (ضمیر) مقدر کہا جائے گا اور صَلَّيْتَ کا معمول علی جادہ کے ساتھ مقدر مانا جائے گا اب اصل عبارت اس طرح ہو گی صَلَّيْتَ عَلَيْهِ وَ رَحِمْتَهُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ اَزْوَاجِهِ اُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی ماؤں

وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

آپ کی اولاد اور اہل بیت پر جیسے تو نے رحمت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ

اے اللہ! ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تو نے

عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ دَاخِلِي الْمَدْحُوَاتِ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل کی، بے شک تو حمد اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! زمینوں کا فرش بچانے والے

وَ بَارِئِ الْمَسْمُوكَاتِ وَ جَبَّارِ الْقُلُوْبِ عَلٰی فِطْرَتِهَا شَقِيْهَا وَ سَعِيْدِهَا

بلند و بالا آسمانوں کے پیدا فرمانے والے اور دلوں کو ان کی فطرت پر پابند فرمانے والے، ان کے بد بختوں اور نیک بختوں کو

اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ وَتَوَامِي بَرَكَاتِكَ وَرَأْفَةَ تَحَنُّنِكَ عَلَيَّ

اپنی افضل ترین رحمتیں، روز افزوں برکتیں اور کمال مہربانی ہمارے آقا اور اپنے عہدِ خاص

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ الْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ وَالْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ

اور رسولِ مکرم ﷺ پر نازل فرما ہو، سعادتمندوں کے بند دروازے کھولنے والے، گزشتہ انبیاء کے ختم فرمانے والے

وَالْمُعَلِّينَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ وَالْدَّامِغَ لِحَيَاتِهِ الْبَاطِلِ كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ

دین حق کا پوری قوت سے اعلان فرمانے والے، باطل کے لشکروں کا خاتمہ فرمانے والے، جس طرح انہیں حکم دیا گیا، پس میرے

بِأَمْرِكَ بِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَوْضَاتِكَ وَاجْتِنَاءًا لَوْحِكَ حَافِظًا

حکم سے تعمیری فرمانبرداری کے لئے تیار ہوئے، تعمیری رضا کے لئے کوشش کرنے والے، تعمیری وحی کو محفوظ کرنے والے،

لِعَهْدِكَ مَا ضَمِنَّا عَلَى نَفَادِ أَمْرِكَ حَتَّى أَوْزَى قَبَسًا لِقَابِسِ الْأَعْلَى

میرے وعدے کی حفاظت کرنے والے، عزم و ہمت سے تمہارا حکم جاری کرنے والے، یہاں تک کہ روشنی حاصل کرنے والے

تَصِلُ بِأَهْلِهِ أَسْبَابُهُ بِهُدْيَتِ الْقُلُوبِ بَعْدَ خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَ

کے لئے نور روشن کر دیا، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں نور والوں تک نور کے اسباب پہنچا دیتی ہیں، آپ ہی کے سبب فتنوں

الْإِثْمِ وَابْتِهَاجِ مُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَنَائِرَاتِ الْأَحْكَامِ وَ

اور گناہوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو ہدایت عطا کی گئی، آپ نے چمکتے نفلوں، احکام کے روشن میناروں اور

مُنِيرَاتِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَحْزُونُ

اسلام کو روشنی بخشنے والی اشیاء کو زینت بخشی، پس آپ امن دیئے ہوئے امن، میرے پوشیدہ علم کے محافظ

وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ وَبِعَيْثِكَ نِعْمَةٌ وَرَسُولُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةٌ

قیامت کے دن تیرے گواہ ہیں، تعمیری بھیجی ہوئی نعمت اور تیرے رسول برحق اور مہربان رحمت ہیں۔

۱۔ آنحوالِ درود پاک جسے شفاء میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت

کیا۔ امام ابو داؤد اور طبرانی وغیرہ نے یہ درود پاک حضرت ابو ہریرہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا، آپ نے فرمایا:

”جسے پسند ہو کہ اسے اعلیٰ مقام سے ثواب دو جائے وہ جب اہل بیت پر درود بھیجے تو اسے یوں کہنا چاہیے ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ“ اس روایت میں ای کا لفظ نہیں ہے۔ نسخہ سلیمہ میں حضرت مصطفیٰ کے اپنے قلم سے لفظ ”النبی“ پر حمزہ ہے،

اسی طرح جہاں اس لفظ کی جمع آئی ہے۔ مثلاً ”أَنْبِيَائِكَ“ وہاں اکثریاء کے اوپر حمزہ لکھا ہوا ہے، غالباً یہ لغت قریش کی پیروی ہے۔

ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں

”وَأَزْوَاجَهُمْ الْمُؤْمِنَاتُ“ ازواج مطہرات، احرام، حرام ہونے، ضروریات زندگی کے مستحق ہونے اور تعظیم میں مؤمنوں کی مائیں ہیں، دیگر احکام میں اجنبی عورتوں کی طرح ہیں یعنی مردوں سے پردہ واجب ہونے میں، بلکہ بقول علامہ بیضاوی دوسری عورتوں کی نسبت ان کا حکم زیادہ سخت ہے، اسی طرح باقی احکام میں اجنبی عورتوں کی طرح ہیں۔ کیا وہ مؤمن عورتوں کی بھی مائیں ہیں، بعض نے اس کی نفی کی ہے، ورنہ نبی اکرم ﷺ کے لئے ان سے نکاح حرام ہو، بعض نے فرمایا: وہ مؤمن عورتوں کے لئے بھی تعلیم و تکریم میں مائیں ہیں، یہ ایک بلیغ تفسیر ہے، اس میں ہر طرح کی مشابہت معتبر نہیں ہوتی۔

ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی

ازواج مطہرات جن کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے عمل زوجیت ادا کیا، بالاتفاق گیارہ ہیں۔ (۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد قریشیہ اسدیہ رضی اللہ عنہا، یہ پہلی مسلمانوں کی ماں ہیں، ان کے وصال تک آپ نے اور کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔ (۲) حضرت سودہ بنت زیدہ قریشیہ عمریہ (۳) حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق قریشیہ تمیمیہ، ان کے علاوہ آپ نے کسی کنواری سے نکاح نہیں فرمایا۔ (۴) حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب قریشیہ عدویہ۔ (۵) حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ عامریہ۔ حضرت خدیجہ کی طرح ان کا وصال نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہرہ میں ہو گیا۔ (۶) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ ابن منقر قریشیہ مخزومیہ۔ (۷) حضرت زینب بنت جحش اسدیہ جن کا تعلق قبیلہ اسد خزیمہ سے تھا۔ (۸) حضرت جویریہ بنت حارث ابن ابی ضرار خزاعیہ مصلقیہ۔ (۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن حرب قریشیہ امویہ۔ (۱۰) حضرت صفیہ بنت حُثَیثِی ابنِ اخطب اسد بنی نضریہ۔ حضرت ہارون ابن عمران حبشیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ (۱۱) حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ عامریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حضرت ریحانہ قریشیہ میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک زوجہ ہیں، حضرت جویریہ کے بعد اور حضرت ام حبیبہ سے پہلے ان سے نکاح فرمایا، بعض کا قول ہے کہ یہ کثیر ہیں، پھر اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان کا وصال نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہرہ میں جبکہ الوداع سے داغی کے موقع پر ہوا، یا آپ کے بعد۔ باقی نو کا وصال نبی اکرم ﷺ کے بعد ہوا، ازواج مطہرات کی یہ ترتیب سب سے زیادہ مشہور ہے، اس کے علاوہ بھی بعض اقوال ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ان کے علاوہ بھی بعض خواتین سے نکاح فرمایا لیکن علماء کے مشہور اقوال کے مطابق ان کی رخصتی نہیں ہوئی، اس لئے ہم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی کنیزیں

نبی اکرم ﷺ کی کنیزوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چار ہیں۔ (۱) حضرت ماریہ قبطیہ راعی کی تحفیف کے ساتھ، حضرت

مذکورہ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم انہی کے وطن سے ہیں۔ (۳) حضرت رحمٰنہ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ (۴) حضرت ہیلہ بعض قیدیوں میں آئیں۔ (۵) ایک کثیر جو حضرت زینب بنت جحش ام المومنین نے آپ کو پیش کی 'رضی اللہ تعالیٰ عنہا' "وَدُرِّيْبِهِ وَ أَهْلِيْ يَتِيْمٌ" موجبِ لَدُنِيْم میں ہے، اہل بیت کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ (۱) وہ ہیں جو قرہنی داوے میں آپ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ (۲) وہ ہیں جن کا تعلق کسی ایسے رتم سے ہے جس سے آپ متعلق ہیں۔ (۳) جس کا آپ کے ساتھ نسبی تعلق ہے یا سہمی (یعنی عقد نکاح اس میں ازدواج مطہرات آجائیں گی)۔

۱۰ نوں (۹) درود شریف۔ شفاء شریف میں روایت حضرت زید بن خارجه انصاری سے مروی ہے۔ امام نسائی اور امام ابو نعیم نے اور دہلی نے مسند الفردوس میں اور دیگر حضرات نے حضرت زید بن خارجه انصاری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو اور پھر اس طرح کہو۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ خَيْرٌ مِّنْ جَنِيْدٍ
گویا آپ نے درود کا اطلاق مطلق بھلائی کی دعا پر کیا، اگرچہ لفظ صلوة کے ساتھ نہ ہو، لہذا برکت کی دعا کو بھی شامل ہے۔
امام نسائی، احمد اور امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور دیگر محدثین کی ایک اور روایت میں برکت سے پہلے صلوة کا ذکر ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ (آخر تک)
سے دسواں درود شریف۔ شفاء شریف میں حضرت سلامہ کندی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں درود شریف سکھایا کرتے تھے۔ امام طبرانی نے معجم اوسط میں۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور حضرت سعید بن منصور نے اس کی روایت کی۔ ابن سعد اور عزنی فرماتے ہیں کہ حضرت علی سے سلامہ وغیرہ نے روایت کیا۔

"اَللّٰهُمَّ يَا ذَا جَنِيْدٍ الْمُنْذِرَاتِ" اے زمینوں کے پھیلانے والے! "وَبَارِكْ عَلٰی الْقَسْمِ الْمُنْذِرَاتِ بَارِكْ" کا معنی پیدا کرنے والا "اَلْقَسْمُ الْمُنْذِرَاتِ" سے مراد آسمان ہیں جنہیں بلندی عطا کی گئی ہے۔

"وَبَارِكْ عَلٰی الْقُلُوْبِ" وہ ذات جس کا حکم دلوں پر زبردستی نافذ ہے، "عَلٰی قُلُوْبِنَا" فطرت دو طبیعت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پیدا کیا۔ "مُنْذِرَاتِ" یہ قلوب کی صفت ہے۔ شتی وہ دل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کفر پر پیدا کیا۔ "وَمُنْذِرَاتِهَا" سعید وہ دل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان پر پیدا کیا۔ فرمایا: یہ تینوں ضمیریں قلوب کی طرف راجع ہیں، مطلب یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے نیکی اور بدی، ہدایت اور گمراہی کا نکل ہیں۔

"اَجْعَلْ شَرَّ اَلْفِ صَلَواتِکَ" شراکف جمع ہے شریفہ کی، جس کا معنی بلند مرتبہ ہے۔ صلوات جمع ہے صلوة کی، جس کا معنی رحمت و مہربانی ہے، شراکف دراصل صفت ہے جس کی اضافت موصوف کی طرف ہے، معنی یہ ہے تیری بلند مرتبہ رحمتیں۔
وَنُورَانِیْہِ یہ جمع ہے نایتہ کی نُفٰی الشَّیْخِ وَ النُّبَالِ شے اور مال زیادہ ہوا، یہ بھی صفت ہے جس کی اضافت موصوف کی طرف

ہے "نورِ کھلیک" یعنی تیری ہے انتہا پر کشش "وَرَأْفَةً" اس کا معنی بہت رحمت یا بلند اور لطیف ترین رحمت۔ یا وہ رحمت جو مہربان کے ساتھ منافع پہنچانے پر مشتمل ہو۔ "مِنْ خُطْبِكَ" یہ تختہ کا مصدر ہے جس میں مبالغہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ بلند ترین رحمتیں نہایت یا کم از کم بہتیں اور لطیف ترین مہربانیاں اپنے ور پے نازل فرما۔ "عَلَى مَحَبَّتِكَ عِبْدِكَ" تیرے عہد خاص جو کمال عبودیت کے ساتھ موصوف ہیں "وَرَسُولُكَ" اور تیرے رسول پر جن کی رسالت سب کو عام اور شامل ہے اور زمان و مکان کی قید سے متبی نہیں۔ "الْفَاحِ بِنَا خُلُقِكَ" جو ان چیزوں کو کھولنے والے ہیں جن کا حصول نہایت دشوار تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت بھلائیوں کی بے شمار قسمیں اور دنیاوی و اخروی سعادتوں کے دروازے کھول دیئے۔ یا امت کی طرف جو وہی نازل کی گئی حضور کی تعمیر اور وضاحت کے ذریعے اس کا اشکال دور ہو گیا یا آپ کے حکم سے مغلق اور مبہم چیزیں مختلف ہو گئیں وہ راز اک کملی والے نے بتا دیا چند اشاروں میں یا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے تخلیق کا دروازہ کھولا کیونکہ آپ سب سے پہلے پیدا کئے گئے اور اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا نہ فرماتا یا آپ کے ذریعے نبوت کا دروازہ کھولا کیونکہ آپ پہلے نبی ہیں یا نور کا دروازہ کھولا کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نور پیدا کیا یا امت پر رحمت کے دروازے کھولے یا شفاعت کا دروازہ کھولا یا جنت کا دروازہ کھولا کیونکہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔

"وَالْغَايَةِ لِمَا نَسْتَفِي" نبوت و رسالت کے ختم فرمانے والے کیونکہ نبیوں اور رسولوں کے خاتم ہیں۔

"وَالْمُغْلِبِ الْحَقِّ" اور حق کا اعلان فرمانے والے حق سے مراد دین اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاکمیت ہے اور اس کے علاوہ تمام دین باطل ہیں۔ بالحق یہ باء مصاحبت کے لئے ہے اور حق سے مراد وہ کوشش ہے جس میں مزاح خواہش و ادانت، چٹکیا ہٹ اور راہ حقیقت سے انحراف کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ اور وہ کوشش کامل ترین حکمت، عدالت، صداقت اور تبلیغ پر مشتمل ہو اور اس میں دنیاوی غلبے کا کوئی دخل نہ ہو مطلب یہ ہوا کہ آپ نے بے مثال کوشش کے ساتھ حق کا اعلان فرمایا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق سے مراد قرآن پاک ہو یا اللہ تعالیٰ مراد ہو کیونکہ حق اس کے اسم مبارکہ میں سے ہے اب مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا اعلان حق از خود نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تاکید اور نصرت و حمایت کے ساتھ تھا۔

"وَالْمُذَابِحِ" ہلاک کرنے والے۔ ذبیح کا معنی ہے کسی کو زخمی کرنا یہاں تک کہ زخم، دماغ تک پہنچ جائے اور دماغ کا یہ بچاؤ دے۔ پھر اس کا استعمال ہلاک اور باطل کرنے کے لئے ہے۔ "الْأَنَّا جَلِيلٌ" باطل کی جمع یہ حق کے مقابل ہے۔ اس سے مراد شریعت اسلامیہ کے علاوہ ہر دین و ملت ہے۔ "مُخْصَاخِيلٌ" مطلب یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے حق کا اعلان اور باطل کو اس طرح دفع کیا جس طرح آپ کو حکم دیا گیا تھا اور آپ نے نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں کو مکلفہ بھلا۔ حاصل یہ ہوا کہ اسے اللہ چونکہ حضور ﷺ تھے تیرے احکام کی تعمیل کی اس لئے اس کی جزا میں آپ پر صلوة و سلام نازل فرما۔

"فَاخْطُفِ بِأَخْرَجَ" پس پوری طاقت کے ساتھ تیرے حکم کی تعمیل کے لئے قائم ہوئے۔ "بِطَاعَتِكَ" تیری فرمانبرداری کے لئے۔ طاعت کا معنی تعمیل حکم ہے۔ "مُسْتَقَرًّا" یہ اصطلاح کی ضمیر سے حال ہے اس کا معنی ہے تعمیل امر کے لئے تیار ہونا۔ حکم کا منظر رہنا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ احکام الہیہ کی تعمیل کے لئے ہر وقت بغیر کسی سستی کے تیار رہتے۔ فی مجازی طور حریت

کے لئے ہے۔ یا قلیل اور سمیت کے لئے ہے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے "إِنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ فِي حِزَّةٍ حَسَنَتِهَا" ایک عورت اس سبب سے آگ میں داخل ہو گئی کہ اس نے ایک ٹی کو تید کر رکھا تھا "مَنْ حَسَنَتِهَا" یہ معنی یہی ہے "جیسے مَرْغَاةً اگرچہ قیاس یہ ہے کہ بغیر تاء کے ہو۔

دلائل الخیرات کے ایک نسخے میں 'خفاء شریف کے بعض نسخوں میں 'عرفی' حضرت جبر اور سخوی کے نزدیک اس کے بعد ہے۔

بَغَيْرِ نَكَلٍ لِّحِي قَدِيمٍ وَلَا وَهْنٍ فِي عَزْمٍ

قدم میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور عزم میں کوئی کمزوری نہیں تھی۔

نَكَلٌ بروزن طفل ہے جس کا معنی سخت قید ہے۔ وَهْنٌ کا معنی کمزوری اور بزدلی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کو قدم اٹھانے میں بزدلی اور ارادے میں کمزوری لاحق نہیں ہوتی تھی۔

"وَأَجَبْنَا لَوُحَيْلٍ" تیسری وحی کی حفاظت کرنے والے۔ تبلیغ رسالت میں جو دشواریاں اور پوچھ بچش آئے وہ آپ کو قرآن کی تبلیغ سے نہ روک سکے۔ وحی کا معنی ہے تیزی کے ساتھ خفیہ طور پر کلام کا اظہار کرنا۔

"حَافِظًا لِّبَعْدُونِ" حیرے عہد کی حفاظت کرنے والے اسے مضبوطی سے قہم کر اس پر ہمیشہ قائم رہنے والے۔ یہ عہد وہ ہے جو تو نے ان سے تبلیغ رسالت اور حقوق شریعت پر قائم رہنے اور اس کے علاوہ دیگر ان امور کا وعدہ لیا تھا جو حیرے اور ان کے درمیان راز ہیں۔ عہد کا وصیت اور کسی کے سامنے کسی اہم امر کا پیش کرنا جس کی رعایت ضروری ہو۔

"هَاجِثًا عَلَى نَقَاطِ الْغُرَى" حیرے امر کو ہانڈ کرنے اور تبلیغ کو پورے عزم کے ساتھ انجام دینے والے 'سُخْفَى أَوْزَى' یہاں تک کہ روشن کیا۔ ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے۔ قَبَسْنَا اس کا معنی وہ شعلہ ہے جو قتیقہ یا لکڑی کے کنارے پر بڑی آگ سے لگایا جائے۔ اقباس اس شعلہ کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ پھر مجازاً قبس، حق اور اس چیز کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے لوگ ہدایت پائیں۔ مواجب میں ہے کہ قبس اسلام اور حق ہے لہذا آپ اس سے مراد حق کا طالب اور اس کا قابل ہے۔ اس کا تعلق اَوْزَى سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نور اور اس کے حاصل کرنے والے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ بلکہ روشنی حاصل کرنے والا اسے آسانی سے حاصل کر سکتا ہے مطلب یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے جس ہدایت اور نور کو ظاہر فرمایا اور مخلوق نے اسے حاصل کیا اور انہیں اسرار و معارف حاصل ہوئے یہ اس کی مثال اور تصویر ہے۔

یہ "آلَاءُ اللَّهِ" یہ مبتدا ہے اور آئندہ جملہ اس کی خبر ہے۔ فِصْلٌ یہ وصل سے مشتق ہے جس کا معنی جمع کرنا اور منقطع نہ ہونا ہے۔ اس کی ضمیر آلاء کی طرف راجع ہے۔ "بِأَخْلِيهِ" اس نور والوں تک یہ وہ مومن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حضور انور ﷺ کے انوار سے استفادے آپ کے نور سے ہدایت پانے۔ آپ کی سنت مطہرہ کی پیروی اور آپ کے نقوش قدم کی اتباع کی توفیق دی۔ "أَسْبَابُ" اس نور کے طریقوں کے ساتھ۔ ضمیر نور کی طرف راجع ہے اور یہ فِصْلٌ کا مفعول ہے۔ "اسباب" جمع ہے سبب کی۔ سبب دراصل اسی کو کہتے ہیں پھر اس کا استعمال ہر اس چیز کے لئے کیا گیا جس کے ذریعے کسی دوسری چیز تک

پہنچا جائے۔

شیخ الشیخ ابو عبد اللہ العربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریر میں۔ میں نے دیکھا وہ فرماتے ہیں یہ جملہ "آلاء اللہ" (الغنی) جملہ ہے۔ کلام سابق کے بعد اس تفسیر کے لئے لایا گیا ہے کہ یہ نور اگرچہ اتنا روشن تھا کہ روشنی کا طالب اسے پا آسانی حاصل کر سکتا تھا اور اس کے حصول کے لئے صرف ہاتھ بڑھانے کی ضرورت تھی۔ تاہم اس کا حصول تقدیر الہی کے مطابق اسی شخص کے لئے ممکن تھا جسے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اس نور تک پہنچا دے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے ہدایت پا رہے ہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے شخص فرماتا ہے۔

گویا نفوس پہلے سے اس نور کے حاصل کرنے کی کوشش میں تھیں اور منتظر تھیں کہ کوئی ایسا سبب مل جائے جو اس نور تک پہنچا دے اس لئے مصنف علیحدہ طور پر یہ جملہ درمیان میں لائے ہیں تاکہ ہمتوں کو اپنی کوششوں اور اسباب سے بچھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر دیں اس لئے یہ کہا گیا کہ اس نور تک پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس کی توفیق ہے اس اعتبار سے کلام سابق کے بعد یہ جملہ نہایت بر محل ہے۔ (شیخ کا کلام ختم)

گمراہ اور جاہل دلوں کو ہدایت نصیب ہوئی

"یہ" یعنی نبی اکرم ﷺ کی بدولت یا اس نور کی برکت سے "اہمیت کی بنا پر اسے مقدم کہا گیا ہے اور باوجود سمیت کے ہے۔" "ہدایت القلوب" آپ کی برکت سے گمراہ اور جاہل دلوں کو ہدایت دی گئی۔ "تَعْدُو خَوْضَاتِ" "واؤ ساکن ہے۔ یہ خوشہ جمع ہے جس کا معنی ایک دفعہ پانی میں داخل ہونا ہے۔ مجازاً گفتگو کے شروع کرنے اور امر یا نفل اور فعل مذموم میں داخل ہونا۔ کو کہتے ہیں اس جگہ دلوں کا قتل میں واقع ہونا مراد ہے "الْمُتَّقِنِ قَتْلُ" جمع کی جمع ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی آزمائش میں واقع ہو جائے۔ کفر کو بھی قتل کہتے ہیں۔ اس جگہ کفر ہی مراد ہے۔ "وَالْإِفْقِ" اور گناہ میں۔ مطلب یہ ہے کہ دل، کفر، گمراہی، حیرت، اشتباہ، بدکاری اور تمام برے افعال میں مبتلا تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی بدولت ہدایت عطا فرمائی۔ یہ "ہدایت" اس جملہ کی ضمیر اگر قبس کے لئے ہے تو یہ اس کی صفت ہے یا جملہ مستانہ ہے اور اگر ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے تو یہ معطوف اور معطوف علیہ دو جملوں کے درمیان جملہ معترضہ ہے۔

"وَالْإِفْقِ" اس کا عطف آؤزی پر ہے یہ لفظ فسطہ سلیدہ وغیرہ میں باء کے ساتھ ہے جس کا معنی ہے حسین بنایا۔ نیچے سے ماخوذ ہے۔ ایک معتبر شخص میں الیقہ نون کے ساتھ ہے۔ ایک اور نسخے میں نیچے ہے۔ دونوں کا معنی ظاہر کیا اور واضح کیا ہے۔ صورت ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے۔ "خَوْضَاتِ" یہ الیقہ کا مفعول ہے اور "خَوْضِخ" کی جمع ہے۔ یہ اسم فاعل ہے۔ اسم مفعول ہے اور ایضاً سے مشتق ہے۔ جس کا معنی مشکف ہونا یا واضح کرنا ہے۔ یعنی وہ امور جو خود ظاہر ہیں یا دوسری چیزوں کو ظاہر کرنے والے ہیں (اگر اسم فاعل ہو) یا وہ امور جنہیں دوسری چیزوں نے واضح کیا ہو۔ کیونکہ "خَوْضِخ" غیر اسمعی کے تفسیر بطور لازم استعمال ہوتا ہے اور متعدی بھی استعمال ہوتا ہے۔

”الاعلام“ علم (پہلے وہ حرف مفتوح) کی جمع ہے، وہ نشان جس سے راستہ معلوم کیا جائے، مؤخرجات صفت ہے جس کی اضافت موصوف (اعلام) کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی وہ علامات جو ظاہر اور واضح ہیں، یا وہ علامات جن سے پہلے والوں کے لئے راستہ واضح ہو گیا، کیونکہ وہ علامات خود واضح ہیں۔ راستوں سے مراد ہدایت کے راستے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دین کے راستوں کی علامات کو روشن اور دکھل بنا دیا۔

”وقائیت“ قایمہ کی جمع ہے اور یہ لوگوں سے اسم فاعل ہے۔ جس کا معنی روشنی ہے۔ ”الانحکام“ اس سے مراد احکام شرعیہ جو انوار اور نکتوں پر مشتمل ہیں۔ ”وقائیت الاسلام“ یہ مشتق ہے انذار متعدی یا لازمی سے اور ”قنیقہ“ کی جمع ہے۔ اس سے مراد قواعد اسلام ہیں، جو خود واضح ہیں یا مشکلات کو ظاہر کرنے والے ہیں یا اس سے مراد دین کے وہ اصول و قواعد ہیں جو نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمائے، جن پر دیگر قواعد کا مبنی کرنا اور حاصل کرنا دشوار نہیں ہوتا۔

”فیہ فیصلہ“ پس نبی اکرم ﷺ حیرتی وحی اور ملک و حکومت کے اسرار کے کماحقہ معتمد مخالف ہیں، جن پر تو نے انہیں آگاہ کیا ہے اور جن کی حفاظت کا تو نے حکم دیا ہے۔ ”المناہون“ وہ جس پر احمق ہو کہ وہ تغیر و تبدل نہیں کرے گا۔ جس چیز کے حقیقی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اسے ظاہر نہیں کرے گا اور جس چیز کے ظاہر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسے نہیں چھپائے گا۔ مامون، امن کا نام معنی ہے اور اس کی تائید کرتے والی نصرت ہے۔ کیونکہ دونوں معنی کے اختیار سے برابر ہیں اگرچہ امن میں زیادہ مبالغہ ہے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ امن وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اسرار کی نہایت کے لئے پسند کیا اور ان کی حفاظت کے لئے پیدا فرمایا۔ جیسے کہ آئندہ عبارت میں اشارہ ہے۔

علوم خداوندی کے خازن

”وَحَازِنُ عِلْمٍ“ اور تیرے معلومات کا خزانہ جو تو نے انہیں عطا کئے۔ جلیقہ کی اضافت شرافت کے لئے ہے۔ ”المسخرین“ وہ علم جو عالم غیب میں محفوظ تھا۔ یہاں تک کہ تو نے اپنے حبیب ﷺ کی طرف نازل کیا اور صرف انہیں اس علم کا محافظ بنایا۔ کسی دوسرے کو نہیں۔ لہذا وہ تیرے علم کے خازن ہیں^۱۔ تو نے بعض علوم کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا، کیونکہ وہ تیرے اور ان کے درمیان راز ہیں، بعض کی تبلیغ کا حکم دیا جو ان علوم کے لائق ہو اور بعض علوم میں انہیں اختیار دیا۔ لہذا ان کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کے واسطے سے صرف ان لوگوں کو ہوگی جن کو تو پسند فرمائے گا۔

”وَسَيُجَنِّبُكَ“ یہ اگرچہ ”جَنَّبَ“ کے وزن پر ہے، لیکن ”جَنَّبَ“ کے معنی میں ہے، یہ صیغہ مبالغہ کے لئے بنایا گیا ہے، یعنی وہ ہستی جسے تو نے قیامت کے دن کے لئے پسند فرمایا ہے، آپ اپنی امت کے حق میں گواہی دیں گے اور امت مسلمہ اس بات کی گواہی دے گی کہ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں کو تبلیغ فرمائی تھی، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

۱۔ امام احمد رضا ریلوی فرماتے ہیں۔

مخزن اسرار علام الغیوب برزخ بحرین امکان و وجوب

فَكَتِيفٌ إِذَا جُفَّتَا مِنْ كُلِّ أَمَةٍ بِشَهِيدٍ وَجُفَّتَا بِكَ عَلَى هَذَا شَهِيدًا

پس کیا ہو گا اس وقت کہ ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ہمیں ان سب پر گواہ لائیں گے۔
 ”یَوْمَ الدِّينِ“ جزاء کے دن جیسے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔ ”وَبِعِطَّتِكَ يَا قَبِيلُ“ معنی ”مُفْعَلٌ“ ہے جس
 وہ رسول جنہیں تو نے ادا مرد تو اسی کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ ”بِعِطَّةُ“ یہ حال ہونے کی وجہ سے منسوب ہے، کیونکہ اس سے
 خود نعمت ہی ہے اور اس میں زیادہ مبالغہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اسماء شریفہ میں ایک اسم ”بِعِطَّةُ اللہ“ گزر چکا ہے۔ لہذا اسے حال
 ہی بتایا جائے گا۔ ”وَبِعِطَّتِكَ“ وہ بہتی جنہیں تو نے تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ”بِالْحَقِّ“ اس کا تعلق رسول کے ساتھ
 ہے، یعنی ایسے دین کے ساتھ جو واقع میں حق اور صحیح ہے ”وَحَقَّةُ“ یہ لفظ رسول سے حال ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ سے
 رحمت ہیں، جیسا کہ اس سے پہلے آپ کے اسماء شریفہ میں گزر چکا ہے، بحیثیت حال ہونے کے نصب میں زیادہ مبالغہ ہے، اس
 لئے اسی پر اکتفا کیا جائے گا۔

اللَّهُمَّ افْسَحْ لِي فِي عَذَابِكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ

اے اللہ! ان کے لئے جنت عدن میں جگہ وسیع فرما اور اپنے فضل سے نیکیوں سے بدرجہا

مِنْ فَضْلِكَ مُهْنَاتٍ لَهُ خَيْرٌ مُكَدَّرَاتٍ مِّنْ قُورٍ ثَوَابِكَ

زیادہ جزا دے جو آپ کے لئے خوشگوار ہوں، بے کم ورت، تیرے ثواب کے ہونے ثواب کی

الْمَحْلُولِ وَجَزِيلِ عَطَايِكَ الْمَعْلُولِ ۝ اللَّهُمَّ اَعْلِ عَلَى بِنَاءِ النَّاسِ

کامیابی اور تیری بے در پے آئے والی عظیم بخشش کے ساتھ، اے اللہ! لوگوں کی منزل پر آپ کی

بِنَاءُهُ وَآكِرِمُ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَنُزْلُهُ وَاتِّمِّمْ لَهُ نُورَهُ وَاجْزِهِ

منزل بلند فرما اور اپنی بارگاہ میں ان کا مقام اور ان کی مہمانی عزت والی بنا، ان کے لئے ان کا نور مکمل فرما، اور انہیں جزا

مِنْ ابْتِعَانِكَ لَهُ مَقْبُولِ الشَّهَادَةِ وَمَرْضَى الْمَقَالَةِ دَامَنْطِقِ

دے، اس بنا پر کہ تو نے انہیں بھیجا، گواہی کی قبولیت اور گفتگو کی پندہدگی کے ساتھ، جن کی گفتگو عدل

عَدْلٍ وَخُطَّةٍ فَضْلٍ وَبُرْهَانٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ

والی۔ فیصلہ شان دار اور دلیل عظیم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کی شان

عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ لَبَّيْكَ

کا احترام کرتے ہیں۔ ایمان والو! تم ان پر درود اور سلام بھیجو، سلام بھیجتا، اے اللہ!

اَللّٰهُمَّ رَبِّیْ وَ سَعَدَیْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلَائِكَةِ

اے میرے رب! میں بار بار حاضر ہوں اور تیرے دین کی خدمت کے لئے تیار اللہ احسان فرماتے والے اور مہربان۔

الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ

مقرب فرشتوں، انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین اور تیری تسبیح کرنے والی ہر چیز کے درود

لَكَ مِنْ شَیْءٍ یَّارَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ

نازل ہوں۔ اے رب العالمین! ہمارے آقا محمد بن عبد اللہ پر جو انبیاء کے خاتم

النَّبِیِّیْنَ وَ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

رسولوں کے سردار، متقین کے امام، رب العالمین کے رسول

الشَّاهِدِ الْبَشِیْرِ الدَّاعِیِ اِلَیْكَ بِاَذْنِكَ السَّوَّاجِ الْمُنِیْرِ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

حاضر و ناظر، خوشخبری دینے والے، تیرے اذن سے تیری طرف بلانے والے، روشن چراغ اور ان پر سلام ہو

عدن مقام رحمت کا نام ہے

کے "الْفَسْحِ" ابتداء میں ہمزہ وصلی اور سین مفتوح ہے، یعنی وسیع فرمایا ایک نئے میں ہمزہ قطعی اور سین مکسور ہے (الفصحیح) یہ معنی کے اعتبار سے زیادہ ظاہر ہے لہذا یہ ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے "فَیْ عَذْبَکَ عَدْنُ" کی دال ساکن ہے یعنی وہ مقام رحمت جس میں تو انہیں ٹھہرائے گا، یا اس سے جنت عدن مراد ہے جو بہترین اور اعلیٰ و افضل جنت ہے۔ اسی میں وہ ٹیلہ ہے جہاں دیدار الہی ہو گا۔ "عَدْنُ بِالْمَعْنٰی" کا معنی ہے فلاں مکان میں قیام کیا۔ جنات عدن کا مطلب ہے قیام کی جنتیں۔ جنت دار قیام ہی ہے، وہاں سے منتقل نہیں ہوتا پڑے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ وہ ناپیدہ جنتیں ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا ہے۔ "فَیْ عَذْبَکَ" میں اضافت، مضاف کی شرافت ظاہر کرنے اور اللہ تعالیٰ سے لطف و کرم طلب کرنے کے لئے ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے لئے وسعت کی دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے مقام کے حسن و جمال میں اضافہ فرما۔

"وَ اجْزَیْہُ" یہ ہمزہ وصلی ہے یعنی انہیں بدلہ عطا فرما، متعدد نسخوں میں ہمزہ قطعی پایا گیا ہے۔ اجْزَیْہُ یہ جائزہ سے ماخوذ ہے جس کا معنی عطیہ ہے، یعنی انہیں عطیہ اور انعام عطا فرما، اس سے پہلے کسی قدر بیان ہو چکا ہے کہ آپ پر کتنی ذمہ داریاں ڈالی گئیں اور آپ نے انہیں کس بہمت سے بھلایا، یا اللہ! تو ہی ان تمام کوششوں کی جزا عطا فرما۔

"مَنْصُفًا عَفْصًا الْخَیْرَ" یہ اجْزَیْہُ کا مفہول ثانی ہے، یعنی آپ کی نیکی سے لاتعداد گنا زیادہ اجر و ثواب عطا فرما (اس وقت

اضافت لازمی ہے یا یہ صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے۔ یعنی کئی گنا زیادہ بھلائیاں عطا فرما، حکم شریعت کے مطابق صفت کی ہر نیکی کا ثواب دس گنا اور اس سے زیادہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ بے چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے۔ اس کا فضل بہت ہے۔

”یعنی فضیلت“ اپنے فضل و کرم سے، کیونکہ تو قائل مختار ہے جسے چاہتا ہے، محض اپنے اختیار سے نوازتا ہے، نہ تو کسی شخص پر حق ہے اور نہ تجھ پر واجب ہے۔

”مُضَنَّب“ مَضَنَّب کی جمع ہے (مضموم، باء مفتوح، نون مفتوح، مشدود اور حمزہ مفتوح ہے) یہ مَضَنَّب سے اسم مفعول ہے۔ جس کا معنی ہے کسی چیز کا جاری کرنا اور مشقت کے بغیر آسان کرنا۔ یہ مضامضات سے حال لازم ہے۔ یعنی وہ کثرتیں رکاوٹ اور مشقت کے بغیر عطا کی جائیں۔

”عَظِيمٌ مُّكَذَّرٌ“ دال مشدود مفتوح ہے، یہ مُّكَذَّرٌ سے ماخوذ ہے جو صفائی کے مقابل ہے، یعنی وہ کثرتیں تکالیف اور مصائب کی آمیزش سے پاک ہوں۔ ایسے مقام پر شائبہ تکلیف کی صراحت کے ساتھ نفی زیادہ مناسب ہوتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

صِبَاغَةُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

اس میں یہ تصریح ہے کہ جن لوگوں پر انعام ہے ان پر نہ غضب ہو گا اور نہ وہ گمراہ ہوں گے۔ مزید برآں یہ بھی معلوم ہو کہ ہدایت یافتہ لوگ نہ یہودی ہیں نہ عیسائی، کیونکہ مغضوب عظیم اور ضالین کی تفسیر اسی دو گروہوں سے کی گئی ہے۔ ”یعنی“ اس کا تعلق مہنات سے ہے یا یعنی فضیلت سے بدل ہے۔ ”غور“ اس کا معنی ہے مقصد کو کامیابی اور صلاحیت کے ساتھ حاصل کر لینا۔ ”غواہک“ وہ اجر کہ اے اللہ! تو عمل صالح پر عطا فرماتا ہے یا تو جزا دیتا ہے۔ ثواب کا معنی وہ جزا اور اجر ہے جو عمل صالح پر عطا کیا جاتا ہے۔ ”غور“ مصدر معنی اسم مفعول ہے جس کی اضافت موصوف کی طرف ہے یعنی وہ ثواب جس کے ساتھ کامیابی حاصل کی گئی ہے۔

”الْمُخْلَقُونَ“ یہ اسم مفعول خلق سے ماخوذ ہے، جس کا معنی نازل ہونا یا ٹھہرنا ہے، اس اعتبار سے ”الْقَوَائِدُ وَالْمُخْلَقُونَ“ کا معنی وہ اجر ہے جس میں قیام کیا جائے۔ بعض حضرات نے کہا خلق بمعنی فِجْد (یا لیا) ہے، اب معنی ہو گا وہ ثواب جس کا استحقاق حاصل ہے۔ ”وَجَزَائِلُ عَظَمَاتِكَ“ اور حیرے عظیم احسان سے عطا ہونے والا ہے، جس کا معنی دینا ہے۔ عطا کا استعمال بمعنی عطیہ بھی ہوتا ہے۔ ”الْمُخْلَقُونَ“ غلّ بعل کا معنی ہے ایک کے بعد دوسری دفعہ بلانا، مراد یہ ہے کہ یہ عظیم عطا پر درپے عطا فرما۔

”اللَّهُمَّ اغْنِ“ اے اللہ بلند فرما! غنی بننا، الثواب دوسرے لوگوں کی منزل سے اوپر، یعنی تمام عمل کرنے والوں کے عمل سے آپ کا عمل بلند فرما، یا یہ مطلب ہے کہ جنت میں آپ کا مقام ہر مقام سے اور آپ کا مرتبہ اپنی بارگاہ میں ہر مرتبہ سے بلند فرما، اور آپ کی ذات کو تمام مخلوقات سے زیادہ شرافت عطا فرما، یا یہ مطلب ہے کہ آپ کے دین کی علامات، قلعہ ایسی ملت

آپ کے معجزات، آپ کے اخلاق و شمائل کو دوسروں کی نسبت افضل و اعلیٰ بنا، عرب مجازی طور پر ان امور کو بنا کہتے ہیں۔

حصول نور کی دعا

”وَأَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا تَدْرِيكَ“ ان کی جائے قیام کو اپنی بارگاہ میں حسین اور پندیدہ بناؤ نَزْلَةُ نُورٍ اور زاء دونوں مضموماً ہیں۔ وہ عظام جو مہمان کی آمد پر تیار کیا جاتا ہے۔ وَأَنْتَ سَمِعْتَ لَكَ نُورُكَ اور ان کے لئے وہ نور مکمل فرما جو تو نے ان کی ذات میں رکھا ہے۔ یعنی اس نور کو کمال عطا فرما یہاں تک کہ وہ آپ کی تمام اطراف، حواس اور دل میں جلوہ افروز ہو۔ جیسے حدیث شریف میں ہے: اے اللہ! میرے دل میں اور میری قبر میں نور پیدا فرما (حدیث) اور انہیں آخرت میں نور کامل عطا فرما یہاں تک کہ جنت کے نور سے متصل ہو اور اس میں زیادہ قوت ہو۔ غالباً معصی کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَنْفُسِهِمْ يَمْشُونَ وَبَنَّا نُورًا لَّنَا تَنُورُنَا (الایہ)
اس دن اللہ تعالیٰ نبی اور ان پر ایمان لانے والوں کو بے قدر نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب چمک رہا ہو گا وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے لئے ہمارا نور مکمل فرما!

اس کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے قدر نہیں کرے گا اور انہیں کوئی تکلیف دہ چیز نہیں دکھائے گا۔ پیش صراط پر ان کا نور آگے اور دائیں جانب چمک رہا ہو گا اور وہ کہیں گے اے رب! ہمارا نور ہمارے لئے مکمل فرمائی اے قائم و دائم فرما اور اسے جنت کے نور سے متصل فرما یا نور سے مراد دین کا نور ہے اور اسے مکمل کرنے سے تمام دنیا میں پھیلانا اور تمام دھول پر غالب کرنا مراد ہے۔

”وَأَجْزُهُ مِنْ ابْتِغَاءِ لَكَ“ جہنم الفیل کے لئے اور ابتعاث باب القتل کا مصدر ہے، بحث کا معنی اٹھانا اور بھینچنا ہے۔ اس جگہ مراد یا تو قیامت کے دن اٹھنا ہے یا دنیا میں رسول بنا کر بھینچنا ہے۔ ”مُتَّبِعُونَ الشَّيْطَانِ“ اجزہ کا متعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس جگہ صفت کی اشاعت مفعول کی طرف ہے یعنی شہادت مقبولہ اس سے مراد قیامت کے دن انبیاء اور ان کی امتوں کے بارے میں گواہی دینا ہے مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! چونکہ تو نے اپنے حبیب ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے میری راہ میں تکلیفیں برداشت کیں اس لئے انہیں جزا عطا فرما اور آخرت میں ان کی شہادت کو قبولیت عطا فرما یہ اس کے عمل کے مناسب ہے کیونکہ آپ جن کے حق میں یا جن کے خلاف گواہی دیں گے یہ وہی لوگ ہوں گے جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا تھا۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جب تو انہیں قیامت کے دن اٹھائے گا تو انہیں یہ جزا عطا فرما کہ ان کی شہادت قبول فرما جس کے لئے انہیں ابتداء بعثت سے تیار کیا گیا ہے۔ لہذا ان کی شہادت کسی وقت بھی روئے کی جائے اور جس عمل کی یہ جزا ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا۔

ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو جزا عطا فرما اس لئے کہ تو نے انہیں رسول بنا کر بھیجا اس حال میں کہ وہ عداقت، عدالت اور امانت کی صفات سے متصف ہیں۔ یہ اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ بعثت سے پہلے پندیدہ انوال اور پاکیزہ

صفات سے متصف تھے۔ یہاں تک کہ امین اور یامون کے لقب سے مشہور تھے۔ اس صورت میں ”مَقْبُولُ الشَّهَادَةِ“ کہی جاتی ہے۔ اس صورت میں جس جزا کی دعا کی گئی ہے وہ لفظوں میں مذکور نہیں ہوگی بلکہ ان احوال پر مباحث ہونے کی جزا وہ ہے جو آپ کے شبان شان ہے۔

کلام عرب میں شہادت کا معنی حاضر ہونا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”فَضْلُ شَهِدٍ بِكُمْ الشَّيْءِ فَلْيُصَلِّهِ“ (الایۃ) قرآن سے جو نام رمضان کو حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے۔ پھر اس کا استعمال امر معلوم کے بیان کرنے میں کیا گیا ہے خواہ یہ علم حضور ﷺ سے حاصل ہو یا اس کے بغیر۔

”وَمِنْ صِفَتِ الْمَقْبُولَةِ“ مَرْجِعُ اس مفعول ہے زَجْزِیْ یَزْجِیْ سے ’مقالہ سے مراد محقق ہے‘ تو آپ شہادت اور شفاعت دوران فرمائیں گے آپ کی بات نہ تو رد کی جائے گی نہ اس پر ناراضگی کا اظہار ہو گا۔

”ذَا مَطْلَقُ غَذَلٍ“ مقبول الشہادۃ پہلا حال تھا اور یہ دوسرا حال ہے۔ ذاکا کا معنی صاحب۔ مَطْلَقٌ مَنَکَلُو اور عدل وہ چیز ہو اعتدال پر اور حق سے جدا نہ ہو اس سے مراد وہ تعریفیں جو صرف نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔ دوسرا نہیں کرے گا۔ وَخُطَّةُ اس کا عطف منطق پر ہے۔ خاء مضموم اور ط مشدود ہے۔ اس کا معنی ہے شے۔ قصہ اور طریقہ قصہ اس کا معنی ہے قطع کرنا اس سے مراد حق و باطل کے درمیان فاصل ہے ”وَنُزْهَانِ غَضَبِیْنِ“ یہاں کا معنی دلیل اور عظیم کا قوی اور ظاہر ہے۔

یہ گیارہواں درود شریف۔ شفا شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے مذکور ہے۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ شیخ الدین بن الحسین المرغنی نے اپنی کتاب ”تحقیق النصرة“ میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: مروی ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ وصال کے بعد آپ کے اہل بیت نے آپ پر نماز پڑھی تو لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا کہیں۔ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: حضرت علی سے پوچھو۔ انہوں نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَخَلِیْکَہُ (الایۃ) غالباً وہ اس صلوٰۃ سے پہلے تم کے لئے یہ آیت لائے ہیں نیز مقصد یہ ہے کہ درود شریف سورۃ و معنی اس آیت پر مرتب ہو اور جب اس آیت کے درود شریف پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو۔

”تَبِیْثٌ“ میں تیری تعمیل بار بار کرتا ہوں۔ ”اَللّٰہُمَّ زَیْنِ“ اے اللہ! اے میرے خالق و مالک! میرے آقا اور محبوب! اور وہ ذات جس نے اپنے احسان سے میری پرورش کی! اپنے کرم سے مجھے غذا دی! اپنے الطاف کا عادی بنایا! اور مجھے اپنے سے نوازا! ”زَیْنِ“ یاہ تکلم کی طرف مضاف ہے۔ یہ دوسرا مناد دی ہے۔ جس کا حرف ندا حذف کیا گیا ہے کیونکہ یہی نزدیک ”اَللّٰہُمَّ“ کا ہم باہد کو وصف بننے سے روک دیتا ہے۔ ”وَسَعْدُکَ“ اور تیری طاعت اور تیرے احکام کی تعمیل کے بار بار کوشش کرنے والا ہوں۔ لفظ ”سَعْدُکَ“ ”تَبِیْثُکَ“ کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے۔ یہ دونوں لفظ مفعول مطلق ہونے کی سے منصوب ہیں اور ان کے عامل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جیسے نحو میں معلوم و مشہور ہے۔ یہ دونوں شبیہ کے صحیفے محض اور تکرار کے لئے ہیں۔ (مطلب یہ کہ بار بار حاضر ہوں اور تعمیل حکم کے لئے تیار ہوں) جس شخص کو حکم دیا گیا ہو اس

تفہیل کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) قولی جیسے لَتَيْتَكَ وَصَغَدْتُكَ اور سَبَّغْنَا وَاطْلَعْنَا (ہم نے سنا اور اطاعت کی) وغیرہ۔ (۲) فعلی جو حکم دیا گیا ہو اسے شروع کر دینا جیسے اس جگہ صَلَّوْا ثَلَاثًا (آخر تک)

”صَلَّوْا ثَلَاثًا“ یہ مبتدا ہے (اور علی سیدنا خبر ہے) یہ جمع ہے صلوٰۃ کی۔ ابو عبد اللہ عربی فرماتے ہیں صلوٰۃ کا استعمال دو طرح ہے۔ (۱) بطور اسم اس کا معنی رحمت ہے۔ (۲) بطور مصدر یعنی صدور رحمت۔ چونکہ جنس مصدر حقیقت واحد ہے واجب ہونے کے اعتبار سے اس میں تعدد نہیں ہے، اس لئے اس کی جمع اقسام اور احوال کے لحاظ سے ہی لائی جائے گی۔

صلوٰۃ کی تفسیر

لفظ صلوٰۃ کی تفسیر رحمت خاصہ سے کی گئی ہے، اس کی بے شمار قسمیں اور حالتیں ہیں۔ اسی لئے اس جگہ جمع کا صیغہ لایا گیا ہے، تاکہ ان اقسام اور احوال کے حاصل کرنے پر دلالت ہو، پھر صلوٰۃ کی اضافت اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انبیاء و اولیاء کی طرف کی جاتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک سے صلوٰۃ کی تمام قسمیں اور تمام حالتیں مطلوب ہیں۔ (شیخ عربی کا کلام ختم)

اس جمع کی ایک دوسری توجیہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ صلوٰۃ کی اضافت متعدد افراد کی طرف ہے، ان کے تعدد کے پیش نظر صیغہ جمع لایا گیا ہے۔ ان تمام افراد سے صلوٰۃ مطلوب ہے، عام ازیں کہ ان میں سے ہر ایک کی صلوٰۃ ایک ہی قسم کی ہو یا مختلف اقسام سے ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ زید، عمرو اور خالد کے کپڑے ہیں، خواہ ان میں سے ہر ایک کا ایک کپڑا ہو یا متعدد۔

”الْحَبِیْبُ“ اسم جلالت (اللہ) کی صفت ہے۔ اس کا معنی ہے وعدے کا سچا، احسان کرنے والا جو مخلوق کو لطف و کرم سے نصیبتن عطا فرماتا ہے۔ ”الْمَرْحُومُ“ یہ دوسری صفت ہے۔ رحمت سے مشتق اور مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ ”وَالْمَلٰٓئِکَةُ“ یہ عِلَّک کی جمع ہے، فرشتہ وہ جسم لطیف و نورانی ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور ایسے ایسے مشکل کاموں پر قدرت رکھتا ہے کہ انسان ان پر قادر نہیں۔ یہ ان حضرات کا مذہب ہے، جو مجذبات کو نہیں مانتے اور ممکن کی دو قسمیں ہی قرار دیتے ہیں۔ (۱) جو ہر (باری) (۲) عرض، یہ اکثر اشاعرہ کا مذہب ہے۔ لیکن بعض اشاعرہ مجذبات کے قائل ہیں۔ مثلاً امام غزالی، امام رابعی، امام حلیمی اور یہ تمام متفقین صوفیہ کا مذہب ہے، ان کے نزدیک فرشتہ وہ ممکن ہے جو متمیز (جو قابل اشارہ حد نہ ہو) نہیں اور نہ کسی متمیز کے ساتھ قائم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ فرشتہ دو مجرد ہے جس سے خبر ہی صادر ہوتی ہے اور ہمیشہ ذکر کرتا ہے۔ مفسر اور فخر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں مجرد کے ثابت کرنے میں توقف کیا ہے۔ بہر صورت اس پر اتفاق ہے کہ فرشتے معزز بندے ہیں ہمیشہ مصروف طاعت رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی تفہیل کرتے ہیں، کسی حکم کی مخالفت نہیں کرتے۔

مثنیٰ میں الْمَلٰٓئِکَةُ پر الف لام جنس کے لئے ہے۔ یعنی جنس ملائکہ مراد ہے، یا عہد کے لئے ہے کہ اس کا اشارہ ان فرشتوں کی طرف ہے جن کا ذکر آیت مبارکہ اِنَّ اللّٰهَ وَٰفٍ لِّمَا یَعِدُّکُمْ میں ہے۔ یا مضارع الیہ کے عوض ہے یعنی اصل میں وَفَّی لَکُمْ اَمَّا کہ آیت کے مطابق ہو جائے۔

”الصَّالِحِينَ“ یہ جمع ہے مشقوت کی اور اسم مفعول کا صیغہ ہے، قرب مقابل بعد ہے۔ اس کا استعمال زمان و مکان نسبت مجہول رعایت اور مقدار کے لئے ہوتا ہے لیکن اس جگہ مرتبہ و مقام کے اعتبار سے قرب مراد ہے یعنی وہ فرشتے ہو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ ہیں۔ آیت مبارکہ میں ملائکہ کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، اور مقررین کی صفت اس اضافت کی تفسیر ہے کیونکہ یہ اضافت تشریف کے لئے ہے اور فرشتوں کی شرفیت اللہ تعالیٰ کا قرب ہی ہے، اس صفت کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ فرشتے مقرب ہیں کچھ نہیں بلکہ یہ صفت کاٹھ ہے یعنی سب ہی فرشتے مقرب ہیں۔ اگرچہ مراتب قرب میں مختلف ہیں۔ یہ مقام ایسا ہے جہاں تقسیم اور تکثیر مناسب ہے۔

”وَالصَّادِقِينَ“ اس میں رسولان کرام عظیم السلام بھی داخل ہیں۔ ”وَالصَّادِقِينَ“ میں نے شیخ المشائخ ابو عبد اللہ العربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بعض تالیفات میں۔ ان کے ہاتھ کی کھسی ہوئی تحریر میں دیکھا، وہ فرماتے ہیں ”صِدْقٌ“ جمع صادق ہے۔ صدیق (صاد اور دال مشدود مکسور کے ساتھ) صدق سے ماخوذ، مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کے حکم کو ماننا ہے۔ خبر کی دو حیثیتیں ہیں۔ (۱) خبر دینے والے کے لحاظ سے اس کی صفت صدق ہے۔ (۲) جس کی خبر دی گئی ہے اس اعتبار سے اس کی صفت تصدیق ہے۔ افعال فعل کا اثر اور اس کے تصور کی جگہ ہے۔ نبوت کی شان خبر دینا اور صدقیت کی شان تصدیق ہے۔ لہذا صدیق نبوت کا خزانہ، اس کے اسرار کا امین اور اس کی دراشت کا حامل ہے۔ صدیق کو صداقت ورے میں ملتی ہے، صدیق وہ ہے جسے صدق بھی حاصل ہے اور تصدیق بھی، جس کے قول، فعل اور حال میں سچائی لازم اور اس قدر راسخ ہے کہ اس کا خلاف واقع نہیں ہوتا، اس کا قول، فعل اور حال ہر ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہے، اسی لئے صدیق کا درجہ انبیاء کے بعد سب سے زیادہ بلند ہوتا ہے۔

شہداء کون ہیں؟

وَالشَّهِيدَ شَهِيد کی جمع ہے شریعت میں جب بغیر کسی قید کے شہید کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں دین کی قربانی کے لئے چہلو کرتے ہوئے جان دینے والا مراد ہوتا ہے۔ یہ فاعیل معنی مفعول اور شہادت سے مشتق ہے، اسے شہید اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے لئے جنت یا اللہ تعالیٰ سے وفا کی گواہی دی گئی یا فاعیل معنی فاعیل اور مشاہدہ سے ماخوذ ہے۔ یعنی وہ شخص عالم ملکوت کا مشاہدہ کرتا ہے، فرشتوں کو دیکھتا ہے اور وہ کچھ دیکھتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ یا شہود (حاضر ہونا) سے مشتق ہے، یعنی روح کے بدن سے جدا ہوتے وقت بارگاہ الہی میں حاضر ہو رہا ہے، شریعت میں میدان جنگ میں جان دینے والے کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی شہید کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (مثلاً جل کر یا ڈوب کر مر جائے) یہ لوگ اجر و ثواب میں شہید کے ساتھ ملحق ہیں۔ (اگرچہ دنیاوی طور پر ان پر شہداء کے احکام جاری نہیں ہوتے)

”وَالصَّالِحِينَ“ یہ ضامع کی جمع ہے، صالح وہ ہے جس کے افعال اور احوال درست ہوں، یا وہ کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے ضروری حقوق ادا کرے، یا وہ کہ مناسب کام کرے اور نامناسب کام ترک کر دے۔ مطلق صالحین کا لفظ فرشتوں، انسانوں اور

ہنوں کو شامل ہے۔ اس کے کچھ دوسرے معانی بھی ہیں لیکن اس جگہ آیت قرآنیہ کے مطابق انعام یافتہ حضرات انبیاء و صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے جو نفی قسم مراد ہے یعنی وہ جو طاعات اور ظاہری عبادات کو باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں۔

تسبیح کا معنی اور قسمیں

”وَمَا تَسْبِيحٌ“ اس کا عطف اسم جالت پر ہے یعنی ہر وہ چیز جو تیری تسبیح خواہ ہے اس کے درود، تسبیح کا مطلب اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور اس کی وحدانیت بیان کرنا ہے۔ جس سے تمام فحائش کی نفی اور وجوب وجود کا ثبوت لازم آتا ہے۔ اس حزیب کا مطلب اللہ تعالیٰ کو معطل ماننا نہیں ہے بلکہ غیر سے کمال حقیقی کی نفی کر کے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا اور نقص و عدم کی اس سے نفی کر کے غیر کے لئے ثابت کرنا مقصد ہے۔

”جن“ بیان ہے، شئی، معنی موجود ہے، کوئی چیز ہے جو اس کی تسبیح نہیں پرستی، ارشاد ربانی ہے۔

وَأَنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِيحُ بِحَمْدِهِ

ہر شے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کہنے والی ہے۔

نیز فرمایا:

تَسْبِيحٌ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہتی ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ تسبیح گفتگو سے متعلق رکھتی ہے یا زبان حال سے۔ جو لوگ اسے گفتگو سے متعلق قرار دیتے ہیں وہ زبان حال سے، کی جانے والی تسبیح سے زائد تسبیح ثابت کرتے ہیں، ورنہ زبان حال سے تو ہر ممکن تسبیح خواہ ہے۔

وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لِّدَلٰلَتِهِ ۚ تَذْكُرُ عَلٰی اَنَّهُ وَّاحِدٌ

ہر ممکن میں اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

تسبیح کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ تسبیح جو کلام نفسی سے ہو، اس کے لئے علم ضروری ہے، اور علم کے لئے زندگی ضروری ہے۔ اس زندگی سے مراد وہ زندگی نہیں جو جسم اور مزاج کے بغیر متصور نہیں ہو سکتی، کیونکہ اہل سنت کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جسم علم و ادراک کے لئے شرط نہیں ہے۔ (۲) صرف الفاظ سے عبارت ہے جو حروف اور آوازیں پر مشتمل ہیں، اس کے لئے شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک علم اور زندگی ضروری نہیں ہے۔

ہر شے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے، وہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتی ہے اور ہر وہ چیز جس کا رب اللہ تعالیٰ ہے حضور امیر عالم ﷺ اس کے ثبوت میں ہیں، جو مدد پہنچتی ہے وہ آپ ہی کے واسطے سے ہے، لہذا ہر شے اپنے پیدا کرنے والے کی حمد و ثناء اور شکر بجالاتی ہے اور اس ذات اقدس کی توصیف و ستائش کرتی ہے جو ذریعہ بقا اور حصول کلمات کا واسطہ

مصنف کے قول "وَغَا سَبِّحْ" میں ما الفاظ عموم سے ہے جو ہر تسبیح کرنے والے کو شامل ہے، چونکہ ہر موجود تسبیح کرنے والا ہے، لہذا ہر موجود کو شامل ہو گا اور ہر موجود سے صلوة مطلوب ہوگی۔

"يَا ذَا زَيْدٍ الْعَالَمِينَ" یا حرف ندا ہے، اس کے ذریعے یا تو مکان کے اعتبار سے بعید کو ندا کی جاتی ہے، یا جلالت اور رتبت کے لحاظ سے بعید کو پکارا جاتا ہے۔ اس جگہ دوسری صورت مراد ہے۔ ان عظیم نے کہا "عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم ماسوی اللہ تعالیٰ کے مجموعے کو بھی کہا جاتا ہے" اور اس کے اجزاء انسان اور جن وغیرہ کو بھی عالم کہا جاتا ہے، اسی اعتبار سے اس کی جمع عالمین لائی جاتی ہے۔

جس "عَلَى سَيِّدِنَا" یہ حرف جار فعل مقدر (ثبوت وغیرہ) کے متعلق ہو کر ضلوات اللہ کی خبر ہے۔ یہ جملہ لفظاً خبر اور مسر انشاء و طلب ہے۔ مقصد یہ ہے "اے اللہ! درود بھیج تو اور درود بھیجیں تیرے فرشتے۔ تمام اہل ایمان یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور تمام موجودات جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے والے ہیں اور اس کی وحدانیت کی گواہی دینے والے ہیں۔"

درود شریف میں تعظیم کے الفاظ کا لانا

"سَيِّدِنَا مُحَمَّدٌ" صحیح یہ ہے کہ درود شریف میں لفظ سیدنا اور مولانا وغیرہ الفاظ تعظیم و توقیر کا لانا جائز اور بہتر ہے۔ نماز کے اندر اور باہر ہر جگہ اس کا استعمال کیا جائے گا البتہ! قرآن پاک کی آیت یا کسی روایت میں جس طرح واقع ہے اسی طرح باوجود اور بیان کیا جائے گا۔

برنلی نے فرمایا: اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں گے جو تعظیم و تشریف کے مقتضی ہوں، اس عربی نے ایک سو سے زیادہ ایسے الفاظ گنوائے ہیں۔ صاحب منکح الفلاح فرماتے ہیں، تم لفظ سیدنا ہرگز ترک نہ کرو، اس میں ایک راز ہے جو اس عبارت کا التزام کرنے والے پر ہی منکشف ہوتا ہے۔

"محمد بن عبد اللہ" ابو عبد اللہ عربی نے فرمایا کہ یہ اس جگہ اسم شریف آیت میں واقع النبی انصَلُون عَلَى النَّبِيِّ تفسیر ہے، اس لئے والد ماجد کا نام ذکر کرنا بہتر ہے، کیونکہ یہ مقام تشریف اور بیان کے لئے ہے اور نسب بھی ایسا کہ اس پر ہر طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام

"خَاتَمُ النَّبِيِّينَ" یہ اسم شریف محمد کی صفت ہے، اس لئے مجرور ہے، اسے ماضی سے الگ کر دیا جائے تو مرفوع اور منصوب بھی پڑھا جاسکتا ہے، الگ کرنا اس جگہ بہتر ہے، کیونکہ رفع کی صورت میں ضمیر مقدر ہوگی اور نصب کی صورت میں فعل مقدر ہوگا، ہر صورت یہ مستقل جملہ بن جائے گا۔

"خَاتَمٌ" کی تاء پر فتح اور کسر دونوں پڑھے جاسکتے ہیں۔ قرآن پاک میں "وَ خَاتَمَةُ النَّبِيِّينَ" کو دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

مخافہ۔ تاء کے فتح کے ساتھ مرگانے کے آئے کو کہتے ہیں۔ کسی چیز کے مکمل اور ختم ہونے پر جس چیز کے ساتھ مرگانے جاتی ہے اسے خاتمہ اور خلاص کہتے ہیں۔ خاتمہ تاء کے کسر کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہو گا کہ آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے ختم کرنے والے اور ان کے آخر میں آئے والے ہیں۔ لہذا نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے اور نہ آپ کے ساتھ۔

”وَسَيَدُ الْمُسْلِمِينَ“ اور رسولوں کے رکبیں اور بزرگ ”وَإِيَادِ الْمُشْكِينَ“ اور متقیوں کے مقتدا۔ ”وَرَسُولِي وَبِالْعَالَمِينَ“ شیخ ابو عبد اللہ عربی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول کی رب العالمین کی طرف اضافت میں اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت عام ہے کیونکہ لفظ رسول عام ہے، جن لوگوں کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں ان کی کوئی تخصیص نہیں ہے، قید ہے تو یہ کہ بھیجے والے کی طرف اضافت کی گئی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت تمام جہانوں کو شامل ہے تو اس کی جمعیت میں رسالت بھی تمام جہانوں کو شامل ہوگی اور آپ کی کائنات کے ہر فرد کی طرف اس کے حسب حال توجہ ہوگی۔

نبیوں اور فرشتوں کے رسول

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی بھیجے گئے ہیں۔ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے۔ امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت طلحی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ امام رازی اور برہان نفی نے اپنی تفسیر میں اس پر اجماع نقل کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

بارک ہے وہ ذات جس نے اپنے عبد خاص پر قرآن اتارا تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سنائیں اس کی تفسیر میں علامہ نفی فرماتے ہیں:

انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں

اہل علم فرماتے ہیں اس آیت سے متعدد احکام معلوم ہوتے ہیں، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ”لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا“ ہم مکلفین جن انسان اور فرشتوں کو شامل ہے۔ لیکن ہمارا اجماع ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھیجے ہوئے نہیں ہیں، لہذا آپ تمام انسانوں اور جنوں کی طرف مبعوث ہوں گے۔

تفسیر کبیر کے ایک نسخے میں ”لِكُنَّا أَجْمَعًا“ (لیکن ہمارا اجماع ہے) کی بجائے ”لِكُنَّا يَشَاءُ“ (لیکن ہم نے بیان کیا) ہے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں کہ اگر أَجْمَعًا (ہمارا اجماع ہے) بھی ہو تو اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ امت کا اجماع ہے۔ ایسے الفاظ اس جگہ استعمال کئے جاتے ہیں جہاں مظاہرہ کے دونوں فریق کسی بات پر متفق ہوں۔ بلکہ اگر وہ یہ تصریح بھی کر دیں کہ اس مسئلے پر امت کا اجماع ہے تو بھی ان کی یہ تصریح مقبول نہ ہوگی، امام سبکی ارشاد باری تعالیٰ ”لِيَكُونَ

بَلْعَالْبَيْنِ نَذِيرًا“ کے تحت فرماتے ہیں، اکثر مفسرین نے اس کی تفسیر جن اور انسان سے کی ہے، بعض نے کہا کہ فرشتے بھی ضمن میں داخل ہیں۔

خاصہ یہ کہ صرف امام رازنی اور صفی کا کسی امر پر اجماع نقل کر دینا، علماء نقل کے نزدیک جہت نہیں بن سکتا کہ لوگ اجماع کے نقل کرنے کا وارود دار ابن منذر اور ابن عبد البر ایسے ائمہ اور حفاظ امت اور اطلّاع میں ان سے بلند مرتبہ حضرات مثلاً ائمہ اربعہ اور وسعت اطلّاع اور حفظ و ضبط میں ان کے قریب قریب حضرات پر ہے۔ یہ حضرات علماء نقل کے نزدیک مشہور و معروف ہیں تفصیلاً ان کے ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔

اس مسئلے میں کسی ایک جانب کو قطعی طور پر راجع قرار دینے کی بجائے توقف بہتر ہے (ابن ابی الشریف کا قول ختم ہے اس سے پہلے انہوں نے فرمایا کہ شاید امام حلی کا قول اس مسئلہ پر مبنی ہے کہ فرشتے انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ وہ اگرچہ اہل سنت میں سے ہیں، لیکن فضیلت ملائکہ کے مسئلے میں مختلف ہے۔ (علامہ ابن ابی الشریف کا کلام ختم ہوا)

علامہ تقی الدین سبکی نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ملائکہ کی طرف بھی مبعوث ہیں، انہوں نے اس دعوے پر آیت سابقہ سے استدلال کیا ہے، کیونکہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ آیت میں عہد سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں اور عالم ماسوی اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں، لہذا ”العالَمین“ تمام جنوں، انسانوں اور فرشتوں کو شامل ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، محققین کی ایک جماعت کے نزدیک یہی اصح ہے۔ فرشتے اگرچہ معصوم ہیں، ان کی طرف آپ کی بعثت کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی تعلیم، آپ پر ایمان لانے اور آپ کا ذکر پھیلانے کے مگلت ہیں۔

تمام جنوں اور انسانوں کی طرف آپ کی بعثت پر اتفاق ہے۔ علامہ بازنی نے تو یہ بھی کہا کہ آپ حیوانات، جمادات اور شجرہ کی طرف بھی مبعوث ہیں۔ سابقہ ”مُتَقَاتِلُوا“ پر بھی منطبق ہے، کہ یہ تمام چیزیں آپ پر ایمان لانے کی مگلت ہیں۔

ہر شئی تسبیح پڑھتی ہے

حضرت تہیٰ نے فرمایا کہ آپ کے ان چیزوں کی طرف مبعوث ہونے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور اک عطا فرماتا ہے کہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کے حکم کی تعلیم کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شے حقیقتاً تسبیح خواں ہے نہ کہ صرف زبان حال سے جیسے کہ بعض کا گمان ہے۔ ایک جماعت نے جمادات کی طرف آپ کے مبعوث ہونے کا قول کیا ہے، اور بعض محققین نے اسے اختیار کیا ہے کیونکہ مسلم شریف کی حدیث میں تصریح ہے کہ ”أُزِيلَتْ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهَا“ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہر موجود کو علم کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے اور یہ اس کی تسبیح خواں فطرت ہے جو اس کے وجود لازم ہے، جس کی طرف ارشاد باری تعالیٰ کا اشارہ ہے ”مَنْ لَمْ يَلِدْ فَلَهُ عِلْمٌ صَلَاحٌ وَ تَسْبِيحٌ“ ہر ایک نے اپنی صلوٰۃ اور تسبیح کو بجا

واللہ تعالیٰ اعلم

”اللہ تعالیٰ“ یہ دعائیں حضرت سے اسمِ قائل کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے کسی کو بلانا تاکہ وہ توجہ کرے۔ جس کو بلایا گیا ہے چونکہ اس میں عموم ہے۔ وہ واضح طور پر معلوم ہے اور اس کے ذکر سے کوئی غرض بھی متعلق نہیں ہے اس لئے اسے حذف کر دیا گیا ہے۔ جتنی مخلوق کو اللہ تعالیٰ تیری طرف بلائے والے۔

”وَعَلَيْهِ السَّلَامُ“ اور آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یا اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انبیاء کی طرف سے سلام ہو۔ داؤد معتمد نسحوں میں ثابت ہے اور بعض معتمد نسحوں اور نسخہ سنیہ میں موجود نہیں ہے یہ داؤد ابن سبع، عزنی اور ابن وداعہ کے نزدیک شفاء میں۔ مواہب اور کھلیہ ابن ثابت میں موجود ہے غالباً جہاں داؤد نہیں ہے سو یا کاتب کی غلطی سے ساقط ہو گئی ہے۔ اگر داؤد ثابت ہے تو اس جملہ کا عطف جملہ مطلقہ پر ہے اور اگر ثابت نہیں ہے تو یہ جملہ مستثنیٰ ہے اور باقی کی تکمیل کے لئے لایا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں ”قَامَتْ زَيْنَةُ وَخَبِئَةُ اللّٰهُ تَعَالٰی“ زینہ فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

اے اللہ! اپنے درود، برکتیں اور رحمتیں نازل فرما رسولوں کے سردار

وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ

پرہیزگاروں کے امام اور تقویٰ کے ختم کرنے والے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

رَسُولِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ ۝

جو تیرے عبد خاص، تیرے رسول، نیکی کے امام اور قائد اور رسولِ رحمت ہیں۔

اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا يَغِيْظُهُ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۝

اے اللہ! آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرما جہاں آپ پر اگلے اور پچھلے رشک کریں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جیسے تو نے درود

عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا

ابیمہا ہمارے سردار ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے

مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ

آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر

حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ

یہ شکر تو تعریف والا، بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل

وَ اَوْلَادِهِ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ اَهْلِيْ بَيْتِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ

اصحاب، اولاد، ازواج، مطہرات، نسل پاک، اہل بیت، سسرال والوں

اَنْصَارِهِ وَ اَشْيَاعِهِ وَ مُحِبِّيْهِ وَ اُمَّتِهِ وَ عَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِينَ

معاونین، متبعین، محبین، آپ کی امت اور ان سب کے ساتھ ہم پر

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

۱۔ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ" بار ہواں درود شریف۔ شفاء شریف میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مذکور ہے

یہ درود پاک ابن ماجہ، امام ترمذی نے شعب الایمان میں اور دار قطنی وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

"اجْعَلْ" یہ جَعَلَ یَجْعَلُ سے فعل وعا ہے، اس کا معنی ہے کسی چیز کو صاحب مقدار، صاحب کیفیت یا کسی نسبت والا بنا دینا۔

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اس چیز کو ابتداء اس صفت پر پیدا کیا جائے۔ (۲) پہلے وہ چیز کسی دوسری صفت سے متصف ہو، اب اس

صفت سے موصوف کر دی جائے۔ یہ فعل دو مقبولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ (۱) جس پر حکم لگایا گیا ہے۔ (۲) وہ وصف جو اس

کے لئے ثابت کیا گیا ہے۔

"صَلِّ عَلَیْکَ وَ عَلَیْ اٰلِکَ وَ عَلَیْ اَصْحَابِکَ" لفظ رحمت مفرد اور پہلے الفاظ جمع ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے لئے

دوسرے امور کی جمعیت میں رحمت کی دعا کی جاسکتی ہے۔

نیکی کے امام

انعام الخیر - خیر ہر وہ امر محمود ہے جو موافق غرض ہو۔ بعض اوقات اس کے موصوف یا اس کے فاعل کو بھی خیر کہا جاتا

ہے، اس کے مقابل شر ہے۔ یہ دونوں اضافی امور ہیں۔ اختصاص کے اختلاف یا شخص واحد کے احوال کے اختلاف یا ایک حال میں

اغراض کے اختلاف سے خیر و شر میں اختلاف ہو جاتا ہے، کبھی ایک کام ایک اعتبار سے ایک شخص کے موافق ہوتا ہے اور

دوسرے اعتبار سے مخالف ہوتا ہے۔ لہذا وہ ایک اعتبار سے خیر اور دوسرے اعتبار سے شر ہو گا، اس جگہ مطلب یہ ہے کہ نبی

اکرم ﷺ ایسے امام ہیں کہ اخروی مقاصد تک پہنچانے والے راستے پر چلنے میں آپ کی اقتداء کی جاتی ہے اور آخرت میں

آپ کی پیروی سے نفع ہی نفع ہو گا، حسن ہی حسن ہو گا اور دل پسند چیزیں ہی ہوں گی۔

”امام الخیر“ کی اضافت ”معنی فخر ہے“ یعنی آپ نیکی میں امام ہیں۔ ”معنی لام بھی ہو سکتی ہے“ یعنی آپ نیکی تک پہنچانے والے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آپ بھلائی کے امام ہیں۔ نیکی آپ کے پیچھے پیچھے چلتی ہے۔ اور آپ اسے تمام جہان میں پھیلی ہوئی رحمت کے نقائص کے مطابق اہل خیر تک پہنچا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ“ اے حبیب! ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت۔

”وَقَالُوا الْخَيْرُ“ یہ فاذ یثؤد سے اسم فاعل ہے، کسی کو آگے سے کھینچنا تاکہ وہ پیچھے پیچھے چلے، خواہ درمیان میں رابطہ حسی ہو یا معنوی۔

”بَغْبِطَةٌ“ یہ باب ضرب اور سجع سے اشتغال ہوتا ہے۔ بغبطہ (دشمنی) کا مطلب یہ ہے کہ کسی صاحب نعت کو دیکھ کر یہ آرزو کی جائے کہ یہ نعت مجھے بھی حاصل ہو جائے، یہ آرزو نہ ہو کہ اس کی نعت زائل ہو جائے۔ بعض اوقات غبطہ سے اس کا لازم مراد لیا جاتا ہے، یعنی کسی نعت کو دیکھ کر مسرور ہونا ”یَبِیْطُ“ اس مقام میں اَلَاؤُتُوْنَ اول کی جمع ہے ”وَالْاَجْزُؤْنَ“ آخر کی جمع ہے، یعنی اس دن جتنے لوگ حاضر ہوں گے سب دشمنی کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

”كُنَّا صَلَیْبَتِ عَلَیْ اِبْرَاهِیْمَ“ اور ”كُنَّا نَاوُكْتُ عَلَیْ اِبْرَاهِیْمَ“ کی بجائے بعض نسخوں میں ”عَلِیْ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ“ ہے۔

سچ تیر حواں درود شریف۔ شفاء شریف میں حضرت حسن بصری کے حوالے سے مذکور ہے وہ فرمایا کرتے تھے، ہو شخص چاہتا ہے کہ حضور مید عالم ﷺ کے حوض سے کمال ترین پیالے سے پانی پئے، تو اسے یہ درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَعَلِیْ اٰلِہٖ (آخر تک)

آل پاک کی تعیین میں اقوال

نبی اکرم ﷺ کی آل پاک کی تعیین میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہ آپ کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا اور صدقہ کے بدلے انہیں غمی (ہو مال جنگ کے بغیر حاصل ہو) اور مال نفیس کا شئ عطا کیا گیا ہے۔ یہ جمہور علماء کا مذہب، امام شافعی نے اسی کی تصریح کی ہے اور امام ہاشمی نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ صدقہ کن لوگوں پر حرام ہے؟ ان کی تعیین میں بھی متعدد اقوال ہیں، (۱) یہ بنو ہاشم اور قیامت تک ان کی اولاد ہے۔ یہ ابن قاسم، امام مالک اور ان کے اکثر اصحاب کا قول ہے۔ ابن امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ (۲) امام شافعی نے فرمایا: یہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ مذہب مالکی میں بھی یہ ایک قول ہے۔ (۳) یہ تمام امتی ہیں یعنی جو آپ پر ایمان لائے، یہ قول امام مالک اور اکثر علماء کی طرف منسوب ہے، ازہری نے فرمایا: یہ صحابہ کے قریب ہے، امام نووی نے اسے اختیار کیا۔ ان کے علاوہ بھی متعدد اقوال ہیں جن کا ذکر مودب علوالت ہے۔

صحابی کی تعریف

”رَأَیْتُ خَابِرًا“ اصحاب جمع ہے صُحْبَتِ کی اور وہ سیویہ اور اس کے متبعین کے نزدیک صاحب کا اسم جمع ہے اور یہی مختار

ہے۔ انھیں اور کسائی کے نزدیک صاحب کی جمع ہے، لغت کے اعتبار سے اسے ترجیح ہے، عرف شریعت میں صحابی وہ شخص ہے جو اعلان نبوت کے بعد اور وصال سے پہلے حالت ایمان کے ساتھ ہیداری میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔ خواہ اس نے آپ سے کوئی روایت نہ کی ہو، نہ زیادہ دیر آپ کی خدمت میں حاضر رہا ہو، نہ آپ کے پاس بیٹھا ہو، چاہے وہ ہونے کے سبب آپ کی زیارت نہ کی، یا حضور ﷺ نے اسے نہ دیکھا ہو، یا وہ بچہ ہو یا بعد میں (محلۃ اللہ) مرتد ہو گیا اور ارتداد کے بعد بارگاہِ اقدس میں حاضر نہیں ہوا، لیکن اس کی وفا ایمان پر ہوئی ہو، تو وہ صحابی کہلائے گا۔

”وَأُولَٰئِكَ هُمُ الرِّسَالَةُ“ یہ روایت کی جمع ہے اور مذکور مہونت کو شامل ہے، پہلی فرماتے ہیں اس کا استعمال بیٹوں اور پوتوں کے لئے بھی نہیں صحیحاً ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے

نبی اکرم ﷺ کے تین صاحبزادے ہیں۔ (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت ابراہیم (۳) اور حضرت عبد اللہ انہیں ہی طیب و طام کہا جاتا ہے۔ صحیح ہے کہ یہ تینوں نام ایک ہی صاحبزادے کے ہیں اور چار صاحبزادیاں ہیں۔ (۱) حضرت زینب (۲) حضرت رقیہ (۳) حضرت ام کلثوم (۴) حضرت فاطمہ یہ تمام اولادِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے ہے۔ سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ آپ کی کنیز حضرت ماریہ سے ہیں، تمام صاحبزادے بچپن میں دارغِ مفارقت دے گئے، صاحبزادیوں نے ازدواجی زندگی بسر کی۔ حضرت زینب کا نکاح ان کے خالہ زاد ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) بن عبد العزیٰ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی سے ہوا۔ ان کے ہاں ایک صاحبزادہ حضرت علی اور دو صاحبزادیاں حضرت امیر اور حضرت اسمعید پیدا ہوئیں، حضرت رقیہ سے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے نکاح کیا تو ان کے ہاں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان غنی سے کر دیا۔ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت فاطمہ زہراء سے حضرت علی مرتضیٰ کا نکاح کیا۔ ان کے ہاں تین صاحبزادے حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت محمد بن حسن صاحبزادیاں حضرت ام کلثوم، حضرت زینب اور حضرت رقیہ پیدا ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ کی پہلی تینوں صاحبزادیاں آپ کی ظاہری حیات میں وصال فرما گئیں، ان میں سے کسی نے بھی اپنے پیچھے اولاد نہیں چھوڑی، صرف حضرت فاطمہ ہیں جنہوں نے اپنے بعد اولاد چھوڑی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آل اور اہلبیت کون لوگ ہیں؟

”وَأَهْلِي بَيْتِي“ یہ حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس کی آل ہے (رضی اللہ عنہم) جیسے کہ مسلم شریف میں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ "أَبُو تَطْلُبٍ: "الْمَنْ يَرِيْدُ اللّٰهَ يَهْدِيْهِ لِمَا يَنْصِبُ عَنْكُمْ الرَّجْسَ أَهْلِي النَّيْبِ وَيُظَلِّقُكُمْ تَطْلِيْقًا" (اللہ چاہتا ہے کہ اسے اہل بیت! تم سے پلیدی دور رکھے اور تمہیں پاک رکھے) پاک رکھنا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں، یہی تصور کا قول ہے "قول مختار" یہ ہے کہ اس سے مراد ازواج مطہرات اور آل پاک دونوں ہیں، اس کے علاوہ بھی مختلف اقوال ہیں۔

مواہب لدینہ میں ہے "اس جگہ چار لفظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

(۱) آل (۲) اہل بیت (۳) ذوی القربی (۴) حضرت

آل کے بارے میں چند اقوال ہیں۔

(۱) وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے ہیں (ازواج مطہرات)

(۲) یہ وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے عوض انہیں مال نصیحت کے خمس کا پانچواں حصہ دیا گیا

ہے۔

(۳) وہ لوگ ہیں جو آپ کے دین پر ہیں اور آپ کے پیروکار ہیں۔

اہل بیت سے متعلق چند اقوال یہ ہیں۔

(۱) وہ لوگ ہیں جو آپ کے قریبی دادا سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) جو کسی رحم میں آپ کے ساتھ شریک ہوں۔

(۳) جن کا نسب یا سببی (یعنی عقد نکاح کے ذریعے) آپ سے تعلق ہو۔

ذوی القربی سے مراد کون ہیں؟ اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء کی محبت

واحدی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ" (تم فرماؤ کہ میں تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا، البتہ! یہ کہتا ہوں کہ ذوی القربی سے محبت رکھنا) صحابہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ! یہ کون سے حضرات ہیں جن کی محبت کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: علی مرتضیٰ، فاطمہ زہراء اور ان کے دو صاحبزادے رضی اللہ عنہم

عترت کا معنی بعض لوگوں نے قبیلہ کہا ہے اور بعض نے ذریت قرار دیا ہے۔ قبیلہ وہ قریبی رشتہ دار ہیں اور ذریت آدمی کی نسل اور بیٹی کی اولاد کو کہتے ہیں، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے "وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ" (یہاں تک کہ فرمایا) و عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ والدہ ماجدہ حضرت مریم کی طرف سے ہی ہے، البتہ صرف نے آیت شریفہ سے اس استدلال کا رد کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تو موجود ہی نہیں ہیں، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس کا باپ موجود ہو وہ صرف اس کی ذریت ہو جس کے ساتھ ماں کے ذریعے متعلق ہے۔

”وَاضْطَبَّارٌ“ جمع کی جمع ہے، اس کا استعمال زوج کے رشتہ داروں، زوجہ کے رشتہ داروں، بیٹی اور بہن کے شوہر کے لئے کیا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار

”وَانْصَارٌ“ خاصہ کی جمع ہے، جیسے شاذ کی جمع اشخاص ہے، یہ فاعل مضارع سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، ناصر اس شخص کو کہتے ہیں جو مقصد کے حصول میں معین و مددگار ہو۔ دشمن اور متضاد کے درمیان حاکم ہونے والے کو ختم کرے اور اذیت پہنچانے کا ارادہ رکھنے والے کو دفع کرے۔ یہ ہر اس شخص کا وصف ہے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی۔ کلمہ حق کے بلند کرنے اور عقائد رکھنے والے کافروں کا قلع قمع کرنے میں تقویت پہنچائی۔ آپ کو ظاہری طور پر پناہ دی اور درپے آزار لوگوں کے سحر سے آپ کی حفاظت کی۔ چونکہ (مدینہ طیبہ کے دو قبیلوں) اونس اور خزرج کا ان صفات میں بہت بڑا مقام تھا، اس لئے عرف شریعت میں ان کو ہی انصار کہا جاتا ہے اور بطور غلبہ استعمال ان کا یہ علم بن گیا ہے۔ اس کا واحد انصاری ہے، اس صورت میں لفظ مفرد میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اگرچہ بظاہر لفظ انصار عام ہے اور ہر مدد کرنے والے کو شامل ہے، لیکن ممکن ہے کہ متن میں صرف انصار مدینہ مراد ہوں اور اگر ہر مدد کرنے والا مراد ہو تو ہو سکتا ہے کہ آپ کے زمانہ مبارک کے حضرات ہی مراد ہوں، ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو قیامت تک قول، فعل، تعلیم، علم، شریعت مطہرہ کے دفاع یا امداد کے کسی اور طریقے سے دین مصطفیٰ کی امداد کرے۔

”وَاضْطَبَّارٌ“ اور آپ کے متبعین اور مددگاروں پر۔ اُضْطَبَّارُ جمع ہے شِبْعَةُ کی۔ شِبْعَةُ الزُّجْجَلِ کسی مرد کی جماعت اور متبعین کو اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے اغراض و مقاصد کے موافق اور ہمنوا ہوتے ہیں اور کسی سبب مثلاً نسب، دین، دوستی، شہر، فن یا اور کسی امر جامع کی بنا پر اس شخص کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ شِبْعَةُ کا استعمال واحد، جمع اور مونث و مذکر کے لئے یکساں ہوتا ہے، اس سے مراد صرف وہ مجلس مومن ہو سکتے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھے۔ امت بھی مراد ہو سکتی ہے، خواہ آپ کے زمانے میں ہو یا بعد میں آپ پر ایمان لائے اور آپ کی پیروی کرے۔

”وَاضْطَبَّارٌ“ یہ شُبْحَبُ کی جمع ہے اور اُخْبُ شُبْحَبُ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، محبت سے عام محبت بھی مراد ہو سکتی ہے اور خاص بچی محبت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ جس کی بنا پر ایک محب اپنے محبوب کو اپنی جان اور اہل و مال پر ترجیح دے دیتا ہے۔ ”وَاضْطَبَّارٌ“ امت وہ جماعت ہے جسے کوئی امر اکٹھا کر دے خواہ وہ دین ہو، زمانہ ہو یا مکان یا ایسی ہی کوئی دوسری چیز ہو۔ خواہ ان کو قیام کر کے یکجا کیا گیا ہو یا ان کے اعتبار سے، اس جگہ وہ لوگ مراد ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین قدیم پر مجتمع اور متفق ہیں۔

”وَغُلَیْنَا“ اور ہم پر رحمت نازل فرما۔ اس سے مراد یا تو صرف شکلم ہے یا شکلم اور اس کے خواص مراد ہیں۔ بہر صورت یہ تہمید کے بعد تخصیص ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ عربی فرماتے ہیں کہ جمع کی ضمیر اس لئے لائے ہیں تاکہ دعا کے مختلف آداب

جمع ہو جائیں۔ (۱) اپنی ذات کی کسی قدر تعین ہو جائے (۲) اپنے آپ کو اتنا ذکر کیا جائے اور ایک بڑی جماعت میں داخل کر دیا جائے تاکہ اپنے آپ کو منفرد طور پر ذکر کرنے سے عجب پیدا نہ ہو اپنی انا کا اظہار نہ ہو اور یہ خیال پیدا نہ ہو کہ میں اکیلا ہی کافی ہوں۔

"مَغْفُومٌ" یہ ضمیر یا تو ماضی قریب کی طرف راجع ہے یعنی "اَمَغْفُومٌ" یا "وَعَلَىٰ آلِهِ" اور اس کے تمام معشوقات کی طرف راجع ہے یعنی ان سب حضرات کی جمیعت میں ہم پر بھی رحمت نازل فرما۔

اَمَغْفُومٌ یہ ضمیر شکم اور ضمیر غائب کے افراد کا احاطہ کرنے کی تائید ہے یعنی ہم سب پر اور ان سب پر۔
 "يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ" شیخ ابو عبد اللہ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "اَرْحَمُ" اسم فضیل کا صیغہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور "اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ" کی جمع ہے۔ رحمت تمام تر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی طرف نسبت اس لئے کر دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں رحمت پیدا فرمادی ہے۔ مخلوق کو محض اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ رحمت کے اعتبار سے اَرْحَمُ کہا جاتا ہے اور نہ اپنے طور پر اس میں رحمت نہیں پائی جاتی یعنی یہ اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت ہے جو مخلوقات میں ظاہر ہوئی ہے اور ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔ جب اس اعتبار سے مخلوق کو رحمت والا کہا جاسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو ان کی نسبت سے زیادہ رحمت والا کہا جاسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تبعیت میں تمام انبیاء پر صلوة

اس درود شریف میں نبی اکرم ﷺ کے ماسوا پر صلوة بھیجی گئی ہے یہ اختلافی مسئلہ ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ صلوة صرف نبی اکرم ﷺ پر بھیجی جائے گی دیگر انبیاء کرام پر بھی نہیں بھیجی جائے گی یہ قول ضعیف ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صلوة صرف انبیاء پر بھیجی جائے گی غیر انبیاء پر ان کی تبعیت میں بھیجی جائے تو جائز ہے اور اگر مستقل طور پر ہو (جیسے کہیں حضرت ابو بکر علیہ الصلوٰۃ) تو اسے جمہور نے ممنوع قرار دیا ہے۔ ممانعت میں اختلاف ہے کہ یہ تحرکی ہے یا تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے امام نووی نے الاذکار میں تینوں قول نقل کئے ہیں اور فرمایا: بہت سے علماء کے نزدیک خلاف اولیٰ ہے۔ پھر فرمایا: کہ اکثر کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ اہل بدعت (شیعہ) کا نشان ہے اور ہمیں اہل بدعت کے نشانات سے منع کیا گیا ہے۔ یہ مختلف لفظ صلوة کے بارے میں تقبی لفظ سلام کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ صلوة کا ہم معنی ہے لہذا غائب اور جہا غیر نبی کے لئے اس کا استعمال نہیں کیا جائے گا اس پر اتفاق ہے کہ حاضر کو اس کے ساتھ مخاطب کیا جائے گا۔ (جیسے السلام علیکم) شفاء شریف میں ہے۔

انبیاء کرام، صحابہ اور اولیاء کے لئے دعاء کے مختلف الفاظ

انبیاء کرام کے علاوہ ائمہ اور بزرگن دین کے لئے مغفرت اور رضا کی دعا کی جائے (مثلاً کہا جائے رَبِّی اللہ تعالیٰ عَفَا)

بعض علماء نے کہا "عَلَيْهِ الصَّلَاةُ" نبی اکرم ﷺ اور رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ صحابہ اور رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی باقی مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ ابن عربی نے فرمایا: مخصوص مراتب کے لئے الفاظ بھی مخصوص ہیں۔
اسم نووی نے فرمایا:

صحابہؓ باہمیں اور ان کے بعد علماء صلواہ اور باقی نیک لوگوں کے لئے رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہنا مستحب ہے۔ بعض علماء کا یہ کہنا کہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ صحابہ کے ساتھ خاص ہے اور غیر صحابہ کے لئے صرف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کہا جائے گا صحیح نہیں ہے۔ صحیح یہی ہے جو جمہور کا مختار ہے کہ غیر صحابہ اصحابین کے لئے بھی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہنا مستحب ہے اس کے بے شمار دلائل ہیں۔
یہ آخری درود شریف ہے جو حضرت موالف نے شفاء شریف سے نقل کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّیْ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلٰی

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے مطابق درود بھیج جنہوں نے آپ پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

درود بھیجا اور ان لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر

كَمَا اَمَرْتُمْ بِالصَّلَاةِ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلَیْہِ كَمَا يُحِبُّ اَنْ يُصَلَّی عَلَیْہِ ۝

درود بھیج جیسے تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور ان پر درود بھیج جیسے آپ پسند فرماتے ہیں کہ آپ پر درود بھیجا جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج جیسے تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے

اَنْ تُصَلَّی عَلَیْہِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

کا حکم دیا ہے۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج

مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

جیسے کہ وہ اس کے اہل ہیں۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر

مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَاهُ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ

درود بھیج جیسے کہ تو ان کے لئے پسند فرماتا ہے۔ اے اللہ! اے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَعْطِ

آل کے رب! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج اور ہمارے آقا
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الدَّرَجَةِ وَالْوَسِيلَةَ فِي الْجَنَّةِ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنت میں درجہ اور وسیلہ عطا فرما اے اللہ! اے ہمارے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اِجْزِ

آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل کے رب!

سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هُوَ اَهْلُهُ ۝

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ بڑا دے جس کے وہ اہل ہیں۔

حضرت امام شافعی کے درود پاک کے پانچ جملے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ حضرت عزنی اور ابو العباس بن مندیل نے تحفة المصايد میں فرمایا کہ کسی شخص نے خواب میں امام شافعی رحمہ اللہ کی زیارت کی اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس سبب سے؟ تو فرمایا: پانچ کلمات کے سبب جن کے ساتھ میں نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا کرتا تھا۔ پوچھا کیا وہ کلمات کیا ہیں؟ انہوں نے یہی درود شریف بیان کیا جو اس جگہ دلائل الثبوت میں ہے، لیکن اس میں پانچ کی بجائے چار کلمے ہیں۔ پانچواں جملہ یہ ہے

وَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُبَغِّى الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج جیسے کہ ان پر درود بھیجنا چاہئے

اس کے بعد حزب کی ابتدا میں یہ درود شریف آئے گا جس میں پانچ کلمات ہیں اور اس جگہ وَصَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ کا اضافہ ہے۔

”عَلِّذْ هُنَّ صَلَّی عَلَیْہِ“ ان لوگوں کی تعداد کے برابر جنہوں نے آپ پر درود بھیجا جیسے کہ فرشتے اور ایماندار جن اور انسان ہیں۔ ”وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلِّذْ هُنَّ لَمْ يُصَلِّ عَلَیْہِ“ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے برابر درود بھیج جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا یعنی انسانوں اور جنوں میں سے اگر درود سے زبان درود شریف مراد ہو تو اس گروہ میں پتھر بے زبان جالور اور وہ لوگ داخل ہو جائیں گے جو زبان سے درود پاک ادا نہیں کرتے ان دونوں گروہوں (درود بھیجنے والے اور نہ بھیجنے والے) سے مراد تمام موجودات ہیں۔

”تَحْتَ اَمْرِنَا“ جیسے کہ تو نے ہمیں حکم دیا ہے یعنی ایسا درود بھیج جو میرے امر کے موافق ہو، وہ امر اس آیت کریمہ میں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اے ایمان والو! تم میرے حبیب پر درود و سلام بھیجو سلام بھیجنا

"مَنْ صَلَّى عَلَيَّ سَلَامًا" میں جو تشریح دی گئی ہے اس کے چند مطلب ہو سکتے ہیں (۱) جتنے لوگوں کو تو نے حکم دیا ان کی تعداد کے مطابق تو درود بھیج۔ (۲) تو نے ہمیں حبیبِ کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اور تو ہمیں ایسی چیز کا حکم دے گا جو خود بھی مانگے ہو گی اور ہمارے لئے بھی کمال ہو گی، ہم چونکہ طبعی طور پر قاصر ہیں اس لئے تیری قدرت عطا کئے بغیر ہم اس کمال کی اور کسی کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اے ربِ کریم! جس صلوٰۃ کاملہ کا تو نے ہمیں حکم دیا ہے اس کا تو خود ہی متولی ہو تاکہ تیرے کمال کی بدولت ہمارا نقص بھی معاف ہو جائے۔

بعض حضرات نے کہا کہ یہ کافِ تعلیل کے لئے ہے، یعنی چونکہ تو نے ہمیں حکم دیا ہے اس لئے تو درود بھیجنے کا زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ تو کرم فرما اور محسن ہے اور ہم پر جو کچھ ظاہر ہو گا وہ تیرے اوصاف کے آثار سے ہو گا۔ تو پابِ رکت اور بلند ہے "صَلِّ عَلَيَّ" کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کیونکہ تو ہے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم تجھ سے یہ سوال کریں (ورنہ ہم سوال کے علاوہ کرم بھی کیا سکتے ہیں اور وہ بھی تیرے فضل سے)۔
 "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ سَلَامًا" یہ محبت سے مشتق ہے اور اس کی تفسیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے، نسخہ سہلیہ میں اسی طرح ہے "دوسرے نسخوں میں "یُحِبُّ" ہے۔ جو وجوب سے مشتق ہے، روایت کے لحاظ سے یہ دونوں صحیح اور معتد نہیں۔

"مَنْ يَخْلُقُ عَلَيَّ سَلَامًا" اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص اس طرح درود شریف پڑھے، اے اللہ! حضور سید عالم ﷺ پر ایک لاکھ مرتبہ درود بھیج، تو کیا اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو ملے گا؟ ابنِ عربہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والے سے زیادہ اور لاکھ مرتبہ پڑھنے والے سے کم ثواب ملے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حقیقتاً ایک لاکھ مرتبہ درود پڑھنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ عدد کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ اسے صرف ایک مرتبہ کا ثواب ملے گا۔ حضرت ابی نے پہلے اور دوسرے قول پر دلیل قائم کی ہے۔

شیخ ذروق نے اپنی کتاب "قواعد" میں فرمایا کہ جو ذکر عدد پر مشتمل ہو مثلاً يَنْبَغِيكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَلْقِيكَ اللّٰهُ تَعَالٰی کے لئے اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا یا اس سے کم یا صرف ایک مرتبہ ذکر کرنے کا ثواب ملے گا۔ صحیح یہ ہے کہ اتنی تعداد ثواب نہیں ملتا۔ اس کتاب کی ایک شرح میں ہے کہ کرم الہی کے پیش نظر یہ سلا قول بہتر ہے اور نظریہ ظاہر دوسرا قول الہی بہتر ہے، پھر انہوں نے کہا بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ حکم احوال اور اشخاص کے مختلف ہونے سے مختلف ہو گا۔ مثلاً ایک شخص کسی تکلیف یا مجبوری میں مبتلا ہے، وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو کسی کام میں مصروف ہے اور جو کسی کام میں مشغول ہے وہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جو کسی کام میں مصروف ہے اور جو کسی کام میں مشغول ہے وہ اس شخص جیسا نہیں جو مصروف غفلت کا شکار ہے۔

خواب میں زیارت کے لئے درود شریف

بِسْمِ اللّٰهِ صَلَّی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ " یہ پانچ درود شریف ایک یہ اور چار آئمہ شیخ ابو محمد جبر کی کتاب سے اسی ترتیب کے ساتھ منقول ہیں، اتنا فرق ہے کہ حضرت مصنف نے روایت کرنے والے کا ذکر نہیں کیا۔ شیخ ابو محمد نے یہ درود شریف میثاقپوری کی کتاب "شرف المصطفیٰ" کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا اور اس کی فضیلت بیان کی۔ ابن الفاکہانی نے النجر المیر میں شفاء ابن سبع کے حوالے سے اس کا ذکر کیا۔ لیکن ابن الفاکہانی کی روایت میں "و علی آلِ مُحَمَّدٍ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ مروی ہے کہ جو شخص خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آرزو رکھتا ہو، اسے یہ تین کلمات ملحق مرتبہ کہنے چاہئیں، اسے خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوگی۔ اس روایت میں و علی آلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ نہیں ہیں، بعض حضرات نے فرمایا: یہ اضافہ بھی کرے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُورِ

اے اللہ! اجسام میں نبی اکرم ﷺ کے جسم پر اور قبروں میں آپ کی قبر اطہر رحمت نازل فرما۔

بِسْمِ اللّٰهِ صَلَّی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ " جیسے کہ نبی اکرم ﷺ اس کے اہل ہیں، یعنی آپ کی ذات اقدس پر وہ رحمت نازل فرما جو تیری بارگاہ میں ان کے مقام و مرتبہ سے لائق ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے "اَسْكُرْ مَنْ زَيْدًا لِبِجَالَةِ قَدْرِهِ" یعنی جس قدر زید کا مقام بلند و بالا ہے اتنا ہی بلند مرتبہ اس کا اعزاز ہونا چاہئے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ کاف تشبیہ کے لئے ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کاف تعلیلیہ اور ماحدیر یہ ہو جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هُوَ حَقُّهُمۡ ثُمَّ اللّٰهُ كَاذِبٌ كَرِيْمٌ اس لئے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اب اس عبارت کا معنی یہ ہو گا "اے اللہ! نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج کیونکہ آپ کی ذات اقدس میں اس امر کی صلاحیت ہے کہ تو ان پر درود بھیجے، جیسے کہا جاتا ہے "اَسْكُرْ مَنْ زَيْدًا كَمَا هُوَ اَحْوَاكُ" زید کی عزت کر کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ صَلَّی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ " اے اللہ! نبی اکرم ﷺ پر وہ درود بھیج جو تیری اس محبت کے مناسب ہو جو تجھے آپ کی ذات اقدس سے ہے۔

"وَاُكْرِمُ ضَاةً" وہ درود ہو تو حضور اکرم ﷺ کے لئے قبول فرماتا ہے اور وہ درود آپ کے مرتبہ کے لائق ہے کیونکہ تو وہی درود قبول کرتا ہے۔ جو حضور کے مرتبہ کے لائق ہے "اللہ اے وہی درود بھیجے گا تو تیری بارگاہ میں آپ کے مقام کے مناسب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ صَلَّی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ " حضرت جبر نے یہ درود شریف حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث مرفوعہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔ اس کی بڑی فضیلت بیان کی ہے اور کہا کہ یہ درود شریف "شرف المصطفیٰ" میں ہے۔

فرشتوں کو مشقت میں ڈالنا

اہم طہرائی عظیم کبیر اور عظیم اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند ضعیف سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کہا "اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے حضور سید عالم ﷺ کو وہ جزا عطا فرمائے جس کے آپ اہل بیت سے زیادہ مستحق ہیں" (فرشتوں) کو ایک ہزار حج کے لئے مشقت میں ڈال دیا۔ ابو نعیم نے یہ حدیث حلیۃ الاولیاء میں بیان کی اور فرمایا: یہ حدیث غریب ہے (یعنی سند کے کسی مرتبے میں راوی ایک ہے)

"تَبَارَكَ مَنْ عَظِمَ" کا معنی ہے "اے سید عالم ﷺ کے مالک و سید! نعمتوں اور امداد سے آپ کی قربت فرمائے والے! بیشک وہ کام کرنے والے جس میں آپ کا فائدہ ہے! آپ کو انعام دینے والے! اور منازل قرب سے مشرف فرمائے والے! اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ قرب آپ ہی کو حاصل ہے۔" تَبَارَكَ مَنْ عَظِمَ میں مصافحہ الہی کی شرافت کا اظہار کرنے کے لئے اضافت کی گئی ہے "اس جگہ اللہ تعالیٰ کا اسم کریم اس طریقے پر طلب عنایت کے لئے لایا گیا ہے۔

"صَلِّ عَظِي مَعْظُمًا وَ اِلٰ مَعْظُمًا" اس جگہ آل سے پہلے لفظ عظمیٰ نہیں ہے۔

"وَ اَعْظَمُ سَبْدُنَا مَعْظُمًا عَظَمًا يَعْظُمُ" کا معنی کسی چیز کا سولت کے ساتھ حاصل کرنا اور اعظمیٰ کا معنی دینا ہے۔ ابن ہشام نے کہا: یہ مادہ ایسا ہے کہ جس صورت میں بھی ہو اس کا معنی سولت سے غلطی نہیں ہوتا "اعظمیہ" کا معنی یہ ہوا کہ انہیں اس حال میں دینا کہ وہ اس مطلوب کی تیری قدرت سے بآسانی حاصل کر سکیں۔ "اللذخہ" اس کا معنی مرتبہ ہے "اس جگہ صفت محذوف ہے یعنی بلند مرتبہ "وَ اَلْوَسِيْلَةُ لِي الْخَيْرُ" جنت آخرت میں دار ثواب کا نام ہے۔

یہ "اَجْزِ سَبْدُنَا مَعْظُمًا" اَجْزِ ہمزہ وصلی کے ساتھ فعل دعا ہے جَزَى یَجْزِي سے۔ اس کا معنی ہے کسی کے ساتھ اس کے فعل کے مطابق معاملہ کرنا اگر اس کا کام اچھا ہے تو اسے ثواب دینا اور برا کام ہے تو اسے سزا دینا جزا کو بھی صفت کے ساتھ مقید ذکر کرتے ہیں۔ امثالہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو جزائے خیر دے اور کبھی مراد تو تنقید ہی ہوتی ہے لیکن قرینہ مقام کی پر مطلق ذکر کر دیتے ہیں "جیسے کہ اس جگہ ہے کیونکہ یہ مقام عصمت اور اس کمال کا مقام ہے کہ جس سے زیادہ عزت ہو بارگاہ خداوندی میں کوئی مقام نہیں ہے" مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تیرے احکام کی جس قدر تعمیل کی ہے اس کی جزائے خیر عطا فرما۔

"غَاوُوْا اَهْلُہُ" اے اللہ! تیرے حبیب کریم ﷺ تیری بارگاہ میں معزز اور محترم ہیں، انہیں وہ جزا عطا فرما جس کے وہ تیری بارگاہ میں مستحق ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰہْلِ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل اور اہل بیت پر

بَیِّنَةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر

حَتّٰی لَا يَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ ۝ وَّارْحَمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا

یہاں تک کہ درود سے کوئی شے باقی نہ رہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

وَ اَلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَةِ شَيْءٌ ۝ وَ بَارِكْ

اور آپ کی آل پر رحمت فرما یہاں تک کہ رحمت سے کوئی شے باقی نہ رہے اور برکت

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَةِ

نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر یہاں تک کہ برکت سے

شَيْءٌ ۝ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَبْقٰی

کوئی شے باقی نہ رہے اور سلامتی نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر

مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلَيْنِ ۝

یہاں تک کہ سلامتی سے کوئی شے باقی نہ رہے۔ اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پہلوں میں

وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرَيْنِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پچھلوں میں اور رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

فِي الْبَيِّنَاتِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْمُرْسَلِينَ ۝ وَ صَلِّ

پر نبیوں میں اور رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رسولوں میں اور رحمتیں نازل

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَاِءِ الْاَعْلٰی اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر فرشتوں میں قیامت کے دن تک

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ حضرت جبرائیل کتاب "مشرق" میں احمد بن موسیٰ

نے اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے راوی ہیں کہ جو شخص ہر دن یہ درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سوجانہیں

پہنچائے گا ان میں سے ہمیں دنیا میں ہوں گی۔ آل اور اہل بیت کا فرق اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ حضرت جبرئیل نے یہ درود شریف روایت حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے بیان کیا اور اس کی بڑی فضیلت و منفعت بیان کی جو اس درود شریف کے بارگاہ رسالت میں پیش کئے والے صحابی کو

حاصل ہوئی۔ یہ درود شریف ابن سبع نے بھی بیان کیا اور ابن وداہ نے کسی قدر مختلف بیان کیا۔ حضرت جبر کی بیان کرنا۔
حاکم نے حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کی۔ ذہبی نے کہا یہ موضوع ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث حضرت زید بن عمار سے
ایسی سند سے بیان کی کہ اس میں متعدد راوی جمول ہیں۔

”حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ الْمَلَأَةِ شَيْءٌ“ اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ اے رب کریم! تو نے اپنے تمام انبیاء، فرشتوں
خواص پر جتنے درود بھیجے ہیں ان سب کے برابر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیج، جن حضرات پر اللہ تعالیٰ نے درود بھیجا ہے ان
سے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس بھی ہے۔ پس اس وقت مطلوب یہ ہے اے مولائے کریم! تو نے اپنے خواص پر
درود بھیجے ہیں، ان سب کے برابر نبی اکرم ﷺ پر بھیج اور اس سے پہلے جو درود نبی اکرم ﷺ پر بھیجے چاہتے ہیں ان
اعتبار سے آپ کو سب پر فوقیت حاصل ہو گی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو خصوصی عطیات آپ کو عطا
ہیں۔ وہ ان نوازشات سے زیادہ ہیں جو اس نے اپنے خواص انبیاء اور ملائکہ کو عطا فرمائے ہیں۔

حضرت رصاع نے اس کا ایک اور مطلب بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ اس کلام میں رحمت و نعت کے عطا کرنے میں
مقصود ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو ہر چہ دے دی، یا کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے فلاں پر اتنا انعام کیا کہ
نعت ہی باقی نہ رہی۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسے اتنی اہم نعت دی گئی ہے کہ دوسری نعت کی طرف نظر ہی نہیں چلی۔
نعت کے پوتے ہوتے اور دیکھنے والے کی آنکھ کو ہر کر دینے کے سبب یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس سے بڑی کوئی نعت
ہے، اس کلام اور اس جیسے کلام کو ایسی شخصیں پر محمول کرنا ضروری ہے تاکہ یہ وہم نہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
ختم ہو گئی ہے۔ چنانچہ آئندہ عبارت میں رحمت، برکت اور سلام کا یہی مطلب مراد لیا جائے گا۔

”لَا يَبْقَى مِنْ الْمَلَأَةِ“ اکثر نسخوں میں لفظ رحمت مفرد ہے، بعض نسخوں میں جمع واقع ہے۔
”حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ الْمَلَأَةِ“ یہ مفرد اور جمع ہونے میں لفظ رحمت کی طرح ہے، البتہ اس سے پہلے لفظ صلوة وہ
ہے۔

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ“ یہ درود پاک حضرت جبر نے حضرت سعید بن عطار سے نقل کیا ہے، یہ قرآن
صبح اور تین دفعہ شام پڑھا جائے گا، انہوں نے اس کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔

اولین سے کون لوگ مراد ہیں؟

”فِي الْاَوَّلَيْنِ“ اس میں چند احتمال ہیں۔ (۱) اس سے سابقہ امتوں کے وہ ائمہ اور افراد مراد ہیں جو اس امت سے زمانی طور
پہلے ہیں۔ (۲) اس امت کے ابتدائی افراد مراد ہیں۔ (۳) وہ لوگ مراد ہیں جو اس درود شریف سے پہلے ہیں۔ یہ احتمالات
صورت میں ہیں کہ زمان وجود میں ان کی اولیت مراد ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صلوة کے اعتبار سے اولیت مراد ہو اب یہ
گا کہ آپ پر درود بھیج ان لوگوں میں جن پر تو نے پہلے درود بھیجا اور ان لوگوں میں جن پر تو بعد میں درود بھیجے گا۔ اس

اولین اور آخرین سے مراد وہ حضرات ہوں گے جن پر درود بھیجا گیا ہے۔

”وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ فِي الْآخِرِينَ“ اولین کی طرح مقابلتا اس میں بھی تین احتمال ہیں کہ آخرین سے مراد یا تو یہ امت ہے یا اس امت کے آخری افراد اور یا وہ افراد مراد ہیں جو اس درود شریف کے بعد آئیں گے۔

”وَالْفُضَيْلِينَ“ یہ عام کے بعد خاص کا ذکر ہے، کیونکہ نبی عام اور رسول خاص ہے۔

”فِي الْمَنَاءِ فَلَاةٌ“ مطلق جماعت کو کہا جاتا ہے یا بزرگ اور صاحب رائے جماعت کو کہتے ہیں، جو آنکھوں اور دلوں کو دیکھنے اور دھار سے بھر دے۔ ”الاعلیٰ“ یہ ملاء کی صفت ہے، اس کا افعلی معنی ہے زیادہ بلند، اس سے مراد فرشتے ہیں، بعض حضرات کے نزدیک اس سے مراد آسمانی فرشتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقام آسمان ہے اور آسمان زمین سے بلند ہے۔ فرشتوں میں عموماً نہ کفر پایا جاتا ہے نہ معصیت، بلکہ وہ ہمیشہ بارگاہ قدس۔ محل قرب و مشاہدہ اور وحی کے سننے کے مقام میں رہتے ہیں، اس لئے انسانوں اور جنوں سے افضل ہیں۔

”وَالْيَوْمِ الْآخِرِينَ“ ایسی رحمت نازل فرما جو قیامت کے دن تک ہمیشہ جاری رہے، یوم الدین کا معنی ہے ۱۷ کا دن ”ذاتہ“ کہنے کا معنی ہے فلاں شخص کو جزا دی۔ کہا جاتا ہے ”تَحْمِلُنَا ذُنُوبَنَا“ جیسا تم معاملہ کرو گے ویسی ہی جزا دیے جاؤ گے۔

اس درود پاک میں جمع کے صیغوں پر جو لفظ ہیں داخل ہے (مثلاً فی الاولین اور فی الآخِرین) اس کے کئی مطلب ہو سکتے ہیں۔ اختصاص یعنی اللہ تعالیٰ اولین و آخرین میں سے خاص طور پر آپ پر رحمت خاصہ نازل فرمائے۔ (۲) شمول یعنی آپ سمیت اولین و آخرین پر رحمت نازل فرمائے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ان جماعتوں پر درود بھیجا گیا ہو۔ (۳) یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ درود اللہ تعالیٰ اور اولین و آخرین سے حاصل ہو، جیسے کہا جاتا ہے ”جَاءَ الْآوِينَ فِي الْجَنَّةِ“ یعنی امیر بھی آیا اور اس کے ساتھ لشکر بھی آیا۔ (۴) مذکورہ جماعتوں سے درود کا حصول مقصود ہو۔ لیکن آخری دو صورتوں پر یہ سوال باقی رہ جائے گا کہ جب جنت سے مراد سابقہ امتوں کی گزرے ہوئے امتی مراد ہوں تو کیا وہ دنیا سے جانے کے بعد درود بھیجیں گے۔ حضرت ابو عبد اللہ علی فرماتے ہیں کہ ایک صورت یہ مراد ہو سکتی ہے کہ زندوں کا ہر طبقہ بعد میں آنے والوں کے لئے اولین میں سے ہو اور جب فوت ہو جائیں تو پہلوں کی نسبت سے انہیں آخرین کہا جائے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْظِ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا وَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام وسیلہ، فضیلت،

الشَّرَفَ وَ الدَّرَجَةَ الْكَبِيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَمْنْتُ بِسَيِّدِنَا

بزرگی اور بڑا درجہ عطا فرما، اے اللہ! میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٍ وَلَمْ اَرَهُ فَلَا تَحْرِمْْنِیْ فِی الْجَنَانِ زُوَيْتَهُ وَارْزُقْنِیْ

پر ایمان لایا، حالانکہ میں نے ان کی زیارت نہیں کی، پس تو مجھے جنت میں ان کی زیارت سے محروم نہ فرما، مجھے

صَحْبَتَهُ وَتَوَفَّقَنِي عَلَى مِلَّتِهِ وَاسْقَيْنِي مِنْ حَوْضِهِ مَشْرَبًا

ان کی صحبت عطا فرما مجھے ان کی ملت پر قبض فرما ۔ مجھے ان کے حوض سے میراب کرنے والا۔

رَبِّ يَا سَائِغًا هَنِيئًا لَا نَظْمَاءَ بَعْدَهُ أَبَدًا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اَبْلُغْ رُوْحَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْنِيْ تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ اَللّٰهُمَّ

قدر ہے۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح کو میری طرف سے تحفہ اور سلام پہنچا اے اللہ!

وَكَمَا اُمْنْتُ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَلَمْ اَرَهُ فَلَا تَحْرِمْ نِيْ فِي الْجَنَّةِ

جیسے کہ میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر زیارت کے بغیر ایمان لایا ہوں، پس تو مجھے جنت میں ان

رُؤْيَتَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْكُبْرَى وَارْفَعْ

کے دیدار سے محروم نہ فرما۔ اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما ان کا

دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَاتِهِ سُوْلُهُ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلَى كَمَا

بلند مرتبہ مزید بلند فرما اور دنیا و آخرت میں ان کا مقصد عطا فرما جیسے تو نے

اٰتَيْتَ سَيِّدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ سَيِّدَنَا مُوسٰی ۝

حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کو عطا فرمایا۔

۱۔ ”الْمُقْبِلَةُ“ یہ فضیلت سے فوریۃ کا وزن ہے جس کا معنی زیادہ کمال ہے اور اس جگہ اس مرتبے کے اعتبار سے تمام جہانوں پر زیادتی مراد ہے، جس میں کوئی بھی شرک نہیں ہو گا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ تمام خواص سے آگے ہوں گے پر جلوہ افروز ہوں اور شفاعت کبریٰ فرمائیں گے، اس شفاعت کے ذریعے تمام اہل محشر آپ کا احسان ہو گا۔

وَالشَّجَرِ اور جاودہ حیات کی بلندی وَالذَّخِيَّةِ الْكُبْرَى اور عظیم الثناء درجہ ”اَللّٰهُمَّ اٰتِنِيْ اَفْئَتًا“ اے اللہ! میں نے تصدیق کی۔ ہر شخص حضور سید عالم ﷺ کی رسالت کی اور ہر اس چیز کی لائے۔ جس کی آپ نے خبر دی اور جس چیز کی آپ سے خبر دی گئی اور میں نے آپ کی پیروی کی اور آپ کے دین کو پکڑا، یہ پیروی اور دین کا التزام تصدیق کا نتیجہ ہے۔

”وَلَمْ اَرَهُ“ وادو حال کے لئے اور جملہ حالیہ ہے، یعنی اس حال میں کہ میں نے آپ کی زیارت نہیں کی، زیارت نہ وجہ یا تو با مجبوری ہے مثلاً زمانی طور پر مقرر ہوتا ہے، جیسے کہ اس جگہ ہے یا ایسے ہی کسی اور سبب سے، مثلاً حضرت ابو

ﷺ اور نہ مقام توسل میں اس کا ذکر نہ کیا جائے۔ قرآن وحدیث میں ایمان بالغیب کی تعریف کی گئی ہے، شاید کہ اس طریقے پر ایمان لانا بھی اسی سلسلے میں شامل ہے، نبی اکرم ﷺ نے ایسے لوگوں کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر فرمایا اور انہیں ازراہ کرم اخوان (ایمانیوں) کے عنوان سے یاد فرمایا۔

"فَلَا" قلم سبب اور لا دعا کی ہے، یعنی اس سبب سے کہ زیارت کے بغیر میں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہوں "لَا نُخَوِّضُ" یہ مضارع مجزوم ہے تا مفتوح اور راء کمور باب ضرب سے "لَا نُخَوِّضُ" آیا باب علم سے را کے فتح کے ساتھ "لَا نُخَوِّضُ" تیسری صورت یہ کہ تاہم مضموم ہو اور باب افعال ہو "لَا نُخَوِّضُ" تو مجھے محروم نہ فرما۔

حضور کی زیارت سب سے بڑی بھلائی ہے

نبی اکرم ﷺ کی زیارت بڑی بھلائیوں میں سے ایک بھلائی ہے، جو اس سے محروم ہوا وہ بڑی بھلائی سے محروم ہوا، خصوصاً جنت میں آپ کے محبوب اور مشتاق کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی محرومیت نہیں۔

"لَحْيُ الْجَنَّةِ" جیم کے کسرو کے ساتھ "یہ اور جنات" ہم معنی ہیں اور یہ دونوں جنات کی جمع ہیں۔ اس جگہ جنۃ منورہ کی جگہ جنۃ جمع کا استعمال کیا گیا ہے، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کی رہائش ایک ہی جنت میں ہو گی، اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام جنتوں کے گرد ایک ہی دیوار محیط ہے تو جو شخص کسی ایک جنت میں ٹھہرا، گویا وہ تمام جنتوں میں ٹھہرا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے لئے کسی خاص جنت کا مقام ہونا معلوم نہیں ہے، اس لئے تمام جنتیں آپ کے برابر ہیں۔

جنت میں حضور علیہ السلام کی زیارت کی دعا

"رُؤْيَةُ" آنکھوں سے آپ کی زیارت عطا فرما، چونکہ جنت ثواب ایمان ہے، لہذا جو شخص دنیا میں آپ کی زیارت کے بغیر آپ پر ایمان لایا، اس کا اجر و ثواب یہ ہونا چاہئے کہ اسے جنت میں آپ کا دیدار عطا کیا جائے، یہ ایسا مطالبہ ہے جس میں لازمی طور پر جنت میں داخلے کا مطالبہ بھی آجاتا ہے، یہ دعا کرنے والے کو یقینی علم نہیں کہ میں اہل جنت میں سے ہوں۔ لیکن اس نے دعا یہ کی ہے کہ مجھے جنت میں حضور ﷺ کی زیارت عطا کی جائے کیونکہ اس کا مقصد وعدہ یہی ہے، مقام بھی اسی کا قضا کرتا ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ محبوب کرم ﷺ کی زیارت اور آپ کی خدمت کی حاضری، انتہائی عزیز اور پر لطف چیز ہے۔ اس کے لئے یہ ان قیامت کی بجائے جنت کی تعین اس لئے کی ہے کہ جنت ہی کمال لطف اور داعی نعمت کی جگہ ہے۔ اسی جگہ پر رکاوٹ اور کدورت سے خلاص ہو گی، لہذا اسی جگہ زیارت سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکے گا۔

"وَأَزْزَقْنِي صُحْبَتَهُ" اور مجھے جنت میں حبیب کرم ﷺ کی دائمی خدمت و رفاقت عطا فرما، کیونکہ اسی سے آپ کی دائمی زیارت اور دیدار سے مکمل طور پر لطف اندوز ہونا میسر ہو گا۔ کُتِبَ سہیلہ اور دیگر اکثر نسخوں میں یہی لفظ "صُحْبَتَهُ" صا دے ساتھ ہے، ایک نسخے میں ہے "صُحْبَتَهُ" جیسے کہ حضرت جبر اور ابن وداعہ کی کتاب میں ہے، اس وقت مطلب یہ ہو گا کہ ہمیں

دنیا میں آپ کی محبت عطا فرما۔

وَقَوْلُهُ غُلِيَّ عَلَيْهِ اور مجھے موت عطا فرما اس حال میں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے دین پر ہوں۔ علامہ خیالی اور ابن حجر قرمائی ہیں، دین اور ملت متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار ہیں، کیونکہ دونوں سے مراد ایک ہی ہے، اس حیثیت سے کہ شریعت مسطرہ کی اطاعت کی جاتی ہے، اسے دین کہتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ اسے کتابوں میں لکھا جاتا ہے، اسے ملت کہتے ہیں۔
”وَأَسْفَلِيْنَ مِنْ حَوْضِهِ“ حوض وہ جگہ ہے جو پانی جمع کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے، اس کی جمع حیاض ہے۔

حوض پر ایمان لانا واجب ہے

نبی اکرم ﷺ کے اس حوض پر ایمان لانا واجب ہے، صحیح اور مشہور احادیث میں اس کا ذکر اس صراحت کے ساتھ ہے کہ ان کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے۔ پچاس سے زیادہ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے اس کی روایت کی ہے۔ میں سے زیادہ صحابہ کرام کی روایات صحیحین میں ہیں، باقی روایات دوسری کتب حدیث میں ہیں۔ یہ حدیث طریق صحیح سے مروی ہے اور اس کے راوی حد شہرت تک پہنچے ہوئے ہیں، پھر صحابہ کرام سے روایت کرنے والے تابعین کی تعداد کئی گنا بڑھ گئی، اور پھر اس تہہ میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ سلف صالحین اور اہل سنت متاخرین کا اس کے اثبات پر اتفاق ہے۔

”مَشْرُوبًا“ شَرْبٌ بِمَنْزُوتٍ از باب سَمْعٍ کا مصدر مفعول ہے، قاسوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مَشْرُوبٌ پانی کو کہتے ہیں، اس سے پہلے مِثْلُ حَوْضِهِ اس سے حال ہے۔

”زَوِيًّا“ مشرأ کی صفت ہے یہ زَوِيٌّ بِزَوِيٍّ سے فَعِيل کا وزن ہے، زَوِيٌّ پیاس کے مقابل وہ حالت ہے کہ طبیعت بہت ضرورت شروب حاصل کر لینے کے وقت پیدا ہوتی ہے۔

”بِإِنْفَا“ یہ مَشْرُوبٌ کی دوسری صفت ہے، مَنَعٌ کا معنی ہے کسی چیز کا خلق میں تکلیف اور رکاوٹ کے بغیر آسانی جاری ہونا۔

”غَبِيظًا“ یہ تیسری صفت ہے، یہ هَكْرٌ سے فَعِيل کا وزن ہے، وہ چیز جس میں مشقت لاحق نہ ہو اور اس کے بعد کو تکلیف بھی پیش نہ آئے۔

”غَبِيظًا“ کے ہمزہ کا برقرار رکھنا بھی جائز ہے، چنانچہ جمہور نے ”غَبِيظًا مَشْرُوبًا“ ہی پڑھا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ کو با سے تبدیل کر کے یاء میں ادغام کروا جائے۔ ”غَبِيظًا“ حضرت حسن کی یہی قراءت ہے اور اس جگہ یہی مختار ہے، تاکہ زَوِيًّا سے مناسب ہو۔ سورہ مریم میں ”وَلَا يَطْلُقُ غَبِيظًا“ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔

”لَا يَطْلُقُ“ باب سَمْعٍ سے فعل مضارع منفی ہے ”غَلِيظًا“ وہ حالت ہے جو حیوان کی طبیعت کو پانی کی طلب کے وقت لاحق ہوتی ہے۔ (یعنی پیاس) ”بِغَلِيظَةٍ“ یہ ضمیر مشرب کی طرف راجع ہے، مطلب یہ ہے کہ اس حوض سے پانی پینے کے بعد پیاس نہ لگے گی۔ اَبَدًا یہ اسم فعل منفی کی طرف ہونے کے سبب منصوب ہے۔ ابد وہ زمان مستقبل ہے کہ جس کی انتہا نہیں جیسے کہ

آخرت میں ہو گا۔ دنیا میں وہ زمان مستحق ہے جس کی انتہاء اس طرح ہو گی کہ زمانہ ہی ختم ہو جائے گا۔ یہ جملہ "لَا تَقْضُوا بَعْدَهُ" انہذا "مشرکوں کی چوتھی صفت ہے یہ تمام صفات کا قلمہ ازمہ ہیں" کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے حوض سے پانی پینے سے لانا اوصاف مذکورہ حاصل ہوں گے، مطلب یہ ہوا کہ مجھے آپ کے حوض سے وہ پانی ملا جس سے یہ اوصاف حاصل ہوں گے۔

"اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" بے شک تو ہر ممکن کے کرنے پر قادر ہے۔ قَدِيْرٌ مبالغہ کا صیغہ اور قادر کا ہم معنی ہے، قدر وہ ہے جو چاہے تو فعل اور ترک کر سکے۔ یہ جملہ گزشتہ سوال کرنے کی علت ہے (یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ تو ہر ممکن پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کے ساتھ تعریف ہے۔ یہ تمام مطالب آثار قدرت سے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدح کو پسند کرنے والا کوئی نہیں) لہذا یہ تعریف و ثناء حصول مطلب کے لئے مفید ہے۔

یہ اَلْبَلٰغَةُ اَبْلَغُ بَلُوْر کا معنی پہنچنا اور مقصد تک رسائی حاصل کرنا ہے، لیکن اس میں ایک قسم کی قوت اور تمکین کا اعتبار ہوتا ہے کیونکہ یہ مادہ جس صورت میں بھی ہو اس معنی پر دلالت کرتا ہے اور اَبْلَغُ بَلٰغُ کا معنی پہنچانا ہے "زَوْجٌ فَخَصْلٌ" لَفْظًا یہ مفعول اول ہے، لیکن معنی مفعول ثانی ہے کیونکہ تحفہ آپ کی روح انور کو پہنچایا جائے گا۔ جتنی میری طرف سے یہ اس لئے کہا تاکہ یہ عمل خود قائل کی طرف سے ہو۔ مقصد یہ ہے کہ قرب حاصل ہو، محبت کا اظہار ہو، واجب کی ادائیگی ہو، بارگاہِ قدس کی حاضری اور شرافت حاصل ہو، آپ کی مجلس میں داخلہ ملے اور آپ کی مجلس میں ذکر کی قیمت حاصل ہو۔

"فَجِئْتُمْ" یہ اَبْلَغُ کا مفعول ثانی ہے، تحیہ ملاقات اور تعظیم و تکریم کی علامت ہے، اسے تحیہ اس لئے کہتے ہیں کہ عام طور پر ملاقات کے وقت درازی حیات کی دعا کی جاتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے "اَعْطَانِ اللّٰهُ حَيَاتَكَ" اللہ تعالیٰ تیری زندگی دراز فرمائے، پھر اس لفظ کا استعمال اس قدر عام ہوا کہ ملاقات کے وقت کہے جانے پر جملے کو تحیہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَسَلِّمُوا عَلٰی نَفْسِكُمْ فَجِئْتُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ اللّٰهُ

حضور ﷺ پر تحیہ اور سلام

وَتَقَرَّبَ اِلَيْهِ اس کا عطف فَجِئْتُمْ پر ہے، یہ ایک مرادف کا یا اس کے مشابہ کا دوسرے مرادف پر عطف ہے۔ قرینہ مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کو تعظیم کے لئے کمرہ بنا کر لایا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تحیہ و سلام اپنے حبیب کریم ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس سے مختلف قید نہ لگ جائے، بغیر قید کے ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا، تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے جس طرح پسند فرمائے آپ کو تحیہ سلام عطا فرمائے۔ اب یہ ایسے ہو گا جیسے کہ درود بھیجنے والے نے بارگاہِ اقدس میں وہ قسم پیش کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے، اس کلام میں خاص محبت، سچے ایمان، روحانی تعلق، اور پختہ شوق کی طرف اشارہ ہے جس کی بنا پر یہ سلام بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا ہے۔

پھر جب حضرت مصنف نے بارگاہِ اقدس میں محبت اور شوق پر مبنی بدیہ سلام پیش کرنے کا ذکر کیا تو نبی اکرم ﷺ کے شوق آپ کی الفت کی پیش میں یکدم اضافہ ہو گیا، جس نے اس بات پر مجبور کر دیا کہ جنت میں آپ کی زیارت کی دوبارہ تاکید

کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ اس لئے انہوں نے کہا ”اَللّٰهُمَّ وَحْكُمَا الْعَفْثُ بِهٖ“ اکثر سفنوں میں ضمیر کے ساتھ ہے ”بعض سفنوں میں ہے بِسْمِ اللّٰهِ

جنت میں دیدار کی اہمیت

”وَلَهُمْ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ فِي الْجَنَّةِ“ یہ فلامِ مسبیہ مسبب پر داخل ہے ”گويا زیارت نہ ہونے کے باوجود ایساں اہل جنت کا وسیلہ ہے کہ جنت میں (جو دارالجزا ہے) آپ کی زیارت ہو۔ دیدار نہ ہونے کو محرومیت سے تعبیر کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اس قافلے کے نزدیک اس دیدار کی بڑی اہمیت ہے۔ اسے اس کی بڑی ضرورت ہے اور اگر اسے دیدار عطا نہ کیا گیا تو محروم ہو گا اور ظاہر ہے کہ محروم کس قدر رنج و الم اور تنگدلی کا شکار ہوتا ہے۔ نیز اس تعبیر میں رحمت کی درخواست بھی ہے کیونکہ محروم کی بد حالی اللہ تعالیٰ کی رحمت چاہتی ہے اور اس میں اپنی جلالت بارگاہ الہی میں پیش کی گئی ہے۔ اور یہ عرض کیا ہے کہ مولاناؒ تو نے مجھے محروم کر دیا تو مجھے کوئی دینے والا نہیں ہے اور دنیا میں تو نے مجھے یہ نعمت عطا نہیں کی تو آخرت میں محروم نہ رکھنا تاکہ دو مصیبتیں (دنیا و آخرت کی محرومی) جمع نہ ہو جائیں۔ پھر یہ انداز دوامِ رحمت کو چاہتا ہے ”کیونکہ عدم رحمت اسی وقت دائم ہو گا جب کہ دیدار دائمی طور پر پایا جائے گا۔

جنت میں دیدار نبوی کی دعا

خاص طور پر جنت ہی میں دیدار کی دعا کی گئی ہے کیونکہ وہ نعمت و ثواب کی جگہ ہے اور دیدار حبیب ﷺ عظیم ترین نعمت اور ثواب ہے۔ وہ نعمت بہت خوشگوار ہوتی ہے جو امن کے ساتھ ہو اور جنت میں امن ہی امن ہے۔ جنت سے پہلے دیدار بھی ہے بلکہ نعمت ہے، لیکن وہ حال اس قدر پر خطر ہو گا کہ اس نعمت سے صحیح طور پر مستفید ہونے سے مانع ہو گا۔ بعض اوقات اس حال کے بعد عقاب اور نعمت سے محرومیت لاحق ہو جائے گی جیسے کہ بہت سے اہل موقف کے بارے میں ہو گا۔ بہرحال جنت کے دیدار کے کہ وہ دعا مانگی ہو گا اس کے بعد کوئی سزا نہیں ہو گی۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جنت قرار کی جگہ ہے اس سے پہلے جنت تک پہنچنے والا راستہ ہو گا ”حبیبِ ہستیوں کی زیارت کی کوشش اس جگہ کی جاتی ہے جہاں قرار اور قیام ہو۔ ایسی جگہ میں ان کا قرب طلب کیا جاتا ہے

”حضرت سعید بن عطار کا روایت کردہ درود شریف اکثر سفنوں میں اس جگہ ختم ہو جاتا ہے بعض سفنوں میں آخر میں ہے یہ الفاظ ذائد ہیں ”وَاَرْزُقْنِيْ صَحْبَةً

۳۔ ”اَللّٰهُمَّ فَقِّنِيْ“ فقہ شریف میں ہے ”طاہوس کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہا کرتے تھے ”اَللّٰهُمَّ فَقِّنِيْ“ پھر یہ پوری دعا ذکر کی۔ حضرت ابن عباس سے عید بن حمید اور اسماعیل القاضی نے فضیلت درود سے یہ روایت نقل کی ابن کثیر کہتے ہیں اس کی سند جید، قوی اور صحیح ہے۔

”تَقْبِلُ“ باب تفعیل سے فعل دعا ہے قَبْلُ تَقْبِلُ بجز بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا، لیکن مزید میں چہ نکہ اس جگہ مبالغہ ہے، اس لئے اسے ہی استعمال کیا گیا ہے اس کا تعلق سفارش سے ہو تو اس کا پورا کرنا مراد ہو گا۔ کلام سے تعلق ہو تو اس کی موافقت مراد ہو گی، تعلق سے ہو تو اس کا بدلہ دینا مراد ہو گا اور بدیہ سے ہو تو اس کا لئے لینا مراد ہو گا۔

”شَفَاعَةُ“ باب فَتْحِ يَفْعُلُ کا مصدر ہے جس کا کسی پر حق ہو اس سے مطالبہ کرنا کہ معاف کر دے یا یہ مطالبہ کرنا کہ فلاں شخص کا مقصد پورا کر دیا جائے۔ (خاصہ یہ کہ شفاعت سفارش کو کہتے ہیں) الکبریٰ یہ شفاعت کی صفت اور اکبر اسم تفضیل کی صفت ہے اسم تفضیل کا لفظ ضایہ ہے کہ یہ شفاعت دوسری شفاعتوں سے بڑی ہے، اب دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) یہ شفاعت خود نبی اکرم ﷺ کی شفاعتوں سے بڑی ہو گی کیونکہ آپ کی سفارشیں ایک سے ایک بڑھ کر ہیں، اس وقت یہ صفت مخصوصہ ہو گی، اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سفارشیں مختلف ہوں گی۔ شفاعت کبریٰ وہ عام سفارش ہو گی جو سب کو شامل ہو گی۔ (۲) یہ سفارش دوسروں کی شفاعتوں سے بڑی ہو گی، اس وقت یہ صفت کاشفہ ہو گی۔

”وَأَرْزُقُ ذُو جَنَّةٍ“ اپنی بارگاہ اور جنت عدن میں آپ کا مرتبہ بلند فرما ”الْعَلَّیَاءُ“ یہ درجہ کی صفت کاشفہ اور اعلیٰ اسم تفضیل کی صفت ہے، یعنی آپ کا درجہ جو دیگر درجات سے بلند ہے اسے مزید بلندیوں کا فرما۔ ”وَأَنْتَ يُؤْتِيهِ إِيْنَاءً“ سے فعل دعا ہے، اس کا معنی عطا کرنا ہے ”مَنْفُوءٌ“ معین مضموم اور حمزہ ساکن ہے، اسے داؤ سے تبدیل کرنا بھی جائز ہے، یعنی آپ کا مطلوب اس سے مراد وہ مقصود بھی ہو سکتا ہے جو بالفعل مقصود ہو اور وہ امر بھی ہو سکتا ہے جو غرض کے موافق ہو، کیونکہ اس کی شان یہ ہے کہ اس کا سوال کیا جائے۔

”هِيَ الْأَجْزَةُ وَالْأُولَى“ اس کا عامل ایہ ہے یا مَنْفُوءٌ پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ آپ کا مقصد آپ کو دنیا و آخرت میں عطا کیا جائے، دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ آپ دنیا یا آخرت میں جو سوال کریں وہ آپ کو عطا کیا جائے۔ خواہ دنیا میں عطا کیا جائے یا آخرت میں۔ آخرت سے مراد قبر کا بعد اور دنیا سے مراد اس سے پہلے ہے۔ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے، دنیا کو اولیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ آخرت سے پہلے ہے جیسے کہ اسے دنیا اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بندوں کے نزدیک ہے کیونکہ یہ ان کی پہلی منزل ہے، اور آخرت کو آخرت اس لئے کہتے ہیں کہ وہ دنیا سے موخر ہے یا اس لئے کہ ہر شے کا اجر اس میں موخر رکھا گیا ہے، ذکر میں آخرت کو اولیٰ سے پہلے جمع کے لئے لایا گیا ہے، نیز اشرف و اعلیٰ کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

”مُخْلِئٌ“ یہ تفسیر مطلق عطا میں ہے، کتنا کچھ دیا اور کیسا دیا، اس کا اعتبار نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کاف تحلیلید اور ما مصدر یہ ہو۔ ”أَنْتَ يَا أَهْلَ بَيْتِ“ ان کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں ان کے بہت سے سوالات کا ذکر کیا گیا ہے، دنیا میں جو دعائیں پایہ قبولت کو لائیں، ان میں سے ایک دعا اہل مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے متعلق تھی اور اصل قبولیت وہ ہے جو آخرت میں واقع ہو گی کہ انہیں مغفرت سے نوازا جائے گا انہیں صالحین میں شامل کیا جائے گا انہیں جنت کا دار و مدار بنایا جائے گا اور ان سے کیا ہوا یہ وعدہ پورا کیا جائے گا کہ انہیں قیامت کے دن بے وقار نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَ اتَّخَذَ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ لَنُورٍ الضَّالِّينَ
 ہم نے انہیں دنیا میں بھلائی عطا فرمائی اور وہ آخرت میں صالحین میں سے ہیں۔
 جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَى
 فرمایا: کہ اے موسیٰ! تمہارا دعا تمہیں عطا کر دیا گیا ہے۔

نیز فرمایا:

قَدْ أُجِيبْتُ دَعْوَتُكُمَا
 تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی۔

اس جگہ صرف حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کا انبیاء کرام میں بڑا مقام ہے
 ورنہ اللہ تعالیٰ نے دیگر حضرات کی دعا اور اس کی قبولیت کا ذکر فرمایا ہے، مثلاً حضرت نوح، حضرت یونس اور حضرت زکریا
 اسلام، حضرت زکریا کی دعا میں یہ الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔

وَلَمْ أَكُ يَدْعُكَ رَبِّ شَقِيًّا

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں دعا کر کے کبھی ناکام نہیں ہوا۔

یہ حضرت ابن عباس کی روایت کردہ صلوٰۃ کا آخری حصہ ہے، اس میں اگرچہ لفظ صلوٰۃ نہیں ہے، تاہم صلوٰۃ سے مراد ہے
 اکرم ﷺ کے لئے دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جیسے

عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی

تو نے رحمتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر اور برکتیں نازل فرما

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم

وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ

علیہ السلام اور ان کی آل پر بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! رحمت سلامتی اور

بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ ۝ وَرَسُوْلِكَ ۝ وَ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ

برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تیرے نبی اور رسول ہیں اور ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام پر

خَلِيلِكَ وَصَفِيكَ وَسَيِّدِنَا مُوسَى كَلِيمِكَ وَنَجِيِّكَ ۝ وَسَيِّدِنَا

جو تیرے خلیل اور برگزیدہ ہیں اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جو تیرے ساتھ کلام اور مناجات کرنے والے ہیں اور ہمارے آقا

عِيسَى رُوحِكَ وَكَلِمَتِكَ وَ عَلَى جَمِيعِ مَلَائِكَتِكَ وَرُسُلِكَ وَأَنْبِيَائِكَ

عسی علیہ السلام پر جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور تیرے تمام فرشتوں، تمام رسولوں، تمام نبیوں

وَخَيْرَتِكَ مِنْ خَلْقِكَ وَأَصْفِيَائِكَ وَخَاصَّتِكَ وَأَوْلِيَائِكَ

تیری مخلوق میں سے تیرے برگزیدہ چنے ہوئے حضرات، تیرے خواص اور زمین و آسمان

مِنْ أَهْلِ أَرْضِكَ وَسَمَائِكَ

والوں میں سے تیرے اولیاء پر

۱۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ" یہ درود پاک حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے، ایک

روایت میں یہ الفاظ ہیں جو کتاب میں مذکور ہیں جسے امام بیہقی وغیرہ محدثین نے بیان کیا ہے۔

۲۔ "بَيْتِكَ" تیرے خاص نبی جنہیں وہ نبوت دی گئی ہے جو کمال کے تمام مقامات اور قرب کے جمیع مراتب اور بلندی کے

جملہ مواقع کی جامع ہے، یعنی وحی، کلام اور مناجات، خلقت، محبت اور اصطفا، وہود مطلق سے بلا واسطہ ظاہر ہونا اور روح اول

اور قلم اعلیٰ کے تعین سے متعین ہونا۔

"وَرُسُلُوكَ" اور تیرے خاص رسول جن کی رسالت جامع، کامل، محیط اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے تمام موجودات میں جاری

و ساری اور جمیع جہانوں کے ہر طور طریق، ہر دور اور ہر ایک جزئی پر چھائی ہوئی اور شامل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"وَأَرْسَلْنَاكَ بِالْبَشَرِ مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا" ہم نے تمہیں تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا، یعنی تم رسول مطلق ہو، تمہاری رسالت کسی

قید یا محض سے مخصوص نہیں ہے، پس آپ سب کے رسول اور ہر طرح انہیں نفع پہنچانے والے ہیں۔ وجود میں نمود میں

رزق اور ہدایت میں، رشد و ہدایت کے راستوں اور دنیا و آخرت کے لحاظ سے ہر طریقوں کی راہنمائی میں، کیونکہ آپ "وَمَا

أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً بَلِّغِ الْمَظْمُونِ" (ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت، مہربان رحمت ہیں۔

"وَأَيُّهَا خَلِيلُكَ وَصَفِيُّكَ" یہ صفاً بصفہ سے فیصل کا وزن ہے، اور خالص صفائی وہ ہے جس میں کوئی کدورت اور

امیزش نہیں، معنی کے اعتبار سے یہ خلیل کے قریب ہے، اسماء مبارکہ کے ضمن میں کچھ گفتگو اس پر ہو چکی ہے۔

اسلام) کو دوسرے پر اس لئے فضیلت حاصل ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے اور کبھی دوسرے (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو پہلے پر مردے زندہ کرنے، مائور زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا یاب کرنے میں فضیلت حاصل ہوتی ہے، ہر ایک کو الگ الگ اوصاف میں دوسرے پر فضیلت حاصل ہے (یہ بڑی فضیلت ہے)

دینی فضیلت مطلقہ تو اس پر اجماع ہے کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ تمام جہانوں پر امتلا اور خفیہ فضیلت رکھتے ہیں، آپ کے بعد اجماع قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام افضل ہیں۔

"وَعَلَىٰ حَبِيبٍ خَلْقٌ كَثِيرٌ" اور بغیر کسی تخصیص کے تیرے سب فرشتوں پر "وَزُنْبُلٌ" راء اور سین کے ضمہ کے ساتھ رسول کی جمع ہے۔ بطور تخفیف سین کو ساکن پڑھنا بھی جائز ہے۔ وَحِزْبٌ یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ مَجِزَةٌ کی یاد متوج ہے اسے ساکن بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ یہ واحد اور جمع دونوں کی صفت واقع ہوتا ہے، ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ وزن واحد میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کہا جائے کہ مُحَمَّدٌ حِزْبُ اللَّهِ بْنِ خَلْفَةَ حضور ﷺ تمام مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں، البتہ! جمع میں اس کا استعمال زیادہ ہے، اس کا معنی ہے برگزیدہ حضرات۔

"مِنْ خَلْقٍ" من بعض کے معنی میں ہے اور خَلْقٌ بمعنی مخلوق ہے، لہذا یہ برگزیدہ فرشتوں، انسانوں اور جنوں کو شامل ہے، نیز یہ انبیاء، اولیاء، صالحین اور تمام مومنین کو شامل ہے۔

"وَأَصْفِيَاءُ" یہ صفی کی جمع ہے، یعنی وہ جس کی محبت آمیزشوں سے پاک ہو، یا وہ جسے تو نے اپنے لئے منتخب فرمایا۔ "وَأَخَصِيَاءُ" یہ خَصٌّ یَخْصُّ کا اسم فاعل ہے، معنادر کی طرف استعمال ہوتا ہے اور واحد و جمع کی صفت واضح ہوتا ہے، اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جسے ایک قسم کا قرب حاصل ہو، جس کی بنا پر وہ عوام سے ممتاز ہو جائے، اس جگہ وہ حضرات مراد ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کے لئے منتخب فرمایا ہے۔

"وَأَوْلِيَاءُ" یہ ولی کی جمع ہے، جو ولی سے فعل کا وزن ہے، ولایت سے عالم ولایت مراد ہے یا خاص، دونوں احوال ہو سکتے ہیں۔ یہ چاروں الفاظ وَحِزْبٌ، وَخَلْقٌ، وَزُنْبُلٌ، وَأَصْفِيَاءُ ایک اسم معنی ہیں یا قریب المعنی ہیں۔ "مِنْ أَهْلِ الْوَحْشِ" تیری زمین کے باشندوں سے۔ وہ انسان اور جن ہیں "وَمُسْنَدٌ" اور تیرے آسمان کے رہنے والوں سے، وہ فرشتے ہیں۔ دونوں جگہ اسما صفت کے لئے ہے، کیونکہ مقام اسی اضافت کا ہے۔ جس جگہ شرافت والے رجتے ہیں، وہ یقیناً شریف ہی ہوتی ہے۔ مثلاً مدینہ شریف اور بغداد شریف وغیرہ ۱۲۔

انبیاء علیہم السلام پر درود بھیجنا

یہ درود پاک حمی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی ہے، متعدد احادیث میں یہ حکم وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ باقی انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی درود بھیجا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر پہلے اس لئے کیا ہے کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کے چہ امجد ہیں۔ نیز مرتبے اور زمانے کے لحاظ سے پہلے ہیں کیونکہ علماء کی ایک بڑی جماعت کے

نزدیک قول رائج کے مطابق نبی اکرم ﷺ کے بعد وہ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں۔ اس مسئلے میں چند اقوال یہ ہیں۔ (۱) حضرت سید عالم ﷺ کے بعد حضرت موسیٰ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ (۲) حضرت آدم (۳) حضرت نوح (۴) حضرت عیسیٰ (۵) حضرت ابراہیمؑ پھر حضرت موسیٰؑ پھر حضرت نوحؑ پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام والسلام۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَاةِ نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی مخلوق کی تعداد، اپنی رضا، اپنے عرش کے وزن

وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ وَكَمَاهُو أَهْلُهُ وَكَلِمَا ذِكْرِهِ الذَّاكِرُونَ وَ

اور اپنے کلمات کی مقدار کے برابر رحمتیں نازل فرمائے اور وہ رحمتیں جو آپ کے شایان شان ہیں اور ہر اس وقت جب ذکر

غُفِّلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَعِزَّتِهِ الطَّاهِرِينَ

کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور غفلت والے آپ کے ذکر سے غافل رہیں اور آپ کے اہل بیت اور اولاد پاک پر

وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ

اور سلام بھیج سلام بھیجنا۔ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی اولاد

وَعَلَىٰ جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْمُقَرَّبِينَ وَجَمِيعِ

تمام انبیاء و مرسلین، ملائکہ مقربین اور اللہ تعالیٰ

عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ عَدَدَ مَا امْطَرَتْ السَّمَاءُ مِنْذُ بَنَيْتَهَا وَصَلِّ

کے نیک بندوں پر ان قطروں کے برابر رحمتیں نازل فرما جو آسمان نے برسائے۔ جب سے تو نے انہیں بنایا ہے اور

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَنْبَتِ الْاَرْضُ مِنْذُ حَوَّتْهَا ۝

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان چیزوں کے برابر رحمتیں نازل فرما جو زمین نے اگائی ہیں جب سے تو نے اسے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ النُّجُومِ فِي السَّمَاءِ فَإِنَّكَ اَحْصَيْتَهَا ۝

کچھایا ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر آسمان کے ستاروں کے برابر رحمتیں نازل فرما کیونکہ تو نے انہیں گناہے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا تَنَفَّسَتْ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما کہ روجوں نے سیرے پیدا کرنے کے بعد

الْاَرْوَاحُ مِنْذُ خَلَقْتَهَا

آج تک جتنے سائنس لگے ہیں۔

۱. ”وَضَلَّی اللّٰهُ“ یہ جملہ لفظ تحریر اور معنی انشائیہ ہے ”عَدَدُ خَلْقِهِ“ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و مولا ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرمائے ہو تعداد میں اس کی مخلوق کے برابر ہوں، وہ مخلوق بے جان ہو یا جاندار، جو ہر ہو یا عرض، ایمان سے ہو یا مہلکی سے، اجناس سے ہو یا افراد سے، اس سے پہلے موجود ہو چکی ہو یا آئندہ موجود ہونے والی ہو، یا ہر اعتبار سے معدوم ہو، لیکن اسے مخلوق کے عنوان سے شمار کرنا صحیح ہو۔

”وَدُحْنًا نَّفْسِہ“ نفس معنی ذات ہے، شے کی ذات، اس کا نفس، اس کا عین، اس کی مابیت اس کی کسمتہ اور اس کی حقیقت، یہ تمام ہم معنی الفاظ ہیں، رضا کا عطف عَدَدُ پر ہے اور نفس کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے، مطلب یہ ہوا کہ اتنی رحمت کہ نبی کریم ﷺ پر رحمت نازل کرنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کو راضی کر دے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نفیبہ کی ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہو۔

”وَزِنَہ عَظْمِہ“ زِنَہ وزن کے کسر کے ساتھ، خطابی کہتے ہیں، اس کا معنی شے کا بوجھ، اور اس کی پختگی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس صلوٰۃ کا ثواب وزن میں عرش مجید کے برابر ہے یا یہ صلوٰۃ خود وزن میں عرش کے برابر ہے، اگر اسے جسم فرض کیا جائے۔ خطابی فرماتے ہیں عرش اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم مخلوق ہے جس کی بڑائی کی مقدار اور وزن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

”وَمِدَادُ کَلِمَاتِہ“ مِدَادُ مِم کے کسر کے ساتھ، وہ چیز جس کے ساتھ کثرت اور زیادتی ہو، مشارق میں اس کا معنی مقدار بتایا ہے، حاشی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلمات کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے، نہ ہی وہ کسی حد سے شمار کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ تکیہ دی گئی ہے تاکہ کثرت اور فراوانی پر دلالت ہو سکے، امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں، ہمارے اصحاب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے کلمات سے مراد وہ الفاظ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور عجائب قدرت پر دلالت کرتے ہیں۔

چار بھاری کلمات

اس درود پاک کے یہ الفاظ حضرت ام المؤمنین جو یوہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ماخوذ ہیں، جو صحیح مسلم میں وارد ہے۔ نبی اکرم ﷺ نماز صبح کے بعد ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، وہ تسبیح پڑھ رہی تھیں، پھر آپ چاشت کے بعد تشریف لائے، تو وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: میں جب سے گیا ہوں تم اس وقت سے اسی طرح بیٹھی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تمین مرجہ کہے، اگر ان کا وزن تمہارے آج کے تمام ذکر سے کیا جائے تو وہ بھاری ہوں گے، وہ کلمات یہ ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہ عَدَدُ خَلْقِہ وَرَحْمَہ

اللہ تعالیٰ کے لئے پاکیزگی ہے اس کی حمد کے ساتھ اس کی مخلوق کی تعداد اس کی رضا

وَذِنَةٌ غَزِيْبَةٌ وَبِذَاكَ كَلِمَاتُهُ

اس کے عرش کے وزن اور اس کے کلمات کی مقدار کے برابر۔

اسی طرح یہ حدیث امام ترمذی 'نسائی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

"وَكَيْفَا هُوَ أَهْلُهُ" اور ایسی صلوة بارگاہ خداوندی میں عزت و کرامت اور انعام و عطا کے اعتبار سے نبی اکرم ﷺ کے حق دار ہیں، یہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے، یعنی وہ رحمت کہ اللہ تعالیٰ کے شانیاں شان ہے کہ اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو جزا عطا فرمائے، یہ جزا اوہام و عقول کے اندازے سے باہر ہوگی۔

"مُحَمَّدًا" ہے تاکہ ما مصدر یہ ظرف ہے اور لفظ کل اس کی طرف مضاف ہے، اس لئے لفظ کل بھی ظرف زمان بن گیا ہے، یعنی ہر اس وقت کہ "ذِكْرُهُ اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ غَضَلٍ عَنْ ذِكْرِهِ اللَّهُ أَكْبَرُ" ذِکْرُہ اور عَنْ ذِکْرُہ کی ضمیریں مَا هُوَ أَهْلُهُ کی طرف اللہ تعالیٰ طرف راجع ہیں، یا نبی اکرم ﷺ کی طرف۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "مَا هُوَ أَهْلُهُ" کی ضمیر اس سے پہلے کی ضمیروں کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو اور یہ وہ ضمیریں ماجد کی طرح نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہوں۔ ذکر میں دو احتمال ہیں۔ اس سے مراد ذکر قلبی ہو یعنی یاد رکھنا اس کے مقول نسیان اور غفلت ہے۔ (۳) زبانی ذکر مراد ہو اس کے مقابل خاموشی اور ترک ذکر ہے اور غفلت سے یہی ترک ذکر مراد ہے۔

حضور علیہ السلام کی عترت

"وَأَعْلَى أَهْلِ بَيْتِهِ" اس کا عطف علیٰ سیدنا پر ہے "عِثْرَتُهُ" عین کے کسرہ اور تاء کے سکون کے ساتھ "حضرت امام بن انس رحمہ اللہ سے نبی اکرم ﷺ کی عترت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ آپ کے قریبی گھر والے، قبیلے والے ہیں، قاصدین میں ہے، "عِثْرَتُهُ" عین کے کسرہ کے ساتھ۔ مروی نسل، اس کے خاندان اور قبیلے کے قریبی افراد کو کہتے ہیں، "الظاہرین" یہ اہل بیت اور عترت کی صفت ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

اللہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی دور رکھے اور تمہیں پاک کرے پاک کرنا

مشرقیں فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے نقائص اور عیوب کو دور کرے، یہ صفت کاشفہ ہے اور تمام اہل بیت کو شامل ہے۔

"وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا" اس جملہ کا عطف سابقہ جملے "عِثْرَتُهُ" پر ہے، لہذا لام اور میم دونوں مفتوح ہیں، تَسْلِيمًا یہ مصدر ہے جو اپنے فعل کی تاکید کر رہا ہے۔

یہ "تَسْلِيمًا تَحْسِبُهُ وَغُلَى أَزْوَاجِهِ" نسخہ سلیمہ میں اسی طرح ہے، اس کے علاوہ محترمہ صفوں میں اس طرح ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِ
بعض نسخوں میں اَزْوَاجِہ سے پہلے علی نہیں ہے۔

"وَعَلٰی جَمِیْعِ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ" یہ خاص کا عام پر عطف ہے "وَالْمُرْسَلِیْنَ" فہرست سملیہ اور دیگر قدیم نسخوں میں داؤ موجود ہے اس وقت یہ خاص کا عام پر عطف ہو گا کیونکہ مانگہ پر الف لام استغراق کے لئے ہے، معنی یہ ہو گا کہ تمام فرشتوں پر اور ان میں سے مقررین پر، بعض نسخوں میں داؤ نہیں ہے۔ اس وقت یہ صفت کا نشہ ہو گی، نہ کہ مختصہ کیونکہ کلمہ کا لفظ عاموم ہے۔

لفظ عباد کا استعمال مقام تعظیم و تکریم میں

"وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ" اکثر نسخوں میں اسی طرح ہے، بعض نسخوں میں عِبَادُكَ کاف خطاب کے ساتھ ہے۔ بہر صورت یہ صفت تشریف کے لئے ہے۔ ابن عطیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ لفظ عباد مقام تعظیم و تکریم میں اور لفظ عِبَادٌ مقام تحظیر اور ذم کی کہ میں استعمال ہوتا ہے۔ "النَّاسُ عِبَادٌ" یہ صراح کی جمع ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ اس سے مراد مطلق مومنین ہے۔ آسمان پر ہو یا زمین پر، فرشتہ ہو، جن ہو یا انسان ہو، حاضر ہو یا غائب، زندہ ہو یا مردہ، لہذا یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

"عَلَّمَہَا اَنْعَظَتْ" ابن القوطیہ کہتے ہیں "اَنْعَظَتْ الشَّمَاۃُ فَظَلَّ" اور اَنْعَظَتْ دونوں طرح استعمال ہے، لیکن زیادہ تر حضرت رحمت میں اور اَنْعَظَتْ عذاب میں استعمال ہوتا ہے، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطور حکایت فرمایا ہے "عَلَّمَہَا اَنْعَظَتْ" کیونکہ بتول ابن عطیہ اس قوم نے اس بادل کو رحمت کا بادل سمجھا، (حالانکہ اَنْعَظَتْ سے مشتق ہے) اس جگہ جس کی حقیقی کی معنی ہے اس سے یا تو بارشیں مراد ہیں یا قطرے۔ جہاں کثرت کی طلب ہو، اس مقام کے لائق ہی شق ہی ہے۔ "الشَّمَاۃُ" یہ لفظ مشترک ہے، اس کا ایک معنی تو وہ نیلی چھت (آسمان) ہے جو زمین پر سایہ ظنن ہے، دوسرا بارش ہے کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ وہ منہج کا نام شے کو دے دیتے ہیں، اس جگہ اس سے مراد آسمان ہی ہے، حضرت صاف کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش آسمان سے ہے زمین سے نہیں ہے۔ قرآن و حدیث اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ صرف معتزلہ کے کہ وہ کہتے ہیں کہ سمندر زمین پر ہے۔ وہاں سے رطوبتوں کے اجزا اور بخارات سے بادل پیدا ہوتا ہے۔

"فَلَمَّا ظَفَرَ النَّارَ" ہے جو اپنے مادہ کی طرف مضاف ہے، یعنی جب سے تو نے آسمان کو پیدا کیا اور قائم کیا۔
"عَلَّمَہَا اَنْعَظَتْ" ان سبزیوں اور درختوں کے برابر جو زمین نے نکالے، بارش پر سامنے کی نسبت آسمان کی بار اور اگلانے کی نسبت زمین کی طرف بجازی ہے اور قرینہ یہ ہے کہ یہ اس شخص کا قول ہے جو جانتا ہے کہ فاعل حقیقی اللہ ہی ہے۔

"فَلَمَّا ظَفَرَ حَقَّقَ" جب سے تو نے زمین کو بچھایا ہے۔

"وَلَمَّا ظَفَرَ" یہ اس بات کی تعلیل ہے کہ ستاروں کی تعداد کے برابر دور و پیچھے کا سوال کیوں کیا ہے؟ "اَنْعَظَتْ" اس لئے کہ

اے رب کریم! تجھے ان ستاروں کی تعداد اور مقدار کا علم ہے کیونکہ تو ان کا خالق ہے اور لازمی امر ہے کہ خالق اپنی مخلوق کا علم ہوتا ہے۔ لہذا تو ان کی تعداد کے مطابق درود بھیج۔

”مَعْلَمٌ مَا تَكْتَسِبُ الْأَزْوَاجُ“ اس تعداد میں کہ روجوں نے سانس لئے۔ ہوا کی ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ”ازواج“ زوج کی جمع ہے، بعض اوقات رنج کی جمع بھی ازواج آجاتی ہے اس سے تمام جانداروں کی روحیں مراد ہیں۔ وہ انسان ہوں یا دوسرے حیوانات۔ اس جگہ رنج کی جمع ازواج بھی مراد لے سکتے ہیں یعنی جس قدر ہوائیں چلیں۔ ”خَلَقْتَهَا“ جب سے تو نے روجوں کو ان کے جسموں میں پیدا کیا۔ مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوقات کے سانسوں کے برابر درود بھیج یا یہ مطلب ہے کہ ہوا کی پیدائش سے اس وقت تک جتنی ہوائیں چلی ہیں۔ اتنے درود بھیج۔

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدُ مَا خَلَقْتَ وَمَا تَخْلُقُ وَمَا أَحَاطَ بِهِ

اور رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اس مخلوق کی تعداد کے برابر جسے تو نے پیدا کیا اور جسے تو پیر

عِلْمُكَ وَأَضْعَافُ ذَلِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ عَدَدَ خَلْقِكَ

کرے گا اور جسے تیرا علم محیط ہے اور اس سے کئی گنا زیادہ اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ان پر اپنی مخلوق کی تعداد

وَرِضَاءِ نَفْسِكَ وَزِنَةِ عَرْشِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ وَمَبْلَغِ عِلْمِكَ

اپنی رضا، اپنے عرش کے وزن، اپنے کلمات کی مقدار اور اپنے علم کی وسعت اور اپنی نیکوئیوں

وَآيَاتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ صَلَوةً تَفُوقُ وَتَفْضُلُ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ

کے مطابق اے اللہ! ان پر ایسا درود بھیج جو مخلوق میں سے ان پر تمام درود بھیجنے والوں کے

عَلَيْهِمْ مِّنَ الْخَلْقِ أَجْمَعِينَ كَفَضْلِكَ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

درود سے فوقیت اور فضیلت رکھے ایسی فضیلت جو تجھے تیری تمام مخلوق پر ہے اے اللہ!

عَلَيْهِمْ صَلَوةً دَائِمَةً مُّسْتَمِرَّةً الدَّوَامِ عَلَى مَرِّ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ مُتَّصِلَةً

ان پر دائمی درود بھیج جو راتوں اور دنوں کے جاری رہنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ جاری رہے۔

الدَّوَامِ لَا انْقِضَاءَ لَهَا وَلَا انْصِرَامَ عَلَى مَرِّ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ عَدَدُ

پے در پے ہو۔ اس کی انتہاء اور خاتمہ نہ ہو راتوں اور دنوں کے جاری رہنے کے ساتھ ساتھ

كُلِّ وَابِلٍ وَطَلٍّ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَسَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ

ہر بارش اور شہم کے برابر اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تیرے نبی ہیں اور سیدنا ابراہیم

خَلْقِكَ وَعَلَىٰ جَمِيعِ أَنْبِيَائِكَ وَاصْفِيَّائِكَ مِنْ أَهْلِ أَرْضِكَ وَسَمَائِكَ

علیہ السلام پر جو تیرے غیبی ہیں، تیرے تمام نبیوں پر اور زمین و آسمان کے باشندوں میں سے تیرے برگزیدہ حضرات پر

عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَاءِ نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِيزَانَ كَلِمَاتِكَ

تیری مخلوق کی تعداد، تیری ذات کی رضا، تیرے عرش کے وزن، تیرے کلمات کی مقدار

وَمُنْتَهَىٰ عِلْمِكَ وَزِنَةَ جَمِيعِ مَخْلُوقَاتِكَ صَلَوةً مُّكَرَّرَةً أَبَدًا عَدَدَ

تیرے علم کی وسعت اور تیری تمام مخلوقات کے وزن کے برابر وہ درود جو ہمیشہ پے در پے ہے۔ ان

مَا أَحْصَىٰ عِلْمُكَ وَمِلَّءَ مَا أَحْصَىٰ عِلْمُكَ وَأَضْعَافُ مَا أَحْصَىٰ عِلْمُكَ

چیزوں کی تعداد اور پری کے مطابق جنہیں تیرا علم محیط ہے اور ان اشیاء سے کئی گنا زیادہ جن کو تیرا علم محیط ہے۔

صَلَوةً تَرِيدُ وَتَفُوقُ وَتَفْضِلُ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْخَلْقِ

ایسا درود جو مخلوق میں سے ان پر تمام درود بھیجنے والوں کے درود سے زیادہ فائق اور

أَجْمَعِينَ كَفَضْلِكَ عَلَىٰ جَمِيعِ خَلْقِكَ

فطرت والا ہو جیسے تجھے تمام مخلوق پر نصیبت ہے

۱۔ "عَدَدَ مَا خَلَقْتَ" یہ ناموصولہ ہے اور اس کی طرف نوٹنے والی ضمیر محذوف ہے۔ یعنی خَلَقْتَ اس سے مراد ہر وہ چیز

ہے جو اس سے پہلے پیدا ہو چکی ہے۔ خواہ وہ جو ہر ہو یا عرض، بسیط ہو یا مرکب، علوی ہو یا سفلی، بے جان ہو یا جاندار

وہی خَلْقِ "اشیاء مذکورہ میں سے جو شے بھی تو زمانہ حال یا استقبال میں پیدا فرمائے گا۔

"وَمَا أَحْصَا بِهِ جَلْمُكَ" اور ان اشیاء کے برابر جنہیں تیرا علم محیط ہے، یعنی ان چیزوں میں سے جنہیں تو نے پیدا کیا ہے

ہر ملحد و کافر کا ہر فرمایا ہے، یا یہ مراد ہے کہ وہ اشیاء جو مخلوقات مذکورہ میں سے تیرے علم میں ہیں، تیری صورت یہ ہے

کہ وہ اشیاء مراد ہیں جن کا علم لوح محفوظ میں ہے، چوتھی صورت یہ ہے کہ طلب میں مبالغہ کے طور پر کہہ دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے معلومات غیر متناہی ہیں

مذکورہ عبارت میں تخصیص کیوں کی گئی اور اسے اپنے عموم پر کیوں نہیں رکھا گیا؟ اس لئے کہ اسے عموم پر نہیں رکھا جا

سکتا کیونکہ علم الہی کے معلومات غیر متناہی ہیں ان میں کوئی عدد ممکن نہیں (اور نہ ہی ان کی تعین ہو سکتی ہے) اس لئے

میں ضروری ہے تاکہ امکان عقلی کی حدود میں رہے، ایسے مقامات پر مخصوص عقل ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

حَاقٌّ مَّا تَدْرُسُونَ ۝ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے عقل اس کی تخصیص کرتی ہے، کیونکہ عقل سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کا خالق نہیں ہے، لہذا کل شیء سے مراد ذات و صفات کے علاوہ اشیاء ہوں گی۔

علم کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا ایسے شخص کے نزدیک موبہم لفظ کا استعمال جائز ہے، جس سے غلط معنی کا وہم نہیں ہو یا وہ لفظ ایسا ہے کہ اس کی تکوین آسان اور اس کا محمل بہ سہولت معلوم ہو سکتا ہے۔ یا وہ لفظ عرف کی بنا پر مخصوص ہو۔ اس سے اسے معنی صحیح میں استعمال کیا جائے (بعض نے اسے جائز اور بعض نے ناجائز قرار دیا) علماء کی ایک جماعت نے درود پاک ایسے الفاظ کو مختار قرار دیا ہے جو ایسے ہی کلمات پر مشتمل ہیں جیسے معنی لے استعمال کئے ہیں۔ اخذ ذہا اخذ بہ جہلک اس جماعت نے کہا کہ یہ افضل طریقہ ہے۔ اس جماعت میں شیخ عقیف الدین یا فنی، شرف باری اور بہاؤ ابن عطار شامل ہیں ابن عطار کے شاگرد مہدی نے اپنے استاد سے نقل کیا ہے (رحمہ اللہ)

”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ اور اس کی کئی حقیقتیں، مماثلت سے مراد مقدار میں مماثلت ہے۔ ذلیل کا اشارہ اس سے پہلے۔ گئے مجموعہ مخلوقات کی طرف ہے نہ کہ معلومات کی طرف، دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جمع معلومات مراد ہوں معلومات کو مخلوقات پر محمول کیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حقیقت مراد نہ ہو، بلکہ مبالغہ مقصود ہو۔

”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ اے اللہ! ان حضرات پر رحمتیں نازل فرما جن کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے لے کر بندگان تک اس سے پہلے ہوا ہے، حضرت معنی نے پہلے ان سب حضرات پر علی العموم درود بھیجا، پھر خاص طور پر نبی اکرم ﷺ بھیجا، اب پھر حمیم کا قصد کر رہے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ غلیظہ فی ضمیر صرف نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہو، ضمیر تعظیم و تحريم کے لئے لائی گئی ہے۔ اس کے شواہد قرآن پاک اور کلام عرب سے مشورہ و معروف ہیں۔ یہ درود شریف جبکہ سے لے کر دو سطر بعد ”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ تک بعض نسخوں میں موجود نہیں ہے، متعدد صحیح نسخوں اور سلیبہ میں موجود ہے۔

”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ مبلغ لام کے فتح کے ساتھ صغی انتہاء اور علم معنی معلوم ہے، اس کا مطلب بھی گزشتہ عبارت کی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ معلومات متناہی ہیں اور علم ایک حد پر جا کر رک جاتا ہے اور یہ محال ہے۔ لہذا اس کی تکوین ضروری ہے اور وہ یہ کہ ان معلومات کی انتہاء مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے ہیں اور بارگاہ الہی میں آپ جن کے اہل ہیں یا ایسی ہی کوئی اور صحیح توجہ کی جائے۔

”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ اس کے چند مطالب ہو سکتے ہیں۔ (۱) آیات کی تعداد کی انتہاء مراد ہو (۲) یہ آیات جن حکمتوں، تمکین، ثبوتوں پر مشتمل ہیں۔ ان کی انتہاء مراد ہو (۳) آیات جن کلمات اور حروف پر مشتمل ہیں ان کی انتہاء مراد ہو۔ (۴) یہ بھی ہے کہ اس کا مطلب بھی، قبل کے طریقے پر ہو یعنی ان اسرار و رموز کی انتہاء مراد ہو جن پر قرآن پاک کی آیات مشتمل ہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے صرف نبی اکرم ﷺ کے لئے یا آپ کے لئے اور تمام مقبولان بارگاہ کے لئے تیار کئے ہیں۔

”وَأَخَذَ غَاثَ ذَلِكَ“ اے اللہ! ان پر ایسا درود بھیج جو ارفع و اعلیٰ ہو و افضل ضار کے ثمرہ کے ساتھ درود مقابلے کے وقت افضل ہو جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہو گا۔

”صَلَوَةُ الْمُخْضَلِّينَ مِنَ الْخُلُقِ“ خلقِ اصل میں مصدر ہے جس کا معنی ہے اندازہ کرنا پھر اس کا استعمال ایجاد کے معنی میں ہونے لگا، بعض اوقات صحنی فلول استعمال ہوتا ہے۔ اس جگہ یہی معنی مراد ہے۔

”كَفَعْتَ بَلَدَكَ عَلَى جَنْبِ خَلْقِكَ“ (جیسے تجھے تمام فلول پر فضیلت ہے) ایسے اللہ تعالیٰ کو فلول پر ہے کیونکہ دو فلولوں میں فضیلت کے اعتبار سے وہی نسبت ہوگی جو دو فلولوں کے درمیان ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو فلولوں کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں (فلول کو فضیلت میں خالق سے کیا نسبت؟) پھر ان کا درود بھی اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کی فلول ہے۔

اس جگہ حقیقی تشبیہ مراد نہیں ہے، کیونکہ یہ محال ہے کہ ایک حادث (خالق کو فلول) ہے۔ دراصل متعدد فضیلت میں مبالغہ دکھانا ہے اور دو درودوں کے درمیان انتہائی فرق واضح کرتا ہے۔

”صَلَوَةُ ذَا ابْنَةٍ“ دو درود جو باقی اور ہمیشہ رہنے والا ہو۔ ”مُسْتَبْرَئَةُ الدَّوَامِ“ اس کی بقاء مسلسل ہو۔ ”عَلَى“ صحنی غغ ہے ”مُسْتَبْرَئَةُ الدَّوَامِ“ اس کی بقاء پے در پے ہو۔ اتصال کا معنی یہ ہے کہ بعض اشیاء بعض کے ساتھ متحد ہو جائیں جیسے کہ دائرے کی دو طرفیں متحد ہو جاتی ہیں۔ ”لَا اَبْقَضَا“ یہ مصدر ہے ”اِنْقَضَى الْمَشْيُ لَمْ يَكَمْ“ جس کا معنی ہے کہ فلاں شے ختم ہو گئی اور ابھی باقی نہیں رہی، لہذا یہ ضمیر صلوة کی طرف راجع ہے۔ ”لَا اَبْقَضَا“ یہ مصدر ہے اَبْقَضَا کا جس کا معنی ہے کہ فلاں شے ختم ہو گئی۔ ”عَلَى مَرِّ اللَّيَالِي وَالْأَنْبَاءِ“ بعض شہنوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں، متعدد صحیح نسخوں اور نسخہ سلیمہ میں موجود ہیں۔

”عَدَدُ كُلِّ وَابِلٍ وَظَلٍّ“ واپل تیز اور مفید بارش کو کہتے ہیں اور ظل شبنم اور ہلکی بارش کو کہتے ہیں۔

حضرت مولف رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ نسخہ سلیمہ کے حاشیہ میں یہ شعر لکھا

الْوَابِلُ الْغَوِيُّ ذُو الْبَصَارِ وَالظِّلُّ مَزَقٌ مِنَ الْأَمْطَارِ

واپل تیز اور موسلا دھار بارش کو اور ظل ہلکی بارش کو کہتے ہیں۔

یہ محاسنی کی نظم کا ایک شعر ہے جو انہوں نے ”غریب الحاحی“ میں لکھی ہے۔

”عَدَدُ كُلِّ وَابِلٍ وَظَلٍّ“ میں جس چیز کی تقنی ہے وہ بارشیں ہیں نہ کہ قطرے، کیونکہ واپل اور ظل اس بارش کو کہتے ہیں جو بہت سے قطروں کا مجموعہ ہوتی ہے۔ ایک قطرے کو نہ واپل کہتے ہیں نہ ظل، دوسری صورت یہ ہے کہ قطرات کی تقنی مقصود ہو، اس وقت اس جگہ مضاف محذوف لکھا جائے گا، یعنی تیز اور ہلکی بارش کے قطروں کی تعداد کے برابر درود بھیج

”سَيِّدَانَا اِبْرٰهِيْمَ“ ان کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کا حق بہت زیادہ ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عرب و عجم میں سے بہت سے درود بھیجنے والوں کے جد امجد ہونے کے اعتبار سے انہیں قرب حاصل ہے۔ دین کی غلامتوں میں انہیں برکات حاصل ہے، رسولوں میں ان کی شان بلند ہے اور ان کی اس دعا کی تکمیل ہے ”وَاجْعَلْ لِّیْ اِبْنَانَ صِدْقٍ فِی الْآخِرَتِیْ“ الآیۃ اور میرے لئے بچپلوں میں سچائی کی زبان معین فرما۔

”صَلَاةٌ مُّكْرَرَةٌ“ یہ مکرر الشیء سے اسم متعین مونث کا صیغہ ہے، ابو حلال عسکری کہتے ہیں کہ تکرار کا معنی ہے ایک بار سے زیادہ بار بار۔ تکرار اور تکرار میں فرق یہ ہے کہ دوبارہ ذکر کرنے کو تکرار اور تیسری بار ذکر کرنے کو تکرار کہتے ہیں، مصدر

تکریب اور تکرار نام کے فتح اور کسر کے ساتھ ہے۔

”وَبَلَدٌ مَّا أَخْطَىٰ جِلْدُكَ“ حدیث شریف میں ہے ”بَلَدٌ الشَّلَوَاتِ وَالْأَرْحَابِ“ آسمانوں اور زمین کی پری کے ہر حصے کا جلد مَّا أَخْطَىٰ جِلْدُكَ سے یہی مخلوقات مراد ہیں، یہ تشبیہی کلام ہے تاکہ شے والے کی سمجھ کے قریب ہو جائے۔ درجہ کمال اندازہ یہاں سے نہیں کیا جاتا نہ ہی اس سے ظروف (زمین و آسمان وغیرہ) بھرے جاتے ہیں، مقصد کثرت تعداد ہے۔ یعنی ہر طرف غرض کیا جائے کہ وہ کلمات اجسام ہیں اور مکانات کو پر کر سکتے ہیں تو وہ اپنی کثرت کی بنا پر آسمانوں اور زمین کو بھر دیں گے۔ جس سے کہ ان کلمات کا اجر و ثواب مراد ہو کہ وہ زمین و آسمان کو بھر دے گا ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کلمات کی عظمت شان بیان کرنا مقصود ہو، مثلاً کہا جاتا ہے کہ آج فلاں شخص نے ایسی بات کہی گویا وہ پہاڑ ہے اور فلاں نے آسمانوں پر زمینوں ایسی قسم کھائی، ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ یہ کلمہ زمین کے تمام طبقات کو بھر دے گا، یعنی تمام زمین پر پھیل جائے گا، نیز کہتے ہیں یہ کلمہ یونے والے کے منہ اور سننے والے کے کان کو بھر دے گا۔

۵ ”اضعاف“ ضعف کی جمع ہے مقدار میں شے کے مساوی کو ضعف کہتے ہیں۔

ثُمَّ تَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ مَرَّ جُزْءٍ إِلَّا جَابَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

پھر یہ دعا مانگئے! کیونکہ اس کی مقبولیت کی توقع ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِمَّنْ لَزِمَ

نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بعد اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے

مِلَّةَ نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَمَ حُرْمَتَهُ وَ

ہم جنہوں نے میرے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو لازم پکڑا، ان کے مرتبہ کی تعظیم کی

أَعَزَّ كَلِمَتَهُ وَحَفِظَ عَهْدَهُ وَذِمَّتَهُ وَنَصَرَ حَزْبَهُ وَدَعْوَتَهُ وَ

ان کے ارشاد کی عزت کی۔ ان کا عہد و بیان محفوظ رکھا۔ ان کی جماعت اور دعوت کی امداد کی

كَثَرَ تَابِعِيهِ وَفِرَّقَتَهُ وَوَأَفَى زُمْرَتَهُ وَلَمْ يُخَالِفْ سَبِيلَهُ وَسُنَّتَهُ ۝

ان کے متبعین اور گروہ کو بڑھایا۔ ان کی جماعت میں شامل ہوا اور ان کی راہ اور سنت کی مخالفت نہیں کی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِلَّا سَتَمْسَاكَ بِسُنَّتِهِمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاِنْحِرَافِ

اے اللہ! میں تجھ سے ان کی سنت سے وابستہ رہنے کی دعا کرتا ہوں اور حیرتی پناہ مانگتا ہوں ان کے لائے ہوئے دین

عَمَّا جَاءَ بِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ سَيِّدُنَا

سے برگشتہ ہونے سے، اے اللہ! میں تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی اور رسول سیدنا

مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

محمد مصطفیٰ ﷺ نے مانگی اور تیر کی پناہ مانگتا ہوں

شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○

اس چیز کے شر سے جس سے تیرے نبی اور رسول سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی۔

درود شریف کے بعد مانگی جانے والی دعا

لے "لَمْ نَذْغُ بِهَذَا الدُّعَاءِ" پھر اے قاری! ہر گاہ کہ رسالت میں ہر درود پیش کرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے ہو ابھی تکھی جاری ہے "لَمْ نَذْغُ بِهَذَا الدُّعَاءِ" کیونکہ اس کی قبولیت کی امید اور انتظار ہے۔ اجابت کہتے ہیں سائل کے سوال کو پورا کرنا یا اس کے سامنے ایسے کام کرنا جو اسے پسند ہو، گویا حضرت مصطفیٰ فرما رہے ہیں کہ یہ دعا مقبول ہو گی۔ اسی لئے اس کے بعد فرماتے ہیں "بِإِذْنِ اللَّهِ" کیونکہ ہر شے اللہ تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ لہذا وہی چیز موند ہو گی جسے وہ چاہے گا۔ ہر چیز اس کی مشیت پر موقوف ہے اور اس کی مشیت کسی چیز پر موقوف نہیں۔ علاوہ ازیں یہ کلمہ بطور تحرک لایا گیا ہے اور موقع ملنے پر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو نصیحت چاہا گیا ہے۔ دعا کے قبول ہونے کی امید اس لئے ہے کہ درود پاک کے بعد یا دو درودوں کے درمیان دعا مقبول ہوتی ہے۔ جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ "بَعْدَ الصَّلَاةِ" اس کا تعلق قَرَبُوحُ کے ساتھ ہے۔ الصَّلَاةُ کے الف لام کا شمار بعض درود کی طرف ہے۔ "عَلَى النَّبِيِّ" اور تم اس فصل کی ابتدا سے اس وقت تک درود شریف پڑھ ہی چکے ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعد الصَّلَاةِ کا تعلق نَذْغُ کے ساتھ ہو، یعنی تم جو ابھی ابھی درود پاک پڑھ چکے ہو اس کے بعد دعا کرو، اس صورت میں الصَّلَاةُ سے مراد وہ درود پاک ہے جو حضرت مصطفیٰ اس سے پہلے حال ہی میں بیان کر چکے ہیں اور الصَّلَاةُ کے الف لام کا اشارہ قریبی درود شریف کی طرف ہو گا، جو کتاب میں قریب ہی گزرا ہے، یہ مطلب نہیں کہ پڑھنے والا اپنے پاس سے درود پاک پڑھے جیسے کہ بظاہر گمان ہوتا ہے۔

وہ دعا یہ ہے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ وَشَرِّ" اس میں وحی تمییزیہ اور غنی موصول ہے۔ یعنی مجھے ان لوگوں میں سے ایک بنا دے۔ درود پاک کے نیچے کسرو ہے جو جدا نہیں ہوئے۔ بَلَدَةُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین سے وعظمتہ اور جنہوں نے آپ کی حرمت کا احترام کیا ہے۔ حرمت سے مراد وہ شان و شوکت ہے جس کی پاسداری ضروری ہے اور کسی نہ توہین جائز ہے نہ تحقیر۔ "وَ اَعُوْذُ بِكَ" کلمہ میں تین لغتیں ہیں۔ (۱) کاف پر فتح اور لام کے نیچے کسرو (۲) کاف پر فتح اور لام ساکن (۳) کاف کے نیچے کسرو اور لام ساکن، پہلی اہل حجاز کی لغت ہے یعنی جس نے کلمہ اسلام "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی گواہی دے کر تعظیم و تکریم کی یا نصرت و اعانت کی و حَقِيقَةُ فَاوِ کے نیچے کسرو ہے۔ غنِیَّة اور جس نے آپ کے

تائیدی فرمان اور وصیت کی حفاظت کی، یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک ماننا، اس کی عبادت کرنا، اس کی اطاعت میں مصروف ہونا، اس کے حکم کی تعمیل کرنا اور جس چیز سے اس نے منع کیا ہے اس سے پرہیز کرنا۔ ”وَذُنُوبُهُ“ ذمہ اور عہد کا ایک ہی معنی ہے، لیکن ذمہ میں اس بات کا اعتبار ہے کہ اسے پورا نہ کرنا مذموم اور عیب ہے۔ ”وَنَفْضُ حُزْنَةٍ“ اور آپ کے متبعین کی اس ”وَذُنُوبُهُ“ اور اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کے بلانے کو فروغ دیا ”وَنَفْضُ حُزْنَةٍ“ اور آپ کے پیروکاروں میں اضافہ کیا، مانع وہ ہے جو آپ کے طریقے پر چلے، اس جگہ آپ کے دین پر چلنے والے مراد ہیں، یعنی دنیا و آخرت میں ان کے ساتھ شامل ہو کر ان کے کثرت میں اضافہ کرے۔ ”وَوَافِي ذُنُوبُهُ“ اور آپ کے گروہ کے پاس آیا یا وعدے پر انا سے ملایا آخرت میں ان کے مفاد ہوا ”ذُنُوبُهُ“ زامہ کے ضم کے ساتھ جماعت کو کہتے ہیں۔ ”وَلَمْ يَخْلُفْ سُبُلَهُ“ اور اس نے آپ کے طریقے کی مخالفت نہیں کی بلکہ موافقت کی اور اس پر چلا، کیونکہ وہی آسان راستہ ہے۔ ”وَسُنَّةُ“ سنت کہتے ہیں طریقہ اور سیرت کو۔

۱۔ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ“ اے اللہ! میں تجھ سے طلب کرتا ہوں۔ سوال طلب کی ایک قسم ہے، یعنی مطلق اولیٰ کا ادنیٰ سے طلب کرنا، جب طلب اللہ تعالیٰ سے ہو تو اسے سوال اور دعا کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پاس سے طلب کرنے کو دعا نہیں کہا جاتا۔ بہت سے علماء لغت کے کلام کا یہی مفہوم ہے، ابن راشد الحفید نے اپنی کتاب ”الغزوری“ میں اور قرطبی نے ”التنقیح“ میں اس کی تصریح کی ہے، اس بات سے باخبر ہونا چاہئے۔ بہت سے لوگوں کو اس میں وہم ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے، میں نے یہ تحقیق شیخ ابو عبد اللہ عربی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میں دیکھی۔ یہ جملہ لفظاً خبر اور معنی انشاء ہے، اور اس کا ہے، اے اللہ! مجھے عطا فرما۔ ”إِلَّا سُبُلَكَ بِسُئْبِهِ“ استمساک کا معنی مضبوطی سے پکڑنا اور سنت کا معنی طریقہ اور دین سے ”وَأَعُوذُ بِكَ“ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، یہ جملہ بھی لفظاً خبر اور معنی انشاء ہے، اور مطلب یہ ہے، کہ اے اللہ! مجھے پناہ عطا فرما۔ ”بِإِلْحَافٍ“ پر غشت ہونے سے ”عَشَا جَاءَ بِهِ“ ماموصول ہے۔ اس چیز سے جو حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ انحراف کی دو صورتیں ہیں (۱) بدعت (بد عقیدگی) (۲) معصیت (بد عملی) باقی رہا کفر تو وہ انحراف سے آگے کی چیز ہے، کیونکہ کفر یہ ہے کہ آپ سے بالکل اعراض اور روگردانی کی جائے، دعا اسے انحراف کے آخری درجے کے طور پر شامل ہوگی۔

۲۔ ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ“ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے لئے سوال کرتا ہوں۔ ”بِإِلْحَافٍ“ یہ جن تبیعیہ ہے یعنی مجھے اس کا ایک حصہ عطا فرما۔ اگر آئندہ جن دُعاؤں سے بھی تبیعیہ ہو تو اس عبارت میں کوئی اشکال نہیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ بعض خیر کی دعا کی اور ہم اس بعض کے بعض کا سوال کرتے ہیں۔ اگر آئندہ جن کو ناکمہ یا بنائے قرار دیں تو معنی یہ ہوگا حضور انور ﷺ نے جس خیر کا سوال کیا ہم اس کے بعض کا سوال کرتے ہیں، کیونکہ ہمارے لئے وہی جائز اور مناسب ہے، بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جن ناکمہ ہو اور مطلب یہ ہو کہ میں نبی اکرم ﷺ کے لئے اپنے لئے اور اس شخص کے لئے جس نے حضور ﷺ نے سوال کیا، خواہ وہ کوئی بھی ہو سوال کرتا ہوں، اس صورت میں ہم وہ سب کچھ مانگتے ہیں جو حضور ﷺ نے مانگا، جو کچھ آپ کے ساتھ خاص ہے وہ آپ کے لئے اور جو ہمارے لائق ہے وہ اپنے لئے مانگتے ہیں، گویا ہم آپ دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔

- خیر وہ حسین چیز ہے جس میں دنیاوی یا اخروی نفع ہو، خیر کا استعمال کئی معنوں میں ہوتا ہے۔ (۱) مصدر کہا جاتا ہے "غَارَ اللَّهُ لَكَ خَيْرًا" اللہ تعالیٰ تجھے بھلائی عطا فرمائے۔ (۲) صفت یعنی بھلائی کا موصوف، اس وقت یہ خیر کا مخفف ہے (۳) اسم مختل زیادہ بہتر کثرت استعمال کی وجہ سے ہمزہ حذف کر دیا گیا۔ (۴) مال کے معنی میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "إِنَّ لَكَ خَيْرًا" اگر مرنے والے نے مال چھوڑا "وَأِنَّهُ لِيَحِبَّ الْخَيْرَ لَشَدِيدٌ" بے شک انسان مال کی شدید محبت رکھتا ہے۔ (۵) ہر کمال نفع اور مناسب چیز کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ ایمان خیر ہے۔ امن و عافیت خیر ہے۔ متن میں لفظ خیر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

عما موصولہ ہے اور یہ مقدر کی صفت ہے یعنی وہ امر "تِلْكَ وَهْ" ہو سکتا ہے کہ یہ بن جمیضہ ہو اور سائل کا دوسرا مفعول ضمیر ہو اور وہی صفت کی ضمیر موصولہ کی طرف راجع ہو، صلہ سے موصول کی طرف بھی جاکد ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ موصول کی طرف جاکد وہ ضمیر محذوف ہو جو سائل کے ساتھ بحیثیت مفعول متصل ہے اور وہی صفت کی ضمیر لفظ خیر کی طرف بطور استقام راجع ہو (اس جگہ استقام کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے لفظ خیر سے اس کا معنی مراد تھا اور اب ضمیر سے لفظ خیر مراد ہے) اس صورت میں جن جانیہ ہے، یعنی وہ چیز کہ حضور ﷺ نے تجھ سے اس کا سوال کیا ہے اور وہ چیز خیر ہے۔ بعض نسخوں میں یہ الفاظ ہیں "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مِمَّا لَكَ مِنْهُ" اے اللہ! میں تجھ سے ہر وہ بھلائی مانگتا ہوں جو حضور ﷺ نے تجھ سے مانگی۔ "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ نے صرف اپنے لئے یا اپنے اور دوسروں کے لئے یا اپنی امت کے لئے مانگی۔

"وَأَعُوذُ بِكَ" اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ہلک میں پناہ تہذیب کے لئے ہے۔ جن زمان اور مکان کے علاوہ استعمال ہو تو بتدائیہ ہو گا۔ "فَرَضَ" شر خیر کی ضد ہے، وہ چیز جس میں دنیاوی یا اخروی نقصان ہو، اس کا معنی برائی اور بری چیز ہے۔ یعنی اس چیز کی برائی سے "اسْتَعَاذْتُ بِكَ" جس سے پناہ مانگی ہے۔ جن ابد و غایت کے لئے ہے اور وہی صفت کی ضمیر موصولہ کی طرف راجع ہے "مُحَمَّدٌ رَسُولُكَ" محمد میرے نبی اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے لئے یا دوسروں کے لئے۔

سب دعاؤں کی جامع دعا

امام ترمذی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سی دعائیں مانگیں، جن میں سے ہمیں کوئی بھی یاد نہ رہی۔ میرے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں مانگی ہیں، لیکن ہمیں ان میں سے کوئی بھی یاد نہیں رہی۔ فرمایا: تمہیں ان سب کی جامع دعا عطا کروں؟ تم یوں کہو: اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی مانگتا ہوں جو تجھ سے میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مانگی اور میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، جس سے میرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے تیری پناہ مانگی اور تجھ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اور تو ہی مقصد تک پہنچانے والا ہے۔ برائی سے بچنے اور نیکی کی طاقت اللہ تعالیٰ کی امداد ہی سے ہے۔ ایک روایت میں "العلیٰ العظیم" کا اضافہ ہے۔ امام ابو یوسف ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا روایت کی ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی مانگتا ہوں، خواہ وہ مجھے معلوم ہے یا نہیں، اور میں دنیا و آخرت کے ہر شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، خواہ وہ میرے علم میں ہے یا نہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کی بھلائی مانگتا ہوں جو تیرے عہد خاص اور نبی ﷺ نے تجھ سے مانگی اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس سے تیرے عہد مکرم اور نبی ﷺ نے تیری پناہ مانگی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے قول و عمل کی درخواست کرتا ہوں اور جہنم اور اس کے قریب کرنے والے قول و عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو نے جو فیصلہ فرمایا ہے اسے میرے لئے بہتر بنا۔

رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے

یہ سب جامع دعائیں ہیں، امام ابو داؤد اور حاکم حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ایسی دعائیں نہیں مانگتے تھے جو جامع نہ ہوں۔ پھر قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس دعا میں نبی اکرم ﷺ کے واسطے کا سہارا لیا گیا ہے، آپ کی امامت کی اقتدا اور آپ کے پیچھے چلنے کی کوشش کی گئی ہے اور آپ کے واسطے سے اپنا ارادہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا گیا ہے اور یہ سبب بھی ہے کہ آپ آداب دعا اور اس کے لئے موزوں الفاظ سب سے بہتر جاننے والے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللَّهُمَّ اغْصِنِي مِنَ شَرِّ الْفِتَنِ وَ عَافِيِي مِنْ جَمِيعِ الْمَحَنِ

اے اللہ! تو مجھے فتنوں کے شر سے بچا، مجھے تمام مشقتوں سے محفوظ فرما

وَ اصْلَحْ مِنِّي مَا ظَهَرَ وَ مَا بَطَنَ وَ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْحَقْدِ وَ الْحَسَدِ

میرے ظاہر اور باطن کو درست فرما، میرے دل کو کینے اور حسد سے پاک فرما

وَلَا تَجْعَلْ عَلَيَّ تَبَاعَةً إِلَّا حِدَیْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْاِخْذَ بِأَحْسَنِ

اور کسی کا حق مجھ پر لازم نہ فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ جو چیز تیرے علم میں بہتر ہے

مَا تَعْلَمُ وَ التَّوَكُّلَ لِسَيِّئِي مَا تَعْلَمُ وَ أَسْأَلُكَ التَّكْفُلَ بِالرِّزْقِ وَ الزُّهْدَ

جسے اے اللہ! نے اور جو تیرے علم میں بری ہے اسے چھوڑنے کی توفیق دے۔ اور میں تجھ سے روزی پر بھروسہ، قریح

فِي الْكَفَافِ وَ الْمَخْرَجَ بِالْبَيَانِ مِنْ كُلِّ شُبْهَةٍ وَ الْفَلَاحَ بِالصَّوَابِ

میں احتیاط، حق کی وضاحت کی بنا پر ہر سے سے نکلنا، ہر دلیل میں حق و صواب

فِي كُلِّ حُجَّةٍ وَ الْعَدْلَ فِي الْقَضَبِ وَ الرِّضَاءَ وَ التَّسْلِيمَ لِمَا يَجْرِي

کاپالینا، طوشتی اور ناخوشی میں اعتدال جس چیز کے ساتھ قضا جاری ہو چکی ہے۔

بِهِ الْقَضَاءُ وَالْإِقْتِصَادُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنَى وَالتَّوَاضُّعُ فِي الْقَوْلِ

اسے تسلیم کرنا، فقر و غنا میں میانہ روی، قول و فعل میں عاجزی،

وَالْفِعْلُ وَالصِّدْقُ فِي الْجِدِّ وَالْهَزْلِ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ لِّیْ ذُنُوبًا فِیْمَا

سچیدگی اور سزا میں سچائی طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے کچھ گناہ وہ ہیں جو

بَیِّنِیْ وَبَیِّنِكَ وَذُنُوبًا فِیْمَا بَیِّنِیْ وَبَیِّنَ خَلْقِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ مَا كَانَ

میرے اور تیرے درمیان ہیں اور کچھ گناہ وہ ہیں جو میرے اور تیری مخلوق کے درمیان ہیں۔ اے اللہ! جو تیرے

لَكَ مِنْهَا فَاعْفِرْهُ وَمَا كَانَ مِنْهَا خَلْقِكَ فَتَحْمِلْهُ عَنِّیْ وَاعْظِمْنِیْ

گناہ ہیں تو معاف فرما! اور جو گناہ تیری مخلوق سے متعلق ہیں وہ اپنے ذمہ کرم پر لے لے اور تو مجھے

بِفَضْلِكَ اِنَّكَ وَاَسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۝

اپنے فضل سے بے نیاز فرما دے، بے شک تیری مغفرت بہت وسیع ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اعْظِمْنِیْ اے اللہ! مجھے محفوظ فرما اور روک دے۔ جن شرّ الفطنی اس جگہ شرّ خیر کی ضد (برائی) کے معنی میں ہے، اسم تفضیل (زیادہ برا) کے معنی میں نہیں ہے۔ شرّ کی اضافت فطن کی طرف بتائی ہے (یعنی فتنے ہی برائی ہیں) اسب فتنوں سے پناہ مانگی گئی ہے، یہ جنہیں کہ شدید ترین یا اولین فتنوں سے پناہ مانگی گئی ہے، کیونکہ تمام فتنے شر ہیں اور ہر فتنہ اس ناکث ہے کہ اس سے پناہ مانگی جائے۔ فطن جمع ہے فتنہ کی۔ اس کا اطلاق گمراہی، گناہ، کفر، رسوائی، عذاب، مشقت، اعتلاء، گمراہ گری، اختلاف آراء، جھوٹ، مال، اولاد اور خود پسندی پر کیا جاتا ہے۔ ”وَاعْظِمْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَاطِلِ“ اور مجھے تمام مشقتوں سے محفوظ رہاؤں فرما، صحت جمع ہے صحتہ کی، اس کا معنی وہ چیز ہے جس کے ساتھ اعتلا ہو، عام طور پر اس کا استعمال سختی، تکلیف وہ چیز اور مشقتوں کے لئے کیا جاتا ہے، امتحان کا معنی آزمائش ہے۔

”وَاعْظِمْنِیْ“ اور درست فرما، صلاح فساد کی ضد (درستی) ہے۔ ”بَیِّنِیْ وَبَیِّنِكَ“ میرے ظاہری اعضا کو تاکہ میں انہیں تیری رضا اور تیرے رسول ﷺ کی سنت کی پیروی میں استعمال کروں ”وَاعْظِمْنِیْ“ اور وہ جو پوشیدہ ہے، یعنی دل کہ جب وہ درست ہو تو تمام جسم درست ہو تا ہے اور جب وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔ ”وَ لَقِیْ قَلْبِیْ“ اور میرے دل کو پاک صاف رہاؤ، کیونکہ اخلاق، علوم اور ولایت کے مقامات و احوال کا محل دل ہی ہے۔ ”بَیِّنَ الْجَفَدِ“ حقدِ عام کے کسرہ اور قاف کے سکون کے ساتھ۔ دل میں عداوت کا جاگزیں ہو جاتا۔ ”وَ الْخَسْبِ“ پہلا اور دوسرا حرف مشق، کسی کو سطنے والی نعمت کو ناپسند کرنا اور اس کے زوال کی آرزو کرنا۔

”وَلَا تَجْعَلْ عَلَىٰ جَنَاحِهِ مِثْلُ ثَقُلَىٰ“ کہا جاتا ہے ”ثِقَلُ الثَّقَنِ“ میں فلاں چیز کے چھپے چھپے چلا۔ تباغہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی مطالبہ کی بنا پر آدمی کی جان، عزت، اہل و عیال، مال یا ایسی چیز کے ور پے ہو جس کی مثل یا قیمت ادا کرنا ناممکن ہو، خواہ یہ تقاضا شرعی طریقے سے ہو جیسے بیع، کرایہ اور قرض یا غیر شرعی طریقے سے، مثلاً غصب، مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ! اگر مجھ پر کسی کا شرعی حق ہے تو مجھے ادائیگی کی توفیق عطا فرما، تاکہ وہ حق میرے ذمہ نہ رہے اور غیر شرعی کام سے مجھے محفوظ فرما اور اگر مجھ سے کسی کی حق تلفی ہو جائے تو مجھے ادائیگی اور صاحب حق سے معافی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما اور قیامت کے دن صاحب حق کو مجھ سے راضی فرما، یا خیر کسی بھی شخص کا کسی بھی طرح مجھ پر حق نہ رہے دے، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اللہ! سے درخواست

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ“ اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں ”اَلَا تُخَذُّ بِاَحْسَنِ مَا تُنْظِمُ“ اس بہترین کام کو اپنانے کی جسے تو جانتا ہے کہ وہ شرعاً ہمارے حق میں بہتر ہے اور ہمارے لئے اس کا کرنا اور اپنانا ممکن ہے اور وہ تیری رضا اور قبولیت کے قریب ترین ہے، تو ہمیں اس کی ہدایت عطا فرما، ہمیں اس کی توفیق عطا فرما اور ہمارے دلوں کو بہتر سے بہتر اور تیری بارگاہ کے زیادہ قریب کرنے والے کام کی پہچان عطا فرما، تاکہ ہم ان لوگوں سے جو باتیں جو بات کو سن کر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں اور ہم میرے حکم کی تعمیل اور تیری رضا کے حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہو جائیں، اس کام کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف اس لئے کی گئی ہے تاکہ معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے، جو اس کے علم میں بہتر ہے وہ خود ہمارے لئے منتخب فرمائے، ہمارے علم اور احتیاج ناقص ہے۔ ارشاد رہائی ہے۔ ”وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَانْظِمَ لِتَعْمَلُنَّ“ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

”وَالْعَزِیْزُ یَسْتَبِیْ“ خدا تعالیٰ ”وَالْعَزِیْزُ“ اور میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ ہمیں ہر اس برے کام سے اہتمام اور علیحدگی کی توفیق عطا فرمائے تو جانتا ہے کہ وہ ہمارے حق میں برا ہے اور ہم سے اس کا تصور ہونا تجھے پسند نہیں۔ ”الْمُسْتَبِیْ“ میں لام مصدر (ترک) کی تصریح کے لئے ہے اور ماموصول الغافل عموم سے ہے، لہذا ہر برائی کو شامل ہو گا جیسے کہ ماکا مضاف مستبی، ”وَالْمُسْتَبِیْ“ بھی عموم کا لاکہ دہ دہا ہے، کیونکہ صحیح یہ ہے کہ جب مفرد معرفہ کی طرف مضاف ہو اور کوئی متعین فرد مراد نہ ہو تو عموم و استغراق کا قائلہ دے گا، برا کام چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لائق ہے کہ اسے ترک کیا جائے، اسی لئے اس جگہ اسم تفضیل کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا، برخلاف اچھے کام کے کہ زیادہ اچھا کام کرنا افضل ہے، اسی لئے اس جگہ اسم تفضیل کا صیغہ (اَحْسَنُ) استعمال کیا گیا ہے، جو دعامیں دونوں طرف کمال کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ (یعنی دعایہ کی نئی ہے کہ ہر برے کام سے بچنے اور اچھے سے اچھے کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔

”وَاسْأَلْكَ الْكَفْلَ بِالْزُّوْقِ“ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے رزق کا ضامن ہو جا اور اپنے ذمہ کرم پر لے۔ ”الْكَفْلُ“ لام مضاف الیہ کے عوض نہ ہو تو اس کے بعد جنك اور بِالْزُّوْقِ کے بعد لیقن مقدر ہو گا اور اگر عوض نہ ہو عبارت اس طرح ہوگی تَكْفُلْكَ اور بِالْزُّوْقِ کے بعد لیقن مقدر ہو گا۔

خاص طریقے سے رزق کی فراہمی کا معنی

ضامن ہونے سے خصوصی طور پر ضامن ہونا مراد ہے یعنی مجھے خاص طریقے سے رزق عطا فرما، اس کی چند صورتیں ہیں۔
 (۱) ترقی کے بغیر ہو (۲) باریک بینی سے (۳) وسیع اور آسان ہو (۴) نہ حاجت سے زیادہ ہو نہ کم (۵) خوشگوار اور باعزت ہو (۶) حرص کے بغیر ہو (۷) اس کی طلب میں مشقت نہ ہو (۸) دل کی مشغولیت اور غم نہ ہو (۹) اس کے لئے مخلوق کے سامنے ذلت نہ ہو (۱۰) اس کے حصول میں فکر اور سوچ بچار نہ ہو (۱۱) دربانوں اور قطع رحمی سے واسطہ نہ پڑے (۱۲) جہنم کے قرب کا ذریعہ اور آزمائش نہ ہو (۱۳) بندگی کے راستے سے دوری کا سبب نہ ہو (۱۴) اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی شامل حال ہو وغیرہ ذالک جیسے کہ غالب علم کے حق میں وارد ضامن ہونے کی تفسیر کی گئی ہے۔ اگر خصوصی طور پر ضامن ہونا مراد نہ ہو تو سوال کی ضرورت کیا رہ جاتی ہے۔ عمومی طور پر تو تمام حیوانوں کا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا

زمین میں رہنے والے ہر جانور کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

رزق کی تفسیر لفظ کی فصل میں گزر چکی ہے۔ رزق پہلے حرف کے کسرہ کے ساتھ عطیہ کو کہتے ہیں اس کی جمع ہر رزاق ہے اور اگر پہلے حرف پر فتح ہو تو یہ باب تھمر کا مصدر ہے 'رزق پر الف لام' خاص فرد کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہے، یعنی وہ رزق جس کا آیات و احادیث میں وعدہ کیا گیا ہے۔

"الَّذِي فِي الْكَفَافِ" زہد کہتے ہیں ترک کرنے، رغبت نہ ہونے، نیکی کے پائے جانے اور کناہ سے اجتناب کرنے کو۔ ہو سکتا ہے کہ اس جگہ زہد سے مطلق زہد مراد ہو، اس کے ساتھ کسی قید کا اعتبار نہ ہو، تاکہ جن جن چیزوں کے ساتھ زہد کا تعلق ہو سکتا ہے وہ سب مراد لی جاسکیں۔ کیونکہ زہد کے مراتب اور اس کے مشققات کا کوئی شمار نہیں ہے۔ اس کا ادنیٰ درجہ چاہ و مال اور ان کے اسباب سے بے رغبتی ہے۔ پھر ہر اس صفت سے بے رغبت ہونا جس میں تقاضائے طبیعت کی بنا پر نفس کا فائدہ ہے۔ یہاں تک کہ اپنے نفس اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہو جانا ہے۔ مطلق زہد مراد ہونے کی صورت میں فی الْكَفَافِ میں فی بمعنی مع ہو گا، یعنی بقدر ضرورت رزق عطا فرمانے اور میا فرمانے کے ساتھ ساتھ مجھے اپنے موافق تمام مخلوق سے بے نیاز فرماوے۔

یہ سوال دو چیزوں پر مشتمل ہے (۱) مجھے بے نیاز خلق بنادوے۔ (۲) بقدر ضرورت رزق عطا فرما، جیسے کہ حدیث پاک کی اس روایت تعلیم نبوی معلوم ہوتی ہے۔

وَاجْعَلْ رِزْقِي إِلَيَّ مَحْمُولًا

آل محمد کا رزق بقدر ضرورت بنا

حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے دعا کی

میری دعا یہ ہے کہ قدر ضرورت سے ڈاکہ سے بے نیاز کر دے۔

بعض حضرات نے کہا کہ فی الکشف والایضاح کے متعلق ہے اور الازد کے صفت ہے یا کجائنا کے متعلق ہو کر حال ہے۔
 سے جیسے کہ معرف باللام کے بعد واقع جملہ کے بارے میں قاعدہ ہے اور اس میں دونوں احتمال ہیں۔ اس وقت زہد مصدر
 کے درجہ میں ہے جو مفعول کو طلب نہیں کرتا یا اسم جاد کے مرتبہ میں ہے۔ جیسے اَلْقِيَامُ فِي الْفَسْطَجِدِ اور رَزَقَ فِي الدَّارِ
 یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زہد کا متعلق معلوم ہونے کی بنا پر محذوف ہو، کیونکہ عام طور پر دیائے فانی اور وہ امور مراد ہوتے
 ہیں جن پر دنیا مشتمل ہے۔ مثلاً جاہ و مال اور خواہشات اس وقت بھی فی معنی مع ہو گا جیسے کہ پہلی صورت میں مگر چٹکا ہے
 ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ فی اپنے معنی میں مستعمل ہے، یعنی مقدار ضرورت میں زہد مطلوب ہو، اس صورت
 میں اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے بے نیازی (توکل) مطلوب ہو اور یہ عین توحید ہے۔
 تعالیٰ کے فضل و کرم سے بے نیازی، ہر مانوس کو چھوڑ کر اسی کے ساتھ مشغولیت، اسی کی یاد میں محویت اور تمام تر توجہ کا مسموم
 ہے۔ (۲) اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دینا مراد ہو، جیسے کہ صحابہ کرام کا معمول تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا
 وَ يُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

وہ خود اگرچہ فاقہ سے ہوں، دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔

کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے شکر ہے نیازی، اس کی محبت میں فنا اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ حاصل ہے
 جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمہ زہراء علیہم السلام کے واقعات سے معلوم ہے۔
 خاص طور پر قدر ضرورت کا ذکر کیا گیا ہے، کسی اور چیز کا ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ جب آدمی قدر ضرورت سے بے نیاز ہو
 تو اس کے مانوس سے بطریق اولیٰ بے نیاز ہو گا۔

اس صورت میں فی الکشف والایضاح کا عامل الزہد ہی ہو گا۔ بعض حضرات نے کہا کہ ذہن خوری طور پر اس طرف متوجہ ہوتا ہے
 کہ مجبور زہد ہی کے متعلق ہو لیکن بعض حضرات نے پہلی صورت (یعنی مجبور کا متعلق مقدر ہونے) کو زیادہ قریب اور نکلتے
 سے زیادہ محفوظ قرار دیا، انہوں نے کہا کہ یہی صورت سبقت جملے کے زیادہ مناسب ہے جس میں رزق کے ضامن ہونے کا سبب
 کیا گیا ہے اور اس صورت میں زہد کی تفسیر توکل یا ایمان کے ساتھ کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی، چونکہ یہ مختلف حقیقتیں
 ہیں اور ان میں سے ہر ایک مطلوب، مقصود ہے۔ لہذا ضرورت کے بغیر ان میں سے کسی ایک کی تفسیر دوسرے سے نہیں
 چائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قدر ضرورت رزق وہ ہے جس میں زیادتی نہ ہو، یا وہ رزق جو حاجت سے نہ ڈاکہ ہو، نہ کم، یا اتنا رزق مراد ہے کہ ایک
 دن بیت بھر کر کھایا جائے، اور ایک دن بھوک سے بسر کیا جائے۔

”وَالْمَخْرُجُ“ میم اور راء کے فتح کے ساتھ خُرُجٌ یَخْرُجُ (باب انصر) کا اسم مصدر ہے۔ میم پر ضمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے
 وقت باب افعال کا اسم مصدر ہو گا۔ ”بِأَيْتَانِ“ باء سمیت کے لئے ہے، یا مصاحبت کے لئے اور بیان میں تین صورتیں ہیں۔

عربی مجزہ کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے ظاہر اور واضح ہونا۔ (۲) باب افعال کے مصدر کا اسم اور لازم ہے، اس صورت میں جی اس کا معنی ظاہر ہونا ہے۔ (۳) باب افعال کے مصدر کا اسم اور متعدی ہے، اس کا معنی ظاہر کرنا ہے۔ پہلی اور دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ حق کے واضح ہونے کے سبب ہر شے سے نکل جاؤں۔ تیسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ حق کو ظاہر فرما دے، اس سبب سے ہر شے سے نکل جاؤں۔ بیان کا متعلق (حق) کلام کے بیان و بیان کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔

”بہنِ کلّ شئیۃ“ شہین اور باء مضموم ہے، بعض اوقات باء ساکن پڑھی جاتی ہے، شہد ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو اس طرح میں جل جائے کہ اس کی حقیقت واضح نہ ہو سکے۔ شہد عقائد، اعمال، عبادات اور عادتوں میں پایا جاتا ہے۔ حق ظاہر ہونے کے سبب اس سے نکلنے کی صورت یہ ہے کہ یا تو قرآن وحدیث کی تصریح معلوم ہو جائے، عقلی و نقلی دلیل ظاہر ہو جائے یا الہام یا الٰہی خواب کے ذریعے شہد دور ہو جائے، یا اللہ تعالیٰ نیکی کے کام کو آسان فرما دے، یا قابلِ اعتماد مفید مشورہ دیدے، یا اس کے علاوہ کوئی صورت ہو۔

”وَالْفَلِیْحُ“ نسخہ سلیہ میں فاء اور لام دونوں مفتوح ہیں، البتہ لغت کی کتابوں میں فاء مفتوح اور لام ساکن ہے، یہ مصدر ہے اور اس کا معنی کامیاب ہونا ہے، یہ اسم فاعل کے ضمہ اور لام کے سکون کے ساتھ ہے، (جس کا معنی کامیابی ہے) ”بِالنَّصْرِ اب“ یہ خط کی نقیض ہے، یعنی حق کے موافق، ”ہِیْنِ سَخِیْ خُصْبَۃٌ“ حجت اس دلیل کو کہتے ہیں جس سے دعووں، جھگڑوں، معذرتوں اور عذر دہن میں قوت حاصل کی جائے۔ کتاب الصغی میں ہے کہ حجت وہ دلیل ہے جس کی بنا پر کامیابی ہو، اس جگہ حجت کا معنی یہ چیز بھی ہو سکتی جو اس لائق ہے کہ اس پر دلیل قائم کی جائے اور اس میں اختلاف واقع ہو سکے، خواہ اس کے بارے میں اختلاف اور استدلال ہو یا نہ ہو، اس وقت حجت سے مراد وہ معاملہ ہو گا جس کے سلسلے میں دلیل سے قوت حاصل کی جائے۔ میں مراد نہیں ہو گی، جس سے قوت حاصل کی جاتی ہے۔ گویا سوال یہ کیا گیا ہے کہ یا اللہ! میں جس کام کا ارادہ کروں اور جس کام کو شروع کروں اس میں کامیابی عطا فرما۔

”وَالْقَدْرُ“ عدل کا معنی ہے راہ حق کو اس طرح لازم پکڑنا کہ اوھر اوھر جھکاؤ نہ پایا جائے، شے کو اس کے صحیح مقام پر رکھنا اور کسی شے کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جس کے وہ لائق ہے اس کے مقابل جو ہے، جس کا معنی راہ حق سے انحراف ہے۔ ”ہِیْنِ“ غضب نفس کی اس شدت کو کہتے ہیں جس کا تقاضا انتقام لینا یا کسی کی مذمت کرنا ہے، بعض اوقات صرف شدت کو بعض اوقات صرف انتقام کے معنی میں استعمال ہو جاتا ہے۔ اس شدت کے ساتھ خون کا کھولنا اور طبیعت کا بیجان پایا جاتا ہے۔ یہ شدت ناراضگی اور مراد پوری نہ ہونے کی صورت میں پائی جاتی ہے جس کی بنا پر آدمی کو شکایت پیدا ہوتی ہے اور انسان صورت حال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

”وَالْخِیَافُ“ کا معنی یہ ہے کہ انسان کی مراد پوری ہو جائے اور وہ صورت حال کو کسی اعتراض کے بغیر قبول کر لے۔ ایسی حالت میں خون پر سکون اور طبیعت ٹھنڈی رہتی ہے اور نفس انسانی پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ لطف و کرم کی طرف

کاں ہو جاتا ہے، بعض اوقات رضا کا استعمال رقت قلب کے لئے اور کبھی محض احسان کے لئے بھی کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر حالت غضب و رخصا میں عدل و انصاف کا سوال اس لئے کیا گیا ہے کہ انہی دو حالتوں میں اعتدال و استقامت کی راہ سے انحراف کا خدشہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں حالتوں میں انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔ جب انسان ان دو حالتوں میں انصاف عمل پیرا ہو گا تو دیگر حالات میں بطریق اولیٰ عامل ہو گا ایسے شخص کے تمام افعال ہر حال میں عدل کے ترازو میں سٹے ہوتے ہوں گے اور وہ کسی بھی فعل میں اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز نہیں کرے گا۔ ان دونوں حالتوں کا ذکر اسی انداز میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جسے حکیم ترمذی نے روایت کیا اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے جسے امام طبرانی نے روایت کیا۔

حالت غضب میں توفیق انصاف کی دعا

اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے کہ حالت غضب میں انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ دعا نہیں کی کہ غصہ ختم ہی ہو جائے کیونکہ جبکہ اسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ غصہ سرے سے ختم نہیں ہوتا اور اسے ختم بھی نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اگر ختم ہونے کو کوشش سے حاصل کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ کافروں سے جنگ کرنے اور خلاف شریعت امور سے روکنے کا آلہ ہے۔ بہت سی نیکیاں ایسی ہیں جو اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس کی حیثیت شکاری کے کتے کی ہے جو شکار میں اس کا مددگار ہوتا ہے۔ ”وَالْمُسْلِمِينَ“ تسلیم کا معنی ہے حکم کو قبول کرنا اور مخالفت، غلبان اور دل، جنگی کے بغیر تصدیق کرنا۔ ”لَا مَوْصُولَ“ موصولہ سے اور مصدر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ ”بِخَيْرٍ“ جاری اور نافذ ہوتی ہے۔ ”بِالْقَضَاءِ“ یہ ضمیر موصول کی طرف راجع ہے اور باء تعدیہ کے لئے ہے یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ کی قضاء بندے پر نافذ کرتی ہے۔ مثلاً خیر و شر اور نفع و ضرر وغیرہ۔ کلام کی روش کا تقاضا کہ القضاء کی اضافت ضمیر خطاب کی طرف ہو، یعنی مجھے توفیق عطا فرما کہ میں اس چیز کو قبول کروں جسے حیرت قضا نافذ کرے۔ قضاء کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کو جس کا تعین آئندہ ہونے والی اشیاء کے ساتھ اس طرح ہے جیسے وہ ہونے والے ہیں۔ میر سید شریف جرجانی نے فرمایا کہ یہ اشعار کا مذہب ہے۔ بعض نے کہا کہ قضاء اللہ تعالیٰ کے فعل کو کہتے ہیں۔ ان صورت میں یہ صفات فعلیہ سے ہو گی۔ علامہ سعد الدین نعمانی نے فرمایا کہ قضاء نہایت پختہ اور مضبوط فعل کو کہتے ہیں۔ حضرت مصنف کے قول ”بِخَيْرٍ“ کے یہی زیادہ مناسب ہے۔ حضرت مصنف نے اللہ تعالیٰ کے فعل (قضاء) کے لئے تسلیم کی ہے، حقیقت میں تسلیم فاعل کے لئے یا اس صفت کے لئے ہوتی ہے، جس سے فعل صادر ہوتا ہے۔ بعض اوقات مجازاً فعل کے لئے بھی تسلیم ہوتی ہے، برخلاف رضا کے (کہ وہ فعل پر حقیقتہً ہوتی ہے۔

علامہ نعمانی نے (شرح عقائد میں) ایک سوال اٹھایا کہ اگر کفر اللہ تعالیٰ کی قضاء سے ہو تو کفر پر راضی ہونا واجب ہو گا کیونکہ قضاء پر راضی ہونا واجب ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ اس کا جواب یہ دیا کہ کفر قضاء

میں ہے، بلکہ ایسی چیز ہے جسے پیدا کیا گیا ہے۔ قضاء پر راضی ہونا واجب ہے نہ کہ اس چیز پر جسے پیدا کیا گیا ہے۔ فاضل خیل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت پر راضی ہونے کا کوئی مطلب نہیں ہے، بلکہ اس چیز پر راضی ہونا مراد ہے جو اس صفت کی ہے اور ہے۔ اس لئے صحیح جواب یہ ہے کہ کفر پر بحیثیت کفر کے راضی ہونا اگرچہ کفر ہے، لیکن کفر پر اس حیثیت سے راضی ہونا کہ اس کے ساتھ قضاء الہی کا تعلق ہے، کفر نہیں ہے۔ (اور اس حیثیت سے راضی ہونا واجب ہے) (فاضل خیل مزید فرماتے ہیں کہ) ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فعل بلکہ اس کی صفت کے تعلق پر دل کا راضی ہونا بلاشبہ صحیح ہے، لیکن فعل اور صفت کے تعلق پر راضی ہونے کے متعلق پر اس حیثیت سے راضی ہونا لازم ہے کہ دو مضامین الہی کا متعلق ہے، اگرچہ اس متعلق کی حالت اور دوسرے حیثیتوں پر راضی ہونا لازم نہیں ہے۔ اس پر فطرت سلیمہ شہد ہے اور چونکہ پہلی رضا قضاء پر راضی ہونا ہے اس لئے علامہ تفتازانی نے جواب میں اسی کو اختیار کیا (فاضل خیل کی تقریر ختم)۔

”وَالْإِقْتِضَاءُ“ اور میں تجھ سے میان روی طلب کرتا ہوں، اور بہترین کام وہی ہے جس میں میان روی پائی جائے۔ ”فی“ فاعل، فاعل کہتے ہیں دنیا سے الگ اور خالی ہونے کو ”وَالْمَعْنَى“ معنی مسمور اور آخر میں الف مسمورہ ہے، غنا خوش حالی کو کہتے ہیں اس کی ضد فقر ہے اور دونوں حالتوں میں میان روی یہ ہے کہ حکم شریعت کی پیروی کی جائے اور فقر و تنگدستی کی حدوں کی رعایت کی جائے اور بخل اور قبول خرچی سے کام نہ لیا جائے۔ ”وَالْمُتَوَاضِعُ“ کا معنی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھنا ہے اور اس کی ضد عجب ہے۔ تواضع کا سبب یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی کمزوری، اس کی ذلت اور عجز کو دیکھتا ہے، یا اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے، یہ زیادہ قوی اور بکمال سبب ہے، کیونکہ اس صورت میں احساس برتری پیدا نہیں ہو سکتا، اس لئے یہی حقیقی تواضع ہے۔ ”فی القلوب“ زبانی گفتگو میں۔

”وَالْمَعْنَى“ فعل انسان کی تمام قسم کی حرکتوں کو کہا جاتا ہے، عام طور پر افعال ظاہرہ سے اشارہ ہونے والے اعمال کو فعل کہا جاتا ہے، یعنی قول اور احوال باطنیہ مثلاً ارادہ، عزم اور عقیدہ کے مقابل استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات (۱) صرف قول کے احوال و باطن کے اعمال کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے اقوال و افعال (۲) بعض اوقات سب کو شامل ہوتا ہے۔ (۳) یہ زبان کے افعال، دل کے افعال اور ارکان کے افعال، اس جگہ یہاں معنی مراد ہے۔ عام طور پر وہی مراد لیا جاتا ہے یا معنی مراد ہے اور وہ زیادہ مفید ہے۔ انسان کو اپنے قول، فعل اور عقیدے میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر عکس نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) شدت (۲) ظلم (۳) حقارت کی نظر سے دیکھنا (۴) متکبرانہ چال چلنا (۵) راستے میں آگے آگے چلنا۔ (۶) سرور پر اپنی فضیلت و برتری کا گمان رکھنا۔

”وَالْمَعْنَى“ مسمور کے نزدیک صدق، معنی ہے، غیر کائنات الامر میں واقع کے مطابق ہونا، خواہ عقیدے کے مطابق ہو یا نہ

۱. معاندین کفار اور مرتدین کے ساتھ شدت اور نفی شرعاً مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”بِنَا آتَيْنَا الشَّيْطَانَ خَالِفِينَ الْكَافِرِينَ وَالْمُشْرِكِينَ وَاعْلَمُوا أَنَّهُمْ عَلَيْهِمْ“ اے نبی! کافروں اور مشرکوں سے جدا کیجئے اور ان پر نفی کیجئے۔ ۲۔ عتق قلوبی۔

ہو، اس کی ضد کذب ہے، جس کا معنی ہے خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا۔ بعض (انکسار معترضی) نے صدق و کذب میں واقعہ بچائے عقیدے کے مطابق یا مخالف ہونے کا اظہار کیا ہے اور بعض (جائزہ معترضی) کے نزدیک صدق یہ ہے کہ خبر واقع اور اس کے دونوں کے مطابق ہو اور کذب یہ ہے کہ دونوں کے مخالف ہو اس کے نزدیک صدق و کذب کے درمیان واسطہ نکل سکتا ہے (یعنی ایسی خبر ہو سکتی ہے جو نہ صادق ہو اور نہ کاذب) کتاب و سنت کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ سچ واجب اور کذب حرام ہے، اسی پر اہتمام ہے۔ البتہ بعض صورتیں مستثنیٰ ہیں جن میں ضرورت کی بنا پر جھوٹ جائز ہے، ایسی صورتیں فقہ و فہم کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

”فی الجہۃ“ جیم کے سرو کے ساتھ ”جد وہ کام ہے جسے اختیار کرنا اور اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنا عقلاء کے شہور شان ہے“ تاکہ اس کے قابل متائش نہ کیج برآمد ہوں۔ ”خذ فی الذمیر“ فلاں شخص نے فلاں کام میں کوشش کی۔ اس لفظ کا پہلی اور محکمہ پر دلالت کرتا ہے۔ ”واللہذی“ ہا مشروح اور زاء ساکن ہے ”ہزل“ جد کے مقابل ہے جیسے لہو و لعب نفس کو راحت پہنچانا، بعض اوقات دونوں ضد میں (سمجیدگی اور مزاح) کسی باعث کے سبب ایک دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اس جگہ مقصد یہ ہے کہ انسان کو سمجیدگی اور مزاح دونوں حالتوں میں سچ بولنا چاہیے جیسے کہ حدیث میں ہے کہ میں سچ کرتا ہوں لیکن سچی بات ہی کہتا ہوں، ایسا مزاح بھی سمجیدگی میں داخل ہے، کیونکہ اس کا نتیجہ بھی وہی ہے جو سمجیدگی کا مزاح اور لہو کی زیادتی شرعاً مذموم ہے، بعض فضلاء نے کہا کہ جب ہنسی اور مزاح کا مقصد نفس کو مطمئن کرنا، هجوم افکار کو کرنا، طبیعت کو تروتازہ کرنا اور ذہن کو پوری طرح مستعد کرنا ہو تو مذموم نہیں ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں، ”ممنوع مزاح وہ ہے جس میں حد سے تجاوز ہو اور ہر وقت ہو، کیونکہ یہ ہنسی اور دل کی تضحیک ہے۔“ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دینی مقاصد میں غور و فکر سے غافل کر دیتا ہے۔ اکثر اوقات ایذا رسانی تک پہنچ جاتا ہے۔ دلوں کو کینے کا سبب بنتا ہے اور آدمی کی ہیبت اور وقار کو نہیں پہنچاتا ہے، جو مزاح ایسی چیزوں سے پاک ہو وہ جائز ہے، حضور ﷺ مزاح ایسا ہی ہوا کرتا تھا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کبھی کسی مصلحت کے لئے مثلاً مخاطب کی خوش دلی اور اسے مانوس کرنے کے لئے مزاح اختیار فرماتے تھے۔ امام نووی نے فرمایا: ایسا مزاح ہرگز ممنوع نہیں ہے، بلکہ سنت اور مستحب ہے۔

تین بنیادی امور

حضرت شیخ زہدوق رحمہ اللہ نے فرمایا: بنیادی امور تین ہیں۔

(۱) ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ (۲) رضا و غضب میں انصاف کرنا۔ (۳) فقر و غنا میں میاں نہ روی اختیار کرنا۔

فروغی باتیں تین ہیں۔

(۱) عزت کی حفاظت کرنا۔ (۲) خدمت کو شعار بنانا۔ (۳) قلمی حلال کھانا۔

ان اصولی اور فروغی امور کو ثابت کرنے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) ہر وقت دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا۔ (۲) ہر حال میں نفس کو مشیتہ قرار دینا۔ (۳) ہر حرکت و سکون میں علم کی پیروی کرنا۔

ان امور کی تکمیل تین طرح سے ہے۔

(۱) حقوق کے معاملہ میں خوش اخلاقی۔ (۲) مقصد کے حصول میں نرمی۔ (۳) توجہ میں تھراؤ۔

حضرت شیخ زروق نے مزید فرمایا: بھلائی کے تین اصول ہیں۔

(۱) تواضع اور انکساری (۲) خوش اخلاقی (۳) خیر خواہی۔

تواضع کی بنا پر تین صفات مرتب ہوتی ہیں۔

(۱) خود انصاف کرنا (۲) اپنے لئے بدلہ نہ لینا (۳) مسلمانوں کی خدمت

حسن خلق پر تین صفات مرتب ہوتی ہیں۔

(۱) خوشی اور ناخوشی میں انصاف (۲) فقر و غنا میں میانہ روی (۳) ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

خیر خواہی کے اثرات تین ہیں۔

(۱) عمل صالح (۲) علم صحیح (۳) ہر حال میں حق کی پیروی کرنا

”اللَّهُمَّ اِنِّیْ یَہْ نَفْسَکَ اَعْتَرَا فِی تَاکِیْدِہِ۔“ نفس کا کام ہی انکار ہے، وہ انکار سے بہت کم خلاصی حاصل کرتا ہے۔

”یَہْ اَرْتَاکِبُ جَرَمَ کَاثِبَاتٍ اَوْ جَرَمَ تَعِیْبِیْنَ ہِے۔“ ”ذُلُّوْنَا“ یہ ذنب کی جمع ہے۔ بندے کے ظاہر اور مخفی وہ افعال جن پر اللہ

تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی وجہ سے ملامت کی جاتی ہے۔ ”فَیْنَمَا یَنْبِیْ وَ یَنْکُ“ میرے کچھ گناہ ایسے ہیں جو میرے اور میرے

شراب ہیں۔ مثلاً نماز، روزہ اور دیگر ان افعال میں کوتاہی جن کا حکم دیا گیا ہے اور ان کا حقوق سے کوئی تعلق نہیں، اسی طرح

شراب پینا اور دیگر وہ افعال جن سے منع کیا گیا ہے۔

”وَذُلُّوْنَا فِیْنَمَا یَنْبِیْ وَ تَبِیْ خُلُقِکَ“ اور کچھ گناہ میرے اور میری حقوق کے درمیان ہیں، جن کا تعلق لوگوں کی جان و مال

و عورت کے ساتھ ہے مثلاً قتل کرنا، زانی کرنا، زنا کی تمت لگانا، غیبت، ظلم کرنا اور ان جیسے افعال جن کا تعلق بندوں کے ان

حقوق سے ہے جن کا لازمی حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً جن کا مال و نقد واجب ہے، انہیں خرچ دینا، خیر خواہی، بلاکت سے بچانا، حق کی

کس دینا وغیرہ (ان امور کا ادا نہ کرنا گناہ ہے) عام آدمی ان گناہوں سے مکمل طور پر نہیں بچ سکتا اور نہ اپنے آپ کو ان سے

بے قرار دے سکتا ہے، اس کی طاقت سے باہر ہے کہ ربوبیت کے حقوق اور بندگی کے لوازم کو ادا کرے، چاہے کتنے عمل بھی

کے، بندوں نے اللہ تعالیٰ کی کماحقہ تعظیم نہیں کی، ارشاد ربانی ہے۔

وَ اِنِّیْ تَعْبُدُوْنَ کُلَّ عَذَلٍ لَّا یُلْوَ خَدَّہِ فِیْنَمَا (الانعام پ ۷ رکوع ۴۳)

اگر وہ اپنے عویش سب بدلے دے دیں تو ان سے قبول نہ کئے جائیں گے۔

گناہوں کی مغفرت کی دعا

لہذا ان کو تہیوں اور گناہوں کی معافی کے لئے بندے کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اپنے مولائے کریم جل شانہ کی طرف رجوع اور اپنے تعلق کو مضبوط کرے۔ اسی لئے مصنف عرض کرتے ہیں۔ "اَللّٰهُمَّ خَاسِعَانِ لَكَ وَنِيْظَا" اے اللہ! جو کچھ میں سے متعلق ہیں اور ان میں کسی مخلوق کا دخل نہیں ہے "خَاسِعَانِ" تو انہیں اپنے فضل سے معاف فرما دے اور درگزر میرے اور اس گناہ کے درمیان الیاء وہ حاکم فرما دے جو مجھے اس کے شر سے محفوظ رکھے اور تیرے فضل کی امید میری رحمت کے غضب سے سابق ہونے کی توقع کو تقویت دے، یہ شرک کے علاوہ ان گناہوں کے بارے میں ہے جن کی معافی اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوگی۔ خصوصاً وہ میرے دفتر سے جس کا حدیث پاک کے حوالے سے ابھی ابھی ذکر آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے قائل سید عالم ﷺ پر رخصتیں نازل فرمائے۔ "وَمَا كَانَ مِنْهَا لِيُخْلِقَكَ" اور جن گناہوں کا تیری مخلوق سے تعلق ہے۔ "لَا يَخْلُقُهُ عَتِي" تو میری طرف سے ادا فرما اور میرے دشمنوں کو راضی فرما، کیونکہ ان کے حقوق کو تیرے سوا کوئی بخشہ نہیں۔

"وَاعْتِنِي" ہمزہ تعلیہ کے ساتھ باب افعال سے ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الْعَيْنَ لَا يَغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا

بے شک ظن، حق سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کر سکتا

"بِفَضْلِكَ" یہ پام سید ہے اور تو مجھے اپنے فضل سے ان کے حقوق کی ادائیگی سے بے نیاز فرما دے، تاکہ مجھے ان حقوق کی ادائیگی کے لئے کسی چیز کی حاجت نہ رہے۔ اِنَّكَ وَابِغِ الْمَغْفِرَةِ بے شک تیری بخشش بہت وسیع ہے، وہ میرے ان گناہوں شامل ہے، جن کا تیرے ساتھ یا تیری مخلوق کے ساتھ تعلق ہے اور جب تو میرے ساتھ بخشش کا معاملہ فرمائے گا تو تو انہیں طرف سے راضی فرما دے گا، کیونکہ ان کے حقوق نظر انداز نہیں کئے جائیں گے۔

تین دفتر

امام احمد اور حاتم، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دفتر ایک دفتر کی کسی چیز کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا، دوسرے دفتر کی کسی چیز کو خاص اہمیت نہیں دے گا اور تیسرے دفتر کی کسی چیز کو نظر انداز نہیں فرمائے گا۔ پہلا دفتر جس کی کسی چیز کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا، اس کا تعلق شرک کے بارے میں ہے، دوسرا دفتر جس کو اللہ تعالیٰ خاص اہمیت نہیں دے گا، اس کا تعلق اس ظلم کے ساتھ ہے جو بندے نے اپنی جان پر کیا، ایک روزہ نہ رکھا یا ایک نماز نہیں پڑھی، اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے معاف فرما دے گا اور درگزر فرمائے گا۔ اور تیسرا دفتر جس کی کسی چیز کو ترک نہیں فرمائے گا، اس کا تعلق ان عملوں کے ساتھ ہے جو بندوں پر کئے گئے۔ ان کا بدلہ لازمی طور پر دیا جائے گا۔

بدلے کے لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مظلوم کا حق ساقط نہیں ہو گا یا تو ظالم اسے اپنی نیکیوں اور کرے گا یا اللہ تعالیٰ اسے ظالم کی طرف سے انعام عطا فرما دے گا۔ جیسے کہ اس سلسلے میں وارد ہونے والی متعدد حدیثوں سے معلوم ہو گا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کا ان کے قرض خواہوں کے لئے خاص ہو جائے گا۔ امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے 'ابو داؤد طیالسی اور بزار نے' اسی طرح ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت انس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی طرح مرفوع حدیث بیان کی ہے۔ ﷺ

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِيْ ۝ وَاسْتَعْمِلْ بِطَاعَتِكَ بَدَنِيْ ۝

اے اللہ! میرا دل علم سے روشن فرما۔ میرے بدن کو اپنی طاعت میں لگا۔

وَ خَلِّصْ مِنَ الْفِتَنِ سَرِيْ ۝ وَ اشْغَلْ بِالْاِعْتِبَارِ فِكْرِيْ ۝

میرا باطن فتنوں سے پاک فرما۔ میری فکر کو عبرت حاصل کرنے میں مشغول فرما۔

وَ قِنِيْ شَرَّ وَّ سَاوِسِ الشَّيْطَانِ ۝

مجھے شیطان کے وسوسوں کے شر سے بچا۔

وَ اَجْرِنِيْ مِنْهُ يَارَ حَمْنُ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهُ عَلَيَّ سُلْطٰنٌ ۝

اور اے بہت ہی مہربان! مجھے اس سے بچا دے تاکہ اس کا مجھ پر غلبہ نہ ہو۔

۱۔ "اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِالْعِلْمِ قَلْبِيْ" اے اللہ! علم سے میرے دل کو منور فرما۔ علم کا معنی ہے معلوم کی صورت کا ذہن میں نقش ہونا۔ بالعلم میں باء مبدیہ ہے۔ امام جلیل الاسلام قرطبی نے فرمایا: کہ قلب (دل) اور ایک لطیف اور ربانی امر ہے۔ شریعت کا خطاب اسی سے ہے 'اسی کے لئے ثواب و عقاب ہے اور اس کا گوشت کے منصوبی شکل والے ملائے کے ساتھ وہی تعلق ہے جو غرض کا جوہر کے ساتھ ہوتا ہے' اسے روح اور نفس بھی کہا جاتا ہے۔

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے وہ علم عطا فرما جو نور ہے تاکہ میرا دل اس سے منور ہو جائے اور وہ ذات باری تعالیٰ کی معرفت اور اس کے احکام کا علم ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاصل کیا جائے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! تو نے مجھے جو علم عطا فرمایا ہے اس سے مجھے نفع عطا فرما 'اسے میرے دل کی گہرائی میں اتار دے اور اسے میرے ذریعے زیب و زینت عطا فرما کیونکہ علم شریعت اگرچہ اپنی جگہ نور ہے بعض اوقات صاحب علم کے لئے مفید ہوتا ہے اور اس سے نصرت پاتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ علم مانع وہ ہے جس کے معنی کی حقیقت دل کی گہرائی میں اتر جاتی ہے اور وہ علم دل کے ساتھ اس طرح بچست ہو جاتا ہے جیسے سیاح۔ سیاح جسم کے ساتھ اور سفیدی سفید جسم کے ساتھ۔ اس علم کا ٹکس۔ اٹھنے اور رہنے امور کی صورت کے ذریعے سینے میں منعکس ہوتا ہے اور صاحب علم اچھے کاموں کو اچھاتا ہے اور برے کاموں سے

اجتناب کرتا ہے، غارِج میں یہ اس علم کا اثر ہے جو اس کے مفید ہونے پر ولادت کرتا ہے۔

علم کی نور کے ساتھ مشابہت

علم کو نور کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ دل اس سے منور ہوتا ہے، جیسے آنکھ چٹائی سے منور ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ علم سے دین کے اصول و فروع اور احکام واضح ہوتے ہیں، جیسے نور سے اشیاء ظاہر اور واضح ہوتی ہیں۔

"وَأَسْتَفْهِسْ بِطَاعَتِكَ لِنَفْسِي" اور میرے جسم کو اپنی طاعت پر عمل پیرا بنا "ہذنی" دال کے فقرہ کے ساتھ۔ جسم کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا (فرعون کے بارے میں) ارشاد ہے۔ "فَلْيَقْضُوا تَكْلِفَتَكَ بِعَذَابِكَ أَلَا يَهْدِي" آج ہم تیرے جسم کو نجات عطا فرمائیں گے۔ اللہ نے فرمایا: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تیرے بے جان جسم کو نجات دیں گے۔ صاحب العین نے فرمایا: کہ بدن جسم کا وہ حصہ ہے جو سر، ہاتھوں، پاؤں، ناک، کان گردن وغیرہ کے علاوہ ہو۔

"وَأَخْلَصَ بَيْنَ النَّفْسِ بِيَدِي" میری روح کو فتنوں سے محفوظ فرما۔ "مخلص" اگر خلاص سے مشتق ہو تو اس کا معنی ہے نجات دہ اور اگر غلبہ سے مشتق ہو جس کا معنی صفائی ہے، تو اس کا معنی ہے پاک فرما۔ "فطن" جمع ہے فتنہ کی، ہر وہ چیز جو انسان کو اس کے مقصد اور مسلح نظر سے پھیر دے، یا یوں کہا جائے کہ اسے اپنے راستہ پر چلنے سے روک دے۔ "بیڈ" روح کے باطن کو کہتے ہیں، یہ وہ حقیقت ہے جو تجلیات الہیہ کی قہل۔ مشاہدہ کا عمل اور انسانی ذوات میں ودیعت رکھے ہوئے انوار رہائی کی اصل ہے۔ "وَأَسْلَمَ" ہمزہ وصلی کے ساتھ اور غمین مفتوح ہے، یہ خلائی مجروح ہے، اس کا معنی مصروفیت اور فراغت کی ضد ہے۔ باب

افعال سے "أَسْلَمَ" ردی لغت ہے۔ جو ہری، ابن القوطیہ اور ابن طریف نے اس کی تصریح کی ہے۔ "بِأَلَا غَبْنًا" وہ فکر جو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے۔ "فکر" جمع ہے فکرات کو ترتیب دینے کو۔ فکر، فکر، اعتبار اور فیکر کا یہی معنی ہے۔ قرآن وحدیث میں غور و فکر کا حکم اور اس کی فضیلت واقع ہے، نیز یہ کہ فکر و نظر اس عبادت سے بدرجہا بہتر ہے جو فکر سے خالی ہو۔ "وَأَقْبَنِي" اور مجھے محفوظ فرما اور مجھ سے دفع فرما "وَأَسْأَلُكَ" وسوسہ کی جمع ہے یا وسواس کی جمع ہے اور دوسری وجہ کے بعد یاد حذف کر دی گئی ہے۔ ایک نسخہ میں وسواس و وسواس واقع ہے، اس صورت میں کسی اشکال کے بغیر وسواس کی جمع ہے وسوسہ کی جمع ہے، جیسے کہا گیا ہے تَقْضَا الصَّنَائِفِ اصْبِرْ فَيُكْرِمُكَ جَمْعُ صَبْرٍ أَوْ يَصْبِرْ فَيُكْرِمُكَ آتِي چاہئے، لیکن راء کے بعد یاد زمانہ آئی گئی ہے، وسواس کا معنی سرگوشی میں کسی غلط کام کی عمدگی۔ آسانی اور خوبصورتی بیان کرنا۔ "أَكْشَيْطَانِي" شیطانی کا معنی ہے، ہوتا ہے، شیطان کو حق سے دور ہونے کے سبب شیطان کہا گیا ہے۔

"وَأَجْزَلِي" اور میری حفاظت فرما اور مجھے روک دے "مِنَ" شیطان سے "يَا وَخَلِي" اے بہت ہی مہربان! اپنی رحمت سے "حَتَّى لَا يَكُونُ لَكَ عَلَيَّ سُلْطَانٌ" یہاں تک کہ شیطان کی مجھ پر حکومت نہ ہو اور اغواء وسوسہ، باطل دلیلوں سے غلبہ اور اس کی قہارت گمراہ سازی کا غلبہ نہ ہو، تاکہ دعا کرنے والا اس جماعت میں داخل ہو جائے جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اشارہ ہے۔ "إِنْ جَاءَكَ نَفْسٌ لِّئَلَّا عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ" (اے شیطان) میرے خاص بندوں پر میرا تسلط نہیں ہے، یہی وہ لوگ ہیں

جن کا استثناء کیا گیا ہے۔ ”إِنَّمَا عِبَادُ اللَّهِ بِإِيمَانِهِمْ“ مگر ان میں سے تیرے خاص مخلص بندوں پر ایمان میں نہیں چلے گا۔ شیطان کا مقولہ: کیونکہ ان کا ایمان صحیح اور اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ ہے۔ ”إِنَّكَ لَبِئْسَ لَهْ سُلْطَانٌ عَلَى الْبَاقِينَ“ بے شک شیطان کا ان لوگوں پر تسلط نہیں ہو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

نسخہ سلیہ کے مطابق اس جلد حزب اول ختم ہوا۔ کتاب کی حزب، ربع اور ثلث کے لحاظ سے تقسیم اسی نسخے کے مطابق ہے۔ اس حزب کی ابتدا ”فصل فی تبيين العسلوة“ سے ہے، عام طور پر ابتداء وہیں سے کی جاتی ہے، جیسے کہ اس سے پہلے اس حزب اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ حزب کتاب کے آٹھویں حصے سے کسی قدر زیادہ ہے، دوسرے حزب کے آخر میں پہلا چوتھائی حصہ ختم ہو جائے گا، حزب، درود پاک قراءت وغیرہ کا وہ وظیفہ ہے، جسے کوئی شخص باقاعدگی سے ادا کرے، عام طور پر قرآن پاک کا ایک حصہ یا اس کے علاوہ کوئی ورد اپنے اوپر پڑھنے کے لئے مقرر کر لیا جاتا ہے۔

الْحِزْبُ الثَّانِي فِي يَوْمِ الثَّلَاثِ

دوسرا حزب منگل کے دن

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ

اے اللہ! میں تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے، میں خیر ہی پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو تیرے علم میں ہے۔

وَأَسْتَغْفِرُكَ مِنْ كُلِّ مَا تَعْلَمُ إِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا نَعْلَمُ وَأَنْتَ

اور میں تجھ سے ہر اس گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں جسے تو جانتا ہے۔ بے شک تو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے اور تو

عَلَامُ الْغُيُوبِ ○ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي مِنْ زَمَانِي هَذَا وَاحْدًا قِيَامِ

تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ! مجھے اس زمانے، فتنوں کے گھیرنے

الْفِتَنِ وَتَطَاوُلِ أَهْلِ الْجُرَاقِ عَلَيَّ ○ وَاسْتِصْعَافِهِمْ إِنِّي ○

اور جرات والوں کے مجھ پر ظلم کرنے اور ان کے مجھے کمزور جاننے سے محفوظ فرما

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْكَ فِي عِيَادٍ مَبْنُوعَةٍ وَحِزْبٍ حَصِينٍ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ

اے اللہ! مجھے اپنی تمام مخلوق سے مستحکم پناہ اور مضبوط حفاظت عطا فرما۔

حَتَّى تَبْلُغَنِي أَجَلِي مُعَافًى ○

یہاں تک کہ تو مجھے میری موت تک پہنچا دے۔

۱۔ "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ" یہ دوسرے حزب کی ابتداء ہے، شیخ ابو عبد اللہ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہو سکتا ہے کہ امر معلوم کی بھلائی یا برائی مراد ہو، معلوم سے ہر وہ معلوم مراد ہے جس کی بھلائی کی امید اور برائی کا خوف ہو، مطلقاً ہر معلوم مراد نہیں، کیونکہ بہت سے معلومات اس طرح نہیں ہوتے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خیر جسے تو جانتا ہے کہ خیر ہے، اور وہ برائی جسے تو جانتا ہے کہ وہ شر ہے، اس صورت میں خدا سے بھلائی اور برائی مراد ملے گی، خیر اور شر مضامین ہیں مگر ہر طرف اور اس وقت دونوں ایک جیسے ہیں، لہذا خیر سے مراد وہ نفع ہو گا جو خیر سے حاصل ہو جائے اور شر سے مراد وہ نقصان ہے جو شر سے حاصل ہوتا ہے، اب معلوم، خیر اور شر سے مختلف ہو گا۔ اب معنی یہ ہو گا کہ میں اس خیر کے نفع کا سائل ہوں جو تیرے علم میں اور اس شر کے نقصان سے خیر پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے۔

"وَأَسْتَغْفِرُكَ" اور میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ یہ جملہ لفظاً خیر اور معنی انشاء ہے، مطلب یہ کہ مجھے بخش دے۔ "إِنَّكَ تَعْلَمُ" میں نے تجھ سے یہ سوال اس لئے کیا ہے کہ دراصل تو ہی ہر خیر و شر اور اچھے برے اعمال کو غصینا جانتا ہے۔

تیسرا علم انہیں محیط ہے "وَلَا تَعْلَمُ" اور ہم انہیں اس طرح نہیں کہتے "وَأَنْتَ عَلَّامٌ" یہ علم سے مبالغہ کا صیغہ ہے "الغیوب" یہ غیب کی جمع ہے 'ہر وہ چیز جو مخلوق سے پوشیدہ ہو۔

حضرت شداو بن اوس کی روایت کردہ دعا

اس دعا کے آخری الفاظ اس دعا کے آخری الفاظ سے ملتے جلتے ہیں جو حضرت شداو بن اوس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اس کا ترجمہ یہ ہے 'اے اللہ! میں تجھ سے ہر کام میں ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے بہت ہدایت مانگتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے "الْفَرْقَةُ خَلِي الْوُضْبِ" تجھ سے ہدایت کا مضبوط ارادہ مانگتا ہوں، تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر اور حسن عبادت مانگتا ہوں، میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے تجھ سے متقی دل اور سچی زبان مانگتا ہوں اور میں تجھ سے اس شے کی بھلائی مانگتا ہوں جسے تو چاہتا ہے اور اس شے کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جسے تو چاہتا ہے، اس شے کی معافی چاہتا ہوں جو تجھے علم میں ہے، اسے شک تو خیموں کا جانتے والا ہے۔

ایک روایت میں ہے 'اے اللہ! میں تجھ سے ہر کام میں ثابت قدمی اور ہدایت کا مضبوط ارادہ مانگتا ہوں، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری قوی بخشش مانگتا ہوں۔ اس سے آگے وہی الفاظ ہیں جو ابھی گزر چکے ہیں۔ یہ حدیث 'امم ترمذی' نسائی اور ابن حبان نے روایت کی۔ ابو نعیم نے بھی حلیۃ الاولیاء میں متعدد سندوں سے بیان کی۔

۱۔ "اَللّٰهُمَّ اَوْحِنِيْ" اے اللہ! مجھے پناہ عطا فرما، یا مجھے نجات عطا فرما، یا مجھے خلاصی عطا فرما، رحمت ان معنوں میں سے کسی ایک کو متضمن ہے، اسی لئے اسے لفظ ہونے سے متعدی کیا ہے۔ حضرت مصطفیٰ لفظ رحمت کو ان معنوں پر متضمن بنا کر لائے ہیں۔ بغیر تضمین کے نہیں لائے، تاکہ معلوم ہو کہ اس نجات کا مفسد رحمت ہے اور یہ نجات رحمت کے ساتھ خاص ہے۔ "وَبِئْسَ رَهَابِيْ هٰذَا" میرے اس زمانے سے 'اس زمانے سے وہ وقت مراد ہے جس میں حضرت مصطفیٰ موجود تھے، خصوصاً وہ وقت جب یہ کتاب لکھی اور یہ دعا مانگی۔ اسی لئے حاضر اور قریب کا اشارہ ہذا استعمال کیا، کیونکہ اس وقت ایسے حالات تھے جو رحمت اور امداد طلب کرنے کے مقتضی تھے۔ انہی کا آئندہ عبارت میں ذکر ہے۔

"وَإِخْذَانِي الْفِتْنِ" اور فتنوں کے احاطے سے۔ فتنہ جمع ہے فتنہ کی اور وہ اس جگہ چنانچہ 'فساد' شہروں میں بے یقینی اور جان و مال کا محفوظ نہ ہونا ہے، یا ہر وہ شے مراد ہے جو دل کو پریشانی اور اضطراب میں ڈالے اور هجوم و فکار کا سبب بنے۔ احوال کا معمولی ذکر نہیں کیا گیا، بس کی طرف یہ باہر کے واسطے سے متعدی ہوتا ہے، کیونکہ اختصار کے ساتھ ساتھ تعمیم مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس مصیبت سے نجات عطا کر، فتنوں نے مجھے 'عامتہ' انسان اور ملکوں کو گھیر رکھا ہے۔ خلاص کی کوئی راہ نہ ہوئے اور تنگی سے یہ صورت حال نہیں زیادہ خست ہے۔ اس واقعہ میں دو صورتیں ہیں: (۱) اس کا اقل اور بالبعد دونوں مساوی ہیں، فرق یہ ہے کہ پہلے احوال تھا اب تفصیل ہے، پہلے ابہام تھا اب بیان ہے۔ (۲) خاص کے عام پر عطف کے لئے لائی گئی ہے پہلے تعمیم تھا اب تفصیل ہے۔

”وَتَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعْلَمَ“ اور مجھے نبھاتے عطا فرمادے بیش قدی، تسلط اور دلیبری والوں کی مجھ پر ہلا دیتی اور برتری سے جرات میں جیم مضموم اور راء ساکن ہے۔

”وَأَسْبَغَ غُفْرَانَهُ لِي“ اور اس بات سے کہ وہ مجھے حقیر جانیں اور مجھے کمزور دیکھ کر مجھ پر اذیت دینے کے لئے مسلط ہوں، اور مجھے اپنا تلخ دھلیس اور یہ عظیم ترین نکتہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت کی دعا

پھر حضرت مصنف نے تمام مخلوق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے، خواہ وہ جن ہوں یا انسان، دوست ہوں یا دشمن ”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْكَ“ اے اللہ! تو مجھے اپنی حفاظت، نگہداشت اور نگرانی میں لے لے۔ ”وَمِنْكَ“ میں ”مِنْ“ ابتداء کیے ہوئے اور عیناً سے حال ہونے کے سبب محل نصب میں ہے اور اسے مقدم اس لئے کیا گیا تاکہ تخصیص کا قاعدہ دے، مطلب یہ کہ میں صرف تیری پناہ مانگتا ہوں غیر کی پناہ کی مجھے ضرورت نہیں، خواہ اس کی پناہ مانگ ہو یا تیری پناہ کے ساتھ مقدم کرنے کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر بعد میں لاتے تو اس قسم کے دو حرف جر اکٹھے ہو جاتے اور عبارت کچھ اس طرح ہو جاتی ”وَمِنْكَ مِنْ جَمِيعِ خَلْقِكَ“ ”فِيْ جَنَافٍ“ یہ مصدر ہے لیکن اس سے مراد مکان ہے، یعنی مجھے ایسی جگہ پہنچا دے جہاں پناہ لی جائے اور اس جگہ مضبوطی سے قدم جمائے جائیں۔ ”مِنْ جَمِيعِ“ یا تو اس مفعول کے معنی میں ہے، یعنی جہاں کسی دوسرے کا پہنچنا ممنوع ہو، یا اسم فاعل کے معنی میں ہے، یعنی وہ جگہ جو پناہ لینے والوں کو دوسروں سے بچا کر رکھے۔ ”وَجَزْءٍ“ جزء کے کسر کے ساتھ۔ وہ جگہ جہاں ہر کسی کی رسائی نہ ہو، بعض نسخوں میں ہے۔ ”وَجَزْءٍ“ حصّہ بچانے والا ”مِنْ جَنَافٍ“ متعلق ہے ”جَمِيعِ خَلْقِكَ“ اس سے پہلے مضاف مقدر ہے، وہ پناہ گاہ جو تیری تمام مخلوق کے شر سے بچانے والی ہو۔ کیونکہ عموماً مخلوق سے نقصان ہی پہنچتا ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی۔ بہت کم ایسی مخلوق ہو گی جو ایسی نہ ہو ”خَشْيٌ“ تعلیلیہ ہے ”تَجَلُّبُغْنِيْ“ یعنی یہ سوال اس لئے کیا ہے، تاکہ تو مجھے پہنچائے۔ خَشْيٌ الہی کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے، مجھے پناہ عطا فرما یہاں تک کہ تو مجھے پہنچا دے۔ ”اَجَلِيْ“ آج کی وقت معین ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق موت آتی ہے۔ ”مُعَاوَاً“ اس حال میں کہ میں مخلوق کے نقصانات اور باقی قوتوں اور مشقتوں سے محفوظ ہوں۔ مُعَاوَاً اسم مفعول ہے عَافَا اللہ سے اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے اور مصیبتوں کو دور فرمائے۔ اس دعا میں عافیت طلب کی گئی ہے، عافیت میں عافیت کا سوال بھی کیا گیا ہے اور سوال کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے، بندے کی کمزوری کے لئے مناسب بھی یہی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج، آپ پر درود بھیجنے والوں

صَلِّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج ان لوگوں کی تعداد

عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ

میں جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَتَّبِعِي الصَّلَاةَ عَلَيْهِ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

درود بھیج جیسے کہ آپ پر درود بھیجتا لائق ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَحِبُّ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ ۝ وَصَلِّ عَلَى

اور آپ کی آل پر درود بھیج جیسے کہ آپ پر درود بھیجنا واجب ہے اور ہمارے آقا حضرت

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا أَمَرْتَ أَنْ يُصَلِّيَ

محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج جیسے کہ تو نے حکم دیا ہے کہ آپ پر درود بھیجا جائے۔

عَلَيْهِ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِينَ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج جن کا نور

نُورُهُ مِنْ نُورِ الْأَنْوَارِ وَأَشْرَقَ بِشُعَاعِ سِرِّهِ الْأَسْرَارِ ۝

نور الہی سے بلا واسطہ پیدا ہوا ہے اور آپ کی روح کی چمک سے تمام روحمیں روشن ہو گئیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پاک اور آپ کے نیکو کار

بَيْتِهِ الْأَبْرَارِ أَجْمَعِينَ ۝

اہل بیت سب پر درود بھیج۔

۱۔ ”عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ“ زبان سے درود بھیجنے والوں کی تعداد میں ”مَثَلًا لَكُمْ“ انسان اور جن ”وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ“ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما۔ آپ پر درود نہ بھیجنے والوں

کی تعداد میں اور وہ ہیں کافر انسان اور جنات اسی طرح بے مثل حیوانات اور جمادات جب ہم یہ کہیں کہ یہ زبان سے درود

شریف نہیں بھیجتے۔ ”وَصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَتَّبِعِي الصَّلَاةَ عَلَيْهِ“ ”تَتَّبِعِينَ“ فعل مضارع ہے ”کہا جاتا ہے

إِنْفِی الثَّمَنِ“ اسے اس لائق ہے کہ طلب کی جائے اس میں واجب اور مستحب ہونے کا احتمال ہے ہمارے لئے حضور اقدس

ﷺ پر درود بھیجنا واجب بھی ہے اور مستحب بھی۔

"وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَجِبُ الصَّلَاةُ خَلِيقًا" اس جگہ وجوب سے مراد وجوب عرفی ہے یعنی جسے آپ پر رحمتیں نازل کرنا لائق ہے، یا وجوب شرعی مراد ہے "یعنی ہم پر جسے کہ اس کے بعد کہا "كَمَا أَفْرَزْتَ" (جیسے کہ تو نے علی علیہ السلام سے جدا کیا) اس جگہ واجب ہونے کی تصریح کر دی ہے۔

"وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا أَفْرَزْتَ أَنْ يُصَلَّى عَلَيْهِ" یعنی جیسے کہ تو نے واجب کیا، کیونکہ امر وجوب کے لئے ہے، اگرچہ اس میں دوسرے معانی کا بھی احتمال ہوتا ہے۔

ع "وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ بِالنَّهْيِ نُورُهُ مِنْ نُورِ الْأَنْوَارِ" نورہ مبتدا اور مِنْ نُورِ الْأَنْوَارِ خبر ہے "مبتدا خبر" مل کر جملہ صلہ ہے "الذی کا" موصول اپنے صلہ کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کے اسم شریف کی صفت ہے "جو پہلے جملہ میں واقع ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا حسی و معنوی نور

حضور ﷺ کا حسی اور معنوی نور ظاہر و باہر اور بصارت و بصیرت پر روشن ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا، ارشاد ربانی ہے: "قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ" "تھمیر میں ہے کہ نور سے مراد حضور سید عالم ﷺ ہیں، نیز آپ کے بارے میں فرمایا "مُزَاجًا مُبِينًا" (نورانی چراغ) "مِنْ نُورِ الْأَنْوَارِ" میں من ابتدائیہ ہے اور نور الانوار اللہ تعالیٰ ہے، کتاب و سنت میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ نور استعمال کیا گیا ہے۔ حضور انور ﷺ کے نور الانوار سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ یہی خصوصیت تشریف کے لائق ہے، ورنہ اس کا کچھ مطلب نہیں، کیونکہ ہر نور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اگرچہ بلا واسطہ ہو۔

حضور اقدس ﷺ بلا واسطہ مخلوق ہیں

حضور ﷺ کا بلا واسطہ مخلوق ہونا اس حدیث کے موافق ہے کہ میں پیدائش میں تمام انبیاء سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ اسی طرح اس حدیث جس میں حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اشیاء سے پہلے میرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، یہ حدیث عبد الرزاق نے بیان کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر شے کو پیدا فرمایا۔ ان حدیثوں سے حضور ﷺ کا اول ہونا اور تمام مخلوق سے پہلے ہونا اور سب کے لئے وسیلہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

حضور انور ﷺ کی نورانیت کے مسئلہ کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو "صلوة الصفا فی نور المصطفیٰ" از

امام احمد رضا ہمدانی قدس سرہ۔

آپ کا نور تمام نوروں کی اصل ہے

نسخہ سہلیہ اور اکثر نسخوں میں من نور الانوار ہے، بعض نسخوں میں من شمس ہے تب پھر نور الانوار، نورہ کی خبر ہو گا، معنی یہ ہو گا کہ حضور انور ﷺ کا نور سب سے زیادہ حسین ہے، یا تمام نوروں کی اصل ہے، جس سے تمام نور پیدا ہوئے ہیں، اور استفادہ کرتے ہیں یا آپ کا نور تمام نوروں کا مادہ ہے، اسی سے باقی نور پیدا ہوئے ہیں، اور اپنی اپنی صورتوں سے متصف ہوئے ہیں، یا تمام نور آپ ہی کے نور سے تباہی حاصل کرتے ہیں۔ دلائل الخیرات میں آئندہ آئے گا۔ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی نُورِ الْاَنْوَارِ“ اسی طرح ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی غِنِ فَاطِمَةَ مِنْ نُورِهِ جَمِيعِ الْاَنْوَارِ“ اے اللہ! اس ذات اقدس پر رحمتیں نازل فرما جس کے نور سے تمام نوروں کا فیضان ہوا۔

بعض نسخوں میں ہے ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عُنُقِ الْاَنْوَارِ“ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نور دوسرے انوار کو نور بنانے والا اور ان کے نور بنائے جانے کا سبب ہے، کیونکہ تمام نور آپ کے نور پر موقوف ہیں۔ یہ نسبت مجازی ہے، اور حقیقت انوار کو نور بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے، یا یہ مطلب ہے کہ آپ کا نور باقی انوار کا مددگار ہے۔ بعض نسخوں میں ہے ”الَّذِي مِنْ نُورِهِ الْاَنْوَارِ“ اس کا مطلب ظاہر ہے، الانوار پر الف لام جنس کے لئے ہے۔ دلائل الخیرات شریف میں آئے گا۔ ”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی غِنِ فَاطِمَةَ مِنْ نُورِهِ جَمِيعِ الْاَنْوَارِ“ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”وَاشْرَقَ بِشُعَاعِ سِرِّهِ الْاَنْوَارِ“ اشرف فعل لازم ہے اور استنوار اس کا فاعل ہے، یعنی اسرار روشن ہو گئے۔ فعل کے ساتھ تاء تائید نہیں لائی گئی، کیونکہ جس فعل کا فاعل جمع تکمیل ہو، اس میں دونوں صورتیں (تاء کا لانا اور نہ لانا) جائز ہیں۔ شعاع شمس کے ضلع کے ساتھ۔ وہ شے (چمک) ہے جو بذاتہ روشن کرنے والے جسم پر پوری قوت سے جھلکاتی ہے، جیسے کہ سورج کے جسم، چمکنے والی روشنی، یہی اس جسم کے مقابل کو حاصل ہوتی ہے، جیسے زمین سورج کے سامنے ہے اور سورج اپنی روشنی اس پر پھیلتا ہے۔ غلیل نے کہا: ”اَضْعَفَتِ الشَّمْسُ شُعَاعًا“ اس وقت کہا جاتا ہے، جب اس کی کرنیں پھیل جائیں، شعاع پر داخل ہونے والی باد سیسہ ہے یا مین کے معنی میں ہے۔

”اَلْاَنْوَارِ“ سب کو جمع ہے، اصل میں اس کا معنی مخفی چیز ہے، ممکن ہے کہ ”سیر“ اور استنوار دونوں کا معنی روح کا باطن یا پوشیدہ احوال ہو، یا ایک سے پہلا معنی مراد ہو اور دوسرے سے دوسرا ”سِرُّ الْاَخْوَالِ“ کا معنی استنوار پوشیدہ نے بیان کیا کہ وہ چیز جو احوال میں بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان محفوظ اور پوشیدہ ہو۔ صاحب عوارف المعارف نے روح، نفس اور عقل کے بارے میں گفتگو کے بعد فرمایا: کہ سر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا روح کی طرح اپنا مستقل وجود اور ذات ہو۔ ہو تائید ہے کہ اب نفس ترکیب اور حقائق کی منزلیں طے کر لیتا ہے تو روح، نفس کی تاریکی کی قید سے خلاصی حاصل کر کے کل قریب کی طرف ہوا شروع کرتی ہے اور دل کیفیت معلوم کرنے کے لئے روح کا چچھا کرتا ہے، تب دل اپنی صفت کے علاوہ ایک صفت حاصل کرتا ہے اور جب دل کو ایک نئی صفت حاصل ہوتی ہے تو روح کو پرواز کے دوران اپنی صفت کے علاوہ ایک نئی صفت حاصل ہوتی ہے۔ جو لوگ اس کیفیت سے دو چار ہوتے ہیں وہ اس صفت کو کوئی نام نہ دے سکے تو انہوں نے اس کا نام سر رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ کی امداد آپ ﷺ کے واسطے سے

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسرار سے مراد ذات و صفات اور اسماء و افعال کے اسرار ہوں۔ مطلب یہ ہو کہ نبی اکرم ﷺ باطن کی شعاعوں کے سامنے آنے کی وجہ سے مخلوقات کے باطن بنگلہ گانٹھے اور انہیں ان کی استعداد اور صفاتی کے مطابق آپ کی جاری و ساری امداد حاصل ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی امداد آپ کے واسطے سے ہی ملی۔

یا یہ مطلب ہو کہ حضور انور ﷺ کا باطن ذات و صفات اور اسماء و افعال کا منظر اور ان کی تجلی کی جلوہ گاہ ہے۔ یہ کہ آپ کا باطن (غیر کسی حائل کے) ان اسرار کے سامنے ہے اور ان اسرار کے وارد ہونے والے انوار کا قتل ہے۔ لفظ اسرار آپ کے باطن میں جلوہ گر اور اس کے واسطے سے ظاہر ہیں اور ان اسرار کے جو انوار مخلوق کو تقسیم کئے گئے ہیں وہ آپ کے باطن ہی کے واسطے سے ہیں جس کا مخلوق سے تعلق ہے۔

لفظ اسرار کی مراد میں تین صورتیں ہوں گی۔ (۱) روح کا باطن (۲) مخلوق کے اسرار و رموز (۳) مخلوق سے پوشیدہ امور آخری دو صورتوں میں روشن ہونے کی جگہ محذوف ہے، یعنی حقوق کے باطن۔

۱۔ ”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ الْأَكْبَرِ الْأَجْمَعِينَ“ اسرار جمع ہے بڑی اور وہ تنجیف کے وزن پر ہے۔ یا جامع جمع ہے اور وہ حضاروت کے وزن پر ہے۔ دونوں صورتوں میں راء کا راء میں ادغام کیا گیا ہے۔ بڑا اس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔ اس کی ضد فسخ ہے (بدکار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے) معنی یہ ہوا کہ آپ کے اہل بیت پر جو طیب و ظاہر ہیں۔ حضرت حسن نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نبیوتی ایسی حقوق کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور صورت میں بھی برے کام پر راضی نہیں ہوتے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ بِخَيْرِ أَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود بھیج جو تیرے انوار کا دریا، تیرے اسرار

أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَسِ مَمْلُوكِكَ وَإِمَامِ حَضْرَتِكَ

کی کان، تیری دلیل کے ترجمان، تیری مملکت کے دولہا، تیری بارگاہ کے امام

و خَاتِمِ النَّبِيِّاتِكَ صَلَوةً تَدْوُمُ بِدَوَامِكَ وَتَبْقَى بِبَقَائِكَ

اور تیرے انبیاء کے خاتم ہیں، دایا درود کہ تیری بقائے کے ساتھ ہمیشہ اور تیری بقا کے ساتھ باقی ہے

صَلَوةً تَرْضِيكَ وَتَرْضِيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ○

اے رب العالمین! ایسا درود جو تجھے اور انہیں راضی کرے اور تو اس کے سبب ہم سے راضی ہو جائے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ

اے اللہ! اے حل و حرم، مشعر الحرام، عزت والے گھر

وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلُغْ لِسَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ ○

اور رکن و مقام ابراہیم کے پروردگار! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارا سلام پہنچا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا اور تمام اوّلین و آخرین کے سردار محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَحِيْنٍ ○

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہر وقت اور ہر زمانے میں درود بھیج۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر فرشتوں کے بلند گروہ میں قیامت کے دن تک رحمتیں نازل فرما۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ حَتّٰى تَرِثَ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما یہاں تک کہ تو زمین اور اس پر رہنے والوں کا

وَ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ○

وارث بنے اور تو بہترین وارث ہے۔

۱۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ بِخَيْرِ الْاَوَّلِيْنَ"۔ کرا سندھ کا استعمال اس جگہ چند وجوہ کی بنا پر مجازاً کیا گیا

ہے۔ (۱) سندھ کی وسعت کی بنا پر بحر کے مختلف حصّے و سمّت پر ہی دلالت کرتے ہیں۔ (۲) سندھ کے پانی کی کثرت کی بنا پر منسوب

ارم ﷺ کا نور تمام انوار سے زیادہ قویٰ، سب سے زیادہ پاک اور سب سے زیادہ عظیم ہے۔ (۳) سندھ کے موجزن ہونے کی

وجہ سے "نور نور موجزن رہتا ہے۔ (۴) سندھ پانی یا شعل کو مدد دیتا ہے اور تمام پانی اسی کی طرف گوت کر آتے ہیں۔

انوار کی اللہ تعالیٰ کی طرف اشاعت، ملوک کی ملک کی طرف اور فعل کی قاعل کی طرف اشاعت ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ

کے ارشاد: "فَتَلٰى بُرْهٰنًا" اور اس کے ارشاد: "يَهْدِي اللّٰهُ لِلْزَوْجَةِ فَنُيَسِّلُهَا" الایہ میں ہے۔

"وَقَدْ عَلِمْنَا نَسْرَ اَوَّلِكَ" زیدی نے کہا کہ ہر شے کی معدن (کان) وہ جگہ ہے جہاں اس کی اصل پائی جائے۔ (علامہ زبیدی کا

قول اس جگہ ختم ہوا) کہا جاتا ہے "عَدَنُ بِالْمِصْكَانِ" وہ مکان میں ٹھہرا۔ کان کو معدن اس لئے کہتے ہیں کہ شے وہاں پائی جاتی ہے،

اور وہ جگہ اس کے لائق ہے۔ مثلاً سونے کے لائق یہ ہے کہ وہ اپنے خاص مکان (کان) میں پایا جائے، اسی جگہ اسے ڈھونڈا جاتا

ہے، وہیں اسے تلاش کیا جاتا ہے۔ یہی اس کی اصل جگہ ہے۔

اسرار سے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور افعال کے اسرار مراد ہیں۔ نبی اکرم ﷺ ان اسرار کے حصول اور برقرار رکھنے کی جگہ ہیں۔ ان اسرار کی شان یہ ہے کہ آپ کی ذات اقدس میں حاصل ہوں۔ آپ ہی سے طلب کئے جائیں اور آپ ہی سے ان کا طور حاصل کیا جائے۔

"وَلَيْسَانِ خُجْبَتُكَ" اور مخلوق کے لئے تیری دلیل کی زبان پر۔ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل کے لئے زبان کی حیثیت رکھتے ہیں، جو اس دلیل کے لئے ترجمان، اسے بیان کرنے والے، اس کی ولایت کا انداز بتانے والے اور اس پر وارد ہونے والے شہادت کو دور کرنے والے ہیں۔

کائنات کے دولہا

"وَعَزَّوَسَ مَمْلُوكُكَ" عز و س پروردگار ضبوط ہے، شادی کے موقع پر دولہا اور دلسن دونوں کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ مملکت بادشاہی کو کہتے ہیں، مملکت کو شادی کے اجتماع کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، اس اجتماع میں مختلف لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ طرح طرح کی آرائش کی جاتی ہے۔ خوب بناؤ سنگھار ہوتا ہے۔ مختلف امور کو سلیقے سے ترتیب دیا جاتا ہے، اس میں جدت مسرت کو حاصل طور پر ٹھوٹا رکھا جاتا ہے، اس کے شرکاء خوشی اور مسرت اور ناز و نعمت میں ڈوبے ہوئے اور اپنے دولہا پر خوشی اس سے محبت اور رضامندی کا اظہار کرتے ہیں، اس کی تعظیم کرتے ہیں، اس کا حکم بجالاتے ہیں اور اس کے ساتھ قسم قسم کے دل پسند چیزوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، پوری دنیا کو شادی کی محفل قرار دیا گیا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے لئے دلچسپی ثابت کیا گیا ہے جو ایسی محفل کے لئے لازم ہوتا ہے۔

عام طور پر شادی کی محفل کو مملکت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ لیکن اس جگہ تقاضائے مقام کی بنا پر اس کے برعکس مملکت محفل شادی سے تشبیہ دی گئی ہے، تاکہ معلوم ہو کہ مملکت کا راز، اس کا مرکزی نقطہ وہ روح ہے جس کے لئے مملکت معرض وجود میں آئی۔ وہ کائنات کے دولہا ہیں۔ حضور ﷺ سب سے بڑے مرتبے والے انسان، ملک و ملکوت میں خلیفہ علی الاعمال ہیں، آپ ہی کو اسماء و صفات کے اسرار کی خلعت عطا کی گئی اور آپ ہی کو یگانہ و مرکبات میں تعارفات کی قدرت عطا کی گئی ہے، دولہا کی حیثیت بادشاہ ایسی ہوتی ہے، اس کا حکم چلتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے ہیں، سب اسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسے آرام کے ساتھ پسند اور خواہش کے مطابق ہر چیز ملتی ہے، اس کے ساتھی اس کی ذمہ داری میں ہوتے ہیں اور اسی کا کھاتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد تشبیہ مکمل ہو گئی اور استعارہ صحیح ہو گیا۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "لَقَدْ زَاہَنَّا بِآثَانِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی" آپ نے اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نکستیاں دیکھیں، کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور ﷺ نے عالم بلا میں اپنی ذات مبارکہ کی صورت دیکھی کہ آپ تمام کائنات کے دولہا ہیں۔

”وَإِنَّمَا خُصِّنَتْكَ“ اور تیری بارگاہ والوں کے امام پر جن کی اقتداء کی جاتی ہے، اور تیرے قرب اور مشاہدہ کے مقام تک پہنچنے کے لئے جن کے دامن کا سہارا لیا جاتا ہے۔

”حضرۃ“ (بارگاہ) حضور سے ماخوذ ہے اور اس کی طرف امام کی اضافت فقی کے معنی میں ہے، جیسے امام المسجد (مسجد میں رہت کرنے والا) یا امام کے معنی میں ہے اور مضاف مقدر ہے، یعنی تیری بارگاہ والوں کے امام، ایک نسخہ میں اس کے بعد ہے وَبِطَرَاظِ مُلْكِكَ۔ یہ الفاظ جہاں کتاب میں آئیں گے ان پر غور کی جائے گی۔

”وَإِنَّمَا خُصِّنَتْكَ صَلَافَةَ قُلُوبِ“ ایسی رحمت جو بے حد نازل ہوتی رہے اور کبھی منقطع نہ ہو ”بَدْوِ امْلِكُ“ تیری بیحدی کے ساتھ ”وَ تَنْفِي بِمُفَاتِكَ“ اور تیری ہمت کے ساتھ باقی رہے نہ کبھی فنا ہو نہ ختم ہو ”صَلَاةُ تَرْجِيئِكَ“ ایسا درود جو تجھے راضی کر دے، اس لئے کہ وہ تیرے حکم کے مطابق اور آمیزشوں سے خالی ہے۔ تو اپنے فضل سے اسے قبول فرما۔ ”وَ تَرْجِيئِكَ“ ایسا درود جو حضور اکرم ﷺ کو راضی کر دے، اس لئے کہ نورانیت اس کے ساتھ ہو اور اقبالیت کے آثار نے اس کا احاطہ کیا ہو۔ بعض نسخوں میں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں ”وَ تَرْجِيئِكَ بِمُفَاتِكَ“ یہ باعسیہ ہے، یعنی وہ درود ہم سے تیرے راضی ہونے کا سبب ہو۔

”يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ“ اے سب سے زیادہ رحم والے! جس کی وسیع رحمت اور اوصاف کاملہ سے ہمیں اپنی دعا کے قبول ہونے کی امید ہے، ورنہ ہم اس کے لائق نہیں ہیں۔ بعض نسخوں میں اس کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ ”يَا زُبَّ الْعَالَمِينَ۔ البتہ! نسخہ سیدہ اور دیگر بعض نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

۱۔ ”اللَّهُمَّ زُبَّ الْجَلِّ وَالْخَوَامِ“ حضرت جبر اور عزتی وغیرہ کا بیان ہے کہ حضرت محمد بن وضاح سے مروی ہے کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص جمعرات کے دن عصر کے بعد یہ دعا مانگے گا۔

اللَّهُمَّ زُبَّ الْجَلِّ وَالْخَوَامِ وَالْمَشْعَرِ الْخَوَامِ وَالزُّكْنِ وَالْمَقَامِ

وَزُبَّ الْجَلِّ وَالْخَوَامِ أَفَرَأَيْتَ مُحَمَّدًا خَتَمَ السَّلَامِ

اے اللہ! اے شہر حرام! اعزت واسلے پیئے! مشعر الحرام (مزدلفہ کا پہاڑ) حجاز اسود اور مقام ابراہیم کے رب!

اور اے حل و حرم کے رب! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو میرا سلام پہنچا۔

بارگاہ رسالت میں سلام پہنچانے والا فرشتہ

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دے گا جو اس کا سلام بارگاہ رسالت میں ان لفظوں میں پہنچا دے گا کہ فلاں ابن فلاں آپ بارگاہ میں سلام عرض کرتا ہے۔ فاکہانی وغیرہ علماء نے ابن کثیر الی کی ”کتاب التہجد“ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

حل اور حرم کی تحقیق

نقطہ سہمہ وغیرہ میں ہے "وَرَبُّ الْاَجَلِ وَالْخَزَامِ" راء کے بعد الف کے ساتھ 'بعض دیگر نکتوں میں الف نہیں ہے۔ نکتہ صحیح میں جیسے زقاق اور زقاق کا ایک ہی معنی ہے 'حل عام کے کسرہ کے ساتھ 'حرم کے علاوہ غلط زمین کو بھی کہتے ہیں۔ استعمال حرم مکہ اور حرم مدینہ دونوں کے لئے ہوتا ہے 'اللہ تعالیٰ ان کی عزت میں مزید اضافہ فرمائے' خصوصاً اس کا استعمال حرم کے لئے ہوتا ہے۔ بعض اوقات حرم سے حرام (عزت والا) مراد ہوتا، یعنی عزت والا شہر اور عزت والا مہینہ 'بعض نے حرم مراد وہ شخص لیا ہے 'جس نے احرام باندھ رکھا ہو' اور حل سے وہ شخص مراد لیا جو احرام سے فارغ ہو گیا ہو' واللہ تعالیٰ اعلم

۱۱ "اَلْمَشْرِقُ الْمَحْرُومُ" چار ہیں۔ شمال، وسط، جنوب اور رجب ۱۲

"وَرَبُّ الْمَشْرِقِ الْمَحْرُومِ" مشرق فصیح ترین لغت میں میم کے فتح کے ساتھ 'اور ایک لغت میں میم کے کسرہ کے ساتھ۔ یہ مزدلفہ میں ایک معروف جگہ اور چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا نام قروح ہے 'پہلا حرف مضوم اور دو سرا مفتوح ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے دس ذوالحجہ کی صبح وقوف فرمایا تھا، بعض علماء نے کہا کہ قروح مزدلفہ کا نام ہے 'بعض نے کہا 'مشرق حرم' مزدلفہ ہے 'اور مزدلفہ حدود حرم میں داخل ہے۔

"وَرَبُّ الْاَيْتِ الْمَحْرُومِ" یہ کعبہ مبارکہ ہے 'بیت الحرام بطور غلبہ بیت اللہ شریف کا نام ہے 'ایک نام "اَلْاَيْتُ الْمَحْرُومَةُ" ہے۔ اس کے اور بھی متعدد نام ہیں۔ مشرق الحرام۔ بیت اللہ شریف اور مکہ معظمہ کو حرام اس لئے کہا گیا کہ ان میں جنگ اور خود رو درخوش کو کاٹنا حرام ہے 'اور ان جگہوں پر محرم کے لئے وہ کام ممنوع ہیں جو دوسروں کے لئے جائز ہیں۔

مقام ابراہیم مشہور پتھر

"وَرَبُّ الْاَرْضِ الْمَرْكَبِ" رکن سے بیت اللہ شریف کا مشرقی (جنوب مشرق) کونہ مراد ہے 'جس میں حجر اسود نصب ہے۔ یہ وہ مشہور پتھر ہے جسے مقام ابراہیم کہتے ہیں 'آپ بیت اللہ کی تعمیر کے وقت اس پر کھڑے ہوئے تھے 'یہ پتھر ایک ہاتھ کی پیمائش میں ہے اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کی سات انگلیوں کے نشان ہیں۔

اس جگہ ان مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عظیم الشان ہیں 'تاکہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جائے ان کا خالق و مالک ہے۔ نیز ان اشیاء کو حصول مقصد کے لئے وسیلہ بنانا مطلوب ہے۔ اس مقام کے ساتھ ان کی مناسبت یہ ہے ان کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے وطن کے ساتھ ہے 'اور ان کی خصوصیت و عظمت آپ کی خصوصیت اور عظمت کے برابر ہے اور آپ ہی کی بدولت ہے۔

"اَلْبَلَدِ الْمَرْكَبِ" بلد یا بلدینا۔ یہ لفظ اَبْلَغ کا مفعول اول ہے 'چونکہ آپ کو سلام پہنچایا جاتا ہے اس لئے معنی کے لحاظ سے مفعول ثانی ہے 'فعل کو اس جگہ لام کے ذریعے متعدي کیا گیا ہے 'حالانکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دونوں مفعولوں کی طرف

تصدی ہوتا ہے۔ ”وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ“۔ سلام، ابلیغ کا مفعول ظاہری ہے۔ لوگ جو ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں یا دوسرے کو سلام بھیجتے ہیں تو اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو سلامتی عطا فرمائے۔

حضور علیہ السلام کا جواب دیتے ہیں

اس جگہ سلام بھیجنے کی بنیاد، محبت، تقسیم اور شوق ہے اور سلام بھیجنا ان امور کی علامت ہے۔ سلف صالحین کی عادت یہ تھی کہ بارگاہ رسالت میں خدشات سلام بھیجا کرتے تھے، مثلاً حضرت عبد اللہ ابن عمر اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے، آپ اسے جواب عنایت فرماتے ہیں۔ متنب ہیں جو یہ سلام عرض کیا گیا ہے، اس کے بارے میں گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو بارگاہ رسالت میں سلام نیاز پیش کرتا ہے، اس جگہ جو اللہ تعالیٰ سے سلام پہنچانے کی دعا کی گئی ہے، اس سے یہی مراد ہے۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ“ حضور پہلی مخلوق کے سردار ہیں، یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ تک جتنے انسان ہوئے، آپ سب کے سردار ہیں۔ ”وَعَلَى سَيِّدِ الْآخِرِينَ“ اور آپ ان لوگوں کے بھی سردار ہیں جو آپ کے بعد قیامت تک پیدا ہو چکے یا ہوں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا طبقہ بعد والوں کے لئے اول اور پہلوں کے لئے آخر ہے، مراد یہ ہو گی آپ تمام مخلوق کے سردار ہیں۔ تیسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اولین سے وہ حضرات مراد ہوں جنہیں سرداری اور سرداری کے لحاظ سے سہقت حاصل ہے، یہ شرافت اور بزرگی کے لحاظ سے تقدم ہے، یعنی مخلوق کے برگزیدہ حضرات انبیاء و مرسلین عظیم السلام اور آخرین سے انبیاء کے علاوہ باقی مخلوق مراد ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ سید کے استعمال کی دلیل وہ حدیث صحیح ہے جس میں آپ نے فرمایا: ”أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ“۔ اور حضرت آدم کا سردار ہوں، اسی سے لفظ سولی کے استعمال کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ ولی اور سید کا ایک ہی معنی ہے، نیز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فَعَلَيْهِ مَوْلَاكَ“۔ امام شافعی نے فرمایا: اس سے ولایت اسلام مراد ہے، یعنی جس کا ولی ہو، وہ گار، معاون، دوست، محب اور ہمدرد ہوں، اس کے لئے علی مرتضیٰ بھی اسی طرح ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی یہی معنی مراد ہے۔

فَإِنَّكَ يَا اللَّهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ
یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أَحَبُّ حَتَّى مَوْلَى لِكُلِّ مُؤْمِنٍ

میں ہر مومن کا مددگار ہوں۔

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى سَيِّدِ الْوَقْتِ وَ جَمِيعِ الْأَوَّلِينَ“ سے مطلق زمانہ مراد لیا جاتا ہے تو

ہو یا زیادہ" دونوں کی ایک دوسرے سے تفسیر کی جاتی ہے، وقت سے وہ معین زمانہ مراد لیا جاتا ہے جو کسی کام کے لئے مقرر ہے۔ مثلاً نماز کا وقت اور زراعت کا وقت وغیرہ اور معین سے وہ معین زمانہ مراد لیا جاتا ہے جو مطلق زمانے کی ایک جز اور حصہ اس سے مطلق اور مسلسل زمانہ مراد نہیں لیا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ

کیا انسان پر زمانے کا ایسا حصہ گزرا ہے؟

واضح یہ ہے کہ یہ ایک مرادف یا اس کے مشابہ کا دوسرے مرادف عطف ہے اور دونوں سے مطلق اور کم سے کم مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَوَلَدَانَا مُحَمَّدٍ فِي الْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَى "ایسی رحمت نازل فرما جو روز جزا تک مسلسل

رہے۔

"اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَوَلَدَانَا مُحَمَّدٍ" ایسی رحمت جو دائم ہو "حَتَّى" الی "آز" کے معنی میں ہے، یعنی یہی تک "نَزَلَ الْأَرْضُ وَ مَنَ عَلَیْهَا" تو زمین اور اس پر بسنے والوں کا وارث بنے، یعنی اس وقت تک کہ دنیا کے فنا ہونے اور اس پر رہنے والوں کے خاتمہ کے بعد، سب کی ملکیت تیری طرف لوٹ جائے گی۔ (خاکہری طور پر بھی ملکیت کا کوئی دعویٰ نہیں کرے اور ہر شے اسی کی طرف لوٹ جائے گی، اس وقت وہ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ اور خود ہی جواب دے گا "اللہ ہے" و قہار کے لئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلُ الْأَرْضَ وَمَنَ عَلَیْهَا

ہے شک ہم زمین اور اس پر رہنے والوں کے وارث ہوں گے۔

علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: جب سب مخلوق کو ہلاک کر دیا جائے گا تو زمین اور زمین کے رہنے والے کسی کی ملکیت اور حکومت نہیں رہے گی، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم زمین اور اس کے رہنے والوں کو فنا کر کے سب قبض کر لیں گے، جیسے وارث اپنی وراثت کو قبض کرتا ہے۔

"وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ" اور تو سب سے بہتر وہ ذات ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے گا، یا ہلاک ہونے والوں کی جان کے بعد تو سب سے بہتر باقی رہنے والا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأَمِيِّ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر جیسے

كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا

تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا ہے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے اور برکت نازل فرما ہمارے آقا

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

نبی امی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جیسے تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر ان اشیاء کی تنفی کے برابر جنہیں تمرا علم

عِلْمُكَ وَجَرَى بِهِ قَلَمُكَ وَسَبَقَتْ بِهِ مَشْيُتُكَ وَصَلَتْ عَلَيْهِ مَلَائِكَتُكَ

بجای ہے تم نے انہیں تمہارا اور اس سے پہلے ان کے مٹھن تمہارا اور وہ چکا اور اتنی تعداد میں کہ فرشتوں نے حضور اللہ پر

صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِكَ بِإِقْبَانِكَ وَاحْسَانِكَ إِلَى أَبَدِ الْأَبَدِ لَا

درود بھیجا ایسا درود کہ تیرے دوام کے ساتھ ہمیشہ رہے اور تیرے فضل و احسان کے ساتھ ابد الابد تک ہمیشہ باقی رہے

نِهَآيَةً لَا بَدِيَّتَهُ وَلَا فَنَاءَ لَدَيْمُ مِيَّتِهِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

کہ اس کی پہنکی کی نہ انتہا ہو اور نہ فنا اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر درود

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَأَخْصَاهُ كِتَابُكَ وَشَهِدَتْ

بھیج ان اشیاء کی تعداد میں جن کا تیرے علم نے احاطہ کیا تیری کتاب نے ضبط کیا اور تیرے فرشتوں نے ان کی گواہی دی

بِهِ مَلَائِكَتُكَ وَأَرْضٌ عَنْ أَصْحَابِهِ وَأَرْحَمُ أُمَّتِهِ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

اور تو راضی ہو آپ کے ساتھیوں سے اور آپ کی امت پر رحم فرما، بے شک تو تعریف والا بزرگی والا ہے

۱۔ "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ" یہ روایت حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔ اس کے

نقل کرنے والوں کا بیان اس سے پہلے گزر چکا ہے، نسخہ سلیبہ میں اس درود شریف اور آئندہ درود پاک میں لفظ نبی ہمزہ کے

ساتھ ہے۔ (نبیؐ)

۲۔ "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ" اس پر گفتگو گزر چکی ہے۔ "و"

جو ای۔ اور ثابت ہوا ہے اور گزر چکا ہے "بہ" یہ ضمیر موصولہ کی طرف راجع ہے اور بام مصابحت کے لئے ہے۔ قَلَمُكَ جن

معد کو تیرا قلم باطنی میں لوح محفوظ میں لکھ چکا ہے۔ اور اس وقت سے لے کر اس درود شریف تک اور آئندہ اس نقل کئے

جانے والے نسخوں میں لکھا گیا یا لکھا جائے گا

ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ چکا تھا، اس میں

زیست ہونے والی تمام اشیاء کی مقداریں لکھ دی تھیں، اس کے بعد جو کچھ لکھا گیا وہ ان صحیفوں میں تھا، جو اس سے نقل کئے

کئے، جیسے جیسے ایک اصل سے نقلیں تیار کی جاتی ہیں۔ قرآن پاک میں جو ”(تَمَحَّوْا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُفِيتُ)“ کو وائیت کا ذکر ہے وہ انہی صحیفوں کے بارے میں ہے۔

”وَبَقِيَّتُهَا فِي مَكْتَبِكَ“ اور جن اشیاء کے موزوں ہونے کے بارے میں تمہارا ارادہ ہو چکا کیونکہ ہر موجود ممکن اللہ تعالیٰ کے ارادے اور تقدیر ہی سے ہے۔

”بَاقِيَةُ بِقُضَائِكَ“ یہ بقاء سبب سے، یعنی وہ رحمت تیرے فضل و کرم کے سبب باقی رہے، ”وَبَقِيَّتُهَا فِي مَكْتَبِكَ“ احسان کا معنی ہے اچھائی کے ساتھ معاملہ کرنا الٰہی انتہاء غایت کے لئے ہے۔ واضح کے معنی میں اَبَدُ الْاَبَدِ ابد کہتے ہیں زمانہ مستقبل کو جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے، جیسے آخرت میں ہو گا یا وہ زمانہ پہلے زمانے ختم ہو جائیں گے جیسے اس دنیا میں (قیامت آنے پر) پہلا زمانہ دوسرے کی طرف منتقل ہے، پہلی کے معنی میں مبالغہ اور تاکید کے لئے اور مستقبل نہ ہونے پر دلالت کے لئے دو دفعہ لفظ لائے ہیں۔

ابداً پہلے جار مجرور سے بدل ہے یا دوسری طرف ہے لَآ يُفَانَةُ لَآ بُدْ يُفِيهِ یہ ضمیر ابتدا کی طرف راجع ہے، یعنی ہمیشہ کہ اس کی پہلی کی کوئی انتہاء نہیں ”وَلَا فَنَاءَ لِّدُنْيَا جَنَّاتِ“ یعنی ایسا دائم کہ اس کے دوام اور بقاء کے لئے فنا نہیں۔ دُنْيَا فَنَاءَ ایک نسبت ہے دُنْيَا فَنَاءَ اور اس کے موصوف کے درمیان دُنْيَا فَنَاءَ میں دوسرے میم کے بعد یا نہیں ہے اور یہ مصدر ہے لَآ يُفَانَةُ لَآ بُدْ یہ جملہ ابتدا کی صفت ہے اور دوسرا جملہ لَآ فَنَاءَ لَآ بُدْ یہ پہلے جملے پر معطوف ہے اور اس کی ضمیر بھی ابتدا کی طرف راجع ہے

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَ اَخْصَاةَ جَنَّتِكَ“

اور ان چیزوں کی تعداد میں جن کا تیری کتاب نے احاطہ کیا، کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وَكُلُّ شَيْءٍ اَوْ اَخْصَيْنَا فِیْ رِجَالِ مُّبِیْنٍ

اور ہم نے کتاب میں یعنی لوح محفوظ میں ہر چیز کا احاطہ کیا

شہادت ملائکہ کی اقسام

”وَشَهِدَتْ بِهٖ هَلَا يَكْفُرُكَ“ اور ان چیزوں کی تعداد میں جن کی تیرے فرشتوں نے گواہی دی۔ مثلاً تیری وحدانیت، تیرے نبی کی نبوت اور تیرے رسولوں کے فرائض، تبلیغ احکام دینے کی شہادت، رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کے خلاف شہادت، لوگوں کے لئے شہادت جن کو بخش دینے پر تو نے انہیں گواہ بنایا، مثلاً وہ ذکر الٰہی کرنے والے جن کے پاس سے فرشتوں کا گواہ ہوا اور میدان عرقات میں وقوف کرنے والوں کی شہادت اور ان کے علاوہ تیری مخلوق میں سے بعض کے حق میں اور بعض کے خلاف شہادت اور خاص طور پر انسان کے دائیں بائیں اعمال گننے والے فرشتوں کی شہادت۔

”وَاِذْ هٰذَا عَلٰی اَصْحَابِهِمْ“ اور حضور ﷺ کے صحابہ سے قبولت، الشہادت اور اعزاز و اکرام کا معاملہ فرما۔

”وَاِذْ هٰذَا عَلٰی اُمَّتِهِمْ“ اور آپ کی امت پر احسان فرما اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں مرحمت فرما۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی

۴ کے بعد صحابہ کرام کے لئے خاص طور پر ﷺ اور دیگر ایمانداروں کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ کے استعمال کرنے کے بارے میں گفتگو کر چکی ہے، لفظ امت صحابہ کرام کو بھی شامل ہے، لہذا یہ تخصیص کے بعد تعہیم ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى جَمِيعِ

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل اور آپ کے تمام اصحاب پر

أَصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

اے اللہ! درود بھیج ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر جیسے

مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا

تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر، اور اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ

اور ان کی آل پر جیسے تو نے برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام

وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝

اور ان کی آل پر، تمام جہانوں میں، بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

اللَّهُمَّ بِخُشُوعِ الْقَلْبِ عِنْدَ الشُّجُودِ لَكَ يَا سَيِّدِي

اے اللہ! تجھے سجدہ کرتے وقت دل کی عاجزی کے ساتھ میرے آقا! بغیر انکار کے اور تیری

بِغَيْرِ جُحُودٍ وَبِكَ يَا إِلَهَ يَا جَلِيلُ فَلَا شَيْءَ يُدَانِيكَ فِي غَلِيظِ

امداد کے ساتھ اے اللہ! اے بزرگ و برتر، کوئی چیز بھی وعدوں کی پابندی میں تیرے قریب نہیں اور تیری کرمی کے وسیلے

الْعُجُودِ وَبِكُورِ سِتِّكَ الْمُكَلَّلِ بِالنُّورِ إِلَى عَرْشِكَ الْعَظِيمِ الْمَجِيدِ ۝

تو جس کا نور سے جزاؤ کیا گیا ہے، تیرے بزرگی والے عرش عظیم تک اور اس چیز کے

وَبِمَا كَانَ تَحْتَ عَرْشِكَ حَقًّا قَبْلَ أَنْ تَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَصَوْتَ الرُّعْدِ لَكَ إِذْ

تو نے جہاں واقع تھے۔ عرش کے نیچے حتیٰ پہلے اس سے کہ تو آسمانوں کو پیدا کرے اور تیرے حکم کے تحت پیدا ہونے والی

كُنْتَ مِثْلَ مَا لَمْ تَنْزِلْ قَطُّ إِلَيْهَا عُرِفَتْ بِالتَّوْحِيدِ فَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُحْسِنِينَ

مخلوقوں کی آواز کے ذیل، کیونکہ تو ماضی کی طرح اب بھی معبود ہے، توحید کے ساتھ پہچان لیا، پس تو مجھے ان لوگوں میں

الْمَحْبُوبِينَ الْمُقَرَّبِينَ الْعَارِفِينَ الْعَاشِقِينَ لَكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ
سے جتنا تیرے محبوب ہیں، محبوب ہیں، مقرب ہیں، عارف اور تیرے عاشق ہیں یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ!

يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا وَدُودُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ
یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! اے محبت والے! اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنی تعداد میں درود بھیج

مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا أَحْصَاهُ
جتنی اشیاء کو تیرا علم محیط ہے، اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی چیزوں کا

كِتَابُكَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا نَفَذْتَ بِهِ قُدْرَتُكَ ۝
تیری کتاب نے احاطہ کیا ہے، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی چیزوں پر تیری قدرت نافذ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَصَّصْتَهُ إِزَادَتُكَ
ہی ہے، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی چیزوں کو تیرے ارادے نے خاص کیا ہے، اے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا تَوَجَّهَ إِلَيْهِ أَمْرُكَ وَنَهْيُكَ ۝
اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج، جتنے لوگوں کی طرف تیرا امر اور تیری نہی متوجہ ہوئی ہے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقسام

۱۔ اَوْ عَلَى جَمِيعِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ "اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تمام صحابہ پر" خواہ وہ مساجدین و انصار ہوں اور
کے علاوہ۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے ہوں یا اس کے بعد، انہیں خصوصی یا عمومی طویل صحبت حاصل ہوئی ہو یا نہ، حضور ﷺ
کے رشتہ دار ہوں یا نہ، عربی ہوں یا عجمی، مرد ہوں یا عورتیں، آزاد ہوں یا غلام، بالغ ہوں یا نابالغ، جنہیں آپ کی خاص
صحبت میسر ہوئی، انسان ہوں یا جن، اگر جنت کو صحابہ میں شمار کیا جائے۔ اسی طرح وہ مسلمان جنہوں نے آپ کا زمانہ پایا،
شرف زیارت حاصل نہ کر سکے، جیسے حضرت تاجشایہ ام احمد اور حضرت اویس قرنی اگر انہیں صحابہ میں سے شمار کیا جائے۔
صحابہ کرام پر درود بھیجنے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے نص وارد نہیں ہوئی، آپ سے آل پاک کے بارے میں نص
وارد ہوئی ہے۔ احمد دین اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی رفاقت کے بیش نظر، ان پر درود بھیجنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

ابو اونی کے لئے دعائیں

۱۔ بارگاہ رسالت میں عہدہ حاضر کرنے والے صحابہ کے بارے میں ارشاد دینی ہے۔ "وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتُكَ

سُكِّنَ لَيْلِي" اے پروردگار مجھ اور ان کے لئے وہاں کے خیر کردہ کہ تمہاری دعا ان کے سکون کا باعث ہے۔ حضرت ابو اوفیؓ کے لئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِي اَوْفٰی
 ۱۔ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَ نَارِثِہٖ اَللّٰهُمَّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
 وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَزَكَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"
 یہ بھی حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی روایت ہے۔ لیکن حضرت مصنف نے یہ الفاظ ذکر کئے ہیں و
 نَارِثِہٖ اَللّٰهُمَّ یہ روایت مجھے مستحضر نہیں ہے۔ نسخہ سنیہ میں تیوں جگہ لفظ علی موجود ہے (جہاں جہاں لفظ
 آل ہے) بعض معتبر نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

"اَللّٰهُمَّ بِخُشُوْعِ الْقَلْبِ عِنْدَ السُّجُوْدِ لَكَ يَا سَيِّدِی" ایک نسخہ میں۔۔ یا سید ہے 'داں کے بعد یاء نہیں ہے۔
 ۲۔ "اَللّٰهُمَّ بِخُشُوْعِ الْقَلْبِ" سے لے کر یہاں تک کہ یہ دعا حضرت ابو مسعود انصاریؓ کے روایت کردہ درود
 کے بعد بعض نسخوں میں موجود ہے، جبکہ بہت سے دیگر صحیح نسخوں میں نہیں ہے، اسی لئے میں نے اس پر شکوک نہیں کی۔

ایک مقبول دعا

شیخ ابو القاسم عبد الغفور بن عبد اللہ بن محمد نقری۔ مری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی "کتاب الادعیہ" میں یہ دعا منقول ہے، وہ فرماتے
 ہیں کہ میرے والد نے مجھے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری ایک حاجت تھی، جس کے لئے میں تیس ۳۰ سال تک دعا
 کرتا رہا، اتنا عرصہ تک دعا کے مقبول نہ ہونے کے باوجود میں مایوس نہیں ہوا، ایک رات میں بستر پر لیٹا تو مجھے کبھی کہنے والے
 نے کہا: یہ قسمیں لے لو جو تمہارے سر کے پاس رکھی ہوئی ہیں اور ان کے وسیلے سے اپنی حاجت کے لئے دعا مانگو، میں نے اٹھ
 کر لیٹا تو ایک ذبیہ میں یہ قسمیں لکھی ہوئی تھیں۔ خدا کی قسم! ان کے وسیلے سے جب بھی میں نے کوئی حاجت طلب کی، اسی
 وقت وہ حاجت پوری کر دی گئی۔ وہ قسمیں یہ ہیں۔

بِخُشُوْعِ الْقُلُوْبِ عِنْدَ السُّجُوْدِ لَكَ يَا سَيِّدِی بِخُشُوْعِ

آقا! تجھے سجدے کے وقت۔ بغیر کسی انکار کے، دلوں کی عاجزی کے طفیل

وَ بِكَ يَا اللّٰہُ يَا جَلِيْلٌ فَلَا تُخْشِیْ یٰذَایْنِکَ فِیْ عَلَیْطِ الْعُھُوْدِ

اور اے اللہ! اے برتر! اپنی ذات کے طفیل کوئی چیز پختہ عہدوں میں تجھے نہیں پہنچ سکتی

وَ بِكَرْبِیْكَ الْمُسْكَلِ بِالْغُورِ اِلٰی عَرْشِكَ الْعَظِيْمِ الْمَجِيْدِ

اور تیری کرسی کے طفیل جس کی نورانی شعاعیں تیرے عرش مجید تک پہنچتی ہیں

وَ بِمَا كُنَّا نَحْتَ عَرْشَكَ حَقًّا وَ بِحَقِّ السَّمَاوِ وَ ضُوْبِ الرُّغُوْدِ

اور ان امورِ واقعہ کے طفیل جو تیرے عرش کے نیچے ہیں اور آسمان اور بجلیوں کی آواز کے طفیل

ذَلِكَ إِذْ تَخَلَّصْتَ مِنْ آلِ مَا لَمْ تَزَلْ قَطُّ إِلَيْهَا عَرَفْتَ بِالْخُرُوجِ

تو بعد کی طرح پہلے بھی معبود اور توحید کے ساتھ جانا بچانا تھا

حضرت شیخ اصحاب دلائل الخیرات نے ان قسموں کو اس سے مختلف حالت میں بصورت نقل کیا ہے، شیخ ابوالقاسم کی یہ قسم قسم ہوئی۔

یہ دعا دلائل الخیرات کے بعض نسخوں میں کسی قدر مختلف واقع ہوئی ہے، جیسے کہ تم نے بعض مذکورہ کلمات میں دیکھا، متن میں فَاَجْعَلْنِي سے لے کر اللہ تعالیٰ کے اسم جلالت (اللہ) کے آٹھ مرتبہ ذکر تک کا اضافہ ہے۔

”فَعَدْتُ بِمَا قَدَرْتُكَ لَفْظًا“ قاء کے فتح اور ذال کے ساتھ۔ یعنی ان چیزوں کی تعداد میں جن کے ساتھ تیری قاء تعلق فی الواقع ہو چکا ہے۔

”عَدْتُ مَا غَضَضْتُكَ بِإِذْنِكَ“ ان ممکنات کی تعداد میں جن کو چھ متقابل اشیاء میں سے ان کے مناسب کے تیرے ارادے نے خاص کیا، وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ وجود و عدم، مقدار و صفت، زمان و مکان

یہ ”عَدْتُ مَا غَضَضْتُكَ بِإِذْنِكَ“ ان چیزوں کی تعداد میں جن کی طرف تیرے امر اور نہی کا خطاب متوجہ ہوا ہے۔

معنی ہے کسی چیز کا ارادہ کرنا اور اس کی طرف ملتفت ہونا، حقیقت میں توجہ، موصوف کی صفت ہے امر اور نہی کی طرف نسبت کی گئی ہے۔

امر اور نہی میں دو احتمال ہیں۔

(۱) امر سے مراد فعل کا طلب کرنا اور نہی سے رک جانے کا مطالبہ ہو، اس صورت میں ان کا تعلق اس مخلوق سے جو فعل کی صلاحیت رکھتی ہے، یا خطاب کو سمجھ سکتی ہے، یعنی وہ ذی عقل ہے۔ اس میں ہر مملکت داخل ہو گا اور یا ممکن میں (ما اصل میں غیر ذی العقول کے لئے اور من ذوی العقول کے لئے آتا ہے)

(۲) ان سے ممکن فَعَلُوكُنَّ والا امر غمگینی مراد ہو۔ اس وقت یہ خطاب ان ممکن چیزوں کے ساتھ خاص ہو گا جن موجود ہونے اور اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہے، ممکن کو ممکن کا حکم ہو گا تو وہ موجود ہو گا اور لَا تَكُنْ کی نہی ہو گی، تو وہ ممکن نہیں رہے گا، اس صورت میں یہ خطاب ہر ممکن کو ہو گا (خود ذوی العقول میں سے ہو یا نہ) اور امر اسے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کے مطابق موجود ہونے والا ہے اور نہی اسے ہو گی جس نے اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کے مطابق موجود ہونا ہے۔ یہ حقیقت اس دنیا پر ہے کہ ممکن کے ساتھ حقیقتاً امر ہے، اور اس میں اختلاف ہے اور جسے حکم دیا گیا ہے وہ علم و ارادہ کے مطابق حاضر ہے اسے وجود میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدُ مَا وَسِعَتْ سَمْعُكَ

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ پر اتنے درود بھیج جتنی اشیاء کا تیرے سنتے نے احاطہ کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدُ مَا اَحَاطَ بِهِ بَصْرُكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی اشیاء کا تیرے دیکھنے نے احاطہ کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدُ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے لوگوں نے آپ کو یاد کیا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغٰفِلُونَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے لوگ آپ کو یاد سے غافل ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدُ قَطْرِ الْأَمْطَارِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے بارشوں کے قطرے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ أَوْرَاقِ الْأَشْجَارِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے درختوں کے پتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ دَوَابِّ الْقِفَارِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے جنگل کے چوپائے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ دَوَابِّ الْبِحَارِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے دریاؤں کے جانور ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَيَاهِ الْبِحَارِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے سمندروں کے پانی ہیں۔

۱۔ "عَدَدَ مَا وَسِعَتْ سَمْعُكَ" وسیع سمن کے کمرہ کے ساتھ یعنی احاطہ کیا۔

۲۔ "عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهِ بَصْرُكَ" ان موجود اور ممکن اشیاء کی تعداد میں جن کا تیرے دیکھنے نے احاطہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ کی

حکمت کلمہ کے ساتھ اگرچہ اس کی صفت سمع اور بصر کا تعلق ہے، لیکن یہ عبارت انہیں شامل نہیں کیونکہ ان کی کوئی انتہائی

نہ ہے۔ لہذا ان کے لئے کوئی عدد بھی نہیں ہو گا۔

مشتملین کا مذہب

دارالحدیث یعنی جنت و دوزخ میں آئندہ پائی جانے والی اشیاء ممکنہ کو بھی یہ عبارت شامل نہیں ہے، مشتملین کے مذہب پر تو اس

لئے کہ ان کے نزدیک اشیاء کے وجود سے پہلے ان کے ساتھ سمع و بصر کا تعلق تنہائی میں ہے، اگر وہ اب دیکھی اور سنی رہی ہوں) شیخ ابو طالب مکی اور ان کی جہت ایک جماعت کے نزدیک اللہ تعالیٰ ان اشیاء کو وجود سے پہلے دیکھ اور سن رہا ہے۔ ان کے نزدیک بھی یہ عبارت انہیں شامل نہیں ہے، کیونکہ ان کی کوئی حد ہی نہیں ہے، لہذا کوئی عدد ان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ اعلم۔

خواب میں امام شافعی کی زیارت

۱۔ غَزَدَ خَادِمُكَ الذَّاكِرُونَ ایک جماعت نے عبد اللہ ابن عبد الحکم سے روایت کیا کہ وہ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا۔ مجھے دو لہا کی طرح درجہ و درجہ کے ساتھ جنت کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر دو لہا کی طرح رحمت کے پھول نچھاورے گئے، میں نے پوچھا آپ کس سبب سے اس حالت کو پہنچے؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ اعزاز اس سے ہے۔ کہ تم نے کتاب الرسالہ میں یہ درود شریف لکھا ہے۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدَ خَادِمِكَ الذَّاكِرُونَ

وَعَزَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ وَالْغَافِلُونَ

اللہ اعلیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر آپ کا ذکر کرنے والوں کے ذکر اور آپ کے ذکر سے غافل ہونے والوں کی غفلت۔ تعداد میں رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت عبد اللہ ابن عبد الحکم فرماتے ہیں، صبح کے وقت میں نے کتاب الرسالہ کو دیکھا، تو اس میں یہی درود شریف ہوا تھا۔

جنت الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ، احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، کہ ابو الحسن شافعی سے مروی ہے، کہ مجھے خواب میں سید عالم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! امام شافعی کتاب الرسالہ میں لکھتے ہیں،
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدَ خَادِمِكَ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ وَالْغَافِلُونَ
آپ کی طرف سے انہیں اس کی کیا جزا دی گئی؟ فرمایا: میری طرف سے انہیں یہ جزا دی گئی کہ انہیں حساب کے سے نہیں کیا جائے گا۔

صاحب مواہب نے بھی کتاب الرسالہ کے خطبے سے یہی درود شریف نقل کیا ہے۔ امام غزالی اور صاحب مواہب امام کی کتاب سے دو سروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں۔

ذَّاكِرُونَ الذَّاكِرُونَ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ذکر کرنے والوں نے زبان سے آپ کا ذکر کیا، مثلاً درود شریف بھیجا یا آپ کی کوئی حدیث نقل کی یا کسی

ہے۔ ۲۔ دل سے آپ کو یاد کیا۔

پہلا مطلب زیادہ قرین قیاس ہے۔

وَعَقْلٌ عَنْ ذِكْرِهِ سے یا تو بالکل بھلا دینا مراد ہے یا کسی قدر غافل ہونا مراد ہے۔ کیونکہ عَقْلٌ عَنْ ذِكْرِهِ کہا ہے (یعنی آپ کے ذکر سے غفلت کی) غفل غفل نہیں کہا جس کا معنی یہ ہوتا کہ آپ سے غفلت کی)

ذکر قلبی غفلت دور کرتا ہے

ذکر سے ذکر قلبی مراد لینے کی تاکید اس بات سے ہوتی ہے کہ ذکر کے مقابل غفلت کو لائے ہیں اور غفلت کا محل دل ہی ہے۔ لہذا ذکر کا محل بھی دل ہی ہو گا کیونکہ دونوں ضدوں کا محل ایک ہونا ضروری ہے۔ ذکر لسانی کی ضد سکوت (خاموشی) ہے اور اس کا محل زبان ہے۔ البتہ غفلت سے مجازاً ترک ذکر بھی مراد ہو سکتا ہے۔ (اب ذکر اور غفلت کا محل زبان ہو گی؟) واللہ تعالیٰ اعلم

”عَذُّ مَا ذَكَرَهُ“ میں ما مصدر یہ ہے جیسے کہ عَذُّ مَا عَقَلَ میں بھی مصدر یہ ہے۔

”عَذُّ مَا عَقَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَائِلِيُّ“ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔

- ۱۔ جن مقالات میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا ذکر کرنا چاہئے تھا ان میں غفلتوں کی تعداد میں۔
- ۲۔ غفلت شعار لوگوں پر سید عالم ﷺ کے ذکر سے غفلت کی حالت میں جتنے زمانے گزرے ان میں جس قدر آپ کے ذکر کی گنجائش تھی اس ذکر کی تعداد میں۔

یہ ”عَذُّ قَطْرِ الْأَمْطَارِ“ قطر یا تو مصدر ہے ہو فاعل کی طرف متصاف ہے (یعنی بارشوں کے قطرات برسانے کی تعداد میں) یا اسم جنس ہے جو جمع کے لئے استعمال کیا گیا۔ واحد قطرة ہے اور اسم جنس ۲ کے بغیر ہے (یعنی بارشوں کے قطرات کی تعداد میں الامطار، منظر کی جمع ہے بادل کے پانی کو کہتے ہیں۔

”عَذُّ أَوْزَاقٍ“ وِزْق کی جمع ہے جیسے حَجَرٌ کی جمع أَحْجَارٌ اور حَجَلٌ کی جمع أَحْجَالٌ ہے یہ اسم جنس جمعی ہے اور اس کا مفرد وَزْقَةٌ ہے۔

”الْأَشْجَارُ شَجَوَةٌ“ کی جمع ہے زمین کی پیداوار میں سے جس کا تاء ہو ”عَذُّ ذَوَابِّ الْفَقَارِ“ ذَوَابِّ کی جمع ہے۔ لغت میں زمین پر چلنے والے کو کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے ”وَمَا مِنْ ذَابَّةٍ“ (ہر زمین پر چلنے والا) نیز فرمایا: وَاللَّهُ خَلَقَ مِثْلَ ذَابَّةِ اللَّهِ تَعَالَى نے ہر چلنے والے کو پیدا فرمایا: اس جگہ یہی مراد ہے اس کا ذکر اور مونث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ ”عَذُّ ذَوَابِّ الْبَحَارِ“ بَحَارٌ بحر کی جمع ہے وسیع جگہ پر پھیلے ہوئے کثیر پانی کو کہتے ہیں۔

”عَذُّ مِثَالِ الْبَحَارِ“ مِثَالٌ مِثَالٌ کی جمع ہے یہ اسم جنس ہے جو قلیل و کثیر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے قیاس کا تقاضا یہ

ہے کہ اس کی جمع نہ لائی جاتی۔ لیکن اس کے مختلف اوصاف کی حمایت کرتے ہوئے جمع کا صیغہ لایا گیا، کیونکہ اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ مظلّمین اور تمکین وغیرہ اسی طرح پانی مختلف جگہوں میں پلایا جاتا ہے، اس قسم کے دیگر اختلافات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس جگہ انہی اختلافات کے اعتبار سے تعداد مراد ہے، یعنی دریاؤں کے مختلف اوصاف والے پانیوں کی تعداد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هَذَا غُذِبَ فِرَاتٍ وَهَذَا مَلُحٌ اَبْجَاحٍ

یہ بہت ہی مٹھا پانی ہے اور یہ کڑوا نمکین پانی

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دریاؤں کے اجزاء کے پیش نظر جمع کا صیغہ لایا گیا ہو، یعنی دریاؤں کے تمام اجزاء کی تعداد میں رخصت نازل فرما، جزء سے مراد پانی کی وہ کم سے کم مقدار ہے جسے پانی کہا جاتا ہے، یعنی وہ چھوٹی سے چھوٹی جز جس سے پانی کا مرکب ہوتا ہے، یا ایسے ہی دیگر اجزاء مراد ہوں، جن سے موقع کی مناسبت سے کثرت مراد لی جاسکے۔ چونکہ یہ مقام ایسا ہے جس کے لئے کثرت موزوں ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ”عَلَدَ بِنَاءُ الْبَحَارِ“ سے زمین و آسمان عرش و کرسی اور دنیا و آخرت کے تمام پانی مراد لئے جائیں، کیونکہ احادیث سے ان تمام مقامات پر دریاؤں کا پتا ملتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ النَّيْلُ وَ اَضَاءَ

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی جیروں پر رات کی تاریکی چھائی ہے

عَلَيْهِ النَّهَارُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِالْعُدُوِّ وَ الْاَصْلٰ

اور دن کی روشنی ان پر واقع ہوئی ہے اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر صبح و شام درود بھیج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّمَالِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنے ریت کے ذرے ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ النِّسَاءِ وَ الرِّجَالِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی تعداد میں عورتیں اور مرد ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رِضَاءَ نَفْسِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی ذات کی رضا کے مطابق درود بھیج

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَدَادَ كَلِمَاتِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے کلمات کی مقدار کے مطابق درود بھیج

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَى سَمَوَاتِكَ وَأَرْضِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے آسمانوں اور زمین کی برائی کے برابر درود بھیج

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ زِنَةَ عَرْشِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے عرش کے وزن کے برابر درود بھیج

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عِدَّةَ مَخْلُوقَاتِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنے درود بھیج جتنی تیری مخلوق کی تعداد ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ أَفْضَلِ صَلَوَاتِكَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر افضل ترین درود بھیج اے اللہ! نبی رحمت ﷺ

نَبِيِّ الرَّحْمَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى شَفِيعِ الْأُمَّةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى كَاشِفِ

بر درود بھیج اے اللہ! درود بھیج امت کی شفاعت کرنے والی ہستی پر اے اللہ! درود بھیج غم کے دور کرنے والے پر

الْغَمِّ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُجَلِّي الظُّلْمَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُوَلَّى التَّعَمَّةِ ۝

اے اللہ! درود بھیج ظلم کی ناکر کی دور کرنے والے پر اے اللہ! درود بھیج صاحب نعمت پر

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُوَلَّى الرَّحْمَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْحَوْضِ الْمَوْزُودِ ۝

اے اللہ! درود بھیج رحمت کے دینے والے پر اے اللہ! درود بھیج صاحب حوض کوثر پر جس پر تمام امت اترے گی

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُودِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

اے اللہ! درود بھیج صاحب مقام محمود پر اے اللہ! درود بھیج ہمارے بڑے بھندے والے پر

الْبَوَائِ الْمَعْقُودِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْمَكَانِ الْمَشْهُودِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ

اے اللہ! درود بھیج اس مکان والے پر جہاں (مید عالم شب معراج) حاضر کئے گئے اے اللہ! اس ذات

عَلَى الْمُؤَصِّفِ بِالْكَرَمِ وَالْجُودِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ هُوَ فِي السَّمَاءِ

قدس پر رحمت نازل فرما جو خود و کرم سے متصف ہے اے اللہ! اس ذات کہ ہم پر رحمت نازل فرما جو آسمانوں میں سیدنا

سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ وَفِي الْأَرْضِ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

محمود ہیں اور زمین میں سیدنا محمد ہیں اے اللہ! رحمت نازل فرما مہربانیت کے نشان والے پر

الشَّامَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْعَلَامَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُوصُوفِ

اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ نقیبی پر اے اللہ! رحمت نازل فرما اس ذاتِ والا پر جو بزرگی سے موصوف ہے

بِالْكَرَامَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمَخْصُوصِ بِالزَّعَامَةِ ۝

اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جو سرداری سے خاص کئے گئے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ كَانَ تُظِلُّهُ الْعَمَامَةُ ۝

اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جن پر بادل سایہ کرتا تھا

۱۔ "عَدَدٌ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ" اظلم فعل لازم ہے (تاریک ہوئی) لیل سورج کے غروب ہونے سے فجر کے طلوع ہونے تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا سورج کے طلوع ہونے تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ "اُظْلَمَ اللَّيْلُ" رات کی تاریکی ہو چکی۔ مطلب یہ ہے کہ ان اشیاء کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جنہیں رات کی تاریکیوں نے ڈھانپ لیا یا رات نے اپنی تاریکیوں کے احاطے میں لے لیا۔

"وَإِضَاءَةٌ عَلَيْهِ النَّهَارُ" اضاء کا معنی ہے روشن ہوا۔ یہ لازمی اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اضاء باب فاعل سے اور اضاء مفعول کے بغیر ثلاثی مجزئ سے استعمال ہوتا ہے۔ نهار عربی میں فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے غروب ہونے کے وقت کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ نهار کی ابتدا سورج کے طلوع ہونے سے اور یوم کی ابتدا صبح صادق کے طلوع ہونے سے ہوتی ہے۔

"إِضَاءَةٌ عَلَيْهِ النَّهَارُ" وہ چیز جس کا دن نے اپنی روشنی سے احاطہ کیا۔ روشن ہونے کی نسبت دن کی طرف مجازاً ہے۔ یہ روشن ہونے کا زمانہ ہے حقیقت میں سورج روشن ہوتا ہے۔

اعطاب یہ ہے کہ و اضاء میں داؤ او کے معنی میں ہے۔ (مطلب یہ ہو گا کہ وہ چیز جس دن کا رات کی تاریکی یا دن کی روشنی سے احاطہ کیا) تاکہ وہ تمام اشیاء مراد لے لی جائیں۔ جن پر رات اور دن دونوں مشتمل ہیں یا صرف ایک مشتمل ہے۔ اجسام جو دن یا رات میں پیدا ہوئے اور اسی میں ختم ہو گئے۔ اسی طرح اعراف۔ خصوصاً اشعار کے قول پر کہ عرض و قعر نہیں رہتا یہی مقام کے مناسب ہے۔ جن پر دن اور رات کا گزر ہوتا ہے وہ تمام اشیاء ہیں جو عالم ملک (دنیا) میں ہیں۔

یہ الفاظ

(۱) عَدَدٌ قَطْرٍ الْأَمْطَارِ (۲) عَدَدٌ وَزْقِ الْأَنْسَابِ

(۳) عَدَدٌ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَ إِضَاءَةٌ عَلَيْهِ النَّهَارُ

امام طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کے اور اس سلسلے میں ایک واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے "بِالْعَمَامَةِ وَالْأَصْلَاحِ" عَدَدٌ صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے کے وقت کو کہتے ہیں۔ اور باہر

کے لئے ہے، یعنی صبح کے اوقات میں۔

”اتصال“ جمع ہے ’اصل کی‘ ’اصیل‘ سورج کے زوال یا عصر کے وقت سے غروب آفتاب تک کے وقت کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ رحمتیں ہمیشہ اور پے در پے تمام اوقات میں نازل ہوتی رہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہا گیا ہے۔ ”وَسَبَّحُوا بُكْرَةً وَأَصِيلًا“ صبح اور دوسرے بعد اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرو۔ دن کی دونوں طرفیں میں اشارہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرو۔ بعض نے کہا کہ خاص طور پر دن کی ابتدا اور انتہاء میں پاکیزگی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ان دو وقتوں کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ فرشتوں کی حاضری کی وجہ سے انہیں دیگر اوقات پر فضیلت حاصل ہے۔

”عَذُّوا النَّجَالَ“ راء کے کسر کے ساتھ ’زُفْلَہ (راء مفتوح ہے) کی جمع ہے ’زُفْلٌ‘ اسم جنس جمع ہے۔

”عَذُّوا النَّجَالَ“ بطورِ نفا کی مختلف لفظ کے ساتھ جمع ہے ”وَالْوَجَالَ“ ’زُجْلٌ‘ کی جمع ہے ’زُجْلٌ‘ مذکر بالغ کو کہتے ہیں ’یا پیدا ہونے ہی لڑکے کو ر جل کہہ دیا جاتا ہے۔ سجع کی رعایت کے لئے شفاء کا پہلے ذکر کیا گیا ہے۔

”عَذُّوا مَنَعَلُوا قَاتِلًا“ اِذَا ذَكَرْتُمْ اللّٰہَ سے یہاں تک مذکور و کلمات پر اس سے پہلے ’مَنَعَلُوا‘ کی چابکی ہے۔ اَفْضَلُ صَلَوَاتِكَ یعنی زیادہ خیر و برکت والی رحمتیں نازل فرما۔

ایک نسخے میں اس کے بعد یہ درود شریف ہے۔

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَوَلَدَانَا مُحَمَّدٍ اَللّٰہی صَلِّوْا عَلٰی

دوسرے کسی نسخے میں یہ الفاظ نہیں ملے۔

”مَنْعَلِ الْاُمَّةِ“ امت سے تمام مخلوق مراد ہے، کیونکہ حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ سب کے لئے ہوگی، یا صرف آپ کے امتی مراد ہیں، انہیں آپ کی پیروی کی وجہ سے خاص شفاعت نصیب ہوگی۔

غموں کو دور فرمانے والے نبی

”مَنْعَلِ الْاُمَّةِ“ یعنی غم کو دور اور زائل کرنے والی ہستی پر۔ خلفہ، نمین کے ضمہ کے ساتھ ’قریب قریب پریشانی‘ غمی، تکلیف اور سختی کو کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا غموں کو دور کرنا اور دنیا و آخرت میں تکلیفوں سے رہائی عطا فرمانا واضح اور معلوم ہے۔ آپ کی شفاعت، آپ کی ذات کا وسیلہ بچنے، آپ کی پناہ میں ہونے، آپ کے حرم میں قیام پذیر ہونے، آپ کی اہمیت کی حفاظت میں آنے، آپ کی سنت کی پیروی، آپ کے رشتہ داروں اور اہل بیت کی محبت سے، اور اس سلسلے میں قیامت کے میدانوں میں آپ کی شفاعت کافی ہوگی۔

”مَنْعَلِ الْاُمَّةِ“ اندھیرے کو ختم اور زائل کر دینے والی ذات پر۔ خلفہ، ظاہ کے ضمہ کے ساتھ۔ لغت میں روشنی نہ ہونے کو کہتے ہیں۔ اس جگہ کفر، حیرت، اشتباہ اور غم اور ایسی ہی دوسری چیزیں مراد ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضور انور ﷺ ان سب کو ختم فرمانے والے ہیں۔

"فُؤِذِي الْقَوْصِيَّةِ" فُؤِذِي مِمَّ کے ضمہ کے ساتھ باب افعال سے اسم فاعل ہے۔ ابن طریف اور ابن القوطیہ نے کہا "فُؤِذِي الْحُسْنَاءِ" کا معنی ہے 'میں نے تجھ پر احسان کیا۔ بعضہ نون کے کسرہ کے ساتھ 'مَحْسَنٌ کا وہ احسان جس کے لائق یہ ہے کہ اس سے سرور اور سکون حاصل کیا جائے۔ اس میں عطا کا معنی معتبر ہے۔ صحاح (وقت کی کتاب) میں ہے 'نِعْتٌ کا معنی احسان اور معیہ ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی عطا کردہ دینی و دنیاوی نعمتیں

حضور اکرم ﷺ کی عطا کی ہوئی دینی اور دنیاوی نعمتیں محتاج بیان نہیں، آپ کا سب سے بڑا احسان، نعمت ایمان، طبقات جنم سے پہچانا ہے، یہ نعمت آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کی دعا سے حاصل ہوئی، جس نے بھی کامیابی اور ہدایت ملی آپ ہی کے واسطے اور آپ ہی کی رحمت کے طفیل پائی، مختصر یہ کہ مخلوق کو ہر نعمت آپ ہی کے واسطے سے ملی۔ لہذا آپ ہی کی نعمت کے عطا فرمانے اور تقسیم فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ آپ پر کثرت سے رحمت و سلامتی نازل فرمائے۔

"فُؤِذِي الْقَوْصِيَّةِ" فُؤِذِي تاء کے کسرہ کے ساتھ آتی سے اسم فاعل ہے، جس کا معنی ہے دینے والا، بعض نسخوں میں تاء کے فتح کے ساتھ ہے، وہ ذات جسے رحمت دی گئی۔ بلاشبہ عالم وجود میں آنے والی ہر نعمت حضور ﷺ کو عطا کی گئی ہے۔ آپ سرایا رحمت ہیں، آپ کا وجود رحمت ہے اور جسے بھی رحمت ملی، آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کے واسطے سے ملی۔ لہذا اللہ نکتہ میں فُؤِذِي الْقَوْصِيَّةِ ہے۔

۱۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

لَا وَ رَبِّ الْعَرْشِ، جس کو جو ملا، ان سے ملا

یعنی ہے کو زمین میں رحمت رسول اللہ کی

"صَاحِبِ الْخَوْصِيَّةِ الْمُنْزَوْدَةِ" فُؤِذِي وَرُود سے اسم مفعول ہے۔ دُؤُذِ وَاو کے کسرہ کے ساتھ، پانی کی طرف جانا اور اس کے کنارے چکنا چک ہے اور عاقبت اس کو پانی کا پیلا لازم ہے، اس لئے پانی پینے کو فُؤُذِ کہہ دیتے ہیں۔ فُؤُذِ اگرچہ اسم مفعول ہے تاہم مبالغہ پر دلالت کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کے حوض پر لوگ کثرت سے حاضر ہوں گے۔ اگر یہ مطلب نہ ہو تو حوض صفت لانے کا کوئی باعث نہیں رہے گا۔ احادیث میں حضور ﷺ کے حوض پر کثرت سے وارد ہونے والوں کا ذکر ہے۔

۲۔ صاحب اللہوای المنعقدہ "ظاہر یہ ہے کہ وہ لواء الحمد مراد ہے جو حضور ﷺ کو قیامت کے دن دیا جائے گا" یہ بھی سکتا ہے کہ وہ جھنڈا مراد ہو جو آپ جنگوں کے لئے باندھا کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے عَقْدَةُ الْخَيْلِ میں نے رسی کو باندھا، چونکہ جھنڈا نیزے یا ایسی ہی کسی چیز پر باندھا کر اس کی حالت پر چڑھ دیا جاتا تھا، تاکہ ہوا میں اسے حرکت دیتی رہیں، اس لئے اسے معقود کہا جاتا ہے۔

امام زین العابدین سے مروی درود

”صاحب المکان المشہود“ کہا جاتا ہے شہادت النبیؐ میں ملاں چیز کو حاضر ہوا۔ حضرت زین العابدینؑ ابن علی ابن حسینؑ (علیہ السلام) سے مروی درود شریف میں یہ الفاظ ہیں۔

بِصَاحِبِ الْمَشْهُودِ الْمَشْهُودِ

مکان مشہود کا اشارہ کس مکان کی طرف ہے؟ اس میں چند احتمالات ہیں۔

مکان مشہود میں چند احتمالات

- ۱۔ عرش کے نیچے وہ مکان جہاں آپ شب معراج حاضر ہوئے اور وہاں قلم کے چلنے کی آواز سنی، یہ وہ مقام ہے جہاں آپ کے سوا کوئی نہیں پہنچا۔
- ۲۔ مقام محمود، جہاں اولین و آخرین آپ کی حمد و ثناء کریں گے اور اس مقام کو دیکھیں گے۔ ایسا ہی مطلب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ہے۔

وَذَلِكَ يَوْمَ مَشْهُودٍ

اس دن اولین و آخرین حاضر ہوں گے، جنہیں حساب کے لئے جمع کیا جائے گا۔

- ۳۔ عرش پر آپ کے بیٹھنے کی جگہ۔
- ۴۔ کرسی پر آپ کے تشریف فرما ہونے کی جگہ۔
- ۵۔ عرش کی دائیں جانب آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ۔
- ۶۔ وہ مقام جہاں آپ کو ستر ہزار فرشتوں کے جلوس میں بلاق پر سوار کیا جائے گا، آپ کو جنت کا اعلیٰ ترین طبقہ پہنچایا جائے گا، آپ کے اسم گرامی کا اعلان کیا جائے گا، ”لواعلمہد آپ کے ہاتھ میں ہو گا“ آپ تمام انبیاء کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔
- ۷۔ وہ مقام جہاں آپ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرائیل کے درمیان ہوں گے، اور تمام اہل محشر آپ کے اس مقام پر رشک کریں گے۔
- ۸۔ جنت کا وہ مقام جہاں آپ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہوں گے، جس کسی کو جو نعمت ملے گی آپ ہی کے واسطے سے ملے گی۔

ان تمام صورتوں میں آپ کا مقام اہل محشر پر ظاہر ہو گا اور وہ اسے دیکھیں گے، آخری صورت میں صرف اہل جنت ہی آپ کے مقام شریف کی زیارت کریں گے۔

اگر مکان مشہود سے مراد المحشر ہو تو صاحب المحشر کی طرح صاحب المکان المشہود آپ کا نام بھی ہو سکتا ہے۔ ارشاد ربانی

ذَلِكَ يَوْمَ مَشْهُودٍ

اور اگر آپ کے اسم گرامی صاحب المسحشر میں محشر کو اسم مصدر قرار دیا جائے، تو یہ آپ کے اسم گرامی محاشرہ معنی ہو گا۔ (وہ ذات جو محشر میں سب سے آگے اور باقی سب پیچھے ہوں گے) یہ تمام صورتیں آخرت میں ہوں گی۔
۴۔ دنیا کی وہ جگہ مراد ہے جہاں ظاہری حیات میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ مشہود کا مطلب یہ ہوا کہ فرشتے وہاں حاضر کرتے تھے کیونکہ آپ جہاں بھی تشریف فرما ہوتے، وہاں فرشتے بکثرت حاضر ہوا کرتے تھے۔

فرشتے اپنے پر جھکا کر درود پیش کرتے ہیں

۱۰۔ روضہ مبارکہ جہاں فرشتے حاضری دیتے ہیں، جیسے ابن مبارک فائقؒ میں 'ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم علیہ السلام میں حضرت کعب احبار سے راوی ہیں کہ وہ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دوران گفتگو نبی اکرمؐ کا ذکر خیر ہوا، تو حضرت کعب نے فرمایا: ہر طلوع ہونے والی فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے نازل ہو کر روضہ مبارکہ کا احاطہ لیتے ہیں، اپنے پروں کو جھکا کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جدید صلوٰۃ و سلام پیش کرتے ہیں، شام کے وقت یہ فرشتے واپس ہو جاتے ہیں اور اسٹے ہی دوسرے فرشتے نازل ہو کر نذرانہ صلوٰۃ پیش کرتے ہیں! یہاں تک کہ جب آپ روضہ شریفہ سے باہر تشریف لائیں گے تو ستر ہزار فرشتے تعظیم بجالانے کے لئے حاضر ہوں گے۔

۱۱۔ آپ کا روضہ مبارکہ مراد ہو، کیونکہ وہ معروف و معین ہے، اور وہاں حاضری دی جاتی ہے، دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات میں یہ بات نہیں ہے، کیونکہ معین طور پر ان کا ظلم ہی نہیں ہے۔

۱۲۔ ممکن ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے قول کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے ظلم کی تائب فرمایا، آپ پر کتاب نازل کی، آپ کو حقوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپ کو دنیا میں ایک جگہ ٹھہرایا، تاکہ دنیا و آخرت آپ کی زیارت کریں، پھر دنیا سے آپ کو قوت فراہم کی اور فرمایا:

وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین راہنمائی ہے۔

۱۳۔ آپ کے تشریف فرما ہونے کا ہر مقام مراد ہے، خواہ دنیا میں جو یا آخرت میں، اس صورت میں مکان مشہود تمام مقامات شامل ہو گا۔

اس جگہ یہ تمام احتمالات مراد ہو سکتے ہیں، ان میں سے بعض احتمالات قریب اور بعض بعید ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ امام احمد رضا ہمدانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ستر ہزار صبح ہیں، ستر ہزار شام یوں ہندگی زلف و رخ آنہوں پہر کی ہے

الْمَوْصُوفِ یہ وصفہ سے مشتق ہے، جس کا معنی تعریف کرنا ہے، کیونکہ وصف تعریف کرنے والے کے قول کو کہتے ہیں اور صفت وہ عرض ہے جو ذات موصوفہ سے قائم ہے۔ حضرت مصنف کے کلام میں موصوف سے مراد متصف ہے، کیونکہ کسی کی توصیف اسی صفت سے کی جاتی ہے، جس کے ساتھ وہ موصوف ہو، اس لئے کہ خبر کی وضع ہی صفت کے لئے ہے۔ (اور خبر معلوم ہو جانے کے بعد صفت ہوتی ہے)۔

”بَشَرٌ“ یہ کینچی کی ضد ہے، اس کا معنی ہے اہم اور مفید جگہ خوش دلی سے خرچ کرنا۔
 ”وَالْجُودُ“ اس کا معنی سخاوت، آسانی سے خرچ کرنا اور غیر محمود کام سے اجتناب کرنا ہے، نبی اکرم ﷺ کے جود و کرم اور وسعت عطا کا کچھ حصہ بھی بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔ یہ حقیقت آپ کی سیرت طیبہ اور احوال و آثار کا مطالعہ کرنے والے پر غلطی نہیں، آپ کی جود و سخا کی مثال پوری دنیا میں پیش نہیں کی جاسکتی، بڑے بڑے بادشاہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں، ملائکہ خود فقر کی زندگی بسر فرمائی۔ مہینہ مہینہ دو دو مہینے اس حال میں گزر جاتے کہ آپ کے کاغذات مبارک کے چوٹے میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی، خالی پیٹ پر پتھر پاندھے، کبھی پے در پے تین دن گندم یا جو کی روٹی تناول نہیں فرمائی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے، اپنی وفات پر دوسروں کو اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے، یہ سب کچھ اختیاری تھا، ناداری یا نفل کی بنا پر نہ تھا۔

حضور اکرم ﷺ سب سے زیادہ سخی

صحابہ کرام کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ سب انسانوں سے زیادہ ہاتھ کے سخی، تیز ہوا سے زیادہ خیر و برکت عطا فرمانے والے ہیں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے کوئی چیز طلب کی ہو اور آپ نے دینے سے انکار کیا ہو، جس نے جو کچھ مانگا عطا فرمایا، فرطیکہ وہ ناحق سوال نہ ہو۔

نبی اکرم ﷺ کی سخاوت، جود و عطا کی تمام قسموں کو شامل ہے۔ علم دیا، مال دیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، دین کی سرمدی، بندوں کی راہنمائی اور انہیں ہر طرح کا نفع پہنچانے کے لئے اپنی ذات کو وقف کر دیا، بھوکوں کو کھانا کھلایا، جاہلوں کو سمیت فرمائی، حاکموندوں کی حاجت پوری کی اور ان کے بوجھ اٹھائے، بلاشبہ جیسے آپ تمام مخلوق سے تمام اوصاف حمیدہ میں افضل و اعظم اور اکمل ہیں، اسی طرح علی الاطلاق تمام مخلوق سے زیادہ صاحب جود و عطا بھی ہیں۔

آپ ﷺ کے آسمانی نام

”مَنْ هُوَ فِي الشَّيْءِ مَخْضُودٌ“ حضرت عزیٰ اور رصلٰ نے نبی اکرم ﷺ کے اسلام مبارک کی شریعت میں فرمایا: کہ انہوں میں آپ کا نام محمود ہے۔ حضرت علی نے فرمایا: کہ آسمانوں میں آپ کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد ہے۔ ابن طغرلک کے مسند شریف ”میں بھی اسی طرح ہے“ جیسے کہ صاحب موابہب نے نقل فرمایا۔ بیع کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کا اسم شریف ”محمد“

پہلے لایا جاتا لیکن تکلف کے ساتھ بیچ کا استعمال کرنا خصوصاً دعا میں مکروہ اور بدعت ہے، جیسے کہ ائمہ نے تصریح کی ہے۔ تکلف اور سوق بچار کے بغیر فیرا دوی طور پر دل میں آجائے اور زبان پر جاری ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ "مخاضا جب الشامہ" شامہ کا معنی علامت ہے، اس جگہ مرثیہ مراد ہے، سرکارِ دو عالم ﷺ کی یہ صفت سیفِ یزید کے قول میں واقع ہوئی تھی، جب اس نے حضرت عبدالملک کو کہا تھا کہ جب مکہ مکرمہ میں ایک بار کت بچہ پیدا ہوا جس کے کندھوں کے درمیان علامت ہوگی تو وہ امام ہو گا اور اس کی بدولت تمہیں قیامت تک سرداری حاصل ہوگی، عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آیا ہے کہ سبز علامت ہے جو گوشت میں ابھری ہوئی ہے، اور یہ بھی آکا ہے کہ وہ سیاہ بالکل یہ زردی ہے، جس کے گرد گھٹے ہوتے تھے جیسے گھوڑے کی پیشانی پر ہوتے ہیں، بعض روایات میں ہے کہ اس میں کئی قل جمع ہیں جیسے سیاہ رنگ کے تھے ہوں۔

"الْمَخْضُ صُورٌ بِالْمَخْضِ" مخڑا مخڑا راء کے ضم کے ساتھ کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے مخڑم خلی وہ میرے نزدیک ہے، "وَلَوْ أَنَّ خَلْقِي كَخِرَافَةٍ" وہ میرے نزدیک محترم ہے۔ اس جگہ نبی اکرم ﷺ کا بارگاہِ الہی میں معزز ہونا مراد ہے، بارگاہِ خداوندی آپ کے محترم ہونے کی وجہ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

"الْمَخْضُ صُورٌ بِالْمَخْضِ" مخصوص، خضہ بالشیء سے مشتق ہے۔ فلاں کو فلاں شے سے ممتاز کیا، زعماء کا سرداری اور ریاست ہے۔ بلاشبہ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں میں سرداری اور تمام مخلوق کے رئیس ہونے میں منفرد اور ہیں۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاص سرداری اور خصوصی طور پر آگے ہونا مراد ہو، یعنی قیامت کے دن شفاعت کے لئے تمام آدمیوں سے آگے ہو گا۔ بعض حضرات نے "زَعِيمُ الْقَوْمِ" کی تفسیر قوم کے نمائندے اور ترجمان سے کی ہے، وہ اسی کے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زعماء معنی کلمات اور ذمہ داری ہو، اس وقت یہ آپ کے اسم مبارک کفیل اور وکیل کا نام ہو گا۔ یہ دونوں نام اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔

"فَمَنْ كَانَ نَظْلُهُ لِقَوْمِهِ" نَظْلٌ کا معنی ہے کہ بادل آپ پر سایہ ظن ہوتا تھا اور آپ کو سورج کی گرمی سے محفوظ تھا۔

"الْمَخْضُ صُورٌ بِالْمَخْضِ" ہر بادل یا سفید بادل یا ریش بادل کو کہتے ہیں۔ سید عالم ﷺ پر بادل کے سایہ ظن ہونے کے بارے میں حدیثیں وارد ہیں۔ بہت سے علماء نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ پر اعلانِ نبوت سے پہلے بطورِ اربابِ صلہ اور اعلانِ نبوت سے قبلہ کے طور پر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا، کیونکہ نبوت کے اعلان کے بعد یہ مروی اور محفوظ نہیں ہے، یہ ثابت ہے کہ مختلف مقامات میں آپ پر سایہ کرتے اور دھوپ سے محفوظ رکھتے تھے، سقروں میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی، جب آپ درختوں کے نیچے پہنچ جاتے تو بادل ٹپکھو ہو جاتے۔

حاشیہ: اے سلطانِ نبوت سے پہلے خرقِ علوت ظاہر ہو تو اسے اربابوں اور اگر بعد میں ہو تو اسے عجز و کینے ہیں۔ ۱۲ شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ كَانَ يَرَى مَنْ خَلَفَهُ كَمَا يَرَى مَنْ أَمَامَهُ ۝

اے اللہ! اپنے پیروں پر درود بھیج جو پیچھے والوں کو ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آگے والوں کو دیکھتے تھے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الشَّفِيعِ الْمُسْتَفْعِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝

اے اللہ! رحمت نازل فرما شفاعت کرنے والے پر جن کی شفاعت قیامت کے دن مقبول ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الضَّرَاعَةِ ۝

اے اللہ! اس ذاتِ مقدس پر رحمت نازل فرما جو تیری بارگاہ میں عجز و زاری کرنے والے ہیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْوَسِيلَةِ ۝

اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ شفاعت پر اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ وسیلہ پر

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْفَضِيلَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الدَّرَجَةِ

اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ فضیلت پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

الرَّفِيعَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْهَرَاوَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

صاحب بلند مرتبہ پر اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ عصا پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

التَّغْلِينَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْحُجَّةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

صاحبِ تغلیین پر اے اللہ! رحمت نازل فرما قطعی دلیل والے پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

الْبُرْهَانِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ السُّلْطَانِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

روشن دلیل والے پر اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ ملکہ پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

التَّاجِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْمِعْزَاجِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ

صاحبِ تاج پر اے اللہ! رحمت نازل فرما صاحبِ معراج پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

الْقَضِيبِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَاكِبِ النَّجِيبِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رَاكِبِ

صاحبِ کھوار پر اے اللہ! رحمت نازل فرما اصل اونٹنی کے سوار پر اے اللہ! رحمت نازل فرما

الْبُرَاقِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُخْتَرِقِ السَّبْعِ الطَّبَاقِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

براق کے سوار پر اے اللہ! رحمت نازل فرما ساتویں آسمانوں کو چتر کر گزر جانے والے پر۔ اے اللہ! تمام حقوق کی
الشفیع فی جمیع الانام ○ اللہم صل علی من سبّح فی کفہ الطعام ○

شفاعت کرنے والے پر رحمت نازل فرما اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جن کی پتیلی میں طعام نے صبح کی

اللہم صل علی من بکی الیہ الجذع وحن لفراقہ ○

اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جن کی محبت میں ستون مثاند رویا اور جن کے فراق میں اس نے گریہ و زاری کی

اللہم صل علی من توسل بہ طیر الفلاحة ○ اللہم صل علی من

اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جن کو جنگل کے پرندوں نے وسیلہ بنا لیا اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما

سبّحت فی کفہ الحصة ○ اللہم صل علی من تشفع الیہ

جن کی پتیلی میں شکاریوں نے صبح پڑھی اے اللہ! ان پر رحمت نازل فرما جن سے ہم نے

الطلبی بإفصح الکلام ○ اللہم صل علی من کلمہ الضب فی مجلسہ

فصح گفتگو میں شفا طلب کی اے اللہ! رحمت نازل فرما ان پر جن سے گوہ نے گفتگو کی جہاں آپ اپنے جلیل القدر صحابہ

مع أصحابہ الأعلام ○ اللہم صل علی البشیر النذیر ○ اللہم صل علی

کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اے اللہ! رحمت نازل فرما خوشخبری اور ڈر سنانے والے پر۔ اے اللہ! رحمت نازل فرما

السراج المنیر ○ اللہم صل علی من شکی الیہ البعیر ○

روشن چراغ پر اے اللہ! رحمت نازل فرما ان پر جن کے پاس اونٹ نے شکایت پیش کی

اللہم صل علی من تفجّر من بین أصابع الماء التمیم ○

اے اللہ! رحمت نازل فرما ان پر جن کی انگلیوں سے صاف پانی جاری ہوا

اللہم صل علی الظاہر المظہر ○ اللہم صل علی نور الأنوار ○

اے اللہ! رحمت نازل فرما ان پر جو پاک ہیں اور پاک رکھے گئے ہیں۔ اے اللہ! رحمت نازل فرما نوروں کے نور پر

لے "من کان یزی من خلفہ" اس ذات پر جو پیچھے کے لوگوں کو اس طرح دیکھتے تھے۔ کھانا پزی من امانہ جیسے آگ

کو ملاحظہ فرماتے۔

حدیث میں من موصول ہو تو خلفہ اور امانہ پر فتح پڑھا جاسکتا ہے اور من جارہ ہو تو کسرہ پڑھا جائے گا۔ لیکن اس جگہ

میں فتح کی رعایت کے لئے فتح ہی متعین ہے (کیونکہ اس سے پہلے بھی من آچکا ہے) متعدد نسخوں میں بھی اسی طرح ہے۔

حضور اکرم ﷺ پیچھے والوں کو دیکھتے

نبی اکرم ﷺ کا پیچھے والوں کو دیکھنا حدیث میں ثابت ہے، جسے امام بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے 'میدی نے اپنی سند میں' ابن منذر نے اپنی تفسیر میں' ترمذی نے مرسلہ حضرت مجاہد سے روایت کیا۔ پھر اس دیکھنے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ دیکھنا آنکھوں سے تھا اور کیا صحیح ہے، اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ عقلی طور پر دیکھنا نہ تو آنکھ سے نکلنے والی شعاع پر موقوف ہے، نہ ہی اس چیز کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ جیسے کہ اکثر روایت آنکھ پر بھی موقوف نہیں، اس لئے حضور ﷺ کا پیچھے والوں کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا ہجرت کے طور پر تھا، حالانکہ وہ لوگ سامنے نہ تھے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ دل کا دیکھنا تھا۔ بعض نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ دیکھنے سے علم مراد ہے، خواہ بذریعہ وحی ہو یا بذریعہ الہام، یہ قول ضعیف اور خلاف ظاہر ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ آپ کی پشت مبارک پر سوئی کے سوراخ ایسی دو آنکھیں تھیں (جن سے آپ ملاحظہ فرماتے تھے) یہ قول بالکل ہی ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

"الشَّيْبَعُ" صحیح شافع ہے، مگر اس میں مبالغہ بھی ہے۔ "الْمُشْفِقُ" جن کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ "يَوْمَ الْقِيَامَةِ" قیامت کے دن حضور شفیع المذنبین ﷺ بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر درخواست کریں گے، کہ مخلوق کا حسب جلد شروع کیا جائے۔ بعض کا عذاب معاف کر دیا جائے اور بعض کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، تمام مخلوق میں یہ اعزاز صرف آپ کو دیا جائے گا اور آپ کو انتہائی عزت بخش جائے گی اور فرمایا جائے گا، 'ہو تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو تمہیں دیا جائے گا، تم سفارش کرو، قبول کی جائے گی، یہ مقام محمود ہو گا۔

بارگاہ خداوندی میں عاجزی و انکساری والے

تہ "صاحب الضواۃ" اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی و انکساری والے اور کمال خضوع و خشوع سے اس کی بارگاہ میں دعا کرنے والے، ممکن ہے کہ وہ عاجزی مراد ہو جو آپ شفاعت کے وقت سجدہ کرتے ہوئے پیش کریں گے، جیسے کہ حدیث شفاعت میں ہے۔ تاکہ آپ سجدہ کریں گے، کیونکہ تمام مخلوق شفاعت ہی کے بارے میں ہے، اور ہو سکتا ہے کہ ہمہ وقتی عاجزی مراد ہو، کیونکہ آپ ہمیشہ بارگاہ الہی میں انتہائی مجز و انکسار کا مظاہرہ کرتے تھے، اس لئے کہ آپ تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں، سب سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں، سب سے بلند مقام بندگی پر فائز ہیں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے خراج ہیں، (کیونکہ اخلاص جتنے زیادہ ہوں گے۔ احتیاج اتنا ہی زیادہ ہو گا)

تہ "صاحب الضواۃ" ہر اوۃ باؤ کے کمرہ کے ساتھ لغت میں عصا کو کہتے ہیں، بعض نے کہا مولے عصا کو کہا جاتا ہے، حضرت مصطفیٰ نے نسخہ سلیلہ کے حاشیہ پر لکھا کہ اس سے مراد موۃ عصا ہے، کتب قدیمہ میں سرکارِ دو عالم ﷺ کا یہ وصف ہے۔ بادشاہ فارس نے جب عبدالمسیح کو مسیح کاہن کے پاس (اپنے ایک خواب کی تعبیر چھنے کے لئے) بھیجا تو مسیح نے بھی

یہی وصف ذکر کیا تھا۔

نبی اکرم ﷺ اکثر اپنے دست مبارک میں عصا رکھتے اور اس پر ٹیک لگاتے، خادم نحصالے کر آپ کے آگے آگے چلتے اور بہت ضرورت زمین میں گڑ دیتے، تاکہ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا فرمائیں۔ بعض نے فرمایا: کہ اس میں اشارہ ہے کہ آپ عربی ہیں، نبی نہیں، کیونکہ عصاصم طور پر اونٹ کو مارنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور وہ عربوں کی سواری تھی۔ کثیر نے اونٹ کے بارے میں کہا:

يَنْفُخُ ثُمَّ يُضْرَبُ بِالْعِصَاوَةِ فَلَا غَيْرَ لَدَيْهِ وَلَا فَكِيْرَ

دو بیٹھ جاتا، پھر اسے دُندا مارا جاتا، کوئی دوسرا اس کے پاس نہ ہوتا اور نہ ہی انکار کرتے والا

حضرت قاضی عیاض نے فرمایا: میرا گمان یہ ہے اور اللہ تعالیٰ ستر جانتا ہے کہ وہ عصا مراد ہے جو حوض کوثر کی حدیث میں وارد ہے، کہ میں یمن والوں کے لئے لوگوں کو عصا کے ذریعے حوض سے دور کروں گا، تاکہ یمن والے آگے آئیں۔ امام غزالی نے فرمایا: کہ یہ قول ضعیف ہے یا باطل، کیونکہ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ایسی صفت بیان کی جائے جسے لوگ جانتے ہوں اور اہل کتاب جانتے ہوں، کہ ان کی کتابوں میں اسی وصف کے ساتھ آپ کی بشارت دی گئی ہے، لہذا ایسی چیز کے ساتھ تفسیر کرنا صحیح نہیں جو آخرت میں ہوگی، اس لئے صحیح مطلب وہی ہے جو گزر چکا ہے۔

صلی کے کلام کی روش سے یہی ظاہر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔
یہ "صاحب الثقلین" یہ نعل کا شیعہ ہے، جس کا معنی ہوتا ہے۔ نعلین دونوں پاؤں کے جوتوں کو کہتے ہیں، نعل کلام عرب میں بطور مؤنث استعمال ہوتا ہے جس کے ساتھ پاؤں کو زمین سے بچایا جائے اور چنڈیوں تک نہ پہنچے، موزے کو فعل نہیں جاتا۔

انجیل میں حضور اکرم ﷺ کی صفت

انجیل میں نبی اکرم ﷺ کی صفت "صاحب الثقلین" واقع ہے، گویا اس میں آپ کے عربی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ حضور ﷺ رباعیت کہنے والے چمڑے کے نعلین استعمال فرماتے تھے جس کے بال اتار دیے گئے ہوتے تھے، آپ کے نعلین دونوں پاؤں کی پشت پر چمڑے کی ایک پٹی دو سری پٹی پر رکھ کر سی ہوئی ہوتی، اس کے آگے دو تسمے ہوتے، ایک انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان ہوتا اور دوسرا درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی چھوٹی انگلی میں ہوتا، ان دونوں تسموں کا نعل اس پٹی کے ساتھ ہوتا جو پاؤں کی پشت پر ہوتی، نعل مبارک درمیان سے باریک اور اس کا انگا حصہ لمبائی اور لطافت میں اس کی طرح تھا، نعل اقدس کی لمبائی اور چوڑائی میں اختلاف ہے۔^۱

^۱ نعل اقدس کی برکت اور دیگر تفصیلات کے لئے مطالعہ کیا جائے، "رسالہ مبارک" صفحہ ۱۰۱ والہ فی صورت الخشب و مزارعہ

نعلہ "از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔"

جو سر پہ رکھتے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں
 ۱۰ "حُجَّابُ الْقَضِيبِ" ایک نعل کے حاشیہ پر لکھا کہ قضیب سے مراد کھوار ہے، حاشیہ نگار نے کہا کہ میں نے حضرت مصنف کی تحریر نقل کی ہے۔

"زُجَّابُ الْقَضِيبِ" اصل اور قرآن پر ادا کو کہتے ہیں۔ خاموس میں ہے۔ اونٹنی کو نُجْبِیْتُ اور نُجْبِیْنُ کہا جاتا ہے اور اس کی جمع نُجَّابِیْنُ ہے۔ نبی اکرم ﷺ اونٹنی پر سواری فرمایا کرتے تھے، ہجرت کے موقع پر اسی پر سواری فرمائی۔ آپ کی ایک مقصور اونٹنی تھی جو اصل ہونے میں معروف تھی، حدیبیہ کے روز آپ اس پر سوار تھے، تو وہ ایک چنگہ بیٹھ گئی، صحابہ کرام نے اذراو تعجب کہا کہ قصویٰ (اونٹنی کا نام) رک گئی ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: قصویٰ خود نہیں رکی اور نہ ہی یہ اس کی عادت ہے، اسے اس ذاتِ اقدس نے روک دیا ہے، جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا اور جب اسی سال آپ نے اونٹوں کی دوڑ کا مقابلہ کرایا، تو ایک اعرابی کا اونٹ حضور ﷺ کی اس اونٹنی (ہاتھی) سے آگے نکل گیا، حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ صحابہ کرام پر یہ بات گراں گزری تو حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ یہ ہے کہ وہ دنیا کی جس چیز کو بلندی عطا فرماتا ہے، اسے پست بھی کر دیتا ہے۔

بعض نے فرمایا کہ نجیب نبی اکرم ﷺ کے اونٹ کا نام ہے۔

۱۱ "مُخْتَرِقُ السَّبْعِ الطَّبَاقِ" نسخہ سلیفہ میں مُخْتَرِقُ السَّبْعِ لام کے بغیر ہے، بعض نسخوں میں الف لام کے ساتھ واقع ہے، وہ ذاتِ دو آسمانوں سے گزر کر آگ چلی گئی۔

"السَّبْعِ" سے مراد سات آسمان ہیں۔

"السَّبْعِ" طَبَقَہ کی جمع ہے، یعنی آسمانوں کے مختلف طبقات ہیں۔ ایک کے اوپر دوسرا ہے، لیکن آپس میں متصل نہیں ہیں، جیسے علامہ بیضاوی نے اس آیت کریمہ کے تحت فرمایا ہے۔

الَّذِي يَخْلُقُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا

کہ طَبَاقًا یا تو مصدر بمعنی اسم فاعل ہے، یعنی بعض آسمان بعض کے اوپر اور مطابق ہیں۔ کہا جاتا ہے طَبَقْتُ الثَّغْلَ جب ایک ٹکڑا دوسرے کے اوپر رکھ کر کسی دیا جائے یا اسم مفعول کے معنی میں ہے، یعنی ایک کو دوسرے پر منطبق کیا گیا ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ معنوی طور پر صحت ہے یا اس سے پہلے مضاف محذوف ہے، یعنی آسمان آپس میں مطابقت والے ہیں، جَبَاقِ یا طَبَاقِ کی جمع ہے، جیسے جَبَلِ کی جمع جَبَالُ ہے یا طَبَقَہ کی جمع ہے جیسے زَخْبَہ کی جمع زَخَابُ ہے۔

متن میں الطَّبَاقِ کا موصوف السَّمَوَاتِ معروف ہونے کی وجہ سے محذوف ہے، الطَّبَاقِ اس کی صفت ہے۔ "مُخْتَرِقُ" الف لام کے بغیر ہو تو السَّبْعِ کی طرف بغیر کسی اشکال کے مضاف ہے اور اگر الف لام کے ساتھ ہو تو دو صورتیں ہیں۔ (۱) السَّبْعِ کی طرف مضاف ہے یا اسے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دے رہا ہے، اور الطَّبَاقِ نصب اور جر میں السَّبْعِ کے تابع ہے۔

”الشفیع فی جمیع الانام“ وہ ذات اقدس جو عمومی اور شفاعت کبریٰ فرماتے والی ہے۔ الانام کی تفسیر میں مختاریہ ہے۔ اس کا معنی مخلوق ہے، لیکن اس جگہ مکلفین مراد ہیں۔

طعام کی تسبیح

۱۰ ”عن شعیب بن کعبہ الطغفانی“ امام بخاری حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور اس دوران کھانے کی تسبیح سن رہے تھے۔ یہ حدیث امام ترمذی نے اور امام بیہقی نے دلائل الشیخہ میں روایت کی ہے۔

انار اور انگوروں نے تسبیح پڑھی

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک ناساز تھی، حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں تھال لائے جس میں انار اور انگور تھے، آپ نے وہ تناول فرمائے تو وہ تسبیح پڑھ رہے تھے۔ یہ روایت حضرت قاضی عیاض نے شفاء شریف میں بیان کی اور علامہ ابن حجر نے ان کے حوالے سے نقل کی۔ متن میں ہے ”فی کتبہ“ مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی نے یہی الفاظ نقل کئے ہیں، امین سید الناس نے عبود الاثر میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

وَسَبَّحَ الطَّغَامَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ

طعام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں تسبیح پڑھی۔

۱۱ ”عن یحییٰ بن یزید الجذعی“ جذع تیم کے کمرہ اور ذال کے سکون کے ساتھ، کھجور کے تنے کو کہتے ہیں۔

ستون حنانه نبی علیہ السلام کے فراق میں رویا

”وَحَنَ“ فراق کے وقت محب کی غمگین آواز کو حنین کہتے ہیں۔ ”لیغزاقہ“ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون سے جدا ہونے کے سبب (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ستون سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے) جب منبر تیار ہو گیا تو آپ کی جدائی کے سبب ستون رو سا لگا، یہ حدیث مشہور و معروف ہے، یہ واقعہ اتنا ظاہر و باہر ہے کہ متاخرین نے محققین سے بکثرت روایت کیا۔ یہ روایت حدیث کو پہنچی ہوئی ہے، جسے صحاح کے مصنفین نے روایت کیا ہے، اس کے راوی دس سے زیادہ صحابہ کرام ہیں، یہ واقعہ اس کثرت سے مروی ہے کہ اس پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد کی چھت کھجور کے تنوں پر قائم تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، جب آپ کے لئے منبر تیار کیا گیا تو ہم نے اس ستون کے رونے کی آواز سنی

نیسے اونٹنی اپنے بچے کی چرائی میں روٹی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کے رونے کی آواز سے مسجد گونج اٹھی لہٰذا حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس کی دالہانہ محبت کو دیکھ کر صحابہ کرام بھی بہت رونے لگے، حضرت مطلب بن واعدہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ فریادِ غم سے پھٹ گیا حتیٰ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس پر دستِ شفقت رکھا تو وہ چپ ہو گیا۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر کے یہ نہ لے گا سب یہ ہے کہ اس سے ذکر ہی جاتا رہا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے اپنے ساتھ نہ لیتا تا تو یہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں روتا ہی رہتا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: کہ اسے منبر کے نیچے دفن کر دیا جائے۔

۲۔ حضرت رومی فرماتے ہیں ۲۔

استغن حلالہ در ہجر رسول تالہ می زو انجو ارباب عاقول

۱ "مَعْنٰی تَوَسَّلْ بِہٖ" جن کو مطلب کے حصول کے لئے وسیلہ بنایا "ظہیر" غلاب کا اسم جمع ہے، بعض نے کہا: کہ غلاب کی جمع ہے۔ ایک کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ انفرادی یعنی جنگل اس کی جمع غلاب اور غلابات آتی ہے۔

ایک پرندے کی تکلیف رفع فرمائی

امام بیہقی دلائل النبوة میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک صحابی جنگل میں گئے اور ایک سرخ پرندے کے انڈے نکال لئے، وہ مادہ پرندہ آکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سامنے پڑنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کیا میں اس کے انڈے نکال کر ہوں، آپ نے اس پرندے پر رحم کرتے ہوئے فرمایا: واپس کرو، واپس کر دو۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے، جس پر سرف رنگ کے پرندے کے دو بچے تھے، ہم نے وہ دونوں پکڑ لئے، مادہ پرندہ آکر ہمارے سامنے گزرتی گئی۔ آپ نے فرمایا: اس کے بچے پکڑ کر اسے کس نے تکلیف دی ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم نے پکڑے ہیں، فرمایا: انہیں واپس کرو، چنانچہ ہم انہیں ان کی جگہ رکھ آئے۔

امام بیہقی نے فرمایا: میری کتاب میں یہ لفظ ہے "تَغْرِضُ" وہ چیز اسے آتی تھی، بعض دیگر روایات میں تَغْرِضُ ہے، جس کا معنی ہے کہ وہ پروں کو ہیلیا کر زمین کے قریب آتی تھی۔ یہ لفظ سنن ابوداؤد میں ہے۔

صاحب تیسیر الموصول نے اہم ابوداؤد کی روایت میں "تَغْرِضُ" کا لفظ نقل کیا ہے، جس کا معنی ہے کہ وہ چیز پروں کو ہیلیا کر اس طرح زمین کی طرف آتی تھی گویا وہ زمین پر اترنا چاہتی ہے، لیکن آتی نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا: کہ ایک روایت میں

تفہیم ہے، کہا جاتا ہے فرض الخفاء پر عدے نے پڑھ لیا ہے۔
اس روایت میں الخفاء کا لفظ عام کے ضمہ اور ضم کی تشدید کے ساتھ ہے، بعض اوقات تشدید کے بغیر بھی پڑھا جاتا ہے۔
چڑیا کے ہم شکل پر لڑنے کا نام ہے۔ بعض نے کہا کہ چھوٹی چڑیا کا نام ہے، بعض نے کہا کہ خود چڑیا ہی کو کہتے ہیں۔
"فرض الخفاء" اسماء انگری کو کہتے ہیں، اس کی جمع الحفایہ ہے۔

کنکریوں کا کلمہ پڑھنا

عمر بن یحییٰ ذہبی "تحریرات" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سرات، تو یا اس کے قریب کنکریاں دست اقدس میں لیں، تو انہوں نے آپ کے دست مبارک میں تسبیح پڑھ لی، آپ کی منگی میں ان کی آواز شہد کنکریوں کی جھمبھٹاٹ ایسی سنی گئی، پھر آپ نے مجھے چھوڑ کر وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائیں، ان کے ہاتھ میں بھی کنکریاں تسبیح خواں رہیں، پھر آپ نے لے کر زمین پر رکھ دیں، تو وہ خاموش ہو گئیں اور محض کنکریاں ہو گئیں، پھر سرکار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائیں، تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرح ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی، پھر نے لے کر زمین پر رکھ دیں، تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائیں، تو انہوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی طرح ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح پڑھی، اور جب آپ نے لے کر زمین پر رکھیں، تو وہ پھر خاموش ہو گئیں۔ یہ حدیث امام طبرانی نے معجم اوسط میں اور امام برزہ نے روایت کی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حلقے میں بیٹھے ہوئے تمام صحابہ کرام نے ان کی آواز سنی، پھر ہمیں دی گئیں تو ہم میں سے کسی نے ہاتھ میں انہوں نے تسبیح نہیں پڑھی، یہ حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت ابن ابی عاصم سے اور ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

"فرض الخفاء" اسماء انگری کو کہتے ہیں، اس کی جمع الحفایہ ہے، معنی ہٹا دینا ہے، اس کی جمع حفایہ ہے۔

حدیث میں ہٹا دینا ہے۔

"بأنفصح كلام" ایسی واضح گفتگو جس کا مقصد ظاہر ہو اور شے والے کو الفاظ اور معانی کی وضاحت کی ضرورت نہ ہو۔
دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس نے عربی میں گفتگو کی تو دوسری زبانوں سے زیادہ فصیح ہے، یا انسانی زبان میں گفتگو کی زبانوں کی زبان سے زیادہ واضح ہے، یہ اس وقت ہے جب ہر قوم کی ان آوازوں کو کلام کہا جائے، جن کا مطلب سمجھا جاتا ہے۔
جیسے "عَلَيْهِمَا مَطْلَقُ الظُّلُمِ" (ہمیں پر اندوں کی گفتگو کا علم دیا گیا ہے) میں ہے۔ لیکن عرف میں مطلق اور مطلق کلام سے ہے۔
ہر کلام مطلق ہے، لیکن ہر مطلق کلام نہیں ہے۔ مطلق، عطاء اور غیر عطاء دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ عرب کہتے ہیں "تَخَلَّفَ الْخَشَاعَةُ" کو تری ہوئی، اسی کے مطابق آیت کریمہ میں ہے۔ "عَلَيْهِمَا مَطْلَقُ الظُّلُمِ" مطلق ہر آواز کو کہا جاتا ہے، خواہ

مذہب کی ہوا مرکب کی تصفید کی ہو یا غیر مفید کی اور کلام حقہ کے ساتھ خاص ہے، فسادت کا معنی واضح و نقلاً ہے۔
 ہرئی کی حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوة میں ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں متعدد راوی نامعلوم ہیں۔ اگر کی ایک
 شاعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ ابن کثیر نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لیکن اس کی متعدد سندیں ایک دوسری
 کے لئے تقویت کا باعث ہیں۔ قاضی میاض نے فتاویٰ شریف میں حافظہ منذری نے الترمذی و الترمذی میں اور حافظہ ابن حجر نے
 "تقریب احادیث المختصر" میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے، علامہ ابن سبکی نے شرح مختصر ابن تائب میں فرمایا: کہ منکرین کا تسبیح پڑھنا
 اور ہرئی کا سلام عرض کرنا ایسے مجربات ہیں کہ اگرچہ آج یہ متواتر نہیں ہیں، لیکن ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ دوسرے مجربات
 نقل کر دیتے پر اکتفا کیا گیا ہو اور اس طرف توجہ نہ ہوئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت یہ متواتر ہوں۔

ہرئی نے حضور علیہ السلام کو مدد کے لئے پکارا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنگل میں تشریف فرما تھے کہ کسی نے تین مرتبہ پکارا یا
 رسول اللہ! آپ نے توجہ فرمائی تو دیکھا کہ ایک ہرئی رسیوں میں پکڑی ہوئی ہے اور ایک اعرابی دھوپ میں چادر اوڑھے ہوئے
 رہ رہا ہے، آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ ہرئی نے عرض کیا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے، اور میرے اس پہاڑ میں دو بچے ہیں۔
 آپ مجھے رہا فرما دیجئے، تاکہ میں جا کر انہیں دودھ پلا دوں، پھر واپس آ جاؤں گی، آپ نے فرمایا: تو اپنا وعدہ پورا کرے گی؟ اس
 نے عرض کیا کہ اگر میں چلت کر نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس غدا میں مبتلا فرمائے جس میں دس مہینے کی حاملہ اونٹنی مبتلا ہوتی
 ہے، سرکار ﷺ نے اسے رہا فرمایا وہ گئی اور واپس آ گئی۔ آپ نے اسے دوبارہ پانچ دیا، اسے میں اعرابی رہا کر دیا، اس نے
 عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو کوئی کام ہے؟ آپ نے فرمایا: اس ہرئی کو رہا کر دو، اعرابی نے اسے رہا کر دیا، تو وہ خوشی سے سرشار
 ہو کر دوڑتی ہوئی جا رہی تھی اور کہتی جا رہی تھی۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

جو "مَنْ كَلَّمَهُ الصَّبُّ" ضاد کے فقر کے ساتھ، ایک معروف جانور (گودا) جو جنگل میں پایا جاتا ہے۔ "فَلْيُغْلِبْهُ" بیٹھنے کی
 جگہ میں "فَنُفِضَ أَصْحَابُهُ الْأَخْلَامُ" غلیم (پھاڑ) کی جمع، استقامت میں پہاڑوں کے ساتھ مشابہت کے سبب صحابہ کرام کے لئے
 غلام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے میں "فَلْيُغْلِبْهُ" کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ الفاظ ہونے چاہئیں، کیونکہ ان کے بغیر
 عبارت بے معنی ہو جائے گی، (ظاہر ہے کہ الاخلام کو مجلس کی صفت نہیں بتایا جاسکتا، بعض نقوش میں یہ الفاظ ہیں، فقین
 مجلس الاخلام، مجلس کی امام کی طرف اضافت ہے۔ حدیث میں یہ واقعہ اس طرح ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کی
 مجلس میں تشریف فرما تھے، جیسے کہ مختصراً آئے گا، صحابہ کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما ہونے کا ذکر کر کے صورت حال کی

طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز اس واقع کی شہرت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ آپ صحابہ کرام کی جماعت میں تشریف فرما تھے۔
 مواہب لدنیہ میں ہے کہ ان معجزات میں سے گویا حدیث ہے جو زبان زد عام ہے۔ امام تہاوی نے اسے مستحکم حدیث میں روایت کیا، لیکن یہ حدیث غریب ہے۔ مزنی نے کہا کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے نہ متین کے اعتبار سے، قصور کاغذی عیاض نے اسے شفاء شریف میں ذکر کیا ہے۔

گاہ نے رسالت کی گواہی دی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے، اس وقت میں ایک اعرابی آگیا، اس نے ایک گاہ پکڑ کر اپنی آستین میں چھپا رکھی تھی، وہ اسے اپنے گھر لے جا کر اور بھون کر کھانا چاہتا تھا، اس نے صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھا تو حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگا، یہ کون ہیں؟ صحابہ کرام نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں، اس نے گاہ اپنی آستین سے نکالی اور کہنے لگا، لات و عزی کی قسم! میں آپ پر تب ایمان لاؤں گا جب یہ گاہ اس کے لئے آئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کے سامنے نشن پر رکھ دیا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے گاہ! وہ فصیح زبان میں گویا ہوئی جس کو تمام حاضرین نے سنا۔

لَقِيكَ وَاسْمُكَ يَا رُفِي هُنَّ وَافِي الْقِيَامَةِ

میں دل و جان سے حاضر ہوں، اے تمام انسانوں کی نعمت! جو قیامت سے دو چار ہونے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا: تو کس کی عبادت کرتی ہے؟

گاہ نے کہا: اس ذات کی جس کا آسمانوں کے اوپر عرش ہے، زمین پر جس کی سلطنت ہے، سمندر میں جس کے راستے ہیں جنت میں جس کی رحمت اور جہنم میں جس کا عذاب ہے۔

آپ نے فرمایا: میں کون ہوں؟ گاہ نے کہا: آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، جس نے آپ کی تصدیق وہ کامیاب ہوا اور جس نے تکذیب کی وہ ناکام ہوا۔ اعرابی یہ گفتگو سن کر مسلمان ہو گیا۔

اس طویل حدیث پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ موضوع ہے، لیکن احادیث میں نبی اکرم ﷺ کے اس سے بھی بڑے معجزات مکتوب ہیں، اس روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس پر شرعاً اعتراض کیا جاسکے، خصوصاً جبکہ ائمہ حدیث نے اس روایت کی ہے، زیادہ سے زیادہ اسے ضعیف کہا جاسکتا ہے، موضوع نہیں کہا جاسکتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (شفاء شریف)

ابن دحبہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے، جب کہ امام طبرانی، دار قطنی، ابن عذی، اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔ تہاوی نے فرمایا: یہ حدیث حضرت عائشہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے، ہم نے جو سند بیان کی ہے، ضعیف ہونے کے باوجود صحیح ہے۔

ابن عساکر نے یہ حدیث حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

”مَنْ شَكَلَ ابْنَهُ النَّبِيُّ“ ابو علی قاسمی نے فرمایا: لفظ بھیر، اونٹ اور اونٹنی دونوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جس طرح انسان مرد اور عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ قاسموس میں ہے کہ بعض اوقات لفظ بھیر کی جگہ پر کسرہ پڑھا جاتا ہے، اس وقت کو کہا جاتا ہے جو عمر کے پانچویں سال میں داخل ہو یا نو سالہ ہو۔ بعض اوقات اونٹنی کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ بھل میم کی حرکت کے ساتھ، بعض اوقات میم ساکن بھی پڑھا جاتا ہے، عام طور پر اونٹ کے لئے اور اونٹنی کے لئے بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا

شفاء شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اونٹ نے حاضر ہو کر آپ کو سجدہ کیا، یہ حدیث حضرت ثعلبہ بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت یحییٰ بن مرہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جو شخص بھی اس باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف لے گئے تو اس اونٹ کو بلایا وہ حاضر ہوا، موٹ زمین پر رکھ دیے، اور گھٹنے آپ کے سامنے ٹیک دینے لگے۔ آپ نے اسے تکمیل ڈال دی۔ آپ نے فرمایا:

”زمین و آسمان کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ سوائے ظفر مان جنوں اور انسانوں کے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔“

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کے مالکوں سے دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ ہم اسے ذبح نہ چاہتے تھے۔

بارگاہ رسالت میں اونٹ کی شکایت

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے فرمایا: کہ اس نے شکایت کی ہے، کہ مجھ سے کام زیادہ لیا جاتا ہے اور چارہ کم دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس اونٹ نے شکایت کی ہے کہ تم بچپن سے اس عمر تک اس سے سخت مشقت کروا رہے ہو اور آج تم اسے ذبح کرنا چاہتے ہو، اس کے مالکوں نے اس بات کی تصدیق کی (شفاء شریف)

اونٹ والی حدیث، امام بزار نے سند حسن سے حضرت ابو ہریرہ سے، امام ابو نعیم نے حضرت ثعلبہ بن مالک سے، امام احمد، امام دارقطنی نے سند صحیح سے، امام بغوی نے شرح السنہ میں، امام مسلم، ابو داؤد اور ابن شاکین نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کی۔ مصاحح میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، امام ابو نعیم اور ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت کی۔ یہ حدیث امام احمد اور نسائی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی۔ امام طبرانی نے حضرت عکرمہ سے انہوں نے حضرت

ابن عباس سے 'سند ضعیف سے روایت کی۔

”تَنْجِيْرٌ“ جاری ہوا اور یہ پڑا ”فِي يَدَيِ أَصَابِعِهِ الْمَاءُ الْقَوِيْمُ“ پاک اور صاف پانی۔

انگلیوں سے پانی جاری ہوا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہی موقع پر 'عظیم اجتماعات میں نبی اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے طیب و طاہر پانی برآمد ہوا واقعہ بکثرت روایات سے مروی ہے 'جو معنوی اعتبار سے تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اور مجموعی طور پر ان سے علم یقینی حاصل ہوا ہے 'ایسا معجزہ نبی اکرم ﷺ کے علاوہ کسی کے بارے میں نہیں سنا گیا 'یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ کے جسد اقدس پر ہڈیوں 'پتھروں 'گوشت اور خون سے پانی جاری ہوا (علامہ قرطبی)

انگلیوں سے پانی جاری ہونے کی حدیث 'صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ حضرت انس سے امام بخاری و مسلم ابن شاپین نے روایت کی 'حضرت چاہر سے امام بخاری و مسلم اور امام احمد نے اپنی مسند میں 'امام تھقی نے دلائل النبوة میں ابن شاپین نے روایت کی۔ ابن عباس سے امام دارمی 'اور ابو نعیم نے روایت کی۔ حضرت ابویعلیٰ التماری سے امام طبرانی 'نعیم نے روایت کی۔

حضرت قاضی عیاض نے پانی کے جاری ہونے سے متعلق دو قول نقل کئے ہیں۔

- ۱۔ نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ یہ اکثر کا مذہب ہے۔
 - ۲۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کو کثرت عطا فرمادی 'تو وہ آپ کی انگلیوں کے درمیان ڈال دیا ہوتا رہا۔
- علامہ ابن حجر نے فرمایا: پہلا قول معجزے کے زیادہ مناسب ہے۔ احادیث میں کسی طرح اس کی تردید نہیں ہوتی؟ لہذا قول ہی بہتر ہے۔

انگلیوں سے جاری پانی کی قدر و منزلت

حضرت خطاب نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ پہلے قول کے مطابق وہ پانی دنیا و آخرت کے تمام پانیوں سے زیادہ افضل ہے۔ یحییٰ نے فرمایا: کہ زمزم کا پانی 'کوثر کے پانی سے افضل ہے 'کیونکہ اس سے نبی اکرم ﷺ کے دل انور کو غسل دیا گیا تھا اس پانی کا کیا کہنا ہو آپ کی ذات اقدس سے جاری ہوا (حضرت خطاب)

مواہب لدنیہ میں ہے کہ کتاب 'ہیجہ الغفوس" میں عارف ابن ابی حجر کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ زمزم کا پانی کے پانی سے افضل ہے۔

علامہ سیوطی نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا: کہ کوثر کا پانی زمزم کے پانی سے افضل ہے 'کیونکہ نہر کوثر نبی اکرم ﷺ کو حوض گنی اور زمزم حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۵۷ "اِنظَاهِرِ الْمُنَظِّهَرُ" باہر مقدود متفرج کے ساتھ 'وہ ذات جسے ان کے رب نے پاک اور صاف رکھا۔ یہ پہلی صفت
 نظاہر کی تائید ہے کہ نگہ دونوں کی ولایت طہارت کے ثبوت پر ہے اور یہ صفت ولایت کرتی ہے کہ فاعل نے اس طہارت کا
 ارادہ کیا اور اس کا ثبوت اس کے فعل سے ہے۔ اس نے اظہار عنایت کے لئے طہارت کو آپ سے مختص فرمایا اور وہ فاعل
 جابر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَيُنظِّهَرُ تَحْتَهُ نَظَاهِرًا" کی طرف اشارہ ہے۔
 ۵۸ "اَللّٰهُ عَلٰی نُوْرٍ اَلْاَنْوَارِ" یعنی اس نور پر جو تمام نوروں سے زیادہ روشن ہے، یا اس نور پر کہ تمام مخلوق کا نور اس سے ہر
 جہت سے ہیں اور وہ تمام انوار کی اصل ہے۔ ایک نسخہ میں "النُّوْرُ الْاَنْوَارِ" ہے، اسم حقیقی کے صیغہ کے ساتھ، جیسے عرب کہتے ہیں
 "نیل القیل، گہری سیاہ رات، رعایت جمع کی بنا پر یہ نسخہ مناسب ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ اَنْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ ۱۰ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الطَّيِّبِ ۱۱ اَلْمُطَيِّبِ ۱۲

اے اللہ! درود بھیج ان پر جن کے لئے چاند وہ ٹکڑ ہو گیا، اے اللہ! رحمت نازل فرما نوسنبہ والی، عطر بنائی گئی، ہستی پر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الرَّسُوْلِ الْمُقْرَبِ ۱۳ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الْفَجْرِ السَّاطِعِ ۱۴

اے اللہ! رحمت نازل فرما رسول مقرب پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما روشن صبح پر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّجْمِ الثَّاقِبِ ۱۵ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۱۶ اَللّٰهُمَّ

اے اللہ! رحمت نازل فرما تابندہ ستارے پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما محکم و متلوین پر۔

صَلِّ عَلٰی نَذِيْرٍ اَهْلٍ الْاَرْضِ ۱۷ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الشَّفِيعِ يَوْمَ الْعَرْضِ ۱۸

اے اللہ! رحمت نازل فرما زمین والوں کے واسطے والے پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما قیامت کے دن شفاعت کرنے والے پر۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی السَّاقِي ۱۹ لِلنَّاسِ مِنَ الْحَوْضِ ۲۰ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

اے اللہ! رحمت نازل فرما ساقی کوثر پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما

صَاحِبِ لُؤْاِءِ الْحَمْدِ ۲۱ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الْمُشْمِرِ ۲۲ عَنْ سَاعِدِ الْجِدِّ ۲۳

صاحب لواء الحمد پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما گوشش کے بازو سے آستین اوپر چڑھانے والے پر،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الْمُسْتَعْمِلِ فِي مَرَضَاتِكَ غَايَةِ الْجَهْدِ ۲۴

اے اللہ! رحمت نازل فرما ان پر جو تیری رضا کے لئے انتہائی کوشش صرف کرتے والے ہیں،

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّبِيِّ الْخَاتِمِ ۲۵ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی الرَّسُوْلِ الْخَاتِمِ ۲۶ اَللّٰهُمَّ

اے اللہ! رحمت نازل فرما نبوت کے ختم کرنے والے نبی پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما رسالت کو ختم کرنے والے رسول پر،

صَلِّ عَلَى الْمُصْطَفَى ۝ الْقَائِمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رَسُوْلِكَ اَبِي الْقَاسِمِ ۝

اے اللہ! رحمت نازل فرما برائے عزیزہ اور تیری فرمانبرداری میں قائم ہستی پر، اے اللہ! رحمت نازل فرما اپنے رسول ابو القاسم

چاند اشارے سے دو ٹکڑے ہوا

۱۔ "مَنْ اَشْفَقَ لَذِ الْقَمَرِ" جن کے لئے چاند دو ٹیم ہو گیا۔ چاند کو اس کی سفیدی کے سبب قمر کہا جاتا ہے اور یہ دو راتوں کے بعد مہینے کے آخر تک استعمال کیا جاتا ہے۔ (ابتدائی راتوں کے چاند کو بلال کہا جاتا ہے) بعض علماء نے کہا کہ رات سے پچیسویں شب تک کا چاند قمر کہلاتا ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں واقع ہے۔ "اِشْفَقَ الشَّعَاعُ الْقَمَرِ" قیامت قریب ہے اور چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے۔ "وَإِنِّي يُزَوِّدُ آيَةً يُغَرِّضُوا وَيَقُولُوا سَحَابٌ مُمَشِيٌّ" اور اگر وہ نشان دکھائیں تو منہ جھیرے اور کہتے ہیں یہ بارود سے چلا آتا اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ "اِشْفَقَ الْقَمَرُ" سے مراد یہ ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا کافریہ بات قیامت کے دن نہیں کہیں گے اور جب ظاہر ہو گیا کہ کافروں نے یہ بات دنیا ہی میں کہی تھی تو یہ بھی واضح کہ چاند بھی دنیا ہی میں دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور یہی وہ نشان ہے جسے کافروں نے جادو کہا تھا۔

کسی اور نبی سے شق القمر کا معجزہ رونما نہیں ہوا

ہمارے آقا و مولا ﷺ کے علاوہ چاند کسی کے لئے دوبارہ نہیں ہوا اور یہ آپ کے اہم معجزات سے ہے۔ مشرین سنت کا اتفاق ہے کہ یہ معجزہ نبی اکرم ﷺ کے لئے واقع ہوا کیونکہ کفار قریش نے تصدیق کی بجائے آپ کی تکذیب آپ کے دعوے کی چٹائی پر دلیل طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عظیم نشانی عطا فرمائی جس کا ایجاد کرنا کسی انسان کو میں نہیں ہے نبی اکرم ﷺ نے دعویٰ کیا تھا کہ (۱) اللہ تعالیٰ وحد لا شریک ہے۔ (۲) وہ ربوبیت میں یکلا ہے۔ (۳) مشرکین ہندؤں کی پوجا کرتے ہیں وہ معبودان باطلہ ہیں اور نفع و ضرر کی قدرت انہیں رکھتے۔ (۴) عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ لا شریک ہے، معجزہ شق القمر اس بات کی دلیل تھا کہ آپ کے یہ تمام دعوے سچے ہیں۔

علامہ قسطلانی نے فرمایا: ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ شق القمر کی حدیث صحابہ کرام کی بڑی جماعت سے مروی ہے۔ تابعین کی بڑی جماعت نے روایت کی پھر ان سے بہت بڑی جماعت نے روایت کی یہاں تک کہ یہ حدیث ہم تک پہنچی اس حدیث کو آیت کریمہ کی تائید بھی حاصل ہے۔

علامہ ابن سنی، مختصر ابن حبان کی شرح میں لکھتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا جادو یا جہتاج ہوا ہے۔ نص قرآن میں واقع ہے اور صحیحین اور ان کے علاوہ کتب حدیث میں متعدد سندوں سے مروی ہے۔

علامہ قسطلانی نے امام ابو نعیم کی تصنیف دلائل النبوة سے ایک ضعیف سند سے مروی روایت بیان کی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا: مشرکین کی ایک جماعت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی، ان کے چند سرکردہ افراد کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر آپ سچ ہیں تو ہمیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں، آپ نے اپنے رب کریم سے دعا کی تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

شق القمر کا معجزہ ہجرت سے پانچویں سال پہلے ہوا

شق القمر کا معجزہ ہجرت سے پانچ سال پہلے رونما ہوا۔ چاند کے دو ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ پیدا ہو گیا کہ پہاڑ ان کے درمیان چلے جاتے لگے۔ البتہ! یہ جو کہا گیا ہے کہ چاند آپ کے گریبان میں داخل ہو کر آپ کی آستین سے باہر نکلا، تو محدثین نے اس کی کہ یہ باطل اور بے اصل بات ہے۔

”الْمُطَظِّبُ“ وہ ذات جو فی حد ذاتہ پاک ہے اور اس کی پاکیزگی محسوس کی جاسکتی ہے، طیب کا مطلب یہ ہے کہ ہر اس شے سے پاک جو شرعاً یا طبعاً ناپسندیدہ ہو اور شریعت و طبیعت کے موافق اوصاف سے موصوف ہو، طہارت اور طیب کا قریب قریب ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے منزہ ہونا، البتہ! طیب میں ثبوت بھی مستحکم ہے۔

”الْمُطَظِّبُ“ باء کے فتح کے ساتھ اسم مفعول ہے، اس میں وہی تفصیل ہے جو اس سے پہلے ”الْمُطَظِّقُ“ میں گزر چکی ہے، اس میں یہ ہے کہ اس میں آیت کی طرف اشارہ نہیں ہے۔

”الْمُقَرَّبُ“ راء مفتوحہ ہے، جو مکانی طور پر نہیں، بلکہ عزت و کرامت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہیں۔
”الْمُقَرَّبُ“ استعارہ مصرعہ کے طور پر آپ کی ذات القدس پر فخر کا اطلاق کیا گیا ہے، اور مناسبت یہ ہے کہ جس طرح فجر ت کے اندھیروں کو مٹا دیتی ہے نبی اکرم ﷺ نے کافروں کے کلام کو مٹا دیا۔ ”الشَّاطِطُ“ مشرق کی جانب شمال و جنوباً پھیلنے والی شئی، یہ استعارہ ترشیمہ ہے (مشیدہ کے عرض مناسب کا ذکر کیا گیا ہے)۔

فرشتوں کی طرف مبعوث رسول

”يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ“ زمین کے تمام باشندوں یعنی انسانوں اور جنوں کو ڈر ستانے والے، اس عبارت کے اسنے کا یہی معنی ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہیں اور جنوں کی طرف بھی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔
”يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ“ کا ذکر کیا ہے، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث ہیں، یہ ہے کہ نافرمانی جنوں اور انسانوں سے ہی صادر ہوتی ہے، لہذا ڈر ستانے کا تعلق بھی انہیں سے ہو گا، فرشتے تو معصوم ہیں۔

فرشتے نافرمانی نہیں کرتے

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ الآية

اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور نہ انہیں حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔ لہذا اذہر من الشمس ہے کہ فرشتے تعلق نہ ہو گا رسالت کا ان سے تعلق ایک خاص طریقے سے ہو گا اور چونکہ وہ معصوم ہیں اس لئے ان سے مخالفت نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خاص طور پر اہل ارض کا ذکر اس لئے کیا کہ مذہب متفق علیہ کا لحاظ کیا ہے اور ان حضرات کی رہنمائی کی ہے جنہوں نے اس بات پر اجماع نقل کیا کہ فرشتے آپ کی رسالت میں داخل نہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ فرشتے غیب سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ان سے گفتگو کرنا ایک نادر صورت ہے جس کی طرف ذہن آسانی ملتفت نہیں ہوتا اور وہی حقوق باقی رہ جائے گی جس کے ساتھ عادتاً عام طور پر گفتگو کی جاتی ہے اور جب یہ مراد ہو تو جن بھی کلام سے خاص جاکیں گے صرف انسان باقی رہ جائیں گے کیونکہ عام طور پر وہی حاضر ہوتے ہیں۔

یہ "یَوْمَ الْغَضَبِ" جس دن کہ اٹھایا جائے گا اور حساب کتاب کے لئے پیش کیا جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں "یَوْمَ الْقِيَامِ نَحْشُكُمْ" جس دن تم پیش کئے جاؤ گے۔ علامہ بیضاوی نے فرمایا: حساب کو تشبیہ دی گئی ہے بادشاہ کے سامنے ملاحظہ کے لئے پیش کرنے سے

ساقی کوثر

۱۔ "الساقی" پائے کی نسبت نبی اکرم ﷺ کی طرف اس لئے کی گئی ہے کہ حوض کوثر آپ ہی کا حوض ہے اور اس سے پانی پینے کی حکومت دینے والے ہیں جیسے کہا جاتا ہے "أَعْطَىٰ زَيْنَ الدِّينِ الْإِمَامُ" زید نے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ یعنی میں نے کھانا تیار کیا، تمہیں پیش کیا اور انہیں کھانے کی اجازت دی۔ اس کا حقیقی معنی مراد نہیں ہوتا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا منہ میں کھانا ڈالا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن علی مرتضیٰ میرے حوض کے صاحب ہوں گے۔ یہ حدیث امام حسین نے منہم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

"الساقی" یہ اسم فاعل کو قوت دینے کے لئے ہے کیونکہ اس کا عمل فعل کے عمل سے ضعیف ہوتا ہے۔ انہیں مراد نبی اکرم ﷺ کی امت ہے۔ یہ لفظ عام ہے، لیکن اس سے مراد خاص افراد ہیں، نبی اکرم ﷺ کی تمام امت، خاص پانی پینے گی اور پانی پینے میں ان کے حالات ابتداء ہی مختلف ہوں گے یا ایک وقت کے بعد جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ ان میں سے ہے کہ مرتدین کو اس سے روک دیا جائے گا

"بِالسَّاقِي" الف لام مضاف الیہ کے عوض میں ہے، معنی یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے حوض سے۔

لواء الحمد آپ ﷺ کے ہاتھ میں

۱۔ ”لواء الحمد“ غلام خطابی کہتے ہیں کہ میں لواء الحمد کے معنی کی تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے اس کا معنی حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں مل گیا کہ پہلے پہل جنت میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والے داخل ہوں گے۔ قیامت کے دن ان کے لئے حر کا جھنڈا ہاندا جا جائے تو وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔۔۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کے ہم مبارک حمد اور احمد کی شرح میں صاحب شفاء کا کلام گزر چکا ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس اسم کو اسی پر محمول کرنا بہتر ہے۔

۲۔ ”المشجر“ عرب کہتے ہیں ”شجر الکلم عن ذوالجہ“ اس نے اپنی کلائی سے آستین سمیٹی۔ اسی طرح ”شجر الثوب عن“ صحابہ اس نے اپنی پٹلی سے کپڑا سمیٹا۔ ”شجر“ کا معنی ہے اکٹھا کرنا اور سمیٹنا۔

”عن مناجہ“ اس کا معنی کلائی ہے۔ جب کوئی شخص کسی کام کو پوری قوت سے کرنا چاہتا ہے تو اپنی آستین سمیٹ لیتا ہے تاکہ رکاوٹ نہ رہے۔ کلائیوں تو دو ہیں لیکن جنس مراد ہونے کے سبب واحد کا صیغہ لائے ہیں ”یا دائیں کلائی مراد ہے“ بائیں اس کے تابع ہوگی۔ بعض اوقات ایک ہاتھ سے کام کیا جاتا ہے ”لذا اسی کی آستین سمیٹی جائے گی۔“

”الجبہ“ اس کا معنی گوشہ اور کسی کام میں مبالغہ کرنا۔ شیخ ابو عبد اللہ عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مناجہ کی اضافت جبہ کی طرف اختصاص کا معنی دیتی ہے اور وصیت کے معنی میں ہے ”یعنی گوشہ کرنے والی کلائی۔“ جیسے ”لسان صلیق“ سچ بولنے والی زبان۔ ”رجل الدنیا“ دنیا کا مرد۔ ”بذل الخیر“ سخاوت والا ہاتھ ”قلب صبور“ صبر کرنے والا دل۔ ”زاحۃ نذی“ سخاوت والی عقلی وغیرہ مثالوں میں ایک قسم کی خصوصیت ہی مراد ہے۔

”شجر الثوب“ چاندی ایسا پانی وغیرہ مثالوں کی طرح یہ کہنا کہ اس میں شبہ بہ کی شبہ کی طرف اضافت ہے۔ ذوق سلیم کے لطف ہے۔ فنی لحاظ سے یہ منطوق طویل ہے جس کی اس جگہ ضرورت ہے اور نہ ہی گنجائش۔ اس جگہ کلائی سے کپڑا سمیٹنا اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ اسے دوسرے معنی میں استعمال کیا ہے جسے معنی حقیقی کے ساتھ بطور تمثیل تشبیہ دی گئی ہے۔ اس جگہ جو معنی مراد ہے وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پوری ہمت و قوت کے ساتھ قرائن رسالت انجام دیے۔ تبلیغ پر فرمائی اور اپنے رب کا حکم پورے عزم و استقلال کے ساتھ واشکاف انداز میں بیان فرمایا اور اس راستے میں جیش آنے والی رکاوٹوں کو جس و خاشاک کی طرح دور کر دیا اس کاروائی کو اس شخص کی کیفیت سے تشبیہ دی جو اپنی کلائی سے آستین سمیٹ کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو جائے ”لذا یہ ہماز مرکب ہے اور بطور استعارہ تمثیل ہے“ ہماز اس لئے کہ یہ الفاظ غیر حقیقی میں استعمال کئے گئے ہیں اور مرکب اس لئے کہ اس جگہ لفظ مشرور نہیں بلکہ متعدد الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ تمثیل اس لئے کہ تشبیہ مقصود ہے اور وجہ تشبیہ امور متعدد سے متفرع ہے اور بطور استعارہ اس لئے کہ اس میں شبہ بہ کا ذکر کر کے مراد لایا گیا ہے جیسے کہ استعارہ میں ہوتا ہے۔

۳۔ ”المستعمل فی مناجات غایۃ الخیر“ جو تیری رضا میں انتہائی کوشش کو عمل میں لانے والے ہیں۔ ”غایۃ الخیر“

کا معنی ہے کوشش کا آخری درجہ، المجہد کے جیم پر بعض نسخوں میں ضمہ بھی ہے اور فتح بھی، ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کی طاقت ہے۔ فتح کے ساتھ معنی مشقت ہے۔ جیسے کہ خلیل وغیرہ نے کہا، یعقوب نے کہا کہ دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماں ”وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ“ میں جیم پر ضمہ اور فتح دونوں پڑھے گئے ہیں، بعض علماء نے کہا، جہد معنی مشقت یا مہائد کے معنی میں ہے، اور اگر اس کا معنی انتہاء ہو تو اس کا جیم مفتوح ہی ہو گا، اس کا معنی وسعت اور طاقت بھی ہے وقت بعض کے نزدیک جیم مضموم ہی ہو گا اور بعض کے نزدیک ضمہ اور فتح دونوں پڑھے جاسکتے ہیں۔

تبلیغ رسالت کے دوران سب سے زیادہ تکالیف

نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا تھوڑا بہت مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ آپ نے اپنے رب کی عبادت، فریضہ رسالت، تبلیغ اور اس کے دشمنوں کو ڈر ستانے اور ان سے جہاد کرنے میں اس قوت کا مظاہرہ کیا جو انسانی طاقت کی انتہا تھی۔ اس میں آپ کو جو مصائب پیش آئے، مشرکوں نے جو اذیتیں دیں اور آپ نے جس طرح ان پر صبر کیا، وہ سب مشہور و معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”طَهَّ مَا الْفَرْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِغَشْيٍ“ اعلہ ۲۰:۱۱۱ ”اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ مشقت میں پڑو“ اس آیت میں جو نبی اکرم ﷺ کے تمام قوت صرف کردینے کی گواہی ہے، وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”فَقَدْ غَفَبْنَا عَنْهُمْ فَمَا أَتَوْا بِمِلْءٍ“ اے حبیب! تم ان سے منہ پھیر لو تو تم پر کچھ الزام نہیں، یعنی کافروں کے منہ پھرنے سے تم پر کوئی حرف نہ آئے گا کیونکہ تم نے تو تبلیغ رسالت میں تمام کوشش صرف کر دی ہے۔

”عَلَى الزُّنُوبِ الْخَالِيَةِ“ اس جگہ لفظ خاتم دو دفعہ ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر نسخوں میں دونوں جگہ نقطے والی خاء کے ساتھ ہے۔ بعض نسخوں میں عامہ پر کوئی حرکت نہیں ہے۔ بعض نسخوں میں دونوں جگہ خاء کے نیچے کسرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ”وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“ ثناء کے کسرہ اور فتح دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ حضرت مصطفیٰ دونوں قراءتوں کی موافقت کے ساتھ ایک درود شریف میں عامہ کو کمزور لائے ہوں اور دوسرے میں مفتوح، البتہ! پہلے درود شریف میں النبی اور دوسرے میں الرسول لائے ہیں کیونکہ نبوت رسالت سے مقدم ہے۔ بعض نسخوں میں خاتم عامہ کے ساتھ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لفظ رسول کے ساتھ خاتم پڑھا جائے اور النبی کے ساتھ خاتم تاکہ ختم نبوت پر دلالت کرنے والی آیت مبارکہ کے کلمات کے موافق ہو۔ یوں کہ خاتم کا ذکر النبی کے ساتھ مناسب ہے۔ کہ نبی، رسول سے عام ہے اور عام کا خاتم لازماً خاص کا بھی خاتم ہو گا۔ نیز ”خُتْمُ الْبَشَرِ“ کا معنی ہے ”اللہ تعالیٰ نے فلاں شے کو لازم فرمایا“ اور رسالت کا مطلب بھی دعوت کے قبول کرنے اور اسلام میں داخلے کو لازم کرنا ہے۔

”الْخُتْمُ“ کا معنی ہے منتخب اور برگزیدہ۔ ”الْفَاتِيحَةُ“ یعنی حق، اللہ تعالیٰ کے دین اس کی اطاعت، دین کے ائمہ، رشتہوں کے جہاد پر قائم، نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر قیام فرماتے کہ آپ کے پاس اقدس میں درم آئے، قائم کا معنی مستقیم، ثابت اور دائم بھی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا دین مستقیم، ثابت اور دائم ہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیلی

واقع ہو گا اور نہ ہی تحریف اور ضحہ، وہ قیامت کے دن تک ثابت اور باقی رہے گا۔

حضور اکرم ﷺ تقسیم فرمانے والے ہیں

آل "ابن القاسم" یہ نبی اکرم ﷺ کی مشہور کنیت ہے۔ آپ کے اسم مبارک قاسم کی طرح اسے بھی آپ کی شان کے ساتھ مناسبت ہے۔ آپ کے اسم گرامی قاسم کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اموال میں مخلوق کے حقوق مثلاً زکوٰۃ، غنیمت اور میراث کے احکام بیان فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "فَمِنَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يَعْطِي" میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ امام حاکم، مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

آپ ہر شخص کو صدقات، اموال، غنیمت وغیرہ سے اس کا کھابہوا حصہ عنایت فرماتے تھے، آپ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے عظیمہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا واسطہ اور اس کے عطیات و عنایات کی تقسیم کے متول ہیں، عالم وجود میں جسے بھی رحمت ملی ہے یا دنیا و آخرت۔ ظاہر و باطن، علوم و معارف اور طاعات کا جو بھی حصہ ملتا ہے، وہ آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کے واسطے سے ملتا ہے، آپ ہی جنتوں میں جنت تقسیم فرمائیں گے۔ اسی لئے علماء نے آپ کی ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ کو خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ اقسام علم کے خزانے ہیں، جنہیں آپ خالبان علم کی طلب کے مطابق تقسیم فرماتے ہیں۔

ہمارے آقا و مولا ﷺ کے دست اقدس میں چابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں جسے جو بھی ملتا ہے وہ آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کے واسطے سے ہے۔ اس جگہ لفظ رسول اس لئے لایا گیا ہے کہ تقسیم اور رسالت میں باہمی مناسبت ہے۔ دونوں میں خلق اور خالق کے درمیان واسطہ ہونا قدر مشترک ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" اے حبیب! ہم نے تجھیں نہ بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے اَرْسَلْنَاكَ فرمایا: نہ کہ نیکانہ لَاف

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْآيَاتِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الدَّلَالَاتِ ۝

اے اللہ! صاحب آیات پر رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! راہنما یوں والے رسول پر رحمتیں نازل فرما۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْإِشَارَاتِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْكِرَامَاتِ ۝

اے اللہ! صاحب اشارات پر رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! صاحب کرامات پر رحمتیں نازل فرما۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْعَلَامَاتِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْبَيِّنَاتِ ۝

اے اللہ! نشانہ یوں والے رسول پر رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! روشن دلائل والے نبی پر رحمتیں نازل فرما۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ الْمُعْجَزَاتِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى صَاحِبِ خَوَارِقِ

اے اللہ! صاحبِ معجزات پر رحمتیں نازل فرما۔ اے اللہ! خلافِ مروت امورِ معجزات والے نبی پر رحمتیں نازل فرما۔

الْعَادَاتِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ سَلَّمَتْ عَلَيْهِ الْأَحْجَارُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما جنہیں پتھروں نے سلام کیا۔ اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما جن کے آگے درختیں

مَنْ سَجَدَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ الْأَشْجَارُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ تَفَتَّقَتْ مِنْ نُورِهِ

نے سجدہ کیا۔ اے اللہ! اس رسول پر رحمتیں نازل فرما جن کے نور سے پھول کھلے۔ اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما

الْأَزْهَارُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ طَابَتْ بِرُكَّتِهِ الشَّمَارُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

جن کی برکت سے پھل شیریں ہوئے، اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما جن کے وضو کے باقی مانعہ بنی تے

اخْضَرَّتْ مِنْ بَقِيَّتِهِ وَضُوئِهِ الْأَشْجَارُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

درخت سرسبز ہو گئے۔ اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما

فَاحْضَتْ مِنْ نُورِهِ جَمِيعَ الْأَنْوَارِ ۝

جن کے نور سے تمام نور ظاہر ہوئے۔

۱۔ "صاحبِ الانبیات" آیات جمع ہے آیت کی اور اس کا معنی علامت ہے۔ اس کی مراد میں دو احتمال ہیں۔ (۱) ہر وہ

نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت ہے مثلاً معجزات، اربعہ صامت (اعلان نبوت سے پہلے ظاہر ہونے والے خوارق) کتب مرآت

خبریں وغیرہ قرآنی آیات بھی معجزات میں داخل ہیں۔ قرآن پاک تمام کا تمام آیت ہے، کیونکہ وہ نبی اکرم ﷺ کا مجزہ اور

کی صداقت کی دلیل ہے، اس کے اجزاء بھی آیات ہیں اور نبوت کی علامات ہیں، کیونکہ ہر سورت کے ساتھ منکرین کا جھگڑا

کیا ہے۔ مختصر ترین سورت یعنی سورہ کوثر بھی سورت ہے، جو تین آیات پر مشتمل ہے، (۲) آیات سے مراد صرف قرآنی آیات

ہوں، کیونکہ ان کی شانِ عقلم ہے اور وہ صدیوں گزر جانے کے باوجود بھی باقی ہیں اور باقی رہیں گی۔

۲۔ "صاحبِ اللہ لا لا یت" یہ جمع ہے دلائل کی، دلائل کے کسر کے ساتھ۔ دلالت کا معنی ہے ایک شے کا اس طرح ہونا کہ

کے علم سے دوسری شے کا علم لازماً آجائے۔ پہلی شے دال اور دوسری مدلول کہلائے گی۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی دلیل

نبی اکرم ﷺ کی طرف دلائل کی نسبت اس لحاظ سے ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی دلیل ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے

کی ذاتِ اقدس پر دلالت کرائی گئی ہے۔ پہلی بات کی تفصیل یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی دلیل اعظم ہیں، آپ نے اللہ تعالیٰ

ات و صفات اور اعمال و افعال کی طرف مخلوق کی راہنمائی فرمائی، اس تک پہنچنے کا راستہ بتایا، اس کے دروازے کی طرف مخلوق کو لوٹایا اور انہیں راہ راست پہ چلایا، اس لئے آپ کی رسالت عام اور دعوت مکمل ہے، آپ نے اپنے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی فرمائی۔ اور رُوحوں کو اس کے جلال و جمال کے مشاہدے کے لئے بیدار کیا، ہر رُحما اپنی دعوت اور راہنمائی سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلا تا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے والے آپ ہی پہلے اور آخری داعی ہیں اور آپ ہی پہلی اور آخری دلیل ہیں، دوسرے داعی آپ کے مظہر اور نائب ہیں۔

اعلان نبوت سے پہلے کے خوارق عادت امور

دوسری بات کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو نبوت و رسالت اور فضیلت و جلالت کے ساتھ انصاف فرمایا اور اس کی دلیل آپ کی ذات القدس کا وہ خدا داد خصوصی جمال و کمال ہے جس کی نہایت سے آپ کی سچائی کا پتا مل جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عظمت و اطلاق، حسن و جمال اور آپ کا اس زمانے میں تشریف لانا ہے، جس سے ایک عرصہ پہلے رسولان گرامی کی قلم منقطع ہو چکی تھی، لوگ ان کے زمانے سے دور تھے، ان کی تعلیمات فراموش کر چکے تھے، ان کی ترمیمات میں رد و بدل کر چکے تھے اور حقوق اللہ تعالیٰ کے پیچھے ہوئے اس دور کی محتاج تھی، جو انہیں گمراہی اور حیرت کی تاریکی سے نکالے۔ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ ہے کہ وہ وقت فوقتاً بندوں کی غلطیوں کے ازالے کے اسباب فرماتا ہے، نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری اس طریقے کے عین مطابق تھی، اعلان نبوت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ پر خوارق ظاہر فرمائے جو آپ کی بحث کے لئے تمہید کی حیثیت رکھتے تھے، اعلان نبوت کے بعد معجزات عطا فرمائے، کتب سابقہ میں آپ کی بشارتیں دی گئیں، عہد کرام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی نصرت و حمایت کا عند لیا گیا، انبیاء کرام نے اپنی امتوں سے اس بات کا عند لیا، اس عہد کا اہم سابقہ کی زبانوں اور کتابوں میں چرچا رہا، پھر کتابوں نے آپ کی آمد کی خبریں دیں، ایسے حوادث ظاہر ہوئے جو آپ کو آپ کی جستجو پر ابھارتے تھے، کچھ لوگوں کو ایسی خوفناک خوابیں دکھائی گئیں جو آپ کی تشریف آوری کی طرف اشارہ کرتی تھیں اور ان کی تعبیر دریافت کرنے پر مجبور کرتی تھیں، اس تعبیر سے آپ کی آمد کا حال کھل جاتا تھا، غیبی آوازوں نے دے دیے آپ کی بشارتیں دیں، یوں معلوم ہوتا تھا کہ پوری کی پوری کائنات ایک زبان ہے جو آپ کی خبریں دے رہی ہے، ایک ایسا ہاتھ ہے جو آپ کی طرف اشارہ کر رہا ہے، اس سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی نشاندہی اور کیا ہو سکتی ہے۔

”وَصَاحِبُ الْإِشَارَاتِ“ اشارہ کی جمع ہے۔ فرمائی نے کہا کہ اشارات کا جہان غیر محدود ہے، ان کی لطافت اور ان کے حسن کی وسعت کے سبب ان میں مختلف الوجوہ معانی کی گنجائش ہے، الفاظ کا جہان محدود ہے، نیز ان میں کشاف ہے، اس لئے ان میں اتنے پہلو دار معانی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس جگہ اشارات سے مراد کیا ہے؟ اس میں دو احتمال ہیں۔ (۱) صریح کلام اور عبارت کے علاوہ امور جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً معجزات، ادباصات (اعلان نبوت سے پہلے ظاہر ہونے والے خوارق) اور خوابیں۔

بخت نصر کا خواب

جیسے بخت نصر کا خواب جس کی تعبیر دانیال علیہ السلام نے بیان فرمائی۔

۱۔ بخت نصر مختلف ملاقوں میں جاہلی مچا کر پتل ٹوٹ گیا، وہاں اس نے ایک خواب دیکھی، اس کے بعد وہ ایک اور چیز دیکھی جس نے وہ خواب بھلا دی، اس کے پوچھنے پر حضرت دانیال علیہ السلام نے بتایا کہ تم نے ایک مجسمہ دیکھا جس کے پاؤں اور پنڈلیاں بکھتی ہوئی مٹی کی ہیں۔ گھٹنے تہتے کے 'بیٹ چاندی کا' سینہ سونے کا، گردن اور سر لوہے کا ہے۔ تم اسے پسندیدگی سے دیکھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک بھاری بھر پور چیز بھیجا جس نے اس مجسمے کو پاش پاش کر دیا۔ اس نے پوچھا، اس کی تعبیر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ بادشاہوں کی حکومتوں کی طرف اشارہ ہے۔ کسی کی حکومت کمزور، کسی کی قوی، کسی کی تخت اور خوبصورت، تیری بادشاہی لوہے کی طرح سخت اور غالب ہے، اور وہ بھاری بھر پور اللہ تعالیٰ نے بھیجا جس نے سب کو ریزہ ریزہ کر دیا، اس کا اشارہ اس مٹی کی طرف ہے جسے اللہ تعالیٰ آسمان سے بھیجے گا، پھر انہی کا اقتدار ہو گا۔

(الکامل لابن الاثیر (دار صادر، بیروت، ج: ۱، ص: ۲۶۶)

موبدان کا خواب اور سطح کا بن کی تعبیر

اور موبدان کی خواب ۱۔ جس کی تعبیر سطح نے بیان کی۔

۱۔ نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی شب ڈھلے سے شاہ فارس کے محل کے چندہ ٹکڑے مڑ گئے اور آٹھ باقی رہ گئے۔ مراکن کے بادشاہ سامان نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ اس نے اپنے ملک کے تمام موبدان، بادشاہ، نبوی اور ملوک یہود کی ایک جماعت کو بلایا، جنہیں موبدان کہا جاتا تھا، انہیں کہا کہ میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے، تم بتاؤ کہ وہ خواب کیا ہے؟ اور اس کی تعبیر کیا ہے؟ سب حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا، اس سوال کا جواب تمہیں سطح سے مل سکتا ہے، وہ سال میں ایک بار باہر نکلتا تھا اور آئندہ سال کی خبریں دیتا تھا، بادشاہ کا غما سکہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے بتایا کہ سمری نے خواب میں دیکھا کہ عربی گھوڑوں نے مراکن کو بھر دیا ہے اور وہ عراقی اونٹوں کو ہٹکاتے رہے وہاں سے نکال رہے ہیں، اور یہ نبی عربی ﷺ کی پیدائش کی نشانی ہے، جن کی نعت توراۃ اور انجیل میں ہے، اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ نبی عربی ﷺ کے صحابہ فارس کے شہروں کو فتح کریں گے، اور سامان کے انصاریں بادشاہ سے مراکن چھین لیں گے، محل کے باقی رہنے والے آٹھ ٹکڑوں کا اسی طرف اشارہ ہے، یہ کہہ کر سطح رو پڑے اور کہا سطح کی عمر ست کم باقی ہے اور وہ اس نبی عظیم ﷺ کی بعثت کے زمانے کو تمہیں پائے گا، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

(شرح تصدیق بردہ از شیخ زادہ (نور محمد، کراچی) ص ۳۳-۳۴)

۳۶ صریح عبارات کے بغیر دلالت کرنے والے امور مثلاً علوم و معارف، اسرار خیریں اور روئنا ہونے والے واقعات وغیرہ دو سزا احتمال زیادہ قریب ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۷ صاحب الکونانیت یہ کرامت کی جمع ہے اس سے مراد یا تو وہ عزت و کرامت اور شرافت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائی اور اس کے ذریعے آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت دی، یا تمام خارق عادت امور یا وہ خوارق مراد ہیں جو زمانِ بعثت سے پہلے صادر ہوئے۔

۳۸ "صاحب الغلامات" یہ علامت کی جمع ہے، اس سے مراد وہ علامات نبوت ہیں جن کے ذریعے اہل کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے تھے جس طرح وہ اپنے بیٹاں کو پہچانتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ تمام اہلیات اور معجزات مراد ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی نبوت پر دلائل ہیں اور جن سے آپ کی نبوت کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور وہ حد شمار سے باہر ہیں۔

۳۹ "صاحب النبیات" ایسے دلائل و براہین والے جو اپنے مدلول کی حقانیت اور صداقت پر قطعی طور پر دلالت کرتے ہیں جن کے بعد شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہ جاتی، اس میں معجزات اور ان کے علاوہ دلائل داخل ہیں۔ "بذل یتبین" کا معنی ظاہر ہونا ہے، اس سے پتہ بطور صفت مستقل ہے، بطور اسم بھی اس کا استعمال کثرت سے ہے۔

۴۰ "صاحب المعجزات" یہ معجزہ کی جمع ہے۔ معجزہ وہ خرق عادت امر ہے جو رسالت کے مخلصی کے ہاتھ پر اس کے ہونے کے موافق ظاہر ہو اور اس کے ساتھ زبانی یا دلالت حال سے چیلنج بھی پایا جائے اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔۔۔۔۔ چیلنج ہوائے رسالت ہے، یا یہ کہنا کہ کون معجزہ پیش کر سکتا ہے؟ اور جو کچھ میں لایا ہوں، اس کی مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ یا غیر کو عاجز کرنے کے لئے اس سے مقابلہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ مثلاً کہا جائے کہ اگر میری بات نہ مانو تو مجھ جیسا کام کر کے دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ" اور اگر تمہیں اس کتاب کے بارے میں شک ہے تو ہم نے اپنے خاص بندے پر نازل کی تو اس کی مثل ایک چھوٹی سی سورت لا کر دکھاؤ۔ امام الحرمین کے قول کے مطابق چیلنج یہ ہے کہ دعوائے نبوت کے وقت دعوے کو معجزے سے منسلک کرنا ہے۔

معجزہ، معجزہ سے مانوئے ہے اور وہ قدرت کے مقابل ہے۔ اصل میں اعجاز کا معنی معجز کا ثابت کرنا ہے، پھر بطور استعارہ اسے اعتبار معجز کے لئے استعمال کیا گیا، پھر معجز اس کا اسناد سبب معجز کی طرف کیا گیا، پھر اسے سبب معجز کا اسم قرار دے دیا گیا، اور اسے معجز کہا گیا، لفظ حقیقہ کی طرح اس میں نام و معنی سے اسمیت کی طرف نقل کے لئے ہے۔ بعض نے کہا: مبالغہ کے لئے ہے۔۔۔۔۔ چیلنج کے وقت رسول کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خوارق کو معجزہ کہنا علماء کلام کی اصطلاح ہے، ان کے نزدیک چیلنج کا اظہار رسول کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے خرق عادت امر کو صرف آیت اور دلیل کہتے ہیں، لیکن آیات مجموعی حیثیت سے سب کرام کے حق میں معجزہ ہیں، کیونکہ یہ آیات کثیرہ معجزہ کے ساتھ منضم ہیں، اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا: ہر نبی کو ایسی آیات عطا فرمائی گئیں جن کی مثل پر انسان ایمان لائے اور مجھے وہ وحی عطا کی گئی جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ متکلمین کے علاوہ دیگر اہل ائمہ نے اپنے خوارق کو دلائل نبوت اور آیات نبوت کہا ہے، اسی لئے وہ اس موضوع پر لکھی

کئی کتابوں کا نام دلائل النبوة یا دلائل الاغیاز رکھتے ہیں۔ اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، علماء کلام نے مجاہد کرام کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے، اور اولیاء کرام کے خوارق کو کرامات کہتے ہیں۔ امام احمد وغیرہ ائمہ سلف تمام خوارق معجزہ کہتے ہیں، ان کے نزدیک آیت اور یہاں کے الفاظ انبیاء کرام کے لئے مختص ہیں، بعض اوقات کرامت کو بھی آیات کہہ جاتا ہے، کیونکہ وہ اس نبی کی حقانیت کی دلیل ہیں جس کی پیروی اس دہانے کی ہے۔

۱۔ "غنی صاحب الخوارق الغادات" عادت وہ طریقہ جاریہ ہے جس کی تبدیلی عقل کے نزدیک جائز ہے، خرق عادت مطلب یہ ہوا کہ وہ طریقہ جاریہ، کسی ظاہری سبب کے بغیر تبدیل ہو جائے، اس جگہ وہ خوارق مراد ہیں جن کا تعلق بعادت ہے، مثلاً معجزات اور اربابسات۔

نسخہ سلیہ میں "الخوارق الغادات" ہے، خوارق پر بھی الف لام ہے، دوسرے بعض نسخوں میں الف لام کے

جے "الخوارق" جہر کی جگہ ہے، جہروں نے وہ طرح سلام عرض کیا (۱) قول سے یعنی انشاء غلینک کہا (۲) فعل سے سجدہ کیا۔

مکہ معظمہ میں پتھر حضور علیہ السلام کو سلام کرتا تھا

امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ معظمہ میں پتھر کو بچھاؤں جو بشت سے پہلے مجھے سلام کہنا کرتا تھا، میں اب بھی اسے بچھاؤں ہوں، بعض علماء نے کہا: وہ حجر اسود تھا، جس نے کہا: وہ دو سرا پتھر تھا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ کے بعض اطراف میں جانے کا اتفاق ہو درخت اور پتھر آپ کے سامنے آیا، اس نے کہا "السلام غلینک یا ذنون اللہ"۔ امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کی اسے حسن قرار دیا، امام بیہقی اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جبرائیل امین نے مجھے پیغام رسالت دیا تو درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتا، وہ کہتا "السلام غلینک یا ذنون اللہ"۔ یہ حدیث امام بزار اور ابو نعیم نے روایت کی، امام ابو نعیم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جس درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے آپ کو سجدہ کرتے۔

۱۔ "الخوارق" زمین پر پیشانی رکھنے کو سجدہ کہا جاتا ہے، اصل میں اس کا معنی جھکنا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کا معنی مخصوص اور تبادل ہے۔ مسجدا کا معنی ہوا عاجزی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔ نماز کے سجدے کو اس لئے سجدہ کہا گیا ہے، انتہائی عاجزی ہے۔

شجر و حجر صرف نبی کو سجدہ کرتے ہیں

اس سے پہلے ابھی ابھی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث گزر چکی ہے۔ امام ترمذی 'دلائل النبوة' میں اور امام ترمذی 'حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ' سے روایت ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے تقریباً بارہ سال کی عمر میں اپنے بیٹا ابو طالب کے ساتھ پہلا سفر شام کی طرف کیا۔ اس سفر میں آپ کا گزر بصرہ کے پاس سے ہوا تو اس نے آپ کے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے ایک سفید پادل دیکھا جو صرف آپ پر سایہ نکلن تھا اور کوئی پتھر اور درخت ایسا نہیں تھا جس نے آپ کو سجدہ نہ کیا ہو اور یہ کہ شجر و حجر صرف نبی کو ہی سجدہ کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ قافلے کے ساتھ ایک درخت کے سائے میں فروکش ہوئے تو اس کا سایہ آپ کی طرف پلٹ گیا۔ راہب نے کہا: دیکھو درخت کا سایہ آپ کی طرف پلٹ گیا ہے۔ علماء ہیرت و غیر ہم نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔

یہ تعلیمی سجدہ تھا جو غیر مملکت سے کیا۔ بعض علماء نے کہا کہ پہلی شریعتوں میں سجدہ تعلیمی محض جھکنے کا نام تھا۔ زمین پر ماتھا نہیں رکھا جاتا تھا۔ اساس الوقت کی کتاب میں ہے کہ سجدہ کا مجازی معنی جھکنا ہے کہا جاتا ہے شجر مناجد و منواجد جھکے ہوئے درخت اور النبیۃ تنسجد للربح کشی ہواؤں کے دباؤ کے آگے جھک گئی۔

درخت زمین پھاڑتا ہوا حاضر خدمت اقدس ہوا

حضرت علی بن مرہ شافعی فرماتے ہیں۔ ہم نے دوران سفر ایک جگہ قیام کیا۔ نبی اکرم ﷺ استراحت فرماتے تھے کہ ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا حاضر ہوا اور آپ کو احاطہ لیا، پھر اپنی جگہ چلا گیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے میری بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ یہ حدیث امام بغوی نے شرح السنہ میں روایت کی۔۔۔ متعدد احادیث میں نبی اکرم ﷺ سے درختوں کے ہم قیام ہونے، آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنے، آپ کی فراموشداری کرنے، آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور پھر اپنی جگہ واپس چلے جانے اور آپ کی رسالت کی گواہی دینے کا ذکر ہے۔

۱۰ الا زھار زھرفانی جمع ہے اس کا معنی ہے منبر اور شگوفہ 'اس جگہ مجازی نسبت ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ شگوفوں کے خلاف کھل گئے جن تعلیلیہ ہے 'مراویہ ہے کہ آپ کے نور کی برکت سے وہ شگوفے عالم وجود میں آئے جن کی نشان دہی یہ ہے کہ ان کے خلاف کھل جاتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن ابتدائیہ ہو 'اب مطلب یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کے نور سے شگوفے پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے یہ گٹھگوڑ گزر چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا نور اصل کائنات ہے۔ خاص طور پر شگوفوں اور پھولوں کا ذکر ان کے حسن رنگ اور خوشبو کی بنا پر کیا گیا ہے اور اس لئے کہ ان میں جنت کی خوشبو کی ایک جھلک ہے۔

یہ حدیث کہ گلاب کا پھول نبی اکرم ﷺ یا براق کے پسینے سے پیدا ہوا تو علامہ زرکشی نے فرمایا: کہ مسند الفردوس اور ابن

فارس کی کتاب الرحمان میں یہ متعدد سندوں سے مروی ہے۔ امام قزوینی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ سیوطی قزوینی نے اپنی عساکر نے فرمایا: یہ موضوع ہے۔۔۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے اسے موضوع قرار دیا۔

کھجوروں کے تین سو پودے

مل الانصار وہ ذات اقدس جن کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت و کرامت کے سبب پھل پک گئے۔۔۔ اس کے بارے میں مطلب ہو سکتے ہیں۔ (۱) ان حضرات کی طرف اشارہ ہے جنہیں نبی اکرم ﷺ کھجور کے تر اور مادہ کے ملاپ سے منع فرمایا تھا۔ ان کی کھجوروں نے ملاپ کے بغیر پھل دیا۔ (۲) یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: کہ اپنے مولا سے اپنی آزادی کا سودا کریں۔ ان کے مولانا نے کہا کہ تم تین سو کھجوروں کے پودے لگاؤ اور پھل دے۔ تب تک ان کی دیکھ بھال کرو۔ اس کے علاوہ چالیس اوقیہ سونا ادا کر دو تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ انہوں نے یہ تمام شرائط نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ پودے لگانے میں ان کی امداد کرو اور خود آپ نے اپنے دست اقدس سے پودے لگائے۔ ان میں سے کوئی بھی ضائع نہیں ہوا بلکہ اسی سال سب کے سب بار آور ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک پودا کسی اور نے لگایا وہ سرسبز نہیں ہوا۔ آپ نے اسے اکھیر کر دوبارہ لگایا تو اس نے بھی اسی سال پھل دیا۔ نیز انہیں مرغی کے انڈے برابر سونے کی ذلی زبان اقدس پر پھیر کر دی۔ جس میں سے انہوں نے چالیس اوقیہ کی مقدار سونا قبول کر لیا۔ مولا کو دیا اور اتفاقاً سونا ان کے پاس پہنچ گیا۔ (۳) تمام پھل مراد ہوں کیونکہ جو بھلائی بھی وجود میں آئی ہے وہ آپ ہی کے سب اور آپ ہی کی برکت سے ہے۔ خاص طور پر پھلوں کا ذکر ان کے حسن۔ ان کے خصوصی نعمت ہونے۔ خوراک کے لئے ان کی سخت حاجت ہونے اور دلوں میں ان کا شوق پائے جانے کے سبب کیا گیا ہے۔

خشک لکڑی سرسبز ہو گئی

اِخْطُوتٌ مِّنْ وَضْئِهِ الْاَشْجَارُ جن کے وضو کے پانی سے درخت سرسبز ہو گئے۔ وضوءِ واؤ کے فتح کے ساتھ وضو میں استعمال کیا جانے والا پانی۔۔۔ جس واقعہ کی طرف مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے ہمارے علم میں نہیں ہے۔ صاحب مواہب نے ذکر کیا کہ خشک لکڑی نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس میں سرسبز ہو گئی اور اس کے پتے نکل آئے۔ ممکن ہے کہ صاحب مواہب نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اس کھجور کی طرف اشارہ کیا ہو جس کا ذکر اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ خشک ہو گئی تھی۔ آپ نے اسے کھود کر دوبارہ لگایا تو وہ سرسبز اور بار آور ہو گئی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی دوسرے واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔

جَمِيعُ الْاَشْجَارِ جن کے نور سے تمام حسی اور معنوی اور تمام انبیاء و مرسلین اور ملائکہ علیہم السلام کے انوار پھیلے ہوئے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ تَحْطُ الْأَوْزَارُ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما جن پر درود بھیجنے سے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اے اللہ! اس نبی پر

بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ تَنَالُ مَنَازِلُ الْأَبْرَارِ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

رحمتیں نازل فرما جن پر درود بھیجنے سے نیکیوں کے مرتبے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اے اللہ! اس نبی پر

بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ يُرْحَمُ الْكِبَارُ وَالصِّغَارُ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

رحمتیں نازل فرما جن پر درود بھیجنے سے بڑوں اور چھوٹوں پر رحم کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! اس نبی پر

بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ نَتَنَعَّمُ فِي هَذِهِ الدَّارِ وَفِي تِلْكَ الدَّارِ ○

رحمتیں نازل فرما جن پر درود بھیجنے سے ہم دنیا اور آخرت میں نعمتیں پاتے ہیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ تَنَالُ رَحْمَةُ الْعَزِيزِ ○ الْغَفَّارِ ○

اے اللہ! اس نبی پر رحمتیں نازل فرما جن پر درود بھیجنے سے غالب و استغنیٰ والے کی رحمت حاصل کی جاتی ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمَنْصُورِ ○ الْمُؤَيَّدِ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ ○ الْمُمَجَّدِ ○

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اس نبی پر جنہیں نصرت و قوت دی گئی۔ اے اللہ! رحمتیں نازل فرما پرگزیدہ و برگزیدہ کے نبی پر

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَنْ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ پر اے اللہ! رحمتیں نازل فرما

كَانَ إِذَا مَشَى فِي الْبَرِّ الْأَقْفَرِ تَعَلَّقَتْ الْوُحُوشُ بِأَذْيَالِهِ ○

اس نبی پر جب وہ بے آب و گیاہ جگہ میں چلتے تھے تو وحشی جانور ان کے دامن سے لپٹ جاتے تھے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا

اے اللہ! اپنے حبیب آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر رحمتیں نازل فرما اور خوب خوب سلامتی نازل فرما۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

اور تمام تعریفیں سب جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لئے۔

۱۔ اَلْاَوَزَارُ: وزر کی جمع ہے اس کا معنی ہے گناہ کا بھاری بوجھ۔ درود پاک کا گناہوں کا کفارہ ہونا احادیث میں وارد ہے ان

سے یہ کہ اس سے پہلے فضائل میں مذکور ہو چکی ہیں، اس درود شریف اور آئندہ درودوں میں مجرور کو اس کے عامل سے پہلے

کرانے سے مقصود ہر نہیں ہے (یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف درود شریف گناہوں کا کفارہ ہے)

ہے المصلوٰۃ جن کی خصوصی شہرت و اعانت کی گئی۔ کیونکہ شہرت کا معنی بطور محبت امداد کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں فرمایا:

إِنَّمَا تَصَلُّوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ

اگر تم ان کی اداوند کرو تو اللہ نے ان کی امداد فرمائی۔

وَيَنْصُرُكَ اللَّهُ تَصْنَعًا عَزِيزًا

اور اللہ تمہاری شان و شوکت والی امداد فرمائے گا۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ

جب اللہ کی امداد اور فتح آئی

المصطفیٰ جن کو قوت و تائید عطا کی گئی۔ اِنْدَ کا معنی قوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي أَنْذَكَ بِصُلْحِ الْمُؤْمِنِينَ، اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری تائید کی اپنی امداد اور مومنین سے۔

وَالْمُخْتَارِ وہ جنہیں منتخب کیا گیا اور تمام مخلوق میں سے اعلیٰ ترین مرتبہ عطا کیا گیا۔

الْمُصْجِدِ بَیْمِ کے فتح کے ساتھ اسم مفعول ہے۔ وہ جن کے انحال و کردار کو عزت و شرافت دی گئی یا وہ کہ عظیم شرافت و سعادت اکثریہ غیر اور حمد و غیر فضیلت کے ساتھ جن کی تعریف و توصیف کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیحد اعلیٰ طور پر ہر خلق عظیم عطا کیا اور ہر محترم وصف سے مزین کیا اور آپ کی تعریف میں فرمایا:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

اور اے حبیب! بے شک تم عظیم خلق پر فائز ہو

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

خَرِيفٌ عَلَيْكُمْ بِأَلْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

یقین تمہارے پاس تم میں سے ایک عظیم رسول تشریف لایا۔ جسے تمہارا مشقت میں واقع ہونا گراں ہے۔ تم پر بڑی حرص والا مومنوں کے لئے بہت ہی مہربان رحم والا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

اور اے حبیب! ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔

اس کے علاوہ بہت ہی آیات ہیں جو وسیع فضیلت اور بلند ترین شرافت پر ال ہیں جہاں تک آپ کے علاوہ کسی مخلوق کی پہنچ نہیں ہو سکتی۔

آپ کا اسم گرامی روحانی لذت کا باعث ہے

۱. مَوْلَانَا مُحَمَّدِ اس سے پہلے بعض بزرگوں کا یہ قول گزر چکا ہے، نبی اکرم ﷺ کا یہ اسم گرامی تمام مسلمانوں نزدیک سننے میں سب سے زیادہ روحانی لذت کا باعث اور سید المرسلین ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا سب سے زیادہ شوق والا ہے۔

۲. کنزِ معانی، علماء اصول کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ لفظ مکانِ لغت اور حرف کے لحاظ سے تکرار کو نہیں چاہیہ البتہ حاجب اور ابنِ وقیف العید فرماتے ہیں کہ یہ کسی چیز کے بار بار پائے جانے پر عرفا دلالت کرتا ہے۔

۳. فی النبی صحرَاء اور کھلی زمین الافقصر آبادی سے خالی، تَعَلَّقْتُ پھٹ جاتے اَلْوَحْشُ وَحْش کی جمع، جنگل کے دو دو انسان سے مانوس نہیں ہوتے۔ بِأَذْنِ اللَّهِ ذُنُوبُ کی جمع، ہر شے کا کارا، چاور اور کپڑے کا لٹکنے والا حصہ۔

۴. ابو عبد اللہ عربی فرماتے ہیں، بہت دفعہ امداد اور پناہ کا طلب گار اس شخصیت کے دامن سے لپٹ جاتا ہے جس کی پناہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر محض امداد اور پناہ طلب کرنے کے معنی میں استعمال کیا گیا، اگرچہ اس کے کپڑے کو نہ چھوئے۔ اس حدیث کا

معنی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وحشی جانور نبی اکرم ﷺ کی پناہ اور امداد کے طلب گار ہوئے۔ جیسے کہ بھڑی اور تھوڑی پرندہ کی حدیث میں ہے۔ دوسری مثال اس صورت میں ہے جب پرندوں پر بھی وحشی کا اطلاق ہوتا ہو۔ یہ دونوں واقعہ اس سے

پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ بھی اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ لفظ مکان اور اذا کسی شے کے بار بار پائے جانے پر دلالت نہیں کرتے بلکہ یہ لازم نہیں آتا کہ آپ جب بھی جنگل میں تشریف لے گئے ہوں وحشی جانور آپ کے دامنِ القدس سے وابستہ ہوں۔ ایک دو دفعہ ایسا ہونے سے یہ بات سچی ہو جائے گی۔

۵. وَالْخَضَّةُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے کہ اس نے ہم پر احسان فرمایا اور اس نے نبی کریم ﷺ کو ہم میں مبعوث فرمایا۔ ہمیں ان کی محبت، ان پر ایمان لانے، ان کی پیروی کرنے اور ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی ہدایت فرمائی اور ہمیں اس کے وسیع فضل و کرم سے قبولیت اور مقصد تک پہنچانے کی امید ہے۔

صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا اجر

چونکہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اس درود شریف والے سنے اپنے درود کو اہل جنت کے آخری کلمے (الْخَضَّةُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) پر ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کے

جنت کا اہل بنائے، آپ پر افضل و اتم صلوٰۃ و سلام ہو۔۔۔۔۔ یہ کیفیت درود پاک کی فصل کے پہلے چوتھائی حصے کا آخرت تشریف اللہ رب العزت کے لئے جس کے انعام سے نیکیاں پانچ تھکیل کو پہنچتی ہیں اور صلوٰۃ و سلام ہمارے آقا و مولا

محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو روشن آیات اور ختم نبوت و رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور آپ کی تبعیت میں آپ کی اصحاب، آپ کی جماعت اور ازواج مطہرات پر۔۔۔۔۔ اس کے بعد کیفیت صلوٰۃ کا رابع خالی شروع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر

اور امداد دینے والا ہے۔

ابْتَدَأَ الرَّبُّعَ الثَّانِيَّ

دوسرے چوتھائی حصے کی ابتدا

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ حِلْمِهِ بَعْدَ عِلْمِهِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے اس کے حلم پر باوجود اس کے علم کے

وَعَلَىٰ عَفْوِهِ بَعْدَ قُدْرَتِهِ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ

اور اس کے معاف کرنے پر باوجود قدرت کے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں مخلوق سے

مِنَ الْفَقْرِ إِلَّا إِلَيْكَ ۝ وَمِنَ الذِّلِّ إِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ

مگر تیری طرف، اور ذلیل ہونے سے مگر تجھے آگے، اور خوف سے

إِلَّا مِنْكَ ۝ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَقُولَ زُورًا ۝ أَوْ أَغْشَىٰ

مگر تجھ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں جھوٹ بولوں یا بدکاری کا کار تکلم کروں

فَجُورًا ۝ أَوْ أَكُونُ بِكَ مَغْرُورًا ۝ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

یا تجھے فضل پر مغرور ہو جاؤں۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں

شَمَاتَةٍ ۝ الْأَعْدَاءِ وَغُضَابِ الدَّاءِ وَخَيْبَةِ الرَّجَاءِ

دشمنوں کی خوشی سے اور شدید بیماری سے اور امید کی ناگہانی اور نعمت کے زائل ہونے۔

وَزَوَالِ النِّعْمَةِ وَفَجَاءَةِ النِّقْمَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ

اور اچانک مصیبت کے آجانے سے۔ اے اللہ! رحمتیں نازل فرما

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَآجِزْهُ ۝ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ان پر سلامتی نازل فرما اور ہماری طرف سے انہیں وہ جزا عطا فرما

حَبِيبِكَ ثَلَاثًا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ

جس کے وہ لائق ہیں، تجھے حبیب ہیں (تین مرتبہ پڑھئے) اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا ابراہیم علیہ السلام پر

وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَآجِزْهُ ۝ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ خَلِيلُكَ ثَلَاثًا ۝

اور ان پر سلامتی نازل فرما اور انہیں وہ جزا عطا فرما جس کے وہ لائق ہیں، تجھے خلیل ہیں (تین مرتبہ پڑھئے)

۱۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی جَلْبِہِ" ایک نسخے میں جس پر اعتماد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے 'بسم اللہ شریف کے بعد یہ

ہے۔

صَلٰی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم وَ صَلَواتُہٗ عَلٰیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اس کے بعد ہے 'اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی جَلْبِہِ اس کے علاوہ کسی نسخے میں یہ عبارت نہیں ہے۔ غلی جلیبہ کا معنی ہے گنہگار سے عزم کا سہارا کرنے پر۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک حلیم کا تقضائے حلیم وہ ہے جو گنہگاروں کی بافرمانی کی مخالفت دیکھ کر پوری قدرت کے باوجود جلدی انتقام نہ لے۔

بغذ جلیبہ یعنی بعد اس کے کہ گنہگار کی بافرمانی کو جان لے اور معصیت کے جاننے کے باوجود یہ بات نعت پر غور و اظہار اور ذکرِ نعمت کے مقام میں گنگو کو طول دینے کے طور پر ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کے وجود سے پہلے اور ہر مہم و مہم کو تحمل طور پر محیط ہے۔ یہ مسئلہ استدلال واضح ہے کہ اس پر تنبیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت حلیم

مصنف کے کلام میں اگر حلیم سے مراد اس کا اثر ہو یعنی سبب کے پائے جانے کے باوجود انتقام نہ لینا اور علم کے بعد حلیم کا اثر کا پایا جانا مراد ہو جیسے کہ ظاہر ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ اور اگر حلیم سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفت مراد ہو تو ترشیب حلیم لفظ سے بعد میں ہونا مراد ہے، کیونکہ عقلی طور پر سبب کا علم پہلے ہوتا ہے اور حلیم کا تصور بعد میں۔ جو شخص گنہگار کو اس کے نہیں دیتا کہ اسے اس کی بافرمانی کا علم نہیں ہے، اسے حلیم نہیں کہا جائے گا۔ حلیم جب کھلائے گا جب اسے معصیت کا علم پھر سزا نہ دے۔ یہ اس وقت ہے جب کہا جائے کہ حلیم صفات معافی میں سے ہے یا صفات سلبیہ اور تخریبہ میں سے ہے اسے صفات فعل و تنوین میں سے قرار دیا جائے جس کا مطلب ہے کائنات کا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادے سے صاف بعدیت اپنے معنی پر محمول ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کے فعل سے پہلے ہے۔ ازل میں اللہ تعالیٰ کو صفت حلیم سے مراد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس صفت کا تعلق غلو اور درگزر سے ہو سکتا ہے اور اس کا وہی حکم ہو گا جو صفات معافی اور سلبیہ کا ہے، جیسے کہ اس سے کچھ پہلے گزر چکا ہے 'واللہ تعالیٰ اعلم

وَعَلٰی عَلَیْہِ سَلَامٌ اور اس کے گناہوں کو مٹا دینے اور ان سے درگزر کرنے پر۔ بَعْدَ فَعْلٍ زَجْرٌ سزا دینے پر قادر ہونے کے قدرت کا معنی یہ ہے کہ چاہے تو کرے اور چاہے تو ترک کر دے۔ بعدیت کا اس جگہ وہی مطلب ہے جو اس سے پہلے ہے۔ جلدی سزا نہ دینا اور گناہوں کا معاف کر دینا احسان و انعام ہے۔ یہ حمد و ثناء احسان و انعام پر ہے، اس لئے یہ حمد و ثناء اور شکر بھی۔

حاطین عرش آٹھ فرشتے ہیں

حاطہ میں دو کتابیں ہارون بن راب اسدی اور حسان بن عطیہ سے مروی ہے کہ عرش کے حامل آٹھ فرشتے ہیں، وہ یکے بعد دیگرے حسن اور نرم آواز میں ان کلمات کا ورد کرتے ہیں۔ ان میں سے چار کہتے ہیں **سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلِيُّ جَلِيلِكَ** ہم تیری پاکیزگی اور حمد بیان کرتے ہیں علم کے باوجود تیرے علم پر۔ اور چار کہتے ہیں **سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلِيُّ عَظِيمِكَ** ہم تیری پاکیزگی اور حمد بیان کرتے ہیں قدرت کے باوجود معاف کرنے پر۔

۱۔ **إِنَّ إِلَٰهَ الْإِنْسَانِ** اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیرے سوا کسی بھی چیز کی طرف محتاج اور مجبور ہونے سے "وَ جِنِّ الْذِّی" اس کا معنی ہے حقیر، ذلیل اور بے قدر ہونا۔ وَ جِنِّ الْخَوْفِ اس کا معنی ہے کسی موجود سے ناپسندیدہ چیز کی توقع رکھنا۔ یہ تین چیزیں جن سے پناہ مانگی گئی ہے۔ سب ایمان کی کمزوری۔ غلبہ و ہم اور بصیرت کے بے تور ہونے کا نتیجہ ہیں، درحقیقت ان ہی اشیاء سے پناہ مانگی گئی ہے۔

جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے

"أَنْ أَتَقُولَ زُورًا" میں تیری پناہ مانگتا ہوں جھوٹ بولنے سے، کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی قیامت بڑے شد و مد سے بیان فرمائی۔ جب آپ نے کبیرہ گناہ متنبی کر کے بیان کئے تو آپ پہلے حکم لگا کر تشریف فرما تھے۔ پھر میدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرماتے گئے خردارا! اور جھوٹ بولنا۔ یہ کلمات بار بار دہرائے۔ یہاں تک کہ حاضرین نے کہا کہ اب آپ خاموش نہیں ہوں گے اور ازراہ ہمدردی کہا کہ کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔ زور کا معنی ہے جھوٹ بولنا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور ہر باطل اور طمع کی ہوتی چیز:

أَوْ أَطْعَمُنِي فَجَبَزَا یا میں معصیت کا ارتکاب کروں۔ فجور کا معنی ہے اطاعت سے نکل جانا اور گناہوں مثلاً زنا، جھوٹ وغیرہ کا دلیر ہونا۔

أَوْ أَنْ أَكْفُرَ یا میں تیری بارگاہ میں مغفورا شیطان یا نفس امارہ کی طرف سے تیرے بارے میں دھوکے میں ڈال دیا جاؤں اور تیری ناقربانی میں دلیر بنا دیا جاؤں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مغرور ہونا خسارے والوں اور غفلوں کا شیوہ ہے۔ مغرور ہونا کیا ہے؟ گناہوں اور برے کاموں میں شہمک ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے غلامی ہونے کے باوجود شکر کا حق ادا کرنے اور ان سے توبہ و استغفار کرنے کے لئے تیار نہ ہونا، مہلت کے زمانے سے فائدہ نہ اٹھانا اور سزا کے موخر کئے جانے کو اس بات پر محمول کرنا کہ وہ مستحق انعام ہے، حالانکہ یہ سحر حق اور استمد راج ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَرَحَّمْتَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل پر جیسے تو نے

وَبَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

رحمتیں، برکتیں اور برکتیں نازل فرمائیں ہمارے آقا ابراہیم پر تمام جہانوں میں، بے شک تو تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے۔

عَدَدَ خَلْقِكَ وَرَضٰی نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ

اپنی مخلوق کی تعداد، اپنی ذات کی رضا، اپنے عرش کے وزن اور اپنے کلمات کی سیاہی کے مطابق

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّی عَلَیْهِ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے آپ پر درود بھیجا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَیْهِ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے آپ پر درود نہیں بھیجا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صَلَّی عَلَیْهِ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان درودوں کی تعداد میں جو آپ پر بھیجے گئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَضْعَافَ مَا صَلَّی عَلَیْهِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان درودوں سے کئی گنا زیادہ جو آپ پر بھیجے گئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهُ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جن کے آپ لائق ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهُ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جسے تو محبوب رکھتا ہے اور ان کے لئے تو پسند فرماتا ہے۔

اَلْحِزْبُ الثَّالِثُ فِيْ يَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ

تیسرا حزب بدھ کے دن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِهِ فِي الْاَجْسَادِ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح پر روحوں میں اور آپ کے جسد اقدس پر جسموں میں

وَعَلَى قَبْرِهِ فِي الْقُبُورِ ۖ وَ عَلَى إِلَهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ ۝

اور آپ کے مزار انور پر قبروں میں اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر اور سلامتی نازل فرما۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ ۝

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جب بھی یاد کرنے والے آپ کو یاد کریں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جب بھی غفلت والے آپ کے ذکر سے غفلت کریں۔

۱۔ عَذَذَ خَلْقِكَ یعنی جتنی تیری مخلوق ہے جو ہر ہو یا عرض، جن ہو یا بے جان، بیٹھ ہو یا مرکب، عالم غیب میں ہو یا عالم

میں۔ ماضی میں ہو یا حال اور مستقبل میں۔

عَذَذَ مَنْ صَلَّيْ عَلَيْهِ ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے آپ پر زبان سے درود بھیجا۔ زبان سے بھیجنے کی قید اس سے

عنی ہے کہ اس میں درود نہ بھیجنے والوں کا بھی ذکر ہے جب کہ زبان حال سے تو ہر موجود آپ پر درود بھیجتے والا ہے۔

۲۔ "وَنُظِي لَكَ" یہ ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے۔ محبت اور رضا کا معنی ایک ہے۔۔۔۔۔ دو سرائب ختم ہو۔

خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت شفاعت کا سبب ہے

سَلِّ فِي الْأَزْوَاجِ یعنی وہ روحیں جن پر ہم درود بھیجتے ہیں۔ اے اللہ! تو ان میں نبی اکرم ﷺ کی روح انور پر رحمت

فرما۔ یا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ! ان روحوں میں سے آپ کی روح اقدس پر خصوصی رحمت نازل فرما۔۔۔ یہاں سے

حزب شروع ہو رہا ہے۔ حضرت جبرائیل فاطمی اور ابن وداہ نے حدیث کے حوالے سے اس درود پاک کا ذکر کیا۔ فاطمی

ہیں کہ جو شخص ان کلمات سے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے گا اسے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی۔ حضرت ابن

ابن وداہ کی روایت میں ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ قیامت کے دن میری زیارت کرے گا اور مجھے قیامت کے

میری زیارت نصیب ہوگی۔ میں اس کی شفاعت کروں گا اور جس خوش بخت کو میری شفاعت حاصل ہوگی وہ میرے حوض

پانی پئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کا جسم آگ پر حرام فرماوے گا۔ حضرت جبرائیل نے کتاب القرۃ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی

خواب میں زیارت کے لئے درود شریف

اَسْتَغْنِي الشَّيْءَ فِي فَضْلِ الْمَلَكَةِ عَلَى الْمُسْتَظْلِي فِي نَبِيِّ اَكْرَمِ الْمَلَكَةِ سے مروی ہے جو شخص یہ درود شریف

اسے خواب میں میری زیارت کی سعادت حاصل ہو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى ذَوِي مَحْضِدٍ فِي الْأَزْوَاجِ وَ صَلِّ عَلَى
جَنَسِ مَحْضِدٍ فِي الْأَجْنَسِ وَ صَلِّ عَلَى قَبْرِ مَحْضِدٍ فِي
الْقُبُورِ اللَّهُمَّ بَلِّغْ ذَوِي مَحْضِدٍ جَنَّتِ نَجِيَّةً وَسَلَامًا

حافظ دمیاطی نے یہ حدیث عمل الیوم واللیلہ میں بیان کی۔

یہ ”فی القبور“ مطلب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی روح اور جسم اطہر اور روحہ القدس پر رحمت و کرم کی بارش
نازل فرما جن روحوں پر اس جگہ درود بھیجا گیا ہے ان سے فرشتوں اور اہل ایمان جنتوں اور انسانوں کی روحیں مراد ہیں۔ اجسام
سے اہل ایمان انسانوں کے اجسام اور قبروں سے انہی کی قبریں مراد ہیں۔

و سلیم یہ فعل دعا ہے اس کا عطف صلّی پر ہے اس لئے اس کے لام کے نیچے کسرو ہے اور ہم ساکن ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

اے اللہ! رحمتیں اور برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

وَ أَزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ صَلَوةٌ

آپ کی ازواجِ مطہرات اموات المؤمنین آپ کی اولاد اور اہل بیت پر

وَسَلَامًا لَا يُحْصَى ۚ عَدَدُهُمَا وَلَا يَقْطَعُ مَدَدُهُمَا

اتنی رحمتیں اور سلام جن کا شمار نہ کیا جاسکے اور جن کی زیادتی منقطع نہ ہو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان اشیاء کی تعداد میں جن کا تحیرے علم نے احاطہ کیا

وَ أَحْصَاهُ كِتَابُكَ صَلَوةٌ تَكُونُ لَكَ رِضًى وَ لِحَقِّهِ أَدَاءٌ

اور تیری کتاب نے ضبط کیا ایسی رحمتیں جو تیری رضا کا باعث اور ان کے حق کی ادائی ہوں

وَ أَعْطِهِ الْوَسِيلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَ ابْعَثْهُ

اور آپ کو مقام و وسیلہ، فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور

اللَّهُمَّ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَ اجْزِهِ عَنَّا مَا هُوَ أَهْلُهُ

اے اللہ! آپ کو مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے

وَ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشَّهَدَاءِ

اور ہماری طرف سے آپ کو وہ ۱۷ عطا فرما جس کے آپ لائق ہیں اور آپ کے بھائیوں انبیاء پر اور صدیقین شہیدوں

وَالصَّالِحِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ

اور انبیاء پر اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کو

الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝

قرب والی منزل پر قیامت کے دن قار فرما اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اَللّٰهُمَّ ۝ تَوَجَّهْ بِتَاجِ الْعِزِّ وَالرِّضَا وَالْكَرَامَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ

اے اللہ! آپ کو عزت، خوشنودی اور کرامت کا تاج عطا فرما اے اللہ!

لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَكَ لِنَفْسِهِ ۝ وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جو کچھ تجھ سے اپنے لئے مانگا

مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا سَأَلَكَ لِهٖ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ وَاَعْطِ لِسَيِّدِنَا

اس کا افضل انہیں عطا فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ افضل مرتبہ عطا فرما جو تیری مخلوق میں سے

مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا اَنْتَ مُسْتَوْثِلٌ لَّهٗ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

کسی نے آپ کے لئے تجھ سے طلب کیا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ افضل مقام عطا فرما جو تجھ سے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ سَيِّدِنَا اٰدَمَ ۝ وَّ سَيِّدِنَا

قیامت تک مانگا جائے گا اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے آقا حضرت آدم

نُوْحٍ وَّ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَّ سَيِّدِنَا مُوْسٰی وَّ سَيِّدِنَا عِيْسٰی

ہمارے آقا حضرت نوح ہمارے آقا حضرت ابراہیم ہمارے آقا حضرت موسیٰ ہمارے آقا حضرت عیسیٰ

وَمَا بَيْنَهُمْ مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ

اور ان انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جو ان کے درمیان تھے اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ثَلَاثًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

اور سلامتی ان سب پر (تین مرتبہ پڑھیں) اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے جد امجد

اَبِيْنَا سَيِّدِنَا اٰدَمَ وَاُمَّنَا سَيِّدَتَنَا حَوَّاءَ صَلَوَةُ

سیدنا آدم اور ہماری ماں سیدہ حواء پر اپنے فرشتوں کا درود اور انہیں خوشنودی عطا فرما

مَلِكِكَ وَأَعْطِهِمَا مِنَ الرِّضْوَانِ حَتَّى تَرْضِيَهُمَا وَأَجْزِهِمَا

یہاں تک کہ تو انہیں راضی کر دے اور انہیں جزا عطا فرما

اللَّهُمَّ أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ بِهِ أَبَاوَأُمَّاعَنْ وَلَدَيْهِمَا ○

اے اللہ! وہ افضل جزاء جو تو نے کسی باپ اور ماں کو ان کی اولاد کی طرف سے عطا فرمائی ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا جِبْرِيلَ وَ سَيِّدِنَا مِيكَائِيلَ وَ سَيِّدِنَا إِسْرَافِيلَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا جبرائیل، ہمارے آقا میکائیل، ہمارے آقا اسرافیل

وَ سَيِّدِنَا عِزْرَآئِيلَ وَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَ عَلَى الْمَلَائِكَةِ وَالْمُقَرَّبِينَ

ہمارے آقا عزرائیل، عظیم السلام پر اور عرش کے اٹھانے والوں پر فرشتوں پر اور مقربین پر

وَ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ

اور تمام انبیاء و مرسلین پر عظیم السلام، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو ان سب پر (تین مرتبہ پڑھیں)

أَجْمَعِينَ ثَلَاثًا ○ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا عِلِمْتَ

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان اشیاء کی تعداد میں جنہیں تو جانتا ہے اور ان چیزوں کی

وَمِثْلَ مَا عِلِمْتَ وَ زِنَةَ مَا عِلِمْتَ وَ مِثْلَ مَا عِلِمْتَ ○

پہلی کے برابر جو تیرے علم میں ہیں اور ان چیزوں کے وزن کے برابر جو تیرے علم میں ہیں اور اپنے کلمات کی سیاقی کے برابر

لَا يَخْصِي عَدَدُهُمَا انِ اَيْسَ صَلَوةٍ وَسَلَامٍ كِه ان كى كَلْمَتى كُى اَسْتِجَابَ كُوتَ پُچھى كِه ان كاسلسلہ كُىس ختم كى نَه كُوتَ

وَلَا يَنْقُطُ عَدَدُهُمَا اور ان كى زيادتى كُىس مَسْكُوتَ نَه كُوتَ

تَكُونُ لَكَ وَحْدًا وَ يَخْفَى أَذَانَهُ اَلِيَا درود پاك كِه تيرى رضا كا باعث اور نبي اكرم ﷺ كِه حق كى اولادى كا ذريعہ كُوتَ يَه وَه

درود شريف ہو گا جو محبت، شوق، تعظيم، اخلاص اور دل كى تمام تر توجہ كِه ہو، جسے تو اپنے فضل كِه قبول فرمائے۔

ثُمَّ وَ عَلَى جَمِيعِ اِخْوَانِهِ اس كا عطف عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كِه ہے، يَه وَى درود شريف كِه جو حزب رايغ كى ابتدا ميں آريا

كِه يَه قُوتِ الْقُلُوبِ، اَحِبَاءِ الْعُلُومِ اور كُفَايَه كِه منقول كِه يَه ان كُتَابِوں ميں كَلِمَاتِ طيبات اس طرِغ كِه وَ صَلِّ عَلَى جَمِيعِ

اِخْوَانِهِ كُىن لَفْظِ صَلِّ دوباره لايَا كُيا كِه يَه

مِنْ بَيَانِيَه كِه اس كا ترجمہ كُىن كُيا جاسكتا كِه يَه اَلشَّيْخَيْنِ اَحِبَاءِ عَظِيمِ الْاِسْلَامِ كا نَبِي اكرم ﷺ كِه لُغَةً كُىن كُىن معروف كِه

اور اَحَابِيت ميں اس كى تَهَرِيج آجكى كِه يَه اَلصَّابِقَيْنِ كا عطف نَبِيَّيْنِ كِه ہو سكتا كِه يَه لَهذا وَه كُىن كُىن آپ كى اخوت كِه حامل كُىن

کے 'اسی طرح بعد میں آنے والے معطوف 'شہداء اور صالحین' ان سب حضرات کی اخوت 'اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ اس کی محبت اس کی رضا کے لئے محبت' ختمی و صلاح اور آیت مبارکہ (الْمُشْبِقِينَ وَالْمُشْبِقِينَ وَالْمُشْبِقِينَ) میں ذکر ہے۔ اعتبار سے ہے۔ اس لحاظ سے وہ سب اخوت کے حامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے مومنوں کو اخوت کے عنوان سے یاد کر کے سرفراز فرمایا ہے۔ امام مسلم کی حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے، صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا: تم تو میرے صحابہ ہو۔ ہمارے دل وہ ہیں جو بعد میں آئیں گے۔ امام احمدؒ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں سے ملاقات کرتا جو مجھ پر ایمان لائے۔ لیکن میری زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ ۱۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ الْعِبْرَةِ بَيْنَ كَا عطف استغناء پر ہو، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دیگر انبیاء کرام کی اخوت مومنوں کی اخوت سے خاص ہے، کیونکہ انبیاء کرام آپ کے ساتھ مطلق ایمان سے زیادہ خاص وصف، یعنی نفس نبوت میں شریک ہیں۔

صِبْغَتَيْنِ صدق سے مشتق اور صِبْغَتَيْنِ کی جمع ہے اور وہ میلان کا صیغہ ہے۔ (بہت ہی سچا) بعض نے کہا کہ تصدیق سے مشتق ہے۔ بعض نے اسے صداقت (دوستی) سے مشتق قرار دیا۔ میلان دو طرح ہو سکتا ہے۔ (۱) وصف کی کثرت اور قوت کے لحاظ سے (۲) وصف کے دوام کے اعتبار سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ صِبْغَتَيْنِ صِبْغَتَيْنِ ایک نسخے میں "وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ" کا اضافہ ہے، ایک نسخے میں "وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ" کا اضافہ ہے۔ تیسرے نسخے میں کسی جگہ بھی لفظ صِبْغَتَيْنِ نہیں ہے، نہ پہلے اور نہ بعد۔

۴۔ الْمُخْتَلَفُ الْمُشْرَبُ الْفُزْلُ مِمَّ مضموم اور زاء مفتوح، باب افعال سے اسم ظرف اور اگر فُزْلُ مِمَّ مفتوح اور زاء مفتوح ہو تو یہ ثلاثی مجرد سے ظرف مکان ہے۔ الْمُخْتَلَفُ نسخہ سلیمہ میں راء مشدود مفتوح، اسم مفعول، یہ نسبت مجازی ہے۔ مراد یہ اس مقام کی حامل شخصیت مقرب ہو گی۔ دوسرے نسخوں میں راء مکسور ہے اور لفظ مُفْلَكُ زَاكِدَ ہے۔ اب معنی یہ ہو گا تو مجھ سے قریب کرنے والی منزل، اس وقت بھی نسبت مجازی ہے۔ حقیقتاً قریب کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اس کا تعلق ہے یا مقرب ہے۔ اس جگہ قرب مکانی مراد نہیں، بلکہ رتبہ اور منزلت کا قرب مراد ہے۔

۱۔ یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا کمال کرم ہے کہ اپنے متعلق زیارت غلاموں کو بھائی کے عنوان سے یاد فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علی مرتضیٰؓ، دیگر صحابہ کرامؓ، اذانِ مطہرات، نباتِ طاہرات نے خطاب کیا تو یا رسول اللہ کہہ کر ذکر کیا تو رسول اللہ کے عنوان سے، ہمیں یہ بات قطعاً ذہب نہیں دیکھی کہ ہم کہیں "ہاں" پر وحی نازل ہوتی، حتیٰ ہم پر نہیں ہوتی لہذا وہ بڑے بھائی ہوں گے اور ہم ان کے چھوٹے۔ جیسے کہ تقویتِ ایمان میں ہے، عا باز تذکرہ خویش شناس را چہ نسبت خاک را یا عالم پاک۔ ۱۲ قادری۔

اب تک موجود ہے (لیکن اس میں تحریف کی جائیگی ہے) اسی طرح ان کی طرف اپنی نسبت کرنے والی قوم بھی آج تک "وہ جنسی" حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی طرف منسوب کتاب اور قوم آج تک باقی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں آدم علیہ السلام کی طرح مٹی سے پیدا کیا گیا (دونوں باپ کے بغیر پیدا ہوئے) اسی سبب سے بارے میں خدا کا بیٹا ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا گیا۔

اولوالعزم رسل چار ہیں

بیان مذکور سے خاص طور پر ان حضرات کا ذکر کرنے اور صرف ان کا ذکر کرنے کی وجہ معلوم ہو گئی، پھر یہ حضرات انبیاء اور مشائخ ہیں۔ عَلَیْہِ سَلَامٌ عَلَیْہِمْ السَّلَامُ بِقَوْلِ ابْنِ عَصَمٍ وَ مَجْلَدِہِ یہ حضرات سوائے آدم علیہ السلام اور اولوالعزم رسل ہیں۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں اولوالعزم رسل چار ہیں۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام، عزم کا معنی صبر ہے اور اصل میں اس کا معنی کسی شے کا پختہ ارادہ کرنا ہے۔ غوی نے اس کا معنی غفلت پر آمادہ کرنا بیان کیا۔ کشف میں ہے وہ نو حضرات ہیں۔ حضرت نوح، ابراہیم، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ایوب اور محمد صلی علیہ وسلم تینا و علیہم السلام۔

بعض حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء

وَمَا یَنْتَظِرُ مِنَ الشَّیْئِینَ وَالْمُؤْمِلِینَ اور ان انبیاء و مرسلین پر جو ان کے درمیان تھے، ظاہر ہے کہ تمام انبیاء، حضرات کے درمیان تھے، لہذا ان میں سے کوئی بھی خارج نہیں ہو گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے وحی حضرت ثیت علیہ السلام تھے۔ آج تمام انسانوں کا نسب ان ہی سے جا کر ملتا ہے۔ ان کے بعد حضرت ادریس، حضرت نوح، پھر حضرت ہود، پھر حضرت صالح، پھر حضرت ابراہیم، حضرت ذوالقرنین، حضرت لقمان، حکیم، حضرت خضر، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت ابراہیم کے بعد حضرت شعیب، حضرت یعقوب اور حضرت یوسف اور ان کے بعد موسیٰ بن یمثا، پھر حضرت موسیٰ ابن عمران اور ان کے بھائی حضرت ہارون، پھر حضرت یوشع اور حضرت یسع۔ بعض نے وحی حضرت یوشع ہیں، بعض نے کہا: وہ دوسرے ہی ہیں۔ حضرت عزیز، پھر حضرت یونس، پھر حضرت حزقیل، پھر حضرت یونس، حضرت شموئیل، پھر حضرت داؤد، پھر حضرت سلیمان، پھر حضرت ایوب، پھر حضرت یونس ابن مثنیٰ، پھر حضرت شعیب، پھر حضرت زکریا اور حضرت ذوالکفل، بعض نے کہا: وہ حضرت الیاس ہی ہیں۔ بعض نے کہا: حضرت زکریا ہیں، بعض نے کہا: ان میں سے علیہ السلام ہیں۔ حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت ارمیاہ اور حضرت دانیال علیہم السلام، یہ حضرات ہیں۔ ان میں سے بعض کے نبی ہونے میں اختلاف ہے۔ یہ تمام نام سریانی زبان کے ہیں یا عبرانی یا عربی۔ ان میں سے یہ ہیں۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انبیاء کرام کی تعداد

تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو فرمایا: "بَشِّرْهُمْ مِّنْ فَضْلِنَا عَلَيْنِكَ وَ مِمَّنْهُمْ مِّنْ لَّمْ يَخْطُطْ عَلَيْنِكَ" ان میں سے بعض وہ ہیں جو تمہیں بیان کئے اور بعض کا اس سے پہلے بیان نہیں ہوا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ان میں سے تین سو تیرہ رسول ہیں۔ ایک روایت میں تین سو پندرہ ہیں۔ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، امام طبرانی نے معجم اوسط میں، حاکم نے مستدرک میں، آجری نے اربعین میں، ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں، ابو داؤد غلیلی اور یزید نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کی۔ ان سب حضرات نے یہ حدیث اور انہی میں ہشام بن عیسیٰ، عسائی اور ابو اوریس خولانی وغیرہ کی حدیث سے روایت کی۔

لہذا یہ لفظ بعض شیعوں میں ثابت ہے اور بعض شیعوں میں موجود نہیں، البتہ! حاشیے میں موجود ہے۔ حضرت مصنف کے امام سیدی محمد امین نے حاشیے میں لکھا کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ نے فرمایا: جس نے یہ درود شریف تین مرتبہ پڑھا اس نے گویا پوری کتب پڑھ لی۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰیْمِنَا" یہ درود شریف بعض شیعوں میں واقع ہے۔ ایک نسخہ جس کے مالک کا کہنا ہے کہ یہ مصنف کے ہاتھ لکھا ہوا ہے، اس کے حاشیے میں ہے کہ یہ درود شریف شیخ کے نسخہ میں نہیں ہے۔ پھر مجھے مصنف کے بعض متبعین کا ایک نسخہ ملے گا جس میں اس درود شریف کے لکھنے والے کا نام لکھا ہوا تھا۔

صَلُّوْا عَلٰی الْکُتُبِ یعنی جس طرح تو نے فرشتوں پر رست نازل کی۔ یہ اضافت معنوی غلط سے مفعول بہ کی طرف ہے "عَلٰی الْکُتُبِ" یعنی جس طرح تو نے کسی بھی باپ کو اس کی اولاد کی طرف سے اور کسی بھی ماں کو اس کی اولاد کی طرف سے جزاء عطا

کی۔ وَ خَلَقَ الْفَرَسَ حَامِلِیْ کی جمع، اٹھانے والے، حدیث شریف میں ہے آج عرش کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اور اس کے دن آٹھ اٹھائیں گے۔ یہ حدیث ابن جریر نے حضرت ابن زید سے سرفوعا روایت کی۔ ارشاد باری تعالیٰ "وَنُخَلِّصُکَ" اور "وَنُخَلِّصُکَ" قیامت کے دن ان کے اوپر تیرے رب کے عرش کو آٹھ اٹھائیں گے، اس کی تفسیر میں ابن زید، منذر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ عرش کو فرشتوں کی آٹھ صفیں اٹھائیں گی۔ کل ان کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

عَلٰی الْمَلَائِکَةِ وَالْمَقَرِّیْنَ اور تمام فرشتوں اور خصوصاً ان میں سے مقربین پر رحمتیں نازل فرما۔
عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ بعض شیعوں میں یہ اضافہ ہے۔ "وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ وَالْاَنْبِیَاءِ الْمُرْسَلِیْنَ" اور اللہ تعالیٰ کے تمام صالحین بندوں اور انبیاء و مرسلین پر۔

عَنْ عَبْدِ مَا عِلِّیَّتِ تَحْرِیے مغفرت کی گنتی ان کی پری اور ان کے وزن کے برابر یہ اسی طرح ہے جیسے معصیۃ
عَنْ عَبْدِ مَا عِلِّیَّتِ اور اس کا مطلب اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً مَّوْضُوْلَةً بِالْمَزِيْدِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

اے اللہ! ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر وہ رحمتیں نازل فرما جو کبھی منقطع نہ ہوں اے اللہ! رحمتیں نازل فرما

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً لَا تَنْقَطِعُ ۝ اَبَدًا اِلَّا بِاَدْوَالٍ تَبِيْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر وہ خاص رحمتیں جو کبھی بھی منقطع ہوں اور نہ کبھی فنا ہوں اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَاتِكَ الَّتِي صَلَّيْتَ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَلَامًا

پر وہ خاص رحمتیں جو تو نے اپنے حبیب پر نازل فرمائیں اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر وہ خاص سلامتی نازل فرما جس سے

الَّذِي سَلَّمْتَ عَلَيْهِ وَاجْزَاهُ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

آپ پر نازل فرمائی اور ہماری طرف سے آپ کو وہ جزا عطا فرما جس کے آپ لائق ہیں اے اللہ! ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ

صَلَوةً تُرْضِيْكَ وَتَرْضِيْهِ وَتَرْضٰی بِهَا عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

وہ رحمتیں نازل فرما جو تجھے راضی کریں اور تو آپ کو راضی کرے اور ان کے وسیلے سے تو ہم سے راضی ہو جائے اور

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِخَيْرِ اَنْوَارِكَ ۝ وَمُعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ

جس کے آپ اہل ہیں اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تیرے انوار کا سمندر تیرے رخصت

وَعَرْوَسِ مَمْلُكَتِكَ وَامَامِ حَضْرَتِكَ وَطَرَاثِمِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ

نکاح تیری رحمت کی زبان تیرے ملک کا دولہا تیری بارگاہ کے امام تیرے ملک کی زیست و زینت تیری رحمت کے خزانے

وَطَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُسْتَلْدِ بِتَوْحِيدِكَ اَنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ

تیری شریعت کا راستہ تیری توحید سے لطف اندوز ہونے والے وجود کی آنکھ کی تکی

وَالسَّبَبُ ۝ فِي كُلِّ مَوْجُوْدٍ

ہر ممکن موجود کا سبب

مَوْضُوْلَةٌ اسم مفعول ہے جس کا مطلب ہے ایک ایسی چیز جو دوسری سے ملائی گئی ہو۔ بِالْمَزِيْدِ اس کا معنی زیادہ ہے۔

وہ رحمت زیادتی کے ساتھ ملائی گئی ہو اور ختم ہونے میں نہ آئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ رحمتیں یکے بعد دیگرے آتی ہیں۔

نازل ہوں۔

لَا تَقْطَعُ ایسا درود جو کبھی ختم نہ ہو، بلکہ ابد الابد ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے۔

عَنْ صَلَواتِ عَلَیْہِ وہ رحمت جو تو نے اپنے حبیب ﷺ پر بھیجی، یعنی اس کی تجدید فرما۔ اس رحمت سے ہمیں وہ رحمت ملے گی جو زمانہ خاصی میں نازل فرمائی تھی، کیونکہ وہ تو حاصل ہو چکی اور مقابلہ اس چیز کا کیا جاتا ہے جو حاصل نہ ہو، بلکہ رحمت کی اصل مراد ہے۔ حضرت مصطفیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مشور پر وہ رحمت نازل فرمائے جو اس سے پہلے آپ پر نازل ہوئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم اور تمام مخلوق میں سے منتخب ہستی پر وہی رحمت نازل فرمائی ہوگی، جو حق اور کامل ہوگی اور آپ کی ذات اقدس کے شایان شان ہوگی۔ ﷺ۔

بِخَيْرِ الْاَنْوَانِ بعض حضرات نے فرمایا: یہ درود شریف "بِاَنْوَانِ الْعَالَمِينَ" تک ایک پتھر پر قلم قدرت سے لکھا ہوا پایا گیا۔ اس پتھر اولیاء سے مروی ہے کہ یہ درود شریف چودہ ہزار درود پاک کے برابر ہے۔

وَجَوَازِ مُلْكِكَ طراز اس پھول بولے کو کہتے ہیں جو کپڑے پر کاڑھا جاتا ہے۔ ملک کو بھائی اور ذیب و زینت میں کپڑے سے تیار دی جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے لئے کپڑے کا لازم یعنی طراز چاہت کیا گیا ہے، اور نبی اکرم ﷺ کے لئے طراز کا لفظ مجازاً استعمال کیا گیا ہے۔ وجہ شبہ ذیب و زینت ہے، پھول بولے کپڑے کی زینت ہوتے ہیں اور انہیں پر شوق نہیں سے دیکھا جاتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے وجود کو زینت عطا فرمائی۔ آپ سارے جہان کی روح۔ سر، زیبائی، رحمتی، نور اور چمک ہیں۔

ایک دوسرے درود شریف میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی عَيْنِ الْعَيْنَانِ وَ جَوَازِ الْمَعْلَةِ وَ عَرُوسِ الْمَمْلُوكَةِ وَ نِسَانِ الْمُحِبَّةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ عَزَّ وَ جَدَّ عَزَّ وَ جَدَّ الَّذِي كَرَّمَ وَ عَفَّلَ عَنْ ذِكْرِہِ الْغَافِلُونَ

اے اللہ! رحمت نازل فرما سرِ پادِ رحمت، زینت لباس وجود، کائنات کے دولہا، دلیل کی زبان، سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر، آپ کا ذکر کرنے والوں اور آپ کے ذکر سے غافل رہنے والوں کی تعداد میں۔

ہمدی علی بن وفاء کے درود شریف میں ہے عَيْنِ الْمُرْحَمَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ نَيْضَجَةِ الْاُخْيَرِ اعْصَابِ الْاُخْيَرِ اَيْنَةِ ملك الہی کے زینت مخلوقات ہیں۔

شیخ ابو المواب ترمذی کے درود شریف میں ہے عَرُوسِ الْمَمْلُوكَةِ الرَّبَّانِيَّةِ وَ نَيْضَجَةِ الْاُخْيَرِ اعْصَابِ الْاُخْيَرِ اَيْنَةِ ملك الہی کے زینت مخلوقات۔

وَجَوَازِ زَخْنِكَ جمع ہے خزانہ کی خاں کے نیچے زیر، جہاں مال و متاع اور خوراک محفوظ کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ کی طرف سے جہاں کو عطا کی جانے والی رحمتوں کا خزانہ ہیں، اسے بھی رحمت ملتی ہے۔ اسے آپ ہی کے خزانوں اور آپ کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ ابو الحسن محمد مکی، صدیقی مصری پر رحمتیں نازل فرمائے، وہ فرماتے ہیں۔

مَا أَرْسَلَ الرَّحْمَنُ أَوْثَرِيْلَ مِنْ رَحْمَةٍ تَصْعَدُ أَوْ تَنْزِلُ

فِي مَلَكُوتِ اللَّهِ أَوْ مَلَكِهِ
بِأَوْطَانِ الْمُسْتَظْلَمِ عَبْدُهُ
مِنْ كُلِّ مَا يَخْتَصُّ أَوْ يَسْمِلُ
نَيْثُهُ مُخْتَارُهُ الْمُرْسَلُ
وَأَسِطَّةٌ فِيهَا وَاصِلٌ لَهَا
يَعْلَمُ هَذَا كُلُّ مَنْ يَفْعَلُ

اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے جو بھی رحمت نازل کی یا آئندہ نازل فرمائے گا خواہ وہ نیچے اترنے والی ہو یا اوپر جانے والی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا و اسفل میں واسطہ ہیں

عالم بالا اور عالم اسفل میں 'خواہ وہ خصوصی نعمت ہو یا عمومی' اس میں اللہ تعالیٰ کے عہد مکرم 'نبی مختار' رسول کریم 'سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ' واسطہ ہیں اور اصل نعمت ہیں 'اس حقیقت کو ہر صاحب عقل جانتا ہے۔

خزائن جمع کا صیغہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی پیروی میں لایا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے "قُلْ لَّوِ الشَّمْعُ لَنَخْلُبُنَّ خِزَائِنَ رَحْمَتِهِ" اسے صیغہ 'تم فرماؤ' اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے، دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "أَفَعَسَا رَبُّنَا زُلْفَةً زَيْلُهَا" اسے صیغہ 'ہاں تیرے رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔ ان آجیوں میں جمع کا صیغہ ان خزانوں کی کشت و نشیب قسموں کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان میں پائے جانے والے حسی اور معنوی اموال اور رزقوں کی وجہ سے لایا گیا ہے۔ دلچسپ ہے فرمایا: "خَزَائِنُ رَحْمَتِ كَافٍ لَطْفِ لَطُورِ اس جگہ کے لئے استعمال کیا گیا 'جہاں رحمت جمع اور محفوظ ہو۔' چونکہ حالات کا محتاج ہوتا ہے 'اس لئے رحمت کے بارے میں ان سے اس انداز میں خطاب کیا گیا' جو اس حفاظت کی طرف اشارہ کرتے۔

اللہ و خلقی مشابہت اور میری شریعت تک پہنچانے والے پر 'شریعت انہی سے حاصل کی جاتی ہے' کیونکہ وہ تیرے نبی کریم 'خیر انہم مخلوق تک پہنچانے والے اور تیرے اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توحید سے لطف اندوز ہونے والے

الْمُسْتَلْبَذِ بِمَنْزِلَتِهِ عَنِ تَحْوِيلِ پر دلالت کرنے والے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وغیرہ لطف اندوز ہونے والے مطلب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اور آپ کی حالت کریمہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرنے سے روحانی لطف حاصل کرتے تھے یہ انداز بیان 'عام مخلوق کے مطابق ہے' کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کے ذکر سے لطف اندوز ایک محب اپنے محبوب کو کہتا ہے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے ذکر سے کیف و سرور حاصل کرتا ہوں۔

اور اگر توحید کو امر بالمعروف یعنی اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک پر ایمان اور اسے ذات و صفات اور افعال میں یکساں مانتے ہوئے جانے 'تو پھر محض یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ نبی اکرم ﷺ توحید سے کیف محسوس کرتے تھے اور اسے پر لطف ہوتا

یہ کہ یہ بات اگر آپ کے بعض مشرب امتوں کے ہارے میں لگی جائے تو یہ ان کے مقام و مرتبہ سے کم درجے کی بات ہو گی۔
 ان اکرم مرتبہ کا مقام تو کہیں بلند و بالا ہے، بلکہ اس سے بلند مرتبہ کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اس جگہ
 اب فضل کثرت اور بخشش کے لئے ہو، یہ نبی اکرم ﷺ کے شان بیان شان ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید سے انتہائی لطف اندوز
 ہونے والے (۲) اب فضل ضرورت کے لئے ہو جیسے کہتے ہیں تَخْلُصُ غُلَاظِ حُزُرٍ یَحْمَدُہُنَّ غَفْلَہُہُنَّ مَعْنٰی یہ ہو گا کہ آپ کی ذات
 سے لذت توحید بن گئی۔ اس میں اشارہ ہو گا کہ آپ توحید کے رکھے ہوئے ہیں۔ توحید سے آپ کا اس طرح احاطہ کیا ہوا ہے کہ
 تو دوسری چیز کی طرف آپ کی توجہ ہی نہیں، یہ کیفیت دوسری تحقیق کی نسبت آپ کو خصوصیت کے ساتھ حاصل ہے۔ جیسا
 کہ آپ کی شان رفیع کے الٹ ہے۔

سید عالم ﷺ کی کائنات کی روح ہیں

ہَ اَنَسْنَا عَنِ الْوُجُوْدِ وَہُوَ اَنَکْھُہُ کی تیلی، جس پر آنکھ کا دار و مدار ہوتا ہے اور جس کے ذریعے دیکھنا ممکن ہوتا ہے۔
 اَلْاَنَیْنِ مَسُوْرَہُ کے واسطے کے برابر آنکھ کی سیلابی میں وہ دائرہ ہے جس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اسے ذُہَابُ الْغُیْنِ بھی کہتے

جس طرح آنکھ کی تیلی، آنکھ کا راز، اس کی ذہنت اور اس کے لئے حاصل وجود ہے اور اسی کے واسطے سے جسم اپنے فرائد
 صلیق تک پہنچتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو آنکھ میں روشنی رہے نہ بینائی اور جسم بے جان لاشہ اور بے معنی صورت رہ جائے، کیونکہ
 اب تک چلا پھرتا مردہ ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ کی کائنات کی روح، اس کی زندگی اور راز وجود ہیں۔ اگر آپ کی ہستی نہ ہو تو
 کائنات میں روشنی ہو نہ ہی ہدایت، بلکہ اس کا وجود ہی ختم ہو جائے اور اس کا نام و نشان ہی مٹ جائے۔ جیسے کہ سیدی عبد
 السلام رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر شے آپ ہی کی ذات القدس سے وابستہ ہے، اگر واسطہ نہ ہو تو ذوالواسطہ بھی مٹ جائے۔ سیدی علی
 رحمہ اللہ نے فرمایا:

رُوحُ الْوُجُوْدِ خِیَافَةُ مَنْ هُوَ وَاجِدٌ لِّوَلَاہِ ضَائِعَةُ الْوُجُوْدِ لِمَنْ وَجِدَ

آپ روح وجود ہیں، ہمد موجدات کی زندگی ہیں۔ آپ نہ ہوں تو موجدات کا وجود کھل نہ ہو۔

انہوں نے اپنے درود شریف میں فرمایا

لَا تُرْسِلْ شَیْءًا وَہَذَاہُ وَبِیْکَیْ سَبَّحْتَ وَسَنَہُ

ہر شے کے نور اور اس کی ہدایت، ہر راز کے راز اور اس کی ذہنت

~ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں ~

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

راوی میں اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں اور زین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا۔۔۔۔۔ ابن عساکر حضرت سلمان ﷺ سے راوی ہیں کہ جبرائیل انہیں علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: آپ کا رب عزوجل فرماتا ہے: اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو تمہیں معیوب بنایا۔ اور میں نے اپنی بارگاہ میں تم سے زیادہ مکرم پیدا نہیں کیا۔ میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ اپنی بارگاہ میں تمہاری عزت و کرامت سے انہیں آگاہ کروں۔ اے حبیبہ! اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ علامہ یومیری فرماتے ہیں۔

لَوْلَاكَ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

اگر آپ نہ ہوتے تو دنیا عدم سے وجود میں نہ آتی۔

عَيْنِ اَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُورِ ضِيَايِكَ صَلَوةٌ تَدُومُ بِدَوَامِكَ وَ

تیری برتریز وہ مخلوق سے بھی افضل، سب سے پہلے تیری نوری کے نور، ایسی رحمت ہو تیری بیچنگی کے ساتھ ہمیشہ رہے

تَبْقَى بِبِقَائِكَ لَا مُنْتَهَى لَهَا دُونَ عِلْمِكَ صَلَوةٌ تُرْضِيكَ وَ تُرْضِيهِ وَ تُرْضِي بِهَا

تیری بقاء کے ساتھ باقی رہے، تیرے علم و قدرت کے سوا اس کی کوئی انتہا نہ ہو، ایسی رحمت ہو تجھے اور انہیں راضی کرنے اور

عَنَّا يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِي عِلْمِ

اسکے سبب تو ہم سے راضی ہو، اے رب العالمین! اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اَللّٰهُ صَلَوةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰهِ ۝

ان اشیاء کی تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں، ایسی رحمت ہو اللہ تعالیٰ کے ملک کی بیچنگی کے ساتھ ہمیشہ رہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما

صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا

جیسے کہ تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل کی اور برکت نازل فرما سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِينَ اِنَّكَ حَمِيدٌ

جیسے کہ تو نے برکت نازل کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر تمام جہانوں میں، سبے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے

مَجِيدٌ ۝ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رِضٰى نَفْسِكَ وَ زِنَةَ عَرْشِكَ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ

تیری مخلوق کی تعداد، تیری ذات کی رضا، تیرے عرش کے وزن، تیرے کلمات کی مقدار کے مطابق

لفظ عین کا اطلاق

۱۔ اَعْيُنُ اَعْيَانٍ خَلْقًا لَفْظِ عَيْنِ کا اطلاق کئی معنوں پر ہوتا ہے (۱) آنکھ اس صورت میں اس کی جمع اَعْيُنٌ ہے۔
 عَيْنٌ ہے 'عین پر پیش اور اس کے نیچے زیر بھی پڑھ سکتے ہیں (عَيْنٌ) (۲) بہترین شے اور قوم کا بڑا آدمی۔
 مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اعلیٰ ترین افراد انبیاء کرام، رسولان گرامی، ملائکہ مقربین اور علمائے
 کے نیک بندے (اولیاء کرام) مخلوق خدا میں سے بہترین افراد اور ان کے اکابر ہیں، اور وہ آنکھیں ہیں جن کے ذریعے اللہ
 خدا دیکھتے ہیں، اسی طرح نبی اکرم ﷺ ان برگزیدہ حضرات سے افضل اور ان کے متقدم ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نبی
 ﷺ ان حضرات کی آنکھ ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، اور ان کے وجود کا راز ہیں۔
 ہو سکتا کہ لفظ عین جو مصافحہ ہے اس کا ایک معنی ہو (مثلاً آنکھ) اور مصافحہ الیہ کا وہ سرا معنی ہو (مثلاً سربراہ اور شاہ)
 زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ دونوں جگہ آنکھ ہی مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
 سیدی علی بن وفا فرماتے ہیں:

عَيْنِي وَ اَنَامُ وَالصُّدُورُ حَمِيْنُهُمْ هُمْ اَعْيُنٌ هُوَ نُورٌ خَالِقٌ وَرَدٌ

حضرت آدم، حضرت عیسیٰ اور تمام اکابر آنکھیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ ان کا نور ہیں جب تشریف لائے۔
 شیخ ابو محمد عبد الحق بن سبیحی "میزب الشرح والافلاس" میں فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ اکابر کی آنکھ، نصیحت کا راز،
 کا فرمانہ اور آئینہ تجلیات ہیں۔
 معنی نے اس بارے میں گفتگو کے بعد فرمایا: مختصر یہ کہ اولیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو تمام جہاں
 خصوصی نصیحت حاصل ہے، آپ اللہ تعالیٰ کا وہ راز ہیں جو تمام روحوں میں پھیلا ہوا ہے، اور آپ ہی کی خوشبو اور نکتہ
 روحوں کی زندگی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خواب میں حضور سید عالم ﷺ کی زیارت اور سوال

سیدی عبد الحور یعنی شریف عمرانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ اپنے شیخ ابو العباس حمادی سے اور وہ اپنے شیخ ابو عبد اللہ ابنی سے
 (در رحمہ اللہ تعالیٰ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا: یا سیدی یا
 اللہ! آپ فرشتوں اور رسولوں کی امداد کرنے والے ہیں، فرمایا: ہم فرشتوں، انبیاء و مرسلین اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی مدد
 کرنے والے ہیں۔ ہم موجودات کی اصل ہیں، مبداء و منتهی ہیں اور انتہاؤں کی انتہاء تک پہنچنے والے ہیں، اور کوئی شخص
 سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اسی طرح مجھے خواب میں آپ کی زیارت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر یہ کلمات جاری فرمائے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَيْنَ الْعَيْنُونِ يَا مُعَدِنَ السِّرِّ الْمَصْلُونِ

آپ پر سلام ہو اے بڑے بڑوں کی آنکھ! اور اے مخفی راز کے خزانے!

امن! ابتدا یہ ہے (لُؤْلُؤُ جَبِيَّاتُكَ) وہ آنکھ جو تیرے نور کی تجلی سے پھیلنے والی ہے۔ (نور اور ضیاء دونوں کا معنی ایک ہے) لُؤْلُؤُ جَبِيَّاتُكَ میں تقویت اور سہاگہ کے لئے شے کی اس کے ہم معنی کی طرف اضافت ہے یہ قریب ترین احتمال ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے یہ اصل کی اضافت فرع کی طرف ہے۔ یہ اس بنا پر کہ نور سے وہ ذات مراد ہے جو روشنی دینے والی ہے اور ضیاء اس کی نکھرنے والی شعاعوں اور کرنوں کا نام ہے، ہمام اشعری نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نور ہے، لیکن دوسرے نوروں کی طرح نہیں، نبی اکرم ﷺ کی سب سے مقدس اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی ہے اور فرشتے آپ کے انوار کی کرنیں ہیں۔

سب سے پہلے نور کی تخلیق

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَبَعَثَ نُورِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ" سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور میرے نور سے ہر شے کو پیدا فرمایا۔ اس کے ہم معنی دوسری حدیثیں بھی ہیں (تھمیل کے لئے راقم کی کتاب "جَنِّ عَقْلَانِیْوُ الْغَلْبِ الشَّعْبِ" ملاحظہ ہو) ۱۲ شرف قادری (۱) لہذا نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے پہلے صادر ہونے والے اور اس کی بلا واسطہ مخلوق ہیں۔

(لُؤْلُؤُ جَبِيَّاتُكَ) میں یہ تھا احتمال یہ ہے کہ اس میں قلب (القدم و التامیر) ہو۔ اصل میں عبارت یوں تھی: (جَبِيَّاتُ نُورِكَ) یعنی تیرے نور کی شعاعوں سے "واللہ تعالیٰ اعلم۔"

نسخہ سہیلہ اور دیگر معتد نسخوں میں (المتقدم) ہم کے ساتھ ہے "یہ تقدم سے مشتق ہے جو تاخیر کے مقابل ہے (مقدم کا معنی ہوا پہلے) بعض نسخوں میں ہے (المتفرد) بے نقطہ حاء کے ساتھ "الضَّادُّ الْمُنْفَرِدُ" جس کی طرف اس سے پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے اس میں اسی طرح واقع ہے۔ اس کا معنی ہے پتھر سے آگ نکالنے اور جلانے والا کہا جاتا ہے اَوَّلُی الْمُنْزَلِ فلاں شخص نے پتھر سے آگ نکالی "الْمُنْفَرِدُ" کا دوسرا معنی ہے جلو بھرتے والا لغت کی کتاب اس میں دونوں معانی (آگ جلانا اور جلو بھرتا) بیان کئے گئے ہیں۔

اصْلُوهُ تَنْوِيْهُ بِذَوَائِلِكَ) وہ رحمت جو تیرے دوام کے ساتھ ساتھ پہلے در پہلے نازل ہوتی رہے اور منقطع نہ ہو وَتَنْطَلِیْ بِشَاطَلِكَ) اور تیری بقاء کے ساتھ ہمیشہ جاری رہے اور فنا نہ ہو۔ اَلْأَفْتَنْطَلِیْ لِفَنَاءِ) جس کی کوئی انتہا اور حد نہ ہو (فُتُوْنُ جَلْبَلِكَ) تیرے معلومات کے علاوہ اس رحمت کی کوئی حد نہ ہو بلکہ ان کے برابر ہو لہذا رحمت معلومات کی تعداد کے برابر ہوگی۔ (لَا تَنْتَلِیْ) کا جملہ یا تو ضلوعہ کی دوسری صفت ہے یا حال ہے۔

بعض نسخوں میں وَ عَلٰی اٰلِ مَسْجِدِنَا مُصَلِّیْہِہِ کا اضافہ ہے۔ لیکن نسخہ سہیلہ وغیرہ میں یہ اضافہ نہیں ہے۔

میں بعض شعوں میں اس جگہ لفظ آلی نہیں ہے۔ بعض حضرات نے اپنے نسخہ کا مقابل نسخہ سلیمہ سے کیا ہے، انہوں نے یہاں کیا کہ شیخ نے اپنے قلم سے اس جگہ لفظ آل لکھا ہے۔ دوسرے معتد شعوں میں بھی موجود ہے۔
یہ یہ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

یہ بعض شعوں میں غلہ خلیفہ سے خلیفہ تک کا اضافہ ہے۔

وَعَدَدَ مَا ذَكَرَكَ بِهِ^۱ خَلَقَكَ فِيْهَا مَضَى وَعَدَدَ مَا هُمْ ذَاكِرُونَكَ^۲ بِهِ فِيمَا

جتنی تحریفوں کے ساتھ زمانہ ماضی میں تیری مخلوق نے تجھ یاد کیا اور باقی زمانوں میں تجھے یاد کرنے والے ہیں، ہر سال

بَقِيَ^۳ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَشَهْرٍ وَجُمُعَةٍ وَيَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَسَاعَةٍ مِنَ السَّاعَاتِ وَشَيْءٍ^۴ وَ

ہر مہینے، ہر جمعہ، ہر دن، ہر رات، اور ہر گھڑی، اور خوشبو کے سوا کچھ سانس لینے، پک، پھینک

نَفْسٍ^۵ وَخَافَةٍ وَلَمَحَةٍ مِنَ الْاَبَدِ اِلَى الْاَبَدِ وَاَبَادِ الدُّنْيَا وَاَبَادِ الْاٰخِرَةِ

اور نظر کرنے کے مطابق زمانہ کی ابتدا سے انتہا تک، دنیا کے آغاز سے آخرت کے انتہائی حصوں تک اور اس سے زیادہ

وَاَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ لَا يَنْقُطِعُ اَوَّلُهُ وَلَا يَنْفَدُ اٰخِرُهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

کہ نہ اس کا اول منقطع ہو اور نہ اس کی انتہا ختم ہو، اے اللہ!

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلٰی قَدْرِ حُبِّكَ فِيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

ہو، یا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی رحمت نازل فرما جتنی تجھے ان سے محبت ہے، اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

عَلٰی قَدْرِ عِنَايَتِكَ بِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَقَّ

اتنی رحمت نازل فرما جتنی کہ ان پر تیری عنایت ہے، اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

قَدْرِهِ وَمِقْدَارِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنْجِيْنَا^۶

ان کے مقام و مرتبہ کے لائق رحمت نازل فرما، اے اللہ! سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر

بِهَآ مِنْ جَمِيعِ الْاَهْوَالِ^۷ وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا

ایسی رحمت نازل فرما کہ تو اس کے سبب تمام خوفوں اور آفتوں سے نجات دے اور اس کے سبب تو

بِهَآ جَمِيعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَآ مِنْ جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ

ہماری تمام حاجتوں کو پورا فرمائے اور اس کی بدولت تو ہمیں تمام گناہوں سے پاک کر دے

وَتَرْفَعُنَا بِهَآ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ^۸ وَتُبَلِّغُنَا بِهَآ اَقْصٰی الْغَايَاتِ

اور اس کے ذریعے تو ہمیں بلند درجہ پر فائز فرمائے اور اس کی برکت سے تو ہمیں تمام نیکیوں کی آخری انتہا تک

مِنْ جَمِيعِ الْخَيْرِ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ○

پہنچائے، زندگی میں اور موت کے بعد،

لَا اَعِدُّ قَدْ ذَكَرْنَا بِهٖ اَمَّا مَوْصُوْلُهُ ہے اور یہ میں باءِ ذِکْرُوْنَ کے متعلق ہے، معنی یہ ہو گا کہ ان الفاظ کی تعداد میں جن کے ساتھ ماضی میں تیری مخلوق نے تیرا ذکر کیا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باءِ معنی فاعل ہو، یعنی ان زمانوں کی تعداد میں جن میں تیری مخلوق نے تیرا ذکر کیا ہے، پہلا احتمال زیادہ قرین قیاس ہے اور زیادہ واضح ہے۔

بِالْذِّكْرِ ذَنْكَ، مجھے اس کتاب کے جتنے نسخے میسر آ سکے، ان سب میں (ذِکْرُوْنَ) میں تون باقی رکھا گیا ہے۔ (ابو طالب مکی کی قوت القلوب اور تسیبہات ابوالحسن سلیمان تھنی میں جس سے درود شریف کے یہ الفاظ لائے گئے ہیں، تون حذف کر دیا گیا ہے۔) (ذِکْرُوْنَ) اسی طرح کثایہ ابن ثابت میں ہے۔

الْمُكْرِمَاتِ اور مُكْرِمَاتِ کی ضمیر خطاب میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا: کہ یہ مطلقاً محل جر میں ہے (اور مضاف الیہ ہے) بعض نے کہا: مطلقاً محل نصب میں ہے، بعض نے کہا: کہ یہ اسم ظاہر کی طرح ہے، لہذا یہ الْمُكْرِمَاتِ (ضمیہ اور جمع معرف باللام ضمیر کے ساتھ ہوں تو ان میں) نصب اور جر دونوں جائز ہیں، یہ سیبویہ کا قول ہے۔

اگر آپ یہ صورت اختیار کریں کہ ضمیہ اور جمع کے ساتھ واقع ہونے والی ضمیر منصوب ہے تو تون باقی رکھا جائے گا، جیسے کہ اس جگہ (ذِکْرُوْنَ) میں ہے اور اگر اس ضمیر کو مجرور قرار دیں تو تون، (اضافت کی بنا پر حذف کر دیا جائے گا۔

بَلَدٌ (فِتْنًا بَنِي) باقی زمانوں یعنی حال اور استقبال میں۔ دلائل الخیرات کے نسخہ سلیبہ میں بھی کاف کی زیر کے ساتھ ہے، تاکہ سابقہ فقرے کے موافق ہو، اور یہ ہونے کی لغت ہے، ان کے نزدیک جس فعل کے لام کلمہ کے مقابل باء ہو جیسے رضی اور قوی وہ اس کے عین کلمہ کو ماضی اور مضارع دونوں میں فتح دیتے ہیں۔

قمری سال ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے

(فِتْنًا بَنِي) سنہ، اس کا تعلق ضمیہ کے ساتھ ہے، یعنی ہمارے آقا و مولا ﷺ پر ہر سال اور اس کے بعد مذکورہ زمانوں میں درود بھیج زمانہ ماضی اور اس کے بعد ذکر کرنے والوں کے ذکر کی تعداد میں۔ (سنہ) سال اور قمری سال تین سو پچاس ۳۵۴ دن کا ہوتا ہے۔

(وَجُضَعَتْ) میم پر پیش، اس کو ساکن بھی پڑھ سکتے ہیں، بعض حضرات نے میم پر زیر بھی بیان کی ہے، جمع سے مراد سات دن ہیں، جن کی ابتدا بھی جمع سے ہے اور انتہاء بھی جمع پر ہے۔

(وَالْيَوْمِ) فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک کے وقت کو یوم کہتے ہیں۔ (وَالْيَوْمِ) یہ واحد ہے اور اس کی جمع اللیل ہے، اس کی تعریف گزر چکی ہے (یعنی سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے تک)

اس مشکل کو آسان فرمادے گا اور اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔

﴿الْأَخْوَالِ﴾ خوں کی جمع ہے، خوں اس چیز کو کہتے ہیں جس سے انسان ڈرے، گھبرائے اور وہ اس پر گرہاں گزرتا ہے۔
یعنی مصائب مثلاً شریوں کے شر اور مہنگائی اور آسمانی بلیات مثلاً بھٹیوں کے کڑکنے اور زلزلوں کو شامل ہے، اسی طرح اس کو
کو شامل ہے جو مخلوق کی وجہ سے ہو، جیسے شر اور فساد یا بغیر سبب کے ہو، جیسے سمندر کی طغیانی، غرض! یہ کہ دنیاوی اور دینی
بلیات کو شامل ہے۔

﴿وَالْأَعْيُنِ﴾ آنکھ کی جمع ہے، یعنی دیا اور ہر وہ چیز جو انسان کے دین، دنیا یا بدن کو نقصان پہنچائے۔

﴿وَنُفُوسِنَا﴾ جناب (اللہ) اور تو اس درود شریف کی بدولت ہماری دینی، دنیاوی اور اخروی حالتیں پوری فرمائے۔
﴿وَنُظُفِرُنَا﴾ بچاؤ، جینے (الْحَيَاتِ) اور اس درود شریف کی برکت سے تو ہمیں چھوٹے بڑے، ظاہری اور باطنی گناہوں
سے پاک فرمائے، خواہ وہ ہمارے اور میرے درمیان ہوں یا ہمارے اور مخلوق کے درمیان ہوں، یعنی جو تجھ سے متعلق ہیں
انہیں معاف فرماوے اور جو مخلوق سے متعلق ہیں، اپنے ذمہ کرم پر لے لے اور ان کے ثنات ہمارے بدتوں سے مناد۔
﴿وَنُزَفِّفُنَا﴾ بچاؤ، اعلیٰ (الدُّرَجَاتِ) نسطر سبط اور تمام معتد تسفوں میں اسی طرح ہے، بعض شخصوں میں ہے وقتوں کے
عندک اعلیٰ (الدُّرَجَاتِ) لفظ عندک کی زیادتی کے ساتھ۔ اسی طرح (الفجر الغیر) میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان بلند درجات
فائز فرما دو ہمارے لائق ہیں اور ہمارے حق میں صحیح ہیں، یا یہ کلام بطور مبالغہ ہے، آئندہ قول کا بھی یہی مطلب ہے۔

﴿وَنُتَلَفِّفُنَا﴾ بچاؤ، اعلیٰ (الْقُصَى) اعلیٰ کا معنی ہے، بعد ترین (الْعَالَمَاتِ) حق ہے، غایہ اس کا معنی ہے انتہا، یعنی، جمعیت ہے اور اس
تعلق اعلیٰ سے ہے (جَمِيعِ الْخَيْرَاتِ) تمام نسی اور معنوی چیزوں سے (فِي) تَلَفِّفُنَا سے متعلق ہے (الْحَيَاتِ) دنیا کی زندگی میں
(وَنُعِذُّ الْقِسَابَ) عالم برزخ میں اور اس کے بعد

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةَ الرَّضَىٰ ۱ وَارْضُ عَنْ

اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر خوشنودی کی رحمت نازل فرما

أَصْحَابِهِ رِضَاءَ الرَّضَىٰ ۲ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

اور ان کے اصحاب سے اعلیٰ رضا کے ساتھ راضی ہو، اے اللہ! سیدنا

مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُورُهُ ۳ وَرَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ ۴ عَدَدُ

محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جن کا نور تمام مخلوق سے پہلے اور ان کا ظہور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے، یعنی

مَنْ مَّضَىٰ مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ ۵ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَوةُ

جوئی مخلوق اب تک موجود ہو چکی اور جو باقی ہے، ان میں سے جو نیک بخت اور جو بد بخت ان سب کی تعداد کے مطابق

تَسْتَغْرِقُ الْعَدُوَّ تُحِيطُ بِالْجَدِّ صَلَوةُ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهَىٰ ۶ وَلَا انْقِصَاءَ

ایسی رحمت جو تمام اصرار اور حدود کو محیط ہو اور ایسی رحمت جس کی کوئی حد و نہایت نہیں اور نہ ہی اس کی انتہا ہے۔

صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِكَ وَعَلَى إِلَهٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مِثْلَ ذَلِكَ

ایسی رحمت جو ہمیشہ کے ساتھ ہمیشہ رہے اور ان کی آل اور اصحاب پر اور اتنے ہی سلام بھیج

۱۔ اِصْلَافُ الرَّحْمَةِ ایسی رحمت جو تجھے راضی کر دے، کیونکہ وہ ہمیشہ بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت کے مناسب ہے۔ یا ایسی رحمت جو تجھے اور میرے حبیب اکرم ﷺ کو راضی کر دے اور اس رحمت کے ذریعے تو خوشنودی میں ان کا مرتبہ بلند فرما دے اور اس کے سبب تو ہم سے راضی ہو جائے، کیونکہ یہ مقبول صاف ستھری اور کم ورتوں سے پاک ہے (وَحُضَاءُ) اَلْف مَمْدُودہ کے ساتھ الرَّحْمَةُ اَلْف مَمْدُودہ کے ساتھ یعنی اعلیٰ و ارفع رضا۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا درود شریف

۱۔ شیخ الاسلام سیدی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ و تفعیلاً نے اس درود پاک کے ساتھ اپنے حزب (وہابیہ) کو ختم کیا ہے، بعض علماء نے اس درود شریف کی نسبت شیخ ابو محمد عبد الحق ابن سبحان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے، شیخ ابن سبحان سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متاخر ہیں، مجھے شیخ ابن سبحان کے حوالے سے یہ درود شریف حزب النصح و النور، حزب الحفظ و التصون اور حزب الفرج و الخلاص میں نہیں ملا، البتہ! یہ درود شریف سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حزب میں موجود ہے۔ یہ ان خیر و برکت والے دس درودوں میں سے ہے جنہیں امام محی الدین سحرورؒ بہ جنید یمن رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دیا، یہ درود منقول ہیں انہوں نے فرمایا: یہ درود عمل میں لائے جاتے ہیں اور باقاعدہ پڑھے جاتے ہیں، جو شخص یہ درود شریف صبح و شام دس مرتبہ پڑھے، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی رضا کا مستحق ہوتا ہے، اس کی بارگاہی سے محفوظ رہتا ہے، اس پر متواتر رحمت نازل ہوتی ہے، تکلیف سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے اور اس کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں، شیخ جنید یمن نے فرمایا: بے شک یہ درود شریف اسی طرح ہے۔

۲۔ امام سخاوی نے اس درود پاک کا ذکر کیا ہے اور یہ دس درودوں میں سے آخری ہے، البتہ! انہوں نے کچھ الفاظ کم نقل کیے ہیں، پھر انہوں نے فرمایا: ہمارے بعض محدث مشرخی نے بیان کیا کہ اس کا ایک واقعہ ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس کا ایک حزب پڑھنا دس بار کے برابر ہے، تاہم انہوں نے واقعہ بیان نہیں کیا۔

حضرت غوث پاک کا درود شریف

۱۔ اَوَّلُ الْخَيْرَاتِ میں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، امام سخاوی نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، السَّابِقُ لِلْخَلْقِ تَوَدُّهُ اَلْخَلْقُ، مصدر ہے خَلَقَ کا اور اس میں ماضی اصل ہے

اور اس پر جو لام ہے وہ فی کے معنی میں ہے یا جند کے (یعنی آپ کا نور تخلیق میں یا تخلیق کے وقت پہلے ہے) ست دفعہ نعت
معنی مخلوق بھی آتا ہے، اس جگہ اس کا بھی احتمال ہے۔ اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا نور تمام مخلوق سے پہلے ہے
کیونکہ آپ ابتداء اور امداد میں اصل ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي وَحْدِي خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ"۔
تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا اور میرے نور سے ہر شے کو پیدا فرمایا، اگر آپ کا نور تمام روحوں سے پہلے نہ ہو تو
الست کے دن تمام روحمیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار نہ کرتیں، ہر پیدا ہونے والا فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم
ج ذِخْرَةُ ہم نے اس کتاب کے جتنے نئے دیکھے ہیں ان میں ذِخْرَةُ کمرہ ہے اور واؤ حافظہ کے ساتھ ہے، البتہ بعض
شخصوں میں زیر کے ساتھ (ذِخْرَةُ) اور بعض میں پیش کے ساتھ (ذِخْرَةُ) ہے، نسخہ سہیلہ کے ساتھ مقابلہ کے لئے دو نسخوں میں
اسی طرح ہے، حزب مذکور (یعنی سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حزب) کے اکثر نسخوں میں الف لام کے ساتھ واؤ
مذکور ہے (ذِخْرَةُ) کہیں بغیر واؤ کے ہے (ذِخْرَةُ) بعض معتد نسخوں میں واؤ موجود ہے، الف لام نہیں ہے (ذِخْرَةُ) علامہ
سکالوی کے نزدیک الف لام بھی ہے اور واؤ بھی ہے (ذِخْرَةُ)

پادشوق صورت یہ ہے الف لام کے ساتھ ہو، کیونکہ صفت کو تعریف و تحکیم میں موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے،
سے زیادہ یہ ہے کہ (واؤ مذکور ہونے کی صورت میں) ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہو گا اور اس میں کوئی حرج نہیں
ہے۔ الف لام کے بغیر صرف رفع والی صورت (ذِخْرَةُ) درست ہے، اس صورت میں ظہور و مبتداء (موجود ہے) اور ذِخْرَةُ
(مقدم) ہے، اور جملہ محذوف موصول کا صلہ ہے، اصل عبارت اس طرح ہوگی "وَأَلَّذِي ظَلَفُورُ ذِخْرَةُ يَلْعَالِبِينَ۔"
(ذِخْرَةُ يَلْعَالِبِينَ ظَلَفُورُ) یعنی آپ کی روح انور کا ظہور اور عدم سے وجود میں آنا پھر آپ کے حمد اقدس کا ظاہر ہونا
سب تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

ج اَعْدَدَ مِنْ مَنَظَرِي مِنْ خَلْقِكَ وَمِنْ يَقِينِي ان لوگوں کی تعداد میں جو اس وقت موجود ہیں یا آئندہ ہوں گے اور غنی
مِنْهُمْ وَمِنْ خَلْقِي بطور تخفیف بقی اور خَلْقِي کی یاد کو ساکن کرنا جائز ہے، یا مفتوح کو ساکن کرنا مشہور لغت ہے، آیت کہ
"وَذَرَوْهَا بَقِيَّيْنِ مِنَ الزَّيْنِ" میں حضرت حسن کی یہی قراءت ہے، (انہوں نے خانیقین پڑھا ہے یا ساکنہ کے ساتھ) اور
مبارک "وَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آذَمٍ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزَا" میں اعش نے (فَقَسِي) یاد ساکنہ کے ساتھ پڑھا ہے، حضرت
حسن نے بقی اور اعش نے فَنَسِيَ حالت وصل میں یاد ساکن پڑھی ہے۔

(حَلَاةٌ تَسْتَعْرِفُ) وہ صلوٰۃ جو احاطہ کرے (الْعَدُّ) گنتی کا، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) عدد یعنی سو اور ہزار کی گردش
انہاء مراد ہو (۲) انسانی قدرت یعنی اس گنتی کی انتہاء مراد ہو جو انسانی قدرت کے نیچے داخل ہو اور عقل کے احاطہ و ہم
آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(وَلَوْ جِئْتُ بِالْحَدِّ) حد کا معنی ہے شے کی انتہاء یا تو عدد کی حد اور انتہاء مراد ہے یا صلوٰۃ کی ممکنہ حد مراد ہے۔ دو
صورت میں یہ کلام بطور مبالغہ ہے، اور اس کی وہی توجیہ ہے جو خَلْقِي لَا يَبْقِي مِنَ الصَّلَاةِ شَيْءٌ کی ہے اور اس سے پہلے

یعنی ہے (تاریخ نے اس جملے پر مشکوٰۃ کرتے ہوئے (مخارج عربی ص ۱۹۳ میں) فرمایا ہے کہ بکثرت رحمت عطا کرنے میں مبالغہ مقصود ہے، کہا جاتا ہے کہ غلام شخص کو پادشاہ نے ہر شے دیدی، مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کو اتنی نعمتیں دیدی ہیں کہ اسے مزید نعمتوں کا اشتیاق نہیں رہا، پادشاہ شخص گمان کرتا ہے کہ بس اتنی ہی نعمتیں ہیں اس سے زیادہ نہیں، یہ تخصیص کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ یہ دہم نہ کیا جائے کہ قدرت کا متعلق ہی ختم ہو گیا ہے، ۱۲۰ شرف قادری۔

۵. صَلَوةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهَى وَلَا قِطْعَانٌ، یعنی (یہ صلوٰۃ ہے کہ اس کا خاتمہ اور ختم نہ ہو (وَسَلَامٌ) لام کے نیچے زبر اور ہم ساکن اس کا صلی پر عطف ہے اِنَّمَا يَكُنْ ذَلِكَ، جس طرح صلوٰۃ میں عدد، اعطاء، دوام اور عدم انتہاء کا ذکر کیا گیا ہے۔
نفس سہیلہ اور دیگر قلیل اعتماد شخصوں میں یہی الفاظ مذکور ہیں، بعض معتد شخصوں میں یہ الفاظ ہیں (صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهَى وَلَا قِطْعَانٌ وَلَا اَمْتَلَا) اَللّٰهُ صَدَّقْتَ عَلَيْنَا صَلَاةً دَائِمَةً بِذَوَابِكُمْ وَعَلَى الْاَيِّ وَاصْحَابِهِ وَعِزَّتِهِمْ كَذَلِكَ وَسَلَّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا بِغُلٍّ ذَلِكَ، بعض معتد شخصوں میں دَائِمَةً بِذَوَابِكُمْ کے بعد ہے بِاَيَّةٍ يَّتَقَابَلُكَ اِلَى يَوْمِ الدِّينِ وَعَلَى الْاَيِّ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي مَلَأْتَ قَلْبَهُ مِنْ جَلَالِكَ وَعَيْنُهُ .

اے اللہ! سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جن کا دل تو نے اپنے جلال سے اور آنکھیں اپنے جمال سے جلال سے جَمَالِكَ فَاصْبَحْ فَرِحًا مَوْلَانَا مَنصُورًا وَعَلَى الْاَيِّ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمْ تَسْلِيمًا سے بھر دیں، توفہ خوشی اور تنجید و نصرت دینے ہوئے ہو گئے اور ان کی اہل اور اصحاب پر اور بہت سلام بھیج، تمام تعریفیں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذَلِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اس پر، اے اللہ! سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما

أَوْ رَاقِ الزَّيْتُونِ وَجَمِيعِ الشَّامِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

زیتون کے چنوں اور تمام پھلوں کے برابر، اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما جتنی چیزیں

عَدَدَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ وَعَدَدَ مَا أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَضَاءَ عَلَيْهِ النَّهَارُ ۝

ہو چکیں اور جو ہوں گی ان کی قدر کے برابر اور ان اشیاء کی تعداد کے برابر جن پر رات کی تاریکی چھائی اور دن کی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى الْاَيِّ وَآزْوَاجِهِ

روحانی بیوی، اے اللہ! ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آہن، ازواج مطہرات اور اولاد پر اتنی رحمتیں

وَذُرِّيَّتِهِ عَدَدَ النَّفَاسِ أُمَّتِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ بَرِّكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ اجْعَلْنَا

نازل فرما جیتے آپ کی امت کے سامنے ہیں۔ اسے اللہ ان پر درود بھیجے کی برکت اور درود بھیجنے کی بدولت۔

بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ مِنَ الْفَائِزِينَ وَعَلَى حَوْضِهِ

ہمیں کامیاب بنا اور ان کے حوض پر حاضر ہونے والوں

مِنَ الْوَارِدِينَ الشَّارِبِينَ ۝ وَبِسُنَّتِهِ وَطَاعَتِهِ مِنَ الْعَامِلِينَ ۝ وَلَا تَحُلْ

اور پینے والوں میں سے بنا اور اپنے حبیب کی سنت و طاعت پر عمل پیرا بنا اور ہمارے اور ان کے درمیان

بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَاعْفِرْ لَنَا وَلِوَلَدِنَا

قیامت کے دن پر وہ حاکم نہ کرنا، اے رب العالمین: ہمیں اور ہمارے والدین اور تمام

وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

مسلمانوں کو بخش دے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۱۱۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی قَلْبِنَا مِنْ جَلَالِكَ، جن کے دل کو تو نے اپنی عظمت کی صیبت سے بھر دیا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین جنید یمن کا مرتب کیا ہوا درود

یہ ان دس درودوں میں سے ہے جن کو امام محی الدین جنید یمن نے مرتب کیا ہے، 'دل اجلال (تعظیم) اور شہت کا محل۔

جیسے کہ آنکھ مثال کے دیدار کا محل ہے، اس لئے یہ بھی کہا ہے 'وَعَيْنُهُ مِنْ جَلَالِكَ' اور جن کے دل کی آنکھ کو تو نے اپنے مثال کے مشاہدے سے دائمی طور پر بھر دیا اور ان کے سر کی آنکھ کو دیدار جمال سے اس وقت بھر دیا، جب تو نے اس آنکھ سے حجاب الٹ دیا، یہاں تک کہ آپ نے اس آنکھ سے تجھے مکان اور کیف کے بغیر دیکھا، 'فَأَصْبَحَ فَرِحًا' تو آپ سرور ہو گئے، شیخ یمن سے منقول درود شریف میں دونوں لفظ ہیں (فَرِحًا مُسْتَوْزِدًا)

وَسُبِّحَ نَفْسُ دَعَا جِبْرِائِلَ (عَلَيْهِ) پر عطف ہے، لہذا اس کے لام کے نیچے زیر اور میم ساکن ہے اَنْسَلَبْنَاهُ وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔

۱۲۔ (وَجَمِيعِ الشَّمَانِ) اس کا کس پر عطف ہے؟ اس میں دو احتمال ہیں (۱) زیتون پر عطف ہو (۲) اوراق پر عطف ہو۔

صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ تمام پھلوں کے چوں کی تعداد میں، اس صورت میں زیتون اور تمام پھلوں کے چوں کی تعداد میں

ہو گی، نوہ پھلوں کی تعداد مراد نہیں ہو گی۔ اس وقت صرف زیتون کے چوں کا ذکر نہیں ہو گا، بلکہ تمام پھلوں کے چوں کا ذکر

ہو گا، دو سری صورت میں تمام پھلوں کی تعداد مراد ہو گی جن میں سے زیتون بھی ہے، اب دوسرے پھلوں کے چوں کا ذکر

صرف زیتون کے چوں کا ذکر ہو گا، یہ احتمال زیادہ ظاہر ہے، اس صورت میں جمع کا جمع پر عطف ہے، خاص طور پر زیتون کا

اس لئے کیا ہے کہ وہ قرآن پاک کے جہان کے مطابق بابرکت و رحمت ہے اور اس لئے کہ اس کے جہوں پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔

میں نے حضرت مولف کے شاگردوں اور ان کے شاگردوں کے شاگردوں کے قدمِ نسخہ دلائل کے حاشیہ پر علماء کرام یعنی ان شاگردوں کے معاصر علماء کے حوالے سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ دوسرے پھلوں کے پتوں کا نہیں، صرف زیتون کے پتوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ زیتون پر اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لکھا ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ اَعَدَدُ مَا يَكُونُ: ان اشیاء کی تعداد میں جو زمانہ ماضی میں موجود ہوئیں۔ (وَعَدَدُ مَا يَكُونُ) ان اشیاء کی تعداد میں جو اس وقت موجود ہیں یا آئندہ موجود ہوں گی۔

بعض نسخوں میں ہے (وَيَكُونُ) ما کے بغیر (اس وقت یَكُونُ کا محظف مآخانی پر ہو گا) اور بعض نسخوں میں (وَعَدَدُ مَا يَكُونُ) ما کے محظفات کے ساتھ (لفظ عدد کے بغیر) اس وقت اس کا محظف مآخانی پر ہو گا ۱۳ قاری

۲۔ اَوَّلُ مَا يَكُونُ: اس کا محظف ہے اَوَّلُ مَا يَكُونُ کے ساتھ ہے (وَعَدَدُ مَا يَكُونُ) (اس وقت مَا يَكُونُ پر محظف ہو گا)

۳۔ (بِالْمَعْنَى) یاد کا تعلق فائزینِ مقدر کے ساتھ ہے بعد میں مذکور فائزین سے تعلق نہیں ہے، جیسے کہ غیر خالص عربوں کے کام میں واقع ہوتا ہے، کیونکہ موصول سے پہلے واقع ہونے والی چیز موصول کے صلہ کی معمول نہیں ہوتی (یعنی الفائزین پر الف لام موصول ہے) بل بالظروف میں وہ وسعت ہوتی ہے جو غیر ظروف میں نہیں ہوتی (اس اعتبار سے الفائزین سے تعلق ہو سکتا ہے)

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باء کا تعلق (بِجَعْلُنَا) کے ساتھ ہو، یعنی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے سبب ہمیں بنا دے (یعنی الشاربین) نجات اور کامیابی حاصل کرنے والوں میں سے جب باء کا تعلق فائزین کے ساتھ ہو تو ایک احتمال یہ ہے کہ غرض مراد خود درود شریف ہو، یعنی درود پاک کے متعلق ہونے اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے کے ساتھ ہمیں کامیاب بنا دے اس میں بجز دو صورتیں ہیں، مطلق درود شریف ہو یا اس کی کثرت۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ درود پاک کا ثواب اور دنیا و آخرت میں اس کے ثمرات اور متاع مراد ہوں، واللہ تعالیٰ اعلم

مِنَ الْفَائِزِينَ میں جن کا تعلق (بِجَعْلُنَا) سے ہے۔

۴۔ (وَعَلَى حَوَاضِهِ) اس کا تعلق (وَارِدِينَ) مقدر سے ہے۔ (یعنی الْوَارِدِينَ) ان لوگوں میں سے جو سرکارِ دو عالم ﷺ کے حوض کی طرف جائے والے اور اس تک پہنچنے والے ہیں، چونکہ وَرْد کا معنی پانی کی طرف جانا اور اس کے قریب جانا ہے اور یہ معنی پانی پینے سے پہلے ہوتا ہے اس لئے الشاربین کا اضافہ کیا۔ اور سوال میں یہ تصریح کر دی کہ ہمیں صرف حوض کے قریب پہنچنے والوں میں سے بنا بلکہ اس کا پانی پینے والوں میں سے بھی عا الشاربین کا متعلق محذوف ہے یعنی جَعْلُنَا (اس حوض سے)

ہشتم: کا تعلق غابلین مقرر کے ساتھ ہے (وظائفہ) اور نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے، یعنی تجھے وحدہ لا شریک کے اور فقط ہماری عبارت کا اس حکم کی اطاعت کرنے والوں میں سے ہے۔

معیت اطاعت سے وابستہ ہے

(وَلَا تَحِلُّ) اور رکاوٹ حائل نہ فرما (بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) ہمارے اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان۔ ہمارے گناہوں کی سنت، اطاعت اور طریقے سے نکلنے کے سبب کیونکہ سنت و اطاعت سے نکلنا آپ کی زیارت سے مستفیض ہونے کے بڑی رکاوٹ ہے۔ اور آپ کی فرما ہداری آپ کی بارگاہ میں حاضری اور آپ کے قرب سے فیض یاب کا قوی سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ (۲۸: ۳۱) اور جس نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء، معیت سے مراد ان حضرات کا دیدار ہے۔ آیت کریمہ میں ذکر ہے (یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین) نیز ان کی بارگاہ میں حاضری مراد ہے۔ اگرچہ ان کا ہونا دوسرے لوگوں کی نسبت بلند و بالا درجات میں ہو گا۔

چونکہ آیت مبارکہ میں معیت کو اطاعت سے وابستہ کیا گیا ہے، جیسے کہ حوض کوثر سے پہلے پہل وہ لوگ نہیں گئے ہوں گے جو دین میں رد و بدل نہیں کیا ہو گا۔ اس لئے حضرت مصطفیٰ نے یہ دعا مانگی کہ ہمیں حوض کوثر سے پانی پینے اور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت عطا فرما تو اس کے ساتھ ہی یہ دعا مانگی کہ ہمیں اپنے حبیب اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے اور اطاعت کی توفیق عطا فرما (تاکہ ہم پہلے پہل حوض کوثر سے پانی پیتے والوں میں شامل ہوں)۔

دوسرے طرفیں یعنی بین اور یوم سے متعلق ہیں، یہ ان نحووں کے مطابق ہے جو کہتے ہیں کہ حرف کا تعلق حرف لفظ سے ہو سکتا ہے، یا اس فعل سے متعلق ہیں جو عبارت مذکورہ کا مدلول ہے یعنی اَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ رِكَوٰثٌ كِی لَہِیْ فَرَمَا۔ اس عبارت کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ میدان محشر میں رکاوٹ دور فرما جس دن نبی اکرم ﷺ کی طرف حاضرت ہو گی، اس دن تمام امت آپ کی بارگاہ میں جمع ہو گی اور اسی شخص کو پیچھے پھوڑا جائے گا جو اپنے گناہ اور جرم کی بنا پر محروم ہو گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ میدان محشر اور اس کے بعد یعنی جنت میں رکاوٹ نہ ڈال، جہاں آپ کے دیدار اشتیاق ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بعد جنت کی کوئی نعمت نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے زیادہ پر لطف نہیں ہو گی۔

لَا رِیَاضَ لَہِ الْغَالِبِینَ اے تمام جہانوں کے رب! جو سب کا مالک و مربی، سب کی حائثیں برائے والا، بگڑے ہوئے ہونے والے اور اس کے سوا ان کا کوئی ملجاء و ماویٰ نہیں۔

اپنے اور والدین کے لئے دعائے مغفرت

پھر جب انسان اتنا عبادت اور ہر نیکی کے اختیار کرنے کے باوجود اپنے عمل کی بنا پر نجات نہیں پائے گا، اپنے کب

جنت میں نہیں جائے گا، اپنی کوشش سے اپنی آرزوئیں حاصل نہیں کر سکے گا اور اس کی تمنا میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے حاصل ہوں گی، اس لئے اتباع سنت اور اعمال صالحہ کے ساتھ مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں (وَاعْفُزْنَا) اور ہمیں بخش دے، پہلے اپنے لئے دعا کی ہے کیونکہ دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دعا کرنے والا پہلے اپنے لئے دعا مانگے، جیسے کہ قرآن و حدیث میں وارد ہے، پھر اپنے والدین کے لئے دعا مانگتے ہیں (وَالِدَيَّ الْيَقِينُ) اور ہمارے والدین کو بخش دے۔ کیونکہ دعا مانگنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اپنے لئے دعا مانگنے کے بعد اپنے والدین کے لئے دعا مانگے۔ جیسے قرآن پاک میں ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

پھر عرض کرتے ہیں (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ) اور تمام موتوں کو بخش دے۔ اس لئے کہ مناسب یہ ہے کہ دعا میں تمام موتوں کو شامل کرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" اپنے خلاف اولیٰ امور کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے دعا و مغفرت کیجئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ یوں فرمایا: رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اے میرے رب! میری اور میرے والدین، میرے گھر میں داخل ہونے والے مومن اور تمام اہل ایمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔

پھر دعا کے آخر میں کہتے ہیں (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) ابتدا میں دیا نہیں ہے۔ کیونکہ اجزاء دعا کو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ ختم کرنا چاہئے، جیسے کہ اہل جنت اور ان کے ماموں کے بارے میں وارد ہے کہ وہ اپنی دعا کو حمد کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔

فصل کیفیت صلوٰۃ کا یہ اہل تہائی حصہ یہاں ختم ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پھر دوسرے ٹکٹ کی ابتدا کی ہے اپنے اس قول سے (اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ لِح)

اِتِّعِدْ آءُ الثُّلُثِ الثَّانِي

دوسرے ٹکٹ کی ابتدا

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَكْرَمَ

اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر جو تیری تمام مخلوق سے خلیفہ! وَسِرَاجِ أَفْقِكَ وَأَفْضَلِ قَائِمٍ بِحَقِّكَ الْمَبْعُوثِ بِتَيْسِيرِكَ وَرَفِيقِكَ زیادہ معزز، تیسرے آسمان کے کناروں کے چراغ، تیسرے حق کے ساتھ قائم ہونے والوں میں افضل ترین اور جو تجھے

صَلَاةٌ يَتَوَالِي تَكَرَّرُهَا وَتُلَوِّحُ عَلَى الْأَكْوَانِ أَنْوَارُهَا اللَّهُمَّ صَلِّ

تیری آسمانی اور زمینی کے ساتھ ایسی رحمت جو مسلسل اور بار بار ہو اور جس کے انوار موجودات پر چمکیں اے اللہ! رحمت

وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَفْضَلِ مَمْلُوحٍ

سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جو تجھے قول کے ساتھ افضل ترین

بِقَوْلِكَ وَأَشْرَفِ دَاعٍ لِّلْإِعْتِصَامِ بِحَبْلِكَ وَخَاتِمِ أَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ

تقریب کے ہوئے ہیں تیری رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے لئے اشرف ترین بلانے والے ہیں اور تیرے انبیاء و رسل سے

صَلَاةٌ تُبَلِّغُنَا فِي الدَّارَيْنِ عَمِيمٍ فَضْلِكَ وَكَرَامَةِ رَحْمَتِكَ وَوَصْلِكَ

ختم کرنے والے ہیں ایسی رحمت جو ہمیں دنیا و آخرت میں تیرے عام فضل، تیری رضا و ملاقات کی عزت تک پہنچائے

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَكْرَمَ

اے اللہ! رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر جو تیرے حبیب کے

الْكَرَمَاءِ مِنْ عِبَادِكَ وَأَشْرَفِ الْمُنَادِينَ لِبَطْرِيقِ رِشَادِكَ وَسِرَاجِ أَفْطَارِكَ

تیرے بندوں میں سب سے زیادہ معزز، تیری ہدایت کے راستوں کی طرف سب بلانے والوں ہے اشرف اور تیری راہیں

وَبِلَادِكَ صَلَاةٌ لَا تَفْنِي وَلَا تَبِيدُ تُبَلِّغُنَا بِهَا كَرَامَةَ الْمُرِيدِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

اور شہروں کے کناروں کے چراغ ہیں ایسی رحمت جو کبھی نیست و نابود نہ ہو اور تو ہمیں اس کے ذریعے مزید عزت تک پہنچائے

وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الرِّفِيعِ مَقَامُهُ الْوَاجِبِ

مذہبوں کے لئے آسانی اور نرمی فراہم فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا، کیونکہ سرکارِ ہند ﷺ کی رحمت ہمیں اور رحمت کے لئے تیار کئے گئے ہیں، تو آپ کا مبعوث ہونا اس ارادے کے سبب تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
اضافۃً بشوالی، پہلے بچے دو نقطے والی یاء، پھر اوپر دو نقطے والی تاء۔ وہ صلاۃ جس کی تکرار لگا کر اور پے در پے ہو انکسار
تاء پر زیر، اس کے نیچے زیر بھی پڑھ سکتے ہیں، کہا جاتا ہے کُذِرْتُ نَكَرْتُ يَوَا وَنَكَرْتُ اَوَا جب کسی چیز کا کوئی دفعہ اعادہ کیا جائے
طاوہ ایک دفعہ لوٹانے کو کہتے ہیں۔

نہضہ سلیبہ سے مقابلہ کئے گئے دو نسخوں میں ہے انتقوالی، اوپر دو نقطوں والی دو تائوں کے ساتھ۔ اس صورت میں
انکسار اَوْھا، انتقوالی میں مستح اور صلوٰۃ کی طرف لوٹنے والی ضمیر سے بدل اشتغال ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ نکر اوازے مقابلہ
الیہ سے تائیت حاصل کر لی ہو، لہذا دوسری روایت کی طرح اس روایت میں بھی فاعل ہو، کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے ضمیر
ضرورت نہیں ہے۔

(نوٹ: معذور بطور مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اس لئے اگر مضامین الیہ سے تائیت

حاصل نہ کرے تو بھی فاعل بن سکتا ہے ۱۳ قوری)

۱۔ (تولید) اور چمکتے ہیں اعلیٰ الانکسار، مخلوقات پر (انوار) صلوٰۃ کے انوار، کیونکہ نبی اکرم ﷺ پر بھیجا جائے اور
نور ہے، تو اس کے ذریعے تمام جہان منور ہوں گے، لیکن درود شریف کا نور معنوی ہے، اس لئے اس جہان میں صرف
عبادت کے طور پر ظاہر ہو گا۔

۲۔ افضل عندلج بقولک، قرآن پاک اور دیگر کتب سلامیہ میں تیرے ارشاد سے جن کی تعریف کی گئی ہے ان سب سے
افضل، اللہ تعالیٰ متعدد انبیاء کرام اور ملائکہ کی عموماً اور خصوصی طور پر تعریف فرمائی ہے۔ ہمارے نبی ﷺ خدا داد فضیلت
بنا پر ان سب سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور دیگر کتب میں آپ کی جو تعریف فرمائی ہے اس کا کچھ بھی حصہ
کیا جائے تو شکوک طویل ہو جائے گی۔

وَأَشْرَفَ خَاجٍ اور تلوک کو بلائے والی اشرف ترین ہستی پر (بِقَبْضِ) مضبوطی سے تھامنے کی طرف (بِخَبْلِكَ) جو
رسی کو۔ اس رسی سے مستعار ہے جسے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے۔ اس جگہ رسی سے مراد دین ہے، آیت کریمہ کی تفسیر
بیان کیا گیا ہے کہ رسی سے مراد دین ہے، یا قرآن، یا جماعت، یا دین کی طرف بلائے والے حضرات یعنی رسولانِ گرامی اور
کے متبعین۔

اللہ تعالیٰ کا وسیع فضل اور رضا

اشبغنا، اس کی پوشیدہ ضمیر صلاۃ کی طرف راجع ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے سبب بنایا ہے۔ یہ نہضہ سلیبہ وغیرہ کی

مراتج اور بلادہ اللہ کی صبح و شام کا ایک نکلنا مخلوقات کا نبی اکرم ﷺ کے آفتاب نبوت نور ہدایت آپ کی شریعت پر روشنی اور آپ کی ملت کے انوار سے منور ہونا ظاہر و باہر ہے، کسی صاحب علم پر مخفی نہیں۔ واللہ تعالیٰ۔

اصلاً لا تفتنی، ایسی صلوٰۃ جو محدود نہ ہو (لا تقيتہ) اور پاک نہ ہو (تبلغنا بقاء) جس کے سبب سے تو ہمیں بکریاں، مکاراۃ العزیز، زیادتی کی کرامت تک، وہ زیادتی جس کی تفسیر آیات کریمہ میں جنت عدن میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے کی گئی ہے، اور کوئی کرامت اس کرامت کو نہیں پہنچ سکتی۔

۴۔ الترغیب: یہ صفت بحال متعلقہ ہے، اور الغلوں میں موصوف کے متعلق کی صفت واقع ہو رہی ہے۔ یہ صفت مشبہ سے، غفلاً، الرغی کا قائل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، الترغیب: یہ بھی صفت بحال متعلقہ ہے (تغبطہ)، الواجب کا قائل ہو۔ کی وجہ سے مرفوع ہے (واختیاراً)، یہ تغبطہ پر معطوف ہے اور اس کا ہم معنی ہے۔

تَعْظِيمُ نَبِيِّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَحْكَامِ قُرْآنٍ فِيهِ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی تعظیم اور احترام کا حکم قرآن پاک کی متعدد آیات میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مومنوں کو حکم دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کریں۔ آپ سے آگے نہ بڑھیں، آپ کے پاس آواز نہی رکھیں، آپ کے افضل ناموں سے مخاطب کریں، اچھے انداز میں گفتگو کریں، کہیں جانا ہو تو اجازت لے کر جائیں، نیز آپ کی اطاعت حکم دیا، آپ کی سنت کی پیروی اور اقتداء پر ابھار، آپ کے ہاتھ پر حاضری کا حکم دیا، آپ کی مخالفت سے بچنے کا حکم دیا، بطور قسم فرمایا کہ جو لوگ مومن نہیں ہو آپ کو حاکم تسلیم نہ کریں۔ وَغَيْرَ ذَلِكَ

اصلاً لا تفتنی ایذاً ولا تفتنی سؤماً، ایذاً اور سؤماً کا معنی ہے ہمیشہ، ان کا تعلق لائے ناظر سے ہے، یا اس فعل سے ہے جس پر نفی نے حالت کی ہے یعنی اس صلوٰۃ کی فائز ہمیشہ کے لئے مشتقی ہو۔
الا تَحْبِيزُ عِندَهُ عَدَدًا، تیسرے معنی اس صلوٰۃ کی تعداد محدود نہ ہو۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما، جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام

سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ○

اور ان کی آل پر تمام جہانوں میں رحمت نازل فرمائی، ہے کہ تو تعریف اور بزرگی والا ہے، اے اللہ! ہمارے آقا

وَصَلِّ اللَّهُمَّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرُوكَ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما، جب بھی ذکر کرنے والے ان کا ذکر کریں

الذَّاكِرُونَ وَ غُفْلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغُفْلُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

اور غفلت والے ان کے ذکر سے غافل ہوں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل

عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ اَرْحَمَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا وَ اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ

نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحم فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ رَحِمْتَ وَ بَارَكْتَ

پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر درود بھیجا اور رحمت و برکت نازل فرمائی

عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ۝

بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الظَّاهِرِ الْمُطَهَّرِ وَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور طاہرہ مطہریٰ اُمی اور ان کی آل پر رحمت و سلامتی نازل فرما

عَلٰی اٰلِهِ وَ سَلِّمْ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْ خَتَمْتَ بِهٖ الرِّسَالَةَ

اے اللہ! اس ذاتِ اقدس پر رحمت نازل فرما جن پر تو نے رسالت

وَ اَيَّدْتَهُ بِالنَّصْرِ وَ الْكُوْنُورِ وَ الشَّفَاعَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ

ختم کی اور خاص امداد، کوثر اور شفاعت کے ساتھ انہیں تقویت دی اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا و مولا حضرت محمد

نَبِيِّ الْحُكْمِ ۝ وَ الْحِكْمَةِ السَّرَاجِ الْوَهَّاجِ الْمَخْصُوصِ بِالْخُلُقِ الْعَظِيْمِ وَ خَتَمِ

مصطفیٰ ﷺ پر جو حکم اور حکمت کے نبی، روشن چراغ، خلقِ عظیم اور رسولوں کے ختم کرنے کے ساتھ خاص کئے گئے

الرُّسُلِ ذِي الْمِعْزَاجِ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ اَتْبَاعِهِ السَّالِكِيْنَ عَلٰی

صاحبِ معراج ہیں اور ان کی آل، ان کے اصحاب اور ان کے سیدھے راستے پر چلنے والے متبعین

مَنْهَجِهِ الْقَوِيْمِ ۝ فَاَعْظِمِ اللّٰهُمَّ بِهٖ مِنْهَا جُنُودَ الْاِسْلَامِ وَ مَصَابِيْحَ

پر اے اللہ! اسلام کے ستاروں اور تاریکیوں کے چراغوں کا راستہ کتنا عظیم ہے؟

الظَّلَامِ الْمُهْتَدٰی بِهٖمْ فِی ظُلْمَةِ لَيْلِ الشُّكِّ الدَّآخِ صَلَوةٌ دَائِمَةٌ مُّسْتَمِرَّةٌ

جن سے شک کی اندھیری رات میں ہدایت پائی گئی ایسی رحمت جو ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے

مَثَالًا طَمَّتْ فِي الْأَبْحَرِ الْأَمْوَاجِ وَطَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ

جب تک سمندروں کی موجیں حلاطم نہیں اور حجاج دور دراز راہوں سے آکر

مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ۝ الْحُجَّاجُ

بیت اللہ شریف کا طواف کرتے رہیں۔

دروپاک پڑھنے کا طریقہ

۱۔ مجھے یہ روایت ابن القفا کے ساتھ نہیں مل سکی۔ امام نسائی حضرت طلحہ ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر صلوٰۃ کس طرح ہے؟ فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اَبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اَبْرَاهِيْمَ سَلَامًا حَبِيْبًا مَّجِيْدًا

۲۔ یہ وہ صلوٰۃ ہے جو ابن ابی زید کے رسالہ میں ہے، اس میں دو روایتیں ہیں ایک میں (ہی الغالبین) ہے دوسری میں نہیں ہے۔ حضرت معطف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے وہ روایت ذکر کی ہے جس میں (ہی الغالبین) کا ذکر ہے، اس سے دوسری روایت ذکر کی ہے۔

۳۔ (وَسَلِّمْ) فعل دعا ہے اور اس کا ماقبل پر عطف ہے۔

۴۔ (وَحَفَّتْ) خاف اور تار پر ڈیرا آخر میں نام خطاب ہے (يَا اَيُّهَا الْمُرْسَلَةُ) جن کے ذریعے تو نے رسالت کو ختم فرمایا، اس کا رسالت کا ذکر ہے۔ نبوت کا میں کہیں تکلمہ ارسال (بجینے) کا حکم نبی اور رسول دونوں کو شامل ہے، یا اس لئے کہ رسالت کو نبی پر انصاف حاصل ہے، (وَاَيْدِيَهُمَا يَنْفُضُ) اور تو نے ان کو تقویت دی امداد کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ الَّذِي اَيْدَكَ بِبَصَرِ اللّٰهِ وَهُوَ ذَاكَ ہے جس نے اپنی امداد سے آپ کو تقویت دی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر عطا ہوئی

۱۔ (وَالْكَوْثَرُ) اللہ تعالیٰ نے کوثر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان فرماتے ہوئے فرمایا: (وَالْكَوْثَرُ) بے شک ہم نے آپ کو غیر کثیر عطا فرمائی۔ کوثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، اس میں اختلاف ہے کہ کوثر کیا ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ جنت کی تہ ہے، یہی متقدمین اور متاخرین میں مشہور و معروف ہے، بخاری شریف اور دیگر کتب میں اس بارے میں حدیث آئی ہے۔ یہ وہ تہ ہے جو حوض میں ڈالی جائے گی، دوسرا قول یہ ہے کہ وہ خود حوض ہے، اس بارے میں صحیح مسلم اور ابوداؤد میں حدیث آئی ہے۔ لیکن کہا گیا ہے کہ حوض پر کوثر کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ اس کی اصل اور اس کا مادہ نہر کوثر ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ کوثر سے مراد غیر کثیر ہے، بعض حضرات نے کہا کہ چونکہ اس میں عموم ہے، اس لئے یہ تمام اقوال سے

زیادہ موزوں ہے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ کے ارشاد سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کوثر سے مراد خاص طور پر تہر کوثر ہے، اس لئے اس سے عدول نہیں کیا جاسکتا۔

کوثر کے معانی

چند مزید اقوال یہ ہیں: (۳) نبوت، (۵) علم، (۶) اسلام، (۷) اخلاق حسنة، (۸) اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نبوت، قرآن، ذکر عظیم اور دشمنوں کے خلاف امداد، (۹) علماء امت، (۱۰) اولاد و نسل، (۱۱) متبعین کی کثرت، (۱۲) تمام نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو عطا فرمائیں۔

ان اقوال میں سے اکثر وہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوثر وہ شے ہے جو نبی اکرم ﷺ کو دنیا میں عطا کی گئی اور وہ آپ کی فتح و نصرت کا ذریعہ بنی، بعض اقوال سے یہ بات صراحت معلوم ہوتی ہے، مثلاً وہ قول جس میں کہا گیا ہے کہ دشمنوں کے خلاف امداد مراد ہے اور بعض اس مطلب میں ظاہر ہیں۔ مثلاً جس میں کہا گیا ہے کہ متبعین کی کثرت مراد ہے۔ بعض میں یہ مطلب غیر واضح ہے۔ البتہ فتح و نصرت پر التزام دلالت ہے۔

شفاعت کے ساتھ تقویت

﴿وَالشَّفَاعَةُ﴾ اور تو نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو تقویت عطا فرمائی شفاعت کے ساتھ، یعنی آپ کی شفاعت قبول فرما کر۔ آپ کو پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول شفاعت والا بنا کر یا رب! تو انہیں تمام مخلوق کا شفیع بنائے گا اور یہ مقام تمام مخلوق کے لئے لوگوں (انبیاء کرام، خاتم النبیین، صلوات اللہ علیہ) پر ظاہر فرمائے گا اور محشر کے تمام لوگ اس کا مشاہدہ کریں گے، امور مذکورہ سے آپ کی تقویت کا یہی مطلب ظاہر ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ﴿يُؤْتِيكَهُمُ الْخُزْنَ﴾ کے معنی پر متبعین عطا ہو (یعنی حبیب اکرم ﷺ کو تقویت دی اس حال میں کہ آپ کو شفاعت کبریٰ سے عزت دی)

﴿وَجَبِي الْخُزْنَ﴾ پہلے حرف پر جوش، دوسرا ساکن، اس سے حکمت مراد لی جاتی ہے، نیز اس سے حکومت، قضا اور بندوں کے درمیان فیصلہ کرنا مراد لیا جاتا ہے، دوسری صورت میں دو احتمال ہیں (۱) آپ کو بندوں کے درمیان حکم (فیصلہ) کرنے سے موصوف کیا گیا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ آپ نبی بھی ہیں اور سلطان بھی، جیسے آپ ﷺ کی خصوصیات میں بیان کیا گیا ہے، حکم کی صفت موزوں ہو، یعنی آپ ایسے حکم کے نبی ہیں جو راستی اور عدل کے طریقے پر نافذ اور جاری ہے۔ حکم کا معنی قضا، فساد اور نامناسب کاموں سے روکنا بھی ہو سکتا ہے، اس کتاب کے سوا دوسری کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے انضباط بھی ہے۔

﴿وَالْحُكْمُ﴾ جاء کے نیچے زیر۔ اس کی تفسیر درج ذیل امور سے کی جاتی ہے (۱) نبوت، (۲) قرآن یا حکم اور اس کا فہم، (۳) اللہ تعالیٰ کے دین کی معرفت، (۴) احکام کی پہچان، (۵) عقل و دانش، (۶) وعظ و نصیحت، (۷) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی طرح علم اور

نعم کا حاصل کرنا (۸) نعم اور فضل کو مستحکم کرنا (۹) اشیاء کو ان کے لائق مقام پر رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا (۱۰) حق و انصاف کے ساتھ حکم کرنا۔ یہ تمام امور نبی اکرم ﷺ کے لئے ثابت ہیں۔

”الْبُزَاجُ الْوُحَاظُ، پکچر جو نہ روشنی واسے مزاج (الْمُخْطَصِرُ) جن کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی (وَالْمُخْلَقُ) خاتم پر قبضہ پر قبضہ بھی کر سکتے ہیں اور اسے ساکن بھی کر سکتے ہیں۔ مزاج طبیعت، مروت، دین اور خلق۔ خلقت وہ طبیعت جس پر انسان پیدا کیا گیا ہو۔“

اخلاق کریمہ کے پیکر

”الْعَظِيمُ“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَذَٰلِكَ لَعَلِّي خُلِقَ عَظِيمٌ اور بے شک آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ فرمایا ہمیں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے بیان کیا ہے کہ حدیث مجھے پہلی امام احمد بن حنبل نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے امام یزید نے حضرت ابو ہریرہ سے اور امام طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی

کسی دو سرے میں آپ سے زیادہ اخلاق کریمہ جمع نہیں ہوئے

نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس میں اخلاق عظیم، عبادات کریمہ اور فضائل جلیلہ پوری قدرت و عظمت کے ساتھ جمع ہیں آپ کی ذات کریمہ میں اتنے خصائل کمال اور اوصاف جلال و جمال جمع ہیں کہ کسی دوسری مخلوق میں جمع نہیں ہوئے اور کو ان اوصاف میں شرکت ہے تو وہ بھی امام میں ہے۔ امام ابو ہریرہ نے (قصیدہ ہزنیہ میں) کیا خوب کہا ہے:

تَخِفُ نَرَقِي رُفْيَكَ الْأَنْبِيَاءُ	يَا سَمَاءَ مَا ظَلَوْنَهَا سَمَاءُ
لَمْ يَسَاوُوكَ فِي عِلَالَةٍ وَ قَدْ	حَالَ سَعَى بَيْنَكَ دُونَهُمْ وَسَمَاءُ
إِنَّمَا عَقَلُوا صِفَتَكَ لِلَّهِ سِ	كَمَا مَثَلُ الشُّجُومِ السَّمَاءُ
أَنْتَ مِعْتَبَاهُ كُلِّ قَطْلٍ فَمَا تَصُ	دُرَالاً عَنْ حَصْنِكَ الْأَطْوَاءُ
نَاكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيِّ	بِ وَبَيْنَهَا لِأَدَمِ الْأَسْمَاءُ

- انبیاء کرام آپ ایسی ترقی کو نہ کر سکتے ہیں؟ اے وہ آسمان عظمت! جس پر کسی آسمان نے بلندی حاصل نہیں کی۔
- انبیاء کرام فضائل میں آپ کے برابر نہیں ہوئے، آپ کی نورانیت اور رفعت ان کے لئے اس مقام تک پہنچنے سے مانع ہوئی۔

○ انبیاء کرام نے لوگوں کو آپ کی صفات کا عکس دکھایا ہے، جس طرح پانی ستاروں کا عکس دکھاتا ہے۔

○ آپ ہر فضیلت کا سرچشمہ ہیں، تمام روغنیاں آپ کی ضیاء ہی سے پھوٹی ہیں۔

○ توپ کے لئے عالم غیب سے علوم کی ذوات ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کے لئے ان ذوات کے پناہ ہیں۔
(واجباً جہ) تابع کی جمع ہے، نیز اس شخص کو شامل ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ملت اور طریقے کی پیروی کرے، یہ خاص کے بعد
عام ہے (آل و اصحاب خاص ہیں اور اتباع عام ہے۔ ۱۲ قادری) (الشیخین) جو اپنے نفوس سے اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرنے
والے ہیں (علیٰ منہجہ) ہم پر، زیر ہے، یروان مقاد۔ واضح راستہ، اس طرح صحت ہے، جیسے کہ نیراس، المنہج بغیر ہم کے بھی
اس معنی میں آتا ہے (القونیم) یعنی سیدھا۔ یہ وہ درمیانہ راستہ ہے جس میں کبھی نہ ہو۔

حضرت علی نے ایک شہید کو دیکھ کر فرمایا

(فأعظم) فعل تعجب ہے، اور قائہ لوشافیہ ہے یا سبب ہے (اللہم) است سے شہنوں میں یہ کلمہ موجود ہے، بعض میں نہیں
ہے۔ فعل تعجب اور اس کے معمول کے درمیان متاوی کا فاصلہ لایا گیا ہے، جیسے کہ حضرت علی مرتضیٰ (علیہ السلام) نے حضرت عمار
بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید دیکھ کر فرمایا تھا: اغْرُزْ عَلَيَّ يَا الشَّيْطَانُ اَنْ اَوَالِكَ ضَرْبِنَا مُجْدَلًا اے ابو الشيطان! اسفرت
عمار بن یاسر کی کثرت الجھ پ، یہ بات تقبی گراں ہے کہ میں تمہیں شہید خاک آلود دیکھ رہا ہوں؟ (ابو یوسف حمیر منہج قوم کی طرف
راجع ہے۔ ابنہناج) یروان منہج۔ فعل مقدر امد، یعنی یا ایسے ہی کسی وہ سرے فعل کی بنا پر منصوب ہے۔ فراء اور ان کے
ہم خیال نحووں کے مذہب پر بعد حمیر کے محل سے بدل جاتا بھی صحیح ہے، کیونکہ یہ حمیر ان کے نزدیک محل کے اعتبار سے
منصوب ہے، لہذا اس سے جو بدل ہے وہ بھی منصوب ہے۔ جمہور بھروں کے نزدیک یہ حمیر مرفوع صلا ہے، ان کے نزدیک بدل
بھی مرفوع ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لفظ حمیر سے بدل ہو، اس اعتبار سے متعلق کو مجرور ہونا چاہئے۔ اگرچہ تمام
شہنوں میں اس کا خطا زور کے ساتھ ہے۔

لنجوم الاسلام ولفظینح الظلالہ مصالح کے نیچے زیر ہے، اس کا عطف نجوم پر ہے۔ مصالح جمع ہے مصباح کی جس کا
معنی چراغ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی آل پاک، صحابہ کرام اور آپ کے راستے پر چلنے والے متبعین کے لئے بطور استعارہ نجوم اور
مصالح کا لفظ آیا گیا ہے، کیونکہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے، جیسے ستاروں سے راستوں کی ہدایت پائی جاتی ہے اور چراغوں
کے ذریعے اندھیروں میں اشیاء کا پتا چلتا ہے، یا اس لئے آل و اصحاب اور متبعین کے ذریعے شک کے اندھیرے سے نکل کر یقین
کے نور تک رسائی ہوتی ہے جیسے ستاروں اور چراغوں کے ذریعے زمین، اس کے فطوں اور ان میں موجود اشیاء کا پتا چلتا ہے، یا
ان سب باتوں کے راہنہ نور، منور ہیں، اس لئے انہیں ستارے اور چراغ قرار دیا گیا ہے۔

لنجمکدی یضہم لینی الشبک، شک کو رات کی تاریکی سے تشبیہ دی ہے، ان میں قدر مشترک ہیرت، احتیاء، وکلانی
نہ دینا اور راستہ بتانے والی علامات کا معلوم نہ ہونا ہے۔ اس جگہ حرف تشبیہ حذف کر کے شبہ بہ کی اضافت مشبہ کی طرف ہے۔
نکتہ میں شک کا معنی ہے شے کے وجود و عدم کے درمیان متردد ہونا، یعنی معلوم نہ ہونا کہ وہ شے موجود ہے یا نہیں، یہ یقین کے
خلاف ہے، شک احکام شرعیہ میں بھی ہوتا ہے اور ایمان کے حال میں بھی ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا نور

شک اور سینہ کی تنگی کا علاج

شیخ ابن عثام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نفس کو کسی ناپسندیدہ امر کے لاحق ہونے کا احساس ہوتا تو سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور کہتے ہیں "اور جب سینہ تنگ ہوتا ہے تو دل تاریک ہو جاتا ہے اور انسان کو رنج و اہم لاحق ہو جاتا ہے۔ سینے کی تنگی سے شک کی قندہ یعنی یقین حاصل ہو جائے" اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے، تنگی اور غم دور ہو جاتا ہے، بعض غیر یقین نے فرمایا: اہل یقین کے میل جول سے ہی یقین قوی ہوتا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اسلام کے ستارے اور انرجی چراغ کہا گیا ہے۔

(المنہاج، تاریک (مَدَامَا ظَنَمْتُ) جب تک مضطرب اور آپس میں ٹکرائیں (فی الالْبَاسِ) بحر کی جمع جس کا معنی ہے (اسمندر) (الافواج) جمع کی جمع، صوبہ اسم جنس ہے (وہو قلیل وکثیر) بولا جاتا ہے۔ سمندر کا وہ پانی جو مضطرب رہتا ہے اس کے جوش مارنے پر اوپر اٹھتا ہے۔

(وخطاف بالنبی العقیقی) یعنی جو اللہ تعالیٰ کا حرمت والا گھر ہے۔ (ہو کلّی فحج) یہ متعلق ہے انہیں کے یعنی خواجه آپ ہوں ہر وسیع راستے سے فحج وسیع پہاڑی راستہ، یہ شعب سے بڑا ہوتا ہے (اعظمی) یعنی اس راستے کی گزر گاہ طویل بھی گہری بھی (اس پر آمد و رفت زیادہ رہتی ہے) (النجحاج) یہ ذوالحال ہے اور اس کا حال آئینہ پہلے آچکا ہے۔

وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَصَفْوَتِهِ
 طواف کرتے رہیں اور افضل ترین سلوۃ و سلام نازل ہو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اللہ تعالیٰ کے رسول اور
 مِنَ الْعِبَادِ وَشَفِيعِ الْخَلَائِقِ فِي الْمِيْعَادِ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمُحْمُودِ وَالْحَوْصِ
 اس کے تمام بندوں میں ہرگزیدہ قیامت کے دن تمام مخلوقات کی شفاعت کرنے والے، مقام محمود اور حوض کے صاحب
 الْمَوْزُودِ النَّاهِضِ بِأَعْبَاءِ الرِّسَالَةِ وَالتَّبْلِيغِ الْأَعْمِ وَالْمَخْصُوصِ بِشَرَفِ
 جہاں لوگ حاضر ہوں گے، رسالت اور عام تبلیغ کی بھاری ذمہ داریوں کو اٹھانے والے، سب سے بڑی تنگی میں کو شرف
 السَّعَادَةِ فِي الصَّلَاحِ الْأَعْظَمِ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 شرافت سے خاص کئے گئے، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر دائمی رحمت نازل فرمائے جو گردش لیل و نهار

مُسْتَمِرَّة الدَّوَامِ عَلَى مَرِّ النَّيَالِ وَالْأَيَّامِ ۝ فَهُوَ سَيِّدُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَ
 کے ساتھ ہمیشہ جاری رہے، اس لئے کہ آپ اولین و آخرین کے سرور اور تمام

أَفْضَلُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ○ عَلَيْهِ أَفْضَلُ صَلَوةِ الْمُصَلِّينَ ○

اولین و آخرین سے افضل ہیں آپ پر درود بھیجنے والوں کا افضل ترین درود ہو اور

وَازْكِي سَلَامَ الْمُسْلِمِينَ ○ وَأَطْيَبُ ذِكْرِ الذَّاكِرِينَ ○ وَأَفْضَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○

سلام بھیجنے والوں کا پاکیزہ ترین سلام ذکر کرنے والوں کا بہترین ذکر اللہ تعالیٰ کی افضل ترین رحمت

وَأَحْسَنُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَجَلُّ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَجْمَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَ

حسین ترین رحمت بزرگ ترین رحمت اور بہت ہی خوبصورت رحمت

أَكْمَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَسْبَغُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَتَمُّ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَظْهَرُ

کمال ترین رحمت بہت ہی مکمل رحمت بہت ہی تام رحمت روشن ترین

صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَعْظَمُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَازْكِي صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَطْيَبُ

رحمت عظیم ترین رحمت بہت ہی معطر رحمت بہت ہی پاکیزہ

صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَبْرَكُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَازْكِي صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَتَمِّي

رحمت بہت ہی بابرکت رحمت بہت ہی عمدہ رحمت

صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَوْفَى صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَسْنَى صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَعْلَى

بہت ہی انشودنما پانے والی رحمت بہت ہی مکمل ترین رحمت روشن ترین رحمت بہت ہی بلند رحمت

صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَكَثْرُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَاجْمَعُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○

بیش کثرت والی رحمت جامع ترین رحمت

وَأَعَمُّ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَدْوَمُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَبْقَى صَلَوَاتِ اللَّهِ ○

اللہ تعالیٰ کی عام ترین رحمت اللہ تعالیٰ کی دائم ترین رحمت اللہ تعالیٰ کی بہت باقی رہنے والی رحمت

وَأَنزَلُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ وَأَرْفَعُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○

اللہ تعالیٰ کی بڑی عزت والی رحمت اللہ تعالیٰ کو بلند ترین رحمت

وَأَعْظَمُ صَلَوَاتِ اللَّهِ ○ عَلَى أَفْضَلِ خَلْقِ اللَّهِ ○

اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین رحمت اللہ تعالیٰ کی افضل ترین مخلوق

وَ أَحْسَنَ خَلْقِ اللَّهِ ۝ وَ أَجَلِ خَلْقِ اللَّهِ ۝

حسین ترین مخلوق، طویل القدر مخلوق

وَ أَكْرَمَ خَلْقِ اللَّهِ ۝ وَ أَجْمَلَ خَلْقِ اللَّهِ ۝ وَ أَكْمَلَ خَلْقِ اللَّهِ ۝

معزز ترین مخلوق، قولیسمرت ترین مخلوق، کامل ترین مخلوق

وَ أَنْتُمْ خَلْقِ اللَّهِ ۝ وَ أَعْظَمَ خَلْقِ اللَّهِ ۝ عِنْدَ اللَّهِ ۝ رَسُولِ اللَّهِ ۝ وَ نَبِيِّ اللَّهِ ۝

باکمال مخلوق، عظیم ترین مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی

وَ حَبِيبِ اللَّهِ ۝ وَ صَفِيِّ اللَّهِ ۝ وَ نَجِيِّ اللَّهِ ۝ وَ خَلِيلِ اللَّهِ ۝

اللہ تعالیٰ کے حبیب، برگزیدہ، اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے والے، اللہ تعالیٰ کے خلیل

وَ وَلِيِّ اللَّهِ ۝ وَ أَمِينِ اللَّهِ ۝ وَ خَيْرَةِ اللَّهِ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ ۝

اس کے دوست اور امین، تمام مخلوق سے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ

وَ تُخْبِئَةِ اللَّهِ مِنْ بَرِيئَةِ اللَّهِ ۝ وَ صَفْوَةِ اللَّهِ مِنْ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ ۝

تمام خلقت سے اللہ تعالیٰ کے چپے ہوئے، تمام انبیاء سے اللہ تعالیٰ کے منتخب

وَ عَزْوَةِ اللَّهِ ۝ وَ عِصْمَةِ اللَّهِ ۝ وَ نِعْمَةِ اللَّهِ ۝ وَ مِفْتَاحِ رَحْمَةِ اللَّهِ ۝

اللہ تعالیٰ کی رمی، اس کی پناہ، اس کی نعمت، اللہ کی رحمت کی کنجی

الْمُخْتَارِ مِنْ رُسُلِ اللَّهِ

اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سب سے پسندیدہ

۱۔ الفصل، یعنی خیر و برکت میں زیادہ، الصلوة، دو لطیف ترین رحمت جو مہربانی اور محبت پر مبنی ہو۔ (والشفا)۔

مصدر ہے جس کا معنی ہے کہ فلاں شخص نے اسلام علیک کیا۔ پھر اگر ہم اسلام کو اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک قرار دیں تو

ہو گا اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے یا میرا محافظ ہے یا تجھ سے راضی ہے یا میری طرف (رحمت کے ساتھ) متوجہ ہے۔ بعض

کہ یہ مصدر ہے اب اللہ پر کلام یہ ہو گی اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی عطا فرمائے پھر اسے دعا سے خبر کی طرف نقل کیا گیا۔

ہونا چاہئے کہ اسے خبر سے دعا کی طرف نقل کیا گیا۔ ۱۳ تاویں، بعض نے کہا کہ یہ صلاۃ کی جمع ہے اس صورت میں

کے لئے دعا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر شر سے سلامتی اور نجات عطا فرمائے۔

۲۔ اعلیٰ شریف، رُسُلہ الکرام، یہ صلوٰۃ قاضی ابو محمد عبد الحق بن عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کے خطبہ میں ہے۔

کے آخر میں ہے علیٰ مِزِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ۔ (وضوئہ)۔ ص ۶۷ میں حرکتیں پڑھ سکتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ (مِنَ الْعِبَادِ) جن میں بعضیہ ہے (یعنی انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام) میں سے اور سببِ الْخَلَائِقِ خَلْق کی جمع ہے جس کا معنی مخلوق ہے (فی السَّعَادِ) یاہ کے ساتھ، اسی طرح فتح سید میں ہے، یہ وَغْدٌ بَعْدَ غَدَّةٍ وَغْدٌ مَعْدِي سے ہے، معاد وعدے کے وقت اور جگہ کہ کہتے ہیں، ایک مستند فقہ میں، الْمَعَاد، ہے مہم پر زیر، جس کا معنی رجوع ہے (مراد قیامت ہے) کہ وہ نگہ تمام مخلوق زندگی کی طرف لوٹ جائے گی۔ (الْمَعْصُومُ) یعنی قوی اور طاقت ور (بِأَعْيُنِهِمْ) جب تک کہ جمع پہلے حرف کے نیچے زیر، دوسرا حرف ساکن، اس کے بعد ہمزہ، یوحہ اور نقل کسی بھی چیز کا ہو۔ (أَغْنَاءُ الرِّسَالَةِ) سے مراد منصب رسالت کی مشکلات اور گراں بار ذمہ داریاں ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ روئے زمین پر پھیلی

وَالْتَبْلِيغُ الْأَعْيُنُ، وہ تبلیغ جو ان تمام امور پر مشتمل ہے جن کی تبلیغ کا آپ کو حکم دیا گیا۔ یا وہ تبلیغ ان تمام لوگوں کو شامل ہے جنہیں تبلیغ کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا۔ اور وہ تمام جہانوں کی مخلوقات ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بعض مخلوقات کو براہ راست حکم کی تبلیغ کی، بعض کو کتابت ارسال فرماتے، باقی افراد تک پر حکم پہنچانے کا حکم دیا، صحابہ کرام نے آپ کی رحلت کے بعد اس تک اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح آپ کی تبلیغ روئے زمین کے تمام باشندوں تک پہنچ گئی۔

وَالْمَنْحُطُّ ص بِشَرْفِ التَّبْعَانِ، بَعْدَانِیۃ سے مراد عمل ہے، یعنی اپنے اعمال، راضیائی اور اجتناب کے ساتھ (فی الطَّلُوحِ) جن مخلوق کے ربی معاملات اور خالق و مالک کی طرف متوجہ ہونے کے سلسلے میں حقوق کی بھلائی میں (الْأَعْظَمُ) بڑی بھلائی میں، یہ صلائی فہم عظیم ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی دائمی نعمتوں تک پہنچانے کا ہے اور اس میں محسوس ہوتا ہے (یعنی یہ بھلائی کی بنیاد ہے)

علیٰ مصداقہت کے لئے ہے خضر، گزرنے اور جاری رہنے کے معنی میں ہے۔ (اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ) راتیں اور دن فلکِ عظم کی گردش کے ساتھ جاری رہتے ہیں شیخ ابن عطیہ کی تفسیر میں ہے صَلَوةٌ مُّسْتَبَدَّةٌ جَدِيدَةٌ عَلٰی مِزِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ۔ میں دعا کی بجائے جَدِيدَةٌ ہے، غُفْرًا یہ تفسیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے اور قاء استیثاقیہ ہے (مُسْتَبَدَّةٌ الْأَوَّلِينَ) آخرین آپ تمام اولین و آخرین کے مراد ہیں، یعنی انسانوں اور جنوں کے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قرشتوں کو بھی شامل ہو کہ انہیں اولیت پہلے ہونے کا شرف حاصل ہے یا اولین سے مراد قرشتے ہوں اور آخرین سے ان کے مابین مخلوق ہیں اور جن مراد ہوں۔

وَالْأَفْضَلُ صَلَواتِ اللہ، ظاہر یہ ہے کہ یہ مبتدا ہے اور اس کے بعد صلوات کا اس پر عطف ہے اور اعلیٰ افضل اللہ اس کی خبر ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ (أَفْضَلُ صَلَواتِ اللہ) کا قائل (أَفْضَلُ صَلَوةِ الْمُطْلَبِينَ) پر عطف ہو اور اعلیٰ

أَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ اپنے ماقبل یعنی (وَأَعْظَمُ خَلْقَاتِ اللَّهِ) کی خبر ہو تیسرا احتمال یہ ہے کہ أَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ (عَلَيْهِ أَفْضَلُ خَلْوَةِ الْمُضَلِّينَ) میں واقع عَلَیْہِ جار مجرور سے بدل ہو۔

(وَالْحُسْنُ) یعنی حسین ترین (وَالْأَجَلُ) عظیم ترین (وَالْأَجْمَلُ) یعنی خوبصورت ترین (وَالْأَكْمَلُ) مکمل ترین (وَالْأَشْبَعُ) نسبت کامل، تمام اور وسیع (وَالْأَظْهَرُ) سیدہ وسیعہ میں نقطے والی خلاء کے ساتھ ہے، یعنی نورانیت کے اعتبار سے قوی ترین (وَالْأَكْثَرُ) بعض نسخوں میں ہے (الْأَفْضَلُ) یعنی پاکیزہ ترین اور منتخب (وَالْأَذْهَى) نمایاں خوشبو والی اور قوی (وَالْأَظْيَبُ) خالص ترین نہایت صاف (وَالْأَبْزَلُ) بہت نشوونما پانے والی اور بابرکت۔ (وَالْأَوْفَى) مکمل اور جامع ترین (وَالْأَمْنَى) اشرف اور ارفع، یہ اس کے ساتھ ہے جب یہ بننا سے مشتق ہو جو الف ممدودہ کے ساتھ ہے اور اگر الف مقصورہ کے ساتھ بننا سے مشتق ہو تو اس کا اصل گاروشن ترین۔ (وَالْأَعْلَى) بلند ترین (وَالْأَخْصَنُ) ہر خیر کی جامع ترین (وَالْأَعْمُ) جامع ترین یا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ رخصت ہو کر کی روح القدس، جسد مبارک اور قبر اور کو شامل ہوں۔ (وَالْأَذْوَمُ) ہمیشہ رہنے والی (وَالْأَبْقَى) نو بنو آنے والی اور منقطع نہ ہونے والی۔ (وَالْأَعَزُّ) یعنی مقبول کے اور اک اور اولہم کے تجلیات کے اندازوں سے بلند و بالا (وَالْأَرْفَعُ) اعلیٰ اور اشرف (وَالْأَعْظَمُ) ترین۔

تمام نسخوں میں أَفْظَمُ کا دو مرتبہ ذکر ہے، پہلی مرتبہ (أَظْهَرُ) کے بعد اور (أَذْهَى) سے پہلے اور دوسری مرتبہ تمام نسخوں کے آخر میں، جس کا ابھی ابھی ذکر ہوا ہے۔ دواکوں میں تکرار نقصان دہ نہیں ہے۔

یہ (وَالْأَكْثَرُ خَلْقِي اللَّهُ) میں نے جتنے نسخے دیکھے ہیں، ان میں اسی طرح ہے۔ ایک نسخے کے حاشیہ پر اس کے کاتب نے لکھا کہ میں نے اس کا مقابلہ حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے تحریر کردہ نسخے سے کیا ہے، صرف اس نسخے میں مبارک ہے۔ (وَالْأَجَلُ خَلْقِي اللَّهُ) وَالْأَكْثَرُ خَلْقِي اللَّهُ وَالْأَكْثَرُ خَلْقِي اللَّهُ اس میں (وَالْأَكْثَرُ خَلْقِي اللَّهُ) کا اضافہ ہے، اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے عظیم اور عظیم ترین ہستی پر۔

(وَالْأَشْبَعُ اللَّهُ) جو کے ساتھ یہ کہ یہ ماقبل کا تعلق (بدل) ہے، ماقبل سے جدا کریں تو اس پر رفع (بخش) بھی پڑھ سکتے ہیں۔ زیر بھی۔ (وَالْأَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ) بن جمع صیغہ ہے (وَالْأَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ) اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ (ابن) جمع صیغہ ہے (وَالْأَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ) یعنی مخلوق، اصل قیاس کے مطابق ہمزہ کے ساتھ (وَالْأَفْضَلُ) پڑھ سکتے ہیں۔ ہمزہ کے بغیر یا ممدودہ کے ساتھ (وَالْأَفْضَلُ) بھی پڑھ سکتے ہیں۔ عرب کے نزدیک اسی کا استعمال زیادہ ہے۔ یہ فِعْلِيَّةٌ بمعنی مَفْعُولَةٌ ہے اور تَوَءُّدُ اللَّهِ الْخَلْقِ سے ماخوذ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اور عدم کے بعد وجود عطا فرمایا۔ (وَالْأَفْضَلُ خَلْقِي اللَّهُ) اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے اس کی حفاظت کی جگہ، اپنے متبعین کو شیطان سے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے بہرہ ور فرمانے والے، جنم کی آگوں سے بچانے والے اور تمام مصائب و آلام سے محفوظ رکھنے والے۔

علامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كَالْثَلَاثَةِ خَلَقَ الْأَشْبَابَ فِيهِ أَجْم

أَخْلَأَ أَمْنَهُ فِي جَزْوٍ بَلِيَّةٍ

نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو اپنی ملت کی حفاظت میں اٹھرا، جیسے شیر بچوں کے ساتھ جنگل میں اڑتا ہو۔
سیدی علی وقار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

أَصْبَحْتُ فِي كَيْفِ الْخَيْبِ وَهَلْ يَكُنْ
عِشْ فِي أَمَانِ اللَّهِ تَحْتَ لَوَائِهِ
لَا تَخْشَى فَقْرًا فَعِثْلًا يَسْتُ مَنْ
جَارِ الْكَرِيمِ فَعِثْلُهُ الْغَيْشُ الْمَرْغَدُ
لَا خَوْفَ فِي هَذَا الْجَنَابِ وَلَا لَكَدُ
كُلِّ الْمُنَى لَكَ مِنْ آيَاتِهِ عَدَدُ

- میں حبیب کریم ﷺ کی چمک میں ہوں اور جو شخص کریم کی چٹا میں ہو، اس کی زندگی خوشحال زندگی ہے۔
 - اللہ تعالیٰ کی امان میں آپ کے ہمنام کے نیچے ذمہ رو، اس بارگاہ میں نہ خوف ہے نہ حدمہ۔
 - تو فقر سے نہ ڈر، تیرے پاس اس ہستی کا گھر ہے جس کی عزالت سے تیری تمام آرزوں کی امداد ہے۔
- یہ بڑا مفتاح رخصتہ اللہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تسبیحی وجہ استعارہ ظاہر ہے اور وہ یہ کہ جس طرح محسوس اور دماغوں والی چال کی بغیر خزانوں میں محفوظ اشیاء تک نہیں پہنچا جاسکتا، اسی طرح کوئی شخص اپنے مولا کی رحمت تک نہیں پہنچ سکتا اور اس کی علامت سے نبی اکرم ﷺ کی نوازش اور بیروی کے بغیر مستفید نہیں ہو سکتا۔

الْمُتَّخَبِ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ الْفَائِزِ بِالْمُظْلَبِ^۱ فِي الْمَرْهَبِ وَالْمَرْغَبِ ○

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے چنے ہوئے، خوف اور امید میں متضاد کو پانے والے، ہو کچھ انہیں دیا گیا اس میں

الْمُخْلِصِ فِي مَأْوِهِبِ ○ اَكْرَمَ مَبْعُوثِ ○ أَصْدَقِ قَائِلِ ○ أَنْجَحِ شَافِعِ ○

خالص کے گئے، معزز ترین بھیجے ہوئے، ہر کہنے والے سے زیادہ سچے، کامیاب ترین شفاعت کرنے والے، مقبول شفاعت والوں

أَفْضَلِ مُشْفِعِ الْأَمِينِ فِي مَا اسْتُودِعَ الصَّادِقِ فِي مَا بَلَغَ الصَّادِعِ بِأَمْرِ

سے افضل، اس امانت کے امان دہان کے پاس رکھی گئی، جو تبلیغ کی اسی میں ہے، اپنے رب کا حکم وہ نوک بیان کرنے والے،

رَبِّهِ الْمُضْطَلِعِ بِمَا حَمَلَ أَقْرَبَ رُسُلِ اللَّهِ إِلَى اللَّهِ وَبَسِيلَةَ وَأَعْظَمِهِمْ غَدَا

ہو کچھ ان کے اسے نکال دیا اس میں غایت تمام رسولوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قریب ترین وسیلہ،

عِنْدَ اللَّهِ مَثَرِلَةً وَفَضِيلَةً ○ وَأكْرَمَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ الْكَرَامِ الصَّفْوَةِ عَلَى اللَّهِ ○

کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مرتبہ و فضیلت میں ان سب سے بڑے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام

وَأَحَبَّهُمْ إِلَى اللَّهِ وَأَقْرَبَهُمْ زُلْفَى لَدَى اللَّهِ ○

پرگزیدہ و انبیاء کرام سے زیادہ کرم، اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب، اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب،

وَ أَكْرَمَ الْخَلْقِ عَلَى اللَّهِ ۝ وَ أَحْطَاهُمْ وَ أَرْضَاهُمْ

اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام مخلوق سے زیادہ معزز و دربار الہی میں سب سے زیادہ نزدیک

لَدَى اللَّهِ ۝ وَ أَعْلَى النَّاسِ قَدْرًا ۝ وَ أَعْظَمِهِمْ مَحَلًّا ۝ وَ أَكْمَلِهِمْ مَحَاسِنًا

اور بلندیدہ مرتبہ میں تمام لوگوں سے زیادہ بلند مقام میں سب سے عظیم خوبیوں اور فضیلت میں

وَ فَضْلًا ۝ وَ أَفْضَلَ الْأَنْبِيَاءِ دَرَجَةً ۝ وَ أَكْمَلِهِمْ شَرِيعَةً وَ أَشْرَفَ الْأَنْبِيَاءِ

سب سے کامل و درجے میں تمام نبیوں سے افضل شریعت میں سب سے کامل اصل میں تمام انبیاء سے

نَصَابًا ۝ وَ أَنْبِيَهُمْ بَيِّنَاتٍ وَ خُطَبَاءَ ۝ وَ أَفْضَلِهِمْ مَوْلِدًا ۝ وَ مَهْجَرًا ۝ وَ عَشْرَةً ۝ وَ أَصْحَابًا

زیادہ شرافت والے بیان و خطاب میں سب سے روشن ولادت اور ہجرت کی جگہ اور اولاد و اصحاب میں افضل اصل میں

وَ أَكْرَمَ النَّاسِ أَرْوَمَةً ۝ وَ أَشْرَفِهِمْ جُرْثُومَةً ۝ وَ خَيْرِهِمْ نَفْسًا ۝ وَ أَظْهَرِهِمْ قَلْبًا

تمام لوگوں سے زیادہ بزرگ جماعت میں زیادہ فضیلت والے ذات کے لحاظ سے سب سے بہتر سب سے زیادہ پاک دل

وَ أَصْدَقِهِمْ قَوْلًا ۝ وَ أَزْكَيْهِمْ فِعْلًا ۝ وَ أَثْبَتَهُمْ أَصْلًا ۝ وَ أَوْفَاهُمْ عَهْدًا ۝ وَ أَمَكْنِيهِمْ مَجْدًا

سچے قول والے زیادہ پاکیزہ فعل والے زیادہ پختہ اصل والے عہد کے زیادہ وفا کرنے والے بہت مضبوط عہد والے

وَ أَكْرَمَهُمْ طَبَعًا ۝ وَ أَحْسَنَهُمْ صُنْعًا ۝ وَ أَطْيَبَهُمْ فَرْعًا ۝ وَ أَكْثَرَهُمْ طَاعَةً ۝ وَ سَمْعًا

زیادہ کریم طبعیت والے مصلحت میں سب سے افضل سب سے اچھی اولاد والے اطاعت و فرمانبرداری میں سب سے زیادہ

وَ أَغْلَهُمْ مَقَامًا ۝ وَ أَحْلَاهُمْ كَلَامًا ۝ وَ أَزْكَاهُمْ سَلَامًا ۝ وَ أَجْلَلَهُمْ قَدْرًا ۝ وَ أَعْظَمَهُمْ

بہت بلند مقام والے بہت ہی شیریں کلام سب سے زیادہ پاکیزہ سلام والے مرتبے میں سب سے زیادہ بزرگ فخر میں

فَخْرًا ۝ وَ أَسْنَاهُمْ فَخْرًا ۝ وَ أَرْفَعَهُمْ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى ۝ ذِكْرًا ۝ وَ أَصْدَقَهُمْ وَعْدًا ۝

سب سے عظیم اور روشن فرشتوں کی مجلس میں سب سے زیادہ بلند ذکر والے وعدے میں سب سے زیادہ سچے شکر میں سب سے

أَكْثَرَهُمْ شُكْرًا ۝ وَ أَغْلَاهُمْ أَمْرًا ۝ وَ أَجْمَلَهُمْ صَبْرًا ۝ وَ أَحْسَنَهُمْ خَيْرًا ۝ وَ أَقْرَبَهُمْ

سے زیادہ قربان میں سب سے بلند صبر میں سب سے جمیل بھلائی میں سب سے اچھے آسانی میں سب سے قریب مرتبہ میں

يُسْرًا ۝ وَ أَبْعَدَهُمْ مَكَانًا ۝ وَ أَعْظَمَهُمْ شَأْنًا ۝ وَ أَثْبَتَهُمْ بُرْهَانًا ۝ وَ أَرْجَحَهُمْ مِيزَانًا ۝

سب سے بلند سب سے عظیم شان والے مضبوط دلیل والے نیزان میں سب سے غالب ایمان میں سب سے پہلے میزان میں

أَوَلَيْهِمْ إِيمَانًاؤَوْ وَضَحِيحٌ بَيَانًاؤَوْ أَفْصَحُهُمْ لِسَانًاؤَوْ أَظْهَرُهُمْ سُلْطَانًا

سب سے واضح کلام میں سب سے شیریں اور سب سے زیادہ جانب سلطنت والے

یہ الفاظ کامیاب، بالمشطب، ہم اور لام پر زیر ان دونوں کے درمیان طاء ساکنہ "مطلب اس چیز کو کہتے ہیں جس کے وجود کا ارادہ کیا جائے۔ اعلیٰ المنزحہ، اس کا اور مرتبہ کا وزن وہی ہے جو مطلب کا ہے، یعنی خوف کی حالت میں (وَالْفَرْغُ) رُحْب کا معنی ہے توقع، کسی شے کا ارادہ اور اس کا طلب کرنا، مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے مطالب کے حاصل کرنے میں کامیاب رہے، حالت خوف میں پسندیدہ چیز کو روز کر دیا گیا اور حالت امید و رجاء میں پسندیدہ چیز اور مراد حاصل ہو گئی۔

الْمُخْلِصُ لام پر زیر، معتمد نفوس میں اسی طرح ہے، یعنی پاک صاف کئے ہوئے، مذہب اور پتے ہوئے، بعض نفوس میں لام کے نیچے زیر ہے، اس کا معنی ظاہر ہے (مخلص والے، فَيُضَاوِجُ) بعض نفوس میں صیغہ مجہول ہے، بعض نفوس میں صیغہ معروف ہے اور یہ ظاہر ہے، پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو جو نبوت، رسالت اور ان کے تابع اوصاف عطا فرمائے ان میں آپ اللہ تعالیٰ کے منتخب، برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں، "نمود نبوت" محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا، اس میں آپ کی کوشش اور کسب کا، غل نہیں تھا، علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بروہ میں فرماتے ہیں، "يُثْبِتُكَ اللَّهُ عَلَى خَيْرِ مَا كُنْتَ عَلَيْهِ" اللہ تعالیٰ برکت والا ہے وحی کسی چیز نہیں ہے، نیز آپ اللہ تعالیٰ کی تائید اور حفاظت کے ساتھ نبوت و رسالت کے فرائض انجام دیتے تھے، اللہ تعالیٰ کی نصرت و حفاظت کی آپ کو تائید حاصل تھی، اس کی عنایت اور رعایت شامل حال تھی، آپ اپنی قوت و طاقت سے دست بردار تھے۔

الْمُخْرَجُ مِنْ غُيُوبٍ تمام لوگوں کی طرف بھیجے ہوئے مكرم ترین رسول (أَصْدَقُ قَاتِلٍ) سب حقوق سے زیادہ سچے (الْخَجِ شَافِعٍ) سب سے بڑے شفاعت کرنے والے، اپنے مقصد کو حاصل کرنے اور شفاعت کی قبولیت میں سب سے زیادہ کامیاب (أَفْضَلُ) شافع، سب شفاعت کرنے والوں میں زیادہ مقبول شفاعت والے اور سب سے زیادہ کامیاب (الْأَبْلَى فَيَضَاوِجُ) صیغہ مجہول ہے اور ضمیر منصوب محذوف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحی، اس کے علم اور ملک و ملکوت میں اس کے تمام امور کے ائمن جن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا، آپ نے ہر اس چیز کی تبلیغ کی جس کی تبلیغ کا آپ کو حکم دیا گیا اور اس طرح تبلیغ کی جس طرح آپ کو حکم دیا گیا تھا، اور جس چیز کو مخفی رکھنے کا حکم دیا اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مخفی رکھا، اس سے ظاہر نہیں کیا، آپ کے افعال واجب اور مستحب کے درمیان، امر تھے، آپ اپنے تمام افعال و اقوال، تمام حرکات اور حالت اور خوشی و ناخوشی کی حالت میں ایسا بھی تھے اور مقتدا بھی۔ آپ کی زبان حق رہمان پر صرف حق جاری ہوتا تھا، آپ نے خواہش سے گفتگو نہیں فرماتے تھے، آپ وہی بھیجے فرماتے تھے جس کی آپ پر وحی کی جاتی تھی۔

حضرت مسنف اس سے پہلے کہہ چکے ہیں، "فَلْيُؤَاوِشْكَ اللَّهُ الْخُلُوفُ وَ الْخَاوِزُ عَيْنُكَ الْخُفُوفُ" پس وہ میرے ساتھ (ابن اور ابی حنیبلہ کے خازن ہیں اور آئندہ یہ قول آئے گا، وَ يُؤَاوِشْكَ عَيْنُكَ الْخُفُوفُ) اور تیری آسمانی وحی کے ائمن ہیں

نبی کریم ﷺ ملائکہ سے افضل ہیں

﴿وَأَقْرَبُهُمْ رَأْفَى﴾ یعنی قرب اور مقام رفیع میں سب سے بلند (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ﴿وَأَكْثَرُهُمُ اتِّخَافَى﴾ اللہ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ معزز، مخلوق میں فرشتے بھی شامل ہیں، اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ انبیاء اور ملائکہ میں سے کون افضل ہیں؟ تاہم حضور سید عالم ﷺ کے فرشتوں سے افضل ہونے پر اجماع ہے، اور علماء نے تصریح کی ہے کہ آپ کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، آپ تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں ﴿وَأَحْضَنُهُمْ حَظْرَةً﴾ حال پر زبر، اس پر ٹیٹ بھی پڑھ سکتے ہیں، قرب مقام معنی یہ ہوا کہ آپ کا مقام اللہ تعالیٰ کے دربار میں سب سے زیادہ مقرب ہے۔

﴿وَأَكْثَلُهُمْ ضَخَابَةً﴾ فضلاً، یہ تینوں اوصاف (أَعْلَى النَّاسِ وَأَعْظَمُهُمْ وَأَكْثَلُهُمْ) شفاء (قاضی عیاض) میں قسم اول کے دوسرے باب کی تیسری فصل کی ابتدا میں اسی طرح ہیں، مگر اس میں لفظ محاسن بغیر توحین کے ہے، کیونکہ مشہور امت میں یہ لفظ غیر منصرف ہے، لیکن اس جگہ اسے منصرف پڑھا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے ﴿مَلَايَلَأًا مَّا أَغْلَا﴾ دوسری جگہ ہے ﴿قَوَارِيرًا فَخْرًا﴾ ان حضرات کی قراءت میں جنہوں نے دونوں جگہ توحین پڑھی ہے۔ اس کی کئی وجہیں بیان کی گئی ہیں، ایک وجہ محاسب ہے (جیسے اغلا کی مناسبت کی بنا پر مَلَايَلَأًا پر توحین پڑھی گئی ہے) دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض عرب ہر غیر منصرف کو منصرف پڑھتے ہیں، بعض عرب کہتے ہیں کہ جس جمع کا مفرد اس کے لفظ سے نہ ہو (جیسے محاسن جمع ہے حسن کی) اسے منصرف پڑھنے کا اختیار ہے، بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جمع کی یہ قسم مفرد کے مشابہ ہے (کیونکہ اس کا مفرد اس کے لفظوں سے نہیں ہے) لہذا اسے منصرف پڑھا گیا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے ضَوَا جِبَتْ وَضَوَا جِبَاتٍ

بعض قراء نے وصل کی حالت میں ضَلَايِلُ بغیر توحین کے اور وقف کی حالت میں مَلَايَلَأًا الف کے ساتھ بغیر توحین کے پڑھا ہے، اس جگہ بھی اس طرح پڑھ سکتے ہیں (ضَخَابَةً بغیر توحین کے) اس کتاب کے ایک معتد نسخے میں یہ لفظ اسی طرح پڑھا گیا ہے۔ ایک زبر اور الف کے ساتھ (ضَخَابَةً ضَخَابَةً) خلاف قیاس حسن کی جمع ہے جس کا معنی جمال اور فیضیت ہے اور یہ نقص کی ضد ہے۔

تمام عبادات کی جامع شریعت

﴿وَأَفْضَلُ الْأَلْبَابِ﴾ اور تمام انبیاء سے اعلیٰ اور اشرف (مَخْرُجًا) مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے ﴿وَأَكْثَلُهُمْ ضَوْفَةً﴾ اور شریعت کے لحاظ سے تمام انبیاء سے اکمل، کیونکہ آپ کی کتاب (قرآن پاک) تمام ان امور پر مشتمل ہے جن پر کتب سابقہ مشتمل تھیں، بلکہ ان سے زائد امور پر بھی مشتمل ہے، نیز یہ کتاب ہر شے پر مشتمل ہے اور ہر دوسری کتاب سے بے نیاز ہے، ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کی شریعت تمام جہان کی عبادتوں کی جامع عبادات پر مشتمل ہے، جیسے کہ نماز اور حج وغیرہ عبادات سے چاہتا ہے، عبادات اسلام کسی دوسری شریعت میں جمع نہیں ہوتیں، علاوہ ازیں یہ شریعت بہت سی ایسی عبادات پر مشتمل

افضل۔۔۔ کیونکہ آپ کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت کا افضل ترین دور دور صحابہ کرام ہے۔ حضرت عید اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب القدس کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو صحابہ کرام کے دلوں کو تمام بندوں (امتوں) کے دلوں سے افضل پایا تو انہیں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وژر اور عبادت گاہ بنوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کی سماعت میں جہاں کیا۔

روا تخریجہ نفسہ از روضۃ مہرے پر: ”اس پر پیش بھی پڑھ سکتے ہیں“ اس کا معنی ہے اصل ”وَأَنزَلْنَاهُمْ جُزْءًا جُزْءًا“ اس کا معنی اصل ہے یا جماعت، جماعت کے ساتھ تفسیر کی جائے تو اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جماعت سے مراد آپ کے گرد جمع ہونے والے صحابہ کرام اور متبعین ہوں۔ حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسخہ سید میں ”جُزْءًا جُزْءًا“ کی تفسیر فرج (اداد) سے کی ہے۔ اس جگہ انہوں نے حاشیہ میں لکھا: ”ہی أَصْلًا وَفَرْعًا“ یعنی تمام لوگوں سے اصل اور فرع کے اعتبار سے مکرم۔ ”روضۃ“ کی تفسیر اصل سے کی اور ”جُزْءًا جُزْءًا“ کی تفسیر فرع سے فرمائی۔ ابن مسیح رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَأَنزَلْنَاهُمْ جُزْءًا جُزْءًا“ (تَجَاوَزْنَا جُزْءًا جُزْءًا) اصل کے اعتبار سے سب سے زیادہ پاکیزہ اور اداد کے اعتبار سے سب سے معزز

حضور علیہ السلام بہترین قبیلے اور خاندان میں پیدا ہوئے

”وَأَنزَلْنَاهُمْ نَفْسًا“ ذات سے لطافت سب سے بہتر۔ حضرت حسن بن عبد المطلب (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) اور مطلب بن وہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مرفوعاً) روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو فرقوں میں پیدا فرمایا تو مجھے دونوں میں سے بہتر فریق میں شامل فرمایا۔ پھر اس فریق کو کئی قبیلوں میں تقسیم فرمایا اور مجھے بہترین قبیلے میں شامل فرمایا، پھر اس قبیلے کے گھروں کو فضیلت دی اور مجھے بہترین گھر میں پیدا فرمایا۔ ”فَمَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَ خَيْرُهُمْ بَيْتًا“ پس میں ذات کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہوں، اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا، ”خَيْرُهُمْ نَفْسًا“ کا مطلب یہ ہے کہ میں روح اور ذات کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں اور ”خَيْرُهُمْ بَيْتًا“ کا مطلب یہ ہے کہ میں اصل کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔ یہ ”عَلَىٰ اَنْ يَّأْتِيَ“ کہ نفس سے مراد آپ کا وجود، حقیقت اور ذات القدس ہے جو جسم مبارک اور روح مقدس سے عبارت ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت موافق کی عبارت میں نفس سے مراد فقط آپ کی روح منور ہو، کیونکہ نفس تین ہیں (۱) اَنْفَرُہُ (روح النواذیہ)، (۲) مَطْمَنُہُ (ظہن)، (۳) طَمِنَانُہُ کے بے شمار درجات و مراتب ہیں، ان سب سے (توہی، اعلیٰ اور اشرف سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا نفس مطہر ہے۔

”وَأَنزَلْنَاهُمْ نَفْسًا“ اور سب سے زیادہ پاکیزہ دل والے۔۔۔ کیونکہ آپ کامل القدس نور ہی نور ہے اور تمام انوار کی اصل ہے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

دل کچھ سے دیر ہے، گریوں کہوں، غنیمت راہ وحدت، اپنے لاکھوں سلام

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصی صفات

بہزاد! آپ عصمت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں، اللہ تعالیٰ کی عنایت کمال آپ کے شامل حال ہے، اور آپ کو اپنے رب کے جل شانہ کی بارگاہ میں وجاہت اور بلند مرتبہ حاصل ہے۔ پھر اصح قول کے مطابق شوق صدر (یعنی کاکھولنا) اور دل القدس سے فزون کے لو تھوڑے کا کالنا آپ کے ساتھ خاص ہے۔ مہربوت آپ کی پشت مبارک پر دل القدس کے مقابل تھی، جہاں سے شیطان داخل ہوتا ہے، یہ اس لئے تھا کہ شیطان کے لئے آپ کے دل القدس کی طرف جانے کا راستہ نہ ملے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی مہربوت دائیں جانب تھی، وہ سب بھی معصوم تھے، لیکن نبی اکرم ﷺ کو خصوصی عصمت اور اعلیٰ عطا کیا گیا تھا۔

آپ کا خلق قرآن ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل القدس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: **تَحَابُّ خُلُقُهُ الْقُرْآنِ** آپ کا خلق قرآن پاک تھا۔ شیخ ابو محمد عبد الجلیل القسری نے **المؤمنین** رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد کا مطلب یہ بیان کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اوصاف سے (اپنی شان کے لائق) متصف تھے اسی طرح شیخ شہاب الدین سرور دہلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عوارف المعارف میں بیان کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل انور کو تمام بندوں کے دلوں سے بترہیا، تو اسے اپنے لئے منتخب فرمایا اور آپ کو بحیثیت رسول مبعوث فرمایا، اللہ کا فرمان ہے: **إِنَّهُ أَخْلَقَ خَلْقًا يَخْلُقُ رِسَالَتَهُ** اللہ تعالیٰ سب سے بترہیا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

أَوْ أَصْلَقَهُمْ فُؤَادًا اور مہنگو میں سب سے زیادہ سچے، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: **أَصْلَقُ النَّاسِ نَهْجَةً** سب لوگوں سے زیادہ سچے لہجے والے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اہل اسلام تو کیا اہل جاہلیت (کافروں) کے نزدیک بھی صداقت میں مشہور و معروف تھے۔ آپ کی سچائی کی گواہی دینے والے کافروں کے اقوال مشہور معروف ہیں اور کتب سیرت میں بیان کئے گئے ہیں، طوالت سے بچنے کے لئے ہم ان کا ذکر نہیں کرتے۔

نبی اکرم ﷺ نے جب (اعلان نبوت کے بعد قریبی رشتہ داروں کو) جمع کیا، تاکہ انہیں ڈر سنائیں تو انہوں نے کہا: ہمیں آپ کے بارے میں جھوٹ کا تجربہ نہیں ہوا (یعنی ہم نے آپ سے کبھی جھوٹی بات نہیں سنی) ہر قل (شاہ روم) نے ابوسفیانؓ سے

حرب سے پوچھا جب کہ وہ ابھی ایمان نہیں لائے تھے کیا تم ان پر اعلان نبوت سے پہلے جھوٹ بولنے کی صمت لگاتے تھے؟ تو انہوں نے کہا 'نہیں' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **فَابْتَغُوا بَلَدًا بَیِّنًا ۚ لَا يَنْكَرُوا بَأْسَ رَبِّكُمْ** اے حبیب! وہ تمہیں تو بھوتا نہیں کہتے۔

۱۱۔ **وَإِذْ كَانَهُمْ قُلُوبًا لَا تَعْقِلُونَ** کا معنی بڑھتا اور زیادہ ہونا ہے، مراد عمل کے ثمر اور اس پر مرتب ہونے والے ثواب کی زیادتی ہے، آپ جب بھی کوئی عمل کرتے تھے تو اس کی بدولت اللہ تعالیٰ کا اتنا قرب حاصل کرتے تھے کہ کوئی دوسرا اپنے عمل کے ذریعے اتنا قرب حاصل نہیں کرتا، کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کی نشوونما اس کے اخلاص، دنیا سے بے رغبتی، اللہ تعالیٰ کے ماسوا سے بے تعلقی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور تعظیم کے مطابق ہوتی ہے۔

آپ ﷺ کا نسب عالی ہے

وَأَنْتَ سَيِّدُهُمْ أَصْلًا سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم اصل والے۔ شے کی اصل وہ چیز ہے جس سے اس کا وجود پیدا ہو، اس جگہ اصل سے مراد نبی اکرم ﷺ کا خاندان اور نسب ہے، مطلب یہ ہوا کہ آپ کا نسب معروف ترین، بزرگی اور فضیلت میں مستحکم ترین ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بعض احادیث پیش کی جائیں گی جن سے آپ کے نسب کی شرافت اور مقام و مرتبہ کی جلالت کا پتا چلتا ہے، ہر قلم نے ابوسفیان بن حرب سے پوچھا کہ تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ہمارے ہاں عالی نسب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **إِنَّ اللَّهَ اخْتَفَىٰ آدَمَ وَ نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَ آلَ عِصْرَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ** (آل عمران ۳۳، ۳۴، ۳۵) (ترجمہ) اے شک اللہ نے منتخب فرمایا آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عیصر کو تمام جہانوں پر، بعض بعض کی اولاد ہیں، نبی اکرم ﷺ نے طویل حدیث میں فرمایا ہے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا (اور ان کی اولاد میں سے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو پیدا فرمایا۔ ۱۳ قادری)۔

احسان کرنے میں سب سے اعظم

وَأَنْتَ فَاضِلُهُمْ غِنًى سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے معاملے کی حالت فرماتے والے **وَأَنْتَ كَرِيمُهُمْ مَجْدًا** عظیم شرافت اور افعال کرنامہ میں سب سے زیادہ راسخ قدم، بعض علماء نے فرمایا: مجھ صرف اس بزرگی کو کہتے ہیں جو آیات و اہدای کی طرف سے ہوتی ہے **وَأَنْتَ كَرِيمُهُمْ غِنًى** اور طبیعت کے اعتبار سے سب سے زیادہ کریم اور مہربان۔۔۔ چند الفاظ یعنی طبع، طبیعت، منجینیت، جہلہ، خلق، عینیت، جسم، عقل، دلی خاتم کے نیچے زیر اور خلیفہ سب کا ایک ہی معنی ہے، یعنی وہ حالت جس پر انسان کو ڈھلا اور پیدا کیا گیا **وَأَنْتَ سَيِّدُهُمْ مَقْدًا** صا پر پیش۔۔۔ یعنی احسان کرنے میں سب سے بہتر۔۔۔ اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظاہر اور باطن احسان کرنے میں تمام مخلوق سے احسن و اعظم بھی ہیں اور سب سے بڑھ کر بھی ہیں۔ آپ نے حقوق پر جو باطنی احسان فرمایا کہ انہیں توحید، اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی معرفت کی ہدایت فرمائی، وہ آپ کی خصوصیات میں سے ہے، اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔ آپ کی ظاہری عنایات کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچا، اللہ تعالیٰ نے جو آپ پر احسانات

فرماتے ان کا اندازہ اور اور اک بھی کوئی شخص نہیں کر سکتا لہذا آپ ہر لحاظ سے احسان کرنے میں تمام انسانوں سے بہتر
 ﷺ

تمام معززین سے معزز

وَاخْتِصِبْهُمْ اَوَّلَ سَبِّهِمْ اَحْسَنُ منہ ترین اور ہر محبوب سے خالص ترین فخر، اذروئے فرع۔ فرع کی تبع فروع۔
 کا معنی ہے اصل سے پھوٹنے والی شاخیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہو یا آپ کا قبیلہ
 جس سے آپ ہیں یا آپ کی نسل پاک مراد ہو جو آپ کی فرع ہے اور دوسروں کی نسل سے طیب و ظاہر ہے۔ فرع و فروع
 کے معزز فرد کے لئے بھی بولا جاتا ہے اس اعتبار سے معنی یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ سب معززین سے زیادہ معزز ہیں
 (وَاخْتِصِبْهُمْ فَلَاحَةً وَ شَمْعًا) اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سب سے زیادہ اپنے رب کی دعوت کو قبول
 والے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے والے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے رب نے حکم فرمایا تو سب سے
 آپ کی اطاعت کی جتنی اور آپ کا ارشاد سنا گیا۔ آپ کا فرمان دل و جان سے سنا گیا اور آپ کا امر نافذ ہوا یہ مقام کسی نبی
 اور مقتدا کو حاصل نہیں ہوا صحابہ کرام کا آپ کی بارگاہ میں ادب دیکھئے آپ کی ذات اقدس کی محبت و تعظیم ان سے
 میں آپ کی مستحکم بیعت کا مطالعہ کیجئے انہوں نے آپ کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگا دی، قتل ہو جانا گوارا کر یہ نہیں
 کہ آپ تک نہ پہنچنے آیا آپ کی راہ میں اپنے عزیزوں کو قتل کر دیا اور آپ کو خوشنودی کے لئے اپنے آباء اور بیٹوں سے
 کی۔ اس قسم کے واقعات اور عروہ ابن مسعود ثقفی اور ام معبد وغیرہ کی روایات اس کو دیکھئے معلوم ہو جائے گا کہ مسود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے ارشادات کو کس طرح دل و جان سے سنتے تھے اور تعمیل بجا لاتے تھے؟

قبل از اسلام عروہ بن مسعود کے تاثرات

۱۔ حضرت عروہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) صغیر صبیہ کے موقع پر حالت کفر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے انہوں نے اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے بتایا اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے جب بھی تعاب و بن کر لیا وہ
 کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں واقع ہوا، انہوں نے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا، جب آپ انہیں حکم دیتے تو صحابہ
 فوراً تعمیل کرتے جب آپ وضو کرتے تو قریب ہوتا کہ صحابہ وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے لڑ پڑتے اور جب آپ
 کلام کرتے تو صحابہ بیٹ تھوڑا میں مستحکم کرتے آپ کی تعظیم کے پیش نظر آپ کی طرف نظر ہٹ کر نہیں دیکھتے تھے
 انہوں نے واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو بتایا اے میری قوم! اللہ کی قسم! میں شاہین وقت کے درباروں میں گیا ہوں
 میں مردم ایران اور حبشہ کے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اللہ کی قسم! میں نے کسی کے درباروں کو بادشاہ کی اتنی
 تکرار کرتے ہوئے نہیں دیکھی جس قدر کہ حضرت امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں (بخاری شریف
 عربی ج ۱ ص ۱۳۷۹) حضرت ام معبد (رضی اللہ عنہا) کی روایت میں آ رہی ہے۔ ۱۲ شرف قادری۔

ہے۔ اور اَزْلَفِيهِمُ الْغُلَامُ الْاَعْطٰی ذَنْبُوْہُمْ فِیْ حُرْفِیْ عَجَازِیْہِ کے لئے ہے، اس کا اور تیسرا (دُخُوْا) کا تعلق اَزْفِیْ سے ہے، علماء اس سے مراد فرماتے ہیں، جیسے اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کا ذکر فرشتوں میں کسی بھی دوسرے کی نسبت ارفع و اعظم اور اعلیٰ ہے۔ ان کے نزدیک آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ وہ ہے جسے کوئی دوسرا نہیں پہنچتا، کیونکہ فرشتے ہمیشہ آپ کے درود بھیجتے ہیں، یہ ان کی عبادت اور ذمہ داری ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی برگزیدگی اور عظمت کو جانتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

صاحب دلائل الخیرات پر محبت رسول غالب ہے

(وَاَزْلَفٰهُمْ غِلَامًا) اور سب سے زیادہ عمدہ کو پورا کرنے والے۔۔۔ تمام نسخوں میں یہ کلمات دو دفعہ مذکور ہوئے ہیں، ایک دفعہ اس سے پہلے اور ایک دفعہ اس جگہ، اور یہ نقصان دہ نہیں، بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے، خالص تکرار ان علی کتابوں میں عیب شمار کی جاتی ہے جن کا مقصد قارئین کو غامدہ پہنچانا ہوتا ہے، جب ایک دفعہ غامدہ پہنچا دیا تو دوبارہ ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں ہوتا، لیکن دلائل الخیرات ایسی کتاب جس کا مقصد نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف پیش کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا مقصود ہو تو اس کا یہ طریقہ نہیں ہوتا، خاص طور پر اس کتاب کی توثیق ہی درود پاک کی تکرار اور بار بار عرض کرنے پر ہے، پھر اس کے مولف رحمہ اللہ دنیا و مافیہا سے سبے تعلق (اور فنا فی الرسول ﷺ) کے مقام پر فائز ہیں، ان پر سرکار دو عالم ﷺ کی محبت غالب ہے اور وہ نبی اکرم ﷺ کی مدح و ثنائیں اس قدر محو ہیں کہ وہ نقصان کی طرف بھی پوری طرح توجہ نہیں دیتے، تکرار و تہریر کی بھی پروا نہیں کرتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

وَاصْلًا فِیْہِمْ وَغُلَامًا) بھائی کا وعدہ پورا کرنے میں سب سے زیادہ پیچھے، جب بھائی کا وعدہ فرماتے تو اس کے ایفاء کرنے میں کوئی آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا، اَزْلَفٰهُمْ شُكْرًا اور سب سے زیادہ شکر کرنے والے کیونکہ آپ کے پاس سب سے زیادہ شکر کرنے کے اسباب جمع تھے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آپ پر سب سے زیادہ ہیں، آپ جس نور کے ذریعے ان نعمتوں کو غلام کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ قوی ہے، آپ کی عقل کامل ترین، آپ کی طبیعت سب سے زیادہ عدل والی، اللہ تعالیٰ پر آپ یقین سب سے زیادہ قوی، اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق آپ کے لئے نہایت قوی، اللہ تعالیٰ کی عنایت آپ پر عظیم تر، آپ کی ہمت ارفع و اعلیٰ، آپ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں، جن کے ساتھ اس کی حمد کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت آپ کے لئے وسیع تر، آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اس کی بارگاہ میں عاجزی کرنے، اس کے عطیات اور اس کی طرف سے آئے والی تکالیف، اس کے جلال و جمال اور ہر حال پر اس کا شکر ادا کرنے میں سب سے زیادہ ثابت قدم ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا اَعْلٰیہُمْ نَعْمًا اور سب سے زیادہ بلند شان والے، لفظ امرشے کے معنی میں ہے اس کی جمع امور ہے، یہ بھی ہو سکتا

ہے کہ امر معنی حکم ہو جس کی حج اور امر ہے آپ کا حکم سب سے زیادہ بلند ہے کیونکہ تمام جہانوں میں آپ کا حکم نافذ ہوتا ہے سب آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ ہی کی تعمیل کرتے ہیں آپ ہی بلند ہیں (خلق میں سے) کوئی آپ سے بلند نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَذِیْنِیْ یُحِبُّوْنَ عَلٰی اٰخَرِهِمْ اَنْ یُّصِیْبَتْھُمْ فَتْنَةٌ اَوْ یُّصِیْبَتْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۱۳۶/۲۳) ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس بات سے انہیں فتنہ لاحق ہو یا دردناک عذاب پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

سب سے زیادہ صبر کرنے والے

(وَ اَحْسَبُھُمْ صَبْرًا) اور سب سے اچھے صبر والے۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی اطاعت پر اس کی ہندگی کے احکام پر اس کی رہبیت کے احکام کے جاری ہونے کے لئے ثابت قدمی میں ان رازوں کے مخفی رکھنے میں جنہیں مخفی رکھنے کا آپ کو حکم دیا گیا دنیا اور آخرت میں خلافت کے امور پر قلوب کی اذیتوں کو برداشت کرنے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے میں مصائب پر بہترین اخلاق پر اللہ تعالیٰ کی موافقت میں ثابت قدمی پر جلیل کی تجلی کے غلبے اور ذات قدیم کی ہیبت کے ناگہا ظاری ہونے پر مودودات خارجہ کی حقیقتوں کے ظاہر ہونے اللہ تعالیٰ کے علوم اور اسرار کے نازل ہونے بھاری قول (وہی) کے حاصل کرنے اور اس کا بوجھ برداشت کرنے پر یہ سب بغیر کسی واسطے کے تھا آپ ہی واسطہ ہیں اور باقی سب کے لئے حجاب ہیں ﷺ (وَ اَحْسَبُھُمْ خَلْقًا) نقطے والی خانہ پر نیر اس کے بعد دو نقطے والی یا اسی طرح نسخہ سلسلہ وغیرہ میں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خیر اور اس کا فضل جو آپ کے پاس ہے وہ احسن و اجمل بھی ہے اور اکثر و او فر بھی ہے اس خیر سے جو کسی بھی دوسرے کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَ تَحْتَ فُضْلِ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا (۱۱۳/۱۳) آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے پس اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل دین دنیا اور آخرت میں حسی اور معنوی نیز اکرام اور کیف کے اعتبار سے عظیم ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حقوق کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی خیر اور آپ کی نعمت کسی بھی دوسرے کی نعمت سے احسن اور اعظم ہے یا دین و دنیا اور آخرت میں آپ کی نعمت کسی بھی دوسرے کی نعمت سے احسن اور اعظم ہے یا دین و دنیا اور آخرت میں آپ کی نعمت اور خیر نیز مخلوقات کا آگ سے دور ہونا اور جنت میں مقیم ہونا احسن و اجمل ہے حقیقت یہ ہے کہ جو خیر رحمت اور برکت معروض وجود میں آئی ہے وہ مخلوق کو آپ ہی کے ہاتھوں اور آپ ہی کے واسطے سے ملی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ بیک وقت دونوں معانی مراد ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

امت کو آسانی فراہم کرنے والے

بعض معتمد شخصوں میں (مختیار) ہے نقطے والی خانہ پر پیش اس کے بعد ایک نقطے والی ہا یعنی سب سے بہتر علم والے یا سب سے بہتر آزمائش اور امتحان کے اعتبار سے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام ان امور میں جنہیں آزمایا جاتا ہے اور امتحان لیا

ہوتا ہے سب انسانوں سے احسن اور اعلیٰ ہیں، ظاہر و باطن میں، اتفاق اور طبعی اوصاف میں، اور تمام احوال میں۔ یہ سب
 یسیراً اور سب سے زیادہ آسانی فراہم کرنے والے، اس سے پہلے گزر چکا ہے (الْمُبْتَغَاوَاتُ بِتَقْسِيْمِيكَ وَرُفْقِكَ) جو نصیب ہے
 تیری آسانی اور مریدانی کے ساتھ۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم ﷺ اپنی امت کے لئے تخفیف (آسانی) کو پسند فرماتے تھے، اور کئی بار
 اس لئے غلیظ کیا اور ترک کیا کہ کہیں ان پر فرض نہ ہو جائیں اور وہ ان کے ادا کرنے سے عاجز نہ ہو جائیں، نبی اکرم ﷺ
 نے فرمایا: تم آسانی دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، نہ کہ مشکل دینے والے، آپ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ
 اس کام کو اختیار کیا جو آسان، ہر طریقہ ممکنہ نہ ہو، آپ صحابہ کرام کی تنگ ولی کا خیال فرماتے ہوئے، وقتے وقتے سے وعظ و نصیحت
 فرماتے تھے، اس کے علاوہ متعدد احادیث ہیں جن میں آپ کے امت کو آسانی اور سہولت عطا فرماتے اور ان پر مشقت
 ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف و رحیم رکھا اور فرمایا: عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ مَا غَشِيَتْهُ خَيْرُ نَيْلٍ عَلَى كُمْ بِالْمُلْكِ مَبِينٌ رُؤُفٌ رَحِيمٌ
 ان پر تساری مشقت، گراں ہے، تساری بھلائی کی فکر رکھنے والے اور مومنوں کے لئے رؤف و رحیم ہیں۔ یہ بھی فرمایا
 اَزْسَبِكُمْ اِلَّا رُحْمَةً بَلَّغَ الْبَلَاءُ اَمْرًا اور اے حبیب! ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے۔
 اَللّٰهُ وَكَفَّ جَهَنَّمَ اور سب سے زیادہ بلند۔۔۔۔۔ اسی طرح متعدد شخصوں میں ہے، اس سے پہلے فرمایا: اَوْ اَفْرَبِيْكُمْ لَمْ
 اس کے مطابق ہے (کیونکہ اقرب کے مقابلے میں بعد ہے) بعض شخصوں میں (اَوْ اَكْثَرِيْكُمْ) ہے، ایک نقطے والی بات۔
 ہشکائی، مقام اور مرتبے کے اعتبار سے (اَوْ اَعْظَمِيْكُمْ شَأْنًا) اور قدر و مرتبہ میں سب سے بڑے (اَوْ اَقْبَلِيْكُمْ بَرَزَانًا) اور سب سے
 قوی و دلیل والے۔۔۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے دلائل و براہین اتنے قطعی، واضح اور مضبوط ہیں کہ ان میں شک نہ کر
 سکتا، اور نہ ہی ان کے توڑنے، مرو کرنے، کمزور کرنے یا ان پر معارضہ کرنے کا کوئی راستہ ہے۔

ساری امت سے بھاری

اَوْ اَزْجَحِيْكُمْ حَيْثُ اَللّٰہُ اور سب سے زیادہ راجح، مصل اور مرتبے والے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میزبان کا معنی عدل ہو اور
 آپ تمام انسانوں سے زیادہ عدل کرنے والے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس روایت کی طرف اشارہ ہو جس میں آیا ہے
 جب آپ حضرت حیدر سعدیہ کے ہاں تھے اور فرشتوں نے آپ کا سینہ کھولا تو انہوں نے آپ کی امت کے اس افراد۔
 آپ کا وزن کیا تو آپ ان پر بھاری تھے، پھر سو افراد کے ساتھ وزن کیا تو آپ ان پر بھی بھاری تھے، پھر ہزار افراد۔
 وزن کیا تو بھی آپ بھاری تھے۔ کچھ فرشتوں نے کہا: انہیں رجبہ دو، اگر تم نے ان کا وزن پوری امت کے ساتھ کیا تو یہ
 بھی بھاری ہوں گے (الحديث) یا اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم ہمارے
 دروازے سے نکلے تو ہمارے پاس ترازو لایا گیا، ایک پلڑے میں ہمیں اور ایک پلڑے میں ہماری امت کو رکھا گیا، ہمیں
 بھاری ثابت ہوئے، پھر ہماری جگہ ابو بکر صدیق کو رکھا گیا تو وہ پوری امت سے بھاری ثابت ہوئے، پھر عمر فاروق کو ان
 رکھا گیا تو وہ تمام امت سے بھاری ثابت ہوئے۔ حکیم ترمذی نے یہ حدیث کتاب الختم میں، امام ابو عمرو نے الاستیعاب میں

کی امام ابو نعیم اور امام طبرانی نے حضرت امامت علیہ السلام سے یہ حدیث روایت کی۔

ایمان کے سب سے زیادہ لائق اور حقدار

اَوْ اَوْلٰیہِمُ الْاِنْسَانُ اِی طرح تفسیر سلیہ وغیرہ میں ہے "اَوْلٰیہِمُ وَاوْکِی تشریح کے ساتھ ----- اور ایمان میں سب سے پہلے اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی روح انور سب سے پہلے ایمان والی اور جس دن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنْشَأْ بِرَبِّکُمْ کیا ہیں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے پہلے آپ کی روح القدس نے ہی بنی (کیوں نہیں) کہا۔ بعض نسخوں میں ہے اَوْ اَوْلٰیہِمُ وَاوْکِی اور لام کے بعد ہفت ---- ایمان کے سب سے زیادہ لائق اور اس میں شک نہیں ہے کہ نبی اکرم ﷺ اسی طرح ہیں کیونکہ آپ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے سب سے زیادہ اس کے محبوب سب سے زیادہ اس کے مقرب اس کی بارگاہ میں مکرم انجام یافتہ اور اس کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں لہذا آپ ہی ایمان کے سب سے زیادہ حق دار ہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اہلیت اور اس کی بارگاہ میں منتخب اور برگزیدہ ہونے کے سبب ایمان کے سب سے زیادہ اہل ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اَوْ اَوْضَحٰہِمُ بِنَاثَا اور سب سے زیادہ واضح و آشکارہ کرنے والے اَوْ اَفْضَحٰہِمُ اور سب سے زیادہ تفصیل فرمانے والے اور کسی کمی یا زیادتی کے بغیر مطلب پر قوی دلائل کرنے والے اِنْسَانَا یعنی کلام کے اعتبار سے ---- ابن سبع کی عبارت ابن امیر کے بارے میں اس طرح ہے وَ اَفْضَحٰہِمَا یعنی تمام عرب سے زیادہ اَفْضَحُ لِنَسَانَا وَ اَوْضَحٰہِمَا بِنَاثَا وَ اَوْضَحٰہِمَا بِنَاثَا اَوْ اَخْلَقٰہِمُ مَسْطَظَا سب سے زیادہ واضح اور مبلغ حجت والے اور سب سے زیادہ حکم نافذ کرنے کی قدرت رکھنے والے آپ کا ارشاد اور حکم نافذ ہے سنا جاتا ہے اور اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔

اس جگہ وہ درود شریف مکمل ہوا جس میں حضرت شیخ مولف اسید محمد بن سلیمان جزولی رحمہ اللہ پر نبی اکرم ﷺ کی قوی محبت اور جذبہ کا غلبہ ہوا اور آپ کے ذکر شریف اور آپ پر درود شریف بھیجنے میں محویت طاری ہوئی۔

الْحِزْبُ الرَّابِعُ فِي يَوْمِ الْخَمِيسِ

جو تھا حزب جمعرات کے دن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو تیرے عہد خاص کے رسول مکرم اور نبی امی ہیں اور ان کی

مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً

آل پر اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو تیری رضا

تَكُوْنُ لَكَ رِحْمٰی وَلَهُ جَزَاءٌ وَلِحَقِّهِ اَدَاءٌ وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَّ

کا ذریعہ، ان کے لئے جزا اور ان کے حق کی ادائیگی ہو، انہیں مقام وسیلہ، فضیلت اور

الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاَجْرِهُ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهُ وَاَجْزِهِ اَفْضَلَ مَا

مقام محمود، جو اس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، ہماری طرف سے انہیں ان کی شان کے لائق جزا عطا فرما اور وہ افضل ترین

جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلٰی جَمِيْعِ اِخْوَانِهِ مِنْ

عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو ان کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو ان کی امت کی طرف سے عطا فرمایا اور آپ کے تمام بھائیوں

النَّبِيِّیْنَ وَالصّٰلِحِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

انبیاء پر رحمت نازل فرما اور صالحین پر اے سب رحیم والوں سے زیادہ رحم والے!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ یہاں سے جو تھا حزب شروع ہوتا ہے

بعض نسخوں میں اس حزب کی ابتداء بعد والے درود شریف سے ہے اور وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

صَلَاةً تَكُوْنُ لَكَ رِحْمٰی یہ درود شریف قوت (قلوب) احیاء العلوم اور کفایہ ابن ابی ہاشم میں مذکور ہے جسے جمعہ کے دن شروع

کے بعد پڑھنا چاہئے، البتہ بعض الفاظ کی کمی بیشی ہے، حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ درود شریف اس سے پہلے بیان کر چکے

ہیں اس کے آخر میں ہے يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ شیخ ابو طالب کی اور شیخ ابو حامد غزالی نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ جو شخص یہ

شریف سات جمعے ہر جمعہ کو سات مرتبہ پڑھے اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے امام سبکی نے

القول البدیع میں اس درود شریف کی نسبت ابن ابی ماسم کی مرفوع روایت کی طرف کی ہے امام قاضی عیاض کے حوالے سے

مسئلہ شفاعت پر اس سے پہلے گفتگو کی جا چکی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ شفاعت کی متعدد قسمیں ہیں اور ہر شخص کے لئے

اس کے حال کے مطابق شفاعت ہو گی۔

۲۔ (واجب) بعض نسخوں میں 'عطاء' کا اضافہ ہے 'اَفْضَلُ حَاجَاتِہِ'، 'حِمْ' کے بعد 'الف' ایک نسخے میں 'الف' کے بعد 'حَاجَاتِہِ' ہے (نَبِیُّہَا عَنْ قَوْمِہِ) اور اپنے حبیب ﷺ کو وہ افضل ترین جزا عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو ان کی قوم کی طرف سے عطا فرمائی۔۔۔۔۔ یعنی جس قوم میں سے وہ نبی تھے انہوں نے قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے کی بیروی کی اور سزاؤں سے بچانے کی اور وہ افضل ترین جزا جو تو نے کسی رسول کو ان کی امت کی طرف سے عطا کی۔۔۔۔۔ وہ امت جس کی طرف رسول بھیجے گئے اور امت نے ان کی بیروی کر کے کامیابی حاصل کی۔

(وَصَلَّىٰ عَلٰی جَمِیْعِ اَحْوَابِہِ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ اَللّٰہُ صَالِحِیْنَ اَسْمٰنِ اور زمین میں پائے جانے والے اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو شامل ہے) یہ عام کا خاص ہے (انبیاء مخصوص ہیں اور صالحین عام) (وَاَزَحَمَ الْوَاجِہِیْنَ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔

اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِکَ ۱ وَ شَرَّ اَئِفَ زَكَوَاتِکَ وَ نَوَاصِیَ بِرَکَاتِکَ

اے اللہ! اپنی بہترین رحمتیں 'اشرف ترین خوبیوں' ہر لحظہ بڑھنے والی برکتیں

وَ عَوَاطِفَ رَأْفَتِکَ وَ رَحْمَتِکَ وَ تَحَنُّنِکَ وَ فَضَائِلَ اَلَاٰیِکَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اپنی خاص مہربانیاں، رحمتیں اور سلام اور بہترین نعمتیں نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سَيِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ رَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَائِدِ الْخَيْرِ وَ فَاتِحِ الْبَرِّ وَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ

رسولوں کے سردار، تمام جہانوں کے پالنا، رسول بھلائی کے قائد، نیکی کے دروازے کھولنے والے، نبی رحمت اور

وَ سَيِّدِ الْاُمَّةِ ۲ اَللّٰہُمَّ اَبْعَثْہٖ مَقَامًا مُّحَمَّدًا ۳ اَنْزِلْہٖ بِہٖ قَرْبَہٗ وَ تَقَرُّ بِہٖ عِیْنُہٗ

امت کے سردار پر، اے اللہ! تو انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کے ذریعے تو آپ کو انتہائی قرب عطا فرمائے، آپ کی آنکھیں

یَغْبِطُہٗ بِہٖ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ۴ اَللّٰہُمَّ اَعْطِہُ الْفَضْلَ وَ الْفِضْلَۃَ

پسندیدگی کرے اور اس مقام کے سبب اولین و آخرین آپ پر رشک کریں 'اے اللہ! اپنے حبیب اکرم ﷺ کو فضیلت و بزرگی،

وَ الشَّرَفَ وَ الْوَسِیْلَۃَ وَ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَ السَّنَدَۃَ الشَّامِخَۃَ ۵

شرافت، مقام وسیلہ، بلند درجہ اور بلند مقام عطا فرما

اَللّٰہُمَّ اَعْطِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا ۶ الْوَسِیْلَۃَ وَ بَلِّغْہٗ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام وسیلہ عطا فرما ان کی امید

مَا مَوْلَہٗ وَ اجْعَلْہٗ اَوَّلَ شَافِعٍ وَ اَوَّلَ مُشَفَّعٍ ۷ اَللّٰہُمَّ عِظَمَ بُرْہَانِہٖ ۸ وَ

پہنچی فرما اور انہیں پہنچا شفاعت کرنے والا اور پہنچا مقبول شفاعت والا یہاں اسے اللہ! ان کی دلیل کو عطف عطا فرما

ثَقِيلُ مِيزَانُهُ وَأَبْلَجُ حُجَّتُهُ وَارْفَعُ فِي أَهْلِ عِلْمَيْنِ دَرَجَتَهُ ۝ وَفِي

ان کے ترازو کو جہاری فرما ان کی دلیل کو بڑھانے والا اور عظیم ترین قرب و اقرب

أَعْلَى الْمُقَرَّبِينَ مَنْزِلَتَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا عَلٰى سُنَّتِهِ ۝ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهِ ۝

میں ان کا مرتبہ بلند فرما۔ اے اللہ! ہمیں ان کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کے دین پر موت عطا فرما

وَاجْعَلْنَا مِنْ أَهْلِ شَفَاعَتِهِ ۝ وَاحْشُرْنَا فِي زَمَرَتِهِ وَأَوْرِدْنَا حَوْضَهُ ۝ وَاسْقِنَا

ہمیں ان کی شفاعت والوں میں جگہ ہمیں ان کے گروہ میں اٹھا ہمیں ان کے خوش پر حاضری عطا فرما اور ہمیں ان کے

مِنْ كَأْسِهِ غَيْرَ خَوَّابٍ وَلَا نَادِمٍ وَلَا شَاكِيٍّ وَلَا مُبْدِلٍ وَلَا مُغَيِّرٍ

پالے سے پالے اس حال میں کہ ہم نہ ڈیل ہوں نہ خرمسار نہ شک کرنے والے نہ رو بدل کرنے والے

وَلَا فَاتِنٍ وَلَا مَفْشُورٍ أَمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

نہ فتنے میں ڈالنے والے اور نہ فتنے میں پڑنے والے ہوں! آمین! یا رب! عالموں کے پالہ دار!

اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ : یہ درود شریف بھی قوت القلوب اور احیاء العلوم میں سابقہ درود شریف کے بعد بعض الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ مذکور ہے، صاحب کفایہ نے بھی اس درود پاک کا ذکر کیا ہے، قوت القلوب میں گزشتہ درود شریف کے بعد فرمایا اگر اس درود شریف کا اضافہ کرے تو یہ بھی ماثور و مقبول ہے۔ "اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ" اس کے آخر میں ہے یا ذاب الغلظت احیاء العلوم میں بھی اسی طرح ہے۔ علامہ عراقی نے احیاء العلوم کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے فرمایا یہ حدیث "اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فَضَائِلَ صَلَوَاتِكَ" (الحدیث) ابن ابی حاتم نے کتاب العلل علی ابنی النبی ﷺ میں حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سند ضعیف سے روایت کیا امام ابن ماجہ نے اسے حضرت ابن مسعود پر موقوف (یعنی ان کا قول) قرار دیا "اھ" (فضائل جمع ہے فضیلت کی جیسے کوائف جمع ہے تحریص کی)۔

وَسُورَاتِ زَكَاةِكَ : یہ جمع ہے زکوٰۃ کی۔ یعنی اپنی حق کی زیادتیاں اور ترقیاں (وَعَوَاطِفُ) عَوَاطِفُ کی جمع ہے جو عطف سے مشتق ہے، اس کا معنی رحمت، شفقت اور توجہ ہے (وَزَاوِيكَ وَرَحْمَتِكَ وَنَجِيَّتِكَ) آخری دونوں کلمے مجرور ہیں اور ان کا عطف زَاوِيَّتُكَ ہے (وَفَضَائِلُ) الامت۔ الامت کا معنی نعمتیں ہے، الفاظ فضائل پر اس لئے نصب ہے کہ اس کا پہلے فضائل پر عطف ہے یا بشرائطہ، وفتح اللام، ایک نقطہ والی یاد کے نیچے کمرہ ہے۔ "ہو" ایسا اسم ہے جو بھلائی اطاعت، صداقت، صلہ رحمی اور احسان کی وسعت کو شامل ہے۔ نبی اکرم ﷺ ان سب امور کے شامع ہیں اور ان کا دروازہ کھولنے والے ہیں۔ "یُزِدُ" کا الحاق ان سے بھی یہ جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ رحمت کا دروازہ کھولنے والے اور اس میں داخل ہونے کا سبب ہیں (وَسَيِّدُ الْاُمَمِ)

الْمَلَأَ اَلْعُلَى ذِكْرًا اور علماء اعلیٰ (فقیہوں میں) سب سے بلند ذکر والے اور آئندہ آئے گا اَلْمَرْفُوعُ الْمَذْكُورُ فِي الْمَقَامِ الْمَقَرَّبِ
الْمَقَرَّبِینِ جن کا ذکر ملائکہ مقربین میں بلند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(وَفِي اَعْلَى الْمَقَرَّبِینِ مَنْزِلَةً) اور آپ کا مرتبہ مقربین کی اعلیٰ منزلوں میں بلند فرما۔۔۔ اس کی شرح بھی وہی ہے کہ
سے پہلے پہلے کی ہے، 'مَقَرَّبِینِ' سے مراد وہ حضرات ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَالشَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولَئِكَ الْمَقَرَّبُونَ
(۱۱۰/۵۱) اور آگے رہنے والے ہی آگے رہنے والے ہیں، 'وَسَبَقُوا' مقرب ہیں۔۔۔ ان حضرات کو جنت عدن میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں قرب حاصل ہو گا اور یہ آخرت میں تمام انہماقوں سے زیادہ بلند مرتبہ ہوں گے۔

سَلَامٌ اَللّٰهُمَّ اٰخِيْنَا عَلٰی عِلْمِ اسْتِعْلَاءِ حِجَازِیْ کے لئے ہے (وَفِي تَفْهِيْمِ عَلٰی) یہ علی بھی استعلاء حجازی کے لئے ہے۔
وَاَجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ شَفَاعَتِهِ اور ہمیں آپ کی شفاعت حاصل کرنے کے قابل بنا، یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں
مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت میں داخل فرما اور ہمیں آپ کی شفاعت سے محروم نہ فرما، ایسی دعا اس کے بعد بھی
دو دفعہ آئے گی، اور یہ سلف صالحین سے نقل مشور کے ساتھ منقول ہے 'متاخرین میں سے قابل ذکر علماء نے اس پر اکتفا کیا
ہے، جب کہ بعض علماء نے بعض احادیث کے ظاہر کے خلاف ہونے کی بنا پر اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ (وَاَجْعَلْنَا) اور ہمیں
قیامت کے دن اہل شفاعت (یعنی) مصاحبت کے لئے ہے اور طرفیت کے لئے بھی ہو سکتا ہے (وَفِي تَفْهِيْمِ) آپ کی جماعت میں، کیونکہ ہر امت
اس حال میں اٹھائی جائے گی کہ وہ اپنے نبی ﷺ کے گرد جمع ہوگی۔ حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں
اپنے نبی اکرم ﷺ کی جماعت میں اٹھائے اور انہیں اپنے حبیب کریم ﷺ سے جدا نہ فرمائے۔

(وَاَجْعَلْنَا خَزَائِنًا وَمَنْحَةً) بخشش وہ برتن ہے جس میں شراب، تیزی یا اور کوئی مشروب وغیرہ ہو۔ بعض علماء نے
کہا کہ مٹھی کے بغیر کھلے منہ والے برتن کو کہتے ہیں، 'خول اس میں شراب وغیرہ کوئی مشروب ہو یا نہ ہو، خود شراب کو بھی بکھیر
کہہ دیتے ہیں۔ یہ منہ ہے اور ہنڈ کے ساتھ ہے، اس میں تسلیل بھی کی جاتی ہے (یعنی اسے الف سے بدل دیا جاتا ہے اصل
'معنی باہ ہے، یا ابتدا اسے یا جمعیت ہے، اس بنا پر کہ بخشش سے مراد خود مشروب ہو، قوت القلوب میں باہ کے ساتھ ہے،
کتاب میں بھی اس جگہ کے علاوہ متعدد جگہوں پر باہ کے ساتھ ہے (بکتابہ)۔

(اَعْلَى خَزَائِنًا) یہ حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے، اس حال میں کہ ہم ذلیل نہ ہوں، یہ حال لازمہ ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ
کے پیالے سے اسی کو پانی پلایا جائے گا جو اس حالت پر ہو گا۔ خزانہ جمع ہے خَزَائِنٌ کی، 'خزینہ خزانہ کا معنی ہے وہ ذلیل ہوا، اور
خزینہ خزانہ کا معنی ہے وہ شرمندہ ہوا (وَلَا تَذْهَبُ) اور نہ ہم شرمندہ ہوں، اس کو ہمیں پر جو ہم سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس
کی اخلاعت اور اس کی رضا جوئی کے سلسلے میں سرزد ہوئی، اس وقت شرمساری لاحق نہ ہو، جب ہم عذاب کو دیکھیں اور اتھام
ہمیں لاحق ہو۔ اور جب ہم مومنوں کی کامیابی اور عمل کرنے والوں کا اچھا ثواب دیکھیں۔

سنت تبدیل کرنے والا حوض کوثر پر روکا جائے گا

﴿وَلَا تُخَافِينَ﴾ اور ہم شک کرنے والے نہ ہوں ان امور میں جو ہمارے رسول کریم ﷺ اپنے رب کریم جل شانہ کی طرف سے لائے گئے ہیں پر ایمان لانا واجب ہے ان امور میں سے قیامت کے دن قبروں سے اٹھایا جائے گا اور اس کے بعد کے احوال ﴿وَلَا تُبَدِّلِينَ﴾ اور ہم اپنے دین کو تبدیل کرنے والے نہ ہوں ﴿وَلَا تُغَيِّرِينَ﴾ اور نہ ہی ہم اپنے نبی اکرم ﷺ کی سنت کو بدلتے والے ہوں کیونکہ جس نے تغیر اور تبدیل کیا وہ نبی اکرم ﷺ کے حوض سے روکا جائے گا یہ بھی احتمال ہے کہ تغیر اور تبدیلی سے مراد مرتہ ہوتا ہو تو اس دعا کا مطلب یہ ہو گا کہ ہمیں ایمان پر وفات عطا فرما ایک احتمال یہ ہے کہ تبدیلی بدعات فسق و فجور اور ظلم کو شامل ہو لیکن اے اللہ! جو مرتہ ہو گا وہ نبی اکرم ﷺ کے حوض سے قطعاً نہیں پیئے گا۔ دوسرے لوگ ہو سکتا ہے کہ نہ بچیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے ایک وقت انہیں روک دیا جائے اور دوسرے وقت مغفرت کے بعد بچیں یا تو آگ سے نکالے جانے کے بعد یا ان کو آگ میں یا اس کے بغیر عذاب دیا جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿وَلَا فَاتِيْنِ﴾ اور ہم دوسروں کو ایمان اور اخلاص سے گمراہ کرنے والے نہ ہوں ﴿وَلَا تُغَيِّرِينَ﴾ اور ہمیں ہمارے ظاہری اور باطنی دشمن یعنی نفس، خواہش نفس اور جن و انسان کے شیاطین ایمان و طاعت سے گمراہ نہ کر دیں۔ آجین! ہمزہ ممدودہ کے ساتھ اسے متصورہ پر حنا بھی جائز ہے آجین! ہم تشبیہ کے بغیر اور نون پر زبر یہ منصوب اس لئے ہے کہ اس سے پہلے فعل مثلاً ادعو مقرر ہے یا یہ منقول مطلق ہونے کی بنا پر منصوب ہے یہ ایمان سے مشتق ہے مطلب یہ ہے کہ ہمیں ہماری دعا کی ناکامی سے محفوظ فرما آمین کا معنی ہے اسی طرح ہو بعض نے کہا اس کا معنی ہے مَحْذُوكٌ (اسی طرح) یا اس کا معنی ہے فَافْعَلْ ہماری مراد پوری کر دے یا یہ معنی ہے قبول فرما بعض نے کہا اَعْدَابُ نَجِيمِ ہمیں خیر کے ساتھ امن عطا فرما بعض نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم ہے یہ دراصل عبرانی زبان کا لفظ ہے جسے عربوں نے اپنا لیا اس کی فضیلت اور اس کے ساتھ دعا مانگنے کی قبولیت کے بارے میں احادیث اور آثار وارد ہیں ہر دعا کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ اس کے ساتھ دعا کو ختم کرے جیسے کہ سورۃ فاتحہ پر جتنے والے کے لئے اس کا کہنا مستحب ہے اگرچہ نماز میں نہ ہو۔

﴿يَا زُبَّ الْغَالِبِينَ﴾ قابضوں میں سے ہے کہ عالم تمام مخلوق کو کہتے ہیں یا وہ اشیاء جو آسمان کے اندر ہیں۔ اس کے علاوہ فَاعِلٌ کے وزن پر آنے والے کسی کلمہ کی جمع واؤنوں کے ساتھ نہیں آتی۔ صحاح میں ہے عالم مخلوق کو کہتے ہیں اس کی جمع عَوَالِمُ ہے اور الْغَالِبُونَ مخلوق کی اقسام کو کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

وَاَعْظِلْهُ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْذَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ

انہیں مقدم وسیلہ بزرگی اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کا آیت ہے

الَّذِي وَعَدْتُهُ مَعَ إِخْوَانِهِ النَّبِيِّينَ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ

ان سے وعدہ فرمایا ان کے بھائیوں انبیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمت

وَسَيِّدِ الْأُمَّةِ وَعَلَى آيِنَا سَيِّدِنَا آدَمَ وَأَيْنَا سَيِّدَتِنَا حَوَّاءَ وَمَنْ وَلَدَا

اور امت کے سردار پر اور ہمارے جدا جدا سیدنا آدم ہمارے ماں سیدہ حواء اور ان کی اولاد

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَصَلِّ عَلَى عَلِيٍّ كَلِيكَ

میں سے انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین پر اور رحمت نازل فرما اپنے تمام فرشتوں پر جو

اجْمَعِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِينَ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝

آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے ہیں اور ان کے ساتھ ہم پر بھی اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي وَلِوَالِدَيَّ

اے اللہ! میرے اور میرے والدین کے گناہ بخش دے

وَازْحَمَّهُمَا كَمَا رَزَيْتَانِي صَغِيرًا وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور ان (دونوں) والدین پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھے بچپن میں پالا اور تمام مومن مردوں عورتوں

وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ وَتَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ

اور مسلمان مردوں عورتوں پر خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں اور ہمیں انہوں میں

بِالْخَيْرِ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

ان کا پیرو کار ہوں اے رب! بخش دے اور رحم فرما تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے گناہوں سے بچنے

إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُورِ

اور تنہی کی طاقت اللہ تعالیٰ بزرگ و بڑی توفیق کے سوا انہیں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

الْأَنْوَارِ وَسِرِّ الْأَسْرَارِ وَسَيِّدِ الْأَبْرَارِ وَزَيْنِ الْمُرْسَلِينَ الْأَخْيَارِ

رحمتیں نازل فرما جو نوروں کے نور راہزوں کے راز انبیاء کے سردار افضل ترین رسولوں کی زینت

وَكَرِّمٍ مَنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ عَدَدَ مَا نَزَلَ

ان سب لوگوں سے معظم ترین جن پر رات کی تاریکی چھائی اور دن کی روشنی پھیلی بارش کے ان قطرہوں کی تعداد میں

مِنْ أَوَّلِ الدُّنْيَا إِلَى آخِرِهَا مِنْ قَطْرِ الْأَمْطَارِ وَعَدَدَ مَا تَبَتَّ مِنْ أَوَّلِ

جو دنیا کی ابتدا سے آخر تک برے اور ان درختوں اور نباتات کے برابر

الدُّنْيَا إِلَى آخِرِهَا مِنْ السَّيَّابِ وَالْأَشْجَارِ

جو دنیا کی ابتداء سے آخر تک اگلے ایسی رحمت جو

صَلَوَاتُ دَائِمَةٍ بِدَوَامِ مُلْكِ اللَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

اللہ تعالیٰ واحد قہار کے ملک کے ساتھ ہمیشہ رہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایسی رحمت نازل

مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ تَكْرِمٍ بِهَا مَنَوُهُ وَتُشْرِفُ بِهَا عَقْبُهُ وَتُبَلِّغُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَنَاهُ وَ

فرما جس کی بدولت تو ان کی آرام گاہ کو معزز اور ان کی آخرت کو مشرف اور قیامت کے دن ان کی آرزو اور خوشی کو پورا

رِضَاهُ ۝ هَذِهِ الصَّلَاةُ تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا ۝ ثَلَاثًا ۝

فرمائے اے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یہ درود آپ کے حق کی تعظیم کے لئے ہے یہ تین مرتبہ عرض کرے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَاعْظِمِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ ۚ یہ درود شریف بھی قوت القلوب میں الفاظ

کے کسی قدر اختلاف کے ساتھ مذکور ہے اور اس کے آخر میں ہے وَلَا خُفَى وَلَا خُفْيَ وَلَا قُوْفَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۚ وَالزَّجْجَةَ الرَّفِيْعَةَ

وَابْعَثْ الْخَفَاءَ الْمُحْمَدِيْنَ وَالْعَدَّةَ نَعِ الْاِخْوَانِ النَّبِيِّنَ ۚ نَعِ الْاِخْوَانِ حَالِ ۚ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ آپ اپنے بھائیوں انبیاء

کرام کے ساتھ ہوں۔ میں نے جتنے کئے دیکھے ہیں ان سب میں اسی طرح ہے۔ البتہ! ایک نسخے میں نَعِ الْاِخْوَانِ مِنَ النَّبِيِّنَ ۚ میں

کی زیادت ہے کہ قوت القلوب میں ہے انہوں نے اس درود شریف کی نسبت حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے

نسخے کی طرف کی اور فرمایا: میں نے اس نسخے سے مقابلہ کیا جس کا مقابلہ خود مصطفیٰ کے لکھے ہوئے نسخے سے کیا گیا تھا پھر مجھے

ایک اور نسخہ اسی قسم کا مل گیا یہ لفظ مِنْ بَيْنِ اَمْس کے لئے ہے۔

صَلِّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمٰنِ وَصَلِّیْ عَلٰی اٰلِہٖٖ وَسَلَّمَ ۚ اور ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام پر ان کے

باپ ہونے کے حق اور ان کی نبوت کی بنا پر وَاعْظِمِ الْوَسِيْلَةَ اور ہماری ماں حضرت حواء علیہا السلام پر ان کے ماں ہونے کے حق

اور فضیلت کی بنا پر۔ خَوَاءَ دُاؤ مشدود اور آخر میں اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٖ وَسَلَّمَ ۚ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی زوجہ تھیں جو ان کے ساتھ جنت

میں گھمرائی گئیں اور ان کے ساتھ جنت سے اتاری گئیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ان ہی سے تھی اور ان کی باتیں پہلی

سے پیدا کی گئیں۔ وَاعْظِمِ الْوَسِيْلَةَ ۚ یعنی بڑھائیے، اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٖ وَسَلَّمَ ۚ یہ اضافت عزت

افرائی کے لئے ہے (اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٖ وَسَلَّمَ ۚ) اساتوں (وَالْاَزْوَاجِ) اور ساتوں زمینوں (مَرَاوِ) ان

کے رہنے والے ہیں۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖٖ وَسَلَّمَ ۚ جمع ہے اَزْوَاجِ کی راء ساکن۔ جو ہری نے بیان کیا کہ جمع بھی راء کے سکون کے ساتھ

حدیث روایت کی ہے کہ جس نے ایماندار مردوں اور عورتوں کی مغفرت کی دعا کی 'اللہ تعالیٰ اس پر ہر اس مومن کی طرف سے دعا کرتا ہے جو زمانے کی ابتدا سے گزر چکا ہے یا قیامت کے دن تک ہونے والا ہے' امام طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے مومن مردوں اور عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کی 'اللہ تعالیٰ اس کے لئے مومن مرد اور عورت کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

اَوْ تَابِعْ، یہ فعل دعا ہے 'یعنی جو وہی واقعہ فرما' (تَبَنَّا وَتَبَنُّهُمْ) ہمیں ان کا تابع بنا (بِإِذْنِ ابْنِ) نیکیوں کے ساتھ 'یعنی اعمال صالحہ پر عمل کرنے کے ساتھ' باہم طرفیت کے لئے ہو سکتی ہے 'مغنی کے معنی میں بھی ہو سکتی ہے' یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ نیکیوں کو ہمارے اور ان کے درمیان ایک سے دوسرے کی طرف جاری و ساری فرما باہمی صلہ رحمی 'رحمت و شفقت' محبت' ایک دوسرے کا اہتمام کرنے' ترجیح دینے 'لطف کے مقابل کرنے اور اغیار کی کدورتوں سے پاک کرنے' اچھے ذکر' اچھی تعریف' دعا خیر' ایک دوسرے کی غیبی امداد کرنے 'ملکوتی انوار کے پھیلانے' وہی اسرار کے سکھانے 'عشرت حالی کے دور کرنے اور معاملے کی اصلاح کے ذریعے سے پہل تک کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک جسم کی طرح ہو جائیں' اس صورت میں بِإِذْنِ ابْنِ میں باوجود کے متعلق ہے یعنی عمل بالخیرات وغیر ذلک 'واللہ تعالیٰ اعلم

(زُبَّ الْخَيْرِ وَالْإِحْسَانِ) اے میرے رب! ان سب کو بخش دے اور ان سب پر رحم فرما جن کے لئے میں نے تجھ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کی ہے۔ اَوْ تَابِعْ خَيْرُ الْوَأَجِبِينَ امام طبرانی الدعاء میں اور ابو حفص ملا موصلی سیرت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما تو بہت ہی عزت و کرم والا ہے 'امام احمد اور ملا موصلی کی روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور مجھے بہت ہی سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما 'احیاء العلوم' امام غزالی میں ہے اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور اس چیز سے تجاوز فرما جو تو جانتا ہے اور تو بہت ہی عزت و کرم والا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم اور مغفرت فرمانے والا ہے 'امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طواف کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ چار پکروں میں یہ دعائے لے۔ اے میرے رب! تو بخش دے 'رحم فرما اور جو کچھ میرے علم میں ہے' اے معاف فرما اور تو بہت ہی عزت و کرم والا ہے 'اے اللہ! ہمیں دینا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

سے وَلَا تُخْزِنِ اللہ تعالیٰ کی بابرہانی سے اس کی مخالفت اور ارادے کے بغیر بچا نہیں جا سکتا وَلَا تُفَرِّقْ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر ثابت قدم نہیں رہا جا سکتا اَلَا بِإِذْنِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ، مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے جو جلیل بھی ہے اور عظیم بھی 'اور اس کی بلند یوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

شریف پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: یہ درود شریف اس لائق ہے کہ اسے اس کتب میں شامل کیا جائے، چنانچہ اسے کتاب میں لکھ دیا (۱۱۱)

پھر مجھے حضرت شیخ مولف کے بعض شاگردوں کا ایک نسخہ ملا جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہمارے بعض دوستوں سے ثابت ہے کہ حضرت شیخ نے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور ہمیں ان کے طفیل نفع عطا فرمائے، یہ درود شریف نہیں لکھا اور نہ ہی ان سے مروی ہے، یہ تو ان کے بعض شاگردوں نے لکھا ہے، حضرت شیخ کو نہ تو اس کا علم تھا اور نہ ہی ان کے حکم سے لکھا گیا ہے، جو شخص میری اس کتاب (نسخے) کو نقل کرنا چاہے، وہ اس درود شریف کو اصل کتاب میں نہ لکھے، بلکہ حاشیہ پر لکھے (انتہی) پھر اس کے بعد لکھا کہ اس کے بعد ہمیں ایک آئمہ عالم نے بتایا کہ حضرت شیخ نے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان کے طفیل نفع عطا فرمائے، اپنے بعض شاگردوں کو یہ درود شریف پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: یہ درود شریف اس لائق ہے کہ اسے اس کتاب میں شامل کیا جائے، چنانچہ ان کے شاگرد نے اسے اس جگہ لکھ دیا (انتہی) لہذا یہ درود شریف دلائل الخیرات کی تالیف سے ایک مدت بعد حضرت مولف کی اجازت سے اس کتاب میں لکھا گیا، خود انہوں نے اس نسخے میں نہیں لکھا جس کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ اس میں یہ درود شریف نہیں ہے، بلکہ انہوں نے اپنے شاگرد کو لکھنے کا حکم دینے پر استغاثہ کیا، ممکن ہے کہ وہ نسخہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہو، تاہم یہ احتمال ہے کہ شیخ نے اپنے شاگرد کو اس جگہ کی نشان دہی کر دی ہو جس نے اس جگہ لکھ دیا، یہ بھی احتمال ہے کہ شاگرد نے اپنی صوابدید پر لکھ دیا ہو۔۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(اللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَٰةً تُكْرِمُ بِهَا صَلَٰةَ) شیخ ابو عبد اللہ سنوسی رحمہ اللہ تعالیٰ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس درود شریف کا ایک مرتبہ پڑھنا ایک ہزار کے برابر ہے، منظوراف کا معنی ہے متول اور قیام کی جگہ، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصدر ہو اور اس کا معنی ٹھکانہ ہو، جیسے ابن عطیہ نے فارسی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں نقل کیا ہے اَنْتَا مَنَظَرُكُمْ يَوْمَ تَشْرِفُ اور تو بلند کرے (بِهَا عَقَبَاتُ) آپ کی عاقبت کو، شے کی عاقبت کا معنی ہے اس کا آخر اور انجام (وَيُتْبَلِغُ بِهَا يَوْمَ الْبَيَاظَةِ مَنَظَرُ) اور اس صلوٰۃ کے ذریعے قیامت کے دن آپ کے منصوبہ کو برائے اور آپ کے مطلوب اور آرزو کو پورا فرمائے۔ (ورضاه) جو چیز آپ کو راضی کر دے، تینوں جگہ باء سمیت کے لئے جیسے کہ ظاہر ہے۔

(هَذِهِ الصَّلَٰةُ تَعْظِيْمًا لِّحَقِّكَ) میں نے یہ درود شریف آپ کے مرتبے کی تعظیم کے لئے پڑھا ہے (وَالْحَقُّ) یہ نبی اکرم ﷺ کو آپ کے نام پاک کے ساتھ ندا ہے، لیکن یہ نداہ تعظیم کے ساتھ ہے، کیونکہ اس کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا ذکر بھی ہے، علاوہ ازیں یہ حقیقی ندا اکبر، ہے جس میں منادی کی توجہ اور جواب دہا مطلوب ہوتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ زندہ بھی ہیں اور (روحانی اعتبار سے) حاضر بھی ہیں، یا یوں کہہ لیجئے کہ آپ سنتے ہیں یا آپ کے سننے کی امید کی جاتی ہے، لہذا اس ندا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بارگاہ نبوی میں سیدنا صدیق اکبر کی ایک درخواست

اس کی تفسیر بعض سلف سے آئی ہے، جیسے کہ اس سے پہلے فضائل میں حدیث گزر چکی ہے کہ جس شخص کو کسی حدیث میں مشکل پیش آئے، بلکہ اس کی دلیل حدیث صحیح میں آئی ہے اور بعض صحابہ نے بعض صحابین کو تعلقین فرمائی، جیسے کہ حضرت مصطفیٰ کے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: **يَا مَعْشَرَ النَّبِيِّينَ اِنِّي اَسْأَلُكُمْ وَاللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ وَارْتَوِجُكَ بِالْبَيْتِ بِحَبِيبِكَ الْفَضِطِّ ظَلَمِي عَنَّا**۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمت کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ اثر مروی ہے کہ انہوں نے اس کو فرمایا: **اَنْتَ لَنَا يَا مَعْشَرَ النَّبِيِّينَ عِنْدَ رَبِّكَ وَلَسْتَ لَنَا مِنْ بَابِكَ اِلَّا بِرَبِّكَ** ہمیں اپنے رب کی بارگاہ میں یاد کریں اور ہمارا خیال، ہمیں واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت شارح اس سوال کا جواب دے رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو نام لے کر ندا کرنا ممنوع ہے، جیسے کہ مفسرین نے آمیز کریمہ **لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا** والا یہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے، تو اس جگہ نام لے کر ندا کیوں کی گئی ہے؟ حضرت شہدائے ثلاث نے فرمایا: کہ اگر تعظیم و تکریم کے ساتھ ندا کی جائے تو نام لے کر ندا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا کہ یہ حدیث غلط نہیں ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی روحانیت تو درود شریف پڑھنے والے کی طرف پرت ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی حرج نہیں، ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نام لے کر پکارنا اگرچہ ممنوع ہے، لیکن اسم رسالت پر ﷺ کا ایک جملہ یہ بھی ہے کہ یہ صیغہ صفت ہے، اس کا معنی ہے وہ ذات جن کی بار بار تعریف کی گئی ہے، اس معنی میں ﷺ سے ندا کرنا جائز ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲ شرف قادری)

الذکر! یہ لفظ بعض نسخوں میں موجود ہے، نسخہ سہیلہ اور اکثر نسخوں میں نہیں ہے، بعض علماء نے مجھے بتایا کہ انہوں نے یہ لفظ ایسے نسخے میں پایا جس پر حضرت مصطفیٰ کی تحریر تھی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ درود شریف اول سے آخر تک تین مرتبہ پڑھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَآءِ الرَّحْمَةِ وَمِنْ مَمِي الْمَلِكِ وَذَالِ النَّوَامِ

اسے اندازہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جن کے نام پاک کی حاء رحمت، دونوں نیم دنیا اور آخرت سے السید الکامل الفاتح الخاتم عدہ ما فی علمک کائن اوقد کان کلمہ ذکرک ملک اور وال دوام رحمت پر دال ہے اور جو سردار کمال اور رحمت کھولنے والے خاتم انبیاء ہیں، ان اشیاء کی تعداد کے مطابق **وَذِكْرُهُ الذَّاكِرُونَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذَكَرَهُ الْغَافِلُونَ** ○ صَلَوة

جو تیسرے علم میں ہو چکی ہیں یا ہونے والی ہیں، ہر اس وقت جب غفے اور انہیں یاد کرنے والے یاد کریں اور تیری اور ان کی **دَائِمَةً بِدَوَامِكَ يَا قَيُّمُ كَيْفَ تَأْتِيكَ لَا مُنْتَهٰی لَهَا دُونَ عِلْمِكَ اِنَّكَ**

یاد سے غفلت والے غفلت کریں (یعنی بیخدا ایسی رحمت و تہمت دو تجربے دوام کے ساتھ دائم اور ہمیشہ بقاء کے ساتھ باقی رہے)

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ ثَلَاثًا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ النَّبِيِّ

تجربے علم کے سوا اس کی کوئی انتہاء ہو، بے شک تو ہر ممکن چیز پر قادر ہے، یہ تین بار پڑھے ۝ اے اللہ! ہمارے

الْاُمِّيَّ وَعَلَى اِل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ الَّذِي هُوَ اَبْهَى شَمْسِ الْهَدْيِ ۝ نُورًا وَّ

آقا حضرت محمد مصطفیٰ نبی الہی ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جو روشنی میں ہدایت کے آفتابوں میں حسین ترین اور

اَبْهَرُهَا ۝ وَ اَسْمٰى الْاَنْبِيَاءِ فَخْرًا وَّ اَشْهَرُهَا ۝ وَ نُورُهُ اَزْهَرُ اَنْوَارِ الْاَنْبِيَاءِ

فخر میں تمام انبیاء سے زیادہ سبقت والے اور مشہور ہیں اور ان کا نور تمام انبیاء کے نوروں سے روشن تر

وَ اَشْرَفُهَا وَاَوْضَحُهَا وَاَزْكٰى الْخَلِيقَةِ اَخْلَاقًا وَّ اَظْهَرُهَا وَاَكْرَمُهَا خَلْقًا وَّ

اشرف اور واضح ترین ہے، تمام مخلوق سے اخلاق میں پاکیزہ ترین اور اظہر اور مکرم صورت میں سب سے زیادہ حسین اور

اَعْدِلُهَا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ النَّبِيِّ الْاُمِّيَّ وَعَلَى سَيِّدِنَا

پر کشش ہیں، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ نبی الہی ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جو

مُحَمَّدٍ ۝ الَّذِي هُوَ اَبْهَى مِنَ الْقَمَرِ الثَّامِ ۝ وَاَكْرَمُ مِنَ السَّحَابِ

جو دو حویں کے چاند سے زیادہ حسین، بھیجے گئے بادلوں اور عظیم دریا سے زیادہ نئی ہیں

الْمُرْسَلَةِ وَالْبَحْرِ الْخَطِيمِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ النَّبِيِّ الْاُمِّيَّ

اے اللہ! ہمارے آقا نبی الہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما

وَعَلَى اِل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ الَّذِي قُرْنَتِ الْبَرَكَةُ بِذَاتِهِ ۝

جن کی ذات اقدس اور روئے زیبا سے برکت وابستہ کی گئی

وَمُحَيِّاهُ وَتَعْظِرَتِ الْعَوَالِمُ بِطَيْبِ ذِكْرِهِ وَرِيَّاهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى

مہم جہاں ان کے ذکر ان کی تشہید اور مہک سے معطر ہوئے، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اِلِهِ وَسَلِّمْ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى

ﷺ اور ان کی آل پر رحمت و سلامتی نازل فرما، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان

اِل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اِل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

کی آل پر رحمت نازل فرما، ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر برکت نازل فرما

وَارْحَمْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا وَآلَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحم نازل فرما، جیسے تو نے رحمت و برکت نازل فرمائی اور رحم کیا

عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے اے اللہ!

صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُولِكَ الشَّيْءِ الْأَمِيِّ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جو میرے عید خاص، نبی، رسول اور نبی امی ہیں

وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝

اور آپ کی آل پاک پر

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ، میرے بھائی شیخ ابو العباس احمد ابن شیخ ابوالحسن یوسف قاسمی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: میں نے بعض عواشی میں دیکھا کہ شیخ فقیہ صالح ولی ابوالعباس سیدی احمد حاجری رحمہ اللہ نے فرمایا: دیکھو یہ اللہ

بچہ کی جس نے نبی اکرم ﷺ پر یہ درود شریف پڑھا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں، انھیں نبی اکرم ﷺ کی زیارت میں

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! جو شخص آپ کی بارگاہ میں یہ درود شریف پڑھے، کیا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں؟

لوگ کہتے ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلکہ یہ دس درودوں کے برابر ہے، ہر درود شریف کے لئے دس نیکیاں اور ہر بار

ثواب اس گنا یعنی درود پاک پڑھنے کا ثواب ہزار نیکیوں کے ثواب کے برابر ہے، اور وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ آخر تک (انھیں)

شیخ فقیہ صالح ابوالحسن علی بن محمد مدرسی معروف بالغانی نے یہی درود شریف اس جگہ منقول الفاظ سے کسی قدر

الفاظ میں نقل کیا، انہوں نے کہا کہ یہ الفیۃ کے نام سے معروف ہے (کیونکہ اس کا ثواب ہزار نیکیوں کے ثواب کے برابر ہے)

انہوں نے یہ درود شریف خیر خواہ ولی صالح علی سیدی عبد اللہ بن موسیٰ طرابلسی سے نقل کیا، انہوں نے سیدی محمد بن عبد

رحمنی سے نقل کیا جو کہ جرید کے شہر مستقلہ میں مدفون ہیں، انہوں نے میں مشائخ سے نقل کیا۔

خاتم النبیین خاتم کی صفت نہ پکارا مرفوع ہے اور صفت قرار دے کر مجرور ہے، نسخہ سلیمہ اور بہت سے دوسرے

نسخوں میں منسوب بھی ہے، فعل مقدر اغنیٰ کا مفعول یہ ہونے کی بنا پر اور یہ ظاہر ہے۔

۲۔ وَبِئْسَ الْمُلْكُ، الف کے ساتھ اس صورت میں کہ اسے ما قبل سے منقطع (جدا) قرار دیا جائے اور ما قبل کا کلمہ قرار دیا جائے

یاو کے ساتھ ہے، وَبِئْسَ الْمُلْكُ، نسخہ سلیمہ اور بہت سے دوسرے نسخوں میں ہے، وَبِئْسَ الف ممدودہ کے ساتھ، لیکن اس

اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

اسم محمد کے حروف کے فوائد

﴿ذَٰلِ الْمُنَاسَاةِ﴾ میں نے اپنے نانا کے بھائی شیخ ابو عبد اللہ محمد عربی ابن شیخ ابو الحسین یوسف قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم کی تحریر اس درود شریف پر دیکھی، انہوں نے لکھا کہ ملک دو ہیں (۱) ملک دنیا (۲) ملک آخرت، پس پہلا میم پہلے ملک (دنیا) کے لئے اور دوسرا میم دوسرے ملک (آخرت) کے لئے ہے اور رحمت دونوں کے لئے عام ہے، پس ماء ایک ہے اور دو میموں کے درمیان ہے، تاکہ دونوں میم ماء رحمت کو اپنی طرف کھینچیں، تو ہر میم اس سے اپنا حصہ حاصل کرتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ ماء رحمت دونوں ملکوں کے درمیان رابطہ ہے، کیونکہ اسی کی بدولت انسان کو طے والی دنیا کی نعمتیں آخرت کے ساتھ متصل ہو جاتی ہیں، پس وہ رحمت انسان کو نبی اکرم ﷺ کا دامن تھامنے سے حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ اسے آخرت کی رحمت تک پہنچا دین گے، لہذا نبی اکرم ﷺ ہی واسطہ ہیں، دال موثر ہے، اس لئے کہ دو ام انتخاب کی طرف سے حاصل ہوتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ دال ملک ظانی کے ساتھ متصل ہو، تاکہ ولایت کرے کہ دوسرا ملک (آخرت) دائمی ہے، پہلا ملک (دنیا) تو وہ دائمی نہیں ہے، لکھنے والے نے یہ بات کہی، اللہ تعالیٰ اسے نوازے (انشائی)

اَلکَلْبُ الذَّکَاہِلُ، آپ کی سرداری دنیا کی تمام مخلوقات انسانوں، جنوں اور ان کے ماسوا پر ہے، خواہ وہ فحشی پر ہوں یا مستدر میں، پہلے ہوں یا چھپے، اسی طرح آسمان کے رہنے والوں، میدان قیامت کی تمام مخلوقات اور تمام اہل جنت پر ہے، ﴿عَلَّمَہَا اَنیٰ﴾ یعنی خدائے جلّیل کا بیان، کتابیں، متواتر، محذوف کی خبر ہے، جو کہ صدر صلہ ہے اور جسے ہم نے کھڑکے ساتھ ظاہر کیا ہے، اس کا معنی ہے جو چیز پہلے معدوم تھی پھر اس وقت یا آئندہ خارج میں موجود ہو گی، ﴿اَوْ قَدْ تَنَکَّرَ﴾ یعنی جو چیز ماضی میں موجود ہوئی، اس کا کتابوں پر عطف ہے، مطلب یہ ہے کہ ان ممکن اشیاء کی تعداد میں جو تحریک علم کے مطابق آئندہ موجود ہوں گی یا ماضی میں موجود ہو چکی ہیں اضلاع ذابحة بذوہک باقیہ، بعض شخصوں میں ہے وَبَاقِیۃٌ وَاوَّ حَاطۃٌ کے ساتھ ﴿بِغِیَابِکَ﴾ اَلْاَفْتَنَیْیَ لِنِیَادُوْنِ عَلَیْکَ، یہ صلاح کی دوسری صفت ہے یا حال ہے۔

اَللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اِلَیَّالِقَدَّ ہے جو ذات شے کے اجزاء کو جمع کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، اس کا استعمال شے کے اجزاء اور اس کے اجزاء ملحقہ کو جمع کرنے کے لئے بھی آتا ہے، یہ مکمل کا معنی دیتا ہے، چونکہ یہ جمع کرنے اور احاطہ کے لئے ہے، اس لئے الفاظ عموم میں ہے اور تشبیہ منسوبہ کلیہ سور ہے۔ ﴿بِغِیَابِکَ﴾ ہر وہ چیز اس کو تو چھپے۔ اَلْقَدِیُّوْ ذَلَالًا، بعض شخصوں میں ﴿بِغِیَابِکَ﴾ منسوب ہے، جب کہ ٹیٹھ سفید اور بعض دوسرے شخصوں میں نہیں ہے، اس سے پہلے درود شریف میں جس طالب کا ذکر کیا گیا ہے اس نے مجھے بتایا کہ اس نے یہ لفظ مذکورہ ٹیٹھ میں پایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ مطلب یہ ہے کہ پورا درود شریف تین مرتبہ پڑھا جائے

۱۔ اَلْقَدِیُّوْ ذَلَالًا، انہیں کا معنی ہے حسین ترین اَشْمُوْصِ اَلْہٰدِی، ھٰدِی سے مراد ہدایت ہے یا توفیق اور رشد مراد ہے ہدایت کے آثاروں سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں، ان کے نورانی ہدایت یافتہ ہونے اور ان کی بدولت ہدایت شے کی بنا ان کے لئے فقط قوموں کو ہدایت دیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام آفتاب ہیں، ہمارے آقا و مولا اور نبی حضرت محمد

مصطفیٰ ﷺ وہ آفتاب ہیں جو ان تمام آفتابوں سے زیادہ حسین ہیں (وَافْطَنُوهَا) اور سب سے غالب اور غیاء میں سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ یہ لفظ مستند نسخوں میں اسی طرح ہے، ایک لفظ والی بات کے ساتھ، بعض نسخوں میں انجیلز کا نیم کے ساتھ ہے، اس کا مطلب ہے تمام آفتابوں سے زیادہ عظیم اور جمیل، پھر مجھے یہ لفظ نیم کے ساتھ نسخہ سلسلہ میں مل گیا، حضرت شیخ مہدوی نے اس کی اصلاح فرمائی ہے۔

وَافْطَنُوهَا (وَافْطَنُوهَا) اسیر اسم تفضیل کا ہیضہ سیر سے مشتق ہے، مطلب یہ ہے کہ آپ کا فخر مشہور ہونے پر تمام عالم میں پھیلنے کے اعتبار سے سواروں کے پھیلاؤ سے زیادہ ہے، بحثی نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ اس کا مطلب ہے دو عالم سرچشمہ کی رسالت عامہ پوری دنیا میں پھیلی، نیز وہ داعی ہے، اس کا نفع عام ہے، سابقہ کتابوں میں اس کی تشریح کی ہے اور اکابر رسولوں نے اس میں شامل ہونے کی آرزو کی۔ (وَافْطَنُوهَا) اور تمام انبیاء سے زیادہ مشہور و معروف اور مخلوق سب سے زیادہ چرچے والے (وَافْطَنُوهَا) اور آپ کا نور سب سے زیادہ روشن (الْفَوَافِ الْإِنْبِيَاءِ وَافْطَنُوهَا) بعض نسخوں میں ہے، ساتھ ہے اور بعض میں عاف کے ساتھ (وَافْطَنُوهَا) سب سے زیادہ ظاہر (وَافْطَنُوهَا) اور سب سے زیادہ پسندیدہ (وَافْطَنُوهَا) الخلیفۃ، یعنی مخلوق، مراد اول عقول ہیں (الْخُلَافَةُ) جمع ہے خُلُق کی، خاد اور الام دونوں پر پیش، الام کو ساکن بھی پڑھتے ہیں، اس کا معنی ہے طبیعت، اس سے مراد باطنی صفت ہے، یعنی نفس میں وہ راسخ صیلت، جس کے سبب افعال آسانی سے صادر ہوتے ہیں، اگر اچھے افعال صادر ہوں تو خلق حسن ہے اور اگر قبیح افعال صادر ہوں تو قبیح ہے۔ (وَافْطَنُوهَا) بے نقطہ طام کے ساتھ عجیب و غریب، کم درجہ افعال اور بے مقصد کاموں سے تمام مخلوق سے زیادہ پاکیزہ (وَافْطَنُوهَا) اور تمام مخلوق سے زیادہ اخلاقاً نسخہ سلسلہ وغیرہ میں خلقی خاد کی ذر کے ساتھ ہے، اس کا معنی ہے ذات کی شرافت، بعض نسخوں میں لامی خلق سے اس وقت معنی ہو گا اخلاق کی شرافت اور اس سے پیدا ہونے والے افعال

آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ معتدل تھے

(وَافْطَنُوهَا) اور تمام مخلوق سے زیادہ معتدل مزاج والے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا جسم القدس نہ تو دیر تھا اور نہ ہی عرصہ مودت، آپ کا قد مبارک نہ زیادہ طویل تھا اور نہ زیادہ چھوٹا (بلکہ قد شریف درمیانہ تھا)، آپ کا رنگ نہ اتنا سفید تھا کہ جس کا رنگ کے مقابلہ ہو اور نہ ہی گہرا گندمی تھا، بلکہ سرخی بالکل تھا اور سرخی غالب تھی، آپ کے اعضاء شریفہ حسن و جمال کے اعتبار میں انتہائی متناسب تھے، آپ کو کامل و اکمل حسن دیا گیا، آپ کی عقل کامل، سوچ اعلیٰ ذکاوت کی حامل، حواس قوی، فصیح اور حرکات میں کمال درجے کا اعتدال تھا، بالوں کی سفیدی اور بڑھاپے نے تیزی کے ساتھ آپ کی طرف راہ نہ تھی، کیونکہ آپ کی ذات عالی اعتدال کا شامدار نمونہ تھی۔

آپ کے اخلاق کریمانہ

جس لحظے میں خلق کے نام پر پیش ہے اس کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق میں خوشی اور ناراضگی کے موقع پر نہ تو سختی تھی اور نہ انحراف و ادب کے ادا کرنے میں کوتاہی فرماتے اور نہ ہی سستی کا مظاہرہ فرماتے، 'مداہنت'، 'جفاء'، شدت و عظمت اور تنگ دلی کا آپ میں شائبہ نہ تھا، تابعِ ناراضگی نہ فرماتے اور جہاں موقع ہو، وہاں درگزر نہ فرماتے۔ اپنی ذات کے لئے بدلہ نہ لیتے، اپنی طرف سے انصاف فراہم فرماتے، زیادتی کرنے والے کو معاف فرما دیتے، قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم فرماتے، جفا کرنے والے سے چشم پوشی کرتے، جاہل کے ساتھ حلم کا مظاہرہ فرماتے، معذرت کرنے والے کی معذرت قبول فرماتے، کسی پر بد چلنی کی تمست نہ لگاتے، غرض! یہ کہ آپ کے اخلاق میں وسعت، خصائل میں لطف و کرم اور معاملے میں حسن تھا، اگر آپ کے دل بیت میں سے کسی سے کذب صادر ہو جاتا تو اس سے اعراض فرماتے اور اسے چھوڑ دیتے، یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیتے، آپ کمال کی انتہا پر فائز تھے، آپ عمدۂ اخلاق و شائستگی کے آخری نقطہ کے حامل تھے ﷺ

سے (الَّذِي هُوَ الْفَخْرُ الْعَظِيمُ) جو ماہ تمام سے زیادہ حسین ہیں، چاند کو ماہ تمام اس وقت کہتے ہیں جب اس کی پوری لہر روشن ہو۔ یہ کیفیت شہرہ چھوہ اور پندرو تاریخ کو ہوتی ہے، اس وقت چاند کو بدر کہتے ہیں۔ بعض نسخوں میں الفیم ہے بغیر الف کے (وَ الْفَخْرُ مِنَ الشَّخَابِ) الشَّخَابُ: مستحباب کا اسم جنس ہے، یہ وہ بادل ہے جو بارش کو اٹھائے ہوئے ہو اور اسے رمانے والا ہو۔ اسم جنس جب جمع کے معنی میں مستعمل ہو تو اسے مذکر اور مونث دونوں طرح استعمال کیا جاسکتا ہے، الشَّخَابُ کی صفت مونث (الْفَخْرُ مَسْلُوبٌ) لاکر اسی طرف اشارہ کیا ہے، (الْفَخْرُ مَسْلُوبٌ) بھیجے ہوئے یا کسی طرف متوجہ کئے ہوئے، اس کا مطلب ہے وہ بادل جو تیز اور موسلا دار بارشوں کے ساتھ بھیجے گئے، انبی اکرم ﷺ ان بادلوں سے بھی زیادہ کریم ہیں۔

(وَ الْبَحْرُ الْعَظِيمُ) اس لفظ کے بارے میں نسخے مختلف ہیں، نسخہ حلیہ اور اکثر نسخوں میں الْعَظِيمُ ہے، نقطے والی خاء اور بے نقطہ خاء کے ساتھ، ایک معتبر اور صحیح نسخہ میں اسی طرح، اس سے قریب دو اور نسخوں میں الْبَحْرُ ہے، نقطے والی خاء کے نیچے زیر، نقطے والے خاء کے اوپر زبر، اور میم مشدود، ایک صحیح نسخہ میں ہے الْبَحْرُ حضرت شیخ کے بعض متبعین کے لکھے ہوئے یہ قدیم نسخہ میں ہے الْبَحْرُ بغیر خاء کے اور خاء کے بعد بغیر الف کے حاشیہ میں ہے الْعَظِيمُ، محضی نے کہا کہ میں نے اسی طرح محضی دوستوں سے سنا، یہ بھی کہا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ سے الْعَظِيمُ لکھا تھا، خاء اور بے نقطہ خاء کے ساتھ بھر اس نسخہ کے صاحب نے کہا کہ یہ دونوں صحیح ہیں، ان دونوں کا معنی بھی لکھا، لیکن حاشیہ کے اکثر الفاظ اڑ گئے ہیں۔ دو اور نسخوں میں ہے الْعَظِيمُ نقطے والی خاء اور نقطے والی خاء کے ساتھ، لیکن اس کا ربط نہیں کیا گیا۔ رہا الْعَظِيمُ نقطے والی خاء اور بے نقطہ خاء کے ساتھ تو اس کا معنی قابض اور غریب الہودی میں ہے امر عظیم، اس بنا پر الْبَحْرُ الْعَظِيمُ کا معنی ہو گا عظیم و عظیم سمندر۔ الْبَحْرُ خاء اور ضاد دونوں نقطے والے حرف پہلے کے نیچے زیر اور میم مشدود، اس کا معنی ہے بھرا ہوا، اساس میں یخو جِطْمُ مت پانی والا سمندر (انتھی) کسی نے یہ شعر پیش کیا ہے

ذغائین الیٰ عَصْرُوْهُ جُوْدُهُ وَقَوْلُ الْعَصِيْرَةِ يَخْرُجُ عَصْمُ
مجھے عمرو کی سخاوت اور قہیلے کے اس قول نے اس کی طرف بلایا کہ وہ پانی سے بھرا ہوا سمندر ہے۔

الخطابہ میں مشہور ہوئے تھے اور مخفف جو تو ظنفا سے ہے، اس کا معنی ہے، 'بست پانی والا' بھرا ہوا اور بلند 'العصم' سے
دہلی خلاء کے ساتھ یہ الخضم سے تبدیل کیا ہوا ہے (یعنی ضاد کو خاء سے غلط طور پر بدل دیا گیا) غالباً الخضم میں بھی
تبدیلی ہوئی ہے، اس سے مراد الخضم ہی تھا، ضاد کو لمبا کر کے طاء بنا دیا گیا، پھر نقطہ گرا دیا گیا اور خاء کی زیر اور طاء کے
کے ساتھ ضبط کر دیا گیا (یعنی صحیح ضاد ہے نہ کہ طاء اور خاء) واللہ تعالیٰ اعلم۔

چاند، سمندر اور بادل سے تشبیہ

چونکہ چاند، سمندر اور بادل کے ساتھ تشبیہ معروف و مشہور تھی، اس لئے حضرت مولف نے فرمایا: کہ نبی اکرم ﷺ
تشبیہ میں ان سے بلند دیا ہیں، 'ورنہ نبی اکرم ﷺ اور ان اشیاء میں کوئی نسبت ہی نہیں ہے، کیونکہ چاند کی روشنی نہ تو
ہے اور نہ ہی دائمی ہے۔ بادل کی بخشش ختم ہو جاتی ہے، اور سمندر گھٹتا رہتا ہے، جو موج وہ پھیلتا ہے وہ اس کی طرف لوٹ
ہے، نیز اس کی بخشش مقدار اور مرتبے میں حضور سید عالم ﷺ کی بخشش کو نہیں پہنچتی، کیونکہ آپ کی عطیہ ایمان سے
تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور نزدیکی ہے اور جنات النعیم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی دائمی
خوشنودی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۔ اَلَّذِيْ لَمْ يَلْبَسْ اَلْبِسَ كَلْبًا (جن کی ذات سے برکت ملا دی گئی اور وابستہ کر دی گئی) (وَمِنْ خِلَافِ) میں پر غیث، 'عصم'
اور یاء مشدود یعنی آپ کے چہرہ (اور سے) لفظ سلسلہ میں ہے، عصم پر زیر اور طاء ساکن یعنی آپ کی حیات سے (وَمِنْ خِلَافِ)
معطر ہو گئے۔ یہ عنصر سے ہے عین کے نیچے زیر، خوشبو (اَلْعَوَالِمُ) عَالَم کی جمع ہے غیب اور شہادت کے جہانوں کو شامل
(بَطْلِبُ ذِكْرُهُ وَ زِيَادَةُ) زِيَادَةُ کا معنی ہے آپ کی پاکیزہ خوشبو، اس کا عطف جَلْبِبُ پر ہے یا بِذِكْرِهِ پر، پہلی صورت میں غیب
طرف راجع ہے یا نبی اکرم ﷺ کی طرف، دوسری صورت میں نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے۔

ابن ہشام نے نحویوں سے نقل کیا ہے کہ یہ صفت ہے اور اس پر اسمیت کا غلبہ ہے، اس میں ہے زِيَادَةُ
اجازت ہے، یہ نیز خوشبو ہے جو الطیب سے نقل کی گئی ہے اور صفت طالب ہے (انتہی)۔

نبی اکرم ﷺ کی خوشبو آپ کے ذکر اور آپ پر بھیجے جانے والے درود پاک سے جہانوں کا معطر ہونا اور نبی اکرم ﷺ
بارگاہ میں بکثرت درود شریف بھیجنے والوں سے خوشبو کا پایا جانا سب مشہور و معروف ہے، احادیث اور اولیاء کرام کی روایات
وارد ہے، اس کا کچھ تذکرہ درود شریف کے فضا کل اور اسلام مبارکہ کی شرح کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

بیٹھنے سے پہلے مغفرت

ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلِّمْ اساتذہ اہم محمد جبر نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کھڑے ہو کر یہ درود شریف پڑھا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلِّمْ" اس کے بیٹھنے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اگر وہ بیٹھا ہوا تھا تو اس کے کھڑے ہوتے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

۱۔ اس روایت کو حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نماز کے تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بیچنے کے باب میں بیان کیا۔

۲۔ (الشیخ) حضرت شیخ نے نسخہ سلیدہ میں اسے ہمزہ کے ساتھ لکھا ہے (الْاُفْی) اس درود پاک کو خطیب وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کی مثل وہ درود شریف ہے جسے امام دارقطنی نے حضرت سعید بن مسیب سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قوت اخلوب اور احیاء العلوم میں جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے جانے والے درود شریف کی صورت میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس جگہ یہ اضافہ ہے (وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ) یہ ایک وقت دو درودوں پر اضافہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلَّءَ الدُّنْيَا

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما دنیا

وَمِلَّءَ الْاٰخِرَةِ ۝ وَبَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

اور آخرت کی پری کے برابر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر برکت نازل فرما

مُحَمَّدٍ مِّلَّءَ الدُّنْيَا وَمِلَّءَ الْاٰخِرَةِ ۝ وَارْحَمْ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا وَّاٰلَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

دنیا و آخرت کی پری کے برابر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحم فرما

مِّلَّءَ الدُّنْيَا وَمِلَّءَ الْاٰخِرَةِ ۝ وَاجْزِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا وَّاٰلَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِّلَّءَ

دنیا و آخرت کی پری کے برابر ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کو دنیا و آخرت کی پری کے برابر

الدُّنْيَا وَمِلَّءَ الْاٰخِرَةِ ۝ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

جزا عطا فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر سلامتی نازل فرما دنیا و آخرت کی

مِّلَّءَ الدُّنْيَا وَمِلَّءَ الْاٰخِرَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا

پڑی کے برابر اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے

أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا تَبْعُنِي أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ۝

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جیسے کہ ان کی شان کے لائق ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ الْمُصْطَفَى وَرَسُولِكَ الْمُتَرْتَضَى وَوَلِيِّكَ

اے اللہ! اپنے نبی مصطفیٰؐ، پسندیدہ رسولؐ، برگزیدہ دوست

الْمُجْتَبَى وَآمِيْنِكَ عَلَى وَحْيِ السَّمَاءِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اور آسمانی وحی پر اپنے امین پر رحمت نازل فرما اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل

اَكْرِمِ الْأَسْلَافَ الْقَائِمَ بِالْعَدْلِ وَالْإِنصَافِ الْمَنْعُوتِ فِي سُورَةِ الْأَعْرَافِ

فرما جو تمام سابقین سے زیادہ معزز عدل و انصاف کے ساتھ قائم سورہ اعراف میں جن کی تعریف کی گئی ہے اور جو

الْمُتَّخِبِ مِنْ أَصْلَابِ الشَّرَافِ وَالْبُطُونِ الظَّرَافِ الْمُصْصَفِ

کی پشتوں صاف اور پاکیزہ ننگلوں سے برگزیدہ

مِنْ مُصَاصِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ الذِّي هَدَيْتَ بِهِ

میرا مطلب بن عبد المطلب کے خاندان کے پاکیزہ خاندان پر جن کے ذریعے تو نے اختلاف

مِنَ الْخِلَافِ وَبَيَّنْتَ بِهِ سَبِيلَ الْعَفَافِ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَفْضَلِ

سے ہدایت فرمائی اور ان کے ذریعے پاک و واضح کی راہ واضح کی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری

فَسْأَلْتُكَ وَبِأَحَبِّ أَسْمَائِكَ إِلَيْكَ وَأَكْرَمِهَا عَلَيْكَ وَبِمَا مَنَنْتَ عَلَيْنَا

بارگاہ میں مانگے گئے افضل ترین سوال کے افضل اور حیرتی بارگاہ میں تیرے محبوب ترین اور محرم ترین نام کے وسیلے سے

بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنْقِذْنَا

اور اس ذریعے سے کہ تو نے ہمارے آقا و نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیج کر ہم پر احسان کیا اور ہمیں ان کی بدولت

بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ وَأَمَرْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ وَجَعَلْتَ صَلَاتَنَا

گمراہی سے نکال اور تو نے ہمیں ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور تو نے ان کی بارگاہ میں ہمارے

عَلَيْهِ دَرَجَةٌ وَكَفَّارَةٌ وَلُطْفًا وَمَنَّا مِنْ أَعْظَايِكَ فَادْعُوكَ تَعْظِيمًا

درود بھیجنے کو ہمناہوں کا کفارہ، مہربانی اور بخششوں میں سے ایک بخشش قرار دیا پس میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں تیرے

لَا مَرَكَ وَاتَّبَعْنَا لَوْ حِشْتِكَ وَمُنْتَجِزًا لِمَا يَجِبُ لِنَبِيِّنَا

کی تعظیم اور تہنیرے نامیدی اور شہ کی تعظیم کے لئے اور تہنیرے وعدے کی تکمیل طلب کرنے کے لئے اس لئے کہ ہمارے نبی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آدَاءِ

اور آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق کی ادائیگی ہم پر واجب ہے

حَقِّهِ قَبْلَنَا إِذْ آمَنَّا بِهِ وَصَدَقْنَا بِهِ وَاتَّبَعْنَا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ وَقُلْتَ وَقَوْلُكَ

کیونکہ ہم ان پر ایمان لائے ان کی تصدیق کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا تو نے فرمایا اور

الْحَقُّ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

تہرا فرمان حق ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی اکرم ﷺ کی شان کا احترام کرتے ہیں اے ایمان والو!

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا وَأَمَرْتُ الْعِبَادَ بِالصَّلَاةِ عَلَى نَبِيِّهِمْ فَرِيضَةً أَفْتَرَضْتُهَا

تم ان پر درود بھیجو اور خوب خوب سلام بھیجو تو نے بندوں کو حکم دیا کہ اپنے نبی پر درود بھیجیں یہ ایک فریضہ ہے

وَأَمَرْتُهُمْ بِهَا فَنَسَلْتُكَ بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَنُورِ عَظَمَتِكَ

جو تو نے فرض فرمایا اور بندوں کو اس کا حکم دیا میں ہم تیری ذات کے جلال اور تیری عظمت کے نور کے وسیلے اور اس ذریعے

وَبِمَا أَوْجَبْتَ عَلَى نَفْسِكَ لِلْمُحْسِنِينَ أَنْ تُصَلِّيَ أَنْتَ وَمَلَائِكَتُكَ عَلَى سَيِّدِنَا

سے کہ تو نے مجھوں کے لئے اپنے ذمہ کرم پر لازم فرمایا تھا ہے سوال کرتے ہیں کہ تو اور تہنیرے فرشتے ہمارے آقا حضرت محمد

مُحَمَّدٍ عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ وَنَبِيُّكَ وَصَفِيَّتُكَ وَخَيْرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ أَفْضَلَ

مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجیں جو تہنیرے عہد خاص رسول نبی پر عزیز اور تیری تمام مخلوق سے افضل ہیں وہ افضل ترین

مَا صَالَيْتَ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

درود جو تو نے اپنی کسی بھی مخلوق پر بھیجا ہے بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے۔

۱۔ اس درود شریف کا ذکر امام جبرائیل القاضی ابن دواود اور سخاوی نے حضرت معروف کرخی کے ساتھی (میرزا) کے

حوالے سے کیا کہ حضرت معروف کرخی یہ درود شریف نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے تھے ایلہ! الفاظ میں کسی قدر

اختلاف ہے ابن القاضی نے فرمایا کہ ابن سکوال نے کتاب المغرہ میں اپنی سند کے ساتھ ابو بکر کاتب صوفی کے حوالے سے

دیا کیا کہ میں نے حضرت ابوالحسن کرخی کو یہ درود شریف نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے سنا۔

۲۔ میں نے اس جگہ تین نسخوں کے حاشیہ پر لکھا ہوا پایا جن میں سے ایک کا مقابلہ نسخہ سلیمہ کے ساتھ کیا گیا تھا اس نسخہ

نے صاحب نے اس پر کچھ نہیں لکھا البتہ مقابلہ کئے ہوئے نسخے پر یہ لکھا ہوا ہے کہ ابتداء سے درود شریف چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے (انتہی) معتد لغویوں میں اسی طرح ہے 'وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ' نسخہ سلیمہ اور ایک مسخر نسخہ میں ہے 'وَصَلَّى عَلٰی حَسَنٍ' حضرت جبر کی کتاب میں ہے کہ حضرت دینار ثوبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ آپ پر ہم درود شریف کس طرح بھیجا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا 'لَا تُهَيِّمُ صَلَاةَ عَلٰی مُحَمَّدٍ' اور اس میں ہے 'وَصَلَّى عَلٰی حَسَنٍ' جس طرح نسخہ سلیمہ میں ہے 'وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ'۔

بکہ 'وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ' وَحْدِي السَّخَاةُ وَحْدِي السَّخَاةُ میں اضافت معنی جیٹ ہے (یعنی آسمان سے آنے والی آگ) اور 'وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ' اسم حقیقی مضاف الیہ کا بعض ہے 'پس نبی اکرم ﷺ اسلاف (ساتھ) میں سے ہیں اور ان سب سے کمزور اور بلند و بالا ہیں' اسلاف جمع ہے سلف کی اور سلف مفرد بھی ہوتا ہے اور سلف کی جمع بھی جیسے خادم کی جمع خدمت ہے اور سلف امت کے ان افراد پر ہوتا ہے جو ماضی میں گزر چکے ہوں نیز پیش اور منتظم پر بھی اس کا اخلاق کیا جاتا ہے انسان کے آباء اور رشتہ داروں کو کہا جاتا ہے جو گزر چکے ہوں 'نبی اکرم ﷺ اپنی امت کے پیش و منتظم ہیں' جیسے کہ مبارک میں آیا ہے 'ایک احتمال یہ ہے کہ اصل لفظ 'الْأَسْلَافُ' ہو 'دونوں لفظوں پر الف لام ہو (اس کا معنی ہے اسلاف والے) تو اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے آباء کی شرافت ہو گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

'الْقَانِیَہ' یعنی اس عدل کے کفیل اور ضمانت ہیں جسے آپ لائے اور اس کے حقوق جیسے چاہے ادا کرنے والے ہیں۔ معنی ہے ظاہر بالغذلی اس حال میں کہ آپ عدل کے حامل ہیں 'عدل کا معنی ہے استقامت' حق کے ساتھ حکم کرنا امت کرنا 'اشیاء کو ان کی جگہوں پر رکھنا اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جس کی وہ مستحق ہیں (والانصاف) یہ عدل کا نام معنی ہے اس کا معنی ہے حق کے ظاہر ہونے پر اس کی طرف رجوع کرنا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ عدل و انصاف کے حامل ہیں اپنے دین میں اسے اپنی امت کے لئے شروع فرمایا اور یہ امر آپ کی سیرت اور شریعت میں ظاہر ہے۔

'الْمُنْعَوَاتُ' نبی اکرم ﷺ کی صفت بیان کی گئی ہے (یعنی سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ) سورہ اعراف کی اس آیت میں: 'لَقَدْ اَرْسَلْنَا النَّبِیَّ الْاَمْرِیَّ الَّذِیْ یُجَلِّوْنَہُ خُتُوبًا عَنْهُمْ فِی الْقُرْاٰنِ وَ الْاِنْجِیْلِ' (الابن ابی لوگ جو اس رسول نبی اُتے کرتے ہیں جن کا نام ایسا پاس لکھا ہوا پاتے ہیں تورات اور انجیل میں 'الْمُنْعَوَاتُ' جو پسندیدہ ہیں اور نکالے گئے ہیں) البشیر اب، معزز آباء کی پشتوں سے۔ البشیر اب جمع ہے شریف کی، جیسے حکیم کی جمع حکماء اور عظیم کی جمع عظام ہے۔ جمع ہے طلب کی یہ وہ ہڈی ہے جو کندھے سے شروع ہو کر بیٹھنے کی جگہ تک جاتی ہے (ریڑھ کی ہڈی) صرف ایک لکڑی بنی الاغلاب البشیر اب اصلاب پر بھی الف لام ہے اور البشیر اب اس کی صفت ہے (معزز پشتوں سے) (والفخر بن یحییٰ بن زکریا) یہ مذکر ہے اور اس کا معنی پیٹ ہے جو پشت کے مقابل ہے۔ ابو عبیدہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک لغت میں یہ ہے۔

'الْمُصْطَفٰی' خاص اور پاک صاف کئے ہوئے ایک نسخے میں ہے 'الْمُصْطَفٰی' طاء کے ساتھ (یعنی مفضل) ہم پر حق

خالص عبد المطلب، وہ سکتا ہے کہ لفظ مصاص نبی اکرم ﷺ کے والد حضرت عبد اللہ ﷺ پر واقع ہو، وہ حضرت عبد المطلب کے مصاص ہیں، یعنی ان سے خالص اور صاف کئے ہوئے اور نبی اکرم ﷺ اپنے والد سے صاف کئے ہوئے ہیں۔
 دوسرا احتمال یہ ہے کہ لفظ مصاص حضرت عبد المطلب پر واقع ہو، اس وقت اشاعت جانیہ ہوگی، وہ نبی اکرم ﷺ کے واد ہیں۔
 عبد اللہ بن حاتم، ابن عبد المطلب، جتنے لفظ بھی ہم نے دیکھے ہیں ان میں حاتم کا ذکر نہیں ہے، عبد المطلب کی نسبت ان کے برابر راست باپ کی طرف نہیں، بلکہ واد کی طرف کی گئی ہے، آخری ربع (پہ تہائی حصے) میں آئے گا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن حاتم، اس جگہ جس طرح نسبت کی گئی ہے اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور اس کی صحت ظاہر ہے، عقل نہیں ہے، جس طرح نبی اکرم ﷺ اپنی نسبت اپنے جد امجد کی طرف کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے انا ابن عبد المطلب میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ بہت سے علماء اور ان کے غیر اپنی نسبت اپنے واد کی طرف کرتے ہیں، عبد مناف کی طرف نسبت کرنے سے نبی اکرم ﷺ کی اولاد ان لوگوں سے ممتاز ہو جاتی ہے جو ان کے ساتھ قطعی میں شریک ہیں، جیسے بنو عبد الدار اور بنو عبد بن عمرو۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس جگہ لفظ ابن الف کے ساتھ لکھا جائے گا یا بغیر الف کے، تاہم سطر کی ابتدا میں ہو (تو الف لکھا جائے گا)

نور محمدی پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف

متن کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خالص کئے ہوئے سے خالص کئے گئے ہیں، حدیث اس پر گواہ ہیں، بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم یکے بعد دیگرے بنی آدم کے زمانوں میں سے بہتر زمانے میں بھیجے گئے ہیں، یہاں تک کہ ہم اس زمانے میں بھیجے گئے جس میں ہم ہیں، امام بخاری دلائل النبوة میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جب بھی ایک دو ہمارے میں تقسیم ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان میں سے بہتر میں شامل فرمایا (حدیث امام ابو نعیم نے دلائل النبوة میں متعدد سندوں سے حضرت انس سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے (مرفوعاً) روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں سے ظاہر رحموں کی طرف پاک صاف متصل فرما رہا، جب بھی دو شائیں ہوئیں تو میں ان میں سے بہتر شاخ میں تھا، مسلم اور امام ترمذی نے حضرت واہد بن ابی اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، امام ترمذی نے فرمایا: کہ یہ حدیث حسن کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے محمد بن حنیبل کو منتخب فرمایا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے یونس کو، قریش کو اور قریش میں سے باہم کو منتخب فرمایا اور مجھے بنو ہاشم میں سے منتخب فرمایا۔

حافظ ابو القاسم حمزہ ابن یوسف سہمی نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں حضرت واہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ابن القاسم سے بیان کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منتخب

ترہم اور اسیں ظلیل بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو منتخب فرمایا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نزار کو، پھر نزار کی اولاد میں سے مضر کو، پھر مضر میں سے کنانہ کو، پھر کنانہ میں سے قریش کو، پھر قریش میں سے بنو حاشم کو، بنو حاشم میں سے عبد المطلب کو منتخب فرمایا، پھر بنو عبد المطلب میں سے مجھے منتخب فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بہترین لوگوں سے منتقل ہوتے رہے

امام طبرانی، معجم کبیر اور معجم اوسط میں سند حسن سے امام یسعی اور ابو نعیم دلائل النبوة میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس میں سے مجھے کو منتخب فرمایا، بنی آدم میں سے عرب کو، عرب میں سے مضر کو، مضر میں سے قریش کو، قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا، بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا، تو ہم بہترین لوگوں سے بہترین لوگوں کی طرف منتقل ہوتے رہے ہیں، سنو! جس نے ہم سے محبت رکھی تو اس نے ہماری محبت کے سبب ان سے محبت رکھی اور جس نے عرب سے بغض رکھا، اس نے ہمارے بغض کے سبب ان سے بغض رکھا۔

امام ابن سعد الطبقات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عربوں میں سے بہترین مضر ہیں، مضر میں بہترین عبد مناف، بنو عبد مناف میں سے بہترین بنو حاشم اور بنو عبد المطلب میں سے بہترین بنو عبد المطلب ہیں، اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اس وقت سے ہم بھی دو گروہ بنے تو ہم ان میں سے بہترین گروہ میں تھے۔

امام ترمذی نے حدیث روایت کی اور اسے حسن قرار دیا، اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا تو ہمیں اپنی بہترین مخلوق میں سے بنایا، پھر اسے قبیلے پیدا فرمائے تو ہمیں بہترین قبیلے میں شامل فرمایا، اور جب نفوس کو پیدا فرمایا تو ہمیں بہترین نفوس میں شامل فرمایا، پھر انہیں کنہوں کو پیدا فرمایا تو ہمیں بہترین کنہے میں بنایا، پس ہم سب انسانوں سے کنہے اور ذات کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

امام طبرانی، یسعی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں میں پیدا فرمایا تو ہمیں بہترین قسم میں سے بنایا، پھر دونوں قسموں کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا، تو ہمیں بہترین تہائی حصے میں شامل فرمایا، پھر ان تین حصوں کو قبیلوں میں تقسیم فرمایا تو ہمیں بہترین قبیلے میں بنایا، پھر ان قبیلوں کو کنہوں میں تقسیم کیا تو ہمیں بہترین کنہے میں شامل فرمایا۔

حاکم نے حضرت ربیعہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا تو اسے دو حصوں میں تقسیم فرمایا اور ہمیں بہترین حصے میں شامل فرمایا، پھر ان کو کنہوں میں تقسیم کیا تو ہمیں بہترین کنہے میں شامل فرمایا، پھر فرمایا: ہم قبیلے اور کنہے کے اعتبار سے تم سب سے افضل ہیں۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کا ایمان

شیخ الحدیث حافظہ جلیل الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کے آباء کرام کی شرک سے برائت اور نجات کی تاکید کی ہے، یہ بھی کہا کہ وہ کسی ملت کے پیروکار تھے یا زمان فطرت میں تھے (زمان فطرت وہ زمانہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی اس دنیا میں تشریف فرما نہ ہوا زمانہ فطرت کے لوگوں کے بارے میں صحیح یہ ہے کہ وہ نجات پانے والے ہیں، ان سے پہلے امام محمد بن رازی بھی یہ عقیدہ پیش کر چکے ہیں، امام سیوطی نے اس موضوع پر چھ رسائل لکھے ہیں، انہوں نے متعدد حدیثیں نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء کرام اپنے زمانے والوں میں سے ممتاز تھے، اور ایسی احادیث بھی نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین اولیاء کرام اور مسلمانوں سے خالی نہیں ہوتی، ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے، کیونکہ وہ زمین کے باشندوں سے افضل تھے، اس وقت زمین میں مسلمان بھی تھے اور مشرک بھی، اور مشرک مسلمان سے ہرگز بہتر نہیں ہو سکتا، انہوں نے ایسی آیات اور آثار بھی بیان کئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر یا تمام کے تمام مومن تھے، خاص طور پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راہ راست والدین کے زندہ کئے جانے اور ان کے جن پر دو حدیثیں بیان کیں، اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

جمعہ کا دن عبادت کے لئے امت محمدیہ کو عطا ہوا

الذی ہذینہ، یہ باہمیہ ہے، یعنی الموعظۃ، جن کے سبب تو نے اختلاف سے ہدایت فرمائی، یہ اختلاف لوگوں میں دن کے بارے میں تھا، بعض کی کتاب کی تکذیب کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یودی تھے یا نصرانی تھے، یا قبلہ میں اختلاف تھا، کیونکہ یہودی بیت المقدس کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف رخ کرتے تھے، یا جمعہ کے دن میں اتفاق تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں پر ایک دن فرض فرمایا تھا، یہودیوں نے ہفتے کا دن اور نصاریٰ (عیسائیوں) نے اتوار کا دن منتخب کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی امت کو جمعہ کے دن کی ہدایت فرمائی جو مقرر کیا گیا تھا، جیسے کہ حدیث صحیح میں نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے، (اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں پر ایک دن خصوصی عبادت کے لئے مقرر فرمایا تھا، لیکن اس کی تعیین بندوں کے سپرد کر دی گئی، دو سری قومیں جمعہ کا دن اختیار نہ کر سکیں، یہ شرف اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ اور آپ کی امت کو عطا فرمایا۔ (۴۱- قادری) یا اختلاف سے مراد وہ عداوت اور تفریق ہے جو عربوں میں پائی جاتی تھی۔

وینشک بہ، سابقہ باہ کی طرح یہ بھی سیدہ ہے، (سببنا العیاف)، اور تو نے آپ کے سبب حرام کاموں اور ناحق خواہشات کی روٹی سے باز رہنے کا راستہ بیان فرمایا، (ابو سفیان بن حرب نے ہرقل (بادشاہ روم) کو نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کہا تھا کہ وہ میں نماز، سچائی، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، (جیسے کہ بخاری شریف میں ہے۔ (۴۱- قادری)

ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَفْضَلِیْ غَسَّالِیْلَہٗ، اس درود شریف کا ذکر ابن سیح نے کیا ہے اور عزنی نے ان کی یہ روایت ہے۔ ابن الناکحانی نے صاحب علم الاعلام اور ابن دواہد نے عزنی سے اسے نقل کیا۔ نیز امام بخاری اور رسلع نے بھی اسے نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں ہے: اَرْزُقْنَا اِلٰکَ زَوْفَ وَجِیْلَہٗ اسے ہمارے رب! تو بہت ہی مہربان رحم والا ہے، ان حضرات سے درود شریف کی نسبت حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف کی ہے، حضرت علی بن ابی طالب کے صاحبزادے حضرت سلیمان نے اسے روایت کیا، انہوں نے کہا: میرے والد علی بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رات کی نماز سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے، پھر نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے اور کہتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَفْضَلِیْ غَسَّالِیْلَہٗ اَمِیْ اَجْوَد، علامہ شترانسی نے اپنی کتاب الاعلام میں اس درود شریف کا ذکر حضرت یعقوب بن سلیمان کی روایت سے کیا، حضرت یعقوب نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سلیمان بن علی سے روایت کیا کہ میرے والد یہ درود شریف پڑھا کرتے تھے، کتب مذکورہ اور دلائل الخیرات میں اس درود شریف کے بعض الفاظ میں اختلاف ہے اختلاف کی طرف ہم اشارہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب ترین اسم، اسم اعظم ہے

مشوٰل کی طرح غَسَّالَۃٌ مَّاءٌ کا مصدر ہے، جس کا معنی طلب کرنا ہے، مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں اس غنی سوال کے طفیل جو تجھ سے مانگا جا رہا ہے سوال کرتا ہوں، باہ استعانت کے لئے ہے، اسی طرح (وَاجِبُ اَسْمَائِیْنِ الْبَیِّنَیْنِ) باہ استعانت کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین اسم پاک سے مراد اسم اعظم ہے، جب اس کے طفیل دعا مانگی جاتی ہے قبول ہوتی ہے اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جاتا ہے تو سوال پورا کیا جاتا ہے، یہ محبوبیت ہی ہے جس کی بدولت اسم اعظم مجاز ہوتا ہے (وَاجِبُ مِیْضِ) اور اس اسم مبارک کے طفیل جو تیری بارگاہ میں بہت ہی معزز ہے (وَبِیْضِ) باہ استعانت کے لئے ہے، سید ہے اور ما مصدر یہ ہے (غَفْلَتُ) تو نے انعام اور احسان بغیر کسی سبب اور علت کے فرمایا (عَلِیْنَا) ہم پر یعنی اہمیت، مطلب ہے کہ اس سبب سے کہ تو نے ہم پر احسان فرمایا (اس صورت میں جب باہ سید ہو) حضرت مصطفیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کو اس کے فضل و احسان کے لئے وسیلہ بنایا ہے۔

(وَاجِبُ شَفْعَتِیْ) تو نے ہمیں خلاصی عطا فرمائی، قائم عطف اور سمیت کے لئے ہے، (بَغْرِ الْمَیْمَرِ) میں داؤ کے ساتھ (وَاجِبُ) ہے (بِہ) یعنی نبی اکرم ﷺ کے سبب، اگر آلہ بغیر استعانت کے ہو سکتا ہے تو اس جگہ ہو سکتا ہے، جیسے خطبہ میں حضرت مصطفیٰ ﷺ کے قول اَللّٰہِیْ اَسْتَغْفِرُکَ اَبَہِ میں ہے، یا اس درود شریف سے پہلے اَللّٰہِیْ هَذِیْکَ ہِیْ جِیْنُ الْخِلَافِہِ میں اور کتاب کے آغاز میں مصطفیٰ کے قول وَهَذِیْکَ بِہِمْ خُلُقُکَ میں ہے، یہ بات قرین قیاس ہے کہ آلہ کی باہ اس چیز پر داخل ہوتی ہے جو ملکیت پر ہے اور اسے عمل کا آلہ بنایا جائے، جیسے کہ مواضع مذکورہ میں ہے اور استعانت کی باہ اس چیز پر داخل ہوتی ہے جو ملکیت پر ہے اور اسے مطلوب تک پہنچانے کا وسیلہ بنایا جائے، جیسے بسم اللہ شریف کی باہ، واللہ تعالیٰ اعلم

(یعنی ابتداء حالت کے لئے ہے) (الْعَذْلَةُ: گمراہی، ہدایت کے مقابل، ضلال اور ضلالت کا اصل استعمال راستے اور قصد وغیرہ میں ہوتا ہے) پھر مجازاً ان کا استعمال دین میں کیا گیا ہے۔ (وَأَهْرَظْنَا) اس کا عطف فُتِّتَ پر ہے یا اسْتَنْقَذْتُ پر (بِالضَّلَاةِ عَلَيَّهِ) تو نے ہمیں آیت کریمہ میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا حکم دیا ہے (وَجَعَلْنَا) اس کا عطف أَهْرَظْتُ پر ہے (اضْلَافًا عَلَيْهِ ذَرْجَةً) تو نے نبی اکرم ﷺ پر ہمارے درود کو ہمارے لئے درجہ، یعنی رازکہ مرتبہ بنایا ہے، لغت میں درجہ مرتبہ کو کہتے ہیں، لیکن نیچے سے اوپر چڑھنے کے اعتبار سے، جب کہ اوپر سے نیچے اترنے کے لحاظ سے اسے درجہ کہتے ہیں، جیسے ذَرْجَاتُ الْجَنَانِ اور ذَرْجَاتُ النَّبِيِّانِ (جنتوں کے درجے ترقی کے لحاظ سے اور جہنم کے درجے تنزل کے لحاظ سے) (وَكُفَّارًا) اور تو نے درود شریف کو ہمارے گناہوں کے مٹانے اور نشتے کا ذریعہ بنایا ہے (وَأُظْلَفْنَا) اور تو نے درود شریف کو مہربانی یا توفیق کا ذریعہ بنایا ہے (وَمُنَّا مِنْ) یعنی ابتداء پر (وَاعْطَيْنَاكَ) اعطای کا مصدر ہے، احسان کرنا اور انعام دینا، ایک نفع میں ہمزے پر زبر ہے اور زیر بھی چھ سکتے ہیں، زیر ہو تو یہ عطاء کی جمع ہے (بِسْ) کا معنی عطیات ہے)

(فَأَذْعُوزُكَ) اس کا عطف أَسْأَلُكَ پر ہے، (الْفِر المير میں وَأَذْعُوزُكَ) واؤ کے ساتھ ہے (تَغْطِيْمًا) مفعول مطلق ہے، یا حال یا مفعول لہ ہے، جیسے یسلی فصل میں حضرت مصطفیٰ کے قول مَنْ صَلَّيْ عَلَى تَغْطِيْمًا يَخْفِيْ مِنْ مَرُورٍ چکا ہے (وَأَهْرَظْنَا) تیرے اس امر کی تکلیف کے لئے جو تو نے ہمارے لئے صادر فرمایا ہے، اس جگہ اور آئندہ قول میں لام عامل کی توفیق کے لئے ہے۔ (وَأَتَّبَعْنَا نِيْزَ صَيْتِكَ) نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے بارے میں تیرے حکم کی پیروی کے لئے (وَمُتَّعْنَا) اس حال میں کہ میں سوال کرنے والا ہوں، وعدہ پر را کرنے یا نافذ کرنے کا کہا جاتا ہے (نَحْزُ الْوَعْدِ) جب وعدہ حاصل اور مکمل ہو، (أَنْحَزُ وَغَدَةُ) اس نے اپنا وعدہ پر را کیا، (أَنْحَزُ حَاجَتَهُ وَنَحْزُهَا) (نَحْزُهَا) اس نے حاجت پوری کر دی، (أَسْتَنْحِزُ حَاجَتَهُ وَنَحْزُهَا) حاجت پوری کرنے کی کوشش کی، (أَسْتَنْحِزُ الْوَعْدَ وَنَحْزُهَا) وعدہ پورا کرنے کا سوال کیا۔

(لِنَسْخُ عَزْوِلُكَ) وہ وعدہ جو تو نے نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے پر درجہ عطا فرمانے یا گناہوں کا کفارہ بنانے کا کیا ہے، نسخہ سلیمہ میں واؤ سے پہلے میم اور عین کے بعد واؤ ہے (لِنَسْخُ عَزْوِلُكَ) بعض نسخوں میں لِمَسْخُ عَزْوِلُكَ ہے، میم پر زبر، عین کے نیچے زیر، دونوں وَعْدَ کا مصدر ہیں۔ (إِنَّمَا) لام تعلیلیہ ہے، اس کا تعلق أَذْعُوزُكَ سے ہے، (الْفِر المير اور القول البدیع میں بٹا ہے، ایک نقطے والی باء کے ساتھ، ابن وداع کی روایت میں مٹا ہے، کاف کے ساتھ اور مام موصول ہے (يَنْحِبُ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) امام بخاری نے عَلَيَّہِ کا اضافہ کیا ہے (فِي) معنی میں ہے، (أَذْعُوزُكَ) جو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہم پر واجب ہے، آپ کا حق ادا کرنے اور اس کے ساتھ قائم ہونے سے (قَبْلُنَا) یعنی ہمارے نزدیک، اس کا تعلق بِخَبْرِهِ سے ہے (وَإِذَا) تعلیلیہ ہے اور يَنْحِبُ سے متعلق ہے۔ (وَأَتَّبَعْنَا النَّبِيَّ الْكَرِيمَ) اور ہم نے اس نور کی پیروی کی جو نازل کیا گیا، نور سے مراد قرآن پاک ہے یا تمام شریعت (فَعَدْنَا) نبی اکرم ﷺ کی بعثت و رسالت کے ساتھ، (ابن عطیہ نے فرمایا: شریعت ابد ہدایت کو نور سے تشبیہ دی گئی، کیونکہ دل اس سے روشن ہوتے ہیں، جس طرح آنکھ نور سے روشن ہوتی ہے (انتمی)

درود شریف بھیجنے کا سبب دو چیزیں ہیں

اولیٰ: اِس کا عطف آتا اور اس کے مابعد یہ ہے، 'یَسْئَلُ نَبِیَّ اَکْرَمِ مَؤْتَمِرِیْنِ' کے حق کے واجب ہونے، آپ کی شان کا احترام کرنے اور آپ پر درود شریف بھیجنے کا سبب دو امر ہیں (۱) آپ پر ایمان اور آپ کی ملت میں داخل ہونا (۲) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ 'وَقُلْتُ لَكَ الْحَقُّ' فعل اور اس کے مفعول کے درمیان جملہ معترضہ ہے، بعض نسخوں میں مودود سے لیکن نسخہ سہیلہ میں نہیں ہے۔

ثانی: یہ فَعْلَتٌ پر معطوف ہے، (فَرَضْتُ) یہ فرض اور اَفْعَزْتُ کا اسم ہے، فَعْلُوْضٌ کا معنی ہے واجب کیا، فَرَضْتُ صلوٰۃ سے حال ہونے کی بنا پر یا اَفْعَزْتُ کا مفعول مطلق ہونے کی بنا پر منصوب ہے، اَفْعَزْتُ کا معنی فَرَضْتُ ہے اور فَرَضْتُ مصدر ہے اور اَفْعَزْتُ کی تاکید ہے۔ (اَفْعَزْتُ صَیْئَہُ) فَرَضْتُ کی صفت ہے، اس کا معنی ہے تو نے درود شریف کو فرض فرمایا، بعض نسخوں میں اس کے بعد خَلِیْقَہَا کا اضافہ ہے (ضمیر عباد کی طرف راجع ہے) 'وَاَفْعَزْتُہُمْ بِہَا' اس کا عطف ہے اَفْعَزْتُہُمْ پر اور دونوں کا معنی ایک ہے 'کیونکہ کہا جاتا ہے فرض المَشْیِءُ وَ اَفْعَزْتُہُ اس کا معنی ہے کہ شے کو واجب اور لازم کیا اور اس کا حکم دیا۔

ثالث: اِنَّكَ لَمَّا تَرٰیہُ تَرٰیہُ کے لئے ہے یا سمیت کے لئے، بعض نسخوں میں اِنَّہُمْ کا اضافہ نہیں ہے، 'وہ سرے جن حقارت نے اس درود شریف کا ذکر کیا ہے، ان کے نزدیک یہ اضافہ نہیں ہے۔' اِبْجَلَالٍ وَ جُہْلٍ، تیری ذات کی عظمت کے طفیل اَوْثَارِ عَظَمَتِكَ، یعنی تیری عظمت کے آثار کے ظہور اور بصیرتوں کے لئے اس کے جلوہ گر ہونے کے طفیل۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

اَوْثَارُ مَا مَوْصُوْلٌ ہے (اَوْثَارُ جِبْتِ) موصول کی طرف راجع ضمیر منصوب محذوف ہے (اصل میں اَوْثَارُ جِبْتِ ہے) یعنی تو نے لازم فرمایا، عَلٰی نَفْسِكَ، اس جگہ نفس عین ذات اور حقیقت کے معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں واجب کا مطلب وعدہ ہے، 'گویا حضرت مصطفیٰ نے فرمایا: اس لئے کہ تو نے وعدہ فرمایا، اس کو واجب سے تعبیر فرمایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور ضرور پورا کیا جائے گا، واجب کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کی نسبت متصور نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور حق الاطلاق ملحق ہے، وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی، اگر (قرآن و حدیث میں) ادوار ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ واجب کیا ہے یا اپنے وعدے پر قسم فرمائی ہے یا ایسا ہی کوئی اور طریقہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے بطور تنزیل ان پر موعظی کرتے ہوئے فرمایا ہے، 'ہمکہ انہیں اطمینان حاصل ہو، ان کے دل یقین کی کیفیت سے لبریز ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی تاکید و امداد سے ان کی بے چینی دور ہو جائے، یا اس شے کی عظمت کا اظہار فرماتا ہے جو اس نے واجب فرمائی ہے، یا کسی چیز کی قسم یاد کرنا کہ بندوں کو اس امر کا احساس دلایا گیا ہے کہ اس کی توفیق اور تقویت کی بنا پر اس چیز کی مخالفت سے بچا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محسنین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ

(المحسنین) یہ کلمہ بعض نسخوں میں موجود ہے اور یہ زیادہ واضح اور لائق ہے 'واللہ تعالیٰ اعلم۔ غنائی جنت میں خاکیاں ذکر نہیں کیا گیا۔ اس سے مراد وہ رحمت 'احسان اور انجی جزا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی آیات میں نیکوں کے لئے ثابت فرمائی ہے 'سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نیکوں کے سردار اور ان کی بنیاد ہیں 'آپ نے کمال حسن و خوبی اپنے رب کی عبادت کی اور تمام مخلوقات پر احسان فرمایا 'اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے وسع کرم پر لازم فرمایا ہے 'ہو سکتا ہے اس کا اشارہ اس درجہ اور کفار و ذنوب کی طرف ہو 'جس کا وعدہ اس نے اپنے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے پر کیا ہے 'اور جو شخص حضور اقدس ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے وہ نیکوں میں سے ہو گا یا اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے 'اس نے نیک کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے 'اب یا تو درود شریف بھیجنے والے سے کئے جانے والے اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو خاص طور پر درود شریف بھیجنے سے متعلق ہے 'یا اس عام وعدے کی طرف اشارہ ہے جو زمرہ محسنین (نیکوں) میں داخل ہونے والے انسان سے کیا گیا ہے۔

(اَنْ تُضِلِّيَ) یہ تشاؤ کا درود سرا مفعول ہے (اَلْفُضْلُ) یہ اَنْ تُضِلِّيَ کا مفعول مطلق ہے (غنا) اس سے مراد درود شریف ہے (عَدَلْتِ) اس کے بعد ضمیر منصوب محذوف ہے (جو ہا کی طرف راجع ہے 'اصل میں ہے عَدَلْتِ)

اللَّهُمَّ ارْزُقْ دَرَجَتَهُ وَاكْرَمْ مَقَامَهُ وَثَقِّلْ مِيزَانَهُ

اے اللہ! اپنے حبیب کریم کا درجہ بلند فرما 'ان کے مقام کی عزت میں اضافہ فرما 'ان کی میزان کو بھاری فرما 'اَبْلِجْ حُجَّتَهُ وَاظْهَرْ مِلَّتَهُ وَاَجْرِ ثَوَابَهُ وَاَحْصِ ثَوْرَةَ وَاَدَمِ كَرَامَتَهُ 'ان کی دلیل کو روشن فرما 'ان کے دین کو غالب فرما 'ان کو بے اندازہ ثواب عطا فرما 'ان کے نور کو روشن فرما 'ان کی عزت کو وَاَلْحَقْ بِهِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَاَهْلِ بَيْتِهِ مَا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ وَعَظْمُهُ فِي النَّبِيِّينَ 'وہم عطا فرما 'ان کی اولاد اور اہل گھر میں سے اسے افراد ان کے ساتھ لاحق فرما 'جن سے تو ان کی آنکھیں محضی فرمائے

الَّذِينَ خَلَوْا قَبْلَهُ ۝ اللَّهُمَّ اجْعَلْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا كَثَرُ النَّبِيِّينَ

اور ان سے پہلے گزشتہ انبیاء میں ان کی عظمت دو بلا فرما 'اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متبعین اور وزراء

تَبَعَاوْا كَثَرَهُمْ وَزَرَّاءُ وَاَفْضَلُهُمْ كَرَامَةً وَنُورًا ۝ وَاَعْلَاهُمْ دَرَجَةً ۝

تمام انبیاء سے زیادہ بظاہر ہمارے آقا و مولیٰ کو تمام انبیاء سے عزت اور نورانیت میں زیادہ درجہ میں سب سے بلند

وَاَفْسَحَهُمْ فِي الْجَنَّةِ مَنَزَلًا ۝ اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي السَّابِقِينَ غَايَتَهُ

اور جنت میں سب سے وسیع مقام والا بٹا اے اللہ! سہت کرنے والوں میں انہیں انتہا عطا فرما
 وَفِي الْمُنْتَخِبِينَ مَثْرَلَةٌ ۝ وَفِي الْمُقَرَّبِينَ دَارَةٌ وَفِي الْمُصْطَفَيْنِ مَثْرَلَةٌ ۝

پرگزیدہ حضرات میں ان کا مقام 'مقربین' میں ان کا گھر اور منتخب ہستیوں میں ان کا مرتبہ بٹا
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ اَكْرَمَ الْاَكْرَمِينَ عِنْدَكَ مَثْرَلًا وَافْضَلْهُمْ تَوَابًا وَ

اے اللہ! انہیں اپنی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز مرتبے والا 'توابع' میں سب سے افضل
 اقْرَبَهُمْ مَّجْلِسًا وَاثْبَتْهُمْ مَّقَامًا وَاصْوِبْهُمْ كَلَامًا وَانْجَحْهُمْ مَسْئَلَةً
 مجلس میں سب سے قریب 'مقام' میں سب سے محکمہ 'مکتلو' میں سب سے زیادہ درست والا 'دعائیں' سب سے کامیاب
 وَافْضَلْهُمْ لَدَيْكَ نَصِيبًا وَاعْظَمْهُمْ فِيْمَا عِنْدَكَ رَغْبَةً

اپنی بارگاہ میں سب سے افضل حصے والا اپنے اجر و ثواب میں سب سے زیادہ رغبت والا بٹا
 وَانْزِلْهُ فِيْ غُرَفَاتِ الْفِرْدَوْسِ مِنَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى الَّتِي لَا دَرَجَةَ فَوْقَهَا ۝

اور انہیں جنت الفردوس کے ان بلند مرتبہ بالا خانوں میں جگہ عطا فرما جن سے اوپر کوئی درجہ نہیں
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا اَصْدَقَ قَائِلٍ وَّانْجَحْ سَائِلٍ وَّاَوَّلَ شَافِعٍ
 اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے زیادہ سچے قائل 'سب سے زیادہ مقبول' ہمارے سب سے پہلے شفاعت

وَّافْضَلَ مُشْفِعٍ وَشَفِيعُهُ فِيْ اَمْتِهِ بِشَفَاعَةِ يَغْفِرُ بِهَا الْاَوَّلُونَ وَالْاٰخِرُونَ
 کرنے والے اور سب سے زیادہ مقبول شفاعت والے بٹا اور امت کے حق میں ان کی ایسی شفاعت قبول فرما جس پر اگلے اور آگے
 وَاِذَا مَيِّرَتْ عِبَادَكَ بِفَضْلِ قَضَائِكَ فَاجْعَلْ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا فِيْ الْاَصْدَقِيْنَ

رشتہ کریں اور جب تو فیصلہ کن قضاء کے ساتھ اپنے بندوں کو جدا جدا کرے تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو
 قَبِيْلًا وَفِي الْاَحْسَنِ عَمَلًا وَفِي الْمَهْدِيْنَ سَبِيْلًا ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا

سب سے زیادہ سچے قول والوں 'سب سے بہتر عمل والوں' اور سب سے زیادہ صحیح راستے پر گامزن ہونے والوں میں سے بٹا
 فَرَطًا وَاجْعَلْ حَوْضَهُ لَنَا مَوْعِدًا لَا وَلَنَا وَاٰخِرُنَا ۝

اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارے لئے پیشہ تنظیم بنا اور ان کے حوض کو ہمارے اگلوں اور پیچلوں کے لئے وعدے کی جگہ بٹا
 اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ رُمُوزِهِ وَاسْتَغْمِلْنَا فِيْ سُنَّتِهِ وَتَوَفَّنَا

اے اللہ! ہمیں ان کے گروہ میں اٹھا ہمیں ان کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرما ہمیں ان کے

عَلَىٰ مِلَّتِهِ وَعَرَفْنَا وَجْهَهُ وَاجْعَلْنَا فِي زُفَرَتِهِ وَحَزْبِهِ ۝ اللَّهُمَّ اجْمَعْ

دین پر موت عطا فرما ہمیں ان کے چہرہ القدس کی پہچان عطا فرما اور ہمیں ان کے گروہ اور ان کی جماعت میں بٹا اے اللہ!

بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ كَمَا آمَنَّا بِهِ وَلَمْ نَرَهُ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ

ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ جمع فرما جیسے ہم دیکھے بغیر ان پر ایمان لائے ہیں اور ہمیں ان سے جدا نہ فرما

حَتَّىٰ تَدْخِلَنَا مَذْخَلَهُ وَتُورِدَنَا حَوْضَهُ وَتَجْعَلَنَا

یہاں تک کہ تو ہمیں ان کی جگہ میں داخل کرے اور ان کے حوض پر پہنچائے اور ہمیں

مِنْ رُفَقَائِهِ مَعَ الْمُنْعَمِ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهَدَاءِ

ان کے رفقاء میں سے بٹائے انعام یافتہ حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء

وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

صالحین کے ساتھ اور یہ حضرات بہت اچھے ساتھی ہیں سب تعزیتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَرْفَعْ ذَرْجَتَهُ اے اللہ! اپنے حبیب اکرم ﷺ کے درجے کو مزید بلندی عطا فرما ذَرْجَتُہ کی تہ ہے ذَرْجَاتُ

یعنی مراتب کے طبقے و اسجَرُہ عقائد، یعنی آپ کے مقام کو مزید کرامت، شرافت اور بلندی عطا فرما۔ مقام کی مہم پر زیر اس کا

اصل معنی کھڑے ہونے کی جگہ ہے اس کا استعمال رتبے کے لئے کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے "عَقْلًا فَلَانِي" یعنی فلاں کا مرتبہ یہ

دوسرا معنی اس جگہ واضح طور پر متعین ہے، ممکن ہے یہ سلا معنی (کھڑے ہونے کی جگہ) مراد ہو اس کی عزت و کرامت نبی اکرم

ﷺ کے قرب کی طرف یا آپ کی حمایت تدی اور دوام کی طرف یا دونوں کی طرف راجع ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نور اور ضیاء میں فرق

وَالنُّورُ، ایک نقطہ والی بات کے ساتھ اور واضح فرما اُضْحِیْنَهُ، آپ کی دلیل کو ایک جماعت کے نزدیک فاء کے ساتھ ہے

اَلنُّورُ، اس کا معنی ہے مقصد کے حصول میں کامیابی عطا فرما، اَوْ اُضْحِیْنِ بَلَدَهُ، اور آپ کی ملت کو ظہور، سر بلندی اور تمام ملکتوں پر

ظلمے میں زیادہ فرما، اَوْ اُخْرِیْنِ قَوْلَهُ، اور آپ کے کلام کو عظمت اور کثرت عطا فرما، اَوْ اُضْحِیْنِ نُورَهُ، اور آپ کے نور کو قوت عطا

فرما اور اسے ضیاء بنا دے کیونکہ ضیاء نور سے اعظم ہے امام اسماعیلی فرماتے ہیں کہ نور اور ضیاء میں فرق یہ ہے کہ روشن کرنے

والی ذات کو نور اور اس کی منتشر ہونے والی شعاعوں کو ضیاء کہتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَجَعَلُ النُّورَ ضِیاءً۔

وَالنُّعْمُ نُورٌ، کیونکہ سورج کی شعاعیں زیادہ ہوتی ہیں (انہی) اس بنا پر معنی یہ ہو گا کہ نبی اکرم ﷺ کے نور کے لئے مستشرق

ہونے والی شعاعیں بنا، مراد ان شعاعوں کی کثرت ہے۔

حکماء کہتے ہیں کہ ضوء کی کئی قسمیں ہیں (۱) پہلی ضوع یہ وہ روشنی ہے جو بذاتِ روشن کرنے والی ذات کے مقابلے سے حاصل ہوتی ہے، جیسے سورج کے طلوع ہونے سے زمین کا ظاہر روشن ہو جاتا ہے، اگر یہ روشنی قوی ہو تو اسے خیا کہتے ہیں اور اگر کمزور ہو تو اسے شعلہ کہتے ہیں، (۲) دوسری ضوع یہ وہ روشنی ہے جو غیر کے واسطے سے روشن کرنے والی ذات کے مقابلے کے سبب جسم میں حاصل ہو، جیسے وہ روشنی جو سورج نکلنے سے پہلے یا غروب کے بعد زمین پر پڑتی ہے، کیونکہ زمین پر رخ ہوا کے ذریعے اور ہوا سورج کے سبب روشن ہوتی ہے، اسی طرح چاند کی وجہ سے زمین پر پڑنے والی روشنی ضوعِ چاندی ہے۔ دوسری ضوع کو نور کہا جاتا ہے، سورج کی وجہ سے ہوا روشن ہو اور ہوا کی وجہ سے جسم زمین روشن ہو تو اس روشنی کو غل کہ جاتا ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے نور سے مراد آپ کی ذاتِ اقدس کا نور ہے یا تو خاص طور پر قیامت میں یا مطلقاً دنیا میں ہو یا قیامت میں، یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کی ملت اور شریعت کا نور مراد ہو اور نور کی تقویت سے مراد ملت و شریعت کی شہرت اور تمام ملتوں پر اس کا غلبہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ احادیث یا موصولہ ہے یا موصوفہ یعنی اتنی مقدار (فقر، دو نقطوں والی تاء پر زیر، قاف پر زید، اس کے نیچے زیر بھی پڑتے ہیں) بہ عینہ، لفظ عین فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے۔ (فقہی تاء پر جیش، قاف کے نیچے زیر اور عینہ) پر متعول ہونے کی بنا پر زید بھی ضبط میں لائی گئی ہے۔ پہلی صورت میں معنی یہ ہے کہ آپ کی اولاد اور آپ کے اہل بیت کو اتنی مقدار میں آپ کے ساتھ لاحق فرما جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، دوسری صورت (فقر عینہ) میں یہ معنی ہو گا اتنی مقدار میں جس کے ذریعے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔ (۱۳۰ قادری)

مومنوں کی اولاد جنت میں

یہ اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآبَعَثْنَاهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بِالْإِيمَانِ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (النور ۵۲/۵۳) اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد سے ملا دی اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی (کنز الایمان) نیز: نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے: شک اللہ تعالیٰ مومن کے لئے اس کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے میں بلند فرمائے گا، اگرچہ اولاد عمل میں اس سے کم ہو، جو کہ ان کی بدولت اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَآبَعَثْنَاهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بِالْإِيمَانِ نیز فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ عطا کیا اس کے سبب ہم نے قرآن کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہ کی، اس حدیث کو امام طبرانی اور ابو نعیم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، ابن مردودہ اور ضیاء مقدسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے یہ حدیث مرفوعہ بھی روایت کی کہ جب ایک شخص جنت میں داخل ہو گا تو وہ اپنے والدین، بیوی اور اولاد کے بارے میں پوچھے گا، اسے کیا جائے گا کہ وہ تیرے درجے یا تیرے عمل تک نہیں پہنچے، تو وہ کہے گا: اے میرے

رب! میں نے اپنے لئے اور ان کے لئے عمل کیا تھا تو تخم دیا جائے گا کہ انہیں اس شخص کے ساتھ لایا کر دیا جائے اور اس کے درجے میں پہنچا دیا جائے) امام حسن بن سمری نے یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً روایت کی، امام ابو نعیم نے روایت کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا یہ مومنوں کی اولاد ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا: یہ لوگ اپنے والدین میں سے بہتر کے ساتھ ہوں گے، اگر باپ ماں سے بہتر ہو گا تو باپ کے ساتھ ہوں گے اور اگر ماں باپ سے بہتر ہوگی تو ماں کے ساتھ ہوں گے۔

آپ ﷺ کی آل اہل جنت کی سردار ہے

جہاں تک نبی اکرم ﷺ کی ذریت اور آل کا تعلق ہے تو ان کی خصوصیت اور فضیلت کے بارے میں بہت سی مشہور حدیثیں وارد ہیں، اور یہ بھی وارد ہے کہ وہ اہل جنت کے سردار ہیں اور جنت کے اعلیٰ ترین درجے میں ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کے لئے قیامت کے دن شفاعت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ ان میں سے کسی کو آگ میں داخل نہیں فرمائے گا، البتہ! جو شخص حد کفر تک پہنچ جائے تو اس کا نسب ہی درست نہیں ہوتا، کسی نہ کسی جگہ خلل واقع ہو گیا ہوتا ہے۔ (۳۴ قادری) خاص طور پر حضرت سیدہ فاطمہ زہراء خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آیا ہے کہ وہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے دو صاحبزادوں (حسنین کریمین) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں آیا ہے کہ وہ جنتی عورتوں کے سردار ہیں۔

وَعِظْمَةُ اور آپ کو عظیم بنا دیں (الشیعین) انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان، اس جگہ لفظ فی اسی طرح ہے جیسے اس سے پہلے "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى خُصْمَةِ هِيَ الْأَوَّلِينَ" میں گزر چکا ہے، اس جگہ رجوع کیجئے "الَّذِينَ خَلَقُوا فَتِلْكَ" جو نبی اکرم ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ سے پہلے گزر چکے ہیں، لہذا یہ صفت کاشفہ ہے، (استاذی نہیں ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان میں سے ہیں، کیونکہ وہ (فرائض نیت انجام دینے میں زانی اعتبار سے) نبی اکرم ﷺ سے پہلے تھے۔

جنت میں کل ایک سو بیس صفیں

بِسْمِ اللَّهِ اجْعَلْ لِي خُصْمَةً كَثْفَرُ الشَّيْطَانِ اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متبعین تمام انبیاء سے زیادہ بنا، یہ حقیقت احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے، اور یہ کہ آپ کی امت تعداد میں تمام امتوں سے زیادہ ہوگی، اور جنتی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں اسی صفیں اس امت کی اور چالیس باقی امتوں کی ہوں گی۔ ذبیحہ یاء اور ہاء دونوں پر زیر بطور مفعول اور تبع دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع اثنا عشر ہے، اس کا فعل طرح کی طرح تبع آتا ہے، اس کا معنی ہے کہ ایک شخص دوسرے کے پیچھے چلا۔

(وَافْتَحْتُمْ اُزْوَاجَكُمْ) اُزْوَاج جمع ہے وزیر کی اس کا معنی ہے مددگار اور ذمہ دار یوں کے بوجھ اٹھانے والا اس میں ہے کہ کا وزیر وہ ہے جو ملک کی ذمہ داریوں کے بوجھ اٹھاتا ہے یہ فُتُو اُزْوَاج معنی معاونت نہیں ہے کیونکہ وزیر کی واؤ ہنرے کی کہ آئی ہوئی ہے اس سے فعل کا ہم وزن اُزْوَاج آتا ہے (انھیں) حضرت مصنف کے اصل نسخے میں اُزْوَاج ہے ابتدا میں ہمزہ سے یا تو اُزْوَاج کی جمع ہے جس کی ابتدا میں ہمزہ ہے یا وزیر کی جمع ہے لیکن واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے کیونکہ یہ کلمہ کی ابتدا میں واؤ ہے لہذا اسے ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے وَجْہ کی جمع وَجْہَات اور اُجْوَہ دونوں طرح آتی ہے مبروئے کہا کہ ہر مضموم ہمزہ ہمزہ سے بدلنا جائز ہے سوائے ایک واؤ کے کہ اس میں اختلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے وَلَا تَنْسُوا الْفَصْلَ بَيْنَكُمْ اور اس جسی جمع کی دوسری واؤ اس میں مختار یہ ہے کہ اسے ہمزہ سے نہ بدلا جائے جیسے کہ صحاح میں نقل کیا گیا ہے بعض نسخوں میں اُزْوَاج کی جگہ اُزْوَاج ہے اُزْوَاج ہمزہ پر زیر ذاع ساکن اس کا معنی قوت اور امداد ہے۔

(وَافْتَحْتُمْ تَحَارُفَہُمْ) اور تمام انبیاء میں عزت و کرامت کے اعتبار سے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ کاش یہ وہ عزت و شرافت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی طور پر عطا فرمائی اور آپ کو دوسروں پر فضیلت عطا فرمائی۔ (وَافْتَحْتُمْ) اسی طرح کلمہ سلیمہ وغیرہ میں ہے بعض نسخوں میں ہے (وَافْتَحْتُمْ فِی الْجَنَّةِ مَنَازِلًا) اور جنت میں سب سے وسیع گھر والے جہ (الْمَنَازِلُ فِی الْجَنَّةِ) اے اللہ! تیری طرف ہر سرداری شفاعت جنت میں داخل ہونے اور زیارت و تہجد خیر کی طرف سبقت کرنے والوں میں بنا (وَافْتَحْتُمْ) آپ کی انجا کو وَفِی الْمَنَازِلِ خَيْرٌ مِّنْ لَّہِ اور منتخب حضرات کی منزلوں میں آپ کی منزل بنا۔ اسی طرح نسخہ سلیمہ وغیرہ میں ہے بعض معتد نسخوں میں ہے (وَافْتَحْتُمْ) تاء کے ساتھ ابن سبع اور عزنی کے نزدیک بھی اسی طرح ہے۔ (وَافْتَحْتُمْ مَنَازِلَہُمْ) اور اپنی بارگاہ کے مقربین کے گھروں میں آپ کا گھر بنا۔

(وَافْتَحْتُمْ مَنَازِلَہُمْ) اور انہیں زیارت کے دن حقیقۃ القدس (بارگاہ خاص) میں قریب ترین مجلس عطا فرما (وَافْتَحْتُمْ) اور انہیں اپنی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقبوض اور مستحکم کفرے ہونے کے جگہ عطا فرما یعنی انہیں ہمیشہ اپنے سامنے اس طرح رکھ کہ آپ ہر لمحہ تیری طرف متوجہ ہوں ایک لمحہ بھی دوسری طرف متوجہ نہ ہوں اور آپ کے لئے کوئی پردہ اور واسطہ نہ ہو بلکہ آپ ہی دوسروں کے لئے پردہ اور واسطہ ہوں۔ کلام کی روش سے یہی مطلب واضح طور پر سامنے آتا ہے ممکن ہے کہ مقام سے رتبہ مراد ہو یعنی اے اللہ! تو نے اپنے حبیب ﷺ کو جو رتبہ عطا فرمایا ہے اسے اتنا مستحکم فرما کہ آپ اس سے نکل نہ ہوں۔

(وَافْتَحْتُمْ تَحَارُفَہُمْ) اور سب سے زیادہ درست کلام کرنے والے ہر مقام میں قیامت شفاعت اور جنت میں اور تہجد کے وقت خصوصاً جب تو انہیں سب سے زیادہ توفیق دے کہ وہ تیری طرف متوجہ ہوں اور تیرا مشاہدہ کریں اور تو انہیں عطا اُذُن عطا فرمائے تو آپ وہی کلام کریں جو درستی اور صواب کی انتہا ہو۔ (وَافْتَحْتُمْ مَنَازِلَہُمْ) اور سوال کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب بنا خواہ دو سوال اور دعا اپنی حاجت کے لئے ہو یا دوسروں کے لئے قیامت کے ہر میدان میں اور جنت میں اور زیارت کے دن خصوصاً۔۔۔۔۔ اس جگہ حاشیہ میں لکھا گیا ہے التَّجَارُحُ وَالتَّجَارُحُ کا معنی ہے کسی شے کے حاصل کرنے کے

یعنی اُمّیہ اور آپ کی شفاعت امت کے حق میں قبول فرمادے۔۔۔۔۔ ظاہر یہ ہے کہ امت سے مراد تمام مخلوق ہے جس کے حق میں آپ شفاعت کبریٰ فرمائیں گے ۱۴ قادی (ابَشْفَاعَتُہٗ بِاَمْرِ جَارِہٖ کے ساتھ 'امین' صبح کے نزدیک اسی طرح ہے 'امین' انصاف کے ساتھ وادع اور علامہ سخاوی کے نزدیک شَفَاعَةُ نَصَب کے ساتھ ہے 'کہا گیا ہے کہ یہ زیادہ ظاہر ہے' اس وقت شَفَاعَةُ مَنْصِبِ صَحْبِ ہو گا اس سے مراد شفاعتِ صحبہ ہی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ حساب و کتاب شروع فرمائے 'واللہ تعالیٰ اعلم' کیونکہ حضرت مصطفیٰؐ اس کے بعد فرمایا ہے اِنْفِطَظَ بَيْنَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ وہ شفاعت جس کے سبب تمام اولین اور آخرین تیرے حبیب ہو کر رٹک کریں گے (اور یہ شفاعت کبریٰ ہی میں ہو گا)

(اِذَا الْاَوَّلُوْنَ) اور جب تو جدا کرے (عَبْدًا ذٰلِكَ) بعض بندوں کو بعض سے (بِقَضَائِكَ) بندوں میں فرق کرنے والے ہے کے ساتھ۔۔۔۔۔ اس کتاب میں اسی طرح ہے 'ایک نقطے والی بات کے ساتھ جو سمیت کے لئے ہے یا حریت کے لئے۔۔۔۔۔ حضرت نے لام تعلیلہ کے ساتھ ذکر کیا ہے (بِقَضَائِكَ) یا یہ معنی عند ہے 'پھر مجھے یہ لفظ اس کتاب کے بعض فقرات میں لام کے ساتھ بھی ملا یہ سخت کی امتیاز موصوفہ کی طرف ہے 'معنی یہ ہو گا کہ جب تو فرق کرنے والے فیصلے کے اپنے بندوں کو جدا کرے' یعنی الیہ فیصلہ دو ادب حقوق کو ان کے حقوق دینے کے لئے کیا جائے (اَفَاَجْعَلُ مُجْتَلٰا لِّہٖ) وہ ہے کہ کلمہ ہی حریت کے لئے ہو 'جیسے کہ عام طور پر استعمال ہوتا ہے' اور یہ بھی احتمال ہے کہ جُن یا مَن کے معنی میں ہو کہ وادع کے الفاظ یہ ہیں (اَفَاَجْعَلُ مُجْتَلٰا اَصْدَقِیْ) (اَفَاَجْعَلُ مُجْتَلٰا) جمع ہے اَصْدَقِیْ کی جو صدق سے اسم تشغیل کا صیغہ ہے اس قول کی طرح مصدر ہے 'بعض علماء نے کہا کہ یہ اس کا اسم ہے' مراد یہ ہے کہ جب آپ کسی شخص کے حق میں یا کسی خلاف ہو ای دیں 'مطلب یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو ان حضرات میں شامل فرما جس کی تو تصدیق فرمائے اور جن کی گواہی اس وقت قبول فرمائے۔

عمل صالح کی دعا

(وَالْاٰخِرَیْنِ غَضًا) اور آپ کو اچھے عمل والوں میں سے بنا۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کا یہ مطلب ہو کہ آپ سے آپ سے عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا' اسی طرح حضرت مصنف نے دعا کی ہے کہ فیصلے کے وقت آپ کو سب سے اچھے عمل والوں میں سے بنا' اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپ سے تبلیغِ دین یا گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جب کہ دیگر تمام انبیاء سے گواہ طلب کیا جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے سوال کیا جائے گا لیکن تبلیغِ دین پر آپ سے گواہ طلب نہیں کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَنُفِثْنَا لَیْلَیْنِ الْفُرْقَانِ (۱۶/۱۷) اور یہ حدیث ہمیں ضرور پوچھتا ہے رسولوں سے۔ اس ارشاد کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے بھی سوال کیا جائے گا۔

بندوں کی قسمیں

امام فخر الدین رازی نے فرمایا: اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں سے حساب لے گا کیونکہ بندوں کی دو ہی قسمیں ہیں یا تو رسول ہیں یا وہ ہیں جن کی طرف رسول بھیجے گئے ہیں، اور اس شخص کا قول باطل ہو جاتا ہے جس نے کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے مساب نہیں لیا جائے گا اور کافروں کا مساب بھی نہیں ہو گا۔ (انصہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **يَوْمَ يَخْتَصِمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَسْتَمِونَ بَيْنَ يَدَيْهِ** (۱۰۸/۵) جس دن اللہ رسولوں کو جمع فرمائے گا، پھر انہیں فرمائے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا؟۔۔۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے سوال ہو گا۔

لیکن حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان دیکھئے وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جس سے چاہے کا پیغام رسالت کے پہنچانے کے بارے میں پوچھے گا اور جس کافر سے چاہے گا رسولوں کی تکذیب کے بارے میں پوچھے گا، مبتدعین سے سنت کے بارے میں پوچھے گا (کہ تم نے سنت کی مخالفت کیوں کی؟) اور مومنوں سے اعمال کے بارے میں پوچھے گا؟ (انصہ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص ہے (کہ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے گا پوچھے گا) امام ابو طالب نجی اور امام ابو حامد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسی پر اجماع کیا ہے، امام رازی کا کلام اس کے منافی نہیں ہے، تمام بندوں سے ان کی مراد بندوں کی ہر قسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

لہذا دلائل الخیرات میں جو دعا کی گئی ہے کہ فیصلے کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین عمل والوں میں سے بنا تو اس کا بھی مطلب ہو گا کہ جب آپ سے محبت الہیہ کے مطابق سوال کیا جائے تو آپ کو بہترین عمل والوں میں سے بنا تاکہ آپ مخلوق کی شفاعت کریں اور آپ کی شفاعت بغیر کسی تاخیر کے قبول کی جائے اور کسی ایسے عمل کا ذکر نہ ہو جس کی بنا پر شفاعت کے قبول نہ کئے جائے کا خطرہ ہو، یہ اشارہ ہے وچر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف کہ جب انہیں شفاعت کی درخواست کی جائے گی تو وہ اپنے کچھ اعمال کا ذکر کریں گے اور شفاعت کبریٰ نہیں فرمائیں گے۔

انبیائے کرام علیہم السلام سے حساب نہیں ہو گا

امام حافظ جلال الدین سیوطی نے "السدور المسافرة" میں امام شافعی کی تصنیف بحر الکلام کے حوالے سے یہ فائدہ بیان کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا حساب نہیں ہو گا، اسی طرح مومنوں کے بچوں اور ان دس صحابہ کرام سے بھی حساب نہیں لیا جائے گا جنہیں جنت کی بشارت دی جا چکی ہے، یہ حساب منقش ہے، جہاں تک حساب عرض کا تعلق ہے تو وہ انبیاء کرام اور صحابہ کرام کے لئے بھی ہو گا اور وہ یہ کہ آپ نے یہ کام کیا اور ہم نے معاف کر دیا، حساب منقش یہ ہے کہ کہا جائے گا تم نے یہ کام کیوں کیا؟

تعلیم امت کے لئے آسان حساب کی دعا

امام احمد ابن حنبل اور حاکم سند صحیح سے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بعض نمازوں میں یہ کہتے ہوئے سنا اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لینا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آسان حساب کیا ہے؟ فرمایا: بندے کے نامہ اعمال کو دیکھا جائے گا اور اسے معاف کر دیا جائے گا۔ عائشہ جس کے حساب میں منافقہ (باز پرس) کیا جائے گا وہ بلاک ہو جائے گا، مومن کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے اس کے لئے مومن کا کفارہ چا دی جاتی ہے یہاں تک کہ اسے جو کافرا جھٹاتا ہے (وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے)۔

نبی اکرم ﷺ نے دعا کی 'اے اللہ! مجھ سے آسان حساب لینا' ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے ظاہر ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ نے امت کو کھانے کے لئے یہ دعا کی ہو، یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بطور بندگی عاجزی اور تذلل کے یہ دعا کی ہو، اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہونے اور دل و جان سے اس کی طرف متوجہ ہونے کی بنا پر اس کے دہرے کی طرف توجہ نہ رہی ہو، یہی بیش ظہر رہا کہ اس کا علم وسیع ہے اور وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے، اس کے پورے کلام اور احکام کی طرف التفات نہ ہو

ازہی الشہیدیت، میم پر زبر، یاء کے بعد تاء نہیں ہے اور دال کے بعد دو یاء ہیں، اسی طرح نسخہ سلیہ میں ہے 'یاء' نسخوں میں 'یاء' میم پر پیش، یاء کے بعد تاء اور دال کے بعد ایک یاء، امام رسل کے نزدیک بھی اسی طرح ہے، یعنی راستہ، مراد اس کے صاحب یا اس پر چلنے والے کی ہدایت ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اجْعَلْ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسَنَةً (اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارے لئے یعنی امت مسلمہ کے لئے (فقرظا) پیش رو مستقیم بنائیے) اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم حوض کوثر پر تمہارے پیش رو ہوں گے، اور ہم اپنی امت کے پیش رو ہیں، ان کو ہماری مثل کے ساتھ ہرگز عدم نہیں پہنچایا جائے گا، اور فرمایا: ہم تمہارے لئے پیش رو ہیں، اور ہم تمہارے گواہ ہیں، اس حدیث کو امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، اور فرمایا: ہر قوم کے لئے ایک پیش رو ہوتا ہے اور ہم حوض کوثر پر تمہارے پیش رو ہوں گے، جس شخص نے حوض پر حاضر ہو کر پانی پیا، وہ پچاسا نہیں ہو گا اور ہو پچاسا نہیں ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سل بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

فقرظا زبر، اس کے بعد راء، جس شخص کو کہتے ہیں جو قوم سے پہلے پانی پے جاتا ہے اور ان کے لئے رسیوں اور ڈولوں کا انتظام کرتا ہے، وہ قوم کے لئے حوض تلاش کرتا ہے اور ان کے پینے کے لئے پانی حاصل کرتا ہے، یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے، یہ فعل کا وزن ہے اور فاعل کے معنی میں ہے جیسے نفع معنی نایع ہے، فقرظا بھی کہتے ہیں، اساس میں سے ازلوا فقرظا، فقرظا (اسی سے مراد بچے کے لئے کہا گیا ہے) 'اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فَرَقًا' اے اللہ! اسے ہمارے لئے ایسا اجر بنا جو ہم سے پہلے جنت میں جائے تاکہ اس کے بہانہ میں نبی اکرم ﷺ بحیثیت شفیع کے اپنی امت سے پہلے جائیں گے اور ان کے لئے انتظام فرمائیں گے۔

وَجَعَلْ خِرَافَةً لَّنَا هَذَا عَمَلًا، اسی طرح نسخہ سلیہ میں ہے، عرفی کے نزدیک بھی یہی لفظ ہے، بعض نسخوں میں مؤذفا ہے

ابن سبغ، فاکہانی اور سخاوی کے نزدیک بھی ہے، بخاری شریف میں ہے: **اِنَّ فِرْعَوْنَ كُتِبَ عَلَيْهِ السُّمُّ**۔ ہمارے دوسرے کی جگہ حوض ہے اور ہم اپنے اس مقام سے اسے دیکھ رہے ہیں، مسلمان پانی پینے کے لئے حوض پر وارد ہوں گے، لہذا سبغ کے اعتبار سے دونوں نسخے صحیح ہیں۔ **اَلَاؤُكُلًا وَاجْرًا**۔ یہ ثبات بدل ہے، اور اس پر حرف جر دوبارہ لایا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنَا فِيْ رُفُوْتِهِ اسی طرح بہت سے صحیح نسخوں میں ہے، بعض نسخوں میں اس سے پہلے ہے **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَخِيْهِ وَخِيْرَتَا بَطَاغِيْهِ وَاحْشُرْنَا فِيْ رُفُوْتِهِ** اسی طرح کچھ زیادتی اور تقدیم و تاخیر کے ساتھ امام رصاع کے نزدیک ہے۔۔۔ لفظ **فِيْ رُفُوْتِهِ** کے لئے ہے، اور ظریت کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ **(وَاسْتَفْعَلْنَا)** اور ہمیں قتل کرنے والے بنا آپ کی سنت پر بسطیہ، ابتداء میں ایک نقطے والی بناء کے ساتھ، یہی بعض معتد نسخوں میں ہے اور یہی عزنی کی در منظم، ابن فاکہانی کی اخیر المیر، ابن دواع کی لمحات الانوار اور علامہ سخاوی کی تصنیف القول البدیع میں ہے، نسخہ سلیہ میں **(فِيْ سُنْبِيْهِ)** ہے **(وَغُوْتُنَا وَخِيْرَتَا)** اور ہمیں اپنے حبیب اکرم ﷺ کے ساتھ جمع فرما اور ہمارے دل میں آپ کی معرفت پیدا فرما، تاکہ کسی دوسرے کا التباس باقی نہ رہے (دور نہ) ہم تہذیب کا شکار رہیں گے۔ **(وَاجْعَلْنَا فِيْ رُفُوْتِهِ)** یہ لفظ **فِيْ** اسی طرح ہے جیسے اس سے کچھ پہلے گزر چکا ہے۔ **(وَاجْرًا)** اور ہمیں آپ کے اصحاب میں سے بنا، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے عام متبعین ہیں، قاموس میں ہے مرد کا حزب اس کا لشکر اور اس کے ہم خیال اصحاب ہیں۔

یہ **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَخِيْهِ وَخِيْرَتَا** اسے اللہ! ہمیں اپنے حبیب اکرم ﷺ کے ساتھ آخرت میں جمع فرما، بھگتا، کاف تعلیلید اور ما مصدریہ ہے، آفتابید، جیسے کہ ہم دنیا میں آپ پر ایمان لائے ہیں **(وَلَوْ كُنَّا نُوَدِّعُ)** اور ہمیں سر کی آنکھوں سے آپ کے محسوس جسم اقدس کا دیدار اور مشاہدہ نہیں ہوا، یہ دو نعمت عظمیٰ ہے جو صرف صحابہ کرام کو حاصل ہوئی۔

بارگاہ نبوی سے جدا نہ ہونے کی دعا

(وَلَا تُفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ) اور ہمارے اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کے درمیان قیامت کے دن جدائی نہ ڈال۔۔۔۔۔ حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی ہے کہ اے اللہ! ہمیں اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کو جمع فرما اور جدائی نہ ڈال، ہم نے جو اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ اس سے آخرت کا اجتماع مراد ہے، تو یہ کلام کی روش کا تقاضا ہے۔ بعض اوقات اس کو دنیا اور آخرت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اجتماع اور اتصال پر محمول کیا جاتا ہے، دنیا میں روحانی طور پر اور بصیرت کے مشاہدہ سے اور آخرت میں روحانی اور جسمانی طور پر آنکھ اور بصیرت کے مشاہدہ سے، دنیا میں اگر دعا کرنے والے کو روحانی اتصال حاصل نہیں ہے تو اس کا مشہدہ یہ ہے یہ دولت عظیم حاصل ہو جائے، اور اگر یہ دولت حاصل ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نعمت عظمیٰ ہوتی رہے اور اسے تقویت حاصل ہو، یہی وہ صورت ہے جس کا تقاضا حضرت علی بن عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حال تقاضا کرتا ہے، کہ نہ وہ نبی اکرم ﷺ کی آل میں سے ہیں اور تابعین کے سرداروں اور رؤسا میں سے ہیں، حافظ ابو نعیم نے طبع اللہ لیاہ میں ان کے حالات تحریر کیے ہیں، (یہ درود شریف ان ہی کا بیان کر رہا ہے، جیسے کہ شارح آگے ہا کر بیان کریں

گے۔ (۱۲) تاوری) اسی طرح حضرت مصطفیٰ شیخ ابو عبد اللہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی حال ہے۔

حضور علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب کون؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتنا سال اس وقت پیدا ہوتا ہے جب آپ کی محبت دل میں رائج ہو جائے، شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا اقتباس اس سے پہلے مکرر چکا ہے، اس کے بعد اس حدیث شریفہ ”اِنَّ اَوْلٰى النَّاسِ بِىْ اَكْثَرُھُمْ عِلْمًا صَافَاً“ سب لوگوں سے زیادہ ہمارے قریب وہ شخص ہو گا جو ہم پر درود شریف سب سے زیادہ پیچھے گا۔ کے بارے میں کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں رائج ہو جائے تو آپ کی صورت کریمہ مبارکہ ایک سٹے کے برابر بھی بصیرت (دل) کی آنکھ سے غائب نہیں ہو گی، اور یہ حقیقی زیارت ہے، کیونکہ آنکھ سے کوئی چیز اس لئے دکھائی دیتی ہے کہ حقیقت ہمارے اس چیز کی صورت ہو دیکھی ہے، بصیرت کی آنکھ تک پہنچ جاتی ہے، تو جس شے تک نظر پہنچی تھی، اس کی بصیرت پر بصیرت کو اطلاع ہو جاتی ہے۔

محبت کے ساتھ درود پاک پڑھنے کا فائدہ

اس میں شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب باری محبت کے ساتھ درود شریف پیش کیا جائے تو اس کے باطن میں جگہ اٹھتے ہیں، اور نفس انسانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مقدسہ کے لئے آمینہ بن جاتا ہے اور وہ صورت اللہ کے اس سے غائب نہیں ہوتا، اور یہ وہ علم حقیقی ہے جس میں شک نہیں ہوتا، سند پیشی قریب ہو اتنا ہی علم شیمات کے روبرو سے دور ہو جاتا ہے، آنکھوں سے دیکھ کر روایت کرنے والے اور بصیرت کے ساتھ دیکھ کر روایت کرنے والے میں قرابت آنکھ کے دیکھنے میں بعض اوقات دوہام کی آمیزش ہو جاتی ہے، لیکن صاف بصیرت کے دیکھنے میں نہ دوہام کا دخل ہے اور نہ غلطی کا۔ اس اشارے کو خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے بعد والے اصحاب معرفت و محبت صحابہ کرام کو نہیں پہنچ سکتے، کیونکہ صحابہ نے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراور دل دونوں کی آنکھوں سے دیکھا تھا، ۱۴ قادری

حضور علیہ السلام کی زیارت کرنے والے خوش نصیب

شیخ عبد اللہ ساحلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کے نفس انسانی میں مستغنی ہونے میں سیاقی اور حضور کے اعتبار سے لوگ اپنے اپنے ذوق اور مشرب کے لحاظ سے مختلف ہیں، بعض وہ ہیں جن کے آمینہ نفس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد جلوہ گر ہوتی ہے، اس قسم کے لوگ (روحانی اعتبار سے) کمزور ترین ہوتے ہیں، ان کے نفس کو اس منزل سے مخصوص بست تھوڑی کیفیات حاصل ہوتی ہیں، انہیں نیند کی حالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، اگر بیداری میں بھی دیدار ہو تو قائل نہیں ہوتا، بعض حضرات وہ ہوتے ہیں جن کے آمینہ و نفس میں نبی

موجود کی صورت کریمہ ان اوقات میں جلوہ گر ہوتی ہے جب وہ آپ کا ذکر کرتے ہیں، خصوصاً تجانیوں میں جب ان کے فکر کو خالص معنائی حاصل ہوتی ہے، جب فکر کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے تو وہ صورت مبارکہ بھی غائب ہو جاتی ہے، یہ لوگ پہلی قسم سے اعلیٰ ہیں، لیکن ابھی انہیں کمال حاصل نہیں ہوتا، یہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی صورت کمال کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوتے ہیں۔

پہری قسم ان خوش نصیبوں کی ہے جو بیداری یا نیند کی حالت میں جب بھی آنکھیں بند کرتے ہیں بصیرت کی آنکھ کے ساتھ ہر حال میں آپ کے دیدار کی دولت عظمیٰ حاصل کر لیتے ہیں، یہ انتہائی پاکمال حضرات ہیں جن کے دل پوری طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مطمئن حاصل کر چکے ہیں، یہاں تک کہ ان کے نفوس قرب کے باتوں تک ترقی کر چکے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اندام یافتہ حضرات انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کی صحبت ہمراہی ہے اور یہ بہت ہی اچھے رشتے ہیں۔

چوتھی قسم وہ پیکر ان سعادت ہیں جو ان سے بھی اعلیٰ ہیں، جنہیں سر کی کھلی آنکھوں سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی صورت کریمہ کی زیارت کا شرف کسی طور پر حاصل ہوتا ہے، خصوصاً ذکر کے اوقات میں، اور یہ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بکثرت درود شریف بھیجئے، جب روحوں کو آپ کی کائنات و محبت حاصل ہو جاتی ہے تو آپ کی روح انور آپ کے ظاہری جسم القدس کی صورت میں مشکل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے والا کھلی آنکھوں سے آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے اور کبھی اسے باطنی اور اک اور دیدار حاصل ہوتا ہے، اس کا دار و مدار باہمی جہت کی قوت اور کمزوری پر ہوتا ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر ہے کہ بصیرت کا دیکھنا آنکھوں کے دیکھنے سے زیادہ قوی ہوتا ہے (انتہی)۔

شیخ ساحلی کے اس فرمان پر غور کریں کہ نبی اکرم ﷺ کی روح انور آپ کے جنم مقدس کی صورت میں مشکل ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ درود شریف بھیجئے والے کو آپ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ بہت سے اولیاء کرام کو بیداری میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، امام جتہ (اسام غزالی اور دیگر حضرات کا کلام اس جگہ نقل کیا جائے تو اختصار جاتا رہے گا اور کلام طویل ہو جائے گا۔

حدیث ”جس نے مجھے خواب میں دیکھا“ کی شرح

امام بایں الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ”ترویج الحلیک“ میں فرماتے ہیں: شیخ کمال الدین بابری حنفی مشائخ انوار کی شرح میں حدیث شریف عن زاذلی فی النساء فسیز این فی الیقظة (الحدیث) کی شرح میں فرماتے ہیں: بیداری یا نیند میں وہ شخصوں کا اجتماع اس لئے ہوتا ہے کہ ان میں وجہ اتحاد پائی جاتی ہے، اور اتحاد کے پانچ کلی اصول ہیں: (۱) ذات میں شرکت، (۲) ایک یا زیادہ صفات میں شرکت، (۳) ایک یا ایک سے زیادہ احوال میں شرکت، (۴) افعال میں شرکت، (۵) مراتب میں شرکت، دوا دو سے زیادہ اشیاء میں مناسبت کی جتنی صورتیں بھی تصور کی جاسکتی ہیں وہ ان پانچ سے باہر نہیں ہیں۔

زب (اتحاد) یعنی قوی ہوگی اجتماع اتحادی زیادہ ہوگا اور وجہ اتحاد پیشی کمزور ہوگی اجتماع اتحادی کم ہوگا بعض اوقات اتحاد اور محبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ قریب ہے کہ دو شخص جدا ہی نہ ہوں، کبھی صورت حال اس کے برعکس ہوتی ہے کہ کبھی باتیں اصول اتحاد حاصل کرنے اور اسے مضبوطی دینے کے کامیابی کی روحوں سے چلتے مناسبت حاصل ہو جائے تو وہ جب تک ان سے ملاقات کر سکتا ہے (اتمی) بہر حال دلائل الثبوت میں حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی ہے کہ ہمیں ہر لمحہ سے اتصال عطا کیا جائے اور اتصال ایسا ہو جو کبھی قطع نہ ہو یہاں تک کہ وہ آپ کے ساتھ دائمی وصل اور اجتماع نعمتوں کے دار جنت میں داخل ہو جائیں، حضرت مصنف کے اس قول کا یہی مطلب ہے احشی نذجلنا فذلخلہ،

احشی نذجلنا فعل منصوب ہے اور حشی حرف جر ہے اور انتہاء ثابت کے لئے ہے یہ الی کے معنی میں ہے اور احشی مستقبل کے لئے ہے۔ اذخلہ فعل مہم پر زیر یہ اذخل کا مصدر ہے یا اسم مکان ہے مطلب یہ ہے کہ ہمیں آپ کے داخل ہونے کی طرح داخل کرے یا آپ کے ہونے کی جگہ داخل فرما، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم پر پیش ہو اس وقت یہ اذخل چاہئے والے فعل کا مصدر یا اسم مکان ہے تو یہ پہلے فعل کی طرح ہوگا (دونوں ایک باب (افعال) سے ہوں گے) (وَنَجْعَلَنَّ مِنْ رَحْمَتِنَا رِزْقًا مِّنْ لَّهِ رِزْقًا مِّنْ رَّحْمَتِنَا) اور رِزْقًا مِّنْ رَّحْمَتِنَا سے مراد وہ رِزْق ہے جس کا معنی ہے نفع ہے اسی سے رِزْق ہے ایک ساتھ سفر کرنے والوں کی جماعت کو کہا جاتا ہے جو ایک ساتھ قیام اور کوچ کرتے ہیں ایک دوسرے کی امداد کرتے ہیں اس کی جمع رِزْق ہے کہا جاتا ہے رِزْقًا مِّنْ رَّحْمَتِنَا اور رِزْقًا مِّنْ رَّحْمَتِنَا جب وہ الگ الگ ہو جائیں رِزْق ختم ہو جاتی ہے لیکن رِزْق والا ہم ختم نہیں ہوتا۔

(مِنَ الْمُتَّقِينَ عَلَیْہِمْ) اس حال میں کہ ہم انعام دے گئے حضرات کے ساتھ ہوں۔۔۔ اسی طرح اکثر نسخوں میں ہے (مِنَ الْمُتَّقِينَ عَلَیْہِمْ) کلمہ مِنْ بیان جنس کے لئے ہے (مِنَ الْمُتَّقِينَ) یہ کلمہ مِنْ بھی بیان جنس کے لئے ہے (وَالْمُتَّقِينَ) اور انبیاء کرام علیہم السلام کے اصحاب فضیلت تابعین سے کیونکہ وہ صحابی اور تلمذی میں خوب کو خوش ہیں (وَالْمُتَّقِينَ) یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والے ایک احتمال یہ ہے کہ وہ بھی مراد ہوں اور احادیث میں مذکور شہداء بھی مراد ہوں جو ان کے حکم میں ہیں (وَالْمُتَّقِينَ) مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ نیک لوگ (وَالْمُتَّقِينَ) اوتقوا چاروں قسم کے حضرات (وَالْمُتَّقِينَ) یا تو مفرد ہے اور اس سے مراد جنس ہے یا یہ جمع ہے یعنی یہ جنت میں بہترین ساتھی ہوں جن کی زیارت دیدار اور ان کی بارگاہ میں حاضری سے فائدہ حاصل کیا جائے گا اگرچہ دوسروں کی نسبت ان کی رہائش بلند درجہ میں ہوگی۔۔۔ (وَالْمُتَّقِينَ) تمیز ہونے کی بنا پر منصوب ہے بعض نے کہا کہ حال ہے ابن عقیل نے فرمایا اس کا تمیز زیادہ درست ہے۔

(الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) کئی نسخوں میں یہ جملہ نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ یہ ثابت ہے حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ عادت یکن ہے کہ وہ اپنی کتاب کے اجزاء مثلاً چہ تعالیٰ یا تعالیٰ حصے کو (الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ) پر ختم کرتے ہیں یہ حصہ الکافیہ کے نصف اول کا اختتام ہے اس کے بعد فصل کے دوسرے نصف کی ابتداء ہے۔

ابْتَدَأَ الرَّبْعَ الثَّالِثَ

تیسرے پہ قہلی جسے کی ابتدا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نُورِ الْهُدٰى وَالْقَائِدِ اِلَى الْخَيْرِ وَالِدَاعِي

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جو ہدایت کے نور، پہلائی کی طرف لے جانے والے، ہدایت

اِلَى التَّرْشِيْدِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلٍ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ

کی طرف بلانے والے، نبی رحمت، پر ہیز گاروں کے امام اور رب العالمین کے رسول ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں،

كَمَا بَلَغَ رِسَالَتَكَ وَنَصَحَ لِعِبَادِكَ وَتَلَاٰ آيَاتِكَ وَاَقَامَ حُدُوْدَكَ وَوَفٰى بِعَهْدِكَ

جیسے انہوں نے تمہارا پیغام پہنچایا، تیرے بندوں کو نصیحت کی، تیری آیتوں کی تلاوت کی، تیری حدود کو قائم کیا، تیرے عہد کو

وَانْفَذَ حُكْمَكَ وَاَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَنَهٰى عَنْ مَعْصِيَتِكَ وَوَالٰى وَلِيَّكَ الَّذِي

پورا کیا، تیرا حکم جاری کیا، تیری فرمانبرداری کا حکم دیا، تیری نافرمانی سے منع کیا، تیرے اس دوست کو دوست رکھا جسے دوست

تُحِبُّ اَنْ تُوَالِيَهُ وَعَادٰى عَدُوَّكَ الَّذِي تُحِبُّ اَنْ تُعَادِيَهُ

رکھنا تو پسند فرماتا ہے اور تیرے اس دشمن کو دشمن چاہا جس کی دشمنی کو تو پسند فرماتا ہے،

وَصَلِّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِهِ

اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرمائے، اے اللہ! جسموں میں ان کے

فِي الْاَجْسَادِ وَعَلٰى رُوْحِهِ ۝ فِي الْاَرْوَاحِ وَعَلٰى مَوْقِفِهِ فِي الْمَوَاقِفِ وَعَلٰى

جسم پر رحمت نازل فرما، روحوں میں ان کی روح پر، مقامات میں ان کے مقام پر، حاضری کی جگہوں میں

مَشْهَدِهِ فِي الْمَشَاهِدِ وَعَلٰى ذِكْرِهِ اِذَا ذُكِرَ صَلَوةٌ مِّنَّا عَلٰى نَبِيِّنَا ۝

ان کی حاضری کی جگہ پر اور ان کے ذکر پر جب ان کا ذکر کیا جائے، ہماری طرف سے ہمارے نبی ﷺ پر وردہ بھیج،

اَللّٰهُمَّ اَبْنِئْهُمْنَا بِرَبَّنَا السَّلَامَ كَمَا ذُكِرَ السَّلَامُ وَالسَّلَامُ عَلٰى النَّبِيِّ

اے اللہ! انہیں ہمارا سلام پہنچا جیسے کہ سلام ذکر کیا گیا، سلام ہو نبی مکرم پر

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَرَكَاتُهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَلَائِكَتِكَ

اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں، اے اللہ! اپنے مقرب فرشتوں پر

الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى أَنْبِيَائِكَ الْمُطَهَّرِينَ وَعَلَى رُسُلِكَ الْمُرْسَلِينَ

رحمت نازل فرما اپنے مقدس نبیوں پر، اپنے بھیجے ہوئے رسولوں پر

وَعَلَى حَمَلَةِ عَرْشِكَ وَعَلَى سَيِّدِنَا جِبْرِيلَ وَسَيِّدِنَا مِيكَائِيلَ وَسَيِّدِنَا

اپنے عرش کے اٹھانے والوں پر، سیدنا جبرائیل، سیدنا میکائیل، سیدنا

إِسْرَافِيلَ وَسَيِّدِنَا مَلِكِ الْمَوْتِ وَسَيِّدِنَا رِضْوَانَ خَازِنِ جَنَّتِكَ

اسرافیل، سیدنا ملک الموت، سیدنا رضوان خازن جنت

وَسَيِّدِنَا مَالِكٍ وَصَلِّ عَلَى الْكَرَامِ الْكَاتِبِينَ وَصَلِّ عَلَى أَهْلِ طَاعَتِكَ

اور سیدنا مالک، انجم کے داروغہ اور رحمت نازل فرما، کھتے والے کرام فرشتوں پر، اور رحمت نازل فرما اپنے تمام فرمانبرداروں پر

أَجْمَعِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ اَبِ اَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكَ اَفْضَلُ

ہو آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے ہیں، اے اللہ! اپنے نبی کے اہل بیت کو وہ افضل ترین جزا عطا فرما

مَا آتَيْتَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكَ اَجْرًا اَصْحَابِ نَبِيِّكَ

جو تو نے رسولانِ گرامی کے اہل بیت میں سے کسی کو عطا فرمایا ہے اور اپنے نبی کے صحابہ کو وہ بہترین

اَفْضَلُ مَا جَازَيْتَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ الْمُرْسَلِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ

جو اب عطا فرما جو تو نے رسولوں کے اصحاب میں سے کسی کو عطا کیا ہے، اے اللہ! ایماندار مردوں اور

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ ۝ وَاغْفِرْ

مردوں، مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے، ان میں سے جو زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں، ہمیں اور

وَلَا تُخَوِّنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا

تو اے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی دشمنی نہ کر

رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

اے ہمارے رب! بے شک تو مہربان اور بہت ہی رحم والا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ، اے اللہ! رحمتیں نازل فرما ہدایت پانے کے طور پر، جس کی بدولت جہالت، کفر

کے اندھیروں میں ہدایت پائی جاتی ہے، وَاغْفِرْ لِيْ خَيْرًا اور اس ذاتِ قدس پر جو خیر کی طرف قیادت فرمانے والے ہیں

ہے۔ فی المواقف اقام کی تمام جگہوں میں سے آپ کے قیام کی جگہ کی تخصیص کی ہے (وَعَلَىٰ مَشْهُدِهِ شَهِودٌ مَعْنٰی حضور کا ہم صدر ہے) واسم مکان ہے۔ فی المَشْجَاهِلِ اس کا معنی وہی ہے جو عَلٰی مَوْقِفِهِ فِی الْمَوَاقِفِ کا ہے۔

ایسی چیزوں پر درود شریف بھیجئے کیا محبت و اہتمام اور شفقت کے حال کا ظہر ہے۔ ورنہ صلوٰۃ معنی ثنا کا تعلق آپ کے موقف اور مشہد اقام اور حضور کی جگہ سے ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ آپ کے موقف اور مشہد کی تعریف کی جائے اور صلوٰۃ معنی رحمت ہو اور موقف و مشہد اسم مکان ہوں تو مراد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جس جگہ بھی تشریف اور تشریف فرما ہوں آپ پر رحمت نازل فرمائیں لیکن سوال اور غلب رحمت کا تعلق تو استقبال سے ہے اور آپ کا کسی جگہ ٹھہرنا اور بلوغ فرما ہونا جس کو واقعہ ہے جو گزرا چکا ہے (یعنی اس دعا کا کیا مطلب ہے؟ کہ زمانہ ماضی میں جہاں آپ تشریف فرما ہوئے وہاں آپ پر رحمت نازل فرما۔ حضرت شارح اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ درود شریف غلبہ محبت کی وجہ سے صادر ہوا ہے۔ یہ وہ محب کی شان ہے کہ وہ درود و سلام بھیجے اور مدح و ثناء کے تحت اپنے محبوب اس کے آثار اور اس سے متعلق ہر چیز پر بار کرے اور اس کی توجہ معنی کی طرف نہیں رہتی۔

ہر محفل اور مقام میں درود شریف پڑھا جائے

اسی سلسلے کی مثال وہ ہے جو کتاب کے آخر میں آئے گی: "عَلَىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ فِی كُلِّ مَحْفَلٍ وَ مَشَاهِدٍ" اللہ تعالیٰ تمہیں نازل فرمائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر ہر محفل اور مقام میں اسی طرح اس درود شریف کے قریب یہ درود شریف ہے "وَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ كَهَيْئَةِ كَهَيْئَةِ مَوْجِبٍ وَصَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ فَتُذَكَّرُ فِي سَبْعَةِ صُرُبَاتٍ" نبی اکرم ﷺ پر۔ تمہیں نازل فرما اس وقت جب آپ یا کیرہ جو ان تھے آپ پسندیدہ عمر رسیدہ تھے اور جب آپ ان کی مادر میں بیٹے تھے۔ اسی طرح وہ درود شریف ہے جو آخری ربیع کی ابتدا میں لایا گیا ہے وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ فَتُذَكَّرُ فِي الْفَيْدِ صَبَا إِلَىٰ أَنْ حَضَرَ كَهَيْئَةِ كَهَيْئَةِ تَبْمِ اِیك مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کے دنیا آخرت یا برزخ کے ہر موقف خاص پر رحمتیں نازل فرما اب بغیر کسی اشکال کے مطلب واضح ہو جائے گا۔

اور یہ جو حضرت مصطفیٰ نے کہا ہے وَعَلَىٰ ذِكْرِهِ إِذَا ذُكِرَ، تو اس جگہ صلوٰۃ معنی ثناء ہے، یعنی جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے اس کی تعریف و توصیف فرما، ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ذکر کا مکمل مراد یہ ہے، یعنی جس جگہ بھی آپ کا ذکر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس جگہ اور اس کے حاضرین کو یاد دلائی کہ آپ کا ذکر کیا جائے اور ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (صلوٰۃ اس سے پہلے صلیٰ کا مفعول مطلق ہونے کی بنا پر منصوب ہے (یعنی یہ من ابتدائی ہے (عَلَىٰ نِیْثًا) اس جگہ ضمیر لانی چلے گی، لیکن یہ امر یاد ہونے یا ایسے ہی کسی دوسرے مقصد کے پیش نظر اس کا ہر لائے ہیں۔

عَنْهُمْ أَلْفُ مَرَّةٍ ایک نیت میں ہے عَنِ السَّلَامِ كُنَّا کاف تنبیہ کے لئے ہے اور مصدر محذوف کی صفت ہے، قنا ہے بعض نسخوں میں کُنَّا کی جگہ عَلَيْنَا ہے، ذِكْرُ السَّلَامِ اے اللہ! اپنے حبیب اکرم ﷺ کو ہمارا سلام پہنچا، جیسے کہ

سلام ذکر کیا گیا ہے اس آیت میں جس کی رو سے خوب خوب سلام بھیجنا واجب کیا گیا ہے۔ (وَالسَّلَامُ عَلٰی النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْمُرْسَلِينَ) حضرت شیخ نے اپنے قلم سے اس طرح سنیہ میں زیادہ کیا ہے۔ دوسرے نسخوں میں بھی ہے۔ (وَبُكْرَةُ كَلَامِهِ) عَلٰی خَلَائِكَ الْمُرْسَلِينَ (اصل سے پہلے) اور نہیں ہے (وَعَلٰی النَّبِيِّ الْكَافِرِ) اور اپنے انبیاء پر جو ذنوب سے پاک ہیں۔ اور ہر اس چیز سے پاک ہیں جو ان کے بلند دہانہ اور پاکیزہ مراتب کے لائق ہیں۔

اعلیٰ رُسُلِكَ الْمُرْسَلِينَ وَعَلٰی خَلْقِكَ غُزُوبِكَ وَعَلٰی جَنَّتِكَ) وہ ہوا اور لشکروں پر مقرر کئے گئے ہیں، جنگ کے موقع پر نازل ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحی انبیاء کرام علیہم السلام کو پہنچانے پر مقرر اور سفیر ہیں اور جن کا نازل ہونا عروج کرنے کے خواتین، بارش نازل کرنے اور تمام دنیا میں نباتات پر مقرر کئے گئے ہیں (وَالْمُرْسَلِينَ) وہ صور پر مقرر ہیں جس میں انسانوں کی روحیں ہیں، وہ روحوں کو اپنی قوت اور مہربانی سے جسموں تک پہنچاتے ہیں (وَعَلٰی الْمُرْسَلِينَ) عزرا نکل علیہ السلام ہیں جن کو دونوں کے قبض کرنے پر مقرر کیا گیا ہے۔ (وَالْمُرْسَلِينَ) (وَعَلٰی الْمُرْسَلِينَ) وہ ہنجر کے ہیں۔

وَعَلٰی الْكُفَرَاءِ الْمُرْسَلِينَ) اور رحمتیں نازل قرآن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز فرشتوں پر جو بندوں کے اعمال سے اور ان کے محافظ ہیں (وَعَلٰی الْكُفَرَاءِ الْمُرْسَلِينَ) اور ان لوگوں پر رحمت نازل فرما جو حیر دی ہوئی توفیق سے حیرت سے مشغول ہیں (وَالْمُرْسَلِينَ) سب پر ایمان بیان جس کے لئے ہے یا جہنم ہے۔ کیونکہ زمین کے باشندوں سے مراد فرما رہا ہے۔ (وَالْمُرْسَلِينَ) (وَالْمُرْسَلِينَ) ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے رہنے والے

ہے (وَالْمُرْسَلِينَ) ہمہ مدودہ کے ساتھ، عطا فرما (وَالْمُرْسَلِينَ) اور ہماری طرف سے اپنے نبی اکرم (وَالْمُرْسَلِينَ) کو جزا عطا فرما، کیونکہ انہوں نے ہمیں دین پہنچایا، ہدایت پانے والوں کے لئے دین کا راستہ ہموار کیا، دین کے لئے اور اس کا وقار کیا اور دین کے لئے اطراف عالم میں پھیل گئے۔ (وَالْمُرْسَلِينَ) خیر کے بعد اللہ، بعض نسخوں میں جو ہے (وَالْمُرْسَلِينَ) یا ایمان میں ہم سے سبقت لے جا چکے ہیں اور ہمارے اسلاف ہیں (وَالْمُرْسَلِينَ) فی قلوبہم کے نیچے زبردستی، بد اخلاق، کینہ اور ردی عقیدہ (وَالْمُرْسَلِينَ) اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کینہ فرما، جو ہماری خواہشات نفس یا بد اخلاقی کی بنا پر ہو (وَالْمُرْسَلِينَ) (وَالْمُرْسَلِينَ) ہمیں اس سے دور رکھ۔۔۔۔۔ حضرت علی بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درود خریف اس جگہ ختم ہوا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّبِيِّ الْهَاشِمِيِّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ

اے اللہ! نبی ہاشمی ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر رحمت اور برکت

تَسْلِيمًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ صَلَوةً تُرْضِيْكَ وَتَرْضٰ

سلامتی نازل فرما اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ افضل المخلوقین پر ایسی رحمت نازل فرما جو تجھے اور ان کو

وَتَرْضَىٰ بِهَا عَنَّا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

کرے اور جس کے سبب تو ہم سے راضی ہو جائے، اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد

عَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبْرَكًا فِيْهِ جَزِيْلًا جَمِيْلًا

معطفی ﷺ اور ان کی آل اور اصحاب پر رحمت اور بہت سلامتی نازل فرما جو پاکیزہ، بابرکت، بے شمار، حسین

ذَاتُ مَابَدَوَامْ مُلْكُ اللّٰهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ

اور دائمی ہو اللہ تعالیٰ کے ملک کی تکمیل کے ساتھ، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد معطفی ﷺ اور ان کی آل پر

مِلْءُ الْفِصْءِ وَعَدَدُ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ صَلَوةٌ تُوَازِنُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ

سماں کی وسعت کی پری اور آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر رحمت نازل فرما، ایسی رحمت جو آسمانوں اور زمین کے ہم وزن

وَعَدَدُ مَا خَلَقْتَ وَمَا اَنْتَ خَالِقُهُ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

اور جتنی مخلوق کہ تو پیدا فرما چکا اور جتنی مخلوق تو قیامت تک پیدا فرمانے والا ہے اس کی تعداد کے برابر، اے اللہ!

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ

ہمارے آقا حضرت محمد معطفی ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل کی اور ہمارے

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا

آقا حضرت محمد معطفی ﷺ اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام

اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اور ان کی آل پر نازل فرمائی تمام جہانوں میں، بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے،

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ

اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں

فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۝ ثَلَاثًا ۝ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ

دین، دنیا اور آخرت میں (تین بار پڑھے) اے اللہ! ہمیں اپنے حسین پردے

الْجَمِيْلِ ۝ ثَلَاثًا ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّكَ الْعَظِيْمِ وَ بِحَقِّ نُوْرٍ وَ جَهْلِكَ

الجمیل کے لیے تین بار پڑھے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے حق عظیم کے نقیل، تیری ذات کریم کے

الْكَرِيمِ وَيَبْحَثْ عَرْشَكَ الْعَظِيمِ وَيَمَّا حَمَلَ كُرْسِيَّكَ مِنْ عَظَمَتِكَ

اور کے طفیل، تیرے عرش عظیم کے وسیلے سے اور تیری عظمت، تیرے جلال و جلال

وَجَلَالِكَ وَجَمَالِكَ وَبَهَائِكَ وَقُدْرَتِكَ وَشُلْطَانِكَ وَيَبْحَثْ

تیرے نور، تیری قدرت اور تیری حکومت کے صدقے جن کی حامل تیری کرسی ہے اور عزائے میں محفوظ

أَسْمَائِكَ الْمَخْزُوءَةِ الْمَكْتُوبَةِ الَّتِي لَمْ يَطْلُعْ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ ۝

اور یہ شیدہ تیرے ان ناموں کے وسیلے سے جن پر تیری مخلوق میں سے کوئی آگاہ نہیں ہوا

اللَّهُمَّ ۝ وَاسْأَلْكَ بِالْأَسْمِ الَّذِي وَضَعْتَهُ عَلَى النَّبْلِ فَأَظْلَمَ وَعَلَى النَّهَارِ

اے اللہ! میں تجھ سے اس نام پاک کے وسیلے سے مانگتا ہوں جسے تو نے رات پر رکھا تو رات

فَاسْتَنَارَ وَعَلَى السَّمُوتِ فَاسْتَقَلَّتْ ۝ وَعَلَى الْأَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ ۝

تاریک ہوئی اور دن پر رکھا تو دن روشن ہو گیا اور آسمانوں پر رکھا تو آسمان قائم ہو گئے اور زمین پر رکھا تو زمین مستقر

وَعَلَى الْجِبَالِ فَأَرْسَتْ وَعَلَى الْبِحَارِ وَالْأَوْدِيَةِ فَجَرَتْ ۝

اور پہاڑوں پر رکھا تو پہاڑ مضبوط ہو گئے اور دریاؤں اور ندیوں پر رکھا تو دریاں اور ندیاں جاری ہو گئیں

وَعَلَى الْغُيُونِ فَتَبَعَتْ ۝ وَعَلَى السَّحَابِ فَامْطَرَتْ ۝ وَاسْأَلْكَ

اور چشموں پر رکھا تو چشمے بہ پڑے اور بادل پر رکھا تو بادل برسنے لگا

اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي جَبْهَةِ سَيِّدِنَا إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان ناموں کے طفیل جو سیدنا اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں

وَبِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي جَبْهَةِ سَيِّدِنَا جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلَى الْمَلِكِ

اور ان ناموں کے طفیل جو سیدنا جبریل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں، سلام ہو ان پر اور تمام مقرب

الْمُقَرَّبِينَ ۝ وَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ حَوْلَ الْعَرْشِ

مقربین پر، اے اللہ! میں تجھ سے ان اسماء مبارکہ کے طفیل مانگتا ہوں جو عرش مجید کے گرد لکھے ہوئے ہیں

وَبِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ حَوْلَ الْكُرْسِيِّ ۝ وَاسْأَلْكَ

ان ناموں کے وسیلے سے جو کرسی کے گرد لکھے ہوئے ہیں اور اے اللہ! میں تجھ سے

اللَّهُمَّ بِالْإِسْمِ الْمَكْتُوبِ عَلَى وَرَقِ الزُّبُونِ ○ وَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ

اس نام پاک کے فضیل، لگتا ہوں جو زبون کے پتوں پر لکھا ہوا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے ان عظیم ناموں کے فضیل

الْعِظَامِ الَّتِي سَمَّيْتَ بِهَا نَفْسَكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَالَمْ أَعْلَمْ ○

لگتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لئے مقرر کئے ہیں، خواہ وہ میرے علم میں ہیں یا نہیں

لے (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ النَّبِيِّ النَّبِيِّ) اکریم ﷺ کی صفت ہے اور آپ کے والد ماجد کے دادا کی طرف

نسبت ہے (مُحَمَّدٌ) الکُتُبِ سے بدل ہے یا عطف بیان ہے (وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ) (ام کے بیٹے زبر، نیم ساکن (تَسْلِيْمًا)

۱۔ (وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا طَيِّبًا) مستحسنوں میں تَسْلِيْمًا پہلے ہے اور تَسْلِيْمًا بعد میں ہے۔ تَسْلِيْمًا میں دو احتمال ہیں (۱) بعد میں

واقع تَسْلِيْمًا کی (معنوی) صفت ہو (۲) اس تَسْلِيْمًا کی صفت ہو جو کثیر سے پہلے محذوف ہے۔ پہلی صورت میں کثیر دو احتمال ہیں

(۱) تَسْلِيْمًا مفعول مطلق ہو اور تَسْلِيْمًا اس سے بدل ہو (۲) بعد میں واقع تَسْلِيْمًا سے حال ہو، کیونکہ صفت جب موصوف سے

پہلے آجائے تو اگر صفت براہ راست فعل سے متعلق ہو سکے تو اس پر عامل کے تقاضے کے مطابق اعراب آئے گا، اور موصوف

کو اس سے بدل قرار دیا جائے گا، متوجہ تابع ہو جائے گا اور تابع کی تبعیت ختم ہو جائے گی، اس جگہ یہی پہلی صورت ہے اور

یہی زیادہ مناسب ہے، اور اگر صفت براہ راست عامل سے متعلق نہ ہو سکے تو وہ حال بن جائے گی، دو سری صورت میں (جب

تَسْلِيْمًا کو تَسْلِيْمًا محذوف کی صفت قرار دیا جائے) تَسْلِيْمًا مذکور میں دو احتمال ہیں (۱) تَسْلِيْمًا محذوف سے بدل ہو (۲) اس سے

پہلے حرف عطف محذوف ہو اس مذہب پر جس کے مطابق غیر شعر (متر) میں بھی حرف عطف حذف کر دیا جاتا ہے، اب اصل

عبارت یوں ہو گی۔ وَ سَلِّمْ تَسْلِيْمًا تَسْلِيْمًا طَيِّبًا..... واللہ تعالیٰ اعلم

(مِنَ الْأَسْمَاءِ) وہ سلام جو نثر و نماز کے واسطے ہو (خَيْرُ الْأَسْمَاءِ) یعنی عظیم اور کثیر ہو (جَمِيعًا) حسن ہو

(اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ) (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ) (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ)

میں خواہ وہ سیارے ہوں یا ثواب (بِإِسْمِ الْأَسْمَاءِ) صَلَواتِ اللہ علیہم اجمعین، ایسا درود شریف جو برابر اور مقابل ہو (الْأَسْمَاءُ) (وَالْأَسْمَاءُ) یعنی

آسمانوں اور زمینوں کے وزن کے برابر ہو (وَعَدَدُ مَا خُلِقَتْ) اور ان اشیاء کی تعداد میں جو تو نے اس وقت تک پیدا فرمائیں

وَمَا تَلَّ خَلْقًا (إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ) اور ان اشیاء کی تعداد میں جو تو نے ابتداء سے پیدا فرمائیں اور قیامت کے دن تک پیدا فرمائے

کہ

حضرت ابو مسعود انصاری سے مروی درود شریف

اس یہ درود شریف حضرت ابو مسعود انصاری (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے۔ (اللَّهُمَّ زَيِّنْ أَسْأَلُكَ الْغُفْرَانَ) اے اللہ! میں تجھ سے

معاذ کرتا ہوں غُفْرًا، درگزر اور مغفرت کا (وَالْعَافِيَةَ) اور اس امر کا کہ تو اپنے بندے کو مصائب و تکالیف سے محفوظ فرما، یہی

الذین: دین میں عافیت عطا فرما، مجھے نافرمانی سے بچا، میری حفاظت فرما اور مجھے میرے نفس کے حوالے نہ فرما، اللہ کے
میں مصیبتوں اور مشقتوں سے محفوظ فرما (وَالْآخِرَةُ) اور آخرت میں اس طرح کہ بندے کے گناہوں پر گرفت نہ فرما
کے اعمال کے سبب اسے ہلاک نہ فرما

حضرت ابوذر کی دعا

امام ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی رحمہ اللہ اور الاصول میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی دعا کے اس حصے کا ترجمہ اور
تفسیر کی شرح میں فرماتے ہیں: عافیت یہ ہے کہ جب بندے پر کوئی بلا غافل ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے نفس کے لیے
اور اسے اپنے بارہ دہکارتہ چھوڑ دے، بلکہ اس کی حفاظت اور نگہداشت فرمائے، یہ ایک مطلب ہے، دوسرا مطلب یہ ہے
بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسے ہر برائی اور سختی سے محفوظ رکھے، کیونکہ اکثر مصیبتیں گناہوں کے سبب وارد ہوتی ہیں۔
بندہ یہ سوال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مصیبت سے محفوظ رکھے اور وہ گناہ معاف فرما دے جس کی وجہ سے جان پر مصیبت
ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ترجمہ) تمہیں جو مصیبت لاحق ہوئی وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب لاحق ہوئی (۱۰۰/۱۰۰)
فرمایا: ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب ضرور چکھائیں گے (۲۱/۳۲) (انتہی)

عفو آخرت میں اور عافیت دنیا میں

حضرت سہیل بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ عافیت کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے
کے نفس کے سپرد نہ کرے اور خود اس کی سرپرستی فرمائے (انتہی) احادیث مبارکہ میں عافیت کا سوال اور اس سوال
بکثرت واقع ہوا ہے، اور یہ بھی واقع ہوا ہے کہ بندوں کو تعزین یا کلمہ اخلاص کے بعد عفو اور عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز
دی گئی، حکیم ترمذی نے فرمایا: عفو آخرت میں اور عافیت دنیا میں ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے سے مشتق (مشتق)
ان دونوں کا مآل یہ ہے کہ تجھے بے توشیح خبر نہ چھوڑا جائے اور تجھے گناہ میں واقع نہ ہونے دیا جائے، اور تجھے دنیا و آخرت
مصائب و بلیات اور آفتوں سے محفوظ رکھا جائے (انتہی)

رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے

امام ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی رحمت اللہ شریف
مغرب کے کونے پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہیں، جو شخص یہ دعا مانگے، اے اللہ! میں تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عفو
کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما
فرشتے آمین کہتے ہیں، بعض نسخوں میں اس جگہ کلمہ ہے غَافِقًا آمین بار پڑھیں، لیکن نسخہ سلیمانہ میں نہیں ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ اے اللہ! ہمیں پوچھنا ہم سے دور فرما اور ہمیں محفوظ فرما (استغفر) سین پر زبر مستحضر کا مصدر ہے، سین کے نیچے زبر ہو تو پردے کو کہتے ہیں (النجیل) ایسا ڈھانچنا جو حسن بھی ہو اور کافی بھی ہو اس کے ڈھانچے میں آجائے اسے ہر برائی سے بچانے میں کافی ہو اور جس چیز کا اسے خوف اور خطرہ ہو اس سے محفوظ ہو جائے۔۔۔ اَسْتَغْفِرُ فاعل کے واسطے سے مفعول کی طرف متعدي ہوتا ہے، اسے تعیم کے ارادے کی بنا پر حذف کر دیا گیا یعنی نافرمانیوں، مصائب و بلیات اور آخرت میں برے اعمال کے موافقے میں واقع ہونے سے ڈھانچ لے، یہ مومن کا ہتھیار ہے، نبی اکرم ﷺ کی دعا میں ہے۔ اے اللہ! مجھے اپنے سین پر دے میں ڈھانچ لے، اے اللہ! بے شک تو غفور اور عافیت کو محبوب رکھتا ہے، مجھے معاف فرما۔۔۔ اس جگہ بعض نسخوں میں ہے فَلَا تَأْخُذْ (تین مرتبہ پڑھیں) لیکن نسخہ سہلیہ میں نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ الْعَظِيمِ یہاں سے وہ درود شریف شروع ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آئندہ عبارت میں کہا گیا ہے۔ جس نے اس درود شریف کو پڑھا۔ دو نسخوں کے حاشیہ میں اس درود شریف کے مقابل لکھا گیا ہے (ص ۷) یعنی بے نقطہ صا اور میں دو حروف لکھے گئے ہیں، ایک نقطے میں لکھا ہے کہ صا اور عین کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے پاس وقت کم ہو، وہ بعد کے دن ان دو حرفوں کے بعد واسطے درود شریف پڑا کفایت کرے، یہ درود شریف اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ الْعَظِيمِ تک ہے، میں نے اسی طرح سید سعید الداعی سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ ص کے بعد کی تحریر مٹ گئی ہے۔

سیدی سعید الداعی مذکور شیخ ابو عثمان سعید الداعی الدغوی مدقون مقبرہ مرقومہ فاس کے علاقے میں، اصحاب ولایت و عرفان میں سے جلیل اللہ اور عظیم الشان بزرگ تھے، کہا گیا ہے کہ وہ نحو حضرت شیخ (صاحب دلائل) کے اصحاب میں سے تھے، بعض نے کہا کہ وہ حضرت شیخ کے تبعین کے اصحاب میں سے تھے، ممکن ہے انہوں نے حضرت شیخ اور ان کے شاگردوں دونوں ہی سے استفادہ کیا ہو، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ جو ان کی قلمی تحریر میں نقل کی ہے وہ انہوں نے شیخ سے حاصل کی تھی۔۔۔۔۔ اس درود شریف کے جہاں لفظ کا لگنا ہو سکتا تھا مثلاً شفاء ابن سبع، وہاں میں نے تلاش کیا، لیکن مجھے کہیں نہیں ملا بِحَقِّكَ کا معنی ہے میرے مرتبے کے فضیل۔

اَوْ بِحَقِّ لُؤْلُؤٍ وَجَہَلَتِ یعنی اپنی ذات کے نور کے طفیل۔ ہمارے مشائخ کے شیخ ابو محمد عبد الرحمن رحمہ اللہ نے الحزب الکبیر میں مستور ذہن کی شرح کرتے ہوئے فرمایا: یعنی وہ ذات پاک بصیرتوں (دل کی بینائیوں) پر ظاہر ہو جائے اور اس کا راز کاطین کی ذات میں راسخ ہو جائے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب وہی کا شعور جاتا رہے (یعنی تو ہے میں نہیں ہوں کی کیفیت طاری ہو جائے) (۱۳ قادی) جیسے کہ شیخ ابن وفائے اشارہ کیا ہے۔

شَاهَدَ الشَّيْخُ غَيْبَةً فِي بَيْتِ
نُقْطَةُ الْغَيْبِ اِنْ اَوْدَتْ تَرَابِیْ

اِنْ تَلَا شَى الْجَوَابَ عَنْ عَيْنِ كَشْفِی
فَاَطْلَحَ الْكَوْنُ عَنْ عِبَانِكَ وَاعْشَى

اگر میرے کھنکھ کی آنکھ سے پردہ اٹھ جائے تو سرا (الغنیہ سر) اس کی غیبیوت کا مشاہدہ بیان میں کرے گا۔
اگر تو مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو کائنات کو اپنی نگاہوں سے او جمل کر دے اور زمین کا نقطہ مٹا دے۔۔۔۔۔
انہوں نے مشاہدہ کے راز کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ ان رازوں میں سے ہے جن کے بیان سے
زبائیں گنگ ہیں، روجوں کا قربان کر دیا ان رازوں کا کترین محاذ ہے۔

﴿وَبِخَلْقِ عَادٍ﴾ لغت میں ہر بلند چیز کو عرش کہتے ہیں، اس جملہ
مخلوق مراد ہے جو جنت کی بھت ہے، نیز کرسی، آسمانوں اور زمین کو محیط ہے، حضرت معصف نے اس کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ
سے دعا مانگی ہے کیونکہ وہ خلیل اللہ اور معزز و محترم مخلوق ہے، اسی لئے اس کی صفت (الْعَظِيم) کا ذکر کیا ہے، وہ جسارت
بھی عظیم ہے اور مرتبے میں بھی عظیم ہے، ﴿وَبِهَا خَمَلٌ﴾ ما موصولہ ہے اور اس کی طرف راجع ہونے والی ضمیر محذوف ہے۔
اصل میں یوں ہے بِهَا خَمَلٌ اَنْزَبِيْلٌ، جس چیز کو تیری کرسی نے اٹھایا ہے، تجھ سے کسی کاف پر عیش ہے، بعض اوقات اس
نیچے ذریعہ بھی پڑھی جاتی ہے، لغت میں اس کا معنی وہ شے ہے جس پر ٹیک لگائی جائے اور اس پر بیٹھا جائے، اس جگہ وہ محمد
اور عظیم جسم مراد ہے جو عرش سے نیچے اور ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ ﴿وَبِنِ عَظَمَتِكَ﴾ بن بیانہ ہے، وہ عظمت ہے تو نے
کو عطا کی ہے اور اس پر اسے پیدا فرمایا ہے، دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ عَظَمَتِكَ سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت ذات ہے۔
تیری عظمت ذات کے آثار کرسی میں ظاہر ہیں، پس کرسی ان آثار کے لئے مظہر اور ان کی حقی کے لئے آئینہ ہے، یہ
احتمال زیادہ ظاہر ہے، اس صورت میں لفظ بن جمعیتہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

﴿وَبِجَلَالِكَ﴾ یہ تمام صفات کمال کا جامع ہے، ﴿وَبِجَبَالِكَ﴾ یہ لفظ نسخہ سلیبہ اور دوسرے نسخوں میں موزود ہے، لیکن
نسخوں میں نہیں ہے۔ ﴿وَبِهَيْبَتِكَ﴾ اس کا معنی جمال اور حسن ہے، ﴿وَبِقُدْرَتِكَ﴾ اس قدرت سے مراد بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے
جو اس کی صفت ذاتیہ ہے، کیونکہ کرسی کے لئے قدرت نہیں ہے، اس کی بنا پر قریب (إِلَى الْفَهْم) یہ ہے کہ عظمت، جلال،
اور ہیبت ایسے الفاظ جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں، ان سے مراد بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں، تاکہ تمام الفاظ ایک ہی طریقے
جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بِهَا خَمَلٌ اَنْزَبِيْلٌ سے مراد ان صفات کے آثار ہیں اور قدرت وہ صفت ہے جس سے ارواں سے
موافق ممکنات کو موجود اور معدوم کیا جاتا ہے۔

﴿وَسُلْطَانِكَ﴾ یعنی مخلوق پر تیری غالب محبت کے طفیل، وہ ہے اللہ تعالیٰ کا مالک ہونا جس کا تقاضا ہے ہر طرح کا تصرف اور
تصرف امر کے ساتھ ہے، دوسرا تصرف قراور علیہ کے ساتھ ہے، پہلے کا مقتضا قلیل ہے اور دوسرے کا مقتضا مکرر، ان
ہے، کیونکہ ہر ممکن شے اس کی مخلوق ہے، ان میں سے کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے، امر صرف اس کا ہے اس کے خلاف
کا امر نہیں ہے۔

﴿وَبِخَلْقِ آسَمَائِكَ الْمَخْزُونَةِ﴾ اور تیرے ان اسماء مبارکہ کے طفیل جو پوشیدہ ہیں، ﴿الْمَخْزُونَةِ﴾ اس کا معنی بھی مخفی ہے،
لَمْ يَطْلُبْ عَلَيْنَا أَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ، وہ اسماء کریمہ جن پر تیری مخلوق میں سے کوئی بھی آگاہ نہیں۔۔۔۔۔ یہ تمام انبیاء ملامتہ اور

ظہور کو شامل ہے، احادیث اس پر گواہ ہیں۔ ہمارے مشائخ کے شیخ ابو محمد عبد الرحمن نے فرمایا: محقق نہ رہے کہ ان اسماء مبارکہ کے طفیل دعا مانگنا وارد ہے جو معین طور پر معلوم نہیں ہیں۔ ان میں تصرف کرنا (اور ان کا ورد کرنا) اس امر پر موقوف ہے کہ بطور حال ان کی معین طریقے پر معرفت حاصل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امتی)

۱۔ اَللّٰہُمَّ وَ اٰیٰہُ الْاَلٰہِ اَیْکَ نَسْتَعِیْذُ فَاَنْتَ اَلْاَوَّلُ فَاَنْتَ اَلْاٰخِرُ فَاَنْتَ اَلْاَوَّلُ فَاَنْتَ اَلْاٰخِرُ اور اِن اسماء کے طفیل جنہیں تو نے آسمانوں پر رکھا تو وہ بغیر کسی ستون اور سہارے کے بلند ہو گئے (وَعَلٰی الْاَرْضِ فَاسْتَقَامَتْ) اور زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی اور ہر سکون ہو گئی (وَعَلٰی الْجِبَالِ) جمع ہے جبل کی، یہ عظیم اور طول میں ہیں جو زمین میں گاڑ دی گئی ہیں (فَاَزْدَسَتْ) الف بصورت حمزہ کے ساتھ، ایک نسخہ میں ہے۔ فَرَسَتْ الف کے بغیر اس کا ضبط تخفیف اور تشدید دونوں طرح کیا گیا ہے۔ فَرَسَتْ اور فَرَسَتْ کہا جاتا ہے زسی اَلْجِبَالِ وَ خَبِرُوا زَسُوا اور اُزسی کا معنی ثابت ہوا اُزسیۃ میں نے اسے ثابت کیا دلائل الخیرات کی عبارت میں تخفیف زیادہ ظاہر ہے، تشدید گویا متعدی کرنے کے لئے ہے اور مفعول محذوف ہے، اِی زَسَتْ ہی اِی الْجِبَالِ الْاَرْضِ یعنی پہاڑوں نے زمین کو ثابت کر دیا اور اسے باشندوں سمیت ٹھکے نہیں دیا، اس بنا پر پہلی روایت (فَاَزْدَسَتْ) میں احتمال ہے کہ وہ لازم ہو یا متعدی۔

اللہ تعالیٰ کے اسم پاک کے طفیل دعا

وَعَلٰی الْبَحْرِ وَالْاَوْدِیۃِ وَ اِیْکَ نَسْتَعِیْذُ اور معروف قول کے مطابق پست جگہ کو کہتے ہیں، اگرچہ وہاں پانی نہ ہو، اس جگہ دلائل الخیرات میں وہ جگہ مراد ہے جس میں پانی ہو، کیونکہ اس کے بعد ہے (فَخَزَنَتْ عَلٰی السَّحَابِ فَاصْفَرَتْ) حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس جگہ عبارت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہی اسم ہے جس سے اشیاء نہ کو رہ پیدا ہوتی ہیں، قوت القلوب میں اس قسم کی دعا یوں ہے: میں تجھ سے تیرے اس اسم کے طفیل سوال کرتا ہوں جسے تو نے زمین پر رکھا تو قرار پا گئی، اور میں تجھ سے تیرے اس اسم کے طفیل سوال کرتا ہوں جسے تو نے آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے، اور میں تجھ سے تیرے اس اسم مبارک کے طفیل سوال کرتا ہوں جس کے سبب تیرا عرش بلند ہو گیا، اور میں تجھ سے تیرے اس اسم کے طفیل سوال کرتا ہوں جو ظاہر مطہر، احد، صمد، وتر ہے، جسے تیری طرف سے نور ہمیں سے تیری کلاب میں نازل کیا گیا، اور میں تجھ سے تیرے اس اسم کے طفیل سوال کرتا ہوں جسے تو نے دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا اور رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی (انتهی) اس عبارت کے مطابق ہر ایک موصوف اور صفت کو حذف کیا گیا ہے، یعنی اس اسم کے طفیل جسے تو نے دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا اور اس اسم کے طفیل جسے تو نے آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے، اسی طرح آخر تک (اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ متعدد اسماء کے وسیلے سے دعا مانگی گئی ہے، ۱۲۔ قاری)

اللہ تعالیٰ کے ہر اسم پاک میں راز ہے

ابن شافع فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اسم میں ایک راز رکھا ہے جو دوسرے اسم میں نہیں ہے، بعض اسماء میں کی بدولت بارش طلب کی جاتی ہے، بعض وہ ہیں جن کی برکت سے جو اکیں اور سمندر پر سکون ہو جاتا ہے، بعض کی برکت سے پانی پر چلا جاتا ہے، بعض کی بدولت ہوا میں پرواز کی جاتی ہیں، بعض کی برکت سے ماورِ زاد نایتا اور برص کے مریض تندرست جاتے ہیں، واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے اسمائے حسنی مقرر فرمائے ہیں

حدیث شریف میں ہے ہاشمیتُ اخیار و اعلیٰت تیرے نام کی بدولت میں زندہ ہوں اور تیرے نام ہی کی بدولت مجھے موت آئے گی، امام قرطبی اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ بعض مشائخ نے مجھے اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء حسنی مقرر کئے ہیں، ان کے معانی اس کی ذات کریم کے لئے ثابت ہیں، عالم وجود میں جو چیز بھی ظاہر ہوتی ہے وہ معانی متغنیہ سے صادر ہوتی ہے، گویا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے اسم طحیسی کی بدولت میں زندہ ہوں اور تیرے اسم فسر کی بدولت میں موت کا سفر کروں گا۔

شیخ ابو محمد عبد الرحمن نے فرمایا: امام قرطبی اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہر اسم کا نام میں اتنے معنی کے مناسب فعال اور موثر ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہاشمیتُ و طحیسی تیرے نام کے ساتھ میں نے اپنے رب سے رکھا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ بندہ اپنے کسب سے منتقل ہو کر اپنے رب کی امداد سے اشیاء میں داخل ہو رہا ہے، انہیں

اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے اشیاء کی تخلیق

حضرت مصنف نے کہا ہے: تیرے اسم کی بدولت جسے تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی، اس پر گفتگو کرتے ہوئے شیخ ابو محمد عبد الرحمن نے فرمایا: یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر اس کے اسماء کے معانی سے (اپنی حیثیت کے مطابق) متصف ہو جائیں تو اشیاء ان کی مرضی کے مطابق وجود میں آجاتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: اُنہوں نے کہا۔ "نَسِمْ اللہَ مَجْرَہَا وَ مَرَضَاتُہَا" اللہ تعالیٰ کے نام سے کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان فرمایا: کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے مریضے زندہ کرتے تھے، ماورِ زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیتے تھے، اسی طرح ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا: وَمَا مَنَعَتْ اِذْ مَنَعَتْ وَلَکِنَّ اللہَ زَلَمَیْ اے حبیب! جب آپ نے مٹی جھینگی وہ تم نے نہیں جھینگی، بلکہ ہم نے جھینگی، اس کے علاوہ جو قرآن و حدیث میں وارد ہوا ہے۔

یہ طریقہ رسولانِ گرامی عظیم الصلوٰۃ والسلام کے سمجھنے میں بھی جاری ہے، جیسے کہ آصف (بن برخیا) اور علامہ ابنِ الحزمی و غیرہما کے بے شمار واقعات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کا سچا بندہ پہاڑ ہلا سکتا ہے

امام ابو العباس احمد القلیشی رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وصیب ابن النور ابدال میں سے تھے، انہوں نے فرمایا: اگر کوئی سچا آدمی پہاڑ پر ہنسبم اللہ شریف پڑھے تو وہ اپنی جگہ سے گل جائے، بعض ارباب اشارات نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تیرا ہنسبم اللہ کہتا اس کے معنی کہنے کے قائم مقام ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم یقین کے ساتھ ہنسبم اللہ شریف پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری حاجت اور تمہارا مطلوب بغیر کسی تاخیر کے عطا فرما دے گا (انتہی)۔ امام حاکمی نے اسماء بنکون کو کرامات میں سے شمار کیا ہے، یا اسماء کی معرفت کی بنا پر یا محض دل کی سچائی کی بنا پر، کیونکہ تیرا ہنسبم اللہ شریف کہتا اس کے معنی کہنے کے قائم مقام ہے، انہوں نے فرمایا: بعض اہل بنکون نے اس طرف اشارہ کیا ہے اور یہ صحیح ہے (انتہی)۔

جبریل اور اسرافیل علیہما السلام پر سلام بھیجنا

۱۔ وَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي خَبْئِهِ اسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي خَبْئِهِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغُلِّي السَّلَامُ لَكَ اس کا عطف ہے عَلَیْہِ السَّلَامُ پر (جبرائیل اور فرشتوں پر سلام ہو) الْمَقْرُبِينَ ظاہر یہ ہے کہ ملت مُخْتَصَصہ نہیں ہے، بلکہ صفت کا صفہ ہے تاکہ تمام فرشتوں پر سلام ہو، ایک احتمال یہ ہے کہ جب ان دو مقرب فرشتوں کا ذکر کیا اور ان پر سلام بھیجا تو پھر تعظیم کر دی کہ ان جیسے دوسرے مقرب فرشتوں پر بھی سلام ہو، اس میں اشارہ ہے کہ یہ دو فرشتے مقربین فرشتوں میں سے ہیں اور ان میں سے عظیم ترین فرشتے ہیں، اسی لئے خاص طور پر ان کا ذکر کیا۔ وَاسْأَلْكَ بِالْأَسْمَاءِ نَحْوَ سَلِیْدَہ کے علاوہ دیگر بعض متحد نسخوں میں اس جگہ لفظ اسْأَلْكَ نہیں ہے۔ وَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ غُلِّي وَزَبِي الرَّبَّیْنِ اسی طرح نسخہ سلیدہ میں ہے، وَزَبِي اسم جنس ہے، بعض نسخوں میں اَوْزَاق جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمزہ جاتا ہے کہ وہ کون سے اسماء ہیں جو حضرت اسرافیل اور حضرت جبرائیل علیہما السلام کی پیشانیوں پر، عرش و عرش کے گرد اور زمینوں کے بیچوں پر لکھے ہوئے ہیں، اسی طرح ان اسماء کا تعین بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جن کے وسیلے سے ہر شے کے حاکم کیونکہ اس سلسلے میں ہمیں کسی حدیث کا علم نہیں ہے، حضرت مولف نے اس کی نسبت حدیث کی طرف کی ہے۔ وہ اسماء جو عرش کے گرد لکھے گئے ہیں ان کے بارے میں احتمال ہے کہ وہ اس کے اندر ہیں یا باہر یا اندر بھی ہیں اور باہر بھی، زبان عربی کے استعمال کے مطابق تو وہ عرش کے باہر ہی ہونے چاہئیں، کیونکہ کسی شے کے گرد اسی چیز کو کیا جاتا ہے جو اس سے باہر ہو۔۔۔۔۔۔ غالباً انہوں نے لکھا ہو اسم ہی انہیں گرنے نہیں دیتا اور وہی ان میں موثر ہے، تو وہ ان معانی میں سے ہے جو اس امر کا قائلہ دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الْجِزْبُ الْخَامِسُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

پانچواں حزب جمعہ کے دن

وَأَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الْعِظَامِ الَّتِي سَمَّيْتَ بِهَا نَفْسَكَ مَا عَلِمْتَ

اے اللہ! میں تجھ سے پتھرے ان عظیم ناموں کے وسیلے سے مانگتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لئے مقرر کئے

مِنْهَا وَمَا لَمْ أَعْلَمْ ۝ وَأَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

اور وہ مجھے معلوم ہیں یا نہیں اور اے اللہ! میں تجھ سے ان ناموں کے طفیل مانگتا ہوں جن کے ساتھ تجھے سیدنا

آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

آدم علیہ السلام نے پکارا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا نوح علیہ السلام نے یاد کیا۔

بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا هُودٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا ہود علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

جن کے ساتھ تجھے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا

صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

صالح علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا یونس علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا أَيُّوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا ایوب علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

اور ان اسماء کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا یوسف علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

ساتھ تجھے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا

هَازُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ

ہارون علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں

الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ

کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا شعیب علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے

بِهَا سَيِّدُنَا إِسْمَاعِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا

دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ

داؤد علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے

السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ

یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

بِهَا سَيِّدُنَا زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

تھے سیدنا زکریا علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا

يَحْيَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اِرْمِيَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

یحییٰ علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا ارمیا علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا شعیب علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا الْيَاسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

جن کے ساتھ تھے سیدنا یاس علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا الْيَسَعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا یسع علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

بِهَا سَيِّدُنَا ذُو الْكُفْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

تھے سیدنا ذوالکفل علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تھے سیدنا

يُوشِعْ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ

یوشع علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے یاد کیا

السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے

سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ وَعَلَى جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ ۝

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یاد کیا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں ان پر اور تمام انبیاء و مرسلین پر یہ کہ تو رحمت ہوں

تُصَلِّيَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ عَدَدَ مَا خَلَقْتَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَكُونَ السَّمَاءُ

فرما اپنے نبی ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اس مخلوق کی تعداد کے برابر جو تو نے پیدا فرمائی آسمان کے

مَبْنِيَّةٌ وَالْأَرْضُ مَدْحِيَّةٌ وَالْجِبَالُ مَرْسَاةٌ وَالْبِحَارُ مُجْرَاةٌ وَالْعُيُونُ

بنائے جانے زمین کے بچھائے جانے پہاڑوں کے مستحکم کرنے دریاؤں کے جاری کرنے چشموں اور

مُنْفَجِرَةٌ وَالْأَنْهَارُ مِنْهُمْ مَرَّةٌ وَالشَّمْسُ مُضْحِيَّةٌ ۝

نہروں کے جاری ہونے سورج کے روشن ہونے

وَالْقَمَرُ مُضِيئًا وَالْكَوَاكِبُ مُسْتَنِيرَةٌ كُنْتَ حَيْثُ كُنْتَ لَا يَعْلَمُ

چاند کے ضیاء پاش ہونے اور ستاروں کے منور ہونے سے پہلے تو موجود تھا جس شان سے تھا ہماری اس

أَحَدٌ حَيْثُ كُنْتَ إِلَّا أَنْتَ وَخُذَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

شان کو صرف تو ہی جانتا تھا اور کوئی نہ جانتا تھا میرا کوئی شریک نہیں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ حِلْمِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ عِلْمِكَ ۝

نازل فرما اپنے درگزر کرنے کی تعداد کے مطابق اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے علمات

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كَلِمَاتِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

کے برابر اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے کلمات کی تعداد کے برابر اور رحمت نازل فرما

نِعْمَتِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قُلْ سَمْعُكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی نعمتوں کی تعداد کے برابر اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

اور اپنے حکم کی معرفت عطا فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا خکیم“ پھر پودے سے کھانے کا فیصلہ فرمایا تو انہوں نے پکارا ”یا
 پھر جب پودے سے کھانے پر جلد حقیر نہ فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا خلیف“ پھر جب اس سلسلے میں بے وقار نہیں
 انہوں نے پکارا ”یا سنان“ اس کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا ثواب“ پھر انہیں اس حقیقت سے آگاہ
 کہ پودے سے کھانے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان سے محبت کا تعلق مستطیع نہیں فرمایا تو انہوں نے پکارا ”یا ذوالذکر“
 زمین پر اتارا اور انہیں اسباب معیشت عطا فرمائے تو انہوں نے پکارا ”یا لطیف“ پھر انہیں اپنے مطلب کے حاصل
 قوت عطا فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا معیت“ پھر انہیں بھی ”پودے کھانے اور زمین پر اترنے کے راز سے آگاہ فرمایا تو انہوں نے
 پکارا ”یا خکیم“ پھر انہیں دشمن اور اس کے کمروں پر امداد فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا نصیر“ پھر بندگی کی مشق
 برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائی تو انہوں نے پکارا ”یا ظہیر“۔۔۔۔۔ انہیں زمین پر اس لئے اتارا کہ ان کے لئے معیشت
 طرق حمل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ انہیں وظائف تکلیف پر قائم فرمائے، ان میں بندگی کے طریقے حمل ہو گئے، ان پر اللہ تعالیٰ
 عظیم کرم اور احسان ہوا (انتہی)

انبیاء کرام عظیم السلام تو اپنی جگہ، ہر اس مومن پر ان اسماء مذکورہ کی معرفت لازم ہے جس کی چشم بصیرت کو اللہ تعالیٰ
 کھول دے، ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کو ان اسماء سے یاد کیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب

بِذِیْئِہِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا نُوْحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب یہ ہے ابن لامک بن سام بن
 نوح حضرت اور اس علیہ السلام ہیں ابن یزد بن مہلیل بن قینان بن یانش بن شیمث بن آدم علیہ السلام حضرت
 علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نام یشکر ہے، بعض نے کہا: عبد الغفار ہے، ان کا نام نوح اس لئے رکھا
 اپنے بارے میں طویل عرصہ تک روتے رہے، لیکن اس میں نظر ہے کیونکہ یہ عجمی نام ہے، اس لئے (عربی لفظ ہے) مشا
 ہے، وہ پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔

بِذِیْئِہِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا هٰذَا عَلَیْہِ السَّلَامُ ان کا نسب اس طرح ہے۔ ابن عبد اللہ بن رباح بن حاوہ بن
 عرص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام بِذِیْئِہِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا سَبْدُنَا اِیْرَ اِوِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ آپ کا نسب
 طرح ہے الخلیل ابن تارخ بن ناحور بن راغو بن فالح بن عابر بن صالح بن اوفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام
 گیا ہے کہ ابراہیم کا معنی ہے آب رحیم مہربان باپ۔

بِذِیْئِہِ الْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا صَلَاحٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ ان کا نسب یہ ہے۔ ابن عبید بن آسف بن سامح بن عبید بن
 بن نمود بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام بعض نے یہ شجرہ بیان کیا ہے۔ صالح بن عبید بن عامر بن ارم
 بن نوح علیہ السلام

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا يُؤَنِّسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ان کا نسب اس طرح ہے۔ ابن مثنیٰ بن اسرائیل میں سے نبیائین بن یعقوب علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے۔ یونس کے لون پر تمیز حرکتیں پڑھ سکتے ہیں، آپ موصول کے گاؤں غنوی کے رہنے والے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد تھے، کہا گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان حضرت ابراہیم علیہ السلام وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا يُؤَنِّسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ان کا نسب یہ ہے۔ ابن موصی بن زبیر بن دعویل بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام، کہا گیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا يُعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آپ اسرائیل ابن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام ہیں۔
وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا يُؤَسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں، جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، یوسف کے سین پر تمیز حرکتیں پڑھ سکتے ہیں۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ آپ کا نسب اس طرح ہے۔ ابن عمران بن یصیہر بن قاضی ابن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وہ حضرت موسیٰ کے بھائی تھے، علیہما الصلوٰۃ والسلام، حضرت ہارون حضرت موسیٰ سے تین یا چار سال بڑے تھے۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا شُعَيْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ان کا نسب اس طرح ہے: ابن حویل بن دعویل بن عفا بن مدین بن ابراہیم اللہ علیہ السلام، کہا گیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام ان کے بھائی تھے، بعض نے کہا: وہ حضرت لوط علیہ السلام کے داماد تھے۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے سب سے بڑے بیٹے تھے، علیہما الصلوٰۃ والسلام، کہا گیا ہے کہ اسماعیل کا معنی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہے۔ وہ حجاز کے عربوں کے جد اعلیٰ ہیں، جن سے قریش ہے اور قریش میں سے نبی اکرم ﷺ ہیں۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی کے بیٹے ہیں اور بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا سَلِيمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے ہیں جن کا ذکر ابھی ہوا ہے۔
وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ بعض علماء نے کہا کہ وہ ابن ادن بن برکتہ ہیں، بعض نے کہا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹے ازام کے بیٹے ہیں، یہ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں، زکریا الف ممدودہ اور منصورہ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الثِّينِ ذَعَاكَ بِهَا إِسْمَاعِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بعض حضرات نے کہا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں، حضرت مولف شیخ سید سلیمان جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسخہ سلیمہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ وہ خضر علیہ السلام ہیں (انقص) صحیح یہ ہے کہ وہ بنی

اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ہیں، حضرت خضرؑ اسرائیل سے پہلے ہیں۔ انبیاء کے ہمزہ پر بعض مسند زبر ہے، قاموس میں ہمزہ کے نیچے زبر ہے، علامہ حجر نے بھی ہمزہ کے نیچے زبر بیان کی ہے، بعض نے اس پر پیش کیا ہے اسے لٹا کر کے داؤ بیان کی ہے انور مبداء۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا خُضَيْدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ، بعض مسند نسخوں میں عین ساکن ہے اور بعض میں بعض جگہ شین سے پہلے الف ڈال دیا ہے، شین ساکن اور عین کے نیچے زبر ہے۔ الْبُحْبُوحَةُ

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا الْيَاسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ابن اسحاق، سمیرت و مغازی کے مشہور امام کے نزدیک

رسول نے کہا: ابن یقربین فتماعص بن العیز اور بن ہارون، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون کی اولاد میں سے

بعض علماء نے فرمایا: وہ حضرت اور لیس ہیں اور حضرت نوح سے بعد ہیں، حضرت نوح سے پہلے اور لیس کوئی شخص

اسلاماء بعض نے فرمایا کہ حضرت الیاس، حضرت اور لیس کے علاوہ ہیں، حضرت اور لیس تو حضرت نوح کے بعد ہیں

حضرت الیاس حضرت نوح کی اولاد میں سے ہیں، بعض نے کہا: وہ حضرت اور لیس ہی ہیں، لیکن وہ اور لیس نہیں ہیں

نوح کے بعد ہیں (علیہما السلام)

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا الْبُسْعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، کہا گیا ہے کہ یوشع ابن نون ہیں، بعض نے کہا: وہ الْبُسْعُ

ابن اسحور ہیں، اس نام کا تلفظ دو طرح بیان کیا گیا ہے، (۱) الْبُسْعُ، امام ساکن، (۲) الْبُسْعُ، زبر (۳) الْبُسْعُ،

ساکن اور سین پر زبر۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا ذُو الْكَيْفِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، کہا گیا ہے کہ وہ حضرت الیاس ہیں، بعض نے کہا: وہ حضرت

ہیں، بعض نے فرمایا کہ وہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہیں۔ روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک شخص کی طرف بھیجے

بعض نے کہا کہ وہ نبی نہیں، بلکہ موصیٰ تھے، ان کا نام ذوالکفل رکھا گیا، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں دھند

کہا کہ حضرت البسع نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے فرمایا: کون مجھے دن کے پہلوؤں، رات کے قیام اور غصہ نہ کرے

رہتا ہے؟ میں اسے بدلوں کی نگرانی پر مامور کر دوں، ایک جوان اٹھا اور اس نے کہا کہ میں خفانت دیتا ہوں، انہوں نے

بدلوں کی نگرانی پر مقرر فرما دیا، تب حضرت البسع رحلت فرما گئے تو وہ شخص حکمران بنا، اس کا نام ذوالکفل رکھا گیا

اس نے ایک کام کی ذمہ داری قبول کی اور اسے پورا کیا، ان کے نسب کے بارے میں کہا گیا ہے۔ بشیر بن ایوب حضرت

علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا الْيُزْبَعُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ان کے والد کا نام یون ہے، وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد

ن کے بعد ان خدمت گذار تھے (جن کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے، قادریؒ) نیز: وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی

سے تھے، یحییٰ کا معنی اس جگہ مخلوم ہے۔

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا جِلْسَى بِنْتُ مَرْثَدٍ، ایک نسخہ میں ابن مریم نہیں ہے، خلیفہ السلاطین حضرت مرثد

امثال یا ابن امثال کی جہی قصیں بعض علماء نے کہا کہ ان کے والد عمران بن مہشیم بن امون ابن حزیق تھے کہا گیا ہے کہ وہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے۔

﴿وَبِالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ ذُكِّرُوا بِالْكِتَابِ وَبِالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ ذُكِّرُوا بِالْكِتَابِ وَبِالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ ذُكِّرُوا بِالْكِتَابِ﴾ یہ غلبہ پر معطوف ہے (جميع الانبياء والقرآنين ان تصلي على محمد) اس درود شریف کی ابتداء میں ہے - اَنْتُمْ اَيُّ اَسْمَاءَ اَنْتُمْ بِحَقِّكَ الْعَظِيمِ اَنْ تَصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ اس میں واقع اسمائ کا مفعول ثانی سے (يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ) یہ موصولہ ہے۔ (تَحْلُفُهُ) ضمیر مفعول موصول کی طرف راجع ہے (بِأَسْمَاءِ غَايَةِ) کے لئے ہے اور حلفت کے متعلق ہے (فَقُلْ اَنْ تَكُونَ الشَّيْءَ هَيْبَةً) قبل اس کے کہ آسمان قائم اور ثابت تھے ابن القزطی نے کہا بَنِيَتْ الشَّيْءُ وَالْأَمْرُ لِنَيْفَا وَبَنَاءُ أَفْتَنُهُ (متنی) بَنِيَتْ الشَّيْءُ کا معنی ہے میں نے اس شے کو قائم کیا بعض علماء نے کہا کہ حَبِيَّة کا معنی ہے حقوق ثابت ہو ا کے اور بغیر ستون کے بلند (وَالْأَرْضُ هَذَجِيَّةٌ) قبل اس کے کہ زمین بحر کی طرح بجھتی گئی کہا جاتا ہے بَطْنُ الشَّيْءِ جب وہ شے اٹھی ہو پھر تو اسے کھول دے اور پھیلا دے بعض نے کہا ہَذَجِيَّةٌ کا مطلب ہے سوار کی ہوتی اس جگہ سطر اور بچھلنے سے مراد اس طرح پھیلاتا ہے کہ عادتاً اس کی سطح پر برائش ممکن ہو اگرچہ وہ گول ہی ہو لہذا یہ بات علماء ہیئت کے اس اہل کے خلاف نہیں ہے کہ زمین کہہ ہے (اور گیند کی طرح گول ہے ۱۴ قادری)

﴿وَالْجِبَالُ جَبَلٌ﴾ جَمْع ہے وہ عظیم اور طویل میخ ہے جو زمین میں گاڑی گئی ہے (مُزَبَّجَةٌ) میم پر پیش اور راہ ساکن پھر معتد نسوں میں اختلاف ہے بعض میں سین پر زیر اس کے بعد الف (مُزَبَّجَةٌ) بعض میں سین کے نیچے زیر اس کے بعد واء مخفصہ پر زیر دونوں صورتوں میں یہ لفظ چار حرف والے اُڑسی سے ہے اُہل! واء کے ساتھ مُزَبَّجَةٌ اُڑسی لازم سے اسم فاعل ہے اور مُزَبَّجَةٌ اُڑسی متعدی سے اسم مفعول ہے۔ ابن عطیہ نے فرمایا: روایت کیا گیا ہے کہ زمین اپنے باشندوں سمیت کشی کی طرح حرکت کرتی رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے پہاڑوں کے ذریعے استقرار عطا فرمادیا کہا جاتا ہے زَمْسُ الشَّيْءِ يَزْمُو جب وہ شے راجع اور ثابت ہو جاتے (متنی)

شمس کا طبعی مقام

﴿وَالشَّجَرُ شَجَرَةٌ﴾ میم پر پیش جم ساکن اور اس کے بعد واقع راہ پر زیر اس کے بعد الف اسم مفعول ہے (وَالْخَيْزُرُ شَجَرَةٌ) قبل اس کے کہ چشمے پھوٹے پئے اور نکلنے والے تھے (وَالْأَنْبِيَاءُ اَنْبِيَاءُ) جمع ہے باہ پر زیر اس کو ساکن بھی پڑ سکتے ہیں کثرت میں راہ سے کم جاری پانی کو نہر کہتے ہیں (مُضَبَّرَةٌ) قبل اس کے کہ تیسری شدت سے پئے والی ہو نہیں (وَالشَّمْسُ) یہ ہمسات میں سب سے بڑا ستارہ ہے اور اس کی روشنی سے زیادہ تیز ہے اس کا طبعی مقام چم تھے کرے (آسمان) میں ہے شمس مابث ہے اس کی جمع شمس آتی ہے مگر علماء لغت نے اس کے ہر گوشے کو شمس قرار دیا ہے (اسی لئے اس کی جمع لائی گئی ہے) (مُضَبَّجَةٌ) میم پر پیش واء مخفصہ (الشَّجَرُ) اور (الشَّجَرَةُ) بروزن عَصَبَةٍ کا معنی ہے سورج کا بلند ہونا

الضُّحٰی پہلے حرف پر پیش، آخر میں الف مقصورہ سورج کے طلوع ہونے سے کچھ اوپر، روشنی کا پلندہ اور کامل ہونا اس وقت کا وقت کہتے ہیں، سورج کے نکلنے سے میں منٹ بعد ۱۳ قادری (الضُّحٰی پہلے حرف پر زیر، آخر میں الف محدودہ) کو منٹ کا وقت ہے، یعنی جب دن کے نصف کے قریب ہو، اَضْحٰی الشَّمْسُ کا معنی ہے سورج اس وقت معلوم کو پہنچ گیا، ایک یہ ہے کہ ضُحٰیۃ اَضْحٰی الشَّمْسِ سے ہو، فلاں شے کو ظاہر کیا، جب سورج اس شے پر چکا تو اس نے اس شے کو ظاہر کیا، البتہ! یہ بات قابل غور ہے کہ کیا مَفْعِلٌ معنی فاعِلٌ آتا ہے یا نہیں؟ یعنی یہ ماخوذ ہو ضُحٰیۃ الشَّمْسِ جاء کے پیچھے دن کا وقت الف محدودہ کے ساتھ، جب سورج ظاہر ہو اب معنی یہ ہو گا کہ قیل اس کے کہ سورج ظاہر ہوا، ۱۳ قادری (والقصور) یہ ایک ستارہ ہے جس کا طبعی مقام پہلے آسمان میں ہے، اس میں مختلف شکلوں میں سورج سے روشنی کرنے کی صلاحیت ہے، اس کا لائق رنگ سیاہی مائل ہے۔ (مُضْیِیۃ) قیل اسکے کہ چاند سورج نے روشنی حاصل کر کے نکھیرنے والا بنا۔ (وَالْمُکَوِّرُ) کتب، جمع ہے مَکْوَرٌ کی، کوکب بسیط، کروڑی (گول) اور شفاف جسم ہے، یعنی اس کا کوئی رنگ نہیں ہے، اس کی شان یہ ہے کہ اس کے ذریعے سے اس کے پیچھے کی چیزیں دیکھی جاسکتی ہیں، نیز کوکب آسمان میں گزرا ہوا ہے، روشنی دینے والا ہے، سوائے چاند کے کہ وہ سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ سورج سے قریب بعید ہونے کے اعتبار سے اس کی روشنی مختلف ہوتی ہے۔ (مُضْیِیۃ) قیل اسکے کہ ستارے روشنی دینے والے تھے۔

ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں فرشتہ کا ایک لقمہ

مختلف، اسی طرح تمام متعدد شخصوں میں ہے، ایک لقمہ میں ہے، وَ کُنْتُ اَبَدًا مِّنْ دَاوُدَ کے ساتھ (حَبِیْتُ کُنْتُ لَا یُغْنِی) حَبِیْتُ کُنْتُ اِذَا لَکَ وَ کُنْتُ لَا شَرِیْکَ لَکَ، اس کی مثل وہ ہے جسے ابو نعیم نے علیہ الاولیاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے کہ اگر اسے کہا جائے کہ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں میں ایک تھے میں نکل جاتا وہ نکل جائے گا، اس کی تصحیح ہے۔ سُبْحَانَکَ حَبِیْتُ کُنْتُ، ایک لقمہ میں ہے حضرت شیخ (محمد بن جزیلی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے جلال و جلال کے لائق موجود تھا، لیکن نہ تو مکان میں تھا نہ جہت میں (التخصی) اس طرح لفظ حضرت شیخ کے کلام میں سے نہیں ہے، یہ تو ایک حدیث ہے جس کی طرف حضرت شیخ کے قول قَالَ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مِنْ فَوْرِ الضَّلٰوۃِ کی شرح میں اشارہ کیا جائے گا، ورنہ کسی کے لئے نہیں کہ اپنے پاس سے اس قسم کے کلمات لے کر کہیں کہ اس کا محال ہونا ظاہر ہے (اس سے اللہ تعالیٰ کا مکان میں ہونا وہم میں آتا ہے، حالانکہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے ۱۳ قادری)

عَلَى الْمَلٰٓئِکَةِ صَلٰوۃٌ عَلَى مُخَصَّصٍ خَلْقٌ جَلِیْلٌ، علم میں اختلاف ہے کہ آیا یہ (اللہ تعالیٰ کی) قدیم صفت ہے یا صفت کا حادثہ ہے، دو سری صورت میں اس کا عدم نہیں ہو سکتا، ہاں! اگر اس کا اثر مراد ہو (تو وہ اثر محدود ہو سکتا ہے) اور وہ ہے اس کے موجود ہونے کے باوجود انتقام کا نہ لینا۔

وَصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ عَدَّةً بَعَثْتَ، (تیسری آیتیں) اگرچہ ہمارے شمار اور احاطہ میں نہیں آتیں، تاہم انہیں کوئی نہ کوئی عدد لاحق ہوتا ہے، کیونکہ وہ تہائی ہیں اور شتم ہوتے والی ہیں۔ (خروجی لغتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، لہذا وہ تعداد سے بھی ماوراء ہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کا علم انہیں محیط ہے۔ وَاُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ ثَلَاثًا سَلَوَاتٍ، یہی اکرم ﷺ کا فرمان ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثَلَاثًا" الْجِنَّانِ" امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ثواب میزان کو بھر دیتا ہے وَاُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ ثَلَاثًا عَائِلَتِ السَّعَادَةِ وَالْاَزْوَاجِ یعنی اگر ستیخان اللہ وَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے ثواب کو جسم فرض کیا جائے تو زمین و آسمان کی درمیانی فضا کو بھر دے گا۔

ام الکتاب سے مراد

وَاُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ زُلَّةً غَزَبْتَ، (تیسرا اصول الی جامع الاصول میں ہے کہ وہ صلوة جو مقدار کی عظمت میں عرش کے ہم وزن ہو وَاُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ عَدَّةً مَا خَرَجَ بِهِ الْقَلَمُ فِيْ اَمِّ الْكِتَابِ، ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَخْرُجُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ وَفَعْدُهُ اَمُّ الْكِتَابِ، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر حضرات نے فرمایا: آیت میں ام الکتاب سے مراد اصل کتاب ہے جس میں کوئی چیز تبدیل نہیں کی جاتی، حضرت جلال الدین محلی نے فرمایا: ام الکتاب وہ ہے جو نزل میں لکھی گئی، بخلاف اس کے کہ وہ دوسری کتاب مثلاً لوح محفوظ میں لکھا گیا (اس میں تبدیلی واقع ہوتی ہے) یہ (جو شیخ محلی نے فرمایا: اور جو متن سے معلوم ہو رہا ہے) اس کے خلاف جو بعض علماء نے فرمایا اور حضرت مولف کے اس قول کی شرح میں گزر چکا ہے جو انہوں نے حزب ثانی میں فرمایا: وَخَرَجَ بِهِ الْقَلَمُ، کہ لوح محفوظ میں حذف اور تبدیلی نہیں ہوتی، تبدیلی صرف ان کتابوں میں ہوتی ہے جو لوح محفوظ سے نقل کی گئی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم، لوح محفوظ کے لئے اُمّ حجاز استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ وہ قیامت تک جوئے والی اشیاء کی جامع ہے، یا اس لئے کہ وہ ان شخصوں کی اصل ہے جو فرشتوں کے پاس ہیں، اور یہ بات زیادہ واضح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، اس کے بعد نسخہ سلیمہ میں ہے وَاُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ عَدَّةً مَا خَلَقْتَ،

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَّةً مَا خَلَقْتَ فِيْ سَبْعِ سَمَوَاتِكَ ۝

اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان اشیاء کی تعداد کے برابر جو تو نے اپنے سات آسمانوں میں

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَّةً مَا اَنْتَ خَالِقٌ فِيْهِنَّ ۝

پیدا کیں، اور رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان اشیاء کی تعداد کے برابر

اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ۝

جنہیں تو آسمانوں میں قیامت تک پیدا فرماتے والا ہے، ہر دن ہزار بار

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمَوْتِكَ إِلَى

اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان قطروں کی تعداد کے برابر جو تیرے آسمانوں سے

أَرْضِكَ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝

تیری زمین پر اترے، جس دن تو نے دنیا کو پیدا کیا اس وقت سے قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يُسَبِّحُكَ وَيُهَلِّلُكَ وَيُكَبِّرُكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کی تعداد کے برابر جو تمہیں نازل فرما جو تیری تسبیح کرتے ہیں

يُعَظِّمُكَ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

تیرا اکبر پڑھتے ہیں تیری بڑائی بیان کرتے ہیں تیری عظمت بیان کرتے ہیں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا

فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

قیامت کے دن تک ہر روز ہزار مرتبہ اے اللہ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان لوگوں کے

أَنْفَاسِهِمْ وَالْفَاطِظِهِمْ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ نَسَمَةٍ

سانسوں اور لفظوں کی تعداد کے برابر اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما ان روعوں کی تعداد

خَلَقَتْهَا فِيهِمْ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

کے برابر جو تو نے ان لوگوں میں پیدا کیے اس دن سے لے کر کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن

فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ السَّحَابِ

تک ہر روز ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما دوڑنے والے بادلوں کی

الْجَارِيَةِ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّيحِ الدَّارِيَةِ مِنْ يَوْمٍ

تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما چلنے والی ہواؤں کی تعداد میں اس دن سے کہ

خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ هَبَّتْ عَلَيْهِ الرِّيحُ وَخَرَّكَتُهُ مِنَ الْأَغْصَانِ

رحمتیں نازل فرما ان ہواؤں کی تعداد میں جو آپ پر چلیں اور ان شاخوں اور فہجوں اور پتوں کی

وَالْأَشْجَارَ وَالْأَوْرَاقَ وَالشَّمَارَ وَجَمِيعَ مَا خَلَقْتَ عَلَى أَرْضِكَ وَمَا بَيْنَ سَمَوَاتِكَ

تعداد میں جن کو ان جواہر نے حرکت دی اور ان تمام اشیاء کی تعداد میں جو تو نے اپنی زمین پر اور اپنے آسمانوں کے درمیان

مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

پیدا کیں اس دن سے لے کر کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار بار اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نَجْوَمِ السَّمَاءِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما آسمان کے ستاروں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا فرمایا قیامت کے دن تک

فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَلْبًا ۚ أَرْضِكَ مِمَّا

ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما تمام ان چیزوں کے برابر

حَمَلْتُ وَأَقَلْتُ مِنْ قُدْرَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

جن کو زمین نے تیری قدرت سے اٹھایا اور برداشت کیا ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

مَا خَلَقْتَ فِي سَبْعِ بِحَارِكَ مِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمُهُ إِلَّا أَنْتَ وَمَا

ان چیزوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جو تو نے اپنے ساتوں سمندروں میں پیدا کیں جن کا تیرے سوا اور کوئی احاطہ نہیں کرتا

أَنْتَ خَالِقُهُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝

اور ان چیزوں کی تعداد میں جو تو قیامت تک ان سمندروں میں پیدا فرمائے والا ہے ہر دن ہزار مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مِلْءِ سَبْعِ بِحَارِكَ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنی چیزوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جو تیرے ساتوں سمندروں کو پر کر

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ زَنَةَ سَبْعِ بِحَارِكَ مِمَّا حَمَلْتُ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے ساتوں سمندروں کے وزن کے برابر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی

وَأَقَلْتُ مِنْ قُدْرَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى

قدرت میں کہ سمندروں نے تیری قدرت سے اٹھائیں اور برداشت کیں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ أَمْوَاجِ بِحَارِكَ

پر اپنے سمندروں کی موجوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرَّمْلِ وَالْحَصَىٰ فِي مُسْتَقَرِّ الْأَرْضَيْنِ ۝ وَصَلَّى

رحمتیں نازل فرما ریت کے ذروں اور سنگروں کی تعداد میں جو زمین کے آباد حصوں، گرم اور پانی علاقہ

وَحَبَالِهَا مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ اضْطِرَابِ الْمِيَاهِ الْعَذْبَةِ وَالْمِلْحَةِ مِنْ يَوْمٍ

محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما پیٹے اور کھاری پانیوں کے اگلنے کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے

خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا

دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں

مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَهُ عَلَى جَدِيدِ أَرْضِكَ فِي مُسْتَقَرِّ الْأَرْضَيْنِ شَرْفِيًّا

نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جو تو نے روئے زمین پر پیدا فرمائیں زمین کے آباد حصوں اس کے مشرقی اور

وَعَرْبِيًّا وَسَهْلِيًّا وَجَبَالِيًّا وَأَوْدِيَّتِيًّا وَطَرِيقِيًّا وَعَامِرِيًّا وَغَامِرِيًّا إِلَى

حصوں، گرم پہاڑی علاقوں، وادیوں، راستوں، آبپایوں اور ویرانوں میں ان کے علاوہ

سَائِرِ مَا خَلَقْتَهُ عَلَيْهَا وَمَا فِيهَا مِنْ حِصَاةٍ وَمَدْرٍ وَحَجَرٍ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ

تو نے جو کچھ پیدا کیا زمین پر اور زمین میں یعنی سنگروں، چیلے اور پتھر اس دن سے کہ تو نے

الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝

زمین کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار بار

کہ یوحنا علیٰ محمد عَدَدَ مَا خَلَقْتَ: ضمیر محذوف ہے (اصل میں خَلَقْتَهُ ہے) (یہی منبع سنو ابنا) جس نے

زمانے سے پہلے پیدا فرمایا یوحنا علیٰ محمد عَدَدَ مَا خَلَقْتَ خَالِقِ قَبِيصِ: اور اپنے حبیب ﷺ پر ان اشیاء کی

رحمتیں نازل فرما جنہیں تو زمان ماضی کے آخر سے ملاقات کرنے والی آن کے بعد آسمانوں میں پیدا کرنے والا ہے (یہ

سے متعلق ہے (یوم القیامت) بعض نسخوں میں سنو ابنا کی جگہ بخاری ہے یعنی مسندوں میں بعض نسخوں میں ہے کہ

بخاری و منبع سنو ابنا "ایک نسخہ میں التسلیات کے بعد ہے واصل علیٰ محمد عَدَدَ مَا خَلَقْتَ فِي الْأَرْضَيْنِ الشَّرَفِيَّتَيْنِ

اس کے بعد ”وَضَبُّ عَلٰی فُخْشٍ خُذْ مَا نَلَّ حَالَتِي فَيُفْهِنْ“ ہے، اس صورت میں فَيُفْهِنْ کی ضمیر آسمانوں اور زمینوں کی طرف راجع ہوگی۔ ضَلَّ سے متعلق ہے اٹکل یَفْهَمُ دنیا کے بردن میں، ایک اٹکل یہ ہے کہ فَيُفْهِنْ عَلٰی يَوْمِ الْاَلْفِ مَرَّةً سے حال ہو، یعنی ہزار مرتبہ ہو بردن میں ہو، اس صورت میں لفظ فَيُفْهِنْ مخفیہ مقدر کے متعلق ہے اور اَلْفِ مَرَّةً ضَلَّ کا معمول ہے یا معبود کے قائم مقام لفظ عدو سے حال ہے، آئندہ آنے والی عبارات میں بھی اسی طرح ترکیب کریں۔

بارش آسمانوں سے برستی ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی فُخْشٍ خُذْ عَلٰی فُطْرَةِ فُطْرَتِ اِپْلے حرف پ، ذر، ہر قطرہ جو بہا (ہن) ابتدا سے ہے (بِسُلْطَانِ) تیرے آسمانوں سے جو سات طبق ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ بارش آسمانوں سے ہے نہ کہ زمین سے، قرآن وحدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (ترجمہ) اور اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا، تو اس کے ذریعے پھل نکالے تمہارے رزق کے لئے (۲۴/۱۳) یہ بھی فرمایا، ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی نازل کیا (۳۸/۲۵) ہم نے آسمان سے پانی امارا، پھر تمہیں پایا (۲۴/۱۵) اور اس نے آسمان سے پانی امارا، پھر اس کے ذریعے ہم نے طرح طرح کے میزے کے جوڑے نکالے (۵۳/۲۴) اس طرح کی دوسری بہت سی آیات ہیں۔

بارش کا پانی عرش سے نکلتا ہے

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے جو آسمان سے پانی حاصل کر کے چلتی ہے، جیسے دودھ دینے والی اونٹنی، ابو الشیخ حضرت حسن بصریؒ سے راوی ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ بارش آسمان سے ہے یا بادل سے؟ انہوں نے فرمایا: آسمان سے ہے، بادل تو دھوئیں جتنی شے ہے جس پر آسمان سے پانی اترتا ہے، امام ابو الشیخ اور ابن حاتم حضرت خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: بارش وہ پانی ہے جو عرش کے نیچے سے نکل کر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پہنچتا ہے، یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہنچ کر ایک جگہ جمع ہوتا ہے، جسے الا یوم کیا جاتا ہے، سیاہ بادل اس جگہ داخل ہو کر اس طرح پیتا ہے جیسے اشج پانی کو پیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے، اسے بھیج دیتا ہے۔

سیاہ اور سفید بادل کا فائدہ

امام ابو الشیخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سیاہ بادل میں سفید بارش ہوتی ہے اور سفید بادل میں تری (رطوبت) ہوتی ہے، جو پھلوں کے پکے میں مدد دیتی ہے، ابو الشیخ اور ابن حاتم حضرت نکرمة (جانبی) سے روایت کرتے ہیں کہ پانی آسمان سے اترتا ہے اور اونٹ کے برابر اس کا قطرہ بادل پر ٹپکتا ہے، ابو الشیخ امام شعبی سے اللہ تعالیٰ کے

ارشاد: فَسَلَكْنَا سَبِيلَهُ فِي الْأَرْضِ بِحَقِّ تَفْسِيرِ مَعْنَى روایت کرتے ہیں کہ زمین میں جو بھی پانی ہے آسمان سے ہے اور جو بھی آسمان سے ہے زمین میں۔ اہل بیت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا جو قطرہ بھی زمین پر گرا ہے اس کا اندازہ اس سے نازل فرمائی کہ وہ اندازے سے نازل فرمائی، سوئے طوفان نوح علیہ السلام سے پہلے زمین پر گرا ہوا خازن فرشتوں کے قابو سے باہر ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بِرَبِّهِمْ حَضَرَ غَابِیَہ (۶۱/۶۹) قوم غار تھیں ہوا سے جڑا ہوا خازن فرشتوں کے قابو سے باہر ہو گئی۔

امام ابو الشیخ حضرت تکریم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش کا جو قطرہ بھی نازل کیا اس نے زمین میں بہنے اور سمندر میں موقوف پیدا فرمائے، یہ تمام دلائل اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بارش آسمان سے ہوتی ہے، بخلاف ان لوگوں کے جو کہتے ہیں کہ بارش زمین کے سمندر سے اٹھنے والے بخارات اور رطوبتوں سے ہوتی ہے۔ قول معزکہ کی طرف منسوب ہے: «جو ہر جگہ عقل کے فیصلوں کو ترجیح دیتے ہیں» یہی غلام کاغذ ہے ۱۳ قاری۔

دینی ازیٹ جت ابتداء زمان کے لئے ہے اور فطرت کے متعلق ہے (۱) اس میں تین احتمال ہیں (۱) اسے جلی ہو کر پڑھا جائے اور یہی راجح ہے، کیونکہ یہ فعل جلی کی طرف متصاف ہے (۲) اس کے نیچے توہین اور زیر پڑھی جائے اور یہ متصاف قرار نہ دیں (۳) توہین کے بغیر زیر پڑھیں، کیونکہ یہ فعل کی طرف متصاف ہے (۴) «وَالْأَرْضُ مَرْغَبٌ لِّلْأَلَامِ» اور تاپنے کی طرف متصاف ہو، فعل معروف ہے، «وَالْأَرْضُ مَرْغَبٌ لِّلْأَلَامِ» کا مقول یہ ہے، مشہور یہ ہے کہ الدُّنْيَا کی وال پر فٹن ہے، ابن قتیبہ نے اس کے زیر بیان کی ہے، اس کی حقیقت میں دو قول ہیں (۱) یہ ہوا اور فضا ہے (۲) دار آخرت سے پہلے جتنے جو اہر اور امر اس میں ہیں، ان سب کا مجموعہ ہے۔

دنیا کی عمر پچاس ہزار سال

جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس وقت سے لے کر اس کے ختم ہونے تک کا عرصہ سات ہزار سال ہے۔ احادیث میں آیا ہے، حضرت تکریم نے فرمایا: اول سے آخر تک دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہے، تم میں سے کوئی از خود نہیں سکتا کہ اس کی کتنی عمر گزر گئی ہے اور کتنی باقی ہے؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام سے پہلے جب سے زمین پیدا کی گئی ہے۔

حضرت مواف نے فرمایا: مِمَّنْ يَوْمَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا اس کا مطلب ہے اس پہلے دن سے جب تو نے زمین کو پیدا فرمایا۔ احتمال یہ ہے کہ اصل میں کُلُّ يَوْمٍ کی صفت ہو، جب یہ اس سے پہلے آگئی تو اس سے حال بن گئی، یہ قریب ترین احتمال ہے۔ دینی ہے، کیونکہ یہ آئندہ عبارات میں بھی جاری ہو سکتا ہے اس لحاظ سے حضرت مواف کے قول وَصَلْ عَلَيْهِ غِلْظُكَ مَرَّةً يَوْمَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا کی شرح میں مشکوٰۃ کی چابی ہے۔

مِمَّنْ يَوْمَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا، دنیا کے ہر دن میں (۱) الْكَلْبُ مَرَّةً، الْكَلْبُ مَرَّةً عَلَيَّ فَحَسْبُ، بعض سنوں میں اضافہ

اچھے درود جو ساتوں سمندروں کو بھروسے 'اگر انہیں اجسام فرض کیا جائے۔ لٹھ سہلیہ اور بعض دوسرے معتبر نسخوں میں جلی کے کو بعض نے معصوب پڑھا ہے اور بعض نے مجبور قرار دیا ہے 'نصب کی صورت میں یہ عدد سے بدل ہے 'جر کی صورت میں اضافت ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے 'اس کا معنی وہ ہے جو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں 'بعض نسخوں میں لفظ عدد نہیں ہے 'بعض نسخوں میں آجود درود شریف **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ بِخَارِجَ** سے پہلے یہ اضافہ ہے "وَمَا خَلَقْتَ وَافَقْتَ مِنْ فُضُولِكَ" ایک نسخے میں یہ الفاظ بھی ذاکر ہیں "مَنْ يُّؤْمِرُ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلٰی يُّؤْمِرُ الْاٰخِرَةَ فَيُنْزِلُ عَلٰی نَفْسٍ اَلْفَ مَرَّةً"

۵۔ **اَللّٰهُمَّ وَصَلِّ** اس جگہ اور اس درود شریف میں آئندہ ہر جگہ واؤ کے ساتھ ہے 'البتہ! ایک جگہ واؤ نہیں ہے 'جس کی ہم آئندہ نشاندہی کر دیں گے **اَعْلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّوَجَلَّ** بخاری (یعنی سمندروں کے موج زان ہونے کی تعداد میں۔

۶۔ **اِنِّیْ مُسْتَغْفِرُكَ** اَنْزَلْنِیْ اَنْتَ مُسْتَغْفِرُكَ قَاف پر زبر کے ساتھ 'اسم منہول ہے 'معنی یہ ہے کہ زمین اپنے ماسوا مخلوقات کے قرار پانے کی جگہ ہے 'اگر قاف کے نیچے زیر ہو تو اسم فاعل ہے 'یہ ماثور ہے حضرت مصطفیٰ کے گزشتہ اور آجودہ قول سے **وَعَلٰی اَنْزَلْنِیْ فَاسْتَغْفِرْتُكَ** (اس اسم کے فضیل سے تو نے زمین پر رکھا تو وہ پر سکون ہو گئی) **اَوْ سَمِعْتِهَا** یہ واؤ کے ساتھ خاص کا عام پر عطف ہے 'سَمِعْتُ' زمین کا وہ حصہ جو پہاڑ کے علاوہ ہے (یعنی نرم زمین)

۷۔ **عَزَّوَجَلَّ اَعْطٰ رَبِّ الْجَنّٰہِ الْعَذْبَہِ** میٹھے پانیوں کے متلاطم ہونے کی تعداد میں۔ **الْعَذْبَہِ** ہے نکتہ عین پر زبر 'نقطة والا ذال ساکن' اس کا واحد عَذْبٌ ہے 'دو پانی جو آسانی کے ساتھ حلق سے اتارا جاسکے۔

اَوْ السَّلْحَہِ میم کے نیچے زیر 'اس ساکن' اس کا متروہ بلح ہے 'یہ عَذْبٌ کے مقابل ہے (کھاری اور تمکین پانی) بعض نسخوں میں ہے **اَلْاَلْحَہِ**۔

کھاری اور میٹھے پانی

صحاح میں ہے **مَاءٌ مَّالِحٌ** صرف رومی لغت میں کہا جاتا ہے 'قرآن عزیز میں ہے **هٰذَا عَذْبٌ فُؤَاتٍ مَّالِحٌ شَرَابٌ وَهٰذَا مَالِحٌ** (نجات ۳۵) یہ میٹھا ہے خوب میٹھا جس کا پینا خوشگوار ہے اور یہ کھاری ہے تلخ طعم بن مصرف نے پڑھا ہے **مَالِحٌ** کیم پر زبر اور ام کے نیچے زیر۔ ابو حاتم جہتانی فرماتے ہیں 'یہ قرات منکر ہے' ابن جنی کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ کی مراد مَالِحٌ ہے اور الف حذف کر دیا گیا جیسے مَرْدٌ اور تَرْدٌ اصل میں مَرْدٌ اور تَرْدٌ ہے)

ذکورہ پانیوں کے متلاطم ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) میٹھے پانی اپنی جگہ اور کھاری پانی اپنی جگہ متلاطم ہوتے ہیں (۲) میٹھے پانی کھارے پانیوں کے ساتھ مل کر متلاطم ہوتے ہیں 'میٹھے پانی بارش 'چشموں اور نہروں کے پانی ہیں جو سمندر کے کھاری پانی میں غمرائے جاتے ہیں 'یہ دونوں مل کر متلاطم ہوتے ہیں 'بعض لوگوں نے کہا کہ میٹھے پانی کھاری پانی میں مخلوط نہیں ہوتے 'بلکہ الگ رہتے ہیں 'ابن عطیہ نے کہا کہ یہ بات دلیل یا حدیث صحیح کی محتاج ہے 'اور نہ مشاہدہ اس کی تائید نہیں کرتا (انتہی)

۸۔ **وَعَلٰی اَعْلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّوَجَلَّ مَا خَلَقْتَ** لٹھ سہلیہ میں ضمیر مفعول موجود ہے 'ہب کہ بعض نسخوں میں نہیں ہے 'اعلیٰ

کا بیان ہو۔ اس گفتگو کے باوجود یہ بعید نہیں کہ کلام کا کچھ حصہ حذف ہو گیا ہو یا اس کلام میں کچھ تقدیم و تاخیر واقع ہو گئی ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

»یَوْمَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا« یہ ان چیزوں سے متعلق ہے جو محدثہ نعموں میں اس سے پہلے ذکر کی گئی ہیں۔ بعض نعموں میں
و خراج کے بعد اضافہ ہے و غایہ و غایہ کا صحیح یہ ہے کہ یہ اضافہ نہیں ہونا چاہیے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ عَدَدَ نَبَاتِ الْأَرْضِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) پر رحمتیں نازل فرما زمین کی پیداوار کی تعداد میں
مِنْ قِبَلَتِهَا وَ شَرْقِهَا وَ غَرْبِهَا وَ سَهْلِهَا وَ حَبَالِهَا وَ أَوْدِيَّتِهَا وَ أَشْجَارِهَا وَ
اس کے قبلہ، مشرقی اور مغربی حصوں، نرم اور پہاڑی علاقوں، وادیوں، درختوں،

ثِمَارِهَا وَ أَوْرَاقِهَا وَ زُرُوعِهَا وَ جَمِيعِ مَا يُخْرُجُ مِنْ نَبَاتِهَا وَ بَرَكَاتِهَا مِنْ
پھلوں، پتوں، لکھنوں اور تمام ان نباتات اور برکتوں کی تعداد میں جو نکلتی ہیں زمین سے، اس دن سے کہ
يَوْمَ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ

تو نے دنیا کو پیدا کیا، قیامت کے دن تک ہر روز ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالشَّيَاطِينِ وَمَا
محمد مصطفیٰ (ﷺ) پر رحمتیں نازل فرما ان جنوں، انسانوں اور شیطانوں کی تعداد میں جن کو تو نے پیدا کیا اور
أَنْتَ خَالِقُهُمْ مِنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ

جن کو تو ان میں سے پیدا کرنے والا ہے، قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ شَعْرَةٍ فِي أَبْدَانِهِمْ وَ فِي وُجُوهِهِمْ وَ عَلَى رُءُوسِهِمْ
محمد (ﷺ) پر اتنی رحمتیں نازل فرما جتنے ان لوگوں کے جسموں، چہروں اور سروں کے بال ہیں

مُنْذُ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

اب سے تو نے دنیا کو پیدا فرمایا، قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خَفَقَانِ الطَّيْرِ وَ طَيْرَانِ الْجِنِّ وَالشَّيَاطِينِ مِنْ يَوْمٍ

رحمتیں نازل فرما، ندوں کے پروں کو حرکت دینے، جنوں اور شیطانوں کے اڑنے کی تعداد میں، اس دن سے کہ

خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ وَصِّلْ عَلٰی

تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ 'اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ بَهِيْمَةٍ خَلَقْتَهَا عَلٰی جَدِيدِ اَرْضِكَ مِنْ صَغِيرٍ اَوْ كَبِيرٍ

رحمتیں نازل فرما تمام ان چوپایوں کی تعداد میں جن کو تو نے روئے زمین پر پیدا کیا 'چھوٹا یا بڑا'

فِي مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا مِنْ اَنْسِهَا وَجَنِّهَا وَمِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمَةً اِلَّا

زمین کے مشرق اور مغربی حصوں میں جتنے انسان اور جن اور وہ مخلوقات جن کو صرف تو ہی

اَنْتَ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ

جانتا ہے 'اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ 'اے اللہ!

وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ خُطَاہُمْ ۝ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما روئے زمین پر ان مخلوقات کے قدموں کی تعداد میں 'اس دن سے

الدُّنْيَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ اَلْفَ مَرَّةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا

تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ 'اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ ۝ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ

رحمتیں نازل فرما ان لوگوں کی تعداد میں جو ان پر درود بھیجتے ہیں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل

لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۝ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْقَطْرِ وَالْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ ۝

ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے ان پر درود نہیں بھیجا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما قطروں

وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ شَيْءٍ ۝ اَللّٰهُمَّ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا

بارشوں اور نباتات کی تعداد میں 'اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ہر شے کی تعداد میں 'اے اللہ!

مُحَمَّدٍ فِي الْبَلِّ اِذَا غَشِيَ ۝ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي النَّهَارِ اِذَا

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما رات میں جب وہ چھا جائے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

تَجَلَّى ۝ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاُخْرَةِ وَالْاُولٰی ۝ وَصِّلْ عَلٰی سَيِّدِنَا

رحمتیں نازل فرما ان میں جب وہ روشن ہو 'اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما دنیا و آخرت میں

مُحَمَّدٍ شَآئِذَا زَكِيًّا ۝ وَصَلَّى ۝ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَهَلًا مُّزْضِيًّا ۝ وَصَلَّى ۝ عَلٰی

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جب آپ پاکیزہ ہوں تھے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مُّتَدَكِّمًا ۝ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ وَصَلَّى ۝ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

رحمتیں نازل فرما جب آپ پسندیدہ نکتہ عمر والے تھے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جب آپ گوارے میں بچے تھے اور

حَتّٰی لَا يَبْقَىٰ مِنَ الصَّلٰوةِ شَيْءٌ ۝ اَللّٰهُمَّ وَاَعْطِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدًا الْمَقَامَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حتیٰ کہ رحمتیں نازل فرما کہ رحمت سے کوئی شے باقی نہ رہے اے اللہ! ہمارے آقا

الْمَحْمُودُ ۝ الَّذِي وَعَدْتَهُ الَّذِي اِذَا قَالَ صَدَقْتَهُ ۝ وَاِذَا سَاَلَ اَعْطَيْتَهُ ۝

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا وہ حبیب کہ جب انہوں نے کہا:

اَللّٰهُمَّ وَاَعْظِمْ بَرَّهَانَهُ وَشَرِّفْ بُنْيَانَهُ ۝ وَابْلِغْ حُجَّتَهُ

تو نے ان کی تصدیق کی اور جب انہوں نے سوال کیا تو نے انہیں عطا کیا اے اللہ! ان کی دلیل کو عظمت ' ان کے دین کی

وَبَيِّنْ فَضِيلَتَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِيْ اُمَّتِهِ ۝

عبارت کو بلندی ' ان کی حجت کو روشنی عطا فرما اور ان کی فضیلت ظاہر فرما اے اللہ! امت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما

وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهِ وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِهِ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهِ

ہمیں ان کی سنت پر عمل چرایا ہمیں ان کے دین پر موت عطا فرما ہمیں ان کے گروہ میں اور ان کے جہنم سے کے

وَتَحْتَ لِوَانِهِ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُّفَقَائِهِ وَآوِرْنَا حَوْضَهُ وَاسْقِنَا بِكَاسِهِ وَ

نیچے اٹھا اور ہمیں ان کے دوستوں میں بنا ہمیں ان کے حوض پر پہنچا ہمیں ان کے پیالے سے پلا اور ہمیں ان کی

اَنْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن ۝ وَاسْأَلُكَ بِاسْمَائِكَ الَّتِي دَعَوْتُكَ بِهَا

محبت سے نفع عطا فرما اے اللہ! ایسا ہی ہو اور میں تجھ سے تیرے ان ناموں کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جن سے

اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا وَصَفْتُ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمَهُ اِلَّا اَنْتَ

ساتھ میں نے تجھے پکارا کہ تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جو میں نے بیان

کیں اور ان چیزوں کی تعداد میں جنہیں صرف تو جانتا ہے

وَ اَنْ تَرْحَمَنِيْ وَتَتَوَبَّ عَلَيَّ وَتُعَافِيَنِيْ مِنْ جَمِيعِ الْبَلَاءِ

بیان کریں اور ان چیزوں کی تعداد میں جنہیں صرف تو جانتا ہے اور یہ کہ تو مجھ پر رحم فرما میری توبہ قبول فرما

وَالْبُلُوَاءِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَتَرْحَمَ الْمُؤْمِنِينَ

مجھے تمام مصیبتوں اور تکلیفوں سے عافیت عطا فرما اور تو مجھے اور میرے والدین کو بخش دے

وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ

اور ررحم فرما تمام ایماندار مردوں، عورتوں اور تمام مسلمان مردوں، عورتوں پر، خواہ وہ زندہ ہیں

وَالْأَمْوَاتِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِعَبْدِكَ فَلَانِ ابْنِ فَلَانٍ، الْمَذْنِبِ الْخَاطِئِ الضَّعِيفِ

یا فوت ہو چکے ہیں اور یہ کہ تو بخش دے اپنے بندے غلام ابن فلان (اپنا اور والد کا نام لے) گنہگار، خطاکار اور کمزور

وَأَنْ تَتُوبَ عَلَيْهِ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ اللَّهُمَّ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝

اور اسے توبہ کی توفیق عطا فرما، بے شک تو بہت بخشنے والا مہربان ہے، اے اللہ! ایسے ہی ہو، اے تمام جہانوں کے پالنے والے

اہل مدینہ اور شام کی سمت قبلہ

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ بِعَظْمِ نَحْوِيں میں ہے وَصَلِّ وَاوُك کے ساتھ (عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الْكَرَّمَاتِ) اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ نبی اکرم ﷺ پر رحمتیں نازل فرما زمین کی نباتات کی تعداد میں، جتنی ان کی ہنسیں، خوشی، صفتیں اور اخصا ص میں سے ہے، یہ زمین کا بیان ہے، یا فنی کے معنی میں ہے، قریب آخری ربع کے، درود شریف میں آئے گا (فَبَلِّغْنَا) زمین کا ہر حصہ ہر مکہ معظمہ کی جانب ہے، خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، جنوب میں ہو یا شمال میں، یا چاروں طرف سے متصل ہو، ہر شریف میں ہے کہ پیشاب یا قضاء حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ رخ کرے اور نہ پشت، بلکہ مشرق کی طرف منہ کرے، اس کی طرف اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ قبلہ مشرق اور مغرب کے علاوہ کے ساتھ کسی طرف ہے، کیونکہ یہ حکم مدینہ منورہ اور شام کا ہے، ورنہ مکہ مکرمہ بعض شہروں سے مشرق میں ہے اور بعض سے مغرب کی جانب ہے، پیچھے ہم نے بیان کیا اور نماز صرف مکہ مکرمہ میں واقع کعبہ شریف کی طرف پڑھی جاتی ہے (وَأَشْخَاہَا) یہ اور اس کی نباتات الأراضی پر معطوف ہے، یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔

۲۔ وَتَسَابِرْہَا وَأَوْزَاقِہَا وَرُزُوقِہَا معتمد نسخوں میں اس طرح ہے، ایک نسخے میں دُرُوقِہَا کی جگہ عُرُوقِہَا ہے، دونوں جمع کے صیغہ کے ساتھ ہیں، اَوْجَبِیْہَا فَتُخْلُجُ اس میں احتمال ہے (۱) یا ع پر زبر، راء پر فیش (۲) تاء پر فیش، راء کے نیچے ہیں، صورت میں ضمیر ہا کی طرف اور دوسری صورت میں زمین کی طرف راجع ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کی طرف (صیغہ خطاب کے ساتھ) (مَنْ) یا شاید ہے، اَلْیَاقِیْنِ اَوْ تَرَکَاہُمَا، زمین کی برکات اس میں اگنے والی چیزیں، پھول، پانی، کانیں، ان میں پائے جانے والے پتھر اور زمین کے تمام منافع ہیں، یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔

جن ہوائی مخلوق ہیں

۲۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّوَجَلَّ وَ عَلٰی خَلْفَتِهِ اَسْ کے بعد ضمیر محذوف ہے "بعض نسخوں میں مذکور ہے (ہی) یا ایہ (الجب) نام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف معیار الامم میں ہے کہ حکماء کے نزدیک جن شفاف جسم والا ہو الکی حیوان مطلق ہے اس کی مثال یہ ہے کہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے، ایسی ہرگز شرع الارشاد میں فرماتے ہیں کہ جن اور شیاطین آگ کے اجسام لیلیفہ ہیں اور انسان کے اور آگ سے غائب ہیں۔ انہوں نے بعض تابعین سے نقل کیا کہ جنات کی دو قسمیں ہیں (۱) روحانی جو کھاتے اور پیتے نہیں ہیں (۲) وہ جن جو کھاتے پیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کیفیت کو بہتر جانتا ہے (انتہی) برہنہ نے اسے اپنی کتاب نوادل میں نقل کیا ہے۔

جنات کی تین قسمیں

حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابو نعیم خشنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جن تین قسم ہیں (۱) کے پر ہیں جن کے ساتھ وہ ہوا میں اڑتے ہیں (۲) سانپ اور کتے کی شکل میں ہوتے ہیں (۳) قیام کرتے ہیں اور کوچ کرتے ہیں، حافظ سیوطی لفظ المرجان میں فرماتے ہیں کہ مشککین اور عربی زبان کے ماہرین کے نزدیک جنات کی کئی قسمیں ہیں، باب خاص جن کا ذکر کرتے ہیں تو اسے جنتی کہتے ہیں، اگر یہ مراد ہو کہ وہ انسانوں کے ساتھ رہتے ہیں تو انہیں عادیہ کہتے ہیں، اگر وہ بچوں کے درپے ہوتا ہو تو انہیں ارواح کہتے ہیں، وہ اگر خبیث اور سرکش ہوں تو انہیں شیطان کہتے ہیں، اگر اس سے بھی زیادہ ہو اور اس کا معاملہ سخت ہو تو اسے عفریت کہتے ہیں (انتہی)

ہر سرکش و نافرمان شیطان ہے

والا لیس والشیطان تبع ہے شیطان کی، شیطان کافر جن کو کہتے ہیں، ہر سرکش اور نافرمان کو شیطان کہتے ہیں، خواہ وہ انسان ہو، جن ہو یا چارپایہ، عالم جن اور عالم شیاطین انسانوں کے عالم سے بہت وسیع ہے، ایک روایت ہے کہ انسان جنات کا سوا حصہ ہیں۔

۳۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّوَجَلَّ وَ عَلٰی خَلْفَتِهِ اَسْ یعنی انسانوں کے بدلوں کے تمام بالوں کی مقدار (اس سے بڑے انسانوں، جنات اور شیاطین کا ذکر ہے، لیکن اللہ انہیں کی ضمیر صرف انسانوں کی طرف راجع ہے، یہ عبارت میں مجاز ہے، جسے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں ہے "لَا تَعْبُدُوا الْاِندَادَ اِنَّ اِلٰهًا وَاحِدًا" اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تم اسے پاس تم میں سے رسول نہیں آگئے؟ حالانکہ رسول صرف انسانوں میں سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کافران سے: يَخْرُجُ مِنْكُمْ الْكُفْرُ تَوَّاهًا وَ الْاِيْمَانُ جَانًا (۲۲/۵۵) ان دو سمتوں سے موقی اور مرجان نکلتا ہے اور یہ بھی فرمان باری تعالیٰ ہے: وَ مِنْ كُلِّ

فَاتَخْلُفُونَ خَيْرٌ مِّنْ دُونِهِمْ فَخُذُوا حِلْيَةً مِّنْ ذَٰلِكُمْ فَذُكِّرُوا بِنِعْمَةِ اللَّهِ فِي يَوْمٍ كَٰذِبٍ اور تم ہر ایک سمندر سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زنجیر پہنتے ہو۔ حالانکہ لہلو اور مرجان اور وہ سری آیت کے مطابق مکی زیور ہیں ایک پانی یعنی کھاری سے نکلے ہیں۔

وَعَدَدُ خَفَقَانِ السَّيْفِ قِتْلَةُ الْوَالِدِ خاء اور فاء پر زبر اس کا معنی ہے اڑنا یا اڑنے کے لئے پروں کا پھیر پھارنا (وَالشَّيَاطِينِ) خاء اور یاء پر زبر جنوں اور شیطانوں کا اڑنا اور ہوا میں بلند ہونا

(وَعَدَدُ كُلِّ نَبِيٍّ) ہر چار تائوں والا جانور اگرچہ پانی میں ہوا یا ہر تمیز نہ رکھنے والا جانور اس جگہ اس کا احوال بیان کیا ہے اور اس کے بدلے میں لائے ہیں اذائقہ زمین پر چلنے والے ہر جانور کو کہتے ہیں۔ (وَالنَّبِيَّةُ كَالْيَمَانِ) ہے حضرت جبریلؑ جسم والا یا معنوی طور پر اس کا مرتبہ کم ہو (وَالْمُخْجِرُ) حبیبی اور معنوی اعتبار سے صغیر کے برعکس ہو۔ (وَالْمَرْبُ) میں بنا (وَالنَّبِيَّةُ وَجَنِيَّةُ) یہ ضمیر زمین کی طرف رائج ہے یا مَسَارِ فَيَسَارُ مَعَارِيفِہ کی طرف۔ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات زمین پر رہتے ہیں اس بات مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض زمین پر پیازوں والے ہیں اطراف، جنگلات، حماموں اور نجاست کی جنگوں میں رہتے ہیں اور بعض زمین کے نیچے رہتے ہیں اس جگہ اس بات جائز ہو کلام طویل ہو جانے لگا۔

(وَالْأَلْسِنَةُ) حیرے سوا کسی کو کہیں۔ (وَالْأَلْسِنَةُ) حیرے سوا کسی کو کہیں۔

وَعَدَدُ خَطَايَاهُمْ اخطاؤ کی جمع ہے خطوۃ کی خاء پر پیش ہے بعض اوقات زبر بھی پڑھی جاتی ہے چلتے وقت کا درمیانی فاصلہ اعلیٰ وجہ الارضی زمین کی پشت پر۔۔۔ (وَعَدَدُ الْقَطْرِ وَالْمَنْظَرِ) قطروں اور بارشوں کی تعداد میں و صبر میں (وَعَدَدُ خُذْ خَلْبَ شَيْءٍ) شے سے موجود ممکن مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلمات کی کوئی انتہا نہیں ہے لہذا انہیں کوئی لاحق نہیں ہو سکتا۔

وَالْقَلْبُ اِذَا نَفَسَ جب رات و صبح لے اور چھپا دے، مفعول محذوف ہے یعنی دن کو یا سورج کو یا زمین کی تمام چیزوں کو یا ہر اس چیز کو جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے (وَالْقَلْبُ اِذَا نَفَسَ)

دن میں جب دنیا کے تمام اطراف ظاہر اور واضح ہو جائیں (وَضَلَّ عَلَى مَخْصَدِهِ الدَّارُ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى) دارِ آخرت اور دارِ اولیٰ میں

اور دارِ دنیا میں (وَضَلَّ عَلَى مَخْصَدِهِ شَيْءٌ) اور اپنے حبیب پر رہتیں نازل فرما جب آپ تیس سال کے ہو ان تھے معصوم کہہ تیس اور چالیس سال کی درمیانی عمر والے کو شاب کہتے ہیں شابنا مجبور (وَمَخْصَدُ) سے حال ہے اور اس میں اشکال ہے کیونکہ مطلب یہ ہے کہ اس وقت آپ پر رہتیں نازل فرما جو آپ کی جوانی کے زمانے کے مطابق ہوں یا اس وقت

رہتیں نازل فرما جو آپ کے زمانہ شباب کے مناسب اور لائق ہوں۔ مبالغہ اور کثرت کا مطالبہ ہے اور دعا ہے کہ انہی نازل فرما جو نبی اکرم ﷺ کا نعل طور پر احاطہ کر لے اس مقصد پر دلالت کرنے والے الفاظ کا اعتبار نہیں کیا گیا اور

کا معنی تعریف و شامہ تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ کسی انسان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے باوجود اس کی

تریف کی جاتی ہے۔ (وکتبہ) اس حال میں کہ آپ بہت زیادہ بھلائی اور فضیلت والے جوان تھے۔

(وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ كَهْفًا) تیس سال سے زیادہ عمروالے کو کھپا کہاجاتا ہے، بعض نے کہا: چالیس سے پچاس اور ساتھ سال تک عمروالے کو کھپا کہتے ہیں، بعض علماء نے کہا کہ ۳۳ اور بعض نے کہا: ۳۴ سال سے اکاون سال کی عمروالے کو کھپا کہتے ہیں (وَصَلَّى عَلٰی مُحَمَّدٍ كَهْفًا) نون کے ساتھ اور اس کے بغیر (مَدَّ) (وَتَحَنَّنَ فِي الْمَهْدِ) وہ بستر جو بچے کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور اس کے سونے کے لئے بچھایا جاتا ہے اسی پر ہی نے اس کا معنی لڑکا بیان کیا، بعض دوسرے علماء نے اس کا معنی شیر قرار دیا ہے۔

لَا يُصَلِّيْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَتَقَبَّلَ مِنَ الصَّلَاةِ شَيْئًا ظَاهِرٌ بِعِبَارَتٍ سَمِعْتُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: اس کا جواب رصلع وغیرہ کے نوالے سے اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے، جس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے، اس فصل کی ابتدا میں دیکھئے۔

اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّذَ مَنْ يُصَلِّيْ عَلَیْهِ سَلَامٌ لِّكَ اس جگہ تک نہ نسخہ سلیمہ اور اکثر نسخوں کے مطابق ہے۔ ایک معتد نسخہ میں کچھ تقدیم و تاخیر بھی ہے اور اضافہ بھی ہے، اس میں اَلْفَ مَرَّةً کے بعد اس طرح عبارت ہے: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّذَ كُلِّ شَيْءٍ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا يَتَقَبَّلَ مِنَ الصَّلَاةِ شَيْءٌ اللَّهُمَّ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِ اِذَا تَقَبَّلَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِ اِذَا تَخَلَّى وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَزَّذَ مَنْ يُصَلِّيْ عَلَیْهِ

یہ (وَصَلِّ فِي الْاَوَّلِ) یعنی اپنی بارگاہ میں آپ کے مقام و مرتبہ میں رفعت اور شرافت کے اعتبار سے اضافہ فرما، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیان سے مراد آپ کی شریعت اور ملت ہو، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری دعا ہے کہ آپ کی شریعت اور ملت کو شرافت و جلالت اور ظہور کے اعتبار سے مزید ترقی عطا فرمائے۔ (وَيَبْقَى فَضِيلَتُهُ) اور آپ کی عظمت، فضاہل اور مفاخر کو واضح فرما، (وَمِنْ كُنْهٍ كِتَابِهِ) لغت میں کائنات اس برتن کو کہتے ہیں جس میں مشروب ہو، کبھی صرف برتن اور صرف مشروب کو بھی کائنات کہہ دیتے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کائنات خلیۃ خلی پیالہ اور شربت کائنات میں نے ایک پیالہ پیا، بعض علماء نے کہا کہ جب پیالہ خالی ہو تو اسے کائنات نہیں بلکہ قذح کہتے ہیں۔

محبت رسول کی دعا

وَاللَّهُمَّ بِمُحَمَّدٍ اور ہمیں آپ کی محبت پر موت عطا فرما اور اس محبت کو قبول فرما، ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ! ہمیں آپ کی محبت عطا فرما کیونکہ آپ کی محبت خود نفع ہے، یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں دنیا اور آخرت میں آپ کی محبت کے شریک بنائیں آپ کی ذات اقدس سے اتصال، آپ کے قریب کی راحت اور آپ کی زیارت وغیرہ عطا فرما، واللہ تعالیٰ

اللَّهُ (وَأَمَّا نَلِكُ بِأَسْمَائِكَ) اسی طرح نسخہ سلیمہ میں ہے، ایک معتد نسخہ میں ہے بِأَسْمَائِكَ (الَّتِي ذَعَرْتُكَ بِهَا) میں تجھ سے

اس لئے ہے کہ میں قضاء و قدر کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوں اور شہوت کے بھجان کے وقت اپنے آپ پر قابو نہیں رکھتا اور خواہش اور شہوت کے پھندے سے نکل نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ عفی اور کریم ہے اور اس امر کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ عذر پیش کرنے والے کا عذر قبول فرمائے اور اپنے گناہ کا اعتراف اور اقرار کرنے والے کو معاف فرمادے۔

إِنَّمَا تَتُوبُ عَلَيْهِمُ اللَّهُ غَفُورًا، بے شک تیری مغفرت مکمل ہے اور مغفرت کے آخری درجات کو چٹکی ہوئی ہے۔ (زجیم) تیری رحمت کامل ترین ہے، تیرے ان دو قول ناموں کا تقاضا ہے کہ تو اپنے فضل سے مجھے میرا مقصد عطا فرما دے، میری لغزش معاف فرما دے، میرے لئے توبہ آسان فرما دے، یہ جملہ ماقبل کی حالت اور مقام کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی مہربانی اور رحمت حاصل کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ آمین، یہ اس لئے ہے کہ دعا کے آخر میں آمین کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور دعا کی قبولیت کے وعدہ کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔

إِنَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ اے وہ ذات جس کے بغیر تمام جہانوں کے لئے کوئی مالک، کوئی سردار اور کوئی ان کے معاملات کو درست کرنے والا نہیں ہے۔ ایک نسخہ میں اس دعا کی جگہ اَلْأَخْيَارُ وَبَنُوهُمُ وَالْأَنْفُوسُ کے بعد ہے وَتُغْفِرُ وَتُزَحِّمُ وَتُجَاوِزُ عَمَّا تَعْلَمُ بَعْدَكَ الْمَذِيبُ الْخَاطِئُ فَلَا تَنْفُذْ وَأَنْ تَتُوبَ عَلَيْهِمُ اللَّهُ غَفُورًا وَجِيمٌ بَارِئُ الْعَلْبَيْنِ تَمْرِي بَارِئُ مِثْلِهِ دَعَا هِيَ كَمَا تَوَخَّشُ دَعَا رَحِمَ فَرَمَا اور اپنے گناہگار، خطا کار سے فلاں ابن فلاں کے بارے میں جو کچھ جانتا ہے اس سے درگزر فرما، اور اے توبہ کی توفیق عطا فرما۔ اے رب العالمین! بے شک توست ہی بخشے والا نہایت مہربانی والا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الصَّلَاةَ مَرَّةً وَاحِدَةً كَتَبَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کے لئے

اللَّهُ لَهُ ثَوَابٌ حَجَّةٍ مَقْبُولَةٍ وَثَوَابٌ مِّنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِّنْ وَلَدِ اسْمَاعِيلَ

ایک مقبول حج کا ثواب اور اس شخص کا ثواب لکھ دے گا جس نے ایک غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا مَلِكُ كَتَبْتَنِي هَذَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِي

آزاد کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے فرشتو! میرے اس بندے نے

أَكثَرَ الصَّلَاةِ عَلَى حَبِيبِي مُحَمَّدٍ فَقَوَّعْتَنِي وَجَلَّالِي وَجُودِي وَمَجْدِي

میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجا ہے، مجھے اپنی عزت و جلال، اپنی بخشش، بزرگی اور بلندی کی قسم! میں

وَأَرْتَفَاعِي لَا عَظِيمَةَ بِكُلِّ حَرْفٍ صَلَّى بِهِ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ وَلِيَأْتِيَنِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ

اے ہر حرف کے بدلے جس کے ساتھ اس نے درود بھیجا ہے، جنت میں ایک محل دوں گا اور وہ قیامت کے دن میرے پاس

تَحْتَ لَوَآءِ الْحَمْدِ نُورٌ وَجْهِهِ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَكَفَّهُ

نوام احمد کے بیچے اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے کی روشنی چودھویں کے چاند کی طرح

فِي كَفِّ حَبِيبِي مُحَمَّدٍ ۝ هَذَا الْمَنْ قَالَهَا فِي كُلِّ

اور اس کا ہاتھ میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہو گا یہ اس شخص کے لئے ہے

يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَهُ هَذَا الْفَضْلُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

جس نے یہ درود شریف ہر جمعہ کے دن پڑھا اس کے لئے یہ فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ بہت بڑی بزرگی والا ہے

وَفِي رِوَايَةٍ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مَا حَمَلَ كُرْسِيُّكَ مِنْ عَظَمَتِكَ

ایک روایت میں ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری اس عظمت، قدرت، جلال، نور اور سلطنت کے

وَقُدْرَتِكَ وَجَلَالِكَ وَبَهَائِكَ وَسُلْطَانِكَ وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَخْزُونِ

ظہیل جس کی مظہر تیری کرسی ہے اور تیرے اس نام پاک کے طفیل جو پوشیدہ

الْمَكْنُونِ الَّذِي سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ وَانْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ وَاسْتَأْثَرْتَ بِهِ

اور مخفی ہے اور جو تو نے اپنی ذات کے لئے مقرر فرمایا اور اسے تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور اسے اپنے پاس

فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَ

علم غیب میں اختیار کیا کہ تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے عبد خاص اور رسول مکرم پر رحمت نازل فرما

اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي اِذَا دُعِيتَ بِهِ اَجَبْتَ

اور میں تجھ سے تیرے اس نام پاک کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ جب تجھے اس کے ساتھ پکارا جائے تو تو قبول فرماتا ہے

وَ اِذَا سُئِلْتَ بِهِ اَعْطَيْتَ ۝ وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي

اور جب اس کے ذریعے سوال کیا جائے تو تو عطا فرماتا ہے اور میں تجھ سے تیرے اس نام پاک کے طفیل

وَضَعْتَهُ عَلٰی الْبَيْتِ فَاطْلَمَ ۝ وَعَلٰی النَّهَارِ فَاسْتَنَارَ

سوال کرتا ہوں، جسے تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی، دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا،

وَعَلٰی السَّمَوَاتِ فَاسْتَقْلَتْ ۝ وَعَلٰی الْاَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ ۝ وَعَلٰی الْجِبَالِ

آسمانوں پر رکھا تو وہ قائم ہو گئے، زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی، اور پہاڑوں پر رکھا تو وہ

فَرَمَسَتْ ۝ وَعَلٰی الصَّعْبَةِ فَذَلَّتْ ۝ وَعَلٰی مَاءِ السَّمَاءِ فَسَكَبَتْ ۝ وَعَلٰی

مستحکم ہو گئے، اور سخت چیزوں پر رکھا تو وہ نرم ہو گئیں، آسمانوں کے پانی پر رکھا تو وہ بہہ پڑا اور بادلوں پر رکھا تو وہ

السَّحَابِ فَأَمْطَرَتْ ۝ وَ أَسْأَلُكَ بِمَا سَأَلَكَ بِهِ سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ ۝

برس پڑا اور میں تجھ سے اس نام پاک کے طفیل سوال کرتا ہوں جس کے طفیل تیرے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے

وَأَسْأَلُكَ بِمَا سَأَلَكَ بِهِ أَنْبِيَآؤُكَ وَرُسُلُكَ

تجھ سے سوال کیا اور میں تجھ سے ان ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں جن کے طفیل تجھ سے تیرے نبیوں

وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَأَسْأَلُكَ

رسولوں اور مقرب فرشتوں نے سوال کیا اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رحمتیں ہوں اور میں تجھ سے ان ناموں کے ذریعے سوال کرتا

بِمَا سَأَلَكَ بِهِ أَهْلُ طَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ ۝ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ

ہوں جن کے ذریعے تجھ سے تیرے تمام فرمانبرداروں نے سوال کیا کہ تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَكُونَ السَّمَاءُ مَبْنِيَّةً ۖ وَالْأَرْضُ

آل پر رحمتیں نازل فرما اس خلوق کی تعداد میں جو تو نے پیدا فرمائی پہلے اس کے کہ آسمان بنایا گیا

مَطْحِيَّةً وَالْجِبَالُ مُرْسِيَّةً وَالْعُيُونُ مُنْفَجِرَةٌ وَالْأَنْهَارُ مُنْهَمِرَةٌ وَالشَّمْسُ

زمین بچھائی گئی پہاڑ مستحکم کئے گئے چشمے جاری ہوئے نہریں رواں ہوئیں سورج

مُضْحِيَّةً وَالْقَمَرُ مُضِيئًا وَالْكَوَاكِبُ مُنِيرَةٌ ۝

ضیاء دار ہوا چاند روشن ہوا اور ستارے منور ہوئے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ عِلْمِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اپنے معلومات کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں

مُحَمَّدٍ عَدَدَ حِلْمِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

نازل فرما اپنے حلم کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اپنے ان

عَدَدَ مَا أَحْصَاهُ اللَّوْحُ الْمَحْفُوظُ مِنْ عِلْمِكَ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

معلومات کی تعداد میں جنہیں لوح محفوظ و محفوظ رکھے ہوئے ہے اے اللہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا جَرَى بِهِ الْقَلَمُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ عِنْدَكَ

آل پر رحمتیں نازل فرما اس تعداد میں کہ تیری بارگاہ میں قلم لوح محفوظ میں جاری ہو اور

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْلًا سَمَوَاتِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلَى

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اپنے آسمانوں کی پڑی کے برابر اور ہمارے آقا محمد

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْلًا أَرْضِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اپنی زمین کی پڑی کے برابر اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِثْلًا مَا أَنْتَ خَالِقُهُ ۝ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا

اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی پڑی کے برابر جن کا تو خالق ہے اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر اتنی رحمتیں نازل فرما جتنی فرشتوں

صُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ ۝ وَ تَسْبِيحِهِمْ وَ تَقْدِيسِهِمْ وَ تَحْمِيدِهِمْ وَ تَمْجِيدِهِمْ ۝

میں ہیں اور جتنی تعداد ان کی تسبیح، تقدیس، تحمید، تمجید

تَكْبِيرِهِمْ وَ تَهْلِيلِهِمْ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

تکبیر اور تہلیل کی ہے اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ السَّحَابِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما حرکت کرنے والے بادلوں

الْجَارِيَةِ وَ الرِّيحِ الدَّارِيَةِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

اور چلنے والی ہواؤں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان تمام قطروں کی تعداد میں

تَقْطُرُ مِنْ سَمَوَاتِكَ إِلَى أَرْضِكَ وَ مَا تَقْطُرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

جو ٹہرتے آسمانوں سے زمین پر گر رہے ہیں اور جو قیامت تک گر رہے

موصوف کیا کہ اس میں بار بار صلوٰۃ کا ذکر ہے، یہ بھی دعا کی ٹکلی ہے کہ غلامِ فلاں! شیاءِ کثیرہ کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما۔ میں بھی اعظم کی درخواست ہے کہ دنیا کے ہر دن میں ہزار مرتبہ رحمت نازل فرما۔ (علیٰ حبیبی) اس میں اشارہ ہے کہ شخص کو اتنا عظیم ثواب کیوں دیا جا رہا ہے؟ یہ اس لئے ہے کہ جن کی بارگاہِ ناز میں درود شریف پیش کیا جا رہا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور یہ شخص اس محبوبِ کریم ﷺ کا تقرب حاصل کر رہا ہے۔ (فتح محمدی) یہ عطف بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ قسمیں یاد فرماتا ہے

(غفر عزّوجلّ) یہ قلم سید ہے، یعنی مخلوق سے میری بے نیازی، کمالِ قدرت، میری الوہیت کی عظمت، شان اور میری وحدانیت کی قسم! (وَجَلَّ جَلَلُ) میرے تمام صفات کمال سے موصوف ہونے، ہر نقص سے مقدس ہونے، میری مطلق بے نیازی اور دور دانی اور محیط حکومت کی قسم! (وَوَجَدْتَنِي) اور میرے وجود کی قسم! جو میری ذات کا صین ہے۔۔۔۔۔ یہ تسبیح سلیہ کے معنی ہے، پہلی واؤ پر زبر، دوسری پر پیش، دوسرے شخصوں میں ہے (وَوَجَدْتَنِي) حرف واو عاطفہ کے ساتھ، یعنی اور میرے اعظم کی قسم! (وَفَضَّلْتَنِي) میرے ذاتی کرم اور عظیم انعام کی قسم! (وَأَرْزُقَانِي) اور مخلوق پر میری برتری، صفات نقص سے میرے مقدس ہونے اور ہر اس کمال سے برتر ہونے کی قسم! جو کسی کے دل یا خیال میں آئے۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ جس شخص کی قسم یاد جائے اس کی تاکید مقصود ہوتی ہے، یہ تو مخلوق کے حق میں ہے، خالق کائنات کی قسم اور وہ بھی ایسی جسے بار بار دہرایا جائے گا کیا حال ہو گا؟ لہذا اس تاکید سے زیادہ پختہ اور کوئی تاکید نہیں ہو سکتی۔

درود پاک پڑھنے والے کا ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہو گا

(الْمُطَهَّرَاتُ) میں اسے قیامت کے دن ضرور عطا کروں گا، بکلی خوف، ہر حرف کے بدلے (صَلَّی بِہِ) جس کے ساتھ اس درود شریف پڑھا۔۔۔۔۔ بعض شخصوں میں لفظ پہ موجود ہے، لیکن تسبیح سلیہ میں نہیں ہے (فَقُضِيَ) وہ منزل (مہائش) گواہ ہے میں متعدد اور مضبوط ثمارت واسطے گھر اور کمرے ہوں (الْحَيَّةُ وَلَيَّا يَمِينِي) وہ سری یا پیر زبر، تون متعدد کے نیچے زبر، آخر میں ساکن۔ اور وہ ضرور میری بارگاہ میں حاضر ہو گا (وَأَقْبَلْتَنِي تَحْتَ بُرْوَةِ الْخَمْدِ) قیامت کے دن لواء الحمد کے نیچے، لواءِ ہند ہے جو ہمارے آقا و مولا ﷺ کے لئے باندھا اور لہرایا جائے گا (وَنُفِّرُ وَنَجِّئُ) اس حال میں کہ اس کے چہرے کا نور یہ جملہ عالیہ ہے اور بعض شخصوں میں واؤ کے ساتھ ہے (یعنی بعض شخصوں میں واؤ نہیں ہے۔ ۱۴ قاری) كَمَا لَقِيتَنِي لَيْلَةَ رَجَبٍ وَهِيَ رَاتٍ کے چاند کی طرح۔۔۔۔۔ یعنی اس رات کی طرح جس میں چاند بدر بن جاتا ہے، بدر وہ چاند ہے جو (روشنی) بھرا ہوا دکھائی دے، اسے بدر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بھرا ہوا اور مکمل ہو تا ہے، ہر وہ چیز جو مکمل ہو، اسے بدر کہا جاتا ہے۔ علامہ نے کہا کہ اسے بدر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ سورج سے پہلے طلوع ہوتا ہے (مُبَادَرَةُ) کا معنی جلدی کرنا ہے ۱۵ قاری) وَكَسَّرَ كَلَفَ حَبِيبِي شَخْصًا، اور اس کا ہاتھ میرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ میں ہو گا۔۔۔۔۔ یہ مکمل ترین قرب اور اتصال ہے۔

تو اس کے حق اور مرتبے کی تاکید ہے، ایک نسخے میں یہ اضافہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جمعہ کے درود پاک پڑھنے کا بے حد فائدہ

(عَلَيْهِ) یہ تمام اجر و ثواب جو مذکور ہوا شخص اور اس شخص کی ملکیت میں ہے (الَّذِينَ قَالُوا: هَذَا هُوَ الَّذِي كَفَرْنَا بِهِ) یہ غالباً حدیث کے کمال ہونے کے بعد حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے (تَحْتَ يَوْمِ جُمُعَةٍ) ہر جمعہ کے دن۔۔۔۔۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جس بزرگ کا یہ کام ہے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان: (مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الصَّلَاةَ غُرَّةً وَاجِدَهُ) سے یہ سمجھا ہے کہ جس نے ہر جمعہ کے دن ایک مرتبہ یہ درود شریف پڑھا، غالباً انہوں نے حدیث شریف کے الفاظ (مَنْ قَرَأَ الصَّلَاةَ عَلَى خَبِيرٍ مَحْشُورٍ) سے یہ مطلب سمجھا ہے (کہ ہر جمعہ کو پڑھے) لیکن جیسے بیان کیا گیا کہ ہر جمعہ کے دن پڑھتا متعین نہیں ہے، کیونکہ اس درود شریف میں تکرار ہے، اس لئے ایک دفعہ سے زیادہ پڑھنے پر مشتمل ہے (مطلب یہ ہے کہ یہ اجر و ثواب ایک دفعہ اس درود شریف کے پڑھنے والے کے لئے ہے، ظاہر ہے کہ جو خوش قسمت ہر جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے اجر و ثواب کا کیا کہنا؟ ۱۲ قادری (اللہ هذا الفضل) اس کے لئے یہ فعلیت ہے، ایک نسخہ میں العظیم کا اضافہ ہے (وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ) اللہ تعالیٰ کا احسان کثیر اور وسیع ہے۔۔۔۔۔ ایک نسخہ میں یہ اضافہ ہے (هَذِهِ دُرَّةٌ) یہ درود شریف جو مذکور ہوا حدیث شریف کی ایک روایت ہے۔

ج. (وَفِي دُرَّةٍ) اور ایک دوسری روایت میں ہے (الَّتِي) یہ حدیث بطور تخفیف والا نقل الخیرات کے ساتھ نہیں پڑھی جائے گی، بلکہ یہ کلمات (وَ أَنْ تَقْرُبَ عَلَيْهِ ذَلِكَ غُضُّوْا رُحْمَكُمْ) (اللَّهُمَّ آتِنَا رَبِّ الْعَالَمِينَ) پڑھنے کے بعد یہاں سے پڑھے: (الَّتِي) (مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الصَّلَاةَ غُرَّةً وَاجِدَهُ) سے آخر تک۔ حدیث شریف اور حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول (وَفِي دُرَّةٍ) وہ شخص پڑھے گا جو اس حدیث کا مطلب جانتا چاہتا ہے، اسی طرح وغیرہ میں یہ کلمات نہیں پڑھے جائیں گے جو حزب اول میں ہیں: (لَمْ تَذْخُرْ بِهَذَا الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ مُرَجُؤُ الْإِجَابَةِ) اسی طرح اس فصل کا عنوان: (فَضْلُ فِي تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نہیں پڑھا جائے گا، یعنی ان کا پڑھنا وظیفہ میں ضروری نہیں ہے، اور اگر پڑھے تو حرج بھی نہیں ہے ۱۳ قادری) یہ تمام افکار ظاہر ہے، لیکن اس کتاب کو حاصل کرنے والے اکثر عوام الناس اس بارے میں پوچھتے ہیں (اس لئے وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی) ۱۴ قادری

(الَّتِي) (مَنْ قَرَأَ هَذِهِ الصَّلَاةَ غُرَّةً وَاجِدَهُ) میں ہذا خصل ہے، اس میں افلا حق نہیں ہے۔۔۔۔۔ (وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْنُونِ) اس کا اسم ہے کہ اسم سے مراد جنس ہو، اس لحاظ سے یہ روایت سابقہ روایت کے موافق ہوگی، جس میں ہے: (وَبِحَقِّ اسْمِكَ الْمَكْنُونِ) لیکن اس روایت میں یہ الفاظ ہیں: (وَالْقَوْلُ فِي كِتَابِكَ وَاسْتَفْزَتْ بِهِ) ان میں او نہیں، بلکہ (وَفِي) اس لئے ظاہر یہ ہے کہ مخزون اور مکنون اسم سے مراد قرآن پاک میں نازل کئے گئے سو ناموں میں سے مخفی اسم ہے اور (وَفِي) اسم اعظم ہے۔ یہ اسم جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے معین فرمایا ہے، یاد ہو دیکھ اسے قرآن پاک میں نازل کیا ہے، تاہم

ساتھ منفرد اور مختص ہے۔ (یعنی جلیم الغیب)۔ ہرے علم غیب میں (عندک) اس کا تعلق استیلاؤت سے ہے یا علم الغیب سے، یعنی تو نے اس نام کا علم مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔

۳۔ (و غلیٰ الشَّجَابِ فَرَسَتْ) یہ لفظ اس جگہ نسخہ سہلیہ میں اسی طرح ہے کہ فاء کے بعد الف نہیں ہے، ایک دوسرے معتد نسخہ میں فَاَزَسَتْ الف کے ساتھ ہے، (و غلیٰ الشَّجَابِ فَرَسَتْ) صحیح کا معنی دشواری اور ذلول اس کے مقابل ہے (مض) کا معنی آسانی ہے، 'غلیٰ فاء الشَّجَابِ فَرَسَتْ' و غلیٰ الشَّجَابِ فَرَسَتْ (اسی طرح نسخہ سہلیہ) اور ایک دوسرے قدیم نسخہ میں ہے، 'ایک نسخہ میں لفظ ماؤ نہیں ہے، 'ایک نسخہ میں و غلیٰ فاء الشَّجَابِ فَرَسَتْ' و غلیٰ الشَّجَابِ فَرَسَتْ (بغیر کسی اضافہ کے۔ فاء کی طرف مونت کی ضمیر اس لئے راجع کی گئی ہے کہ اس کی اضافت السماء کی طرف ہے اور وہ مونت ہے، 'مضاف نے مضاف الیہ سے تائید حاصل کر لی، 'یا یہ ضمیر مونت السماء اور الشَّجَابِ کی طرف راجع ہے، 'یہ دونوں اسم چونکہ اسم جنس جن ہیں، ان کو بطور مونت استعمال کیا جا چکا ہے، جہاں حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ أَكْثَرُ مِنْ الشَّجَابِ الْفَرَسَةُ نیز پہلی روایت میں بھی گزر چکا ہے اور آخری راجع کی ابتدا میں بھی آئے گا و غلیٰ الشَّجَابِ فَرَسَتْ ایک نسخہ میں فَرَسَتْ ہے، تاء تائید کے بغیر۔

سحاب ہواؤں کے تابع بادل کا نام ہے

الشَّحَابِ وہ بادل ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہواؤں کے تابع ہے، ہوا نہیں جس طرح چاہتی ہیں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ان میں درجہ بدل کرتی ہیں اور بادلوں سے بارش نمودار ہوتی ہے۔ امام ابو الشَّیخ حضرت عطاء (العمی) سے روایت کرتے ہیں کہ بادل زمین سے اٹھتا ہے، اور حضرت خالد بن معدان سے روایت کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس سے بادل برآمد ہوتا ہے، سیاہ بادل اس درخت کا پکا ہوا پھل ہے، جو بارش کو اٹھائے ہوئے ہوتا ہے، اور سفید بادل وہ پھل ہے جو نہ تو پکا ہوا ہوتا ہے اور نہ ہی بارش کا حامل ہوتا ہے۔ اسوں نے سدی سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان سے بادل لاتا ہے (الحديث) نیز حضرت کعب بن العجر سے روایت کرتے ہیں کہ بادل بارش کی چٹائی ہے۔

۴۔ (وَ اِسْمُكَ بِمَا سَأَلْتُكَ بِهٖ اَهْلُ ظَاغِبِكَ اَجْمَعِينَ) اور میں تجھ سے ان اسماء اور وسیلوں کے ذریعے سوال کرتا ہوں جن کے ذریعے میرے تمام اہل طاعت نے تجھ سے سوال کیا، یہ تحقیق کے بعد تعمیم ہے، 'یا یہ مطلب ہے کہ صدیقین، شہداء، صالحین اور جن و انس کے باقی مومنوں کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے، ان کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار ہیں، وہ اس جگہ مراد ہیں۔ لفظ (اَجْمَعِينَ) راکن الخیرات میں اسی طرح ہے، نسخہ سہلیہ وغیرہ میں یاء کے ساتھ ہی ہے، ایک نسخہ میں اَحْضَعُونَ وہ کے ساتھ ہے، اور یہ ظاہر ہے اور اپنے موکر (اَهْلُ ظَاغِبِكَ) کے مطابق ہے۔ اَجْمَعِينَ والے نسخے میں کئی احتمال ہیں (۱) اصل سے جلی ہوئے کی بنا پر منصوب ہو (۲) ضمیر مقرر کی تاکید ہو، گویا اصل میں یوں تھا اَهْلُ ظَاغِبِكَ اَجْمَعِينَ (۳) ظَاغِبِكَ کے قرب اور ہواد کی بنا پر مجرور ہو (۴) اس سے پہلے مذکور اَجْمَعِينَ کی مناسبت کی بنا پر مجرور ہو (۵) ان لوگوں کی لغت کے

مطابق ہے جو جمع مذکر سالم اور اس کے مطہرات کو تمام احوال میں بقاء کے ساتھ ہی پڑھتے ہیں اور فون پر تحوین کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

۵۔ اَمِنْ قَبْلِ اَنْ تَكُوْنَ السَّمَاءُ مَبْنِيَّةً، قبل اس کے کہ آسمان جہت علو میں بغیر کسی ستون کے بلند جھٹ بٹایا گیا۔ یہ مابعدی حفظ جہت ہے نقطہ عاء کے ساتھ۔ یہ ماخوذ ہے طحی الثمینی سے جس کا معنی ہے اس نے شے کو بچھلایا اور بچھا دیا۔ یعنی محفوظ سے بچھلایا۔ بعض نسخوں میں ہے مَبْنِيَّةً دال کے ساتھ، دونوں نسخوں کا ایک ہی معنی ہے، یعنی قبل اس کے کہ بچھلایا گئی (وَالْاَجْنَانِ مَوْجِبَةً) سین کے نیچے ذر اور بقاء محفوظ کے ساتھ۔

لوح محفوظ ساتویں آسمان کے اوپر واقع ہے

۱۔ عَزَّوَجَلَّ مَا اَخَصَّاهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لام پر ذر، بعض نے اس پر پیش پڑھی ہے، لوح ساتویں آسمان کے اوپر سفید موتی کی بنا اور ہوا میں معلق ہے، ایک روایت یہ ہے کہ وہ سرخ یا قوت سے بھٹی ہوئی ہے، اس کا اونچا حصہ عرش کے ساتھ پارہ حصہ ہے اور نیچا حصہ ایک فرشتے کی آغوش میں ہے، اس کا قلم نور ہے، ایک روایت میں ہے کہ وہ سفید موتی سے ہے، بعض نے صفحات سرخ یا قوت کے ہیں (اس کے مطابق دو مختلف روایتوں میں تطبیق ہو جائے گی) (قادری) اس کا قلم نور ہے، اس کی نور ہے، ایک روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی زمین و آسمان کے باہمی فاصلے کے برابر اور چوڑائی مشرق و مغرب کے فاصلے کے برابر ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت اسرائیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے، ایک روایت میں ہے کہ لؤلؤ (موتی) کا ہے اور اس کی لمبائی سات سو سال ہے اَلْمَحْضُوظُ، جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شیاطین کی رسائی سے محفوظ ہے تبدیل و تغیر سے محفوظ ہے، حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء

آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

(۱۲- قادری)

میں، تعین ہے، معلوم ہے۔ لوح محفوظ میں ہر وہ چیز لکھ دی گئی ہے جو قیامت کے دن تک ہوئے والی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں تمام اشیاء کا احاطہ کیا گیا ہے، اس کے علاوہ دوسری کوئی کتاب ایسی نہیں ہے۔ یعنی اُمِّ الْکِتَابِ، یعنی لوح محفوظ (عزَّوَجَلَّ) یعنی شریعہ غیب میں، یاد ہو دیکھ وہ ہماری بارگاہ میں معزز اور مکرم ہے، یہ غیب (قرب) شریف و مکرم کے لئے ہے۔

۵۔ جَلَّوَجَلَّ خَالِقُ اس غیر اور مکان کی پری کے برابر جیسے تو پیدا فرمائے گا (وَمِنْ يَوْمِ خَلَقْتُ الْاَشْيَاءَ) بعض نسخوں میں یہ کلمات مبنیہ نہیں ہیں، صحیح یہ ہے کہ موجود ہوں (اَلْیَوْمِ الْاٰخِرِ) ایک نسخے میں یہ اضافہ ہے کہ ہر دن میں ہزار مرتبہ ۵۔ عَزَّوَجَلَّ الْاَشْيَاءَ، فرشتوں کی صفوں کی تعداد میں، اس میں چند احتمال ہیں۔ (۱) یہ اپنے ظاہر ہو، کیونکہ فرشتے

کی صفوں کی تعداد کثیر ہے (۳۱) یہ مطلب ہو کہ صفوں کے فرشتوں کی تعداد میں اس صورت میں مضاعف محذوف ہو گا لیکن صفوف سے پہلے لفظ ملائکہ محذوف ہوا (۳۲) فرشتوں کی صفوں اور ان میں موجود فرشتوں کی تعداد میں اس صورت میں حرف عطف اور معطوف دونوں محذوف ہوں گے (۳۳) مَا فِيهَا مِنْهُمْ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ۔

فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

ملائکہ وہ عظیم انگڑ ہیں جن کی تعداد کو وہی جانتا ہے جس نے انہیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا يَعْلَمُ خَلْقُكَ إِلَّا هُوَ (۳۴/۳۱) اور میرے رب کے انگڑوں کو صرف وہی جانتا ہے یہ جہاں اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے اور عالم پاک تمام ان چیزوں سمیت جن چیزوں پر مشتمل ہے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے کوئی جگہ ان سے خالی نہیں ہے کیونکہ وہ بادشاہ حقیقی کے خدام ہیں اور تمام کائنات میں اس کی عبادت و اطاعت میں مصروف ہیں (۳۵) فَنَسَبْنَاهُمْ (۳۶) اور جتنی بار انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی ان اشیاء سے بیان کی جو اس کی ذات اقدس کے لائق نہیں ہیں ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ جتنی مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں جلدی کی اور اس کی اطاعت میں مستعدی دکھائی (۳۷) اَوْ نَقِيلُ بِهِمْ (۳۸) اور جتنی بار انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور تقدس بیان کیا (۳۹) اَوْ نُسَبِّحُ بِهِمْ (۴۰) اور جتنی مرتبہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر یہ ادا کیا تحمید کا معنی ہے یکے بعد دیگرے حمد کرنا (۴۱) اَوْ نُسَجِّدُ لَهُمْ (۴۲) اور جتنی بار انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کے عالی قدر مجدد و کرم کے لائق اس کی صفات بیان کیں۔ (۴۳) اَوْ نَقُولُ بِهِمْ (۴۴) اور جتنی بار انہوں نے اللہ تعالیٰ کو کبریا کی کے ساتھ موصوف کیا اور اللہ اکبر یا کبیر ایسے کلمات بار بار دہرائے (۴۵) اَوْ نَقِيلُ بِهِمْ (۴۶) اور جتنی دفعہ انہوں نے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا اور اس جیسے دوسرے کلمات کہے یا یہ مطلب ہے کہ جتنی مرتبہ انہوں نے بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ (۴۷) اَوْ نُسَبِّحُ بِهِمْ (۴۸) متعلق ہے۔

مَا عَدَدَ كُلِّ قَطْرَةٍ نَقْطُورٍ ہر اس قطرے کی تعداد میں جو اس وقت ٹپک رہا ہے ایک نسخہ میں ہے قطرے جو اس سے پہلے ٹپک چکا ہے وہاں موصوفہ ہے (نقطہ) اور جو مستقبل میں ٹپکے گا بعض نسخوں میں ہے: اَوْ مَا تَحْطَرُ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اس میں اضافہ ہے: مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا کا اس صورت میں نقطہ کا معنی یہ ہو گا کہ جس قطرے کی شان یہ ہے کہ ٹپکے یا صیفہ مضارع قطرہ کے نزول کے حال کی حکایت کے لئے لایا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا هَبَّتِ الرِّیَاحُ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان ہواؤں کی تعداد میں جو چلی ہیں اور

وَعَدَدَ مَا تَحَرَّكَتِ الْأَشْجَارُ وَالْأَوْرَاقُ وَالزَّرُّوْعُ وَجَمِيعَ مَا خَلَقْتَ فِي قَرَارِ

ان درختوں، پتوں اور بیجوں کی تعداد میں جنہوں نے حرکت کی ہے اور تمام ان چیزوں کی تعداد

الْحِفْظِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا

میں جنہیں تو نے مقام حفاظت میں پیدا فرمایا اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! محمدؐ و علیؑ آلِ سیدنا محمدؐ عدد القطر والمطر والنبات من یوم خلقت الدنیا الی یوم القیمة ۝ اللہم صل علی سیدنا محمدؐ و علیؑ آلِ سیدنا محمدؐ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما قطروں بارشوں اور سبزیوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

مُحَمَّدٍ عَدَدَ الثَّجْوَمِ فِي السَّمَاءِ مِنْ يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

آسمان کے ستاروں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خُلِقَتْ اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جنہیں تو نے

فِي بَحَارِكَ السَّبْعَةِ مِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمُهُ إِلَّا أَنْتَ وَمَا أَنْتَ خَالِقُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

ساتوں سمندر میں پیدا کیا جن کو صرف تو ہی جانتا ہے اور جن چیزوں کو تو قیامت کے دن تک پیدا کرنے والا ہے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الزَّمَلِ وَالْحَصَى ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ریت کے ذروں اور کھڑکیوں کی تعداد میں

فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

جو زمین کے مشرقی اور مغربی حصوں میں موجود ہیں اے اللہ! ہمارے آقا محمد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خُلِقَتْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَمَا أَنْتَ خَالِقُهُ ۝

ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان جنوں اور انسانوں کی تعداد میں جنہیں تو نے پیدا کیا اور جنہیں تو قیامت کے

إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝

دن تک پیدا فرمائے والا ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

عَدَدَ أَنْفَاسِهِمْ وَالْفَاظِهِمْ وَالْحَاظِهِمْ مِنْ يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

ان کے سانسوں، الفاظوں اور نگاہوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ طَيْرِ الْهَيْمَةِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جنوں اور فرشتوں

وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

کی پروازوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الطُّيُورِ وَالْهَوَآءِ وَعَدَدَ الْوُحُوشِ وَ

اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما پرندوں، حشرات الارض، جنگلی جانوروں اور زمین کے

الْاَكَامِ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

مشرق اور مغربى حصوں کے نیلوں کی تعداد میں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما زندوں اور مردوں کی تعداد میں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا آلِ مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا اَظْلَمَ عَلَيْهِ النَّبْلُ وَاشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ مِنْ

آل پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جن پر رات تاریک ہوئی اور دن روشن ہوا اس دن سے

يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ مِنْ

اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اس مخلوق کی تعداد میں جو دو پاؤں پر چلتی ہے اور جو چار پاؤں پر چلتی ہے

يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْمَلَائِكَةِ مِنْ

ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان جنوں، انسانوں اور فرشتوں کی تعداد میں جنہوں نے تیرے حبیبِ کریم ﷺ پر درود بھیجا

يَوْمِ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

آل پر رحمتیں نازل فرما ان لوگوں کی تعداد میں جو آپ پر درود بھیجتے ہیں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

آل پر رحمتیں نازل فرما آپ پر درود شریف نہ بھیجنے والوں کی تعداد میں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يُحِبُّ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى

پر رحمتیں نازل فرما جیسے کہ ان پر رحمتیں نازل کرنے کا حق ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا يُتَّبَعِي اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ

اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جیسے کہ ان پر رحمتیں نازل کرنا لائق ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ

صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى شَيْءٌ مِنْ

اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما یہاں تک کہ ان پر نازل کی جانے والی کوئی رحمت باقی نہ رہے

الصَّلَاةِ عَلَيْهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلَيْنِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ پر اولین میں رحمت نازل فرما اور

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْمَآثِرِ اَلَا عَلَى اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ ۝

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ پر آخر میں رحمت نازل فرما

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

جتنی کی طاقت نہیں مگر اللہ بلند و برتر کی ہدایت سے

۱۔ بخذہ فاعلمت الزیاح اسی طرح نسخہ سلیمہ میں ہے اس صورت میں ما مصدر یہ ہے معنی یہ ہے کہ ہواؤں کے

تعداد میں بعض محدث نسخوں میں ہے فاعلمت علیہ الزیاح اس میں طیبہ زائد ہے اس صورت میں ما موصولہ ہے

شیاء کی تعداد میں جن پر ہوا چلی۔ و بخذہ فاعلمت علیہ الزیاح ما مصدر یہ ہے یعنی درختوں کے حرکت کرنے کی تعداد

منسوب یہ ہے کہ کم سے کم وہ مقدار مراد ہو جس پر حرکت کرنا مطلق آئے او الذی اذی و الزیاد و جہتہا جمع کے

ہے اور اس کا عطف ما پر ہے فاعلمت علیہ الزیاح کی طرف راجع ہونے والی ضمیر محذوف ہے (فہی قراہ الجفطہ) اور ان تمام

مقدار میں جنہیں تو نے حفاظت کی جبکہ اور اس کے ٹھکانے میں پیدا فرمایا ہر مخلوق کے لئے قرار وہ جگہ ہے جو اس کی

کے لئے اس کا احاطہ کرے اور مدت کے ختم ہونے تک اس شے کی حفاظت کی جائے لہذا لفظ قرار زمین آسمان اور جنت

کو شامل ہے نقطہ کی حفاظت کے لئے قرار (ٹھکانہ) پشت اور رحم ہے پھل کی حفاظت کے لئے قرار اس کا خلاف اور

شرح ہے بیج کی حفاظت کے لئے قرار زمین کا بیٹ ہے اسی پر دوسری مثالوں کو قیاس کریں۔

ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس جگہ قرآن الحفظ سے مراد خاص طور پر زمین جو اس سے پہلے پہلی روایت میں ان الفاظ کی جگہ گزر چکا ہے: وَ جَمِيعًا مَّا خَلَقْتَ عَلٰی اَرْضِكَ وَ نَحْنُ مَسْنُوْنٌ اِلَيْكَ اس درود شریف کے انداز پر لکھے ہوئے درود شریف میں آئندہ آئے گا: وَ غَدَا مَّا خَلَقْتَ عَلٰی فِرَادِ اَرْضِكَ تَمِيزًا اِخْتَالًا یہ ہے کہ صرف جنت مراد ہو کیونکہ اس میں جو کچھ ہے اسے کمال تکمیل حاصل ہے اس پر تعمیر اور قیام جاری نہیں ہوا چوتھا احتمال یہ ہے کہ اس محفوظ مراد ہو اور خلقت کا معنی یہ ہو گا کہ جو کچھ تو نے مقدر فرمایا تمام کائنات لوح محفوظ میں مقدر ہے اور وہ ان اشیاء کی محافظ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳۔ غَدَا مَّا خَلَقْتَ یہ قطرہ کا اسم جنس ہے وَالْمَنْظَرُ یہ مظهر کا اسم جنس ہے دعا یہ کی گئی ہے کہ یارشوں اور ہر یارش کے قطروں کی تعداد میں اپنے حبیب ﷺ پر رمتیں نازل فرما۔
غَدَا مَّا خَلَقْتَ فِیْ بَحْرِكَ الشَّيْبَةَ کہا گیا ہے کہ سات سمندر یہ ہیں (۱) بحر ہند (۲) بحر طبرستان (۳) بحر کربان (۴) بحر عمان (۵) بحر قلزم (۶) بحر روم (۷) بحر مغرب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِشَا لَا یَعْلَمُ عِلْمُهُ اَلَا اَنْتَ ہو کچھ تو نے سات سمندروں میں پیدا کیا ہے جن کی جنس 'نوع' شخصیت اور صفات کے بارے میں صرف تو ہی جانتا ہے۔ بعض شخصوں میں ہے 'بِشَا لَا یَعْلَمُ' واؤ زائدہ کے ساتھ لیکن صحیح یہ ہے کہ واؤ نہیں ہونی چاہیے۔ اَوْ مَّا اَنْتَ خَالِفُهُ اور جن چیزوں کو تو اس وقت اور آئندہ پیدا فرمانے والا ہے۔ بعض شخصوں میں لفظ فیہا اور بعض میں لفظ فیہ کا اضافہ ہے، بتاویل مذکور یا بتاویل بحر محیط (واحد کی ضمیر راجع کی گئی ہے) کیونکہ تمام سمندروں کی اصل بحر محیط ہے اور وہ واحد ہے لہذا اصل کے اعتبار سے واحد کی ضمیر راجع کی جاسکتی ہے۔

اَلْیَمِّ مَشَارِقِ الْاُفُقِ وَ مَغَارِبِهَا مشرق اور مغرب کی جمع اس لئے لائی گئی ہے کہ سال کے دنوں میں سردیوں اور گرمیوں کے ہر دن سورج کے طلوع اور غروب ہونے کی جگہ مراد ہے بہت سرطان کی ابتدا سے لے کر برج جدی تک ہر دن سورج کے طلوع ہونے کی آگ جگہ ہے کھل ایک سو بیاسی مطالب ہیں اسی طرح سورج کے غروب ہونے کی جگہ ہر دن ہی ہے حاشیہ مولانا عبد الغفور خطیبہ شرح جاتی ۱۳ قادری

ابن طیبہ نے فرمایا: جب مشرق اور مغرب کا ذکر کیا جائے تو یہ مجموعی طور پر دو جانبوں کی طرف اشارہ ہو گا اور جب مشارق و مغارب کا ذکر ہو تو یہ ہر دن کے مشرق و مغرب کی تفصیل کی طرف اشارہ ہو گا جب مشرقین اور مغربین کا ذکر ہو تو یہ مشرقین اور مغربوں کی دو انتہاؤں کا ذکر ہو گا کیونکہ کسی شے کی دو انتہاؤں کا ذکر اس کے تمام افراد کے ذکر کے برابر ہے انتہی اس کی انتہائی سردیوں اور گرمیوں میں سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کی جگہ ہے سردیوں کا مشرق وہ نقطہ ہے جہاں سے سورج افق پر نصف و سمر میں طلوع ہوتا ہے اور یہ سال کا مختصر ترین دن ہوتا ہے گرمیوں کا مشرق افق کا وہ نقطہ ہے جہاں سے سورج نصف جون کو طلوع ہوتا ہے اور یہ سال کا طویل ترین دن ہوتا ہے سردیوں اور گرمیوں کا مغرب وہ نقطہ ہے جہاں سورج ان دو دنوں میں غروب ہوتا ہے

۴۔ غَدَا مَّا خَلَقْتَ اس جگہ ضمیر عالم محدود ہے ایک نقطہ میں عالم مذکور ہے اَخْلَقْتَهُ اَمِنْ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اور جن کو

مطلب یہ ہو گا کہ بندہ اپنی قوت و طاقت سے برأت کا اظہار کرتا ہے اور تمام اشیاء کو اللہ تعالیٰ کے پیرا کرنے سے ہانتا ہے اور تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ کے احسان کا مشاہدہ کرتا ہے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دیتا ہے 'قرآن کریم میں ہے (ترجمہ) ایسا کیوں نہیں ہو اگر جب تم اپنے بارے میں داخل ہوتے تو کہتے ہو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا' اس کی اداو کے بغیر کوئی قوت نہیں ہے (الکہف ۱۳۹-۱۴۰) درختوں اور پھلوں کی جنت پر علوم، اعمال اور احوال کی دنت کو قیاس کیجئے! واللہ تعالیٰ اعلم۔ حدیث شریف میں ہے کہ جسے بھلائی دی گئی یعنی اہل یا مال دیا گیا اور اس وقت وہ کہے "فَمَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ" تو وہ اس اہل یا مال میں ٹیپندید و حالت نہیں دیکھے گا، اس جگہ پانچواں حزب عمل ہوا۔

الْحَزْبُ السَّادِسُ فِي يَوْمِ السَّبْتِ

چھٹا حزبِ ہفتہ کے دن

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَعْظِهِ الْوَسِيلَةَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمت نازل فرما انہیں مقامِ وسیلہ

وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْ مَقَامًا مُحَمَّدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ أَنْتَ

فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں مقامِ محمود پر نازل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے شک نہ

لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ اللَّهُمَّ عَظِمَ شَانُهُ وَبَيْنَ بُرْهَانِهِ وَأَبْلَجَ حُجَّتِهِ

وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا اے اللہ! ان کی شان کو عظمت عطا فرما ان کی دلیل کو دلائلِ صحیح اور ان کی حجت کو رد نہیں

وَبَيْنَ فَضِيلَتِهِ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ فِي أُمَّتِهِ وَاسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّتِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ

ان کی فضیلت کو ظاہر فرما امت کے حق میں ان کی شفاعت قبول فرما اور ہمیں ان کی سنت پر عمل کی توفیق عطا فرما

وَيَا رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ اللَّهُمَّ يَا رَبِّ احْشُرْنَا فِي زَمَرَتِهِ وَتَحْتَ

جہانوں کے پائتھار اور اے عرشِ عظیم کے مالک! اے اللہ! اے رب! ہمیں ان کے گروہ میں اور ان کے جھنڈے کے

لِوَاؤِهِ وَاسْقِنَا بِكَأْسِهِ وَانْفَعْنَا بِمَحَبَّتِهِ آمِينَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ اللَّهُمَّ يَا رَبَّ

اٹھائے ہمیں ان کے پیالے سے پلا اور ہمیں ان کی محبت سے نفع عطا فرما ایسا ہی ہو اے تمام جہانوں کے پروردگار اے

بَلِّغْهُ عَنَّا أَفْضَلَ السَّلَامِ وَاجْزِهِ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ بِهِ

اے رب! انہیں ہماری طرف سے افضل ترین سلام پہنچا اور انہیں ہماری طرف سے وہ افضل ترین جزا عطا فرما جو تو نے

النَّبِيِّ عَنْ أُمَّتِهِ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ اللَّهُمَّ يَا رَبَّ

کسی نبی کو ان کی امت کی طرف سے دی ہے اے تمام جہانوں کے رب! اے اللہ! اے رب!

إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي وَتَتُوبَ

اے اللہ! اے رب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما میری توبہ قبول

عَلَيَّ وَتُعَافِيَنِي مِنْ جَمِيعِ الْبَلَاءِ وَالْبَلَوِّ أَوَّ الْخَارِجِ مِنَ الْأَرْضِ وَالنَّازِلِ مِنَ

فرما اور مجھے ان تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے عافیت عطا فرما جو زمین سے نکلتی ہیں اور آسمان سے نازل

السَّمَاءِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْ تَغْفِرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

ہوتی ہیں آپ عجب قہر منجن چیز پر قادر ہے اپنی رحمت سے اور یہ کہ تو تمام مومن مردوں اور عورتوں

وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَزْوَاجِهِ

اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش اسے خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ راضی ہو حضور کی ازواج

الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْ اَصْحَابِهِ الْاَعْلَامِ اَيُّمَّةِ الْهُدٰى

مطہرات مسلمانوں کی ماؤں سے اور اللہ تعالیٰ راضی ہو سرکار کے عظیم المرتبت صحابہ سے جو ہدایت کے امام اور

وَمَصَابِيْحِ الدُّنْيَاوَعَنِ التَّابِعِيْنَ وَتَابِعِ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّينِ

دنیا کے چراغ ہیں اور اچھے طریقے سے ان کے تابعین اور تبع تابعین سے قیامت کے دن تک

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اس جگہ سے حزب سادس کا آغاز ہے (اَللّٰهُمَّ عَظِيْمُ شَانُكَ) اے اللہ! آپ

کی شان کو مزید عظمت عطا فرما، بہترین ہے کہ آئندہ جملے کی موافقت میں شان یا معززہ ترک کر دیا جائے اور معززہ کی جگہ الف

وَجِبْنَ لِيْ عَالَمُ یعنی آپ کی حجت کو تمام مخلوقات کے درمیان زیادہ ظہور اور وضاحت عطا فرما تاکہ مخلوقات کو آپ کی عظمت

شان اور بلند مقام ظاہر ہو جائے (وَالْفَيْحِ) ایک نقطے والی باء کے ساتھ (اَلْحَمْدُ) اس کا مطلب وہی ہے جو اس سے پہلے جملے کا

ہے۔ (وَتَقْبِلُ تَقْبِيْلَتَكَ) اور آپ کی برتری کا اس طرح اظہار فرما کہ تمام مخلوق سر کی آنکھوں سے آپ کی فضیلت و برتری کو دیکھ

لے۔ (وَتَقْبِلُ تَقْبِيْلَتَكَ فِيْ اَفْجَاءِ) اور آپ کی عالم اور خصوصی عظمت امت کے حق میں قبول فرما

یٰٰوَبَارِئُ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ عظیم شے خصوصاً عرش عظیم کا رب لازمی طور پر عظیم ہو گا رب عرش کی عظمت کا نہ تو اور اک

ایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے بیان کیا جاسکتا ہے اس کی عظمت عقل و دماغ سے باوراء ہے۔ (اَفْضَلُ مَا جَاوَزَتْ) جہیم کے بعد

الف کے ساتھ یہ الثبیت الثانی میں الف لام جنس کے لئے ہے دو نسخوں میں ہے نیبا مطلب ایک ہی ہے کیونکہ لام جنسی سے

صرف ہوتے والا اسم کرہ ہی کی طرح ہوتا ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے افضل جزا کی دعا

یعنی اَفْجَاءِ اس جگہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ افضل جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو ان کی امت کی

طرف سے دی گئی اس جگہ دمایا جاتی ہے کہ انبیاء کرام کو جو افضل جزا دی گئی وہ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما۔ اس جگہ

سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں اور ان کو دی جانے والی جزاء سے افضل ہیں۔
 ہیں پھر کس طرح فقط یہ دعا کی گئی ہے؟ کہ ان کی افضل جزا اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما۔ یہ دعا دعوتی چاہئے کہ ان کی افضل جزا سے افضل عطا فرما۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لئے اس قسم کی دعا مانگنے میں حرج نہیں ہے، کیونکہ آپ کے بھی مستحق ہیں جس کا ذکر ہوا ہے اور اس سے زیادہ کے بھی مستحق ہیں، اس جگہ حضرت مصطفیٰ نے جزاء نہ مانگا۔
 کیا ہے اس سے زیادہ کی نفی لازم نہیں آتی۔

اس سے پہلے حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا درود شریف گزر چکا ہے جس میں یہ ہے۔
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ الشَّابِقِيْنَ مَقْبَلَةً وَفِي الْمُنْتَخَبِيْنَ مَقْبَلَةً وَفِي الْمُتَقَرَّبِيْنَ حَاقِقَةً وَفِي الْمُتَضَلِّلِيْنَ مَقْبَلَةً اور یہ کلمات
 ”فَاَجْعَلْ مُّصَفِّدًا فِي الْاَضْدِقِيْنَ قَبْلًا وَ الْاَخْسَبِيْنَ عَنَّا وَ فِي الْمُتَقَرَّبِيْنَ سَبِيْلًا“ انہوں نے جمل طور پر دعا کرنا چاہی۔
 حبیب ﷺ کو ان حضرات میں شامل فرما جن کا انہوں نے ذکر کیا ہے، یہ دعا نہیں مانگی کہ مقام و مرتبہ کے لحاظ سے ان کی
 افضل اور اعلیٰ بنا، اس دعا سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس ﷺ کی مذکورہ حضرات کے ساتھ برابری مطلوب ہے۔
 ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ فقط انہیں میں شامل ہوں، پس آپ کے لئے وہ افضل جزاء مطلوب ہے۔
 گی جس کے آپ مستحق اور اہل ہیں اور اس جزاء کی نسبت ہو گی اس جزاء کی طرف جو آپ کو عطا کی گئی ہے، ”وَمَا عَنِ
 اعلم۔“

یہ اَللّٰهُمَّ يٰاَرْثُ اَشْفَاكُہِ نہیں ہے، صحیح یہ ہے کہ یہ تمام کلمات ہوتے چاہئیں (وَالْفَلَاوِ) الف ممدودہ۔
 بعض نسخوں میں الف مقصورہ کے ساتھ ہے اور یہی صحیح ہے، جیسے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے (اَلْخَارِجُ مِنَ الْاَوْصِي) الخاریج
 نکلنے والی مصیبتیں، مثلاً بیماریاں، پریشائیاں، ذلتیں اور محنوں کی ایذائیں، خَارِجٌ مِنَ الْاَوْصِي سے مراد دشمن میں پیدا ہونے والی
 مصیبتیں نہیں، آئندہ قول کے مقابلے کیلئے ان کو خارج سے مجازاً تعبیر کیا ہے۔

(وَالْمَنَابِلُ مِنَ الشَّيْءِ) اور آسمان سے نازل ہونے والی اشیاء مثلاً بجلی کی کڑکوں، زلزلوں اور پتھر بارش اور قحط الہی
 وہ اشیاء کے نزول سے پریشانگی، اس کا تعلق تعالیٰ تعالیٰ سے ہے، مطلب یہ ہے کہ حضرت مصطفیٰ مذکورہ اشیاء کا اللہ تعالیٰ سے
 جو سوال کر رہے ہیں تو وہ محض اس کی رحمت سے سوال ہے، اپنے عمل یا کمال یا استحقاق، کسی چیز کا بھی دخل نہیں ہے۔

سید

(وَأَنْ تَغْفِرَ) بعض نسخوں میں ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ اَوْزَجِي الْمَلِكِ عَنْ اَزْوَاجِ الظَّالِمِيْنَ اور اللہ تعالیٰ راضی ہو نبی اکرم ﷺ
 کی ازواج مطہرات سے جن کی چادر میں بھی پاک تھیں اور گریبان بھی، جو عیوب سے بھی پاک تھیں اور دیگر جملہ اہل بیت
 بھی پاک تھیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اَلْغَفَرُ مَغْفِرٌ، وہ احرام اور تحریم نیز خدمت و تعظیم کی مستحق ہوئے میں سے
 مانگیں ہیں اَوْزَجِي الْمَلِكِ اَزْوَاجُہِ اَعْلَامُ جمع ہے عَلَمٌ کی، اس کا اطلاق پناہ پر بھی ہوتا ہے اور قوم کے
 بھی، اَلْغَفَرُ جمع ہے امام کی اس جگہ امام کا معنی مقتدا ہے یا دلیل، اس کا اطلاق معاملے کے تمکین اور معصوم حکمران کی

ہے (نفسی) یعنی صحابہ کرام ہدایت میں امام ہیں یا ہدایت والوں کے امام ہیں اور مضایع الذنوب وہ دنیا کی نسبت ہیں، دنیا کے اندھروں میں ان کے نور سے ہدایت پائی جاتی ہے اور ان کی ہدایت ہی جانا جاتا ہے کہ دنیا کے دن رات کن کاموں میں گزارنے چاہئیں اور غن الثابعتین ابن عقیلہ فرماتے ہیں کہ یہ نام اس طبقے کے ساتھ خاص ہے جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرنے والوں (صحابہ کرام) کی زیارت کی اور نایع الثابعتین انھیں یہ ضمیر صحابہ کرام ﷺ کی طرف راجع ہے (باحسان) جنہوں نے اخلاص کے ساتھ اور اس کی شرط کے ساتھ صحابہ کرام کی پیروی کی یہ تابعین اور تبع تابعین کے لئے قید ہے (الیوم اللہین) براء کے دن تک۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے رب کے لئے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ پر درود شریف بھیجے، آپ کی محبت، آپ کی نسبت رکھنے والوں مثلاً ازواج مطہرات، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین کی محبت اور ان کے لئے دعائے رحمت و رضوان کی توفیق عطا فرمائی۔ بعض صحیح نسخوں میں الْحَمْدُ لِلّٰہِ سے پہلے واؤ موجود ہے، بعض نسخوں میں واؤ نہیں ہے، اس جگہ دوسری روایت ختم ہوئی جس کی ابتدا میں یہ کلمات ہیں: اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِخَلْقِ مَا خَلَقْتَ مِنْ غَضَبِکَ۔ نسخہ سلیمہ میں اس جگہ کی نشاندہی کی گئی ہے کہ دوسری روایت اس جگہ ختم ہوئی، اس کے ساتھ ہی فصل الکفیفۃ کا دوسرا ٹکٹ بھی مکمل ہو گیا۔

اِنْعَادُ الثَّلَاثِ الثَّالِثِ

تیسرے تثنائی حصے کی ابتدا

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ اَسْئَلُكَ بِطَاعَتِهِ الْاَرْوَاحِ الرَّاجِعَةِ

اے اللہ! اے روحوں اور پویدہ جسموں کے رہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں جسموں کی طرف رجوع کرنے والی اجسادِ ہا وِ بطاعۃِ الاجسادِ الملتئمة بعزوفہا و بکلماتک النافذة فیہ روحوں کی طاعت اپنی رگوں سے ملے ہوئے جسموں کی طاعت اور ان میں نافذ ہونے والے تیرے کلمات کے خمیں

وَ اَخَذَكَ الْحَقُّ مِنْهُمْ وَالْخَلَائِقُ بَيْنَ يَدَيْكَ يَنْتَظِرُونَ فَصَلِّ قَضَائِكَ وَ

ان سے تیرے حق لینے کے وسیلے سے اس حال میں کہ تمام مخلوق تیری بارگاہ میں تیرے فضل کمنِ علم کی منتظر ہو رہی ہے یَرْجُونَ رَحْمَتَكَ وَ يَخَافُونَ عِقَابَكَ اَنْ تَجْعَلَ الثَّوْرَ فِيْ بَصَرِيْ وَ ذِكْرَكَ تیری رحمت کی امیدوار اور تیرے عذاب سے خوف زدہ ہو گئی اسوال یہ ہے کہ تو میری پہچانی میں نور عطا فرما اور تیرے

بِالنَّيْلِ وَ النَّهَارِ عَلٰی لِسَانِيْ وَ عَمَلًا صَالِحًا فَاَرْزُقْنِيْ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

دن رات اپنا ذکر باری فرما اور مجھے نیک عمل عطا فرما اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا

پر رحمتیں نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائیں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ ۝ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَواتِكَ وَ بَرَکاتِكَ

پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائیں اے اللہ! اپنی رحمتیں اور برکتیں ہمارے

عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ

آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی

وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ وَ بَارِكْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

آل پر نازل فرمائیں اے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر نازل فرمائیں

اَبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ

بے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ اپنے عبد خاص اور رسول مکرم ﷺ

رَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلٰى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ ۝

پر رحمتیں نازل فرما اور تمام مومنین مردوں عورتوں اور مسلمان مردوں عورتوں پر رحمتیں نازل فرما

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِهِ عَدَدَ مَا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جن کا تیرے علم نے

اَخْصَاہُ كِتَابُكَ وَ شَهِدَتْ بِہٖ مَلَائِكُكَ صَلَوةً دَائِمَةً تَدُوْمُ بِدَوَامِ مُلْكِكَ اَللّٰہِ ۝

اخص کر دیا جن کو تیری کتاب میں شہادت ہے اور جن کی شہادت تیرے فرشتوں نے دی ایسی دائمی رحمت جو اللہ تعالیٰ کے ملک کی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الْعِظَامِ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ بِالْاَسْمَاءِ

عظمتی کے ساتھ ہمیشہ رہے اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عظیم ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں خواہ وہ مجھے معلوم ہیں

الَّتِیْ سَمَّیْتَ بِهَا نَفْسَكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ ۝ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى سَيِّدِنَا

یا نہیں اور ان ناموں کے طفیل جو تو نے اپنی ذات کے لئے مقرر کئے خواہ وہ مجھے معلوم ہیں یا نہیں کہ تو ہمارے آقا

مُحَمَّدَ عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَ رَسُوْلِكَ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَكُوْنَ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جو تیرے عبد خاص نبی اور رسول محترم ہیں ان چیزوں کی تعداد میں

السَّمَاوَاتِ مَبِیْنَةٍ وَ الْاَرْضِ مَدْحِیَّةٌ وَ الْجِبَالِ مَرْسِیَّةٌ وَ الْعُیُوْنِ مُنْفَجِرَةٌ وَ

جو تو نے پیدا کیں قبل اس کے کہ آسمان بنایا گیا زمین بچھائی گئی پہاڑ منظم ہوئے چشمے بہنے لگے

الْاَنْهَارُ مِنْهُمْ مَرَّةٌ وَ الشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ وَ الْقَمَرُ مُضِیُّا وَ الْكَوَاكِبُ مُسْتَبِیْرَةٌ

نہریں جاری ہوئیں سورج روشن ہوا چاند قیام دار ہوا ستارے منور ہوئے

وَ الْبَحَارُ مُجْرِبَةٌ وَ الْاَشْجَارُ مُثْمِرَةٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

اوریا جاری ہوئے درخت پھل دار ہوئے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے معلومات کی تعداد میں

عِلْمِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ حِلْمِكَ ۝ وَ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا

تجس نازل فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے درگزر کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد

مُحَمَّدٍ عَدَدَ كَلِمَاتِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نِعْمَتِكَ ۝

مصطفیٰ ﷺ پر اپنے کلمات کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی نعمتوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے احسانوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ فَضْلِكَ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے احسانوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ جُودِكَ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی بخششوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ سَمَوَاتِكَ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنے آسمانوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ أَرْضِكَ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی زمینوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

ناپیدنا مینا ہو گیا

۱۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَزْوَاجِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ: یہ تیسرے نمٹ کی ابتدا ہے، اس دعا کا ذکر صاحب "امداد العیسیٰ" نام اس کا معنی ہے آنکھوں کا سرمہ لگنے کا ہے، اور انہوں نے بیان کیا کہ یہ دعا نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام اور انہیں حکم دیا کہ اس شخص کو سکھائیں جو دنیا اور آخرت کے معاملات میں یہ دعا مانگے نیز انہوں نے حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا واقعہ بیان کیا کہ ایک نابینے نے ان کے پاس رات گزاری، آپ نے یہی دعا اس کے لئے کی تو صبح ہو گیا۔ ابن ثابت نے بھی اپنی کتاب میں یہ دعا نقل کی ہے، میں نے ابن ثابت کی شرح اس دعا پر نہیں پڑھی، نہ جانتا کہ انہوں نے یہ کہاں سے نقل کی ہے؟ افسوس میں ہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَزْوَاجِ الْبَالِيَةِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ کَلْبِیْہِ میں ہے: رَبَّ الْاَزْوَاجِ الْبَالِيَةِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ: اس کتاب (دلائل الخیرات) کے بعض نسخوں میں ہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَزْوَاجِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِيَةِ دونوں جگہ جمع کا صیغہ ہے، صحیح یہ ہے کہ لفظ الْاَزْوَاجِ حذف کر دیا جائے اور الْبَالِیَاتِ وادھ جائے جس طرح دلائل الخیرات کے پیش نظر نسخہ میں ہے ۱۴ قاری

ازواج اور اجساد سے مراد انسانوں کی روحیں اور ان کے جسم ہیں، ایک احتمال یہ ہے کہ انسانوں کے عروق و رشتوں کی روحیں اور ان کے جسم بھی مراد ہوں، اجساد جمع ہے جسم کی، جس سے اس جگہ مراد انسانی جسم ہے، یہ جملہ اٹھایا جائے گا، الْبَالِیَةِ بلائ سے مشتق ہے، کہا جاتا ہے بلیی الثوب زبئی کی طرح بلیی پاؤں کے نیچے زیرِ آخر میں اٹھ

بلائے باہر پر زور اور آخر میں الف محدودہ پوسیدہ ہوا اور پوسیدہ کیا یا لا فو ابلو

اجزاء جسم کے اجتماع پر دو قول

امثالک بطاعة الأزواج الواجبة إلى الجسد إذا من تحت سے سوال کرتا ہوں جسموں کی طرف لوگئے والی روحوں کی اطاعت کے طفیل، روحوں کا جسموں کی طرف لوٹا ائمہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہو گا۔ (وَبطاعت الأجناس إلى الملائكة بغزو قضا، اور اپنی رگوں کے ساتھ جمع ہونے والے جسموں کی اطاعت کے طفیل بغزو قضا میں باء مصاحبت کے لئے ہے، سید بھی ہو سکتی ہے، یعنی اجسام اپنے رگوں کے سبب مجتمع ہوئے، یہ رگیں ہی ہوں گی جو اجسام کے بعض حصوں کو بعض کے ساتھ جمع کر دیں گی، اجسام کی اطاعت یہ ہوگی کہ ان کے جوڑ مجتمع ہو جائیں گے اور درست ہو جائیں گے، جیسے کہ پہلے تھے۔ اجزاء جسم کے اجتماع کے بارے میں دو قول ہیں (۱) جسم معدوم ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر مجتمع ہوتا ہے، اس قول کے مطابق پہلے جسم فنا ہو جاتا ہے، اس کے اجزاء مشعل ہو جاتے ہیں، پھر پہلی مرتبہ کی طرح اسے دوبارہ مجتمع کیا جاتا ہے اور لوٹا جاتا ہے (۲) صرف جسم کے اجزاء کو متفرق کیا جاتا ہے، تشکیلی بدلتی ہیں اور اعراض زائل ہو جاتے ہیں، ان کی جگہ دوسرے اعراض آ جاتے ہیں، پھر جب جسم دوبارہ جمع ہوگا تو اس کے جوڑ ملا دیئے جائیں گے، اس کی تشکیلی اور اعراض لوٹا دینے جائیں گے، علماء نے اس بارے میں توقف کیا ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں فیصلہ کن نص نہیں ہے، پہلی صورت میں کہا گیا ہے کہ پورا جسم معدوم ہو جاتا ہے، بعض علماء نے کہا کہ ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ باقی رہتا ہے، اسی سے وہ جسم دوبارہ پیدا کیا جاتا ہے، باقی اجزاء ختم ہو جاتے ہیں۔

(وَبِكُلِّ مَنَاقِلَةٍ، صیغہ جمع کے ساتھ اسی طرح کفایہ میں ہے، بعض صحیح نسخوں میں بِكُلِّ مَنَاقِلَةٍ صیغہ مفرد کے ساتھ ہے، لَمَنْعَةً فِيهِمْ، اور تیرے ان کلمات کے طفیل جو ان اجسام اور ارواح کے بارے میں نافذ اور جاری ہیں، جیسے کہ ذکر کیا گیا کہ اجسام کے اجزاء دوبارہ جمع ہو جائیں گے اور روحوں ان کی طرف لوٹ آئیں گی، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا، حکم کرے گا اور حساب کتاب لے گا، پہلی صورت میں کلمات کو جمع کا صیغہ اس لئے لایا گیا ہے کہ وہ اجسام متعدد ہوں گے جن کے بارے میں یہ کلمات نافذ ہوں گے، دوسری صورت میں اس لئے صیغہ جمع لایا گیا ہے کہ ان کلمات کی دلالت تنفیذ ہوگی۔ لفظ فہی ظرفیت مجازیہ کے لئے ہے یا استعلاء کے لئے اور علی کے معنی میں ہے۔ فہم کی ضمیر جمع مذکر ارواح اور اجسام کی طرف راجع کی ہے، حالانکہ یہ ضمیر ذوی العقول کی طرف راجع کی جاتی ہے، وجہ یہ ہے کہ اصحاب ارواح و اجسام میں ارباب عقل مذکر بھی ہیں، ان کو غلبہ دیتے ہوئے ضمیر جمع مذکر راجع کر دی گئی ہے، جو اصحاب عقول کی طرف راجع کی جاتی ہے ۱۲ ہادی، ایک احتمال یہ ہے کہ یہ ضمیر کلام کی روش سے سمجھ آنے والے ان اشخاص کی طرف راجع ہو جو اجزاء جسم کے ختم ہونے اور روحوں کے ان کی طرف رجوع کرنے سے تشکیل پائیں گے، ان میں مذکر ذوی العقول بھی ہوں گے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْفُتُوحَ، اس میں الف لام جہنی ہے، حق وہ امر ہے جو ذمہ میں اس طرح ثابت ہو کہ اس کا انکار نہ کیا جا سکے، (وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْفُتُوحَ، جن اور حساب کے لئے جمع کی لفظی مخلوقات (الْمَلَكُوتُ) تیرے قبضہ میں، تیرے حکم اور قہر کے

تحت ہوں گی۔ یہ جملہ سلیب ہے (مختصر طور پر) اس کی ترکیب میں تین احتمال ہیں (۱) طرف میں ثابت خبر سے حال ہے (مثلاً) یذنبك کا متعلق ثابت ہے اس میں پوشیدہ ضمیر سے جملہ متکھروں حال ہے (۲) یہ (مختصر طور پر) کی دوسری خبر ہے (مثلاً) خبر ہے اور تین یذنبك اس کی ضمیر قائل سے حال ہے (افضل فضلک) (ویرجین زخمتک) اور تیری رحمت سے امید ہے کہ تو انہیں بخش دے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (ویرجین عذابک) اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں کہ انہیں ان کے برے اعمال کی سزا دے گا یہ امید اور یہ خوف اس لئے ہو گا کہ وہ اپنی تیرے بہدار ہو چکے ہیں اور اپنے اعمال کی اونگھ سے باہر آ چکے ہیں جس میں وہ دنیا میں مبتلا تھے اور ان کی نگاہوں کے سامنے سے پردہ الٹ دیا گیا ہے۔ (مصور مشیت) گئے ہیں اور راز کھول دیئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا

”اَنْ تَجْعَلَ اِس سے پہلے اَسْأَلُكَ گزر چکا ہے اس کا یہ مفعول غالی ہے (التَّوَزُّعُ بِنِ بَصْرَى) یعنی تو میری بصیرت سے دے، یہاں تک کہ میں گواہی دوں کہ تو اپنے ملک میں مغلوب ہے، تو ہی عبادت کے لائق ہے، تو ہی اس لائق ہے کہ تیرے امید رکھی جائے، تیرا خوف رکھا جائے، تیری اطاعت کی جائے اور تیرا ملنے کی جائے، تیرا ذکر کیا جائے اور تجھے بھلا یا نہ بھلا، یقین رکھا جائے کہ تیرے ماسوا ہو بھی ہے، باطل ہے، مجھے یا تیری کسی تخلیق کو جو کبھی نعمت ملی ہے وہ صرف تیری طرف سے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، لہذا تیرے غیر سے ہم نہ ڈریں، تیرے غیر سے ہم امید نہ رکھیں، تیرے غیر سے محبت نہ رکھیں، تیرے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، صرف تیری گواہی دیں، تیرا شکر ادا کرتے رہیں، تیری ناشکری نہ کریں اور ہر حال میں تجھ سے رہیں۔“

”وَذُخْرُكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ غَلِيٌّ نَسَانِي“ اور اپنا اکروں رات میں میری زبان پر جاری فرما، یعنی دن رات کی ہر بات اور ہر حال میں، تاکہ تیرا حق اور شکر یہ ادا کروں، تیری محبت اور تعظیم کا تقاضا پورا کروں، تیری یاد سے خوش رہوں، طرف اس طرح متوجہ ہو جاؤں کہ سب ماسوا کو بھلا دوں۔

غلی نَسَانِي، غلی استعلاء مجازی کے لئے ہے، یا غلی کے معنی میں ہے، وَذُخْرُكَ ضَالِحًا ایسا عمل جو امر اور نہی سے موافق ہو، فَازُ زُفْنِي کیونکہ تو نے مجھے حکم دیا ہے کہ دن رات تیرا ذکر کروں اور نیک کام کروں اور تو اس کا اہل بھی ہے، ذاکمہ ہے یا مہدر پر عطف کے لئے ہے، یعنی ”اَسْتَعِينُ فَازُ زُفْنِي غَمَلًا ضَالِحًا“ میری درخواست سن اور مجھے عمل سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہا گیا ہے بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ

”اَزُوقُ غَمَلًا“ کو نصب دے رہا ہے، ایک احتمال یہ ہے کہ غَمَلًا بمعطف حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے اور اس کے معطوف پر ہو اور عطف کے واسطے سے اَسْأَلُكَ کا مفعول ہو، فَازُ زُفْنِي کا مفعول غالی مخذوف ہو، یعنی تیرے

بعض نسخوں میں ہے علی آل ابیہنہ۔ جبکہ متعدد نسخوں میں لفظ آل نہیں ہے جیسے تَحْمَدُ صَلَاتُ عَلٰی ابِیہنہم میں نہیں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَضْرَتِ کَمب بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ ایک روایت ہے، اسناد جبر نے اسے امام ابن مکیہ کی کتاب الترمذی سے نقل کیا ہے، اس کے آخر میں ہے اِنَّكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ
میں بعض نسخوں میں اسی طرح کہ چاروں جگہوں میں آل کے ساتھ لفظ علی موجود ہے، بعض نسخوں میں تیسری جگہ یعنی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ میں لفظ علی نہیں۔

جس کے پاس صدقہ نہ ہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی ابِیہنہم، ایک جماعت نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مسلمان کے پاس صدقہ نہ ہو، وہ اپنی دعا میں کہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلٰی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ یہ اس کے لئے زکوٰۃ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی ابِیہنہم اور قبل اس کے کہ سورج روشنی نکھرنے والا پھیلا ہوا، بلند اور صاف شعاع والا ہو، اور یہ کیفیت چاشت کے وقت ہوتی ہے، یا غُشْرُفَہ کا معنی ہے کہ سورج طلوع ہو، کیونکہ باب افعال سے اَنْشُرَفَہ کا استعمال دونوں معنوں (روشن کرنا اور طلوع ہونا) میں ہوتا ہے، جیسے کہ قاموس میں ہے، بِرْغَافٍ مِّنْهُ اَنْشُرَفَہ، ہائے مجرد کے کہ اس کا معنی صرف طلوع ہونا ہے، ابن عباس اور عبید بن عمر نے پڑھا ہے وَ اَنْشُرَفَتِ الْاَنْحُرُ بِرْغَافٍ اَمْزُورٍ بِرْغَافٍ اَمْزُورٍ اور راء کے پیچھے ذر صیغہ مہول کے ساتھ، اور مہول کا صیغہ صرف فعل متعدی سے آتا ہے، کہا جاتا ہے اَنْشُرَفَہ اَلْبَیْضُ گھر روشن ہوا۔ اَنْشُرَفَہ اَلْبَیْضُ اَجْرًا نے گھر روشن کر دیا، تو یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح آتا ہے، جیسے رَجَعَ وَ جَعَلْنٰهُ وَفَقَ اور وَفَقْتُهُ اس بنا پر اس جگہ معنی یہ ہو گا کہ قبل اس کے کہ سورج زمین کو روشن کرنے والا ہو، مفعول کو حذف کر دیا گیا، کیونکہ اس کے ساتھ کوئی غرض متعلق نہیں ہے۔

وَالْبَحَارُ مُجْرِيَةٌ کا معنی

وَالْبَحَارُ مُجْرِيَةٌ، میم پر پیش، راء کے نیچے زیر اور یاء مشدود، بعض حضرات نے تحت سلیمہ سے نقل کیا ہے اور بعض دوسرے نسخوں کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میم پر پیش، راء کے نیچے زیر اور یاء مخفف ہے (مُجْرِيَةٌ) بعض معتبر نسخوں میں میم پر پیش اور راء پر زیر ہے، بعض نسخوں میں میم پر زیر، راء کے نیچے زیر اور یاء مشدود ہے، پہلے ضبط کے مطابق مُجْرِيَةٌ غلطی سے کسی دوسرے صیغہ سے بدلا ہوا ہے، وہ کونسا صیغہ ہے؟ اس میں چند احتمال ہیں (۱) مُجْرِيَةٌ بَرَزَلَن اِسْم مفعول، اور الف کو بصورت یاء لکھ دیا گیا ہے (۲) مُجْرِيَةٌ میم پر زیر، راء کے نیچے زیر اور یاء مشدود (۳) مُجْرِيَةٌ میم پر پیش اور یاء مخفف اِسْم

فاعل۔ اس صورت میں یا تو اسم فاعل کو اسم مفعول کی جگہ رکھا گیا ہے جیسے کہ اصرہ اور کوفہ کے نخیوں میں اختلاف ہے۔
 کے اس مصرع میں اُفْسَى فَرَادَى بِه فَاجِنَا اِس جگہ فانیؒ معنی مُفْتَقُونَ ہے یا ایا مُفْعِلٌ معنی فاعِل ہے اگر اس کے معنی
 تھے یا اسناد مجازی ہے، سمندر رول کے شدت سے جاری اور مضطرب ہونے کی بنا پر جاری کرنے کی نسبت ان کی طرف
 گئی ۱۲ قافیہ آیا یہ مطلب ہے کہ سمندر ان چیزوں کو جاری کرنے والے ہیں جو ان میں ہیں۔ یا مُفْعِلٌ کا معنی ہے
 والے ابن القوطیہ نے کہا، جَوْنَتْ اِلَى الشَّيْنِ ۽ جَزَيْتَاوْ جَزَاوْ اور جَزَيْتْ کا معنی ہے میں نے جلدی کی اس کا معنی یہ کہ
 میں نے ارادہ کیا "فَجَزَيْتَاوْ" میم پر پیش اور راء کے بعد الف کا معنی ظاہر ہے اقبل اس کے کہ سمندر جاری ہے کہ
 میم پر راء کے نیچے زیر اور یام مخدوہ تو یہ ثلاثی مجرد کے مفعول کو ثلاثی مزید کے مفعول کی جگہ رکھا گیا ہے اس
 ہے جو مُفْعِلٌ کا ہے۔ (وَالْاَلْفُ مَفْعُوْلَةٌ) (وَالْاَلْفُ مَفْعُوْلَةٌ) اور قبل اس کے کہ درخت پھل دار ہوئے۔

آسمانوں اور زمینوں کی تعداد سات سات ہے

لَقَدْ اَوْصَا عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدًا سَمَوَاتٍ وَصَلٰ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدًا اَرْضًا
 ہے یعنی سات۔ اسی طرح زمینوں کے افراد کا عدد بھی سات ہی مراد ہے، نبی اکرم ﷺ پر اس قلیل تعداد میں سات
 بھیجنا کوئی عجیب بات نہیں ہے، کیونکہ حضرت مصطفیٰ نے کوئی چھوٹا یا بڑا عدد نہیں چھوڑا جس کی مقدار میں حضور سید عالم
 پر درود شریف نہ بھیجا ہو، اگر آسمانوں اور زمینوں کی تعداد کا ذکر نہ کرتے تو پابہ بود کہ زمینیں اور آسمان محدود ہیں ان کی
 کا ذکر باقی رہ جاتا، یہ بھی احتمال ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کے اجزاء کی تعداد مراد ہو یا اس چیز کی مقدار مراد ہو جس سے
 زمینیں اور آسمان بھر جائیں یا ایسا ہی کوئی اور مطلب ہو۔ واللہ اعلم۔

آسمانوں کی تعداد کا سات ہونا قرآن و حدیث کی نص میں وارد ہے، حضرت مرعشی کے پوتے شیخ ابو عبد اللہ محمد
 المساجد علیٰ فصل المساجد میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ کیا آسمانوں کے سات ہونے کی تصریح قرآن
 پر دلالت کرتی ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ حق یہ ہے کہ خاص طور پر کسی عدد کو ذکر کرنا زاد کی نفی پر دلالت نہیں کرتا بلکہ
 (علم انتہی) یہ مفہوم عدد کو دیکھتے ہوئے کہا گیا ہے جس میں اختلاف ہے، ورنہ ظاہر احادیث زاد کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔
 تعالیٰ اعلم۔

وَصَلٰ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدًا مَا خَلَقْتَ فِيْ سَبْعِ سَمَوَاتِكَ مِنْ مَّلٰئِكَةٍ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان فرشتوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جن کو تو نے اپنے ساتوں آسمانوں میں

وَصَلٰ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدًا مَا خَلَقْتَ فِيْ اَرْضِكَ

یا ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان دنوں اور آسمانوں کی تعداد میں جنہیں تو نے اپنی زمین میں

مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْوَحْشِ وَالطَّيْرِ وَغَيْرِهِمَا ۝

پیدا کیا اور ان کے علاوہ جنگلی جانوروں پرندوں وغیرہ کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا يَجْرِي بِهِ الْقَلَمُ فِي عِلْمِ غَيْبِكَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ان چیزوں کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جن کے ساتھ تیرے علم غیب میں قلم جاری ہوا

وَمَا يَجْرِي بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

قیامت تک جاری ہو گا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما قیاموں اور بارشوں کی تعداد میں

عَدَدَ الْقَطْرِ وَالْمَطَرِ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ يَحْمَدُكَ وَيَشْكُرُكَ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان لوگوں کی تعداد میں جو تیری تعریف کرتے ہیں

وَيُهْدِيكَ وَيُثَبِّتُكَ وَيَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ وَصَلِّ عَلَى

شکر کرتے ہیں، تیرا کلمہ پڑھتے ہیں، تیری بزرگی بیان کرتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی معبود برحق ہے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا صَلَّيْتَ عَلَيْهِ أَنْتَ وَمَلَائِكَتُكَ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جس قدر کہ تو نے اور تیرے فرشتوں نے ان پر درود بھیجا ہے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلَّى

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اپنی اس مخلوق کی تعداد میں جنہوں نے ان پر درود بھیجا

عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ مِنْ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنی اس مخلوق کی تعداد میں رحمتیں نازل فرما جنہوں نے ان پر درود نہیں بھیجا

خَلْقِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْجِبَالِ وَالرِّمَالِ وَالْحَصَى ۝ وَ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما پہاڑوں، ریت کے دروں اور ٹکڑیوں کی تعداد میں

صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الشَّجَرِ وَأَوْرَاقِهَا وَالْمَدَرِ وَأَثْقَالِهَا ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما درختوں اور ان کے پتوں، ڈھیلوں اور ان کے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ كُلِّ سَنَةٍ وَمَا تَخْلُقُ فِيهَا

سالیوں کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما تمام سالوں کی تعداد میں اور تو ان میں جو

وَمَا يَمُوتُ فِيهَا ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا تَخْلُقُ

مخلوق پیدا کرتا ہے اور ان میں مرتے والی مخلوق کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں

كُلِّ يَوْمٍ وَمَا يَمُوتُ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

نازل فرما اس مخلوق کی تعداد میں جسے تو ہر دن میں پیدا فرماتا ہے اور جو ہر دن میں مرنے سے قیامت کے دن تک

اللَّهُمَّ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ السَّحَابِ الْجَارِيَةِ مَا بَيْنَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما زمین و آسمان کے درمیان چلتے والے جاریہ

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَا تُمْطَرُ مِنَ الْمِيَاهِ ۝

ان پانیوں کی تعداد میں جنہیں وہ بارش برساتتے ہیں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الرِّيحِ الْمُسَخَّرَاتِ ۝

ان ہواؤں کی تعداد میں جو تبلیغ فرمان ہیں

فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا وَجُوفِهَا وَقِبْلَتِهَا ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا

زمین کے مشرق اور مغربی حصوں اس کے بیٹ اور اس کے قبلہ میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں

مُحَمَّدٍ عَدَدَ نُجُومِ السَّمَاءِ ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ فِي

نازل فرما آسمان کے ستاروں کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان پھیلیں

بِحَارِكُمِنَ الْحَيَتَانِ وَالذَّوَابِ وَالْمِيَاهِ وَالرَّمَالِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا

پانیوں اور ریت کے ذروں وغیرہ کی تعداد میں جنہیں تو نے اپنے مسندوں میں پیدا فرمایا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں

مُحَمَّدٍ عَدَدَ النَّبَاتِ وَالْحَصَى ۝ وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ النَّسْلِ

ﷺ پر رحمتیں نازل فرما سبزیوں اور نخلوں کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْمِيَاهِ الْعَذْبَةِ ۝

کی تعداد میں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما شیریں پانیوں کی تعداد میں

وَصَلَّى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْمِيَاهِ الْمِلْحَةِ ۝

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما نمکین پانیوں کی تعداد میں

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نِعْمَتِكَ

اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان نعمتوں کی تعداد میں جو تو نے اپنی تمام مخلوق
 عَلَى جَمِيعِ خَلْقِكَ ۝ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ نِعْمَتِكَ وَعَدَايِكَ
 کو عطا کیں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اپنے انعاموں اور عداوتوں کی تعداد میں
 عَلَى مَنْ كَفَرَ بِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝

جو واقع ہیں ان لوگوں پر جنہوں نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیا اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ
 وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا دَامَتِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ۝
 رحمتیں نازل فرما ان اوقات کی تعداد میں جن میں دنیا اور آخرت ہمیشہ رہیں

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا دَامَتِ الْخَلَائِقُ فِي الْجَنَّةِ ۝
 اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان اوقات کی تعداد میں جب تک مخلوقات جنت میں رہے
 وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا دَامَتِ الْخَلَائِقُ فِي النَّارِ ۝
 اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ان اوقات کی تعداد میں جب تک مخلوقات دوزخ میں رہے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَى قَدْرِ مَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ ۝
 اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما جس قدر کہ تو انہیں محبوب اور پسند رکھتا ہے

وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَى قَدْرِ مَا يُحِبُّكَ ۝
 اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اتنی رحمتیں نازل فرما جس قدر کہ وہ تجھ سے محبت رکھتے ہیں

وَيَرْضَاكَ وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ أَبَدًا أَبَدِينَ ۝

اور تجھ سے راضی ہیں اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہمیشہ ہمیشہ رحمتیں نازل فرما
 وَانْزِلْهُ الْمَنْزِلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ وَأَعْطِهِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالشَّفَاعَةَ
 انہیں اپنی بارگاہ میں قریب ترین مرتبہ پر فائز فرما انہیں مقام وسیلہ، فضیلت، شفاعت

وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لَا
 اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بے شک تو

تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ مَالِکِیْ وَ سَيِّدِیْ وَ مَوْلَایْ ۝

وہدہ کے خلاف نہیں کرتا اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو میرا مالک، میرا آقا اور میرا

ثِقَتِیْ وَ رَجَائِیْ اَسْأَلُكَ بِخُرْمَةِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَ الْمَشْغَرِ الْحَرَامِ ۝

میرے اعتماد اور امید کی جگہ ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں عزت والے مہینے، عزت والے شہر (مکہ مکرمہ) مشغری

وَ قَبْرِ نَبِیِّکَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنْ تَهَبَ لِیْ مِنَ الْخَیْرِ مَا لَا یَعْلَمُ عِلْمَہُ اِلَّا اَنْتَ ۝

اور میرے نبی کریم علیہ السلام کی قبر کے خلیل کہ تو مجھے وہ بھلائی عطا فرما جس کا علم صرف تجھے ہے

وَ تَصْرِفَ عَنِّیْ مِنَ الشَّوْءِ مَا لَا یَعْلَمُ عِلْمَہُ اِلَّا اَنْتَ ۝ اَللّٰهُمَّ یَا مَنْ وَ هَبْ ۝

اور مجھ سے وہ برائی دور فرما جس کا علم صرف تجھے ہے اے اللہ! اے وہ ذات جس نے سیدنا آدم علیہ السلام

لِیْسَیْدِنَا اٰدَمَ سَیْدِنَا شَیْثَ ۝ وَ لِیْسَیْدِنَا اِبْرٰہِیْمَ سَیْدِنَا اِسْمٰعِیْلَ ۝

کو سیدنا شیث عطا کئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیدنا اسماعیل

وَ سَیْدِنَا اِسْحٰقَ ۝ وَ رَدَّ سَیْدِنَا یُوْسُفَ عَلٰی سَیْدِنَا یَعْقُوْبَ ۝

اور سیدنا اسحاق علیہ السلام عطا کئے سیدنا یوسف علیہ السلام کو سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس لوٹا

وَ یَا مَنْ کَشَفَ الْبَلَاءَ عَنْ سَیْدِنَا اِیُّوْبَ ۝

اور اے وہ ذات جس نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی آزمائش ختم کی!

وَ یَا مَنْ رَدَّ سَیْدِنَا مُوْسٰی اِلٰی اُمِّہٖ ۝

اور اے وہ ذات جس نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا!

وَ یَا زَا اٰیَدَ سَیْدِنَا الْخَضِرِ فِیْ عِلْمِہٖ ۝

اور اے وہ ذات جس نے سیدنا خضر علیہ السلام کے علم میں اضافہ کیا!

فرشتوں کی اصل جگہ آسمان ہیں

اے جن علاقہ بکھیلے ان فرشتوں کی تعداد میں ہمیں تو نے اپنے ساتوں آسمانوں میں پیدا فرمایا۔ فرشتوں کی اصل جگہ

ہیں جو باندی کی جگہ ہیں اور فرشتوں کے مناسب بھی ہیں اَعْدَدْنَا خَلْقَکَ فِیْ اَرْضِکَ اِنْ حِیْزِیْ کی تعداد میں ہمیں

زمین کے ظاہر و باطن میں پیدا فرمایا جن کا بیان ہے (الْجَبِّ وَ الْاَنْسِ وَ غَیْرِہُمَا) یہ غیر کا بیان ہے (الْمَوْحِشِ)

صَلَاتُ غَلِيْبَةِ آتِ وَخَلْقُكَ لَا تَبْرَأُ نَبِيْ اَكْرَمُ مَلٰٓئِكَةٍ بِرَبِّكَ اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي صَلَوة كَامِلَط يِه يِه كِه اَللّٰهُ تَعَالٰی اَب كِي تَعْرِيف وَتَبَاء فَرَمَآءُ
لَهْذَا اَعْدَاو كَلَام تَصْجِيْزِي كِه تَعْلُق كِي طَرَف رَاجِع يِه اُوْر اِس جِگِه كَلَام تَصْجِيْزِي يِه يِه كِه اَللّٰهُ تَعَالٰی فَرَشْتُوں كِي اَعْدَاو كِه بَرَابَر
نَبِيْ اَكْرَم مَلٰٓئِكَةٍ كِي تَعْرِيف فَرَمَآءُ اُوْر اُنْہِيں اِس تَعْرِيف كِي خَبَر دے اُوْر اِن بَر اِس تَعْرِيف كَا اظْہَار فَرَمَآءُ اُوْر يِه حَالُث يِه اُوْر
تَعْدُو كَا اَحْطَال رَكْھَتَا يِه۔ جہاں تَنگ صَفَت كَلَام (اُوْر كَلَام نَفْسِي) كَا تَعْلُق يِه تُو وِہ دُوسَرِي صَفَات كِي طَرَح اِيك يِه صَفَت يِه۔ اِسی
طَرَح كَلَام كَا اَصْلَاحِي اُوْر تَصْجِيْزِي قَدِيْم تَعْلُق بِي اِيك يِه يِه اِس مِث كُوْنِي تَعْدُو نَہِيں يِه اُوْر اَنّٰر اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي صَلَوة كَامِلَط
اَللّٰهُ تَعَالٰی كَا اِيك حَبِيْب مَلٰٓئِكَةٍ بَر رَحْمَت فَرَمَآءُ اَب كِي مَغْفَرَت فَرَمَآءُ اِيسا يِه كُچھ اُوْر مَطْلَب يِه تُو جِن حَضَرَات كِه زُرِيك رَحْمَت
وَ مَغْفَرَت صَفَت فَضْل يِه اِن كِه زُرِيك رَحْمَت بِي تَعْدُو دُو كِي اُوْر جِن كِه زُرِيك رَحْمَت اَللّٰهُ تَعَالٰی كِي فَات كِي قَدِيْم صَفَت
يِه اِن كِه زُرِيك اِس كِه آخَر تَعْدُو ہوں كِه اَللّٰهُ تَعَالٰی اِطْم اِيك اَشْكَال كَا جَوَاب يِه اُوْر وِہ يِه كِه رَحْمَت صَفَت وَاصِدہ
يِه اِس مِث تَعْدُو جِيں يِه لَهْذَا اَعْدَاوُ خَا صَلَاتُ كَا كُوْنِي مَطْلَب نَہِيں يِه؟ جَوَاب فُوْر كَرْنِے سَے وَاضَح ہُو جَاگَءُ گا۔ ۱۲ قَاوَرِي)۔

۱۔ اَعْدَاوُ مَرَحْ صَلٰی غَلِيْبَةِ مَرَحْ خَلْقُكَ اِن تَعْلُو قَات كِي اَعْدَاو مِث اِنھوں نے تِيْرے مَحْبُوْب بَر وِرُو دُيْجَا خواہ وِہ زُوِي اَعْتَوَل
مِث سَے ہوں يَا تَعْمُر زُوِي اَعْتَوَل مِث سَے اُنھوں نے زَبَان حَال سَے وِرُو دُيْجَا پَاك كَا نَذْر اَنہ بِيْش كِيَا ہُو يَا زَبَان چَال سَے اَعْدَاوُ
اَلْبَحِيْثِي، بُوے چھوٹے پھاووں كِي اَعْدَاو مِث اَوَالِغِغَالِي وَ اَلْمَحْضَدِ تَخْلُقِي اُوْر تَرِي زَمِيْن كِه اُوپر يَا اِس كِه بِيْش مِث يَا سَے جَانے
وَالے رَسْت كِه زُرُوں اُوْر كَنْطَرِيوں كِي اَعْدَاو مِث اَعْدَاوُ الشَّجَرِ زَمِيْن كِه اَبَاد حَصُوں اُوْر دِيْشْكَات مِث اِگائے گئے يَا فُوْر رُو
وَرَحْمَتُوں كِي اَعْدَاو مِث (وَاَوْ زَاقِيْہَا) وَرَحْمَتُوں بَر قَاوَم اُوْر اِن سَے لُوْٹ كَر گرنے وَالے چَوں كِي اَعْدَاو مِث (وَالْمَحْضَدِ وَ اَلْقَالِيْہَا)
زَحِيْلُوں اُوْر اِن كِه بھَارِي ہُو چَوں كِي مَقْدَار مِث اَلْقَالِيْہَا مِث يِه بَقْل كِي اُٹَاہ كِه سِيْجے زِيْر قَاف سَاكُن يِه اَخُوڑ يِه بَقْلِي سَے
جَاہ كِه سِيْجے زِيْر قَاف بَر زِيْر اِس كَا مَعْنِي حَبِيْث (بَلْكَ اِيْہَا) كِه مِثَال يِه (مَعْنِي بھَارِي ہونا) اَكْثَر سَتَقَہ دِيْجَا كِه سَاووں مِث سَے ہر
سَال كِي اَعْدَاو مِث (وَاَخَا يَنْشُوْٹ فَيِيْہَا) اُوْر اِن حَيَوَانَات كِي اَعْدَاو مِث ہُو ہر سَال پَاكٹ كَا شْكَار ہُو تے ہِيں اِيك اَحْطَال يِه يِه كِه جُتھے
حَيَوَانَات يَا تَعْمُر حَيَوَان مِثَال بَاہَات بَر مَوْت آتی يِه اُوْر ہر شے كِي مَوْت اِس كِه حَسَب حَال ہُو كِي اَعْدَاوُ خَا تَخْلُقِي كُلُّ يَزِيْم اِن
قَام اَشْيَاء كِي اَعْدَاو مِث نَہِيں تُو ہر دِن پِيَا قَرَمَاتَا يِه (وَاَخَا يَنْشُوْٹ فَيِيْہَا) اُوْر اِن اَشْيَاء كِي اَعْدَاو مِث ہُو ہر دِن مَوْت كِه كَلْط اِترتی
ہِيں يِه اَشْيَاء اِن اَشْيَاء مِث وَاخِل ہِيں جَنِيں اَللّٰهُ تَعَالٰی ہر دِن پِيَا قَرَمَاتَا يِه يَا وِہ اَشْيَاء مَرَاو ہِيں تُو پُوْرے سَال مِث مَوْت كِي وَاخِي
مِث اِترتی ہِيں لَهْذَا يِه حَال كِه بَعْد خَالِص كَا ذَكْر يِه۔

۲۔ اَعْدَاوُ السَّحَابِ اَلْبَحَارِيْہَا سَفِيْد اُوْر سِيَاہ پاووں كِي اَعْدَاو مِث پاداوں كِه اَفْرَاد كِي اَعْدَاو بِيْجَا مَرَاو ہُو سَكْتِي يِه اُوْر اِن كِه
اَعْدَاو كِي اَعْدَاو بِيْجَا مَرَاو ہُو سَكْتِي يِه جِيْتے كِه اِس سَے پہلے زَمِيْن اُوْر آسْمَانوں كِي اَعْدَاو كِه ہَارے مِث عِيَان كِيَا جَا چُكَا يِه۔ (وَاَخَا يَنْشُوْٹ
اَلْمَحْضَدِ وَ اَلْقَالِيْہَا) سَھ سَمِيْدہ اُوْر دِيْگر نُسْخوں مِث اِسی طَرَح يِه اِس صَوْرَت مِث خَا ذَا كُہ يِه اُوْر مُمْكِن يِه كِه مَرَا مَوْصُوْلہ ہُو
اِس سَے اِپنَے صِلَہ كِه سَاھ مِث كَرَا السَّحَاب كِي دُوسَرِي صَفَت ہُو بعض مَعْتَد نُسْخوں مِث (وَاَخَا يِه) وَاو كِه سَاھ مِث اِس صَوْرَت مِث
مَوْصُوْلہ يِه اُوْر اِس كَا مَطْلَب يِه السَّحَاب بَر مَرَاو دُيْجِيں ہِيں جُو زَمِيْن وَ آسْمَان كِه وَر مِيَاں ہِيں لَعْنِي ہُو پَانِي پَر تَدے اُوْر

ان کے علاوہ وہ کچھ جسے ہم نہیں جانتے۔

﴿وَمَا تَنْظُرُونَ﴾ اور ان اشیاء کی تعداد میں جن کو بادل برسا کریں، تَنْظُرُ یعنی للفاضل ہے، 'عام پر زیر اور بے نقطہ طاء پر پیش'۔ احتمال یہ ہے کہ عام پر پیش ہو اور طاء کے نیچے زیر ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نسخہ کمزور ہے جس میں غائبیت سے ہے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ ضمیر ارض کی طرف راجع ہو، کیونکہ وہ ذکر کے اعتبار سے قریب ترین ہے، اس صورت میں 'عام پر پیش اور طاء پر زیر ہے اور یہ صیغہ جہی المنفصل ہے۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ضمیر السماء کی طرف راجع ہو کیونکہ ارض کے لئے معشوف ملیہ ہے، پہلی صورت کی طرح اس وقت بھی تسطر مبنی للفاضل ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (وَمِنْ آيَاتِهِ) یا عذاب کے پانیوں سے۔

ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں

۱۔ (عَذَّةُ الْمُبَاحِ) ہواؤں کی قسموں اور بار بار چلنے والی ہواؤں کی تعداد میں 'ہوائیں آٹھ قسم ہیں (۱) انصبا ہو مشقی سے مغرب کو چلتی ہے۔ (۲) الدبور جو مغرب سے مشرق کی طرف چلتی ہے (۳) الجنوب اسے بحالیہ بھی کہتے ہیں (۴) جنوب سے مشرق کی طرف چلتی ہے (۵) الشمال سے جنوب کی طرف چلتی ہے، ہر وہ ہوا جو دو ہواؤں کے درمیان ہو اسے نکتیہ کہتے ہیں، کیونکہ وہ ہواؤں کے رخ سے ہٹ کر چلتی ہے، اصل چار ہوائیں ہیں اور نو اکب بھی چار ہیں، علماء نے کہا کہ لکتیہ وہ ہوا ہے جو خاص طور پر صبا اور شمال کے درمیان چلتی ہے۔ بعض نسخوں میں السحاب ہے۔ (۶) السَّخْرَاتُ، سَخْرَاتُ مکی جمع ہے، جس کا معنی ہے وکیل کی ہوائی، کہا جاتا ہے سَخْرَاتُ تَسْخِرُوتُ یعنی فلاں چیز کو وکیل سے اسے تابع بنا لیا (وَجَوْفِيْنَا) یہ وہ ہے جو قبلہ کے مقابل ہے (اس کا مطلب واضح نہیں ہے، ممکن یہ ہوتا ہے کہ وہ ہوائیں جو زمین کے اندر چلتی ہیں، جیسے پانی چلتا ہے اور قِبْلَتِنَا سے وہ ہوائیں مراد ہیں جو زمین کے رخ پر چلتی ہیں، برخلاف ان کے جو زمین کی ایک جانب سے گزر جاتی ہیں۔ ۲ قادری، (وَمِنْ الْجَبِينِ) جمع ہے خلوت کی، جس کا معنی پھجلی ہے (وَالَّذِي) خاص کے بعد عام کا ذکر ہے (کیونکہ سمندر میں پھلیوں کے علاوہ بھی بے شمار قسموں کے جانور پائے جاتے ہیں۔ ۳ (وَالْجَبِينِ وَالْجَبَلِ وَالْجَبَلِ) یعنی درختوں، پتھروں، موتیوں اور سر جان وغیرہ کی تعداد میں۔ (عَذَّةُ الشَّابِ وَالْجَبَلِ) تری میں پائی جانے والی نباتات اور کنکریوں کی تعداد میں (عَذَّةُ التَّنْبَلِ) دھوئیوں کی قسموں کی تعداد میں (عَذَّةُ الْبَبِ) چشموں، تیروں، تھوؤں، موصوں وغیرہ میں پائے جانے والے ہتھے پانیوں کی تعداد میں (عَذَّةُ الْجَبَلِ) سمندروں میں جانے والے ٹکس پانیوں میں، ایک نسخے میں ہے (عَذَّةُ الْبَبِ)۔

کافر کو دنیاوی نعمتیں اور لذتیں دی گئی ہیں

﴿عَذَّةُ الْبَبِ﴾ یعنی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ان نعمتوں کی تعداد میں جو تو نے اپنی تمام مخلوق قریشوں، انسانوں اور جنوں وغیرہ میں

عطا فرمائی ہیں، اگر یہ غیر نعمت کا شعور اور امتیاز رکھتا ہو، قاضی ابو بکر باقلانی فرماتے ہیں کہ کافر کو وجود کی نعمت دی گئی ہے اور وہ دنیاوی نعمتیں دی گئی ہیں جو وجود کے تابع ہیں۔ اس قول کے مطابق نعمتیں حاصل کرنے والوں میں انسانوں اور جنات کے مومن اور کافر سب ہی داخل ہوں گے۔

شیخ ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ کافر کو کوئی دینی یا دنیاوی نعمت نہیں دی گئی، اسے جو دنیاوی لذتیں دی گئی ہیں، یہ اسے آہستہ آہستہ جہنم کے قریب کرنا ہے اور از قبیل انتقام ہے کہ وہ لذتوں ہی میں منہمک رہتا ہے اور اسے راہ راست کی طرف آنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ ۱۲ قادریؒ بعض علماء نے کہا کہ یہ لفظی اختلاف ہے، پہلے قول میں معاملہ کے ظاہر اور حال کو پیش نظر رکھا اور دوسرے قول میں معاملہ کے باطن اور انجام کو سامنے رکھا گیا ہے۔

ابن ثاقب نے شرح رسالہ میں لکھا ہے کہ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ کافر دنیا اور آخرت میں نعمت یافتہ ہے، دنیا میں تو ظاہر ہے، آخرت میں اس لئے کہ وہاں پر عذاب اور انتقام سے زیادہ کر عذاب اور انتقام ہے، (تو اگرچہ وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے) تاہم بڑے عذاب سے محفوظ ہونا بھی نعمت ہے۔ ۱۲ قادریؒ لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ نعمت میں ہیں، کیونکہ وہ تو انتقام اور غضب کی جگہ میں ہوں، غضب اور شدید عذاب ان پر مسلسل جاری رہے گا اور کمزور نہیں پڑے گا، اور وہ دنیوی کی حالت میں عذاب میں رہیں گے، ابن ثاقب نے فرمایا کہ اختلاف کو لفظی قرار دینا بعید ہے، جیسے کہ ہم نے بیان کیا (انتہی) ان کے اس کلام میں نظر ہے، کیونکہ جن حضرات نے اختلاف مذکور کو لفظی قرار دیا ہے، انہوں نے اس اختلاف کو آخرت تک نہیں پھیلایا، بلکہ دنیاوی لذتوں تک محدود رکھا ہے۔

پھر علماء نے ایک اور اختلاف بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ کیا کافر کے لئے رحمت ہے؟ بعض حضرات نے کہا کہ نہیں، انہوں نے اس عذاب شدید کو پیش نظر رکھا جس میں کافر مبتلا ہو گا، بعض نے کہا کہ ہاں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی کوئی انتہا نہیں ہے، ہر عذاب سے زیادہ شدید عذاب ہو سکتا ہے، اس اعتبار سے وہ رحمت میں ہے (کہ بڑے عذاب سے محفوظ ہے۔ ۱۲ قادریؒ) لیکن کافر کے بارے میں مطلقاً یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ رحمت میں ہے، اعتبار مذکور کے ساتھ متعذر کر کے کہا جائے گا۔

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ کلام اخذ بغضبتک فی الدنيا والآخرة، بطور مبالغہ صواب ہوا ہے، کیونکہ بقول سیدی عبد الجلیل کفار 'فرمانِ بیدار قلب قامت کے درمیان ذرے کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ قابل اعتبار ہی نہیں، کیونکہ وہ مردے اور کالعدم ہیں اور تحت ہو حاصل کرتا ہے اور جو قابل اعتبار ہے وہ تو صرف زندہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثرت سے درود پاک پڑھنے کا حکم

میں اعلیٰ حضرت مکتبہ بنی خلد، ان انتقاموں اور عذابوں کی تعداد میں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرنے والوں پر ہیں۔ اس کی دلیل کتاب و سنت اور امت مسلمہ کے بدیہی ائمہ سے ہے۔ اور اس وحی میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف تورات میں کلام طویں میں نازل فرمائی، ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ جس قدر آپ کا کلام آپ

کی زبان سے قریب ہے، جس قدر دل کے خیالات آپ کے دل کے قریب ہیں، بس قدر آپ کی روح آپ سے قریب، اور جس قدر پہنکی کا نور آپ کی آنکھوں کے قریب ہے، میں اس سے زیادہ آپ کے قریب ہو جائوں گا۔ اسلام نے مرض کیا، ہاں! میں یہی چاہتا ہوں، ارشاد ہوا: پھر میرے حبیب! محمد مصطفیٰ ﷺ پر کثرت سے درود شریف کی دعا فرمائی، اسراکیل کو یہ اطلاع پہنچا دیں کہ جو شخص اس حال میں میری بارگاہ میں حاضر ہوا کہ وہ احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) کا نام اس پر میدان محشر میں زبانیہ (جنم کے فرشتوں) کو مسلا کر دوں گا، اپنے اور اس کے درمیان ایک پردہ حائل نہیں دیکھ سکے گا، وہ کسی کتاب (نامہ اعمال) کو نہیں دیکھے گا، اسے کسی کی شفاعت میسر نہیں ہوگی، کوئی فرشتہ نہیں کرے گا، یہی تک کہ فرشتے اسے گھسیٹ کر میری آگ میں داخل کر دیں گے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت

اے موسیٰ! بنی اسرائیل کو یہ اطلاع پہنچا دیں کہ جس نے (میرے حبیب) احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) اور ان کی کتاب کی تمجید میں اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت فرماؤں گا، اے موسیٰ! جس شخص نے احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) کی لائی ہوئی کسی ایک حرف کا انکار کیا، میں حکم دوں گا کہ اسے گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔

اسی کلام میں ہے کہ اے موسیٰ! میری حمد کیجئے، کہ میں نے تمہیں اپنی ہم کلامی کے شرف کے ساتھ (اپنے حبیب) احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) پر ایمان لانے کی توفیق دے کر احسان کیا، اگر آپ احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) پر ایمان نہ لاتے تو میرے وارث جنت کے قریب حاصل نہ کرتے اور میری جنت میں نعمتوں سے مستفید نہ ہوتے (یہاں تک کہ فرمایا: اے موسیٰ! تمام رسولوں میں سے احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) پر ایمان نہ لانے، ان کی تعذیب نہ کرے اور ان کا شوق نہ رکھے، اس کی نیکیاں اس پر رو کر دینی جو اسے اس میں حکمت و دانش کے یاد کرنے سے روک دوں گا، میں اس کے دل میں نور ہدایت داخل نہیں کروں گا، اور اس کا ایمان نبوت سے مٹا دوں گا (یہاں تک کہ فرمایا: اے موسیٰ! جو لوگ احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) پر ایمان لائے، وہی کامیاب ہیں اور میری تمام مخلوق میں سے احمد (یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ) کا انکار کیا اور ان کی تعذیب کی وہی گھائے والے ہیں، وہی خام ہونے والے ہیں، وہی غافل ہیں۔ لفظ بقیمتہ اور عذاب کو علی سے متعدي اس لئے کیا گیا ہے کہ انتقام اور عذاب کے کافروں پر واقع ہونے والے کیا گیا ہے، دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے عذاب اور عقوبت کو غنیمت اور منجذب پر محمول کیا گیا ہے، جیسے کہ اس سے پہلے مذکور لفظ علی سے متعدي کرنے کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ تو جہات نہ کی جائیں تو عقوبت علی سے متعدي ہو جائے اور عذاب راست متعدي ہو جائے اور اس کے مصدر کو لام سے تعویذ دی جاتی ہے۔

یہ اَعْدَدُ خَاذِلَتِ اللّٰهُنَّ وَالْاَنْجِلُ دُنَا کے دن اور اس کی موت تو کھنچی کے دن ہیں اور ختم ہونے والے ہیں آخرت تو اہل جنت و روزق کے اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرنے سے پہلے کا عرصہ محدود اور متناہی ہو گا، اس کے بعد کا عرصہ نامتناہی ہو گا اور نہ ہی کسی کھنچی شمار میں آئے گا، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کا علم اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ

اور راتنی آخرت تک اپنے حبیب ﷺ پر رحمتیں نازل فرما ہوں تو منقطع ہوں اور نہ ہی ان کی انتہا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس جگہ اور آئندہ دو جگہ لفظ ماحدود یہ ہے

شیخ ابن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے بندے سے یہ ہے کہ اس پر رحمت فرماتا ہے، اس کی تعریف کرتا ہے اور اس پر احسان فرماتا ہے، اور بندے کی اپنے رب سے محبت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی اطاعت کرتا ہے، اس کے حکم کی موافقت کرتا ہے، اس کی تعظیم کرتا ہے اور اس کی بیعت کو پیش نظر رکھتا ہے (انفسی) بندوں سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں قبول فرماتا ہے اور انہیں اجر و ثواب دینے کا ارادہ فرماتا ہے، اور بندوں کے اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی بارگاہ میں سرخم کر دیں، اس پر اعتراض نہ کریں، اس کی تدبیر کے آگے اپنی تدبیر کو چھوڑ دیں، اس کے احکام سے اختلاف نہ کریں، بلکہ پرے دھوک کے ساتھ اس کے احکام کو مانیں۔

امام زین العابدین کا درود پاک

لَا اَبْدُ الاَبدِیْنَ، مستند نسخوں میں الاَبدِیْنَ کا موزہ محدود ہے اور باء کے نیچے زیر ہے، بعض نسخوں میں باء پر زیر ہے، دونوں نسخے صحیح ہیں۔ کہا جاتا ہے اَبْدُ الاَبدِیْنَ جیسے کہا جاتا ہے ذَهْرُ الدَّاهِرِیْنَ۔ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درود شریف میں ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَبْدًا اَبْدِیْنَ وَ ذَهْرًا دَّاهِرِیْنَ دونوں کا معنی ہمیشہ ہمیشہ ہے، قاموس میں ان کے ہم معنی کئی الفاظ ذکر کئے ہیں۔

اَوَّلُوْنَ اَلْاَمْتَرِیْنَ، ہم پر پیش اور زاء پر زیر، باب افعال سے طرف مکان ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم پر زیر ہو اور زاء کے نیچے زیر ہو، اس وقت ثلاثی مجرد سے طرف مکان ہے، اَلْمَقْرَبُ، راء مشدود پر زیر (مَجْدَلٌ) تیرے غیب میں، اس کا تعلق قبروں سے ہے یا مقرب سے، یہ عزت والی عنایت ہے، یہ طرف اپنے حقیقی معنی پر نہیں ہے، ہاں البتہ! اگر منزل سے جنت میں منزل صبی مراد ہو تو معنی یہ ہو گا جنہیں قرب عطا کیا گیا ہے، تیرے پاس تیرے عزت کے دار میں، مقرب میں اسناد بخاوری ہے یعنی منزل کے صاحب کو قرب دیا گیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّکَ، یہ باء حمیت کے لئے ہے یا استعانت کے لئے۔ اَمَّا لَکِیْ وَ مَسْئُوْلِیْ، سیدی کا معنی بھی یہ ہے کہ تیرا مالک ہے (وَ مَسْئُوْلِیْ) اس کا معنی بھی وہی ہے جو سیدی کا ہے یا یہ معنی ہے کہ تیرے امور کا دانی ہے (وَ مَسْئُوْلِیْ) اور تجھ ہی پر میرا اعتماد اور بھروسہ ہے اور تمام امور میں تیرا ہی ارادہ کرتا ہوں، یہ باخود ہے وَ لَکِیْ بِہِ فَلَکَ سے (ظلال) شخص پر اعتماد کیا۔ وَ زَیْنِیْ، اور اس سے پہلے مضاف مقدر ہے، یعنی دوام کے ایذا کو تعداد میں، واللہ تعالیٰ اعلم

اس جگہ عدم انتہا اور عدد کا یہ مطلب بیان کیا گیا ہے وہی اس سے پہلے دنیا کی نعمت اور نعمت کے بارے میں ہو گا اور وہی آئندہ عبارت میں ہو گا جہاں مخلوقات کے جنت اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا ذکر ہے۔

ہمارے آقا و مولا! اے ہماری رغبت کی انتہا! میری تجھ سے درخواست یہ ہے کہ تو میری صورت کو آگ سے نہ لگاؤ۔

حضرت علی المرتضیٰ (علیہ السلام) کی دعا

امام طبرانی نے حضرت علی مرتضیٰ (علیہ السلام) سے ایک دعا موقوفہ راہت کی ہے، اس میں ہے: اے اللہ! ہر دکھ میں میرا تجھ پر ہی اعتماد ہے، اور ہر مصیبت میں تجھ ہی سے مجھے امید ہے، اور ہر نازل ہونے والے امر میں تجھ ہی پر میرا بھروسہ ہے، ان دعاؤں میں وہ الفاظ وارد ہیں جو حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ استعمال کئے ہیں۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ کی دعا

اَسْأَلُكَ: چونکہ پہلے اَسْأَلُكَ سے یہاں تک فاصلہ واقع ہو گیا تھا، اس لئے تاکید اور بیان کے لئے اس کا دوبارہ ذکر کیا ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلا لفظ مطلق سوال کے لئے ہو جو تمام مطالب میں حضرت مصنف کے تمام سوالات کو شامل ہو گیا، انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! میں تجھ سے اپنے تمام مطالب اور مقاصد کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو میرا مالک اور آقا و مولا ہے، خاص سوال سے پہلے بطور تمہید و ثنا، اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حاصل کرنے اور اس بات کا اعتراف کرنے کے لئے یہ درخواست پیش کی ہے کہ میرے لئے اس کے سوا کوئی نہیں، میں اس سے روگردانی کر کے کہیں نہیں جا سکتا اور اس کے سوا میرا کوئی رب نہیں ہے، اس کے بعد وہ خاص سوال کیا ہے جو اس وقت مانگنا چاہتے ہیں اور عرض کیا کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (بِخَوْفٍ) یہ باء استعانت کے لئے ہے (الْبُخْبُورُ الْخَوَارِ) یہ الف لام جنس کے لئے ہے، لہذا حرمت والے چاروں میچوں کو شامل ہے اور وہ چار بیٹے یہ ہیں: ذُو الْقَعْدَةِ، ذُو الْحِجَّةِ، حَرَمٌ اور رَسَبٌ (ذُو الْبَلَدِ الْخَوَارِ) حرمت والے شہر مکہ معظمہ کے طفیل (أَنْ) لہب، کہ تو عطا فرمائے، یہ اَسْأَلُكَ کا دوسرا مفعول ہے (لِئِنْ) یہ لام تعدیہ کے لئے ہے یا تنبیہ کے لئے (بِئِنَّ) اللہ اس پر الخیر، یہ اسم جنس ہے، ہر کمال، نفع اور موزوں امر کو شامل ہے، اِنَّا، مجھے وہ شے یا خبر عطا فرما (اس صورت میں ماموصوفہ ہے) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ موصوفہ ہو اور موصوف میزوف کی صفت ہو، یعنی وہ امر عطا فرما۔ (الَّذِي لَا يَغْلِبُهُمْ جَلْمُهُمْ) (لَا آتَتْ) جس کا آتے ہی علم ہے (وَلَوْ تَضَرَّفَ) اور تو دور فرما دے (عَتَّى) عن مجاورت کے لئے ہے (بِئِنَّ) اللہ اس پر (الشُّوْبَةُ) ناپسندیدہ امر (فَا) موصوفہ ہے یا موصوفہ (لَا يَغْلِبُهُمْ جَلْمُهُمْ) (لَا آتَتْ) جس کا علم صرف تجھ ہے۔ امام ابو داؤد و ترمذی، امام طبرانی، امام کبیر میں حضرت علی بن سرہ (علیہ السلام) سے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ دعا روایت کرتے ہیں، اے اللہ! میں تجھ سے ہر خیر کا سوال کرتا ہوں، خواہ مجھے اس کا علم ہے یا نہیں، اور میں ہر شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں خواہ مجھے اس کا علم ہے یا نہیں۔ ایسی ہی دعا حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حوالے سے روایت ابن ماجہ اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

یَا مُنْتَفِعُ یَا مُنْتَفِعُ: بعض علماء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مہم کلمات (غنی وغیرہ) کا اطلاق کرنے کے بارے میں شریعت مبارکہ کا اذن وارد نہیں ہوا، دوسرے حضرات نے جواب دیا کہ یہ اطلاق وارد ہوا ہے، مثلاً امام نووی نے اذکار میں یہ دعا نقل کی ہے: **یَا مَنْ احْسَنَ خَلْقِ الْاَنْسَانِ** اے وہ ذات جس کا احسان ہر انسان سے برتر ہے! اے کوئی بے بس نہیں کر سکتی، ابھی کچھ پہلے ہم یہ دعا حدیث شریف کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں **یَا مَنْ اَظْهَرَ الْخَبْرِ** اے وہ ذات جس نے خوبصورت کو ظاہر اور بد صورت کو پوشیدہ کیا اور جو جرم پر (غوری) گرفت نہیں فرماتا (الحديث) امام طبرانی نے تہذیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں یہ کلمات طیبات ہیں: **یَا مَنْ لَا تُؤَاخِذُ الْعُلَیْقَیْنَ** اے وہ ذات جسے آنکھیں نہیں دیکھتیں، نگاہوں کی جس تک رسائی نہیں، خواہش نہ تہدیش نہیں کرتے، اے مصائب کا کوئی خوف نہیں، پیازوں کے اوزان اور مستند روں کی مقدروں، بارشوں کے قطرہوں، درختوں کے پتوں کی تعداد کو جانتا ہے، وہ ان اشیاء کی تعداد کو جانتا ہے۔ سن یہ رات کی تاریکی چھائی اور دن کی روشنی چمکی، ایک حدیث میں **اَحْصَا غَلَبَةَ التَّهَارِیْ** ہے تو دوسری روایت اس شریفی ہے۔

مسند الفردوس میں امام دہلوی کی روایت کردہ حدیث شریف میں ہے: **"فَیَا مَنْ قُلْتُ عِنْدَ نَعْسِهِ شُكْرُیْ"** اے وہ ذات کی نعمت کے آگے میرا شکر کم ہے! لیکن تو نے مجھے محروم نہیں کیا، اے وہ ذات جس کے اظہار کے وقت میرا مہر کم ہے! لیکن تو نے مجھے بے بار و بار نہ گار نہیں چھوڑا، اے وہ ذات جس نے مجھے غلطیوں پر دیکھا اور مجھے بے عزت نہیں کیا! اے احسان والے جس کا احسان کبھی ختم ہونے والا نہیں، اے نعمتوں والے! جس کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں، پھر عرض کیا: اے وہ ذات جسے نقصان نہیں دیتے، جسے معاف کرنے میں کوئی نقصان نہیں، مجھے عطا فرما جس میں تیرا نقصان نہیں، اور مجھے وہ کچھ بخش دے تیرے لئے مضر نہیں، بے شک تو بہت ہی عطا فرمانے والا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی عرض کرتے ہیں :-

نقصان نہ دے گا تجھے عیبوں مرا	غفران میں چھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف	جس میں تیرا خرچ نہیں دے مولیٰ

(شرف قادری)

حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کو **یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ** سے ندا کی گئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے ہے اللہ تعالیٰ سے بھی ندا کی گئی ہے حدیث شریف میں **یَا سُبْحَانَ ذِی الْمَلٰئِکَۃِ وَالْمَلَائِکَۃِ مَلَکِ الْمَلٰئِکَۃِ** (عالم بالا) کا نامک، محبوب سے پاک ہے **وَقَدْ خَشَعَتْ لِیْذِی الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوتِ** میں صاحب عزت و عظمت کی پناہ، توں (مختصر یہ کہ اسماء مبارکہ) اطلاق قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے کثرت وار ہے اور اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے **اَلَاذِیْمُ جِبَّتِ اَنْفُسُ وَاَلِیْمُ شَمِیْ** کے نیچے نہ بے سارکن پھر تین اَنْفُسُ وَاَلِیْمُ شَمِیْ میں دو اَنْفُسُ وَاَلِیْمُ شَمِیْ۔

ساتھ ہے، اس کتاب کے علاوہ دوسری کتاب میں ہے ثلث شین کے اہلہ کے ساتھ اور شٹ شین پر زیر اور تاء مشدداً اکثر طور پر اسے منصرف پڑھا جاتا ہے اسے غیر منصرف پڑھنے کی وجہ بھی ہے، بعض شینوں میں اسے غیر منصرف ہی لکھا گیا ہے، بعض علماء نے کہا کہ اس قسم کے گہی اسماء کے پہلے حرف پر زیر، دو سرا ساکن اور تیسرے کے نیچے زیر اور ثنویں شین، اکثر اسے منصرف پڑھا جاتا ہے، اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا بیہ، بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا عطیہ، وہ حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ اور وصی تھے اور ان کی اولاد کے سربراہ اور مرکز تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ

اولادنا ابرہیم و اسماعیل اور اے وہ ذات جس نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق عطا فرمائے، عظیم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ مقولہ نقل فرمایا، تمام تفریض اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق (ایسے بیٹے) عطا فرمائے۔ حضرت اسحاق ان کی اہلیہ حضرت سارہ سے تھے، نیز حضرت اسحاق بنی اسرائیل اور ردیوں کے جد امجد تھے، حضرت اسماعیل حضرت ابراہیم کی کنیز حضرت حاجرہ سے تھے اور حضرت اسحاق سے بڑے اور حجاز کے تمام عربوں کے جد امجد تھے، جن میں سے نبی اکرم ﷺ تھے، یمن کے بعض عربوں کے بھی جد امجد تھے، اس میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے ذبح کون تھے؟ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان میں سے کونسا قبول رائج ہے؟ اہل اسلام کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ذبح ہیں، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "انا ابن الذبیحین" بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے صرف نبی اکرم ﷺ ہیں۔ اگر حضرت اسحاق علیہ السلام ذبح ہوں تو نبی اکرم ﷺ دو ذبیحوں کی اولاد نہیں ہو سکتے۔ دو ذبح یہ ہیں (۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام اور (۲) حضرت عبد اللہ والد نبی اکرم ﷺ۔ (۳ شرف قلاوی)

اولادنا یوسف علی یعقوب اور اے وہ ذات جس نے حضرت یوسف کو حضرت یعقوب (علیہ السلام) تک دوبارہ پہنچایا۔ جب کہ وہ کئی سال غائب رہے، فقط علی استعلاء اور بنوہر کے قریب کر دینے کے لئے ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا) اَوَجِدُ عَلٰی الشَّارِ هَلْدٰی یا میں آگ پر اور اس کے قریب ہدایت پاؤں۔
اولادنا کشف الظلمات عن الیوب اور اے وہ ذات جس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے مصیبت کو دور کیا، وہ یحویڑے ہنسیوں کی تکلیف میں مبتلا تھے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماں کی طرف لوٹایا

اولادنا ذؤنسی الی ابراہیم اور اے وہ ذات جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف لوٹایا، جب کہ وہ کئی دریا کے سپرد کر چکی تھیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہم نے موسیٰ کی والدہ کو حکم دیا کہ انہیں دودھ پلاؤ، جب کہ ان کے

بارے میں خطبہ ہو تو انہیں دریا کے سپرد کر دو' نہ تو ڈرتا اور نہ ہی غمگین ہوتا' ہم انہیں تمہارے پاس دوبارہ پہنچا دیں۔ انہیں رسولوں میں سے جہنم کے لئے فرمایا، ہم نے انہیں دوبارہ ان کی ماں کے پاس پہنچایا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو سکیں نہ ہوں' یہ بھی ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! ہم نے تمہارا مطلوب تمہیں دے دیا' اور ہم نے ایک دفعہ پھر تمہیں تمہاری والدہ کو وہ عہد دیا جو انہیں دیا' وہ یہ کہ انہیں جہنم میں ڈال کر اس تابوت کو دریا میں ڈال دو' پھر ہم نے تمہاری والدہ کی طرف لوٹا دیا' تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہوں۔

حضرت خضر علیہ السلام کا نسب

وَبَارِئِذِ الْخَضِرِ اور اے خضر علیہ السلام کے علم میں اضافہ فرمانے والے 'خَضِرٌ بَرَزَ مِنْ خِيفٍ قَلْبُشْ' اور جنس سے تین طریقوں سے پڑھ سکتے ہیں) اور جو لفظ کُخِفَ کے وزن پر ہو اسے تین طریقوں میں سے کسی طریقے پر بھی پڑھا جاسکتا ہے کہ ان کا نام بَلْشَا ہے 'ہاں پر زیر' اسم ساکن' اس کے بعد دو نقطوں والی یاء۔ بعض علماء نے کہا کہ ہاں کے بعد لام ہے۔ ابن مفلح 'بعض نے کہا کہ ان کا نام الیاس ہے' بعض نے الدبیع، بعض نے عامر نام بتایا، بعض نے کہا: خضر بن قلیق بن عامر بن شالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح۔ بعض علماء نے کہا کہ ان کا نام ارمیاہ بن طبثا ہے' ان کے نام و بارے میں کچھ دوسرے اقوال بھی ہیں' ان کی کنیت ابو العباس ہے' کہا گیا ہے کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تھے' بعض نے کہا: ان کے بعد تھے' اکثر علماء اس امر کے قائل ہیں کہ وہ نبی تھے' البتہ! رسول ہونے میں اختلاف ہے علماء نے کہا کہ وہ سمندر میں پائی جانے والی قوم کی طرف بھیجے گئے' جنہیں بت کناثر کہا جاتا تھا۔ حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ اپنے حزب میں کہا ہے اَللّٰہُ عَلَیْہِ سَلَامٌ یٰٰہِیْ کَنَانُہُ اس قول کا اسی طرف اشارہ ہے' بعض علماء نے کہا کہ وہ صرف دوسرے قول کی نسبت بھی اکثر علماء کی طرف کی گئی ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں صوفیہ کا مذہب

صوفیہ کرام کا اصرار ہے کہ وہ زندہ اور موتوں میں ہر زمانے کے اولیاء سے بتواتر ان کی ملاقات ثابت ہے' (اولیٰ کل الخیرات شریف) حضرت شیخ جزولی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذین کے بارے میں مروی ہے کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کیا کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے' حدیث صحیح میں ہے کہ ان کا نام خضر اس لئے رکھا گیا کہ وہ خشک جگہوں پر پہنچے تو وہ ان کے نیچے سرسبز ہو کر رہ گئے تھے۔ خود قادیانہ لفظ اس حدیث شریف میں آیا ہے) کا معنی ہے خشک جگہات۔

حضرت خضر علیہ السلام غیب پر مطلع ہیں

(یعنی جہلید) یہ ضمیر حضرت خضر علیہ السلام کی طرف راجع ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے انہیں اپنی طرف سے

فرمائی اور اپنے پاس سے انہیں علم سکھایا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم والا ہو تو انہوں نے فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنی نازل فرمائی کہ ہاں! ہمارا بندہ حضرت ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ہے کہ انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس سبب سے علم غیب پر مطلع فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کتابوں کے چھوڑنے کے سبب سے۔

وَيَا مَنْ وَهَبَ لِسَيِّدِنَا دَاوُدَ سَيِّدَنَا سُلَيْمَانَ وَلِسَيِّدِنَا زَكَرِيَّا سَيِّدَنَا

اور اے وہ ذات جس نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو سیدنا سلیمان عطا کئے، سیدنا زکریا کو سیدنا یحییٰ عطا کئے

يَحْيٰى ۝ وَلِسَيِّدَتِنَا مَرْيَمَ سَيِّدَنَا عِيسٰى وَيَا حَافِظَ ابْنَةِ سَيِّدِنَا شُعَيْبٍ اَسْأَلُكَ

اور سیدہ مریم کو سیدنا یحییٰ عطا کئے، عیسیٰ علیہم السلام اور اسے سیدنا شعیب کی صاحبزادی کی تحفہ فرمائے والے! میں تجھ سے

اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی جَمِيعِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ وَيَا مَنْ

سوال کرتا ہوں کہ تو رحمت نازل فرما ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور تمام انبیاء و مرسلین پر اور اے وہ ذات جس نے

وَهَبَ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّفَاعَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو شفاعت اور بلند درجہ عطا کیا

اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَتَسْتُرَ لِيْ غُيُوْبِيْ كُلَّهَا وَتُجِيرَنِيْ مِنَ النَّارِ وَتُوجِبَ

تو میرے تمام گناہ بخش دے، میرے تمام جہیوں کو وصال دے، مجھے آگ سے بچا دے اور میرے لئے اپنی

لِيْ رِضْوَانِكَ وَامَانِكَ وَغُفْرَانِكَ وَاحْسَانِكَ وَتُمَتِّعَنِيْ فِيْ جَنَّتِكَ مَعَ

رضا، اپنی امان، اپنی بخشش، اپنا احسان لازم فرما اور مجھے اپنی جنت میں نفع عطا فرما

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ

ان حضرات کے ساتھ جن کو تو نے انعام دیا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ، بے شک تو ہر ممکن

اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَصَلِّی اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ مَا

تو پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے، جب تک ہوا میں

اَزْ عَجَبَتِ الرِّیَاحُ سَحَابًا رُّكَّامًا وَذَاقَ كُلُّ ذِيْ رُوحٍ حِمَامًا ۝ اَوْصِلِ

گہرے بادلوں کو اٹھائیں اور ہر جان دار موت کا ذائقہ چکھے، اور سلام پہنچا ان لوگوں کو جو

السَّلَامُ لِأَهْلِ السَّلَامِ فِي دَارِ السَّلَامِ تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝

جنت میں سلامتی کے مستحق ہیں بطور تحفہ اور دعائے سلامتی اے اللہ! مجھے اس مقصد کے لئے مختص فرما

اللَّهُمَّ أَفَرَدْنِي لِمَا خَلَقْتَنِي لَهُ وَلَا تَشْغَلْنِي بِمَا تَكْفَلْتَنِي بِهِ وَلَا

جس کے لئے تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھے اس چیز میں مصروف نہ فرما جس کا تو میرے لئے حائل ہے

تَحْرِمْنِي وَأَنَا أَسْأَلُكَ وَلَا تُعَذِّبْنِي وَأَنَا أَسْتَغْفِرُكَ ۝ ثَلَاثًا ۝

اور مجھے محروم نہ فرما اس حال میں کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تو مجھے عذاب نہ دے اس حال میں کہ میں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ ۝

تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں، تین بار پڑھے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت و سلامتی نازل فرما

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِحَبِيبِكَ الْمُصْطَفَى

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے حبیب کریم کے وسیلہ سے

عِنْدَكَ يَا حَبِيبَنَا يَا سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا إِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ

تیری بارگاہ میں برگزیدہ ہیں اے ہمارے محبوب! اے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ! ہم آپ کو وسیلہ بناتے ہیں

إِلَى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَى الْعَظِيمِ يَا نِعَمَ الرُّسُولِ الطَّاهِرِ ۝

آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ ہمارے لئے مولائے عظیم کی بارگاہ میں شفاعت کیجئے! اے بہت ہی اچھے رسول اللہ

اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِينَا بِجَاهِهِ عِنْدَكَ ۝ ثَلَاثًا ۝ وَاجْعَلْنَا

اے اللہ! تیری بارگاہ میں انہیں جو مقام حاصل ہے اس کی بدولت ان کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرما، تین بار

مِنْ خَيْرِ الْمُصَلِّينَ وَالْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِ ۝ وَمِنْ خَيْرِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْهُ وَالْوَارِثِينَ

اور ہمیں ان کی بارگاہ میں بہترین درود و سلام بھیجنے والوں، ان کے بہترین مقرب، ان کی خدمت میں حاضر

عَلَيْهِ وَمِنْ أَحْيَارِ الْمُحِبِّينَ فِيهِ وَالْمَحْبُوبِينَ لَدَيْهِ ۝ وَفَرِّحْنَا بِهِ

ہوئے والوں، ان کے ساتھ بہترین محبت کرنے والوں، اور ان کے محبوبوں سے بھرا اور ہمیں ان کے ذریعہ قیامت

فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ ۝ وَاجْعَلْهُ لَنَا دَلِيلًا إِلَى جَنَّةِ النَّعِيمِ بِأَمُونَةٍ وَلَا

کے میدانوں میں فرحت عطا فرما، اور انہیں ہمارے لئے جنتِ نعم کی طرف راہنما بنا، بغیر محنت و مشقت کے

مَشَقَّةٌ وَلَا مُنَاقَشَةَ الْحِسَابِ ۖ وَاجْعَلْهُ مُقْبِلًا عَلَيْنَا ۝ وَلَا تَجْعَلْهُ غَاصِبًا عَلَيْنَا ۝

اور بغیر حساب کی کھوکھلی ہم پر توجہ فرماتے والا بنا اور انہیں ہم پر غلبناک نہ دینا

وَاجْعُرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْمَيِّتِينَ ۖ

ہمیں، ہمارے والدین اور تمام مسلمانوں کو بخش دے، خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں

اخْرُذْ غُرْنَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ہماری دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

۱۔ غن ذہب لداؤد سلیمان اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ (اولیٰ کی کتاب) اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کا قول حکایت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے رب! مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، یہ شک تو دعا کو سننے والا ہے، فرشتوں نے انہیں پکارا جب کہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں نیکی کی خوشخبری دیتا ہے، یہ بھی ان سے نقل فرمایا: مجھے اپنے پاس سے وہی عطا فرما جو میرا وارث بنے، پھر فرمایا: اے زکریا! ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں، جس کا نام یحییٰ ہے۔

۲۔ یٰٰزَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَلْ لِسْمِهِ غُلَامًا ۖ أَمْ كُنْتَ مِنْ الْكَاذِبِينَ ۖ اے حضرت مریمؑ سے فرشتے کی گفتگو کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں، تاکہ تمہیں پاکیزہ لڑکا عطا کروں۔

بنت شعیب زوجہ موسیٰ علیہم السلام

۱۔ اَوَّلُهَا عَصِيْبَةُ ابْنَةُ كَاصِيْدَةٍ وَاحِدَةٍ هِيَ تَامِمٌ وَدُونُ بَنِيٍّ كُوْشَلٍ هِيَ (تامل کل واحدہ) ایک احتمال یہ ہے کہ صرف وہ بیٹی مرا ہو جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کیا تھا، بعض نسخوں میں شعیبہ کا صیغہ ہے، ان کی حفاظت اس وقت فرمائی جب وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہی تھیں، انہیں غصب، قتل، قیدی بنائے جانے، بیچے جانے اور درندوں وغیرہ آفات سے محفوظ رکھا، ایک بیٹی کا نام حضور تھا، بعض نے حضور ام، بعض نے حضور یا علیا، دوسری بیٹی کا نام نکا، بعض نے کہا: مرقا، بعض نے عیذا، بعض نے کہا: ایک کا نام یسا اور دوسری کا نام شرفا تھا۔ کہا گیا ہے کہ وہ دونوں جزواں نہیں تھیں، ہمسور کے نزدیک وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں، ان میں سے جس خاتون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نکاح کیا، ان کا نام حضورا تھا، اس میں اختلاف ہے کہ وہ چھوٹی تھیں یا بڑی؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اِنَّ تَعْقِرُ لِحَافَتَيْنِ، یہ اِشْاَلُکَ مقدر کا معمول ہے، غفلت کا معنی اِصْاٰجِیَا اور مواخذہ نہ کرنا ہے۔ ۳۔ اِنَّ تَعْقِرُ لِحَافَتَيْنِ، عیب کی

جمع ہے جس کا معنی نقص ہے، درخواست یہ ہے کہ میرے تمام عیوب کو بخش دے (تخلّیٰ) خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، تخلّیٰ یعنی ان گناہوں کے سبب مجھے دنیا اور آخرت کی رسوائی میں مبتلا نہ فرما، آخرت کی رسوائی تو بہت ہی شدید ہے۔

وَتَجِدَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ جَهَنَّمَ كَاسًا مِّنْ سُكَّرٍ وَلَذَّةٍ لَّيْسَ بِهَا عَذَابٌ لَّا يَذُوقُهَا إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (سورہ بقرہ: ۲۴) اور تو میرے لئے اپنی رضا ثابت فرما اور میرے ساتھ رضا کا معاملہ فرما، مجھ پر دنیا اور آخرت میں رضا نازل فرما۔ دنیا میں تو اس طرح کہ میں تیری اطاعت کو لازم سمجھوں، تیرے پستیدہ امور کی پیروی کروں، تیرے حکم سے سر ہنکا دوں اور تمام احوال میں تجھ سے راضی رہوں، اور آخرت میں بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤں اور تیرے اور قرب سے بہرہ ور ہوں۔

امان، غفران اور احسان کا معنی

وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُفْرَقُ بَيْنَ يَدَيْكَ جَهَنَّمَ كَاسًا مِّنْ سُكَّرٍ وَلَذَّةٍ لَّيْسَ بِهَا عَذَابٌ لَّا يَذُوقُهَا إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (سورہ بقرہ: ۲۴) اور تو میرے لئے امان ثابت فرما ان امور سے جن سے میں ڈرتا ہوں، یعنی برے حساب، مزا اور حساب لاحق ہونے، عذاب کی شدت (بلکہ وجود عذاب) حجاب کے غم اور برے خاتمے سے۔

وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُفْرَقُ بَيْنَ يَدَيْكَ جَهَنَّمَ كَاسًا مِّنْ سُكَّرٍ وَلَذَّةٍ لَّيْسَ بِهَا عَذَابٌ لَّا يَذُوقُهَا إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (سورہ بقرہ: ۲۴) اور دنیا و آخرت میں میرے گناہوں کو معاف فرما دے، دین و دنیا اور آخرت میں میرے گناہوں کے سبب پر گرفت نہ فرما۔ (وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) اس کے باوجود اپنا احسان ثابت فرما، اس طرح کہ تو میرے دین کو درست فرما جس پر معاملے کا دار و مدار ہے، میری دنیا کو درست فرما جس میں میں نے زندگی گزارنا ہے، اور میری آخرت کو درست فرما جس طرف میں نے لوٹنا ہے۔

وَتَجِدَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ جَهَنَّمَ كَاسًا مِّنْ سُكَّرٍ وَلَذَّةٍ لَّيْسَ بِهَا عَذَابٌ لَّا يَذُوقُهَا إِلَّا الْأَشْقَى الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ (سورہ بقرہ: ۲۴) اور تو مجھے اپنی جنت میں نفع عطا فرمائے، دنیا میں تیرے سبب اور تجھ سے راضی رہنے کی جنت میں تیری معرفت حاصل کروں، تجھ سے تعلق مضبوط کروں، ٹوٹ کر محبت کروں، تیری امداد کی بدولت تیرے ماسوات سے جاؤں، اور آخرت میں جنت کی ان نعمتوں سے استغاثہ کروں جو تو نے جنت انجیم میں تیار کی ہیں، اور ان میں سے بہترین اور سب سے اہم نعمت تیرا دیدار، تیری بارگاہ کی حاضری، تیرے قرب کا حصول، تیری رضا سے لطف اندوز ہونا ہے۔ مصنف کے قول بَيْنَ يَدَيْكَ کا متعلق محذوف ہے، کیونکہ اس میں عموم ہے (یعنی جنت کی ہر نعمت سے مجھے فیض یاب خصوصی طور پر ذکر کی ضرورت نہیں ہے، بَيْنَ يَدَيْكَ میں اضافت تشریف (جنت کی عظمت و شرافت بیان کرنے) کے لئے ہے۔ (بَيْنَ يَدَيْكَ) معنی (بَيْنَ يَدَيْكَ) ہے، شک تو ہر ممکن پر قادر ہے، انہما میری دعاؤں میں سے کسی کا پورا کرنا نہ تو تیرا مشکل ہے اور نہ ہی تیری قدرت سے خارج ہے۔

کہ اُو ضَلَّی اللہُ عَلَیْہِ سُبْحٰنَہُ وَ عَلَی اٰلِہِٖٓ صَلَواتُہِمْ اَجْمَعِیْنَ میں ہے عَلَی سَبَبِ فَا ضَلَّوْا (غیا) مصدر یہ ظرفہ ہے اُو ضَلَّیَتْ التَّوْبٰتُحَ سَخَابَ وَ سَخَابَہُ جَب تک کہ جو اُمیں گہرے پالوں کو ان کی جگہوں سے تیزی کے ساتھ اکھیرتی رہیں 'زکام راعہ پر پیش' کاف مختلف 'گہرا بادل جو زیادتی کی وجہ سے بہ بہ ہو اُو ضَلَّی تَحْلِ ذِی رُوْح جَسَدًا جَسَدًا ہر ذن کجبات اس کا معنی ہے موت' زندگی کا پورا ہونا اور اس کے چھینے کا مطلب ہے موت کا نازل ہونا اور وارد ہونا عذاب کی طرح موت کے لئے چھیننے کا استعمال بطور مجاز ہے 'یہ بلیغ استعارہ ہے' مطلب یہ کہ ذی رُوْح نے موت کے ساتھ اس طرح ملاقات کی جس طرح چھیننے والا طاقت کرتا ہے اور قوی ترین ملاقات ہوتی ہے 'موت کے چھیننے اور اس سے ملاقات کرنے سے پتا چلتا ہے کہ وہ امر و بدوی ہے' اس میں اختلاف ہے کہ کیا موت زندگی کی ضد ہے یا موت عدم حیات کا نام ہے (یعنی موت امر و بدوی ہے یا عدمی) اس میں دو قول ہیں۔ (۱) اُو ضَلَّی فعل دعا ہے جس کا معنی ہے کچھنا اَلشَّلَامَ یہ مفعول بہ ہے اُو ضَلَّی کا اسی طرح معتمد لُغَہ میں ہے 'ایک نسخے میں ہے و اُو ضَلَّی اَلشَّلَامَ ہمزے پر پیش 'صاد کے نیچے زیر' لام پر زیر 'فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور اَلشَّلَامَ نائب فاعل ہے' ایک اور غیر معتمد نسخے میں ہے و اُو ضَلَّی اَلشَّلَامَ ہمزے پر پیش 'صاد کے نیچے زیر' لام پر پیش 'فعل مضارع معلوم ہے' اور اَلشَّلَامَ مفعول بہ ہے 'تینوں صورتوں میں حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نَجِیۃً حال ہے 'پہلے اَلشَّلَامَ سے' ایک معتبر نسخے میں مجھے یہ لفظ دو اور طریقوں پر ملا ہے (۱) اُو ضَلَّی ہمزہ و لام تینوں پر زیر 'فعل ماضی معلوم ہے (۲) اُو ضَلَّی اَلشَّلَامَ و لام دونوں کے نیچے زیر 'یہ فعل دعا ہے' پہلی صورت میں احتمال ہے کہ اَلشَّلَامَ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ہو اور اُو ضَلَّی کا فاعل ہو اور نَجِیۃً اس کا مفعول بہ ہو 'یہ بھی احتمال ہے کہ اَلشَّلَامَ فعل کا مفعول ہو اور فاعل کا ذکر نہ ہو اور ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے 'اب نَجِیۃً حال ہو گا جیسے کہ اس سے پہلے گزر چکا ہے' جملہ و اُو ضَلَّی اَلشَّلَامَ اگر دعا ہے تو اس کا عطف دیکھنے سے ملے گا ضَلَّی اللہُ پر ہے 'کیونکہ وہ معنی انشائیہ ہے۔ اس جملہ کا معنی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کی ارواح کو سلام پہنچائے اور اگر جملہ و اُو ضَلَّی اَلشَّلَامَ خبریہ ہو تو اس کا عطف دیکھنے سے ملے گا یہ ہے 'مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نبی اکرم ﷺ پر اس وقت تک بیکسر رہے جب تک اہل جنت کو سلام پہنچایا جاتا ہے' انہیں سلام کا پہنچانا یا تو اہل دنیا کی طرف سے ہو گا اور پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہو گا یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور پہنچانے والے فرشتے ہوں گے 'اللہ تعالیٰ کا اہل جنت کو سلام فرمانا انہیں سلام پہنچانا اور لکھنا مشہور و معروف ہے۔

۲) اَفْلَحَ اَلشَّلَامَ ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اہلیت سے سلام کے لائق ہیں 'پس سلام دونوں جگہ ایک ہی معنی میں ہے' یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دو سلام اللہ تعالیٰ کا نام نامی ہو 'معنی یہ ہو گا کہ اللہ والوں کے لئے' یہ بھی احتمال ہے کہ سلامتی کے معنی میں ہو۔ (یعنی اَفْلَحَ اَلشَّلَامَ) جنت میں۔

نَجِیۃً یہ بات ہے اس تمنا اور دعا سے جو ملاقات کے وقت کسی انسان کی زندگی کے لئے کی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے خَبَاذُ یَحْیِیۡہِ نَجِیۡۃً اللہ تعالیٰ اسے زندگی عطا فرمائے زندگی دینا' بادشاہوں کو سلام کہتے وقت یہ الفاظ یکسر کہے جاتے ہیں 'حتیٰ کہ تاریک یا دشمنی کا نام ہی نَجِیۡۃً ہو گیا جیسے کہ بقاء اور زندگی کی لمبائی کو بھی نَجِیۡۃً کہہ دیا گیا' کیونکہ لوگ ان چیزوں کی یکسر دعا

دعا کرتے ہیں۔ (وَسَلَّاهُمْ) ماقبل کا مرادف (اور ہم معنی) ہے۔

دعاء خضریٰ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ذَلِیْلٌ یَّهْتَکِرُ بِرَبِّیْ یَا اَرْحَمَ الرَّحِمِیْنَ یہ دعا حضرت خضر علیہ السلام کی ہے۔ ایک شخص نے انہیں جنازے کے پیچھے جاتے ہوئے دیکھا دعا پڑھتے ہوئے سنا اس سے پہلے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ مردوں کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ میں نے اللہ کی بلاکت ایسی ہلاکت نہیں دیکھی اور زندوں کی طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ ان کی غفلت ایسی غفلت نہیں دیکھی انہوں نے یہ دعا پڑھی۔ اِنِّیْ ذَلِیْلٌ کا معنی یہ ہے کہ مجھے متواضع بنا اور مجھے خالص کر دے، ایک قدم نوحہ میں ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ذَلِیْلٌ اَلْقَا بَرِّیْ نے شرح بردہ میں نقل کئے ہیں اور حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت بھی نقل کی ہے، اس کا معنی وہی ہے کہ دعا کا ہے۔ تَقَرُّیْغُ الظُّلُوْفِ کا معنی ہے برتنوں کا خالی کرنا، تَقَرُّیْغُ کا معنی ہے فلاں شخص معتروفیت سے فارغ ہو گیا۔

(اِنِّیْ ذَلِیْلٌ) اختصا ص کے لئے اور یا موصولہ ہے۔ (وَاَخْلَقْنِیْ لَدَا اَیُّہِ اللّٰہِ) مجھے اس کام کے لئے ریزہ رو کر دے جس کے لئے مجھے پیدا کیا ہے۔ یعنی تیری عبادت کروں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں (وَلَا تُشْفِقُنِیْ) اور تجاہات اور میری بصیرت کے کھو جانے کے سبب مجھے مشغول نہ کرنا اِنِّیْ ذَلِیْلٌ اس چیز میں جس کی تو نے مجھے اس ارشاد میں صلاحت دی ہے، کہتے چار پائے ہیں جو اپنا رزق نہیں اٹھاتے، اللہ انہیں رزق فرماتا ہے (۶۰/۳۵) یہ بھی فرمایا: زمین میں جو بھی چلے والا ہے اس کا رزق اللہ ہی کے ذمہ کرم پڑے ہے (۶/۱۱) یہ بھی فرمایا: آسمان میں تمہارا رزق ہے (۲۲/۵۱)

اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم اور عیب ممکن نہیں

(وَلَا تُخْزِیْ) اور تو نے مجھے جس حکمت کے لئے پیدا کیا ہے اس کے ساتھ مختص ہونے سے مجھے محروم نہ کرنا مطلب ہے کہ مطلقاً جو بھی تجھ سے مانگوں اس سے مجھے محروم نہ کرنا اور مجھے دعاؤں میں محرومیت اور شکایت کا دافع نہ کرنا اِنِّیْ ذَلِیْلٌ اَلْقَا بَرِّیْ سے اللہ تعالیٰ (یعنی ضمیر متکلم سے) (وَلَا تُعَذِّبْنِیْ) اور تو نے میرے جن امور کی ذمہ داری لی ہے میری مشغولیت کے ساتھ مجھے عذاب نہ دے، یا یہ مطلب ہے کہ مجھے میرے گناہوں کا عذاب نہ دے۔ (وَاَنَا اَمْسِیْتُ تُعَذِّبْنِیْ) (کی ضمیر متکلم) سے حال ہے، سوال کے باوجود محروم رکھنا اور انتظار کے باوجود عذاب دینا تو کسی بھی شخص کے لئے بہت سخت ہے اور ایسا کرنے والے کی جفا کی علامت ہے، اللہ تعالیٰ تو اکرم (اکرمین ہے) یہ طریقہ کسی طرح بھی اس کے لئے شان نہیں اللہ تعالیٰ کے روایت کردہ کلام میں ہے کہ جو شخص بے وضو ہوا، اس نے وضو کیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی، باوجود اُمین نے اس کی دعا قبول نہیں کی تو میں نے اس پر جفا کی ہے اور رب تو ظلم و جفا نہیں کرتا (اہل سنت کا عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے ظلم اور عیب ممکن ہی نہیں، دیکھئے "سبحن السبوح عن عیب کذاب مقبوح" ۱۳ قاہری) ایک

ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری زبان طلب میں جاری کر دی ہے تو جان لو کہ وہ تمہیں عطا فرماتا چاہتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی دعا کی طرف توجہ نہیں فرماتا یہاں تک کہ اسے قبول کرنے کی طرف توجہ فرماتا ہے (یعنی جب وہ دعا کی طرف التفات فرماتا ہے تو اسے قبول بھی فرماتا ہے۔ ۱۳ قادیانی) اس حدیث کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، اس کے علاوہ اس مطلب اور استغفار کرنے والے کے لئے دعا کی قبولیت و مغفرت اور عذر پیش کرنے والے کے عذر کے مقبول ہونے کے بارے میں کئی احادیث وارد ہیں، (خلاصہ) یہ لفظ بعض شیعوں میں ثابت ہے اور بہت سے نسخوں میں نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ دعائیں مرتبہ پر ہیں۔

یہ دو سلیب الام کے نیچے زیر آخری حرف ساکن، یہ درود شریف کتاب کے وسط میں گزر چکا ہے، اس کا ذکر امام ابو محمد جبر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے حوالے سے کیا ہے۔

ہے وَاللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَ اَتُوْجِّہُ (بَلَد) یہ دعا اسی طرح امام ترمذی نے روایت کی ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن، صحیح، قریب ہے، اسے امام نسائی، ابن ماجہ اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کی ابتدا میں (تایینا صحابی کا) واقعہ بھی بیان کیا، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے نہ صرف اسے روایت کیا، بلکہ کہا کہ یہ صحیح اور امام بخاری و مسلم کی شرط پر ہے، امام بیہقی نے اسے حضرت عثمان بن حنیف کی روایت سے صحیح قرار دیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے تائینا کو بینائی کے لئے دعا سکھلائی

امام نسائی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے: ایک تائینا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میری بینائی کی رکاوٹ دور فرما دے، آپ نے فرمایا: یا تمہارے لئے (بخشش کی) دعا کروں؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بینائی کا زائل ہونا میرے لئے بڑی تکلیف کا باعث ہے، (یعنی بخشش اور جنت تو آپ کے صدقے مل ہی جائے گی، میری بینائی کی بحالی کی دعا فرمائیں) آپ نے فرمایا: جاؤ جا کر وضو کرو، پھر دو رکعتیں ادا کرو، اس کے بعد یہ دعا مانگو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور نبی عربی محمد مصطفیٰ نبی رحمت کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یا رسول اللہ! (حدیث شریف میں یا محمد ہے) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری بینائی کی رکاوٹ دور فرما دے، اے اللہ! حضور اقدس ﷺ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، اور میری شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔ (کچھ دیر کے بعد وہ واپس آئے تو ان کی بینائی بحال ہو چکی تھی۔

زیارت روضہ انوار کے وقت درود پاک پڑھنے کا طریقہ

حضرت سہلف نے جن الفاظ میں دعا نقل کی ہے۔ وہی الفاظ کچھ تبدیلی کے ساتھ امام ابن ثابت نے کتب میں نقل کیے ہیں۔ حضرت مہالف کے ہاں کچھ الفاظ زائد ہیں، ابن ثابت نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت میں بھی اس دعا کا ذکر کیا ہے، انس نے فرمایا: پہلے نبی اکرم ﷺ کی زیارت میں بھی اس دعا کا ذکر کیا ہے، انسوں نے فرمایا: پہلے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کرے، پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرے، پھر رسول اکرم ﷺ سے دعا کی علیہ کی طرف لوٹ کر جائے، کثرت سے دعا مانگے اور آپ کی شفاعت طلب کرے، مثلاً یہ کہے: اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اس کے بعد یہ دعا و تجزء دعوانا انی الخمد للہ رب العالمین تک ذکر کی بابت کا معنی ہے میں تیری طرف (اپنے ظاہر و باطن کا) رخ کرتا ہوں اور تیرا قصد کرتا ہوں۔

ابن خنیس بن حذافہ، امام استاعت کے لئے ہے، حدیث شریفہ کی بعض روایات میں ہے: بَیِّنُكَ مُحَمَّدٌ۔ روایات میں ہے: بَیِّنُكَ مُحَمَّدٌ۔ اس کا تعلق المصطفیٰ سے ہے، زنا خبیثنا، آپ اللہ تعالیٰ کے بھی حبیب ہیں۔ ہمارے بھی حبیب ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزت عطا فرماتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقام رفیع کے لائق آپ کے خصوصی اعزاز کا اراہہ فرماتا ہے۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ سے ہماری محبت کا مطلب ہے کہ آپ کے کمال حسن و احسان کے تصور کے پیش نظر ہمارے دل آپ کی طرف مائل ہوں۔

دعا میں حضور علیہ السلام کو ندا

زنا خبیثنا، حدیث شریفہ کے الفاظ کریمہ اس سے پہلے گزر چکے ہیں، ان میں نبی اکرم ﷺ کو زنا خبیثنا سے ندا دینا ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے یہ دعا اس شخص کو سکھائی تھی کوئی حاجت درپیش تھی، 'ہو اس دعا کی دعا سے پوری ہو گئی، پھر انہیں نبی مصطفیٰ کا واقعہ بیان کیا جیسے کہ امام طبرانی کی روایت میں ہے، یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی ﷺ کو ایسے مقام میں نام لے کر ندا کی جاسکتی ہے۔

حضور علیہ السلام کی شفاعت کے لئے دعا

اِنَّا نُوَسِّلُ بِكَ اِلَى رَبِّكَ، رب کی اضافت نبی اکرم ﷺ کی طرف اس لئے کی کہ اللہ تعالیٰ سب کا رب ہے، لیکن اس روایت کا خصوصی تعلق نبی اکرم ﷺ سے ہے، اِنَّا نُوَسِّلُ لَنَا عِنْدَ الْوَلَدِ الْعَظِيمِ، مولائے عظیم کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں جس کی بارگاہ میں شفاعت وہی کر سکتا ہے جسے اس کی بارگاہ میں شفاعت کی اجازت ہو، عزت و کرامت کا مقام حاصل ہو، مقبول، مقرر اور مقبور ہو، اِنَّا نُوَسِّلُ الْوَسْوَیَ الظَّاهِرِ، اے بہترین رسول، جو گناہوں، بیعیوں اور تمزلی سے پاک ہیں۔

مَنْفَعَةُ فِتْنَةٍ اے اللہ! سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت ہمارے بارے میں قبول فرما (پہنچاؤ) اس مسئلے میں آپ کے مرتبے کا وسیلہ تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں 'یا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضور اقدس ﷺ کا تیری بارگاہ میں بڑا مرتبہ ہے 'اس مرتبے کے وسیلے سے آپ کی شفاعت ہمارے بارے میں قبول فرما۔

فَلَا تَنْفَعُ يٰ اے کلمات تین مرتبہ پڑھو 'کہا گیا ہے کہ یہ حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔ ہو سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ یہ پڑی دعا تین مرتبہ پڑھی جائے 'یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا صرف آخری بندہ یعنی "اَللّٰهُمَّ مَنْفَعَةُ فِتْنَةٍ" سے آخر تک تین مرتبہ پڑھا جائے حدیث شریف میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو تین مرتبہ دعا کرنا اور تین مرتبہ استغفار مرغوب تھا۔

اَللّٰهُمَّ بعض معتمد نسخوں میں یہ کلمہ موجود ہے نسخہ سلیبہ وغیرہ نسخوں میں نہیں ہے 'ابن کثیر کے نزدیک بھی نہیں۔ وَاجْعَلْنَا اَللّٰهُمَّ سے پہلے مذکور دعا پر اس کا مطلب ہے۔ 'یعنی خیر' اسم تفصیل کا معنی ہے 'اس کی ابتدا سے ہمزہ حذف کر دیا گیا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں تھی (اصل میں اُنْخِيْرَ تھا) اسی طرح نسخہ سلیبہ میں اس جگہ اور اس کے بعد ہے 'تیسری جگہ اُنْخِيَارَ ہے 'ابتدا میں بھی الف ہے اور یاد کے بعد بھی الف ہے خِيَارَ کی جمع ہے 'بعض معتمد نسخوں میں خِيَارَ ہے 'خام کے نیچے زیر اور ابتدا میں الف نہیں ہے 'متوں جگہ اسی طرح ہے 'بعض نسخوں میں متوں جگہ اُنْخِيَارَ ہے 'ابتدا میں اور آخر سے پہلے الف ہے 'پہلی جگہ تو وہی ہے جس کی شرح میں متعلقہ ہو رہی ہے 'دو ٹیمیں آئندہ قاری ہیں۔ ۱۲ قاری) کاموس میں ہے اَلْخِيَارُ کثرت بھلائی والے کو کہتے ہیں 'خِيَارَ مردان کنش ہے 'اس کا معنی رونق ہے 'اس کی جمع خِيَارَ اور اُنْخِيَارَ ہے۔ محقق (خِيَارَ) ہو تو اس کا معنی ہے 'نمال اور عاقبتوں میں اچھا اور اگر مشدد (خِيَارَ) ہو تو اس کا معنی ہے 'دین اور نیکی میں اچھا کہا جاتا ہے هُوَ اُنْخِيَارُ فَنَلْكَ وَ تَخِيْرُ (یعنی ہمزہ کے ساتھ اور اس کے بغیر) (وَالْوَلَوُ دِیْنِ غَلِيْبٌ) اور نبی اکرم ﷺ کے حوض پر وارد ہونے والوں سے بنا وَالْمُخِيْرُ بَيْنَ لَدُنْہِ اور جو نبی اکرم ﷺ کے پاس مقبول ہیں آپ کی سنت کی پیروی 'آپ کی شریعت پر قائم رہنے کی بنا پر اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال قبول فرمائے اور اپنی رحمت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوا ہے۔

(وَلَوْ خِفَانُو) اور ہمیں آپ کے ذریعے فرستے و سرت عطا فرما 'اس طرح کہ ہمیں آپ کے ساتھ جمع فرما دے (فَیْضُ غُرَضَاتِ الْفِيْضَانَةِ غُرَضَاتُ کی جمع ہے۔ بے نقطہ میں پ 'زیر' راء سائن 'اس پر زیر بھی پڑھ سکتے ہیں۔ وہ کلام میدان جہاں کوئی غارت نہ ہو اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس سے گمراہ کر نظر واپس آ سکے۔ جمع کا معنی اس لئے لائے ہیں کہ قیامت کے متعدد مقامات ہوں گے 'بعض حضرات نے کہا کہ قیامت کے دن کے بیچاس مقام ہوں گے اور ہر مقام ایک ہزار سال کا ہو گا۔

جس کا حساب کرید اگیا 'اسے عذاب ہو گا

(وَاجْعَلْنَا لَكَ) اور حضور اقدس ﷺ کو ہمارے لئے ہدایت دینے والا اور درست کرنے والا بنا (اِلٰی حَقِّهِ التَّعْبِيْرُ) جنت النعم کی طرف (اِلَّا غُلُوْقًا) ہم پر زیر۔ بغیر تکلیف کے (وَلَا تَشْقُوْقًا) اور بغیر ضرر اور دشواری کے (وَلَا تَنْفَاقُشُ الْجِنَابُ) اور حساب کتاب کی کھوکھو کرید کے بغیر۔ حساب یہ ہے کہ انسان کے تمام اچھے اور برے اعمال کی اس کے سامنے گنتی کی جائے 'حدیث

شریف میں ہے کہ جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی، اسے عذاب دیا جائے گا۔

﴿وَلَا تَجْعَلْهُ غَاصِبًا عَلَيْنَا﴾ اور اپنی توجہ کی بدولت اپنے حبیب ﷺ کو ان کی شکایت، بد بشارت کے ساتھ ہماری طرف متوجہ فرما۔ ﴿وَلَا تَجْعَلْهُ غَاصِبًا عَلَيْنَا﴾ اور تو اپنے حبیب ﷺ کو ہم سے اعراض کرے۔ ابن ثابت کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَلَا تَجْعَلْهُ غَاصِبًا عَلَيْنَا وَلَا مُعْرِضًا﴾ یہ ایک مرادف کا عطف ہے دوسرے پر (واعتبر)۔ نسخوں میں یہ اضافہ ہے ﴿وَلَوْلَا ذَلِكَ لَفُتِنَ الْفِتْنَةُ﴾ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے، اسی طرح ابن ثابت کے ہاں بھی یہ اضافہ نہیں ہے۔ ﴿وَلَوْلَا ذَلِكَ لَفُتِنَ الْفِتْنَةُ﴾ اس میں یہ اضافہ نہیں ہے، اسی طرح ایک قدیم نسخے میں بھی موجود ہے۔ نسخوں میں نہیں ہے، جیسے کہ ابن ثابت کے نزدیک بھی نہیں ہے۔ ﴿وَلَا يَجْزِ ذَخْرَانَا﴾ اور ہماری دعا کا خاتمہ، ﴿وَمَحْنُ﴾ طرح دعا کا مصدر ہے۔ (ان) یہ مسئلہ سے محفوظ رہا گیا ہے، یہ بھی جائز ہے کہ اسے تشرید کے ساتھ پڑھا جائے۔ نصب دی جائے۔ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حمد بھی دعا ہے کیونکہ یہ ثناء ہے اور ثناء سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو حاصل نہیں ہوتا، لہذا ثناء پر بھی دعا کا اطلاق کیا گیا ہے، کیونکہ ثناء سے بھی دعا کا مقصد حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی ایک حدیث ہے کہ (جسے میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے روک دے) (یعنی ذکر کی وجہ سے سوالیہ دعا مانگ کر سکے) اسے سنا۔ بھی بہتر دعا عطا کروں گا، ایک شاعر نے کہا ہے:

إِذَا أَلْنِي عَلَيْنَا الْمُنْزِعَ يُؤْمِنَا كَفَّادًا مِنْ تَعْرِضِنَا الشَّاءَ

جب کوئی شخص کسی دن میری تعریف کرے تو اسے بجائے سوال کے شاہی کافی ہے (جیسے بھکاری کچھ مانگنے کی بجائے دعائیں دینے پر اکتفا کرتے ہیں) کیونکہ یہ بھی مانگنے کا ایک انداز ہے۔ ۱۲ (قادری)

شکر زیادتی کی نعمت

بیز حمد شکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو ہم ضرور (نعمت میں) زیادتی کریں گے، حدیث شریف ہے شکر زیادتی کی خبر دیتا ہے اور زیادتی دعا کا مقصود ہے، ایک احتمال یہ ہے کہ حمد کو دعا کا خاتمہ بنایا گیا ہے اور یہ دعا نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اس جگہ فصل کیفیت صلوٰۃ کا تیسرا ریلج (پہنچائی حصہ) مکمل ہوا، اس کے بعد آخری ریلج شروع ہوتا ہے

ابْتَدَأَ الرَّبُّعَ الرَّابِعَ ۱

پہلے ربع کی ابتدا

فَأَسْأَلُكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا خَيْرُ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلَهَ

میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! اے اللہ! اے اللہ! اے خیر! اے قیوم! اے بزرگی اور بخشش والے! اے میرے سوا

إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ أَسْأَلُكَ بِمَا حَمَلَ كُرْسِيُّكَ

کوئی معبود برحق نہیں ہے، تو پاک ہے، بے شک میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری

مِنْ عَظَمَتِكَ وَجَلَالِكَ وَبَهَائِكَ وَقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ وَبِحَقِّ أَسْمَائِكَ

عظمت، جلالت، نور اور قدرت و سلطنت کے طفیل جن کی عاقل تیری کرسی ہے اور تیرے ان

الْمَخْرُؤَةِ الْمَكْنُونَةِ الْمُطَهَّرَةِ الَّتِي لَمْ يَطْلُعْ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِكَ وَ

پوشیدہ، مخفی اور پاک ناموں کے طفیل جن پر تیری مخلوق میں سے کوئی آگاہ نہیں

بِحَقِّ الْأَسْمِ الَّذِي وَضَعْتَهُ عَلَى اللَّيْلِ فَاطْلَمَ وَعَلَى النَّهَارِ فَاسْتَبَا

اور اس نام کے طفیل جو تو نے رات پر رکھا تو وہ تاریک ہو گئی اور دن پر رکھا تو وہ روشن ہو گیا

رَوْ عَلَى السَّمَوَاتِ فَاسْتَقَلَّتْ ۝ وَعَلَى الْأَرْضِ فَاسْتَقَرَّتْ ۝

اور آسمانوں پر رکھا تو وہ بلند ہو گئے اور زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی

وَعَلَى الْبَحَارِ فَانْفَجَرَتْ ۝ وَعَلَى الْعُيُونِ فَانْبَعَتْ ۝

اور دریاؤں پر رکھا تو وہ جاری ہو گئے اور چشموں پر رکھا تو وہ نکل پڑے

وَعَلَى السَّحَابِ فَانْمَطَرَتْ ۝ وَأَسْأَلُكَ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي جَنْبِهِ

اور بادلوں پر رکھا تو وہ برسنے لگا اور میں تجھ سے ان ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں جو

سَيِّدِنَا جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ فِي جَنْبِهِ سَيِّدِنَا إِسْرَافِيلَ

سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھے ہوئے ہیں اور ان ناموں کے طفیل جو سیدنا اسرائیل کی پیشانی پر لکھے

عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَعَلَى جَمِيعِ الْمَلَائِكَةِ وَأَسْأَلُكَ بِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ

ہوئے ہیں ان پر اور تمام فرشتوں پر سلام ہو اور میں تجھ سے ان ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں جو عرش کے گرد

حَوْلَ الْعَرْشِ وَبِالْأَسْمَاءِ الْمَكْتُوبَةِ حَوْلَ الْكُرْسِيِّ ۝

لکھے ہوئے ہیں اور ان ناموں کے طفیل جو کرسی کے گرد لکھے ہوئے ہیں اور میں تجھ سے میرے عظیم اسم اعظم

وَاسْأَلْكَ يَا سَمِكَ الْعَظِيمَ الْأَعْظَمَ الَّذِي سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ

کے طفیل سوال کرتا ہوں تو تو نے اپنا نام رکھا اور میں تجھ سے میرے

وَاسْأَلْكَ بِحَقِّ أَسْمَائِكَ كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَعَالَمٌ أَعْلَمُ ۝ وَ

تمام ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں خواہ وہ مجھے معلوم ہیں یا نہیں اور میں

أَسْأَلُكَ بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي

تجھ سے ان ناموں کے طفیل سوال کرتا ہوں جن کے ساتھ تجھے سیدنا آدم علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے جس کے

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

کے ساتھ تجھے سیدنا نوح علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا

تجھے سیدنا صالح علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

سَيِّدُنَا يَعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا

تجھے سیدنا یعقوب علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

سَيِّدُنَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ

تجھے سیدنا یوسف علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

بِهَا سَيِّدُنَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا مُوسَى

تجھے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا موسیٰ

عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا هَارُونُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَ

علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا ہارون علیہ السلام نے یاد کیا اور

بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا شُعَيْبٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ

ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا شعیب علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے

بِهَاسَيِّدُنَا اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَ بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا اِسْمَاعِيْلُ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا اسماعیل

عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَ بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَ

علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے ساتھ جن کے ساتھ تجھے سیدنا داؤد علیہ السلام نے یاد کیا اور

بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا سُلَيْمٰنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي

ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بِالْاَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا

سید زکریا علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا

يَحْيٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ

یحییٰ علیہ السلام نے یاد کیا

چوتھے راجع کی ابتداء ۱۔

فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاسْتَلْكَ اِيَّكَ اَتَحْجِسُ فِيْهِ مِثْلَ حَرْجِ نَحْسٍ هِيَ كِي اِبْتَدَا فِيْ بِسْمِ اللّٰهِ شَرِيفٌ هُوَ

اس کے بعد ہے: صَلَّيْ اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمْ فَمَنْ لَمْ يَلْقَ اِسْمَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَمُوتُ

اللّٰہ کی حالت میں اس اسم پاک کے تلفظ کے تین طریقے ہیں (۱) دونوں الف ثابت رکھے جائیں (یا کالف اور اسم جلالت

اللہ کالف) اور دوسرا الف جو بطور وصلی استعمال ہوتا ہے اور پڑھتے میں گر جاتا ہے اسے قطعی قرار دیا جائے (۲) اللّٰہ (۳)

دونوں کو حذف کر دیا جائے (۳) پہلے کو ثابت رکھا جائے اور دوسرے کو حذف کر دیا جائے۔ (۲) اللّٰہ

(۲) خلیفہ اے وہ زندہ جس کے بغیر کوئی (بدانت) زندہ نہیں اور ہر زندہ اس کے زندگی عطا کرنے سے زندہ ہے (۲) فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي

وہ جو تھم ختم ہے اور مخلوق کے تمام امور کو پورا کرنے والا ہے (۲) فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي

تیرے لائق نہیں اور نہ تیرے حق میں جائز نہیں (۲) فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي

دینا مقصود نہیں ہے بلکہ یہ دوام کے لئے ہے یہ کلمات حضرت یونس علیہ السلام کے کلام میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر اپنی

قوم کو چھوڑ کر چلے جانے پر دلالت کرتے ہیں (۲) فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي

عمل کے قلم کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنا اور حق کے بغیر تعریف کرنا (۲) فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي فَاَمَّا تِلْكَ اِلٰهِي

بے شک انسان ظلم کرنے والا پاشکرا ہے یہ بھی فرمایا ہے شک وہ قلم کرنے والا جاہل تھا

اس جگہ سے لے کر وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ هُوَ خَسْبِيْ وَ يَغْنَمُ الرُّكْبَتَيْنِ وَ لَا خَوْفٌ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

کے ابن و دامہ کے بیان کے مطابق شیخ ابو محمد جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب التلخیص والاختصار کو مذکورہ عبارت سے
 ہے، میں نے ابن و دامہ کا حوالہ اس لئے دیا ہے کہ مجھے شیخ جریر کی کتاب کا آخری حصہ نہیں ملا جس میں یہ درود شریف
 البتہ ان کے پاس اس درود شریف کی ابتدا اس طرح ہے: **قَامَسَا لَكَ يَا اللَّهُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ**
اَللّٰهُمَّ بِمَا حَمَلْتَ كَرْهِيَّاتِكَ مِنْ عَظَائِكَ وَجَلَالَكَ وَجُفَاءِكَ وَبِهَاتِكَ الْحَاجِّ

حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کی دعا

حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس ربیع کا آغاز اللہ تعالیٰ کے چار اسماء مبارکہ سے کیا ہے جن میں سے پہلے
 بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اسم اعظم ہے (۱) اسم جلالت (اللہ) ہے، کثیر علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہ اسم اعظم ہے۔
 القیوْم، امام نووی نے ایک جماعت کی پیروی میں فرمایا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے، اس پر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں۔
 والا کرام، احادیث اس کے اسم اعظم ہونے کی بھی گواہی دیتی ہیں (۳) حضرت ذوالنون (سیدنا یونس) علیہ السلام کی دعا
اَللّٰهُمَّ سَبِّحْكَ اِنِّیْ مَخْلُوْقٌ مِنْ عِلْمِكَ اس کے بارے میں بھی احادیث وارد ہیں۔

السلطانیۃ، وہ اسماء کریمہ ہو منزہ اور مقدس ہیں، **وَعَلَى الْاَبْحَارِ فَانْفِخْ نُوْرًا** اس اسم مبارک کے فضیل
 سمندروں پر رکھا تو وہ بہہ پڑے اور جاری ہو گئے۔ **بِالْاَسْمَاءِ الْمَكْتُوْبَةِ** ایک نسخے میں ہے **بِالْاَسْمِ الْمَكْتُوْبِ** اس
 جن پر لعل علیہ السلام، دونوں میں ہے **فِیْ خَلِیْقَةِ جَبْرِئِلَ وَبِکَاتِلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ** (و **بِالْاَسْمَاءِ الْمَكْتُوْبَةِ**) ایک نسخے میں
 ہے **وَبِالْاَسْمِ الْمَكْتُوْبِ** **فِیْ جَنَّتِہِ اسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ عَلٰی** اس کا عطف ہے اس سے پہلے **عَلِیْہِ**
الْمَكْتُوْبَةِ ایک نسخے میں ہے **وَبِالْاَسْمِ الْمَكْتُوْبِ**۔

وَبِالْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا یَعْقُوْبُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ بِالْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا یُوسُفُ عَلَیْہِ السَّلَامُ، بعض
 میں حضرت یعقوب اور یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے، جب کہ نسخہ سلیمہ میں ان کا ذکر نہیں ہے، ابن و دامہ
 جریر کے حوالے سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء مبارکہ اس طرح نقل کئے ہیں: حضرت یونس، حود، صالح، یونس، یونس
 علیہم الصلوٰۃ والسلام، بعض دوسرے حضرات نے حضرت جریر کی کتاب سے یہ اسماء کریمہ اس طرح نقل کئے ہیں:
 حود، صالح، یونس، یوسف پھر حضرت موسیٰ علی نبینا وعلینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

تہ **وَبِالْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا یَحٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ** اسی طرح بعض معتد تقویٰ میں ہے نسخہ سلیمہ میں
 علیہ السلام کا نام مذکور نہیں ہے، ابن و دامہ وغیرہ نے حضرت جریر سے جو دعا نقل کی ہے، اس میں بھی نہیں ہے۔

وَبِالْاَسْمَاءِ الَّتِیْ دَعَاكَ بِهَا مَسِدُّنَا یُوشَعُ عَلَیْہِ السَّلَامُ و

اور ان ناموں کے فضیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا یوشع علیہ السلام نے یاد کیا اور

بِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي

ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا خضر علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ

دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا الْيَاسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا

تجھے سیدنا یاس علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے

سَيِّدُنَا الْيَسَعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا ذُو الْكِفْلِ

سیدنا یسع علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا ذوالکفل

عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

علیہ السلام نے یاد کیا اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے یاد کیا

وَبِالْأَسْمَاءِ الَّتِي دَعَاكَ بِهَا سَيِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

اور ان ناموں کے طفیل جن کے ساتھ تجھے سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

وَسَلَّمَ نَبِيِّكَ وَرَسُولُكَ وَحَبِيبُكَ وَصَفِيُّكَ يَا مَنْ قَالَ وَقَوْلُهُ الْحَقُّ ۝

تیرے نبی، تیرے رسول، تیرے محبوب اور تیرے برگزیدہ نے یاد کیا اے وہ ذات جس نے فرمایا اور اس کا فرمان حق ہے

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ وَلَا يَصْدُرُ عَنْ أَحَدٍ مِنْ عِبِيدِهِ قَوْلٌ وَ

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا اور اس کے کسی بندے سے جو قول اور جو فعل

لَا فِعْلٌ وَلَا حَرَكَةٌ وَلَا سَكُونٌ إِلَّا وَقَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِهِ وَقَضَاهُ وَقَدَرَهُ

جو حرکت اور جو سکون صادر ہوتا ہے اس کے علم اور اس کی قضاء و قدر میں پہلے سے متعین

كَيْفَ يَكُونُ كَمَا أَلْهَمْتَنِي وَقَضَيْتَ لِي بِجَمْعِ هَذَا الْكِتَابِ وَيَسَّرْتَ عَلَيَّ

ہوتا ہے کہ وہ کس طرح ہو گا جیسے کہ تو نے مجھے اتھا کیا اور میرے لئے اس کتاب (دلائل الخیرات) کے جمع کرنے کا فیصلہ

فِيهِ الطَّرِيقُ وَالْأَسْبَابُ وَنَفَيْتَ عَنْ قَلْبِي فِي هَذَا النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الشَّكَّ

کیا اور میرے لئے اس کا طریقہ اور اسباب آسان فرما دیے اور میرے دل سے اس نبی کریم ﷺ کے بارے میں شک و شبہ کو ختم

وَالْإِزْيَابَ وَغَلَبَتْ حُبُّهُ عِنْدِي عَلَى حُبِّ جَمِيعِ الْأَقْرَبَاءِ وَالْأَجْبَاءِ أَسْأَلُكَ

کر دیا اور میرے دل میں ان کی محبت تمام رشتہ داروں اور دوستوں کی محبت پر غالب فرمادی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَنْ تَرْزُقَنِيْ وَكُلَّ مَنْ اَحَبَّهٗ وَاتَّبَعَهٗ شَفَاعَتَهُ

اے اللہ! اے اللہ! کہ تو مجھے اور میرے ہر محبوب اور پیروکار کو حضور کی شفاعت اور رحمت سے

مُوافَقَتُهُ يَوْمَ الْحِسَابِ مِنْ غَيْرِ مُنَاقَشَةٍ وَلَا عَذَابٍ وَلَا تَوْبِيخٍ وَلَا

حساب کے دن عطا فرما بغیر کھٹکس عذاب، توجرو توبیخ اور عتاب کے اور تو میرے

عِتَابٍ وَّ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ تَسْتُرَ عُيُوْبِيْ يَا وَهَّابُ يَا غَفَّارُ ۝ وَاَنْ تُبْعَثَنِيْ

گناہ بخش دے اور میرے عیب و عتاب دے اے بڑے عطا فرمانے والے اور بچھنے والے اور یہ کہ تو مجھے اپنی

بِالنَّظَرِ اِلَيَّ وَ جِهَتِكَ الْكَرِيْمِ فِيْ جُمْلَةِ الْاَحْبَابِ يَوْمَ الْمَزِيْدِ وَ الثَّوَابِ ۝ وَاَنْ

ذات کریم کے دیدار کی نعمت عطا فرما، دوستوں کی جماعت میں زیادتی اور ثواب کے دن اور تو مجھ سے میرا عمر

تَقْبِلَ مِنِّيْ عَمَلِيْ وَاَنْ تُعْفَوْ عَمَّا اَحَاطَ عَلَيْكَ بِهِ مِنْ خَطِيئَتِيْ وَ نِسْبَتِيْ

قبول فرما اور تو معاف فرما ان چیزوں کو جنہیں تیرا علم محیط ہے یعنی میری خطا، میری بھول اور میری لغزش،

وَزَلِيْلِيْ وَاَنْ تُبَلِّغَنِيْ مِنْ زِيَارَةِ قَبْرِهِ وَ التَّسْلِيْمِ عَلَيْهِ وَ عَلَيَّ صَاحِبِيْهِ عَابِدِ

اور یہ کہ تو مجھے حضور کے روحہ القدس کی زیارت اور ان کی اور ان کے دو ساتھیوں کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کا

اَمَلِيْ بِمَنِّكَ وَ فَضْلِكَ وَ جُودِكَ وَ كَرَمِكَ يَا رَوْفٌ يَا رَحِيْمٌ يَا وَلِيٌّ ۝ وَاَنْ

قربا ہو کہ میری انتہائی آرزو ہے اے فضل و کرم، بخشش اور عنایت سے اے مہربان! اے رحم فرمانے والے! اب

تُجَاوِزَنِيْ عَنْ كُلِّ مَنْ اَمَنَ بِهِ وَ اتَّبَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْاَحِبِّ

اور یہ کہ تو انہیں بڑا عطا فرما میری طرف سے اور ان پر ہر ایمان لانے والے اور پیروکار مسلمان مردوں اور عورتوں کی

مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ اَفْضَلُ وَ اَتَمُّ وَ اَعَمُّ مَا جَاوَزْتَ بِهِ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ يَا قَرِيْبُ

سے خواہ وہ زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں وہ افضل، کامل اور عام جڑانہ تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو دی ہے اے قریب

يَا عَزِيْزُ يَا عَلِيٌّ وَ اَسْأَلُكَ ۝ اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ مَا اَقْسَمْتُ بِهِ عَلَيْكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ

اے اے عزیز! اے برتر! اور اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اسماء کے عقل جن کا میں نے تیری بارگاہ میں

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلِيٍّ اَل سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عِدَّةَ مَا خَلَقْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَكُوْنُ

میں کیا کہ تو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان چیزوں کی تعداد میں جن کو تو نے

السَّمَاءُ مَبْنِيَّةٌ وَالْأَرْضُ مَدْحِيَّةٌ وَالْجِبَالُ غُلَيَّةٌ وَالْعُيُونُ مُتَفَجِّرَةٌ وَالْبَحَارُ

فرمایا پسے اس کے کہ آسمان بنایا گیا زمین چھائی گئی پہاڑ بلند ہوئے چشمے جاری ہوئے دریا تالیاں فرہان ہوئے
مُسَخَّرَةٌ وَالْأَنْهَارُ مُنْهَمِرَةٌ وَالشَّمْسُ مُضْحِيَّةٌ وَالْقَمَرُ مُضِيئٌ وَالنَّجْمُ مُنِيرٌ
سہریں چنے لگیں سورج نسیا ہوا چاند روشن ہوا اور ستارے منور ہوئے

وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ حَيْثُ تَكُونُ إِلَّا أَنْتَ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ

اور اس وقت تیری شان کو تیرے سوا کوئی نہ جانتا تھا اور یہ کہ تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اپنے کلمات

كَلَامِكَ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ آيَاتِ الْقُرْآنِ وَحُرُوفِهِ وَأَنْ

کی تعداد میں اور یہ کہ تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما قرآن پاک کی آیات اور اس کے حروف کی تعداد میں اور

تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ مَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ

یہ کہ تو رحمتیں نازل فرما ان پر اور ان کی آل پر ان پر درود بھیجے والوں کی تعداد میں اور یہ کہ تو ان پر اور ان کی آل پر

عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ مِلَّةَ

رحمتیں نازل فرما ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے ان پر درود نہیں بھیجا اور یہ کہ تو ان پر اور ان کی آل پر

أَرْضِكَ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ مَا جَرَىٰ بِهِ الْقَلَمُ

رحمتیں نازل فرما اپنی زمین کی پڑی کے برابر اور ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اس تعداد میں کہ قلم

فِي أُمِّ الْكِتَابِ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ مَا

لوح محفوظ میں جاری ہوا اور ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں

خَلَقْتَ فِي سَبْعِ سَمَوَاتِكَ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ مَا أَنْتَ خَالِقُهُ

نازل فرما اس مخلوق کی تعداد میں جو تو نے اپنے ساتوں آسمانوں میں پیدا فرمائی اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل

فِيهِنَّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ عَدَدَ

فرما اس مخلوق کی تعداد میں جسے تو آسمانوں میں قیامت تک پیدا فرماتے والا ہے ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل

قَطْرِ الْمَطَرِ وَكُلِّ قَطْرَةٍ قَطَرَتْ مِنْ سَمَائِكَ إِلَى أَرْضِكَ

پر رحمتیں نازل فرما بارش کے قطرہوں کی تعداد میں اور ان قطرہوں کی تعداد میں جو تیرے آسمان سے تیری زمین کی طرف

مَنْ يَوْمَ خَلَقْتُ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرْدَةٍ

نازل ہوئے، اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرد

اور بالاسنخاء اللہ تعالیٰ دعا فرماتا ہے: سُبْحَانَكَ يَا مَنْ عَلَّمَهُ السَّلاطِينَ ایک کتبے میں حضرت فخر کے بعد حضرت حمادؒ اور
دواقرنین پیر حضرت الیون علی نبینا وعلھم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے، اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ حضرت شیخ
جزولی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کتبے میں نہیں ہے۔ (انتہی) یعنی ان چار حضرات کا اضافہ نسخہ مصنف میں نہیں ہے
حضرت ابو علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بھائی باران کے بیٹے تھے، ایک قول کے مطابق
ابراہیم علیہ السلام کے بھانجے تھے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَهِيَ ذُرِّيَّتُهُ ذَاوُدُ وَسُلَيْمَانُ يَهَاں تک کہ فرمایا وَلَوْ لَا
ذُرِّيَّتُهُ کی ضمیر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہو اور یہی صحیح ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے (کیونکہ حضرت ابو علیہ
حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ۱۳ قادری) اور اگر یہ ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہو تو
نے فرمایا کہ یہ ان حضرات کے خیال کے مطابق درست ہو گا تو کہتے ہیں کہ ماموں بھی آپ (پاپ) ہے (کیونکہ ایک
مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ابو علیہ السلام کے ماموں تھے ۱۳ قادری)

دواقرنین صالح باوشاہ تھے

دواقرنین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ دو نیک آدمی تھے، بعض علماء نے کہا کہ وہ نبی تھے، بعض نے کہا کہ وہ حکم
ذیر کے ساتھ (فرشتے) تھے، صحیح یہ ہے کہ وہ خلیل لام کی ذر کے ساتھ (باوشاہ) تھے، اس کے ساتھ ہی وہ صالح مرز بھی
کی تعیین کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا کہ وہ مصر کے ایک مرد تھے جن کا نام مرزا ابن مرزیہ بن
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی درمیانی مدت میں تھے، ان کا نام اسکندر تھا، اس
اسکندریہ کی تعمیر کی اور ان ہی کی طرف اس شہر کی نسبت کی گئی، صحیح یہ ہے کہ قرآن پاک میں جس دواقرنین کا ذکر
کے علاوہ ہیں، دو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھے۔

یٰۤاٰدَمُ اَنْزَلْنٰكَ اِلَیْہِۥۤا اِنَّا قَوْلُ الْیٰسٰقِیٰ اور طاہت ہے جو تغیر اور تبدل سے پاک ہے، باطل نہ اس کے سامنے سے تو
اور نہ پیچھے سے (وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَہَا تَعْمَلُوْنَ) اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو (وَلَا یَصْطَلِیْ) اور ظاہر
اس کا عطف ہے جملہ قائل پر (یعنی جن سے) اَخْلَیْہُ بَنُ عَجَبَہُ بعض شخصوں میں ہے عجیبہ، یہ دونوں عہد کی جمع ہیں
یعنی ہے مملوک عازمی والا، ذلیل، اس کی کئی تہمیں ہیں، دو تو یہی ہیں (۳) اَخْلَیْہُ بَاہُ پر قریش (۴) عبدان میں پر قریش (۵) عبد
اور ثنوان (۶) جندبائین کے بیچے ذر جیسے جہنشاں (۷) جبہان پلے دونوں حرفوں کے بیچے ذر، اور وال مشدود (۸) عبد
دو حرفوں کے بیچے ذر، وال مشدود اور آخر میں الف مددود (۸) نمبر کی طرح آخر میں الف مقصورہ کے ساتھ

قضاء و قدر کا معنی

قضاء و قدر میں اختلاف ہے کہ کیا دونوں کا معنی ایک ہے؟ یا دونوں الگ الگ ہیں اور ہر ایک کا اپنا اپنا معنی ہے؟ صورت کے مطابق کہا گیا ہے کہ دونوں کا معنی ارادہ ہے، بعض نے کہا: قدرت و ارادہ ہے۔ بعض نے کہا: قدرت، ارادہ اور علم کا مجموعہ ہے۔ دوسری صورت میں (جب یہ دونوں متضاد ہوں) کہا گیا ہے کہ قضاء پہلے ہے، میرسید شریف جرجانی رحمہ اللہ نے شرح مواقف میں اس قول کی نسبت اشاعرہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: اشاعرہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی قضاء کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ، وہ اشیاء کے ساتھ اس طرح متعلق ہے جس طرح وہ مستقبل میں پائی جانے والی ہیں اور قدر کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو مخصوص مقدر یا پیدا کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر اشیاء کی ذوات اور ان کے احوال کو تعیین بخشنے والی ہے (انتہی) بعض علماء نے فرمایا: قدر پہلے ہے، مسلم شریف کی شرح میں حضرت ابی کا قول اس کے مطابق ہے، انہوں نے قدر سے مراد کائنات کے وجود سے پہلے ازل میں اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کا تعلق وجود کائنات سے ہے، لہذا جو بھی حادث ہے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے، یعنی پہلے سے اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کا اس سے تعلق ہے۔

شیخ سنوخی نے قصیدہ ماضی کی شرح میں اس قسم کی مبالغہ کے بعد فرمایا: مستقبل میں کائنات کو قدرت کے مطابق خدا نے قضا ہے (انتہی) اس بیان کے مطابق قضاء کا مطلب جیسے کہ بعض علماء نے بیان کیا ہے تعلق تہذیبی کی طرف راجع ہے، تعلق صلائی کی طرف راجع ہے (یعنی جس چیز کے ساتھ قدر کا تعلق ہے وہ قابل وجود ہے، ۱۲ قادری) بعض علماء نے کہا: کہ قدر ارادہ کا نام ہے اور قضاء وہ ارادہ ہے جو حکم خبری کے مطابق ہو، پس زید کے لئے اللہ تعالیٰ طرف سے سعادت کی قضاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زید کی سعادت کا ارادہ فرمایا ہے اور کلام نفسی نے اس کی خبر دی ہے، اس صورت میں قضاء و قدر کے درمیان التقدیم و تاخیر نہیں ہے، ہاں اگر آپ کلام کا اعتبار کریں تو قضاء گئے اور اگر کلام کا اعتبار نہ کریں تو قدر کہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اختلاف یکنون، یعنی ہندے کا قول و فعل اپنے وجود، مقدر، صفت، زمان و مکان اور جو ہریت میں کس حالت میں جو ہریت کی مثال ہے، جیسے سونا چاندی اسی طرح ہلکا اور بھاری ہونے، سخت اور نرم ہونے میں وَغیرِ ذلِکَ (کائنات) کا فاعل ہے اور اس کا تعلق آئندہ مسائل سے ہے، فنا مصدر یہ ہے یا کائفہ ہے الْفَعْلَانِیْنِ (جیسے کہ تو نے میرے دل میں ڈالا، گتے فرمایا اور میری راہنمائی فرمائی) یا تو از قبیل تنازع عالمین ہے (یعنی یہ فعل اور اس کے بعد والا فعل دونوں مابعد میں عمل چاہتے ہیں، ۱۳ قادری) تو اس کے لئے ضمیر مقدر کی جائے گی ای الْفَعْلَانِیْنِ (یعنی مابعد میں دوسرے فعل کو عمل دیا جائے گا، فعل کے لئے ضمیر بطور مفعول مقدر نکال لی جائے اور یہ ضمیر مابعد (یعنی یخضع لهذا الکتاب) کی طرف راجع کی جائے، قادری)

وَقَعْنَتْ اور تو نے حکم فرمایا ہے (یخضع لهذا الکتاب، میرے لئے اس کتاب کی تالیف کا اصل میں یہ عبارت جبریا ان سے بھی پہلے بزرگ کی ہے، حضرت شیخ جزینی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ کتاب (ولا عمل الخیرات) ہے، پڑھنے والے پر

کرے کہ تو نے مجھے پڑھنے میں اس کتاب کو جمع کرنے (یعنی ساری کتاب پڑھنے) کی توفیق دی ہے۔

وَنُفِثَتْ اور تو نے آسمان فرمایا۔ بعض نسخوں میں ہے وَنُفِثَتْ اَبَدًا میں اَبَد اور آخر میں اَبَد تائید ساکنہ ہے (اعلیٰ فیہ النظر) تو نے مجھ پر اس کتاب کے جمع کرنے میں مقصود تک پہنچانے والا راستہ آسان فرما دیا ہے۔ (وَالْاَنْبِيَاءُ) اور مقصد تک پہنچانے والے پناہری اور باطنی اسباب آسان فرما دیئے، مثلاً قدرت کا پانا ترجمہ کرنا روایت بالمعنی کرنا، حیثیت کی کیفیت کا بیان کرنا، جن کتب سے یہ صحیفہ نقل کئے گئے ہیں ان کا فراہم کرنا وغیرہ۔ اَنْبِيَاءُ جمع ہے سبب کی اور سبب ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی دوسری چیز تک پہنچا جائے۔ وَنُفِثَتْ اَفَاءً مختلفہ کے ساتھ اور تو نے راز کھل کیا اور ایک طرف کر دیا۔ بعض نسخوں میں ہے وَنُفِثَتْ قَافٍ مشدود کے ساتھ یا تو یہ نفیث کے معنی کو مستثنیٰ ہے یا کلام میں قلب ہے، مراد یہ ہے کہ نُفِثَتْ قلبی یعنی تو نے میرے دل کو پاک اور سحر اکیا ہے شک سے۔ پس اَفَاءً عَنْ حضرت مصطفیٰ کے قول (عَنْ قَلْبِي) میں جن کے معنی میں ہو گا پہلے صحیح نسخہ کے مطابق (جس میں نفیث ہے) عَنْ اپنے معنی میں ہو گا۔ (فِي هَذَا الشَّيْءِ الْكَوْنِ) اس نیا کریم کی نبوت کے بارے میں اَنْبِيَاءُ وَ الْاَنْبِيَاءُ یہ ایک مرادف کا دوسرے مرادف پر عطف ہے یا اَرْتَابٍ کا معنی حمت اور ہر گمانی ہے۔

(وَعَلَيْتُ) اور تو نے قوی کی ہے، حُبُّہُ یہ مصدر متضاد ہے متعول کی طرف (عَنْدِي) متعلق ہے عَلَيْتُ سے (اعلیٰ حُبِّ) ایک نسخے میں لفظ حُب نہیں ہے۔ اس میں لفظ حُبِّ مقدر ہو گا، اس کے علاوہ دوسرے نسخوں میں موجود ہے اَجْمَعُ (الْاَقْبَرُ بَاءً) اور تو نے نبی اکرم ﷺ کی محبت میرے تمام قریبی رشتہ داروں کی محبت پر غالب فرمائی ہے، اَقْبَرُ بَاءً کا واحد قَرَبْتُ ہے (وَالْاَجْنَابُ) اور تمام بیاروں کی محبت پر غالب فرمائی۔ یہ جمع ہے حُبِّہُ کی، بعض نسخوں میں وَالْاَجْنَابُ ہے، یہ اس کے موافق ہے جسے اَبِنِ وداع وغیرہ نے امام جبر کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ یہی ما قبل اور مابعد کے صحیح کے مطابق ہے (اس سے پہلے صحیح آرہا ہے هَذَا الْكِتَابُ وَالْاَنْبِيَاءُ وغیرہ آئندہ ہے یوم الحساب۔ ۱۲ قادری احباب میں خود حضرت مصطفیٰ کی ذات بھی شامل ہے۔

سَلَامًا اَسْأَلُكَ اس سے پہلے گزر چکا ہے کَلِمَاتُ الْاَنْبِيَاءِ اس کا تعلق اس اَسْأَلُكَ سے ہے، مطلب یہ ہے کہ چونکہ تو نے مجھ پر امور مذکورہ کے ساتھ احسان فرمایا ہے، اس لئے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسان کے لئے اس کے احسان کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ اِنَّا اِلَيْہِہِ رَاجِعُونَ اَن تَزِدْنِي وَحْدًا مِنْ اَحْبَتِہِ، تو مجھے اور نبی اکرم ﷺ سے ہر خصوصی یا عمومی محبت رکھنے والے کو عطا فرما، ان محبت رکھنے والوں میں اس کتاب کے قارئین بھی ہیں، لہذا حضرت مولف اور اس کتاب کے تمام پڑھنے والوں اور اس دعا کے مانگنے والوں کی دعا انہیں بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ کے کرم سے بعید نہیں کہ ان سب کی یا تمام پڑھنے والوں میں سے بعض کی دعا قبول فرمائے، اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ عظیم فضل والا ہے۔

وَالْبَعْدُ اور ہر اس شخص کو جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی ملت میں داخل ہو کر آپ کی پیروی کرے، اس میں زیادہ وسعت ہے، یا آپ کی سنت پر عمل کر کے اور سنت کے پاس ٹھہر کر آپ کی پیروی کرے (وَمَنْ اَفْقَدَ) آپ کی معیت میں ہوگا، اَوَّلًا غایتہ، بغیر ملامت کے (وَالْاَجْنَابُ) اور بغیر تمیز اور ملامت کے (وَنُفِثَتْ غَلِيظًا) اس جگہ اسی طرح ہے، اس سے پہلے کہا تھا وَنُفِثَتْ غَلِيظًا اَوَّلًا وَثَابًا اس کتاب میں اسی طرح ہے، امام جبر کی کتاب سے اس طرح متعول ہے یا غَضًا یا وَثَابًا

یہ صحیح کے مناسب ہے، 'وَلَهَابٌ' کا معنی وہ ہستی ہے جو بغیر کسی عوض اور غرض کے کثیر عطیات دے اور غُطَّار کا معنی ہے مغفرت کرنے والا اور مغفرت کے آخری ذریعات تک بخشش فرمانے والا۔

(وَأَنَا كَفَّيْنِي) فون ساکن، باب افعال سے، دوسری صورت یہ ہے کہ فون پر زیر اور عین مشدود ہو، باب تفعیل سے۔
 کے اعتبار سے دونوں صورتیں صحیح ہیں اور معتد ضمنوں میں ثابت ہیں، اگر عین کی تشدید کے ساتھ ہو تو یہ تفعیل سے۔
 معنی ہے خوشحالی پانا اور اگر تخفیف کے ساتھ ہو تو یہ لغوۃ سے ہے، جس کا معنی نری ہے، 'أَتَعَصِي يَا لَطْفًا' کا معنی ہے مجھے نظر کے ساتھ فرحت عطا کی یا اللغۃ معنی انعم لہ ہے، 'لَعَنِي نَعَمَ يَا لَطْفًا' اور فلاں شخص کا مقصد پورا کیا، وہ نہ تو
 'وَاللّٰی وَجْهَکَ اَتُحِبُّ' تیرے وجہ طلیل اور رفیع کی طرف نظر سے۔ 'وَاللّٰی جَنَّاتِہِ الْاُخْطَابِ' یعنی مساجد کے لئے ہے۔
 سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ اے اللہ! تیرے اور میرے احباب کے زمرہ میں شامل ہو اَلْیَوْمَ الْاٰخِرَ لَیْہِ الْیَاقَیْنِ کے لئے ہے۔
 نے فرمایا: اَلْیَوْمَ الْاٰخِرَ لَیْہِ الْیَاقَیْنِ وَرَبَّہُ (۳۶/۱۰) نیکی کرنے والوں کے لئے اچھا اجر ہے اور زیادتی ہے، اور زیادتی کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کا دیدار، یہ بھی ارشاد فرمایا: وَلَیْسَ لَہُمْ ہُنَا (۳۵/۵۰) اور جہارے پاس زیادتی ہے۔

دیدار باری تعالیٰ

جست میں اللہ تعالیٰ کے وجہ کریم کی زیارت عکلاً جائز ہے اور اٹھا کتاب و سنت اور اہل علم سے ثابت ہے، قرآن و حدیث اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کچھ چہرے اس دن ترو تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا: وَلَیْسَ لَہُمْ ہُنَا (۳۵/۵۰) اور زیادتی (۳۶/۱۰) یہ بھی ارشاد ہے: ہمارے پاس (اجر و ثواب کی) زیادتی ہے۔
 کہیں یہ فرمایا: ہاں! ہاں! بے شک وہ (اکثر) اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (۵۳/۵۳) نبی اکرم ﷺ صحابہ اور تابعین سے نقل متواتر سے منقول ہے کہ ان آیات کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے دیدار سے کی گئی ہے اور سنت سے اس طرح نہیں صحابہ کرام سے روایت ثابت ہے، یہ تمام احادیث مسند اور صحیح ہیں، ان کی تاکید کرنے والی مرسل، معقل، موقوف، منقطع روایات ان کے علاوہ ہیں۔ (مرسل وہ حدیث ہے جسے تابعی صحابی کا ذکر کئے بغیر نبی اکرم ﷺ سے روایت کرے۔ وہ حدیث جس کے دو راوی پے در پے ساقط ہوں، موقوف وہ حدیث ہے جس کی سند صرف صحابی تک پہنچے، منقطع وہ حدیث کی سند صرف تابعی تک پہنچے، یعنی موقوف قول صحابی اور منقطع قول تابعی ہے) ۱۳ ہادی، ابائی رہا اہل علم تو اہل ید علم ہو، جن کو گمراہی نے اندھا کر دیا، ان کے ظاہر ہونے سے پہلے اہل سنت کا اس مسئلے پر اجماع تھا۔

مومنوں کو قیامت کے دن دیدار الہی ہو گا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا تَذَرُنَّ الْاٰیٰتِہِ الْاَنْبَیَآءَ وَہُوَ یَذَرُکَ الْاَنْبَیَآءَ (۱۶۳/۶) آئیں اس کا اور اک نہیں کرتیں اور وہ آئیں کا اور اک کرتا ہے، بعض علماء نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آئیں اس کا احاطہ نہیں کرتیں (یہ مطلب نہیں ہے۔

مطلقاً دیکھ ہی نہیں سکتیں ۱۳ قادریؒ بعض علماء نے فرمایا: کافروں کی آنکھیں سزا ہیں (مومنوں کو تو قیامت کے دن اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا ۱۴ قادریؒ) بعض حضرات نے کہا: کہ آنکھیں اس دارِ حقیقی دنیا میں اسے نہیں دیکھیں آخرت میں دیکھیں گی)

جنت میں جمعہ کے دن دیدار ہو گا

یَوْمَ الْمُنْتَدِبِ جنت میں جمعہ کے دن کا نام ہے، اسادیسٹ مبارکہ کے مطابق جنت میں جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت میں بھی دن ہوں گے، حالانکہ وہاں رات نہ ہو گی، کیونکہ وہاں اندھیرا نہیں ہو گا، ممکن ہے وہاں اندھیروں کے علاوہ دنوں میں فرق کرنے کے لئے کوئی چیز پیدا کی جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ ممکن ہے دنوں کا فرق یوں ہو کہ دن کے نخل ہونے پر نور میں اضافہ ہو جائے، اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) نور کی یہ زیادتی دنوں میں فرق کرنے کے لئے ہو، اس کے بعد دو سرا دن آئے تو روشنی حسب سابق ہو (۲) وہ روشنی پورا دن برقرار رہے، یہ ناکہ روشنی دن کی ابتدا ہو، پھر بعد والا دن پہلے سے زیادہ روشن ہو، اسی طرح ہر بعد والا دن پہلے دن سے زیادہ روشن ہو، اور جنت کا نور ہمیشہ ترقی پر ہو، یہ ترقی ہی دنوں کے فرق کی بنیاد ہو گی، ترقی کے آغاز سے دن کا آغاز ہو گا۔ جنت کے حال کے بھی مناسب ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف کے مطابق جنتی اپنی خوبصورتی اور خوش لباسی میں ہمیشہ ترقی پر رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنت میں رات نہیں ہو گی

پھر میں نے البدور السافرة) میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد مگر ای وَلَقَدْ رَزَقْنَاهُمْ يُحْسِنًا (۱۶/۱۹) اور ان کے لئے دن کا رزق ہے صبح شام کی تفسیر میں وہ روایت پائی جسے امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اور ابن السہارک نے ضحاک سے روایت کیا کہ اہل جنت کو آخرت میں اس انداز سے رزق دیا جائے گا جس انداز سے انہیں دنیا میں رات اور دن کو عطا کیا جاتا تھا (یعنی اگرچہ وہاں رات دن کا فرق نہیں ہو گا، تاہم نام کے اعتبار سے انہیں صبح و شام کا رزق دیا جائے گا جیسے قطب شمالی اور جنوبی کے وہ حصے جہاں چھ ماہ تک سورج رہتا ہے اور چھ ماہ غروب رہتا ہے ۱۳ قادریؒ) ابن منذر نے بعض اسلاف کا نام لے کر بیان کیا کہ ان سے اس اہمیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: جنت میں رات نہیں ہو گی، وہ ہمیشہ روشنی میں ہوں گے، ان کے لئے دن کی مقدار پورے اٹھ ایسے جائیں گے اور رات کی مقدار پورے لٹکاویسے جائیں گے۔

جنت میں روشنی اور نور ہے

تفہیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت حسن (بصریؒ) اور ابو قتادہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا

رسول اللہ! کیا جنت میں رات ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے: وَلَهُمْ فِيهَا نِكَاحٌ غَيْرُ الْمُنَازَعَةِ وہاں رات ہے، وہاں تو روشنی اور نور ہے، صبح شام پر اور شام صبح پر وارد ہوگی ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے تحفے نماز کے ان ملاقاتیں آئیں گے جن میں وہ نماز پڑھتے تھے اور فرشتے انہیں سلام کہیں گے (وَالنُّجُوبِ) عمل کی جزا اور اجر کے دن۔

ہم دُعا اِنْ تَقَعْتُ حَقِّي غُفْلِي اور تو مجھ سے میرا وہ اچھا عمل قبول فرما جو میں نے کیا ہے۔ اِنْ تَقَعْتُ غَفْلَةَ عَمَلِي اور تو میری اس غفلت کو معاف فرما جسے میرا علم محیط ہے، یعنی وہ گناہ جو میں نے عملاً کیا ہے۔ اِنْ تَقَعْتُ غَفْلَةَ عَمَلِي میں نے بھول کر کیا ہے یا چھوڑا ہے یا اس میں کوتاہی کی ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ نسیان، معنی ترک ہو، یعنی میں نے اس کے حقوق چھوڑے اور ترک کئے ہیں (وَذَلَّلْنِي) جمع ہے ذلت کی، جس کا معنی ہے غفلت اور کوتاہی۔

(وَعَلَىٰ صَاحِبِنَا) اور نبی اکرم ﷺ کے دو ساتھیوں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں عرض کرنے کی سعادت عطا فرما۔ اَعْلَانَةُ اَخْلَانِي میری امید کی اثناء کہا جاتا ہے اَخْلَانَةُ اَخْلَانِي اور اَخْلَانَةُ اَخْلَانِي کے ساتھ اس جملے کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مالک کی امید اور آرزو کو پورا فرما دیا، چنانچہ انہوں نے حج کیا، نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی، آپ کے صاحبزادے کی خدمت میں سلام عرض کیا، جس طرح انہوں نے اس جگہ آرزو کی ہے۔ اسی حج کے موقع پر قابض جامع دوعمر شریف میں شیخ ابو محمد عبد العزیز عجمی سے ملاقات کی اور ان سے استفادہ کیا۔

بِسْمِكَ یعنی اپنے انعام اور احسان سے، مطلب یہ ہے کہ حضرت مصطفیٰ جو کچھ طلب کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے احسان سے طلب کر رہے ہیں، اس بنا پر نہیں کہ ان کا کوئی عمل یا کوئی خوبی علت یا سبب کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہذا یہ ہے (وَفَضْلِكَ وَجُودِكَ وَكَرَمِكَ) ان تینوں الفاظ کے معانی قریب قریب ہیں، ان کا معنی ہے علت اور استحقاق کے لحاظ سے پہلے عطا کرنا (بِإِذْنِكَ) اے وہ ذات جس کے لئے باطن رحمت اور قوی ترین رحمت ہے، یا اے وہ کہ اپنے بندوں سے تحفیض کا ارادہ فرماتا ہے، اس جگہ حاشیہ پر لکھا ہوا ہے کہ ذِالْفَتْ کا معنی شدید رحمت ہے، کہا گیا ہے کہ یہ تحریر اور تفسیر مسند کی ہے۔ (وَبِإِذْنِكَ) مخلوق پر انعام کا ارادہ فرمانے والا یا آخرت میں مومنوں پر انعام کا ارادہ فرمانے والا۔ (وَبِإِذْنِكَ) اس کا معنی ہے مددگار اور وہ کہ جس نے مخلوق کی تدبیر اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔

اِنْ تُجَاوِزَنَا انعام جبر کی کتاب میں ہے (وَاِنْ تُجَاوِزَنَا) کے ساتھ، یہی ماقبل کے معطوفات کے مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔ معنی یہ ہے کہ تو اپنے حبیب ﷺ کو جزا عطا فرمائے، عقیقہ اس بات کی کہ میں آپ پر اور آپ کے ہاتھوں پر ایمان ہوں۔ (وَعَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَمْرِ بْنِ) اور ہر اس شخص کی طرف سے جو آپ پر ایمان لایا، تو آپ کو اس کا اجر عظیم اور ثواب عظیم اللہ شامعی نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں سے جس نے بھی اچھا عمل کیا، اس میں اصل نبی ﷺ ہی ہیں۔

مومنوں کی نیکیاں حضور علیہ السلام کے نامہ اعمال میں

مواہب لدنیہ میں تحقیق انصاف کے حوالے سے ہے کہ مومنوں کی تمام نیکیاں اور ان کے نیک اعمال ہمارے نبی مکرم ﷺ کے نامہ اعمال میں ہیں۔ یہ آپ کے اعمال کے اجر کے علاوہ ہے، پھر امت کے اعمال کا ثواب کتنے گنا انسانے کے ساتھ آپ کو ملتا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قیامت تک ہر ہدایت یافتہ اور ہر عمل کرنے والے کو ثواب ملے گا، اس کے شیخ کو اس کی مثل ثواب ملے گا۔ اس کے شیخ کے شیخ کو اس کی دو مثل ثواب ملے گا، تیسرے شیخ کو چار گنا، چوتھے شیخ کو آٹھ گنا، اسی طرح ہر مرتبے کے لئے نبی اکرم ﷺ تک بعد میں حاصل ہونے والے ثوابوں کو دو گنا کیا جائے؟ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ سلف کو عطف پر کیوں فضیلت حاصل ہے؟ نبی اکرم ﷺ کے بعد اگر دس مراتب فرض کئے جائیں تو نبی اکرم ﷺ کے لئے ایک ہزار چوبیس ثواب ہوں گے، جب دسویں سے گیارہواں ہدایت حاصل کرے گا تو نبی اکرم ﷺ کے ثواب دو ہزار اڑتالیس ہوں گے، اسی طرح جب ایک درجہ بڑھے گا تو ماقبل کا ثواب قبل ہوتا جائے گا جیسے کہ بعض محققین نے فرمایا ہے۔

اتمس!

اللہ تعالیٰ کے لئے بھلائی ہے، سیدی محمد وفا کی اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے ہمیں نفع عطا فرمائے۔ انہوں نے فرمایا ہے:

فَلَا حُسْنَ إِلَّا مَعِ مُحَاسِنِ حُسْنِهِ وَلَا مُحَسِّنَ إِلَّا لَكَ حُسْنَانَا
جو بھی حسن ہے وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے حسن کی غویوں کا بعض ہے۔۔۔ ہر نیکو کار کی نیکیاں ان کے اجر و ثواب کے اعتبار سے) آپ ہی کے لئے ہیں، صاحب مواہب کے کلام میں ہے جو حصہ مطلوب تھا وہ اس جگہ مکمل ہوا۔

امام علامہ ابو سعید فرماتے ہیں:

وَالْخَيْرُ فِيمَنْ يَتَّبِعُهُ الْبِرُّ فَإِنَّ قُلُوبَ النَّبِيِّ حُجُودَ
انسان کے متبعین اس کے اعمال اس کے ترازو میں ہوتے ہیں۔۔۔ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقام کا اندازہ لگاؤ۔

وَالْبِرُّ اور ہر اس شخص کی طرف سے جس نے آپ کی اتباع کی ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ اتباع سے مراد آپ کی ملت میں داخل ہونا ہے۔ الفضل والتميز اعظم حضرت جبر کی کتاب میں الفضل کے بعد افضل کا اضافہ ہے، ابن دواع نے جو حضرت جبر سے یہ کلمات نقل کئے ہیں، ان میں افضل نہیں ہے، افضل اور اتم کا ایک ہی معنی ہے، اذ جازت بہ اخذ ابن خلیفہ، جو جرات نے اپنی مخلوق انبیاء اور غیر انبیاء میں سے کسی کو بھی عطا فرمائی ہے، اس سے اکمل و اعلیٰ جزا اپنے محبوب اکرم ﷺ کو عطا فرما دیا (غوی)، اسے ہم اور مکمل قوت والے! انا غریز، اسے وہ بلند و بالا ہستی جس تک پہنچانہ جاسکے، کہا جاتا ہے جسٹ غریز جس وقت اس قلب تک پہنچا، شوارہ، بعض حضرات نے کہا کہ وہ ہستی جس کی بارگاہ کی بلندی تک چڑھانہ جا

سکے اور لوگ اس کا اندازہ لگانے کی طبع رکھتے ہیں اور اس کی صہیت (بے نیازی) تک رسائی نہ ہو سکے، جب کہ لوگ صورت کشی کا ارادہ رکھتے ہوں۔ بعض حضرات نے کہا کہ عزیز وہ ہستی ہے جس کی تقسیم کے دریاؤں میں عقلیں کھو جائیں۔ کی تحریضوں کے ادراک سے عقلیں بے بس ہو جائیں۔ اور جس کے جلال کی مدح اور جمال کی توصیف کا حق ادا کر کے زبانیں گنگ ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عرض کیا میں تمہری حمد و ثناء کا احاطہ (حق ادا) نہیں کر سکتا جس طرح تو نے کہا تھا فرمائی ہے۔ **وَمَا عَلَيْنَا** اسے وہ بلند مرتبہ ذات جس کی بلندیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

یہ **وَإِنَّا لَنُكَلِّمُكَ** اس کا عطف ہے اس قول سابق پر **إِنَّا لَنُكَلِّمُكَ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ** (بخفی) ہا، ہا موصول ہے۔ اس میں تے قسم کھائی ہے اور عزم کیا ہے کہ یہ ضمیر موصول کی طرف راجع ہے اور اس سے مراد وہ سابقہ اسماء مبارکہ ہیں۔ اس سے تو مسل کیا گیا ہے **وَعَلَيْكَ** اور اے اللہ! میں تجھ سے ان اسماء کریمہ کے طفیل سوال کرتا ہوں جن کا وسیلہ میں۔ بارگاہ میں پیش کیا ہے (ترجمہ) تو سل پر قسم کا اطلاق کیا ہے، اس سے پہلے جو گزرا ہے وہ تو سل ہی ہے، امام جبر کے ہاں یہ ہیں **بِخَفِيٍّ هَذَا أَفْسَسْتُ بِهِ عَالِيكَ وَتَوَسَّلْتُ بِهِ إِلَيْكَ** اس جگہ ایک مرادف کا دوسرے مرادف پر عطف کیا گیا ہے۔ **وَمَا عَلَيْنَا** علم۔

اہل اللہ کا اللہ تعالیٰ کو قسم دینے کا معنی

ربا اللہ تعالیٰ کو قسم دینا تو یہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ناز و انداز والے محبوبین سے سرزد ہوتا ہے، حقیقت غرق اور فنا ہونے کے بدلے انہیں یہ مقام میسر آتا ہے، یہ ناز ہے اور اللہ کے انس اور اس کی محبت خاصہ کے مقام سے بھرے والی قرحت کا مظاہرہ ہے، جو لوگ اس مقام کے حامل نہیں ہیں، ان کا اللہ تعالیٰ کو قسم دینا بے ادبی ہے اور ہلاکت تک پہنچاتے سبب ہے، پھر اللہ تعالیٰ کو قسم دی جاتی ہے اور اسی کو اس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جاتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مخلوق کا وسیلہ بالکل پیش نہیں کیا جائے گا، بعض حضرات نے کہا کہ مخلوق میں سے صرف رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پیش کیا جائے گا (مسنور علماء اسلام اس امر کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبین کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے، جیسے کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بارش کی دعا کا وسیلہ بنایا، اسی طرح اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ بھی بنایا جاسکتا ہے جیسے کہ حدیث بخاری سے ثابت ہے، شرف قادریؒ)۔

وَإِنَّا لَنُكَلِّمُكَ ہا کی طرف راجع ضمیر محذوف ہے **وَإِنَّا لَنُكَلِّمُكَ عَلَيْنَا** اور جب تک پہاڑ بلند اور سر پہاڑ اور سر پہاڑ **وَالْبَحَارُ مَسْخُورَةٌ** نقطے والی قاء کے ساتھ، یعنی جب تک دریا مغلوب اور تابع رہیں، ایک لفظ میں ہے **مَسْخُورَةٌ** جیم کے ساتھ۔۔۔ اس کا معنی ہے کہ جب تک دریا بھرے رہیں، یا پھوٹتے رہیں یا آگ روشن کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس مطلب کیا ہے، قادریؒ یا جب تک دریا قید میں رہیں، لفظ جیم مشدود بھی ہو سکتا ہے اور مخفف بھی، یعنی سین ساکن **وَالْبَحَارُ مَسْخُورَةٌ** اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **وَإِنَّا لَنُكَلِّمُكَ مَسْخُورَةٌ** قراءت بعد میں جیم کو مشدود اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے،

تھے ہے ملاحظہ فرمایا کہ یہ فقرہ سے مشتق ہے جس کا معنی جمع کرنا ہے کیونکہ قرآن پاک نے بعض سورتوں کے بعض کے ساتھ ملا دیا ہے یا اس لئے کہ اس نے علوم کی تمام قسموں کو جمع کر دیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے "خافرات الشافہ سلا فلف" سے جس کا معنی ہے کہ اونٹنی نے بھی بچہ نہیں گرایا اور بھی حاملہ نہیں ہوئی قرآن پاک کو پڑھنے والا اسے اپنے منہ سے نکالتا ہے۔

قرآن کریم کے حروف کی تعداد

(او خؤ و فہ) حرف کی جمع حروف ہے اس سے مراد حروف حجاب ہیں قرآن کریم کے حروف تین لاکھ تیس ہزار چھ سو اکتتر (۳۳۳۶۰) ہیں یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اس کے علاوہ بھی کچھ اقوال ہیں۔
یہ (فی متبع سنو ابك) بعض معتمد نسخوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں لیکن بعض دیگر معتمد نسخوں میں موجود ہیں بعد کے الفاظ ان الفاظ کے موجود ہونے کی تاکید کرتے ہیں (فینہن) سابق آسمانوں میں (و سكب فلفو) نسخہ سلیمہ وغیرہ میں اسی طرح ہے ایک نسخہ میں ہے (و غلف سكب فلفو) عدد کی زیادتی کے ساتھ (فلفو من سنابلك) نسخہ سلیمہ وغیرہ میں افظ مفرد کے ساتھ ہے یہ نسخہ میں ہے سنو ابك فلف جمع کے ساتھ (الف غلفو) اس جگہ پختا حزب ختم ہوا (الحمد لله تعالیٰ)

الْحَزْبُ السَّابِعُ فِي يَوْمِ الْآخِرِ

سابقہاں حزب التوار کے دن

وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ مَنْ سَبَّحَكَ وَقَدَّسَكَ وَسَجَدَ لَكَ وَعَظَّمَكَ

اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان لوگوں کی تعداد میں جنہوں نے تیری تسبیح کی، تیری پاکیزگی بیان کی، تے

مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ

کیا، تیری تعظیم کی اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل

وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ كُلِّ سَنَةٍ خَلَقْتَهُمْ فِيهَا مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

رحمتیں نازل فرما ان تمام سالوں کی تعداد میں جن میں تو نے مخلوقات کو پیدا کیا، اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت

فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ السَّحَابِ الْجَارِيَةِ

کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما چلنے والے بادلوں کی تعداد میں

وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ الرِّيحِ الدَّارِيَةِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى

اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جاری ہونے والی ہواؤں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا

يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ مَا

کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جتنی

هَبَّتِ الرِّيحُ عَلَيْهِ وَحَرَكَتُهُ مِنَ الْأَغْصَانِ وَالْأَشْجَارِ وَأَوْرَاقِ الشَّجَرِ

کہ ان پر ہوائیں چلیں اور انہوں نے شاخوں، درختوں، پھلوں کے پتوں اور

وَالْأَزْهَارِ وَعَدَدَ مَا خَلَقْتَ عَلَى قَرَارِ أَرْضِكَ وَمَا بَيْنَ سَمَوْتِكَ مِنْ يَوْمٍ

پھلوں کو حرکت دی اور اس مخلوق کی تعداد میں جو تو نے زمین پر اور اپنے آسمانوں میں پیدا کی اس دن سے

خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ

کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں

عَلَى إِلَهٍ عَدَدَ أَمْوَاجِ بَحَارِكَ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ

نازل فرما اپنے دریاؤں کی موجوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں

يَوْمَ اَلْفِ مَرَّةٍ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلِهٍ عَدَدَ الرَّمْلِ وَالْحَصَىٰ وَكُلِّ حَجَرٍ

ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رمتیں نازل فرما دے گا کہ ذروں، ٹکڑیوں اور ہر پتھر اور

وَمَدَرٍ خَلَقْتَهُ فِي مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَجَبَالِهَا وَاُودِيَّتِهَا

دھیلے کی تعداد میں جنہیں تو نے پیدا فرمایا زمین کے مشرق اور مغربی حصوں، نرم اور پہاڑی علاقوں اور وادیوں میں

مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ اَلْفِ مَرَّةٍ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا فرمایا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی

عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلِهٍ عَدَدَ نَبَاتِ الْاَرْضِ فِي قِبَلِهَا وَجَوْفِهَا وَشَرْقِهَا وَغَرْبِهَا وَ

آل پر رمتیں نازل فرما زمین کے سبزوں کی تعداد میں اس کے قبلہ، پشت، مشرق و مغرب

سَهْلِهَا وَجَبَالِهَا مِنْ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَاُزَاقٍ وَزَرْعٍ وَجَمِيعِ مَا اَخْرَجْتَ وَمَا

نرم علاقوں اور پہاڑوں میں شجر، درخت، پھل، پتوں، کھیتوں اور تمام ان نباتات اور برکتوں

يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ نَّبَاتِهَا وَبَرَكَاتِهَا مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي

کی تعداد میں جو زمین نے نکالی یا نکالے گی اس دن سے کہ تو نے مخلوق کو پیدا کیا قیامت کے دن تک

كُلِّ يَوْمٍ اَلْفِ مَرَّةٍ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلِهٍ عَدَدَ مَا خَلَقْتَ مِنَ الْاَنْسِ

ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر اتنی رمتیں نازل فرما جتنے تو نے انسان، جن اور

وَالْجِنِّ وَالشَّيَاطِينِ وَمَا اَنْتَ خَالِقُهُ مِنْهُمْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ

فرشتے پیدا کئے اور جن کو تو ان میں سے قیامت کے دن تک پیدا کرے گا ہر دن میں ہزار مرتبہ

اَلْفِ مَرَّةٍ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلِهٍ عَدَدَ كُلِّ شَعْرَةٍ فِيْ اَبْدَانِهِمْ ۝ وَ

اور تو ان پر اور ان کی آل پر رمتیں نازل فرما ان مخلوقات کے جسموں، چھروں اور

وَجُوهِهِمْ وَعَلَىٰ رُءُوسِهِمْ مُنْذُ خَلَقْتَ الدُّنْيَا اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ

سروں کے تمام بالوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار

اَلْفِ مَرَّةٍ ۝ وَاَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اِلِهٍ عَدَدَ اَنْفُسِهِمْ وَالْفَاظِهِمْ وَالْحَاظِهِمْ

مرتبہ۔ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رمتیں نازل فرما ان مخلوقات کے سانسوں، غفلوں اور نگاہوں کی تعداد میں

مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ

اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر

عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهٍ عَدَدَ طَيْرِ الْهِنِّ وَخَفَقَانِ الْإِنْسِ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ

رحمتیں نازل فرمائیں گی یہ ہاتھوں اور انسانوں کی حرکتوں کی تعداد میں اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا

الدُّنْيَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى

قیامت کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل

إِلَهُ عَدَدَ كُلِّ بَهِيمَةٍ خَلَقْتَهَا عَلَى أَرْضِكَ صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً ۝ فِي مَشَارِقِ الْأَرْضِ

فرما ہر چار پائے کی تعداد میں جسے تو نے اپنی زمین پر پیدا کیا نواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا زمین کے مشرقی اور مغربی

وَمَغَارِبِهَا مَعْلَمٌ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُ عِلْمُهُ إِلَّا أَنْتَ مِنْ يَوْمٍ خَلَقْتَ الدُّنْيَا إِلَى

حصوں میں علم انہیں کہ اسے جانتا ہو یا صرف تجھے ہی اس کا علم ہو اس دن سے کہ تو نے دنیا کو پیدا کیا قیامت

يَوْمِ الْقِيَمَةِ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهُ عَدَدَ مَنْ

کے دن تک ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما ان پر

صَلَّى عَلَيْهِ وَعَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَعَدَدَ مَنْ يُصَلِّي عَلَيْهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۝

درود بھیجنے والوں اور نہ بھیجنے والوں کی تعداد میں اور ان لوگوں کی تعداد میں جو ان پر قیامت کے دن تک درود بھیجیں گے

كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهُ عَدَدَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ۝

ہر دن میں ہزار مرتبہ اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائیں اور مردوں کی تعداد میں

عَدَدَ مَا خَلَقْتَ مِنْ حَيَّاتٍ ۝ وَطَيْرٍ وَنَمَلٍ وَنَحْلِ وَحَشَرَاتٍ ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ

اور ان مخلوقوں پر بندوں پر بندوں پر بندوں پر بندوں کی مخلوقوں اور کیڑے مکوڑوں کی تعداد میں جنہیں تو نے پیدا کیا اور تو ان پر اور ان کی آل پر

عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهُ فِي النَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى

آں پر رحمتیں نازل فرما رات میں جب وہ گہری ہو جائے اور دن میں جب وہ روشن ہو جائے اور تو ان پر اور ان کی آل پر

إِلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَعَلَى إِلَهُ مُنْذُ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا

رحمتیں نازل فرما دنیا و آخرت میں اور تو ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اس وقت سے کہ وہ گوارے میں بیٹے ہے

إِلَى أَنْ صَارَ كَهَلًا مَهْدِيًّا فَقَبَضَتْهُ إِلَيْكَ عَذْلًا مَرْضِيًّا اتَّبَعَتْهُ شَفِيعًا

یہاں تک کہ وہ بچتہ عمر راہنما ہوئے پھر تو نے انہیں اپنے پاس بلایا اس حال میں کہ وہ حلال اور پندیدہ تھے تاکہ تو انہیں

حَفِيًّا ۝ وَأَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَ عَلَى إِلِهِ عَدَدَ خَلْقِكَ وَ رَضِيَ ۝ نَفْسُكَ وَ زِنَةَ

شفاعت کرنے والا صحابہ بنائے اور تو ان پر اور ان کی آل پر رخصتیں نازل فرما اپنی مخلوق کی تعداد اپنی ذات کی رضا

عَرْشِكَ وَ مِدَادَ كُلِّ مَاتِكَ ۝ وَأَنْ تُعْطِيَهُ الرُّسَيْلَةَ وَ الْفَضِيلَةَ وَ الدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ

اپنے عرش کے وزن اور اپنے کلمات کی مقدار کے برابر اور تو انہیں مقام و سیدہ فضیلت بلند درجہ

وَ الْحَوْضَ الْمَوْزُونُ وَ الْمَقَامَ الْمَحْمُودُ وَ الْعِزَّ الْمَمْدُودُ ۝ وَأَنْ تُعْظِمَ بُرْهَانَهُ وَ

دارد ہونے کی جگہ 'حوض' مقام محمود اور 'الغالی' عزت عطا فرما ان کی دلیل کو عظمت ان کی عمارت کو شان و شکرت

أَنْ تُشْرِفَ بُنْيَانَهُ ۝ وَأَنْ تَرْفَعَ مَكَانَهُ ۝ وَأَنْ تَسْتَعْمِلَنَا بِأَمْرٍ لَنَا بِسُنتِهِ ۝ وَأَنْ

اور ان کے مقام کو بلند فرما اور اسے آقا و مولیٰ ہمیں ان کی سنت پر عمل پیرا بنا اور ہمیں ان کے

تُحْيِيَنَا عَلَى مِلَّتِهِ ۝ وَأَنْ تُخْشِرَنَا فِي زَمَرَتِهِ وَ تَحْتَ لِوَائِهِ ۝ وَأَنْ تَجْعَلَنَا

دین پر موت عطا فرما اور تو ہمیں ان کے گرو میں اور ان کے جھنڈے کے نیچے اٹھا ہمیں ان کے

مِنْ رُفَقَائِهِ ۝ وَأَنْ تُورِدَنَا حَوْضَهُ ۝ وَأَنْ تَسْقِيَنَا بِكَاسِهِ ۝ وَأَنْ تَنْفَعَنَا بِمَحَبَّتِهِ ۝ وَ

ساتھیوں میں سے بنا ہمیں ان کے حوض پر وارد فرما ہمیں ان کے پیالے سے پلا ہمیں ان کی محبت سے نفع عطا فرما

أَنْ تُثَوِّبَ عَلَيْنَا ۝ وَأَنْ تُعَافِيَنَا مِنْ جَمِيعِ الْبَلَاءِ وَ الْبَلَوِ آخِرَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ

ہماری توبہ قبول فرما ہمیں تمام بلاؤں 'مصلحتوں اور فتنوں سے عافیت عطا فرما خواہ وہ ظاہر ہوں

مِنْهَا وَ مَا بَطَّنَ ۝ وَأَنْ تَرْحَمَنَا ۝ وَأَنْ تَعْفُو عَنَّا وَ تَغْفِرَ لَنَا ۝ وَ لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ

یا پوشیدہ 'ہم پر رحم فرما ہمیں معاف فرما ہمیں اور تمام ایماندار مردوں عورتوں

وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَ الْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْأَمْوَاتِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ

اور مسلمان مردوں عورتوں کو بخش دے خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَ هُوَ حَسْبِي وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ

جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے 'وہ میرے لئے کافی اور بہترین کارساز ہے'

کامیاب ہے (وَفُضِّلَ تَمِينَ) نقطے والی فاء اور ہم کی زیر کے ساتھ 'وہ بوجھ (پھل) جیسے درخت اٹھاتا ہے' اس کا اطلاق مالی کی قسموں پر بھی کیا جاتا ہے اور سونے چاندی پر بھی (وَجَمِيعَ زَبَرِ کے ساتھ 'اس کا عطف ہے ماقبل (یعنی) تمہارا پر (مناخو جنت) ماء کاسیت ساکنہ کے ساتھ' کیونکہ نکالنے کی نسبت مجازاً زمین کی طرف کی گئی ہے (وَعَلَيْكُمْ راء پر پیش ہے نور یہ عثمانی مجرہ ہے (وَبَيْنَهُمْ يَوْمَ تَخْرُجُ میں مذکور ہوا کامیاب ہے۔

۵. اَعْدَدْتُ لَكُمْ ضَعْفَةَ فِيْنِ اَبْدَانِهِمْ اس سے پہلے جن و انس اور شیاطین کا ذکر ہے 'لیکن یہ ضمیر صرف انسانوں کی طرف راجع ہے (وَجُزْءُهُمْ اسی طرح نذرہ سلیمہ اور آتش نضوں میں ہے 'تین نضوں میں میں نے فیْن و جُزْءُهُمْ دیکھا ہے' فیْن کی زیادتی کے ساتھ۔

۶. وَ خُلُفَانِ الْاَنْسِ اوپر نقطے والی فاء کی زیر کے ساتھ 'جیسے خلیفان ہے' اس کا معنی ہے 'انسانوں کا حرکت کرنا' پلٹنا' گھومنا' جانا' آنا اور دنیا و آخرت کے امور میں تصرف کرنا۔

۷. اَضْعِفَتْ وَ تَحْبِيْرُ فَا وَ عَلَافَةُ کے ساتھ 'حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے' بعض نضوں میں اُو کے ساتھ ہے اور جمعیت کی بنا پر اس کے نیچے زیر ہے (یعنی صغیرہ صفت ہے نہینہ کی) ابن وداعہ کے نزدیک بھی اُو ہے (مَنْ) بیان ہے (عَلِمَ وَ مِنْ مَّاءِ حرف جر دوبارہ لایا گیا ہے' ایک معتمد نسخے میں اسے ترک کیا گیا ہے۔

مخلوقات کی پانچ قسمیں

۱. (مَنْ جِئْنَا) معتمد نضوں میں یہ لفظ نکرہ ہے 'بعض معتمد نضوں میں معروف (الْحَيَاتَانِ) واقع ہوا ہے (وَتَحْبِيْرُ وَ لَمْ يَلِ وَ نَحْبِلِ وَ حَسْرَاتِ) یہ (حیاتان سمیت) مخلوقات کی پانچ مختلف قسمیں ہیں۔ حشرات ان کیڑوں کوڑوں کو کہتے ہیں جن کا الگ سے کوئی نام نہیں ہے۔ یا زمین پر چلنے والے چھوٹے جانور مثلاً گواہ اور نیولا مراد ہیں' اس کا واحد حَشْرَةٌ ہے ماء اور ضمین دونوں پر زیر (وَالْاَشْيَاءُ) ایک نسخے میں فی زائد ہے (وَفِي الْاَشْيَاءِ) اَفْقَبْنَاهُ اِلَيْكَ' یعنی ان کو موت کے دروازے سے گزرا' قرب خاص عطا فرمایا اور قرب میں اضافہ فرمایا (عَدَدُ) عدالت سے ہے (مَرْجِيَةٌ) تیری بارگاہ میں مقبول (اَلْقَبَضَةُ) اس جگہ لام ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے وَ كَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَ سَطَا لِنَكُوْلُوا ذِيْقًا عَلٰى النَّاسِ (یعنی لام غایت کے لئے ہے' ۱۲ قادری) واللہ تعالیٰ اعلم (اضعیفہ) ایک نسخے میں خفیفہ کا اضافہ ہے 'ابن وداعہ کے نزدیک بھی اسی طرح ہے (ہمارے پیش نظر لاکھ الخیرات کے نسخے میں بھی اسی طرح ہے' ۱۲ قادری)

۲. (وَرَضَى) الف مقصورہ کے ساتھ 'بعض نضوں میں الف ممدودہ کے ساتھ ہے (وَالْعَبْرُ الْمَضَلُ وَ ذَا الْعَيْنِ دَائِمُ) باقی اور لافانی عزت (وَأَنْ تَرْفَعُ مَكَانَهُ) ہی اُرم سرچرخ کے مقام و مرتبہ کی بندی کو بھی شامل ہے اور بہشت میں آپ کے حسی مقام اور مکان کو بھی شامل ہے۔

۳. (وَأَنْ تَرْفَعُ مَكَانَهُ) اور تو ہمیں کئی توبہ کی توفیق عطا فرما اور ہمارے دل سے محصیت کی طرف میلان اور رغبت بھی

کی توفیق سے العظیم ہو چکا ہے اور کبیر بھی ابن ودامہ نے امام جبر کی کتاب سے اس درود شریف کے آخر میں یہ کلمات نقل کئے ہیں "وَأَنْ تَرْضَيْنَا وَتَغْفِرَ لَنَا وَتَجْعَلَ لَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِشُكْرِهِ وَالنَّشَاءِ عَلَيْهِ مُسْتَعْدِدٌ التَّعَمُّ وَالْخَيْرَاتُ وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَزَنٌ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ أَوْ لَا وَاجِبُوا۔"

میں نے دلائل الخیرات کے دو نسخوں میں یہ عبارت پائی ہے، ہم ان میں سے ایک میں اس طرح ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الَّذِي بِشُكْرِهِ الْحَيَاتُ اور اسی میں ہے وَهُوَ خَشِينَا دوسرے نسخے میں بعینہ وہی عبارت ہے جو ابن ودامہ کے حوالے سے اس سے پہلے نقل کی جا چکی ہے۔ امام ابو محمد جبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس درود شریف پر اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا سَجَعْتَ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جب تک کیورت

الْحَمَائِمُ وَحَمَتِ الْحَوَائِمُ وَسَرَحَتِ الْبَهَائِمُ وَنَفَعَتِ السَّمَائِمُ وَشَدَّتِ

چھائیں پرندے گردش کریں، چھپائے چریں، تعویذ نفع دیں، پگھلیاں ہلادی جائیں اور

الْعَمَائِمُ وَنَمَتِ الثَّوَائِمُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا

اگنے والی چریں آئیں اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جب تک

مُحَمَّدٍ مَا أْبْلَجَ الْأَصْبَاحُ وَهَبَّتِ الرِّيحُ وَدَبَّتِ الْأَشْبَاحُ وَتَعَاقَبَتِ الْغُدُورُ

صبح روشن ہو، بھولائیں چھیں، ہلادی حرکت کریں، صبح اور شام ایک دوسرے کے پیچھے آئیں، لکھواریں ہماں

وَالرَّوَّاحُ وَتُقَلِّدَتِ الصِّفَاحُ وَاعْتَقَلَتِ الرِّمَاحُ وَصَحَّتِ الْأَجْسَادُ وَالْأَرْوَاحُ ۝

کی جائیں، نیزے ہلادی جائیں، بدن اور روہیں تدرست ہوں، اے اللہ! ہمارے آقا

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا دَارَتِ الْأَفْلاكُ ۝

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جب تک آسمان گردش کریں، اندھیری راتیں

وَدَجَّتِ الْأَحْلاكُ وَسَبَّحَتِ الْأَمْلاكُ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

تاریک ہوں اور قرشتے مصروف تسبیح رہیں، اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان

آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

کی آل پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر رحمت نازل کی اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

وَعَلَىٰ آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَلَمِينَ إِنَّكَ

اور ان کی آل پر برکت نازل فرما جیسے تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل کی تمام جہانوں میں بے شک تو

حَمِيدٌ مُّجِيدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

تقریب اور بزرگی والا ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

ظَلَعَتِ الشَّمْسُ وَمَا صَلَّيْتَ الْخُمْسَ ۝ وَمَا تَأْتِي بِرِزْقٍ وَتَدْفُقُ وَدَقٌّ وَمَا مَسَحَ

ہر تک سورج طلوع ہوا ہے کیا پھول نمازیں پڑھی جائیں بجلی پکے بارش برے اور رعد فرشتہ تسبیح

رَعْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قُلْ ؕ السَّلَامُ

پر ہے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما آسمانوں زمینوں

وَالْأَرْضِ ۝ وَمِنْ مَّابَيْنَهُمَا وَمِنْ مَّاءٍ شَيْءٌ بَعْدُ ۝ اَللّٰهُمَّ كَمَا قَامَ

اور ان دونوں کے درمیان فضا کی پری کے برابر اور ان کے علاوہ جس چیز کی پری کے برابر تو چاہے اے اللہ! جس طرح

بِأَعْبَاءِ الرِّسَالَةِ وَاسْتَنْقَذَ الْخَلْقَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَجَاهِدَ أَهْلَ الْكُفْرِ وَالضَّلَالَةِ

تیرے حبیب نے رسالت کی گراں بار ذمہ وادیاں اٹھائیں حقوق کو جہالت سے نکالا کافروں اور گمراہوں سے جہاد کیا

وَدَعَا إِلَىٰ تَوْحِيدِكَ وَقَاسَى الشَّدَاةَ فِي إِزْشَادِ عِبِيدِكَ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُمَّ سُؤْلَهُ

تیری توحید کی طرف بلایا اور تیرے بندوں کی راہنمائی میں سختی اٹھائیں لہذا اسے اللہ! اسی طرح ان کا سوال

وَبَلَّغَهُ مَأْمُولَهُ وَآتَاهُ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ

پورا فرما ان کے مقصد تک پہنچا انہیں مقام وسیلہ فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر

الْمَحْمُودِ الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادُ ۝ اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْنَا مِنْ

فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اے اللہ! ہمیں ان کی شریعت

الْمُتَّبِعِينَ لِشَرِيعَتِهِ الْمُتَّصِفِينَ بِمَحَبَّتِهِ الْمُهْتَدِينَ بِهَدْيِهِ وَسِيرَتِهِ وَتَوْفِيقَهُ

کا پیروکار ان کی محبت کا حامل ان کی ہدایت اور سیرت پر چلنے والا بنا اور ہمیں ان کی سنت

عَلَىٰ سُنَّتِهِ وَلَا تَحْرِمْ مَنَافِعَ شَفَاعَتِهِ وَاحْشُرْنَا فِي أَتْبَاعِهِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ

پر موبت عطا فرما اور ہمیں ان کی شفاعت کی فضیلت سے محروم نہ فرما ہمیں ان کے روشن اعضا والے متبعین اور سہقت

وَأَشْيَاعِهِ السَّابِقِينَ وَأَصْحَابِ الْيَمِينِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

اے پیر و کاروں اور ان لوگوں سے بنا جن کا نام اعمال و انیس ہاتھ میں ہو گا اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے! اے اللہ!

عَلَىٰ مَلَائِكَتِكَ وَالْمُقَرَّبِينَ وَعَلَىٰ أَنْبِيَائِكَ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَىٰ أَهْلِ

اپنے فرشتوں اور مقربین پر اور اپنے نبیوں اور رسولوں پر اور اپنے تمام قربانہو داروں پر

طَاعَتِكَ أَجْمَعِينَ وَاجْعَلْنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ مِنَ الْمَرْحُومِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ

رحمت نازل فرما اور ان پر درود بھیجنے کے سبب ہمیں ان لوگوں میں سے بنا جن پر رحم کیا گیا ہے اے اللہ!

صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ مِنْ نَبَاهِمَا وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالْإِسْتِقامَةِ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جو کہ کرم سے مبعوث ہوئے اور جنہوں نے نیکی اور دین پر ثابت قدمی

وَالشَّفِيعِ لِأَهْلِ الذَّنُوبِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَمَةِ ۝ اَللّٰهُمَّ اَبْلِغْ عَنَّا نَبِيَّنَا وَ

کا حکم دیا اور جو قیامت کے میدانوں میں گنہگاروں کی خطاقت کریں گے اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی

شَفِيعَنَا أَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الْكَرِيمَ

ہمارے شفیع اور ہمارے محبوب کو افضل ترین درود و سلام پہنچا اور انیس عزت والے مقام محمود پر فائز فرما

وَاتِهِ الْفَضِيلَةَ وَالرَّوْسِيْلَةَ وَالْدرَجَةَ الرَّفِيعَةَ الَّتِي وَعَدْتَهُ فِي الْمَوْقِفِ

اور انیس فضیلت مقام وسیلہ اور بلند درجہ عطا فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا عظیم

الْعَظِيمِ ۝ وَصَلِّ اَللّٰهُمَّ عَلَيْهِ صَلَاةً دَائِمَةً مُّتَّصِلَةً تَتَوَالِي وَتَدْوُمُ ۝

مقام میں اور اے اللہ! ان پر دائمی اور مسلسل رحمت نازل فرما جو پے در پے اور ہمیشہ ہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اٰلِهِ مَالًا حَبَّارِقُ وَذَرَّ شَارِقُ وَوَقَبَ غَاسِقُ وَ

اے اللہ! ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جب تک کہ بجلی چمکے سورج نکلے رات تاریک ہو اور

اَنْهَمَرُ وَادِقُ ۝ وَصَلِّ عَلَيْهِ ۝ وَعَلَىٰ اٰلِهِ مِلَّةَ اللُّوحِ وَالْفَضَاءِ وَمِثْلَ نُجُومِ

بادل برے اور ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما لوح محفوظ اور زمین و آسمان کی درمیانی فضا کی بیسی کے برابر

لِسَّمَاءٍ وَعَدَدُ الْقَطْرِ وَالْحَصَىٰ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اٰلِهِ صَلَاةً لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَىٰ

آسمان کے ستاروں یا بارش کے قطروں اور کھنکریوں کی تعداد میں اور ان پر اور ان کی آل پر بے حد و حساب رحمتیں نازل فرما

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ زَنَةَ عَرْشِكَ وَ مَبْلَغَ رِضَاكَ وَ مِدَادَ كَلِمَاتِكَ وَ مُنْتَهٰى

اے اللہ! ان پر رحمتیں نازل فرما اپنے عرش کے وزن، اپنی رضا کے اندازے، اپنے کلمات کی مقدار اور اپنی رحمت کی

رَحْمَتِكَ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى اٰلِهِ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ بَارِكْ عَلَيْهِ

کے مطابق، اے اللہ! ان پر، ان کی آل پر، ان کی ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما اور ان پر، ان کی

وَ عَلَى اٰلِهِ وَ اَزْوَاجِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلَى سَيِّدِنَا اَبِي رَهِيمٍ

ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے رحمت و برکت نازل فرمائی سیدنا ابراہیم علیہ السلام

وَ عَلَى اٰلِ سَيِّدِنَا اَبِي رَهِيمٍ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ وَ جَارِهِ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَارَيْتَ

ان کی آل پر، اے شک تو تعریف اور بزرگی والا ہے اور انہیں ہماری طرف سے وہ افضل ترین جزا عطا فرما جو تو نے کسی

نَبِيًّا عَنِ اُمَّتِهِ وَ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ بِمَنْهَاجِ شَرِيْعَتِهِ وَ اهْدِنَا بِهَدْيِهِ

ان کی امت کی طرف سے دی، اور ہمیں ان کی شریعت کی راہ پر چلنے والوں میں سے بنا، ہمیں ان کی سیرت کی ہدایت عطا

وَ تَوْفِّقْنَا عَلَى مِلَّتِهِ وَ احْشُرْنَا يَوْمَ الْفُرْعِ الْاَكْبَرِ مِنَ الْاٰمِيْنِ فِيْ رُؤُوْسِهِ

ہمیں ان کے دین پر موت عطا فرما، ہمیں بڑے خوف کے دن ان لوگوں میں سے اچھا جو ان کی جماعت میں امن والے ہوں

وَ اَمْتَنَا عَلَى حُبِّهِ وَ حُبِّ اِلٰهِهِ وَ اَصْحَابِيْهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا

ہمیں ان کی محبت اور ان کی آل پاک، ان کے اصحاب اور ان کی اولاد کی محبت پر موت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے آقا محمد

مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ اَنْبِيَآئِكَ وَ اَكْرَمِ اَصْفِيَآئِكَ وَ اِمَامِ اَوْلِيَآئِكَ وَ خَاتَمِ اَنْبِيَآئِكَ

محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جو تیرے نبیوں میں افضل ترین، تیرے برگزیدہ بندوں میں معزز ترین، تیرے دوستوں میں

وَ حَبِيْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ شَهِيدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَ سَيِّدِ وُلْدِ

اہم تیرے نبیوں کے خاتم، تمام جہانوں کے رب کے محبوب، رسولوں کے حمواد، گناہگاروں کے شفیع، تمام اولاد آدم کے

اٰدَمَ اَجْمَعِيْنَ الْمَرْفُوعِ الذِّكْرِ فِي الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ الْبَشِيْرُ ۝ النَّذِيْرُ

سردار، ہمیں سزا دہن، مقرب فرشتوں میں بلند کیا گیا، خوشخبری اور ڈر سناتے والے، آفتاب عالم، تاب

السَّرَاجِ الْمُنِيْرِ الصَّادِقِ الْاَمِيْنِ الْحَقِّ الْمُبِيْنِ الرَّؤُوْفِ الرَّحِيْمِ الْهَادِيْ

بیکر، صمد، امانت، سراج حق، بیان کرنے والے، بڑے مہربان اور رحمت، رحم کرنے والے، راہ راست کی ہدایت

إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ الَّذِي آتَيْنَاهُ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ

دینے والے، جن کو تو نے بار بار پڑھی جانے والی سات آیتیں (سورۃ فاتحہ) اور قرآن عظیم عطا کیا

نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَهَادِيَ الْأُمَّةِ ۝ أَوَّلُ مَنْ تَنَشَّقُ عَنْهُ الْأَرْضُ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ

نبی رحمت، امت کے ہادی، سب سے پہلے قبر سے نکلنے والے، سب سے پہلے جنت میں جانے والے

وَالْمُؤَيَّدِ بِسَيِّدِنَا جِبْرِيلَ وَسَيِّدِنَا مِيكَائِيلَ الْمُبَشِّرِ بِهِ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ

اور جن کو سیدنا جبریل اور سیدنا میکائیل علیہما السلام کے ساتھ تقویت دی گئی، جن کی بشارت توہرات اور انجیل

الْمُصْطَفَى الْمُجْتَبَى الْمُنتَخَبِ أَبِي الْقَاسِمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

میں دی گئی، برگزیدہ، چنے ہوئے، منتخب، ابو القاسم، ہمارے آقا حضرت محمد بن عبد اللہ

بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مَلِكِكَ وَالْمُقَرَّبِينَ إِلَيْكَ

بن عبد المطلب بن ہاشم اے اللہ! اپنے فرشتوں اور ان مقربین پر رحمتیں نازل فرما جو

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْترُونَ وَلَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ

دن رات تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، جھٹکتے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا اس کی نافرمانی نہیں کرتے

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

اور جو کچھ انہیں حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں۔

۱۔ (خاتمہ جمعۃ الاحماد) ایک نسخے میں ہے کہ یہ حزب خامن (آٹھویں حزب) کی ابتدا ہے، اس نسخے میں آئندہ قول

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ (شیخ الزاجد) حزب کا ذکر نہیں ہے، ایک اور نسخے میں اس جگہ بھی اور اس جگہ بھی حزب کا ذکر ہے، نسخہ سلیمان میں آئندہ مقام پر تو حزب کا ذکر ہے، اس جگہ نہیں ہے اور یہی درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ حنفیہ، صدر یہ طرفہ ہے، مستحکم جم کے تحلیف کے ساتھ، اس کا معنی ہے کہ جب تک کو تر طرب انگیز آوازیں نکالیں اور ایک ہی انداز میں پچھائیں۔ حاتم جمع ہے حمام کی، ماء پر زیر کے ساتھ، قاموس میں ہے، یہ ایک پرندہ ہے جو گھروں سے دُش نہیں رکھتا، ہر وہ پرندہ ہے جس کے گلے میں طوق (دائرہ) ہوتا ہے۔

۳۔ (خاتمہ الجمعۃ الاحماد) حنفیہ میں دو احتمال ہیں (۱) یہ خاتم الظاہر اَوْغِيُوْهُ عَلٰی الشَّيْءِ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے کہ تدبیر یا کسی دوسرے جانور نے ایک شے کا ارادہ کیا، اس کا پھر لگایا اور اس کے گرد گھوما، اس صورت میں اس کا الٹ سا قاطع ہو گیا۔ اصل میں خاتم تھا، الف سا قاطع ہوا تو حنفیہ ہو گیا۔ ۱۲ قدری (الحوائم جمع ہے خاتمہ کی، وہ پیاسے پر بندے جو پانی کے

مگر گھومتے ہیں (۲) یہ خمدانیہ سے مشتق ہے جس کا معنی منع کرنا ہے اس صورت میں الجوائم اصل میں جھڑپ سے مشتق ہے یعنی باء کو عین کلمہ پر مقدم کیا گیا قلب کے بعد خزانہم ہو گیا اس وقت یہ حضرت مصطفیٰ کے قولی حضرت کے ساتھ سے الف ساتھ نہیں ہوا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خزانہم قلب کے بغیر اپنے باب پر ہو فعل کے ساتھ اس کی سہولت نہیں پہنچی اس میں حرف نہیں کہ فعل ناقص یاگی ہو اور خزانہم (احوف واوی ۱۳) قادری (واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور منہ حب النبیانہم اور جب تک چار پائے چلنے کے لئے جاتے رہیں (وَنُفَعْتُ) اور جب تک برائی اور جرم سے دفع کرتے رہیں (النفاہم) یہ تفسیر کی جگہ ہے وہ تعویذات ہیں جو گروہن وغیرہ میں نکلے جاتے ہیں ان میں نبوت اسماء الیہ وغیرہ نکلے جاتے ہیں جن سے شفا طلب کی جاتی ہے (وَنُفَعْتُ) صیغہ مہول کے ساتھ بعض نسخوں میں سے راولوں کے ساتھ یہ بھی صیغہ مہول ہے جب تک سروں پر ہاتھ جائیں (النفاہم) علامہ کی جمع ہے اور اس کا فعل راولوں (یعنی چٹری) اور نفست اور جب تک زیادہ ہوں اور نشوونما پائیں (النفاہم) تالیف کی جمع ہے اللہ تعالیٰ کی نشوونما پائیں جیسے سبزہ نامینہ کی جمع قیاس کے مطابق النفاہم ہونی چاہئے ہو سکتا ہے کہ اس میں قلب ہو جیسے اس سے پہلے جمع تھا بیان کیا جا چکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ نہ جعٹ اور جن افعال کا اس پر عطف ہے کا مطلب یہ ہے کہ ان افعال کے ساتھ تک اپنے حبیب ﷺ پر رحمتیں نازل فرمائیں سب سے مراد یہ ہے کہ بیش رحمتیں نازل ہوں اور کبھی منقطع نہ ہوں (۳) (۴) مصدر یہ ظرف ہے جیسے کہ اس سے پہلے تھا اور اس کے بعد حضرت مصطفیٰ کے قول "فَأَذْكَرْتُ لَكَ" ظَلَعْتُ الشَّمْسُ" الخ میں بھی مصدر یہ ظرف ہے (البلخ) جب تک صبح روشن اور واضح ہو (الإصباح) یعنی صبح اس سے مراد فجر (صبح صادق) ہے یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد (سورج نکلنے کے بعد) دن کا پہلا حصہ ہو (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

وَنُفَعْتُ صیغہ مہول جب تک کمواریں پہنی جائیں اور جس طرح بارگروہن میں پیرا جاتا ہے اس طرح کمواریں پر دانی جائیں اس میں ہے فَلَذَلَّةُ الشَّيْءِ میں نے کموار کی حائل (یعنی فلاں شخص کے گلے میں ڈال دی اپنے گلے میں ڈال لی) الصفاخ صاو کے نیچے ذرا اور قلم مختلف صلیح کی جمع ہے اس کا معنی ہے کموار کی چوڑائی کمواریں ہم دے دیا گیا ہے جو اس کے بعض کا ہے (یعنی صلیح کا معنی کموار کی چوڑائی ہے اس کا اطلاق خود کموار پر کر دیا گیا) قادری (الصفاخ چوڑی کمواریں صلیح کی جمع ہے الصفاخ قلموس میں ہے بروزن "مُعْظَمَةُ" عین کلمہ کے یہ ہے اس کا معنی کموار ہے اس کی جمع صلیحات ہے ہو سکتا ہے کہ ان دو معنوں میں سے ایک مراد ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَنُفَعْتُ صیغہ مہول کے ساتھ "تلاف" پہلے اور بعد میں ہے اسی طرح نسخہ سلیمہ میں ہے اس کا معنی ہے

تک بیڑے رکاب اور پٹلی کے درمیان رو کے جائیں اور یہ ظاہر ہے بعض سنوں میں لام پہلے ہے (وَاعْتَلِقْتُمْ) یہ بول تو سہو ہے یا کسی کتاب کی غلطی ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ کسی مناسب فعل مثلاً خصلت کو متعقبن ہے غور کیجئے کہ یہ خلق البشر بالشیء سے مانور ہے یا علقہ سے یعنی علقی مجرہ ہے یا مزید؟ یا اس میں قلب ہے جیسے جذب اور جذب خنجر اللہ خنجر اور قرآن یطیخ اور طیخ اظہب اور اظہب و غیر ذلک (اسی طرح اعتقلت اور اعتقلت ہے۔ ۱۲ قادری) (الرمناح) اس کا واحد رُمَح ہے اور اس کا معنی معلوم ہے یعنی نیزہ

(وَصَلَبَ الْأَجْسَادُ وَالْأَرْوَاحُ) صحت کا معنی ہے بیماری کا دور ہونا اور ہر عیب و آفت سے بری ہونا علماء نے صحت کے بارے میں بیان کیا کہ وہ ایسی حالت یعنی مکہ (حالت لازم) ہے جس کے سبب افعال اپنے مقامات سے صحیح سالم صادر ہوتے ہیں اور مرض اس کے خلاف ہے اجسام کی بیماریاں تو معلوم ہیں روحوں کی بیماریاں یہ ہیں کفر کراہی محبوب ہونا جہالت غیر اللہ کی عبادت اس کے غیر کی طرف توجہ نفع حاصل کرنے یا تکلیف کے دور کرنے میں غیر سے تعلق اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس غیر کا کوئی فعل (ناجیہ یا تخلیق یا قوت یا طاقت ہے اللہ تعالیٰ یہ بخود نہ کرے اپنے محلات کو اس کے سپرد نہ کرنا اور جو اس کی طرف سے جاری ہو اس پر راضی نہ ہونا اس کے علاوہ وہ آفات جو توحید کے مخالف اور بندوں کے اوصاف کے متعلق ہیں۔

۳ (وَالْمَذَاقُ الْإِفْلَاقُ) جب تک آسمان گردش کرتے رہیں فَلَقَ لَام پر حرکت ستاروں کے گھومنے کی حکم اور وہ جسم مستدیر ہے بعض علماء نے کہا کہ وہ ایک محدود موج ہے "بلد الاسلام (امام محمد غزالی) رحمہ اللہ تعالیٰ نے البصار میں فرمایا: فلاسفہ کے نزدیک فلک وہ کروی اور بیضی جسم ہے جو کون و فضا کا قیام نہیں ہے وہ طبعی حرکت کرتا ہے (وَذُجُتْ) نسلہ سلیمہ اور دوسرے بت سے سنوں میں تخفیف کے ساتھ ہے اور بعض سنوں میں تشدید کے ساتھ (ذُجُتْ) ہے پہلی صورت میں ذُجَا اللَّيْلُ ذُجُوًا وَذُجُوًا سے ہے جس کا معنی ہے رات تاریک ہوئی۔ دوسری صورت میں ذُجُ اللَّيْلِ ذُجُتْ سے ہے اس کا معنی بھی یہ ہے کہ رات تاریک ہوئی۔

(الْأَخْلَاقُ) جمع ہے خَلْقٌ کی لام پر حرکت ہے اس کا معنی ہے سیاق کی شدت۔
(وَسُئِبَ خَلْبُ الْأَمَلَاءِ) خَلْبُ کی جمع ہے جیسے غَلَابَةُ اور مَلَابُكُ ذَلِكُ کی جمع ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی متعدد آیات میں فرشتوں کی تسبیح کے بارے میں خبر دی ہے

۴ (لَا إِلَهَ إِلَّا عَلَىٰ مَحْفَمِهِ) اَلْكَ حَمِيدٌ مُّجِيدٌ یہ حضرت ابن مسعود انصاری بذریعہ (رضی اللہ عنہ) کی روایت ہے حضرت مصنف نے اس کا اسی دفعہ ذکر کیا ہے کیونکہ اس حدیث کی روایات میں اختلاف ہے ہر دفعہ ایک نئی روایت ذکر کرتے ہیں جیسے اس کے علاوہ دوسرے درودوں مثلاً وہ درود جسے حضرت کعب بن عجرہ (رضی اللہ عنہ) نے روایت کیا اور وہ درود جو ابن ابی زید کے رسائل میں ہے۔

۵ (وَمَا حُرِّبَ الْخُفْصُ) اور جب تک پانچ نمازیں ادا کی جاتی رہیں (وَمَا فَالِقُ بَرَقَ) اور جب تک بجلی چمکتی رہے بَرَقَ کی جمع بَرَقَاتٌ ہے اس کا معنی ہے نور کی آواز کی چمک یا فرشتے کے ہاتھ میں وہ چابک جن سے وہ بادل کو چلاتا ہے یا وہ فرشتہ جو

دیکھا جاتا ہے 'یا فرشتے کی آواز' یا پانی کی چٹک (وَقَدْ خَفِيَ) اور زور سے گئے 'بعض معتقد شخصوں میں ہے وہ خدا کی آواز کی نیاوٹی کے ساتھ 'وَقَدْ خَفِيَ' یعنی بارش 'وَقَدْ خَفِيَ' وہ فرشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور وہ آواز پلاتا ہے 'یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ جائے جہاں اللہ تعالیٰ نے اسے ختم دیا ہے' وہ آواز جو سنی جاتی ہے 'وہ آواز' وہاں سے آتا ہے۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث مرفوعہ میں ہے 'جسے امام احمد نے روایت کیا' امام شافعی نے اسے صحیح قرار دیا 'امام نسائی' ابو الشیخ' ابو نعیم نے طبرہ میں روایت کیا 'اکثر علماء اسی کے قائل ہیں' اس لئے ہم وہی پرانے نسخے لے لیں (جیل فی الشیخوات والأزواج) علامہ احمد قسطلانی (مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں کہ اگر رحمت جسم ہوتی تو زمین کو بھر لیتی، جیل فی المناقب جن اہل کایان ہے ایشی ہے، تیرے مکانوں میں سے جس مکان کی پڑی کے برابر تو چلتے ہو، بر ختم ہے 'کیونکہ اسے لفظ انصاف سے جدا کیا گیا ہے' مراد یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پڑی کے بعد 'لَقَدْ لَفِظَ تَعَدُّ' سے متعلق ہے 'اس درود شریف کے الفاظ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان سے اخذ ہیں 'جب آپ سَمِعَ اللَّهُ لَيْسَ حَسْبُكَ' تو یہ ظلمات بھی کہتے: اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلَّ السَّمَوَاتِ وَمِلَّ الْأَرْضِ وَمِلَّ مَا تَبْتَغِيهَا وَمِلَّ مَا فَتَنَتْ فِيهَا بَنِي آدَمَ' اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور امام ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

۱۱۔ (اللَّهُمَّ كُنْ) کاف تعلیلہ اور فنا مصدر یہ ہے یا کافہ (وَمُسْتَقْدَمُ الْخَلْقِ مِنَ الْجَهْلِيَّةِ) مخلوق اللہ تعالیٰ 'اس کے حق کے احکام' اس کے ایام 'اس متعدد سے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا اور دار آخرت سے ہے علم اور جاہل تھی (نبی اکرم ﷺ) نے مخلوق کو جہالت سے نجات بخشی '۱۳ قادری (ابو جہاخذ اَهْلُ الْكُفْرِ وَالضَّلَالَةِ اور جہاد فرمایا اہل کفر سے اور گمراہی واپس لے جو ہدایت اور دینِ قسیم سے بے بہرہ تھے (وَقَدْ خَفِيَ) اور مخلوق کو تیری توحید کی طرف بلایا (وَقَامَسِيَ الشَّدِيدُ) مشکلات کو برداشت کیا (یعنی) إِذَا خَفِيَ عَيْنُكَ تَحْرِيْرُ بَنَدُوں کی ہدایت اور ان کے لئے راہ حق کے بیان کے سلسلے میں۔

۱۲۔ (فَاعْطِلْهُ) فاء جمعیت حصہ کے لئے ہے (اللَّهُمَّ سُوْرَةُ) پس اے اللہ! اپنے حبیب پاک ﷺ کو آپ کا مطلوب عطا فرما، ستر یہ ہے کہ اس جگہ ہمزہ ترک کر دیا جائے اور حضرت مصنف کے قول (وَيُلْقَى مَا خُفِيَ) کے ساتھ موافقت ملحوظ رکھنی چاہئے (وَيُلْقَى مَا خُفِيَ) لیسر تعجب اور ہمیں ان لوگوں میں سے بتا جو تیرے حبیب مکرم ﷺ کے طریقے پر چلنے والے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں۔ (اللَّهُمَّ صِفِيْ بِحَسْبِهِ) یعنی ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کے لئے نبی اکرم ﷺ کی محبت صفت 'کیف اور لازوال صفت راسخہ بن جائے (الْمُهْتَدِيْنَ) ہدایت کے معنی میں ہے 'معنی ہدایت دینے والے (بِخُفْيِ) کاسیخہ کو یا مبالغہ کے لئے ہے (بِخُفْيِهِ) ہمزہ پر زبر اور دال ساکن، (یعنی نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور طریقے کی ہدایت) والے 'ہمزہ زائدہ ہے' ایک احتمال یہ ہے کہ المہتدین مشتق ہو اس ہدایت سے جس کا معنی رشد اور توفیق ہے 'اب بِخُفْيِهِ' ہمزہ سبب ہوگی 'مطلب یہ ہو گا کہ ہم سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہدایت کے سبب ہدایت پانے والے ہوں اور آپ کے متبعین میں سے ہوں۔ (وَيُسَبِّحُ) سبوح کے نیچے زبر، (یعنی آپ کی سنت آپ کے طریقے اور آپ کی ہیئت پر) یہ ماقبل کی تفسیر ہے اور اس

مراد ہے۔

(وَلَا تَجْعَلْنَا فِتْنًا لِّشِقَاقِيهِ) اور ہمیں آپ کی شقاوت فائدہ سے محروم نہ فرما (اس صورت میں صفت کی اضافت، موصوف کی طرف ہے) یا شقاوت سے پیدا ہونے والی فطرت سے محروم نہ فرما (اس وقت اضافت معنی (م ہے) وَالْحُشْنَاءُ لَیْسَ اِنْشَاعًا، تاج کی جمع ابتداء ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی پیروی کی اور آپ کی امت میں داخل ہوئے، یا وہ لوگ مراد ہیں جو آپ کے شکاکت قدم پر چلے اور آپ کی سیرت کو اختیار کیا۔ الْفَرْجُ، جمع ہے اغتر کی اور مشتق ہے غُرْفٌ سے، جس کا معنی ہے بیشتی کی سفیدی، اغتر کا استعمال ہر شے کے سفید ہونے کے لیے ہوتا ہے، واضح افعال والے اور شریف فرد میں بھی کیا جاتا ہے (الْمُتَحَبِّلِیْنِ) حیم مشدود پر زبر، جمع ہے مُتَحَبِّلٌ کی جو مُتَحَبِّلٌ کا اسم مفعول ہے، اس کا معنی ہے وہ سفیدی ہو گھوڑے کی تمام پٹلیوں میں ہوتی ہے یا دو پٹلیوں اور ایک ہاتھ میں یا صرف دو پاؤں میں یا صرف ایک پاؤں میں ہوتی ہے۔ اگلی دو پٹلیوں یا اگلی ایک پٹلی میں صرف اس وقت ہوتی ہے جب پچھلی دو پٹلیوں میں ہو یا ایک میں۔

سَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ سے کون سے لوگ مراد ہیں؟

(وَالَّذِينَ هُمْ يُسَبِّحُونَ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے پہلے سے سعادت لکھ دی گئی، اور وہ دنیا میں نیکی کے اعمال اور گناہوں کے ترک کی طرف سبقت کرنے والے ہیں، یا وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرنے والے ہیں، لہذا انہوں نے جنت اور رحمت کی طرف اس حال میں سبقت کی کہ جنت ان کا شوق رکھنے والی ہے اور وہ وصف رحمت سے متصف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سورہ براءہ ۴ میں ہے وَالَّذِينَ هُمْ يُسَبِّحُونَ الْأَوَّلُونَ کہا گیا ہے کہ یہ وہ حضرات تھے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی، بعض علماء نے فرمایا: وہ حضرات ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے، بعض نے فرمایا: وہ حضرات مراد ہیں جو بیعت رضوان میں حاضر ہوئے۔

اصحابِ یَمین

(وَالْأَصْحَابُ الْيَمِينِ) وہ حضرات جنہوں نے اپنے نامہ نامے اعمال اپنے دائیں ہاتھوں میں لئے یا وہ لوگ ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب تھے، جس طرح حدیث معراج میں ان اشخاص کی طرف اشارہ ہے (جو حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب ملاحظہ فرمائے) یا وہ لوگ مراد ہیں جنہیں عرش کی دائیں جانب سے دائیں جانب اور جنت کی طرف لے جایا جائے گا جب کہ عرش کی بائیں جانب دائیں کو آگ کی طرف لے جایا جائے گا، ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ عرب خیمہ کو دائیں جانب سے اور مشرک پائیں جانب سے قرار دیتے ہیں (اصحابِ یَمین سے مراد اصحابِ خیر ہوں گے۔ ۱۴ قوری)

وَعَلَى الْيَمِينِ) صرف ایک نئے میں ہے وَصَلِ وَاوْ کے ساتھ (عَلَى مَا لَكَ بِكَ وَالْمُتَوَكِّلِينَ) یہ عام کا خاص پر عطف ہے وَ عَلَی الْيَمِينِ، اور اسے تمام انبیاء پر (وَالْمُتَوَكِّلِينَ) اور ان انبیاء میں سے رسولوں پر (یہ خاص کا عطف ہے عام پر) (وَعَلَى

اَلْجَنَّةُ خَالِدَةٌ اَلْجَنَّةِ اِلٰی اَبَدٍ اور اپنے تمام فرما ہوا لوگوں پر 'خدا وہ آسمانوں کے باشندے ہیں یا زمینوں کے' انسان ہیں یا جنات امت سے ہیں یا سابقہ امتوں میں سے۔ (وَاجْعَلْنَا بِالصَّلٰوةِ اور ہمیں صلوٰۃ کی برکت سے (عَلٰیہُمْ) تمام مذکورہ امتوں اَلْمَنْعُوظِیْنَ، مرنے والوں میں سے بنا دینا میں اسی طرح کہ ہم دینِ توہم اور صراطِ مستقیم کو لازم پکڑیں اور آخرت میں عذاب اور برے حساب سے نجات پائیں۔

تمامہ جزیرہ عرب کا علاقہ ہے

اِنَّ الدِّیْنََ صَلاٰی صرف ایک نسخے میں ہے وَصَلٰی دعوہ کے ساتھ (عَلٰی فُخْشَلَا بِالْمَنْعُوظِ وَفِیْ تَقَاظُ) دعوہ کے لیے تمام بلاد عرب اور نجد سے (حسبی طور پر) ایست خطہ ہے 'نجد وادِ نجد میں سے (حسبی طور پر) بلند خطہ ہے' مشارق میں ہے کہ نجد حجاز میں سے مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار کا علاقہ ہے 'پھر فرمایا: کہ حسن، ہدانی نے فرمایا: کہ تمامہ جزیرہ عرب اور طویل علاقہ ہے جس میں اطمینان اور خیریت ہے۔ (۱۵۸)

اِنَّ الدِّیْنََ اَبَدًا میں جزوہ مدودہ اور ہم کے لیے ذریعہ اسم قائل کا صیغہ ہے۔ (اَلْمَنْعُوظِ) یعنی ایمان اور اطاعت و عمل دوالے (وَالْمَنْعُوظِ) یہ انتظام کا مصدر ہے 'اس کا معنی معتدل (میانہ روا) ہونا ہے' قَوْمُہُ کا معنی ہے 'میں نے اسے سیدھا' اَلْقَوْمِ قَوْمِہُ مُسْتَقِیْمٌ' تو وہ سیدھا اور معتدل ہے 'استقامت کا مطلب ہے کچی اور بھکاؤ کا دور ہونا' میں جو شخص ظاہر سے مقام اسلام میں سنت سے روگردانی اور بھکاؤ اختیار نہیں کرتا اور باطنی طور پر برحق عقیدے سے مدول نہیں کرتے' افعال میں یہ ہے کہ بدعت کو نہ اپنائے' افعال میں یہ ہے کہ تسلسل نہ توئے' احوال میں یہ ہے محبوب اور مایوس ناغل نہ ہو۔ خاصہ یہ کہ انسان اپنے نفس کو قرآن و سنت کے اخلاق پر براجمت کرے' یہ اخلاق ہر شخص کے حق میں الگ ہیں' کیونکہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے لئے جو کچھ مفید ہے دوسرے کے لئے مضرب (مثلاً شہد حق۔ سرہ مزاج کے لئے مفید اور گرم مزاج کے لئے مفید نہیں ہے۔ ۱۲ قاری) اس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام کے معبود تھے' اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں ان کے حق میں مختلف تھیں اور آپ کا معاملہ بھی ان سے مختلف تھا اسی نے فرمایا: کہ استقامت کا معاملہ اسی وقت مکمل ہو سکتا ہے جب کہ خیر خواہ شیخ یا نیک بھائی کی سرپرستی حاصل ہو جو رہنمائی ان امور کی طرف کرے جن میں خصوصی طور پر اس کا فائدہ ہو۔

امام ابو بکر بن عبد ربہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: استقامت میں سینا مطلب کے لئے ہے' یعنی بدوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انہیں اپنی توبہ پر قائم فرمائے' پھر اپنی حدود کی پابندی اور اپنے معاہدوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائی۔

شفاعت رسول کبیرہ گناہ والوں کے لئے بھی ہوگی

وَالْمُشْفَعُ لِأَهْلِ الشُّرُوبِ فِي عَصَابَاتِ الْفُجَاءَةِ نَبِيُّ الْكَرَمِ رَسُولُ الْمُعْظَمِ ﷺ نے فرمایا: ہماری شفاعت ہماری امت کے ان افراد کے لئے بھی ہوگی جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا ہو گا۔ اس موضوع پر بہت سی دوسری حدیثیں ہیں۔ آپ کی یہ شفاعت ان لوگوں کو شامل ہوگی جو آپ کے مستحق ہوں گے، آپ کی شفاعت کی بدولت آپ میں داخل نہیں ہوں گے، آپ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے بھی ہوگی جو آپ میں داخل ہو چکے ہوں گے، وہ آپ کی شفاعت کی برکت سے جہنم سے رہا کر دیئے جائیں گے، بلکہ متن کے الفاظ شفاعت کبریٰ کو بھی شامل ہیں جس کی بدولت حساب کتاب شروع ہو گا، اس دن اللہ تعالیٰ کے غضب کا یہ عالم ہو گا کہ اس سے پہلے کبھی اتنے جلال کا اظہار نہیں ہوا ہو گا، اور اس کے بعد بھی نہیں ہو گا، اللہ تعالیٰ بندوں پر قہر اور عظمت کے ساتھ جلوہ فرمائے گا، تمام بندے عظیم خوف میں مبتلا ہوں گے، سب کو اپنی جانوں کا خوف ہو گا، گناہوں کے سبب پریشان ہوں گے، کوئی بھی اپنے بارے میں بے خوف نہیں ہو گا اور کوئی بھی اپنی سلامتی کا دعوہ نہیں کرے گا، جب نبی اکرم ﷺ شفاعت کا دورہ اترہ کھلیں گے اور آپ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی تو تمام مخلوق اس خوف اور دہشت سے لگن جائے گی، ان کے حساب کا حکم دیا جائے گا، ہر ایک پر ثواب و عذاب کا معاملہ ظاہر ہو جائے گا، نجات پانے والے بلاک ہونے والوں سے الگ ہو جائیں گے، شفاعت کرتے والے ان افراد سے جدا ہو جائیں گے جن کی شفاعت کی جائے گی، یہ سب نبی اکرم سرورِ دو عالم ﷺ کی شفاعت سے ہو گا، اس سے پہلے سب اپنی نظروں میں بلاک کا شکار ہوں گے، سب یہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ہمیں ہمارے گناہوں کی بنا پر گرفتار عذاب کیا جائے گا، اب ان پر معاملہ کھل جائے گا اور نبی اکرم ﷺ کی برکت سے خوش نصیبوں کو سلامتی مل جائے گی

یوم حساب بڑا کٹھن دن ہو گا

وَأَبْعَدُ الْمُنْتَظَمِ الْمُسْلِمُونَ الْكَرِيمُونَ: اور آپ کو معزز اور بلند مقام محموں پر فائز فرما، اُوَ الْيَوْمِ التَّجْزِئَةُ..... الْيَوْمِ وَغَدَاةُ الْيَوْمِ الْيَوْمِ اور آپ کو وہ بلند درجہ عطا فرما جس کا تو نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے موقف میں۔۔۔۔۔ یعنی اس مقام میں جہاں مخلوقات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گی، حریف بھی المُنْقِطِفِ کا تعلق اُنہ سے ہے، «الْعَظِيمِ» کیونکہ یہ وہ دن ہے جس کے بعد کوئی دن نہیں ہے، اس دن پر وہ اٹھا دیا جائے گا اور امور مختلف کر دیئے جائیں گے، ہر شخص نے وہ کچھ کیا ہے اسے حاضر پائے گا، کتاب کھول دی جائے گی، حساب واقع ہو گا، جنت قریب کر دی جائے گی، جہنم بے حجاب کر دی جائے گی، بڑے بڑے امور بے پردہ ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے کے لئے جلوہ فرما ہو گا، انوکھا امور یہ درپے درپہ رہتا ہوں گے، دہشت ناک امور کا دور دورہ ہو گا، ہر شخص اپنی غفلت اور ساجدہ مستی سے جاگ جائے گا، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کسی کا حکم نہیں چلے گا، کوئی سزا اور انکار نہیں ہو گا، صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور بخشش ہوگی یا پھر امجرموں پر اذلت اور رسوائی

جاری ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی بخشش اور رحمت سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے ہم سے فرمائے۔ آمین

۱۔ اضافہ: جب تک پہلے 'بارق' یعنی بجلی یا بجلی والا بادل 'کیونکہ اس بادل کو بھی بارق' کہا جاتا ہے' اسی طرح سے 'سَخَابَةُ بَارَقَةٍ' یعنی تھکنے والے ڈال کے ساتھ اور طلوع ہو (سَخَابَةُ) چمکنے والا سورج (وَوُضِبَ) اور اندھیری ہو چاہے رات 'یہ اکثر علماء کا قول ہے' بعض حضرات نے کہا کہ اس سے مراد چاند ہے اور چاند کے وقب (وقب کے مصدر) سے مراد ہے کہ اسے گرہن لگ جائے' اور ہر سیاہ شے غاسق ہے۔ اس کی تفسیر چاند سے کی گئی ہے' اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔ صحیح قرار دیا' امام نسائی اور حاکم نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا۔ غاسق کے بارے میں دو روایات ہیں اس میں صحیح ترین یہی دو قول ہیں (یعنی اس سے مراد رات ہے یا چاند ۱۲ قاری) (وَالْهَمَزُ) اور شدت سے برسی اور بارش یا بادل' مراد یہ ہے کہ اس کا پانی تیزی سے برسا۔

۲۔ (وَضَلَّ عَلَيْنَا) ایک نسخے میں (وَضَلَّ عَلَيْنَا) سے پہلے اَللّٰهُمَّ کا اضافہ ہے (وَضَلَّ لُجْلُجُ السَّمَاءِ) آسمان کے متناہی اعداؤں میں (وَعَذَابُ النَّفْثِ) بعض نسخوں میں (وَالنَّفْثِ) کا اضافہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ زَیْنَةَ عَرَضِیْلَہِ اس جگہ (وَعَلَى الْاَبْدَانِ) ہے' جب کہ ایک ضعیف نسخے میں یہ اضافہ ہے (وَضَلَّ عَلَيْنَا) اور تیری رضا کے اندازے کے مطابق عظمت اور ہمت کے متناہی (وَضَلَّ عَلَيْنَا) اور تیری رحمت کی انتہا اور وسعت کے مطابق کیونکہ وہ ہر شے کو محیط ہے۔

۳۔ (وَالْهَدِیْنِ بِہِدَیْہِ) ہدے کا معنی سیرت ہے' ظاہر یہ ہے اھدینا کا ہمزہ قطعی ہے (اور یہ صیغہ باب افعال سے ہے) ہدینہ میں یاد زائدہ ہے یا ہ معنی علی ہے' کہا جاتا ہے (هَدَى فُلَانٌ هَدًی فُلَانٍ) فلاں شخص فلاں کے طریقے پر چلا۔ شریف میں ہے (وَاَهْدَا هَدًی عَمْرُو قَم عَمْرُو کے طریقے پر چلو' اس طریقے پر کہا جائے گا اَهْدَا هَدًی ہمزہ قطعی کے ساتھ) فلاں کو اپنے طریقے پر چلاؤ' یا توحید کے لئے زیادہ کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قیامت کا دن فروع اکبر کا دن ہے

(وَالْاَخْسَرُ نَارُ الْفُرْعِ) زائدہ پر حرکت ہے' یعنی خوف اور دہشت (وَالْاَكْبَرُ) اس سے مراد مجموعی طور پر قیامت کے دن کے تمام ناکامیاں ہیں۔ امام ابن عساکر نے فرمایا: قیامت کا دن مجموعی طور پر فروع اکبر (یعنی خوف) ہے' اور اگر قیامت کے دن کی کسی شخصیت کی جائے تو ضروری ہے کہ کسی بڑی خوفناک چیز کا قصد کیا جائے۔ بعض حضرات نے کہا کہ وہ موت کا دن ہے' بعض علماء نے کہا کہ جہنم کے ایک طبقے کا دوسرے پر واقع ہونا ہے' بعض نے کہا کہ وہ جہنمیوں کے جہنم کی طرف جیسے ہوتے ہیں' بعض نے کہا کہ وہ آخری نفع (صور کا بچو نکلا) ہے' امام ابن عساکر نے فرمایا: اس وقت اور اس سے پہلے اوقات میں اس کا غلبہ ہو گا کیونکہ مختلف گمان جمع ہوں گے اور حوادث پیش آئیں گے' رہا موت کے فزع اور دوزخ کے ایک طبقے کے دوزخ پر واقع ہونے کا وقت تو یہ ایسا وقت ہو گا کہ اہل جنت جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے' اس وقت واضح خوف ہو گا' اور

مفصل سورتوں (ایک سو سے کم آیات پر مشتمل سورتوں) سے فضیلت دی گئی ہے۔

سبع مثانی سے مراد سورۃ فاتحہ ہے

الشیخ المنذانی (دہرائی جاسنے والی سات آیتوں) سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام القرآن (سورۃ فاتحہ) ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے، امام بخاری، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ حضرت ابو سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَلْخُفْدُ لِلَّهِ ذَبَّ الْغَالِبِينَ (سورۃ فاتحہ) یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو ہمیں دی گئی، اور یہ سات آیات ہیں (۱) العالمین (۲) الرحیم (۳) الدین (۴) المستعین (۵) المستقیم (۶) افہت علیم (۷) الضالین۔۔۔ بعض علماء نے کہا کہ اِنَّكَ تَخْذُ کو شمار کیا جائے اور غیر المغضوب علیہم کو آیت شمار نہ کیا جائے، اور اگر ہم اللہ کو سورۃ فاتحہ میں شمار کیا جائے تو یہ پہلی آیت ہے، اب نہ تو غیر المغضوب علیہم کو آیت شمار کیا جائے اور نہ ہی اِنَّكَ تَخْذُ کو۔

بار بار پڑھی جانے والی سورۃ

سورۃ فاتحہ کا نام فضائی اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ سورت نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے، آدھی سورت مجاہد ہے اور آدھی دعا ہے، تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ سورت دو دفعہ نازل ہوئی، ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں اور ایک دفعہ مدینہ منورہ میں، چوتھی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لئے منتخب فرمائی اور اسے ذخیرہ فرمایا، دیگر انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کو یہ سورت عطا نہیں فرمائی۔ الشیخ المنذانی کے بارے میں مزید اقوال بھی ہیں، ہم اسی قول پر اکتفا کرتے ہیں جو حدیث صحیح میں ہے اور وہی علماء کے نزدیک راجح ترین قول ہے۔

(عن المنذانی) یہ من تبعنیہ بھی ہو سکتا ہے اور بیان جنس کے لئے بھی۔ قرآن عظیم سے پورا قرآن مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ ہی مراد ہے۔ الشیخ المنذانی کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے سات طویل ترین سورتیں مراد ہیں، ان میں سے پہلی سورۃ بقرہ ہے اور آخری سورۃ قہ سمیت سورۃ انفال ہے، اور بعض نے سورۃ انفال کی جگہ سورۃ یونس کہا۔

سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر انوار سے اٹھیں گے

ابن ابی شیبہ، اس سے پہلے واؤ نہیں ہے ہو تَفْشَقُ عَذَّةَ الْأَوْفَى سب سے پہلے جن سے زمین کھلے گی (وَيَذْخُلُ الْجَنَّةُ) یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی وہ ہستی ہوں گے جن سے یہ دو فعل صادر ہوں گے (آپ ہی سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لائیں گے

اور آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ۱۲ قادریؒ واؤ حافظہ مطلق جمع کے لئے ہے 'ترتیب' معیت' سب سے پہلے تعقیب کسی کا بھی قائمہ نہیں رہتی' لہذا واؤ اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ دو نبی قبر اقدس کھلے گی نبی اکرم ﷺ سے پہلے داخل ہو جائیں گے۔ خارجی دلائل و قرائن سے ثابت ہے کہ وہاں مہلت اور ترانہ (افاصلہ) ہو گی 'اسی طرح ہے جیسے کہ حضرت فرمانہ: اِنَّ اَوَّلَ مَا يَلْبَسُ رَجُلٌ يَمُوتُ وَجَاعِلُوهُ بَيْنَ الْمَوْتَيْنِ (التعويض ۱۲۸) ہے شک ہم انہیں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کو) یہ یقین کی بات ہے، تمہاری طرف لوٹنے والے ہیں اور انہیں رسول بٹانے والے ہیں (ان کے لوٹائے جانے اور صاحب پر قائل فرمانے کے درمیان طویل مدت کا فاصلہ ہے ۱۳ قادریؒ)

نبی اکرم ﷺ کی قبر اقدس کا سب سے پہلے کھانا احادیث صحیحہ صحیحہ سے ثابت ہے، حدیث شریف میں آپ ﷺ سے بے شک لوگ قیامت کے دن ہوش میں آئیں گے، تو سب سے پہلے ہماری قبر کھلے گی، ناگہ موسیٰ علیہ السلام عرش پر چکرات ہوئے ہوں گے، ہم (ان خود) نہیں جانتے کہ انہیں ہم سے پہلے ملائے ہوا ہے (الحدیث) اگر آپ کا یہ قول: تَنشَقُّ عَفَّةُ الْأَرْضِ، محفوظ ہو (اور زیادہ آتش راوی کے مخالف نہ ہو) اور اسے ظاہر پر محمول کیا جائے، اور اس وصف میں اکرم ﷺ کا منقرو اور مخصوص ہونا مراد ہو، اور اس معنی: اَنْصَعِقُونَ بِرَوْحِ الْقِيَامَةِ سے مراد صَلَفَةُ النَّعْبِ قبروں سے انحراف مراد ہو تو انہر (زیادہ ظاہریات) یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا کہ ابھی آپ کو یہ علم نہیں ہوا کہ سب سے پہلے آپ قبر اقدس سے باہر تشریف لائیں گے، کیونکہ دوسری احادیث میں آپ نے وثوق سے یہ فرمایا ہے کہ آپ کی قبر انور سب سے پہلے کھلے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور علیہ السلام سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

راہ نبی اکرم ﷺ کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہونا تو صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہمارے متبعین تمام انبیاء کرام صمیم (صلوۃ والسلام سے زیادہ ہوں گے) اور ہم سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے، ابن نجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کئے: اَوَّلَ مَا يَلْبَسُ رَجُلٌ يَمُوتُ وَجَاعِلُوهُ بَيْنَ الْمَوْتَيْنِ (۱۲۸) سے پہلے ہر راوی صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنت کے دروازے پر آئیں گے، اور دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے، خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ ہم کہیں گے محمد (ﷺ) تو وہ کہے گا تمہارے ہمارے میں حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔

چار وزیر

اَوَّلُ الْمَوْتِ: خلیفہ سے پہلے واؤ ہے، جب کہ بعض محدث اور صحیح شخصوں میں نہیں ہے (ابو جہر بن زبید بن جہش) امام طبرانی نے تقیم کبیر میں، ابو نعیم نے طبقات اللہ لیاؤ میں اور حکیم ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار وزیروں سے تائید و تقویت عطا فرمائی، دو آسمان والوں میں سے جبریل اور میکائیل علیہما السلام اور دو زمین والوں میں سے جبرائیل اور عزرائیل علیہما السلام۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ زمین والوں کے بھی سلطان ہیں اور آسمان والوں کے بھی، کیونکہ وزیر تو سلطان ہی کے ہوتے ہیں۔ ۱۳) چوہدری، امام حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا۔

حضور ﷺ کا ذکر توریت و انجیل میں

۱) التنبیہ فی التورۃ والإنجیل: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الَّذِیْ جَاءَهُمْ مِّنْ رَبِّهِمْ یَحْتَفِظُ فِی الْتَّوْرَةِ وَالْإِنْجِیْلِ (الاعراف، ۷/۱۵۵) وہ لوگ جو رسول نبی ہی کی پیروی کرتے ہیں جنہیں وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَرِّ مَضْبُوْعًا بَيْنَ يَدَیْهِ مِنَ التَّوْرَةِ اَوْ مُنْبَشَّرًا بِرَسُوْلِیْ یَا نَبِیِّ مِنْ بَعْدِیْ اَمْسَلْتُ اَحْمَدُ (الصفت، ۱۶/۶۱) بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلے تورات کی تصدیق کرتا ہوا اور ایک عظیم رسول کی جو میرے بعد تشریف لائے والے ہیں خوش خبری سنا ہوا۔۔۔۔۔ اس جگہ تورات اور انجیل کی چند تصریحات بھی نقل کی گئیں تو مشکل طویل ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تصریح فرمادی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ذکر تورات اور انجیل دونوں میں ہے تو یہی کافی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیاء کی کتابوں میں بھی سرکارِ دو عالم، نبی آخر الزمان ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے اور دیگر انبیاء نے بھی آپ کی بشارتیں دی ہیں، نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے اسم کریم بشری کی شرح میں اس موضوع پر گفتگو کی جا چکی ہے۔

۲) ابی القاسم: اس جگہ متعدد نسخے ہیں (۱) بعض معتد نسخوں میں اسے داؤ کے ساتھ لکھا ہے (ابو القاسم) اور اس سے پہلی صفات (اَوَّلُ) اَلْمُنْشَرِّ اَلْمَنْشُورِ کو مرفوع قرار دیا ہے (۲) بعض نسخوں میں سابقہ صفات کو مجرور لکھا ہے اور ابو القاسم داؤ کے ساتھ ہے (۳) بعض نسخوں میں سابقہ صفات کو مجرور اور ابی القاسم یاء کے ساتھ لکھا ہے، آخری نسخے میں کوئی اشکال نہیں ہے، (۴) ان تمام صفات کو تابع (یعنی محمد کی صفت) بتایا گیا ہے، جس نسخے میں ابو القاسم داؤ کے ساتھ ہے اور اس سے پہلی صفات کو مرفوع پڑھا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ قطع پر مبنی ہے یہ صفات موصوف کے تابع نہیں ہیں، بلکہ مبتداء محذوف کی خبر ہیں، ۱۲) چوہدری، اس وقت بعد والے دو اسموں (ابو القاسم اور محمد) کو مرفوع ہی پڑھا جائے گا، کیونکہ ایک دفعہ قطع کے بعد تابع لانا جائز نہیں ہے، البتہ باقی ہے جس میں ابو القاسم داؤ کے ساتھ ہے اور اس سے پہلی صفات مجرور ہیں، اس صورت میں اس صفت (ابو القاسم) کو تابع سے قطع کرنا متعین نہیں ہے، بلکہ اس کا احتمال ہے کہ اسے منقطع کیا گیا ہو، اس صورت میں بعد والے اسم کا منقطع کرنا ضروری ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ شاید طور پر مشرور کو بغور حکایت (اعراب حکائی کے ساتھ) لایا گیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جدا مجد حضرت ہاشم کی فضیلت

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ، یہ نبی اکرم ﷺ کی خاندانی فضیلت کا سلسلہ ہے، جناب ہاشم کی اس کا سلسلہ صرف حضرت عبدالمطلب سے جاری ہوا، اس لئے نیچے کے تمام لوگوں کو بنو ہاشم کہا جاتا ہے، حضرت ہاشم وہ پتے ہیں جنہوں نے قریش کے لئے دو سفروں کا آغاز کیا، ایک سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں (جن دو سفروں کا تذکرہ قرآن پاک سورہ المائدہ میں ہے، ۱۳ قاری) نیز وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں حجاج کو خرید کھلایا، کیونکہ وہ قصی اور ان کی اولاد کے طریقے کے مطابق حجاج کو موسم حج میں کھانا کھلایا کرتے تھے، یعنی حجاج کو کھانا تو پہلے بھی کھایا، مگر انہوں نے خرید کھلانے کا آغاز کیا۔ ۱۳ قاری)

حَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ صَلَواتُ عَلٰی صَلَواتِکُمْ، اے اللہ! اپنے تمام فرشتوں پر رحمتیں نازل فرما (وَالْفَرِیْقَیْنِ) اور خاص طور پر ان بنو ان میں سے مقرب ہیں، یہ خاص کا عطف ہے عام پر، اَلَّذِیْنِ یُسَبِّحُونَ، جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں (اللَّیْلِ) غریب بنا پر منصوب ہے (وَالْاَیَّامِ) دن رات (وَالْاَیَّامِ) یعنی ان کی تسبیح اور طاعت ان کی طاقت اور زندگی ہے، یہ ان کا طبعی حصہ ہے جس پر وہ پیدا کئے گئے ہیں، اس کا ادا کرنا ان کی مجبوری ہے، اور یہ کام ان سے جدا نہیں ہو سکتا (وَلَا یَغْضَبُونَ اللَّهَ بِمَا فَعَلَ) وَیَغْفِرُونَ مَا یُؤْمَرُونَ، کیونکہ وہ معصوم ہیں ان کی زندگی ان کے مشاہدے پر مبنی ہے۔

اللَّهُمَّ وَكَمَا اصْطَفَيْتَهُمْ سَفَرًا اِلٰی رُسُلِكَ وَاُمْنًا عَلٰی وَحْيِكَ

اے اللہ! جس طرح تو نے انہیں اپنے رسولوں کی طرف سفیر اپنی وحی کا امین

وَشَهِدَاۤءَ عَلٰی خَلْقِكَ وَخَرَقْتَ لَهُمْ كُنْفَ حُجُبِكَ وَاظْلَعْتَهُمْ عَلٰی مَكْنُونِ

اور اپنی مخلوق پر گواہ منتخب کیا، ان کے لئے اپنے پر دوں کے کنارے کھول دیئے، انہیں اپنے مخفی غیب پر

غَيْبِكَ وَاخْتَرْتَ مِنْهُمْ خَزَنَةً لِّجَنَّتِكَ وَحَمَلَةً لِّعَرْشِكَ وَجَعَلْتَهُمْ مِّنْ

آگاہ کیا، ان میں سے کچھ اپنی جنت کے محافظ اور کچھ اپنے عرش کے اٹھانے والے بنائے، انہیں اپنا

اَكْثَرُ جُنُودِكَ وَفَضَّلْتَهُمْ عَلٰی الْوَرْدِیِّ وَاَسْكَنْتَهُمُ السَّمُوتِ الْعُلٰی وَتَرَزَّهْتَهُمْ

عظیم ترین لشکر بنایا، انہیں دوسری مخلوقات پر فضیلت دی، انہیں اپنے بلند آسمانوں میں ٹھہرایا، انہیں ممتاز بنادیا

عَنِ الْمَعَاصِیِ وَالْذَّنَّاءِ وَقَدَّسْتَهُمْ عَنِ النَّفَائِصِ وَالْاَفَاتِ فَصَلِّ عَلَیْهِمْ

اور گناہوں، خصلتوں سے پاک کیا اور انہیں نقصانات اور آفتوں سے پاک کیا، اسی طرح ان پر دائمی رحمت

صَلُوۡةٌ دَائِمَةٌ تَرِیْدُهُمْ بِهَا فَضْلًا وَتَجْعَلُنَا لِاسْتِغْفَارِهِمْ بِهَا اَهْلًا ۝

نازل فرما جس کے سبب تو ان کی فضیلت میں اضافہ فرما اور اس رحمت کے سبب ہمیں ان کے استغفار کے لائق بنا۔

اللَّهُمَّ وَصِّلْ عَلَى جَمِيعِ أَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ الَّذِينَ شَرَحْتَ صُدُورَهُمْ

اے اللہ! اپنے تمام نبیوں اور رسولوں پر رحمتیں نازل فرما تو نے جن کے سینے کھول دیئے

وَأَوْدَعْتَهُمْ حِكْمَتَكَ وَطَوَّقْتَهُمْ نُبُوتَكَ وَأَنْزَلْتَ عَلَيْهِمْ كُتُبَكَ وَهَدَيْتَ بِهِمْ

ان کے پاس اپنی حکمت امانت رکھی ان کے کندھوں پر بار نبوت ڈالا ان پر اپنی کتابیں نازل کیں ان کی ہدایت

خَلَقَكَ وَدَعَا إِلَى تَوْحِيدِكَ وَشَوَّقُوا إِلَى وَعْدِكَ وَخَوَّفُوا مِنْ وَعْدِكَ وَ

اپنی مخلوق کو ہدایت دی انہوں نے تیری توحید کی طرف بلایا تیرے وعدے کا شوق دلایا تیری وعید سے ڈرایا

أَرْشَدُوا إِلَى سَبِيلِكَ وَقَامُوا بِحُجَّتِكَ وَدَلِيلِكَ وَسَلِّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ تَسْلِيمًا

تیرے راستے کی طرف راہنمائی کی اور تیری حجت اور دلیل کے ساتھ قائم ہوئے اے اللہ! ان پر سلامتی بھیج سلامتی بھیجنا

وَهَبْ لَنَا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى

اور ان پر درود بھیجے کی بدولت ہمیں اجر عظیم عطا فرما اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

أَلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً دَائِمَةً مَقْبُولَةً تُوَدَّى بِهَا عَنَّا حَقُّ الْعَظِيمِ ۝

اور ان کی آل پر دائمی اور مقبول رحمت نازل فرما جس کی بدولت تو ان کا عظیم حق ہماری طرف سے ادا فرما دے

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْحُسْنِ وَالْجَمَالِ وَالْبَهْجَةِ وَالْكَمَالِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما جو حسن و جمال و رونق اور کمال

وَالْبَهَاءِ وَالنُّورِ وَالْوِلْدَانِ وَالْحُورِ وَالْغُرَفِ وَالْقُصُورِ وَاللِّسَانِ الشُّكُورِ

روحانی اور نور غلاموں اور حوروں بلا خالقوں اور مخلقات شکر گزار زبان

وَالْقَلْبِ الْمَشْكُورِ وَالْعِلْمِ الْمَشْهُورِ وَالْجَيْشِ الْمَنْصُورِ وَالْبَيْنِ وَالْبَنَاتِ

تعریف کے ہوئے دل مشہور علم فہم ہوئے لشکر صابروں اور صابزادیوں

وَالْأَزْوَاجِ الظَّاهِرَاتِ وَالْعُلُوِّ عَلَى الدَّرَجَاتِ وَالزَّمَرِ وَالْمَقَامِ وَالْمَشْعَرِ

اور ازواج مطہرات والے ہیں اور بلندی درجات زمزم مقام ابراہیم اور مشعر حرام والے

الْحَرَامِ وَاجْتِنَابِ الْأَقَامِ وَتَرْبِيَةِ الْإِيْتَامِ وَالْحَجِّ

گنہگاروں سے پرہیز کرنے والے یتیموں کی تربیت فرمانے والے حج

وَبِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَتَسْبِيحِ الرَّحْمَنِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْبَوَاءِ الْمَعْقُودِ وَالْكَرَمِ

خلاوت قرآن، تسبیح اور رمضان کے روزوں والے، پابند تھے ہوئے جھڑے، بخشش و کرم والے اور وعدوں کو

وَالْجُودِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ صَاحِبِ الرَّغْبَةِ وَالتَّرْغِيبِ وَالْيَقْلَةِ وَالتَّجِيبِ

پورا کرنے والے، رعیت والے اور رغبت دلاتے والے، شجر اور نجیب نامی گھوڑے والے، خواص کو شرف اور

وَالْحَوْضِ وَالْقَضِيبِ النَّبِيِّ الْأَوَابِ النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ الْمَنْعُوتِ

تلوار والے، اللہ تعالیٰ کی طرف کفرت رجوع کرنے والے نبی، حق کہنے والے، جن کی تعریف کتاب میں کی گئی، اللہ تعالیٰ

فِي الْكِتَابِ النَّبِيِّ عَبْدَ اللَّهِ النَّبِيِّ كُنْزِ اللَّهِ النَّبِيِّ حُجَّةَ اللَّهِ النَّبِيِّ مَنْ

کے کرم بندے، نبی، اللہ تعالیٰ کے خزانہ نبی، اللہ تعالیٰ کی محبت، نبی، وہ نبی جس نے ان کی اطاعت کی

أَطَاعَهُ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَاهُ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ النَّبِيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَشِيِّ

اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، نبی عربی، قریشی،

الزَّمَنِيِّ الْمَكِّيِّ التَّهَامِيِّ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْجَمِيلِ وَالْظُّرْفِ الْكَحِيلِ

زعموم والے، مکہ اور تہام والے، حسین چہرے اور سرخیں آنکھوں

وَالْخِدِّ الْأَسِيلِ وَالْكَوْثَرِ وَالسَّلْسِيلِ

اور پر کشش رخسار والے، اور کوثر و سلسیل والے،

وحی انبیاء کرام کے لئے خیر و صلاح ہے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ كَافَّ تَقْلِيدِهِ أَوْ عَاكَفَهُ بِإِذَا صَدَّرَ بِهِ اضْطَفَّيْنِهِمْ سُفُورًا إِلَى رَسُولِهِ إِنَّ اللَّهَ

جس طرح تو نے فرشتوں کو اپنے رسولوں کی طرف سفیر منتخب کیا ہے۔۔۔ سفراء جمع ہے سفیر کی، سفیر اس شخص کو کہتے ہیں جو قوم

کے افراد کے درمیان خیر کے ساتھ آمد و رفت رکھے، چونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر نازل ہوتے تھے، اس لئے وہ اس سفیر

کی طرح تھے جو قوم کے درمیان صلاح کا کام کرتا ہے، کیونکہ وحی انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے خیر و صلاح ہے اور بدوں اور

ان کے رب کریم جل مجدہ کے درمیان بھی خیر اور صلاح ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلاتی ہے، اور بندے جو اپنے

رب اور اس کے حقوق سے بے خبر ہوں، انہیں معرفت سے آشنا کرتی ہے، اس لئے فرشتے اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے

درمیان سفیر ہوئے، اللہ تعالیٰ اسے ہی سفیر بنا تا ہے جو منتخب، برگزیدہ اور لائق اعتماد ہو، صحیح خبر لائے اور اسے صحیح طریقے سے

پہنچائے، اسی لئے حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اضْطَفَّيْنِهِمْ یعنی تو نے انہیں منتخب فرمایا ہے۔

خزائن ارض کی چابیاں بارگاہ نبوی میں

دجی کے سفر کے طور پر حضرت جبرائیل علیہ السلام مقرر تھے ' مروی ہے کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے ابتدائی دور میں وحی کے اختطاط کے دنوں میں آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے ' قرآن پاک کے علاوہ ایک کلمہ یا ایک بات آپ کو پہنچاتے تھے ' انہوں نے سرکارِ دو عالم ' مالکِ خزائن ' کائناتِ مجتبیٰ کی خدمت میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر پیش کیں اور آپ کو اختیار دیا کہ آپ بادشاہ بنیں ' نہیں یا نبی مہدی - آپ کی خصوصیات میں سے یہ بھی شمار کیا گیا ہے کہ آپ کے پاس حضرت اسرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے ' نیز پیادوں کا فرشتہ حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ آپ فرمائیں تو انہیں پہاڑ اٹل مکہ پر اُتار دیئے جائیں۔

﴿وَأَنزَلْنَا عَلٰی وَحْيِكَ﴾ اور تو نے انہیں اس وحی پر امن مقرر فرمایا جو تو نے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف بھیجی۔۔۔ ابھی ذکر ہوا ہے کہ اس کام کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام مقرر تھے ' دوسرے فرشتوں کا بھی ذکر ہوا ہے ' ان ہی میں سے 'الہام کا فرشتہ بھی تھا' اگر وہ مذکورہ فرشتوں کے علاوہ ہو۔ ﴿وَأَنزَلْنَا عَلٰی خَلْقِكَ﴾ اور انہیں اپنی مخلوق کے اعمال کے گواہ مقرر فرمایا۔ ان ہی میں سے وہ فرشتے ہیں جو بندوں کے اعمال نگہتے ہیں 'وَحَرْفُكَ' کہا جاتا ہے 'حَرْفُ النَّوْبِ' اس نے کپڑے کو پھاڑ دیا ' وَحَرْفُكَ وَحَدْبُهُ اس نے کپڑے کو پارہ پارہ کر دیا اور کھینچا اساس (الغت کی کتاب) میں ہے حَرْفُ النَّوْبِ وَحَرْفُكَ اس نے کپڑے کے شگاف کو ہلکے کر دیا ' یہ راء کی تشدید کے ساتھ ہے اور تخفیف کے ساتھ بھی۔ 'الْجَمْعُ مُتَخَفٌ' پہلے اور دوسرے حرف پر پیش ' جمع ہے مَخْفٌ کی ' جس کے پہلے 'دونوں حرفوں پر زیر ہے ' بعض نسخوں میں لفظ مقررہ کے ساتھ ہے ' جس کا معنی پردہ ہے۔ (مَخْبُطٌ) جمع ہے جِغَاب کی۔ جس کا معنی ہے ڈھانچے اور روکنے والا تو یہ 'مَخْفٌ کی حُجُب کی طرف) ایک مرادف کی دوسرے مرادف کی طرف اضافت بیان ہے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہ علم کی خاص کی طرف اضافت ہو ' کیونکہ حُجُب کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور اضافت تعین کا قاعدہ دیتی ہے ' تو یہ مخصوص تجاہات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کے قرب سے مالا مال ہوتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ ملائکہ علیہم السلام سے اللہ تعالیٰ نے عدم اور وہم کے پردے دور فرما دیئے جو دوسرے (اعمال) بندوں کو بارگاہِ قدس اور دربارِ اقدس سے روک دیتے ہیں ' پس فرشتے اللہ تعالیٰ کے قرب سے مالا مال ہوتے ہیں ' اس کے دربارِ عالی میں قیام پتہ ہے ' اس کے وصل کے مقام پر قافز ' اس کے دیدار سے مسرور اور خوش اور اس کی وحی کے سننے سے سراپا قرص و سرست ہیں ' اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر پیدا کئے گئے ہیں ' اور اس کے نعم کی تعمیل سے روگردانی نہیں کرتے۔

اس تمام معاملے کے باوجود یہ نہ سمجھا جائے کہ فرشتوں کے سامنے بالکل تجاہات نہیں ہیں ' اور وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی عمل معرفت رکھتے ہیں اور وہ ذات جس طرح واقع میں ہے ' اس کا احاطہ کر سکتے ہیں ' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا کمال علم صرف اللہ

تعالیٰ کو ہے، بندوں کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، ہر فرشتے کو اس کا دیدار اور اس کے کلام کا سماع اور اس کی معرفت حاصل تک ہوتی ہے، اپنے بلند مقام اور قرب کے باوجود کوئی بھی اس کی کامل معرفت کا دعویٰ نہیں کر سکتا، ان کا کہنا ہے کہ: **وَمَا يَشَاءُ لَهُمْ عَلَيْهِمْ إِلَّا بِمَا نَزَّلْنَا** اور جب سر پیشہ وجود، نورانی حجاب اور ہر موجود (مخلوق) کے لئے واسطہ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ، ان کے ترین معرفت (جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو جانتا ہے) حاصل نہیں ہے، نبی اکرم ﷺ بارگاہ الہی میں عرض کرتے ہیں: **لَا تَعْرِفُ تَعْرِيفَ كَاحِاطَةِ نَحْنُ كَرَسَا جَسَ طَرَحَ تَوْنِ اِنِّیْ تَعْرِیْفَ فَرَمَائِیْ** ہے، اور آپ کے رب کریم نے آپ کو حکم دیدار و معرفت **وَلَقَدْ عَلِمْنَا (الآیہ) اور آپ فرمایا: "اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"** تو دو سوالوں کا کیا حال ہو گا؟

حضرت مصطفیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں واقع حُجُب کی تفسیر میں ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہی قیادار الہی، قسم ہے ایک احتمال یہ ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہو کہ تو نے فرشتوں اور مخلوق کے درمیان نمایاں اٹھا دیئے ہیں، یہاں تک کہ بندے جو کچھ کرتے ہیں فرشتے اسے دیکھتے ہیں، لہذا ان کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اس صورت میں یہ جملہ ماثل و سبب **عَلَى خَلْقِكَ** کا ہم معنی ہے اور اس کے مطلب کو مکمل کرنے والا ہے۔

وَأَعْلَنَ لَهُمْ اور تو نے انہیں آگاہی عطا فرمائی ہے اور انہیں مشاہدے کی قدرت عطا کی ہے **(عَلَى مَكْمُولِي عَيْنِهِمْ)** عظمیٰ غیب پر، جس پر تو نے انہیں آگاہ کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور دوسری مخلوقات کو اس پر آگاہی نہیں بخشی۔۔۔ یعنی تیری تیری تیری قدرت تیری اور بندوں میں تیرے احکام پر، فرشتے کسی بھی غیب پر آگاہی نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ کے معلومات میں سے ہر چیز کا بھی احاطہ نہیں کرتے، مگر جتنا کہ رب کریم چاہے، اگرچہ مصنفین کا اطلاق صحیح اور صادق ہے، تاہم مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے امور غیبیہ پر چاہا انہیں آگاہ فرمایا۔

خازن فرشتوں کے سردار حضرت رضوان علیہ السلام ہیں

وَالْأَخْفَرُ مِنْهُمْ خُزْنُهُ خازن کی جمع ہے 'خُزْنٌ' کا معنی ہے اس نے جمع کیا اور اس نے حفاظت کی، خازن فرشتے تو بہت سارے ہیں، لیکن ان کے سردار حضرت رضوان علیہ السلام ہیں۔ **الْخُزْنُ** مراد اس سے جس ہے ابو تمام جنتوں کو شمس ۱۲ قادری، **وَحَمَلُهُ** حمل کی جمع ہے، یہ مشتق ہے حملی سے جس کا معنی ہے اس نے اَحْمَلُ (بِالْعَزْمِ) اللہ تعالیٰ نے **أَلَدْنَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ** رُحْنُ خُزْنُهُ (خافہ ۱۳/۷) یہ بھی ارشاد فرمایا: **وَيُخْبِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَنَابَةٌ الْحَاقَّةُ** پہلی آیت کا ترجمہ: وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے آس پاس ہیں، آیت نمبر: اور آپ کے رب کے عرش کو اپنے اوپر اٹھائیں گے اٹھ فرشتے۔ **وَيُجْعَلُ لَهُمْ جَنَّتُ خُزْنُهُ** اور تو نے انہیں اپنے لشکروں میں سے اکثریت عطا کی۔۔۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لشکر کثیر ہیں، فرشتے، انسان، جنات، شیاطین اور تمام بری اور خبیث حیوانات، ان میں کچھ معلوم ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اور فرشتے ان سب سے بڑا لشکر ہیں۔

فرشتے عیوب و نقائص سے پاک ہیں

(وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْبَرِّ) اور تو نے انہیں مخلوق پر فضیلت دی کہ انہیں نقائص سے پاک کیا اور نور سے پیدا فرمایا: انہیں گناہوں اور بری صفات سے مبرا کیا اور نقائص و آفات سے تقدس بخشا۔ انہیں دربارِ قدس میں ٹھہرایا اور مقامِ اقدس میں جگہ عطا فرمائی وہ دن رات تسبیح کرتے اور جو حکم دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔

(۱) مسطور اشعار: محمد شہین اور صوفیہ کا مذہب ہے جیسے (ابو طالب) مکی نے ان حضرات سے نقل کیا ان صاحب نے کہا کہ یہی اصح ہے کہ انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں، خواہ علوی ہوں یا سفلی یعنی آسمان کے فرشتے ہوں یا زمین کے قاضی ابو بکر بلاقانی استاذ ابو اسحاق اسحاقی، امام عسکری، امام غفر الدین رازی نے المعالم میں اگرچہ محصل میں اس کے برخلاف کہا ہے، امام ابو شامہ اور ابن حزم نے مطلقاً ملائکہ کی افضلیت کا قول کیا۔

(۲) امام آمدی اور علامہ بیضاوی نے کہا کہ اختلاف صرف ملائکہ علویہ میں ہے، جہاں تک ملائکہ سفلیہ کا تعلق ہے تو اس میں اختلاف نہیں کہ انبیاء ان سے افضل ہیں۔

انسانوں اور فرشتوں کی افضلیت میں مذہب احناف

(۳) احناف کا مذہب ہے، وہ کہتے ہیں کہ انسانوں کے رسول، فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں، فرشتوں کے رسول عام مومن انسانوں سے افضل ہیں، اور عام مومن انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

(۴) شیخ فیاء الدین ابو الشیخ سہروردی اپنی کتاب مذہب الصوفیہ میں کہتے ہیں کہ صوفیہ کرام کا اجماع ہے کہ رسولانِ مکرّمی عظیم السلام فرشتوں سے افضل ہیں، فرشتوں کے مومنوں سے افضل ہونے میں اختلاف ہے، مومنوں کی طرح فرشتوں میں سے بعض افضل سے افضل ہیں، امام ابو بکر کلاباذی نے کتاب الجہود لمذہب اهل التصوف میں فرمایا کہ جمہور اہل تصوف ملائکہ اور رسولوں میں سے کسی ایک جماعت کو وہ سری پر فضیلت دینے میں خاموش ہیں، انہوں نے کہا کہ فضیلت اس کے لئے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ذات اور عمل کے اعتبار سے فضیلت نہیں ہے۔

علامہ قنوی نے شرح تعرف میں فرمایا کہ سب سے زیادہ سلامتی والا قول وہ ہے جسے حضرت مصنف (امام کلاباذی) نے جمہور صوفیہ کے ۱۵۰ سے بیان کیا ہے۔ سلامتی ایسی چیز ہے جس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے، فریقین کے دلائل اپنی طرف کھینچتے ہیں اور ہم اس امر کے ممکن نہیں ہیں کہ کسی ایک جانب کو اختیار کریں (اس لئے توقف بہتر ہے) (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

ای جیسا قول حضرت عبد اللہ بن وہب سے روایت کیا گیا ہے، ان کی مجلس میں اس مسئلے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنا جوتا اٹھایا اور باہر چلے گئے اور فرمایا: يَعْظُمُكُمُ اللَّهُ اِنْ تَعُوْذُوْا بِحَبْلِهِ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (النور ۲۴/۱) اللہ ہمیں بڑھائے گا اگر تم مومن ہو۔۔۔ قاضی اعیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں جہیں فصاحت فرماتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہ کہنا، اگر تم مومن ہو۔۔۔ قاضی اعیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان میں

ایک کا دوسرے سے افضل ہونا قطعی ہے، لیکن کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، تعین میں توقف بعد نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قطعی سے معلوم ہوتی ہے، جب کہ فریقین کے دلائل قطعی ہیں، ان ذمہ نے فرمایا: غالباً قاضی نے جو موقف اختیار کیا ہے، وہ حق کے زیادہ قریب ہے۔۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم (امتی) کیا ہر اسی وغیرہ نے بھی توقف کو اختیار کیا ہے۔

انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں

امام تقی الدین سبکی نے فرمایا: ہم انسانوں کو فرشتوں سے افضل قرار دینے کے ممکن نہیں ہیں، اس کے باوجود انہوں نے فرمایا کہ انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں اور نبی اکرم ﷺ کا فرشتوں سے افضل ہونا قطعی ہے، امام سبکی نے شعبہ میں فرشتے اور انسان کے ایک دوسرے سے افضل ہونے پر دلائل کرنے والی حدیثیں روایت کیں، اس کے بعد فرمایا کہ ان کے لئے ایک دلیل اور ایک وجہ ہے، اور معاملہ آسان ہے، اس گفتگو میں صرف یہ فائدہ ہے کہ ایک شے کو اس کی ذاتی حالت پر جانا جائے، علامہ زرکشی نے شرح جامع الجوامع میں اس قول کے نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس سے معلوم ہوا کہ اس پر عقیدہ رکھنا واجب نہیں ہے، جب کہ حضرت مصطفیٰ یعنی ابن سبکی کے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ (امتی) اسی طرح ابن الفاکھانی نے شرح رسالہ میں فرمایا کہ یہ مسئلہ آسان ہے اور اس پر عقیدہ رکھنا لازمی نہیں ہے۔ علامہ الدین تفتازانی نے شرح العقائد السفیہ میں فرمایا: یہ امر محقق نہیں کہ یہ مسئلہ قطعی ہے، اس لئے قطعی دلائل پر اکتفا کیا جائے گا۔ یہ تمام گفتگو قاضی کے گزشتہ کلام کے مفاد کے خلاف ہے۔

(ابو طالب) سبکی نے تصریح کی ہے کہ یہ مسئلہ علمی اور اعتقادی ہے۔ اس میں یقین مطلوب ہے، انہوں نے صوفیہ کرام سے نقل کیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام افضل ہیں، اس لئے کہ وہ کمالات وجود کے خواص کے جامع ہیں اور فرشتے اشرف ہیں، ان کی ذات بسیط ہیں اور وہ ترکیب کی آلائشوں سے بعید ہیں، پس افضل اور اشرف ہونے میں فرق ہے، اسی طرف عزالدین کا کلام قواعد میں اشارہ کرتا ہے، یہ پانچواں مذہب ہے، اور صوفیہ کا تیسرا مذہب ہے، ان کا پہلا مذہب شیخ سبکی کا مختار ہے، ان دونوں مذہبوں میں شخصیت کے بارے میں غور و خوض کیا گیا ہے، دوسرا مذہب امام کلاباذی کا ہے کہ اس بارے میں سکوت کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی افضلیت تمام مخلوقات پر قطعی ہے

پھر انکار انکار میں علامہ آمدی کے کلام کا ظاہر اور احیاء العلوم میں امام غزالی کا موقف یہ ہے کہ اختلاف پایا جاتا ہے، جب تک کہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بھی اختلاف ہے، لیکن فخر رازی اور ابنی نے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق افضل ہیں، اسی پر اجماع ہے اور کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ چونکہ علامہ سراج بلقیسی کے سامنے یہ اجماع نہیں تھا، انہوں نے اس کا اعتبار نہیں کیا یا اس پر بزم نہیں کیا، اس لئے انہوں نے مصالح الاصلین میں افضلیت کے بارے میں اختلاف

ذکر کر کے فرمایا کہ اختلاف نبی اکرم ﷺ کے ماسوا کی افضلیت کے بارے میں ہونا چاہئے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی قہم مخلوق سے افضل ہیں، اسی طرح علامہ یحییٰ نے نبی اکرم ﷺ کی افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے، اگرچہ انہوں نے اجماع نقل نہیں کیا، جیسے کہ اس سے پہلے بیان ہوا۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ممکن ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں التوری سے مراد انسانوں کے ماسوا مخلوق ہو، تب تو فرشتے مطلق افضل ہوں گے، یہ بھی احتمال ہے کہ التوری انسان کو شامل ہو اور اس سے مراد جنس ہو، لہذا یہ لازم نہیں آئے گا کہ فرشتے انسان کے ہر ہر فرد سے افضل ہوں، کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام ان سے افضل ہیں۔

۱۔ (وَأَسْكَنْتُ فِيهِمُ الْجِبَالَ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ وَيُحْيَىٰ) اور تو نے انہیں آسمانوں میں ٹھہرایا۔۔۔ تو آسمان ان کا مقام اصلی ہے، یا یہ مطلب ہے کہ اکثر فرشتے آسمانوں میں رہتے ہیں۔۔۔ اور تو نے انہیں یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے، آسمانوں میں فرشتوں کے علاوہ کوئی انسان اور جن نہیں رہتا، ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہاں الہی رہتے ہیں (العلیہ السلام) کی جو مقابل ہے سفلی کے، مشتق ہے جملو سے جس کا معنی بلندی ہے، اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ فقط جسی بلندی مراد ہو، دوسرا احتمال یہ ہے کہ جس اور معنوی بلندی مراد ہو، بہر صورت حضرت مصنف کے کلام میں آسمانوں کی فضیلت اور آسمانوں کے زمین سے افضل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

آسمان افضل ہیں یا زمین

اس مسئلے میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا کہ آسمان افضل ہیں، کیونکہ وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے، فرشتے جو گناہوں سے پاک ہیں آسمانوں پر رہتے ہیں، انبیاء کرام کو ان کی طرف عروج بخشا گیا، ان کی روحیں آسمانوں پر رہتی ہیں، وہ گناہوں سے پاک ہیں، ان پر گناہ نہیں کئے گئے، دوسرا نہی احکام اور قرآن پاک جو احکام پر مشتمل ہے ان سے نازل ہوا، کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ قرآن پاک لوح محفوظ سے واقعات کے مطابق ترتیباً نازل ہوا، آسمان بلند ہیں اور اکثر آیات میں ان کا ذکر زمین سے پہلے ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ زمین افضل ہے، کیونکہ وہ نوع انسانی کے پیدا ہونے کی جگہ ہے، انبیاء کرام (کے اجسام) اسی سے پیدا کئے گئے، اور اسی میں انہیں دفن کیا گیا، انبیاء کرام فرشتوں سے افضل ہیں، مکان کو مکین کی بدولت زیادہ شرافت حاصل ہوتی ہے، بعض علماء نے کہا کہ یہ اکثر علماء کا قول ہے، اہم نووی نے فرمایا کہ پہلا قول جمود علماء کا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

شیخ مرصفی کے پوتے شیخ ابو عبد اللہ العمری نے الشجرة المفرقة فی المسائل المتبوعة میں فرمایا: آسمان زمین سے افضل ہے، لیکن زمین کا وہ ٹکڑا جو نبی اکرم ﷺ کے اعضاء شریف سے متصل ہے وہ آسمانوں پر عرش، کرسی، جنت، لوح و قلم، بیت معبود اور معصوم و محرم فرشتوں کی قیام گاہیں ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور انہیں جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرتے ہیں، آسمانوں ہی سے ہمارے رب کا حکم نازل ہوتا ہے، ان کی طرف ہی نبی اکرم ﷺ کو

کرائی گئی، وہیں حضرت ابراہیم، موسیٰ، یارون، عیسیٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہی وہی آپ پر وحی نازل کی گئی، جو نازل کی گئی، آپ کو آپ کے رب کے جلوے سے قرب پھر مزید قرب حاصل ہوا۔ انوارِ حق کے جلوے اور آپ کے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رہا، بلکہ اس سے بھی کم، آپ پر ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض تھیں اور وہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر ازراہِ لطف و کرم تخفیف فرمائی، یہاں نمازیں پانچ رو تکیں اور ثواب پچاس ہی گائے گا، حدیث شریف میں ہے کہ ہمارے رب کا حکم ہر رات آسمان و نیالی طرف ہوتا ہے، ارشاد فرماتا ہے کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے؟ کہ میں بخش دوں، کیا کوئی ایسا ایسا ہے؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے (۱۱۵)

۱۱۵ (وَنَزَّلْنَاهُمْ) اور تو نے انہیں دور کیا (اَعِنِ الْمُضْغَصِي وَالْذَّنَاءُ ابِ الذَّنَاءُ فَاِىَ مَجْعِ) اللّٰہی حقیر، خیس، دیکھ، شے کو کہتے ہیں (وَقَدْ نَزَّلْنَاهُمْ) اور تو نے انہیں متوہ، بعید اور پاک کیا (اَعِنِ التَّقَابِصِ) جمع ہے تَقْبِصَہ کی جس کا معنی ہے جو شرعاً یا بیضاً کھنڈیا اور مذموم ہو۔ یا وہ خصلت جو کمزور ہو (وَالْاَفَاغِیْبِ) جمع ہے اَفْکِ، بھاری (فَضْلًا) فاء سمیعیہ کے لئے استعمالاً (لَا مُبْتَغَارَہُمْ) اَفْکِ کے متعلق ہے جو بعد میں مذکور ہے (بِہَا) باء سبیہ ہے اور اس کا تعلق تَجَعَّلْنَا سے ہے، اب غدار طرح ہو گی، وَتَجَعَّلْنَا بِہَا اَفْکِ لَا مُبْتَغَارَہُمْ یعنی ہمیں فرشتوں کے استغفار کا اہل بنا۔۔۔ فرشتوں پر ایسی رحمت ہو گی اس کی برکت سے ہمیں وہ صلاحیت حاصل ہو جائے جس کی بدولت ہم ان کے استغفار کے اہل ہو جائیں، کیونکہ وہ اللہ والے اور صراطِ مستقیم کی پیروی کرنے والے مومنین ہی کے لئے استغفار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجمہ یہ ہے فرشتے جو عرش کو اٹھاتے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں، اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اس پر ایمان والے کے ایمان والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

۱۱۶ (وَالَّذِیْنَ شَرَحْتَ) وہ انبیاء و رسل کہ تو نے کھول دیا اور وسیع کر دیا (صَلُّوْا وَرَہْمُ) ان کے دلوں کو۔۔۔ (صَلُّوْا) صدر کی جس کا معنی ہے بہت، اس جگہ اس سے مجازاً دل مراد ہے، ذکر ہے شے کے محل اور لازم کا اور مراد خود شے ہے، اس جگہ جمع کا جمع سے مقابلہ ہے، جس میں تقسیم آحاد پر ہوتی ہے۔ ۱۱۷ (ہِیَے ذَکَبَ الْقَوْمُ ذَوَاتِہُمْ وَنَبِیُّوْا اٰیَاتِہُمْ) یہ ہے کہ ہر شخص اپنے چار پائے پر سوار ہوا اور اس نے اپنے کپڑے پیچھے، اسی طرح مشن کی عبارت کا معنی یہ ہو گا کہ ذوالکبریا ایک نبی اور رسول کا سید نکلا، ۱۱۸ (اس سے پہلے دو جگہ ایسی ہی تفسیر کی جا چکی ہے (۱) عَزَّذَکَلِّ شَعْرَہُ فِیْہِ اَنْذَابُہُمْ وَجُجُوْہُہُمْ وَغُلٰی زُفُیْسُہُمْ۔۔۔ شریں صدر میں مجاز ہے، کیونکہ شرح کا معنی ہے اجسام کو وسیع اور فراخ کرنا، اور جب ہمیں اور فراخ ہو گا تو اس میں داخل ہونے والی بڑی چیز کے لئے تیار ہو گا، اس جگہ دل کے تیار کرنے، منور کرنے اور قبول کرنے کے لئے تیار کرنے کو تشبیہ دی گئی ہے، شرح اور وسعت کے ساتھ اور دل کی قبولیت کی صلاحیت، اس کے ایمان، ہدایت، نصرت کے حاصل کرنے کو تشبیہ دی گئی ہے، کھلے اور فراخ جسم میں داخل ہونے سے۔

نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوتی

(وَأَوْذَعْتُهُمْ) اور تو نے ان سے حفاظت طلب فرمائی ہے (وَجَعَلْتُكَ) اپنی نبوت اور وحی کی (وَوَلَّوْا فَنُفِثَتْهُمْ لِنُبُولِكَ) ایک نئے میں ہے (لِنُبُولِكَ) باہر جارہے کے ساتھ، یعنی تو نے نبوت کو ان کے لئے ہار کی طرح بنا دیا جس کے ساتھ گردن کو رحمت دی جاتی ہے، یا یہ مطلب ہے کہ تو نے نبوت کو ان کے گلے کا ہار بنا دیا اور منصب نبوت کی ذمہ داریاں ان کے اختیار، عمل اور کسب کے بغیر ان پر لازم کر دیں، اس میں اشارہ ہے کہ نبوت کسی نہیں ہے، اسے کوشش اور طلب سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، بلکہ یہ عطیہ ربانیہ ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی عنایت اور تخصیص ہے، اس شخص کے لئے جسے اللہ تعالیٰ اس منصب کے لئے تیار فرماتا ہے، اور اپنے بندوں میں سے منتخب فرماتا ہے۔ اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ منصب نبوت کا ہار ان کے گلے کا ہار بنا دیا گیا، فرض کریں اگر وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونا بھی چاہتے تو ان کی محبوبیت، مرتبے کی لطافت اور مقام کی بلندی کی بناء پر ان کی یہ خواہش پوری نہ کی جاتی۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی کی دعا کا جواب

یہ اسی طرح ہے جیسے شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے قوی مشاہدہ میسر ہوا، میں نے دعا کی کہ مجھے اس سے پوشیدہ کر دیا جائے، تو مجھے کہا گیا کہ اگر تم یہ دعا اس طریقے سے مانگتے جس طریقے سے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا مانگی تھی تو تمہاری دعا قبول نہ کی جاتی، ہاں! تم مشاہدے کی قوت کا سوال کرو، میں نے قوت مشاہدہ کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت عطا فرمادی۔

سو صحیفے اور چار کتابیں

(وَأَتَرْتُهُمْ كُتُبًا) کتب کی جمع ہے جس کا معنی ہے مکتوبات، وہ تسمیہ یہ ہے کہ اہل علم اس امر کے درپے ہوتے ہیں کہ اسے لکھا جائے، یا اس لئے کہ وہ جمع لیا ہوا کلام ہے، کتب کا معنی ہے جمع کرنا، یا اس لئے کہ اسے لکھے جانے کے بعد کتاب کہا جاتا ہے، یا اس لئے کہ وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کی گئی کتابیں ایک سو چار ہیں، حضرت ثبٹ علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل کئے گئے، تین حضرت اور یس پر دس حضرت ابراہیم پر اور تورات سے پہلے حضرت موسیٰ پر دس صحیفے نازل کئے گئے، ان کے علاوہ چار کتابیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک نازل کی گئیں۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لایا کرتے تھے۔

(وَأَخَذَتْ بِصِمِّهِمْ خُلُفَتُكَ) اور تو نے ان کے ذریعے اپنی مخلوق کے مکلفین کو ہدایت دی یعنی انبیاء کرام کے ذریعے انہیں

ہدایت کا راستہ واضح فرمایا اور ان میں سے جس کو چاہا اسے اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی اَوْ شَوْفَا اِلٰی جَنَّةٍ مِّنْ دُونِ هٰذَا جَنَّاتٌ مِّنْ ذَاتِ اَبْوَابٍ مُّخْرَجَةٍ ۚ فِيْهَا نَاقُورٌ مَّاءٌ لَّيْسَ فِيْهِ كَيْدٌ وَلَا عَذَابٌ ۚ ۝۱۰۱ جیسے وہ دے کی طرف شوق دلایا۔ یعنی جنت اور جنتی نعمتوں کے ذکر و توصیف کے ذریعے اور یہ بیان کر کے کہ جنت کا وعدہ فرمایا ہے، برحق ہے۔ اَوْ شَوْفَا اِمَّا زَعْبُدُنَا ۚ اور تیری وعید یعنی آگ اور اس کے عذاب و عقوبت سے ڈرنا۔ ذکر کیا اس کے اوصاف بیان کئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی وعید برحق ہے اَوْ اَشْكُوْا اِلٰی سَيِّدِنَا ۚ اور تجھ تک کہ راستے کی راہنمائی کی، وہ راستہ جو توتے بندوں کے لئے قائم فرمایا اور انبیاء کرام کو اس پر چلنے کی راہنمائی کا حکم فرمایا۔ بلایا، جسے شوق دلایا، جسے ڈرایا گیا اور جس کی راہنمائی کی گئی وہ مخلوق ہے، اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس کے بارے میں غرض متعلق نہیں ہے، پھر یہ کہ وہ معلوم ہے۔ اور اسی پر حجت قائم کی گئی، جس طرح آئندہ جسے میں ہے۔ اَوْ فَالْمُرْسَلِ ۚ اور وہ ہمیری جنت تیرے بندوں پر قائم کرنے کے ساتھ قائم ہوئے، انہوں نے تیری جنت کو ظاہر کیا اور بندوں کے بارے میں اور واضح کیا، اس جگہ قیام کا معنی ہے کسی شے کی رعایت اور حفاظت کرنا اور اس میں عزم اور کوشش کو اختیار کرنا۔ یہ ماقبل کا مرادف ہے۔ وَ هٰذَا لَنَا بِالْمُصَلَّاتِ غَلِيْبَةٌ ۖ اور ان پر صلوٰۃ و سلام کے سبب۔۔۔ صلوٰۃ میں سلام بھی داخل ہے۔ عَظِيْمًا ۚ اجر عظیم عطا فرما۔

ہٰذَا شَوْفَا یعنی تو پورا فرما کے، بھلا عطا خفہ، اس رحمت کے ذریعے ہماری طرف سے آپ کا حق ہو ہم پر (الْعَظِيْمُ) بڑا اور بزرگ حق جسے ہم ادا نہیں کر سکتے، اور جسے پورا کرنا ہمارے بس سے باہر ہے، مگر یہ کہ تو اپنے فضل و طرف سے ادا فرما دے۔

جمال، کمال، حسن کا نام ہے

(صاحبِ الحُسنِ وَالْجَمَالِ) ان دونوں لفظوں کا معنی ایک ہے، یہ دونوں لفظ صورت و سیرت اور فعل کو شمس و القویہ نے کہا، سَمَّیَ الشَّيْئَ جَمَالًا ثُمَّ حَسَنًا، اس نے شے کو جمال عطا کیا پھر حسین بنایا، اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ نزدیک جمال کمال حسن کا نام ہے، مطلق حسن کا نام نہیں، بعض علماء نے کہا کہ حسن کا تعلق صورت سے ہے تعلق سیرت سے ہے، صحن سے منقول ہے کہ حسن آنکھوں میں ہوتا ہے اور جمال ناک میں، صلاحیت مشہور ہے۔ حسن میں الف لام کمال کے لئے ہے، یعنی حسن و جمال کی حقیقت اور کمال نبی اکرم ﷺ کے لئے ہے، آپ ان کے حامل ہیں، ان میں کوئی دوسرا آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ آپ اسی طرح ہیں جس طرح علامہ بو میری رحمہ اللہ تعلق ہے۔

فَقِيْهُ الدِّیْنِ ثُمَّ مَعْنَاهُ وَضُوْرَتُهُ
فَمِنْ اَصْلِفَاہُ حَبِيْبَتَا قَارِئِ التَّسْمِ
مَنْزُوْرَةٌ عَنْ شَرِيْكَ فِیْ مَخَاصِبِهِ
فَيُجَوِّزُ الْحُسْنَ فِیْهِ عَنِ مَخَاصِبِهِ

پس آپ کی ذاتِ قدس وہ ہے جس کا باطن اور ظاہر مکمل ہوا، پھر رُوحوں کے پیدا کرنے والے نے آپ کو محبوب منتخب فرمایا، آپ کی خوبیوں میں کوئی شریک نہیں ہے، کیونکہ آپ کے حسن کی ذات ماقبل

تقسیم ہے۔

مواہب لدنیہ میں ان اشعار کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حسن کامل کی حقیقت آپ کی ذات القدس میں پائی جاتی ہے کیونکہ کسی دوسرے کا نہیں آپ ہی کا باطن ہے جو اعلیٰ ترین درجے کے کمال پر فائز ہے اور حقیقت حسن آپ کے اور کسی بھی دوسرے کے درمیان منقسم نہیں ہے اور نہ آپ کا حسن کامل نہیں ہو گا کیونکہ اگر حسن منقسم ہو تو آپ کے حصے میں اس کا بعض ہی آئے گا لہذا کامل نہیں ہو گا (اھ)

تاریک جگہ روشن ہو جاتی

شفاء ابن سبع میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے نور سے تاریک گھر روشن ہو جاتا تھا لیکن آپ کا پورا حسن ہمارے سامنے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر آپ کے حسن کی حقیقت ہمارے سامنے ظاہر ہو جاتی تو ہماری آنکھیں اس کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں اسی طرح آپ کی عقل شریف ہمارے سامنے مکمل طور پر ظاہر نہیں ہوئی کیونکہ ہمارے دل اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہم تمہاری عقلوں کی مقدار پر غفلت کرتے ہیں (اھ) اس کی طرف امام قرطبی اور عزنی نے اشارہ کیا

حسن یوسف علیہ السلام حسن محمدی کا جز ہے

شیخ ابو محمد عبد الجلیل قصری شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن آپ کے حسن کی ایک جز ہے کیونکہ وہ آپ کے اسم مبارک کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت مبارک کو ایت اور وقار کے ساتھ پوشیدہ نہ کیا ہوتا اور کچھ دوسرے لوگوں (منکرین) کو آپ کے دیدار سے اندھانہ کیا دیا ہوتا تو کوئی شخص آپ کی طرف ان دنیاوی اور کمزور آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا۔

ندھیرے میں سوئی مل گئی

حضرت عائشہ صدیقہ اکبرہ کی سوئی ندھیرے میں ان کے گھر میں گر گئی جسے انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چہرے نور کی روشنی میں دیکھ لیا حدیث صحیح میں ہے کہ آپ کا چہرہ انور سورج اور چاندیوں کے چاند کی طرح تھا اور ایسا نورانی تھا کہ شخص آپ کی زیارت کر سکتا تھا بعض صحابہ تو آنکھ بھر کر آپ کی طرف نہیں دیکھ سکتے تھے (اھ) امام علامہ بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب کہا ہے:

أَعْيَى النَّوْزَى فِيمَا مَعْنَاهُ فَلَيْشَ يَزَى لِلْقُرْبِ وَالْبَعْدِ عَيْتُ مَنْفَعِهِ

مَكَائِلُ شَمْسٍ تَطْهَرُ بِالْمَغْنَبِينَ مِنْ بَغْدٍ
 صَغِيرَةً وَتَكْبَلُ الظَّرْفَ مِنْ اَمَمٍ
 آپ کی حقیقت کے قسم نے تمام مخلوق کو عاجز کر دیا، میں قریب ہو یا بعید کوئی بھی ایسا نہیں دیکھا جاتا کہ
 عاجز نہ ہو۔ جیسے سورج دور سے آنکھوں کو چھوٹا دکھائی دیتا ہے، قعدا اس کی طرف دیکھا جائے تو آنکھوں
 کو چند صیاد دیتا ہے۔

وَالنَّبِيَّةُ (یعنی حسن والا) اس کا اطلاق سرور پر بھی کیا جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس جگہ یہ معنی مراد ہو۔ وَالْمَكْسَلُ
 تہال کا عملہ ہے جس کا تعلق خالق اور مخلوق کے معاملہ کے ساتھ ہے، یا اس تہال کا تحت ہے جس کا تعلق خاص
 اخلاق، احوال بالحدہ اور خالق و مخلوق کے معاملہ سے ہے۔
 وَالنَّبِيَّةُ اس کا معنی بھی تہال ہے، البتہ! ابن القوطیہ اور اساس میں زحشری کے کلام سے ان کے درمیان فرق
 ہوتا ہے، ابن القوطیہ نے کہا: نَبِيَّةٌ: بَنِيٌّ اور نَبِيَّةٌ کا معنی ہے فلاں شے کے جمال نے آنکھ کو بھر دیا، اس میں ہے شنیعہ
 اس کا حسن آنکھ کو بھر دے اور تہب میں ڈال دے، 'فَذِ نَبِيَّةُ الشَّيْءِ وَنَبِيَّةُ اس شے کی آب و تاب نے آنکھ کو بھر دیا
 میں اس کے وزن میں اضافہ کیا ہے کہ یہ دُخْلًا اور سَخْنًا کی طرح بھی آتا ہے، جو حشری نے یہ دو وزن بیان نہیں کئے۔

کائنات کا حسن نبی کریم ﷺ کے حسن کی جھلک ہے

وَالنُّحُورُ قرن قیاس یہ ہے کہ حضرت مولف کی مراد نبی اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس اور آپ کی ذات ظاہرہ کا نور ہے
 البیضاء اور البیضاء کے مناسب ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ حسن و جمال میں ایسے نور والے ہیں جو آپ پر جھلکتا ہے
 سے قرن قیاس یہ ہے کہ آپ کی ذات کا وصف بیان کیا جا رہا ہے۔ ایک احتمال یہ ہے کہ کائنات کا حسن و جمال و دلکشی
 رونق اور نور مراد ہو، یعنی یہ سب نبی اکرم ﷺ سے ہے۔ آپ ہی اس کا سرچشمہ ہیں اور سب کی نسبت آپ ہی
 ہے، اور آپ ہی اس کے صاحب ہیں، پس ہر حسن و جمال، خواہ صورتی اور کمال، رونق اور نور جو وجود میں ظاہر ہے
 حادث موجود میں مشاہدہ کیا گیا ہے، اس کا اصل اور سبب آپ ہی ہیں، ملک اور ملکوت اور عالم بالا میں آپ ہی اس کا
 الٰہی کئے دیجئے کہ آپ ہی سب کی زینت ہیں اور آپ ہی موجودات خارجیہ کی آنکھ کی تکی ہیں، آپ ہی سے تمام
 انوار نمودار ہوئے، پس عالم دنیا کے باغات آپ ہی کے جمال کے پھولوں سے دلکش اور روح پرور ہیں اور عالم بالا
 آپ ہی کے انوار کے فیض سے لہلہا ہیں، ہر (ممکن) شے آپ ہی سے وابستہ ہے، کیونکہ اگر واسطہ نہ ہو تو ذی
 برقرار نہیں رہے گا۔

وَالْمُؤَدَّبُ (یہ جنتیوں کے نو عمر خادم اور غلام ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے) یہ صحیح ہے ولید کی جس کا معنی
 ابن علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ نوخیز ہی رہیں گے اور ان کی حالت تبدیل نہیں ہوگی (احاد) وَالنُّحُورُ یہ اہل جنت کی پیروں
 جنت میں پیدا کی گئی ہیں، ان کی آنکھوں کی سیاہی بھی شدید ہے اور سفیدی بھی شدید، اس کا دایہ خوراء ہے وَالنُّحُورُ

حرف پر پیش 'دوسرے پر زور' یہ جنت میں بلند و بالا منازل ہیں 'اس کا واحد غَرْفَةٌ ہے (وَالْقُطُوبُ) جنتی محلات 'اس کا واحد قُصْبٌ ہے 'جو متعدد رہائش گاہوں اور کمروں پر مشتمل ہے۔ اشیاء مذکورہ اولہ الدان 'نور' غُرف اور قُصُور) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہیں (یہ تو آپ کے امتیاز کو بھی حاصل ہوں گی) لیکن آپ تمام اہل جنت سے اجل اور اعظم ہیں 'سب سے زیادہ جہد آپ ہی کا ہو گا' سب سے بلند و بالا آپ ہی کا مقام ہو گا' سب سے زیادہ نورانی اور شرف والا آپ ہی کا مرتبہ ہو گا' سب سے زیادہ ثواب اور 'ممتاز مہمانی آپ ہی کی ہو گی۔ دوسروں کو ان نعمتوں کے حصول کی خریدنے والے آپ ہی ہیں 'ان نعمتوں کے حاصل ہونے کا سبب بھی آپ ہی ہیں 'جنت اور اس کی تمام نعمتیں آپ ہی کے نور سے اور آپ ہی کے لئے پیدا کی گئی ہیں 'پس آپ ہی ان سب کے مالک ہیں۔

شکر کرنے والی زبان

وَاللِّسَانُ لام تعریف کے ساتھ اور می صحیح ہے 'نسخہ سلیہ اور ایک دوسرے قدیم نسخے میں الف لام کے بغیر اور ما بعد کی طرف مضاف ہے 'الشُّكْرُ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنے والی زبان والے۔۔۔ آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کرتے تھے اور اس کے شایان شان تعریف و ثناء کرتے تھے 'چونکہ آپ اللہ تعالیٰ کی بکثرت حمد کیا کرتے تھے اور ان کے حقوق کا حق ادا کیا کرتے تھے 'چنانچہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف فرمائی اور ان کی جانی اور مالی خدمات کا اعتراف فرمایا 'اور انہیں فرمایا: تم نے تصدیق کی 'جب کہ دوسرے لوگوں نے تکذیب کی تھی' اور انصار کی تعریف فرمائی کیونکہ انہوں نے آپ کو اپنے ہاں ٹھہرایا اور آپ کی خدمت کی 'حضرت خدیجہ کی تعریف فرمائی کیونکہ انہوں نے آپ کے ساتھ بہترین انداز میں زندگی بسر کی' اسی طرح حضرت عثمان غنی کی تعریف فرمائی کیونکہ انہوں نے جیشِ امراء کے لئے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے دربیغ مال خرچ کیا' نیز دیگر صحابہ کی بھی تعریف فرمائی 'رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

قلب مشکور

وَالْقَلْبُ الشُّكْرُ ایسے دل والے جس کی تعریف کی گئی اور اس کی سچائی اور بھلائی کی گواہی دی گئی 'اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَابْتَكَ لَعَلِّي خُلِقَ عَظِيمُ الْقِسْمِ 'اور بے شک آپ عظیم خلق پر فائز ہیں' اور فرمایا: هَذَا كَذَبُ الْغَوَاةِ هَذَا آئِي (النجم) ص ۱۰۱ دل نے اس کے خلاف نہ کہا جو چشمِ اقدس نے دیکھا' یہ بھی فرمایا: اَلَمْ نَخْلُجْ لَكَ صَدْرَكَ الْاِنْشِرَاحُ '۱۰۹ کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کے سینے کو کھول نہ دیا؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کی طرف نظر فرمائی تو ان میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل اقدس کو اپنے لئے منتخب فرمایا 'اور آپ کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا' حضرت ابوالحسن نوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو ملاحظہ فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل انور سے براہ کر کسی دل کو اس ذاتِ کریم جل مجدہ کا شوق نہ رکھنے والا نہ پایا 'تو آپ کو جلد شرفِ ہم کلامی عطا فرمانے کے

لئے معراج کا اعزاز عطا فرمایا۔

علم کا شہر

وَالْعِلْمُ الْمَشْهُورُ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ يَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء ۷۰) کہ وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل آپ پر عظیم ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والے اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والے ہیں۔ یہ بھی فرمایا: ہم علم کا شہر ہیں اور علی رضی اللہ عنہ دروازہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولین اور آخرین کا علم عطا فرمایا اور آپ کو وہ حکمت عطا فرمائی جو تمام جہانوں میں سے کسی کو نہیں فرمائی۔ کیوں نہ ہو جب کہ آپ علم کا شہر اور حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نیز آپ کی نظر کو قوت، آراء کو درستی اور ذکاوت کو کمال پہنچایا، جس سے آپ کے علم اور معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نیز آپ کی نظر کو قوت، آراء کو درستی اور ذکاوت کو کمال پہنچایا، جس سے آپ کے علم اور معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نیز آپ کی نظر کو قوت، آراء کو درستی اور ذکاوت کو کمال پہنچایا، جس سے آپ کے علم اور معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

فرمائی، علم میں آپ کو اس مرتبے پر فائز کیا جہاں تک تمام مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچتا، یہ سب ہر اس شخص کو مخصوص ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی سیرت اور احوال کی تفصیلات کا مطالعہ کیا ہے، اور جس نے آپ کے کلمات، جامد، حسن، شاکل، عجیب، ہیبت والی احادیث (مخصوصاً جن میں آئندہ احوال کی نیکی اور نیک خبریں ہیں) کا مطالعہ کیا اور تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب میں مندرجات کا یہ علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا، اقوام سابقہ کے حالات اور ان کی تاریخ، ضرب الامثال، مخلوقات کی خصوصیات، احکام شریعہ کا بیان اور ان کی بنیاد قائم کرنا، آداب غیسرہ کی بنیاد رکھنا اور انہیں حاصل کرنا، اوصاف حمیدہ سے موصوف حاصل کرنا، ان کی تکمیل کرنا اس کے علاوہ آپ علوم مختلفہ کے نہ صرف جامع ہیں، بلکہ ان سے صحابہ کرام کو بہرہ ور بھی فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا متاخرین میں جو بھی متفرق علوم کا بہذا فاضل ہوا جس کی طرف لوگوں نے اونٹوں پر سوار ہو کر سفر کیا، اس کے لئے حضور ﷺ کا کلام راہنما تھا اور آپ کا اشارہ اس کے لئے جہت تھا، خواہ حسن عبارت راہنما ہو یا تنبیہ اور اشارہ (ان متفرق علوم میں سے بطور مشقہ از خود اسے چند علوم یہ ہیں) حساب، فرائض، امیرات، نسب، مذاہب علوم، اللہ تعالیٰ کی معرفت، عظمت اور فتوحات غیبیہ (ان علوم سے آپ نے صحابہ کرام کو بھی فیض یاب فرمایا) جلاکہ نبی اکرم ﷺ نے کسی انسان سے علم نہیں کیا، کسی کے پاس پڑھا نہیں، کسی سے راز و رسم نہیں رکھی، کسی پہلے مصنف کی تصانیف کا مطالعہ نہیں کیا، مگر یہ علم سے نشأت و برخاست نہیں رکھی، بلکہ آپ نبی نبی ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ کھول دیا، آپ کا ماحول آسمان کر دیا، آپ علم کو ظاہر کیا، آپ کا مرتبہ بلند فرمایا، دنیا و آخرت میں تمام جہانوں پر آپ کی فضیلت ظاہر فرمادی، پہلے رسولوں کی رسالت کمال آپ پر ختم کر دیا، صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیہم اجمعین۔

میں نے ایک نسخے میں لفظ غلیم پہلے دو حرفوں کی زبر کے ساتھ پایا، غلیم، اس لحاظ سے مابعد کے زیادہ مناسب ہے کہ غلیم کا صحیح جہذا ہے اور نبی اکرم ﷺ کا جہذا سر بلند (ربا اور) ہے، یہ اشارہ ہے جہاں کی طرف جس کے ساتھ آپ جیسے کے یا جہاد کے دوام اور تسلسل کی طرف اشارہ ہے یا آپ کی فتح و نصرت کی طرف اشارہ ہے، اس طرح یہ مابعد کے معنی میں ہے۔

کیونکہ خلقت ضرورہ شکر والے کے بارے میں کیا جاتا ہے کہ میں نے اس کا جہنم اسراروں دیکھا اور العلیہ المستغنیہ کا معنی ہو گا جن کا جہنم الہرایا گیا ہے اور الہر انا ہی ربہ ۱۴ قادریؒ یہ بھی احتمال ہے کہ لواء الحمد مراد ہو جس کے ساتھ آپ قیامت کے دن مشہور و معروف ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور علیہ السلام صاحب اولاد

والجنتی اس کا معنی ہے لشکر یا وہ تہمت ہو جنگ وغیرہ کے لئے روانہ ہو رہی ہو۔ والمنصور اور امداد سے ہوئے لشکر والے۔۔۔ نبی اکرم ﷺ کے لشکر کی فرشتوں کے ساتھ نصرت و امداد اور ان کا آپ کے پیچھے چلنا جہاں بھی آپ تشریف لے گئے اور آپ کی معیت میں جنگ کرنا مشہور و معروف ہے اور یہ حدیث بھی مشہور ہے کہ ہمیں ایک مہینے کے فاصلے پر رعب کے ساتھ امداد دی گئی۔ وَالْقَبِيضِ وَالنَّاتِبِ شَلِید کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ صاحب اولاد تھے، بانجھ تھیں تھے کیونکہ بانجھ ہونا پیدا کنشی نقص ہے اور مزاج کا اعتدال سے منحرف ہونا ہے اس صفت میں آپ کی کمال خلقت اور طبیعت کے اعتدال کے ساتھ تعریف ہے یہ بھی احتمال ہے کہ اس وصف میں آپ کی اولاد کی طرف اشارہ ہو جو حضرت علی مرتضیٰؑ سے ہوئی اور دنیا بھر میں پھیل گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی اولاد حضرت علی مرتضیٰؑ سے عطا فرمائی جیسے حدیث شریف میں ہے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی نسل باقی ہے اور منقطع نہیں ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ازواج مطہرات

وَالْاَزْوَاجِ الطَّاهِرَاتِ ازواج مطہرات کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا نام ابو مروان الطہمی کی طویل حدیث میں وارد ہوا ہے جسے انہوں نے ان فوائد میں روایت کیا ہے جو انہوں نے اپنے ہاتھ سے شیعہ اور مکہ طرمہ زادہ اللہ تعالیٰ شرفا میں اپنے مشائخ سے حاصل کئے اس حدیث کو انہوں نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ ابن عمرؓ اور ابو سعید خدریؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا اس حدیث کے سیاق سے پتا چلتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی وہ ازواج مراد ہیں جو حوروں اور دیگر خواتین میں سے جنت میں ہوں گی ان کی طہارت سے مراد یہ ہے کہ وہ جنس عورتوں کی دیگر نجاستوں اور باقی نجاستوں سے پاک ہوں گی جو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں ہیں مثلاً بیٹاب وغیرہ اور اگر نبی اکرم ﷺ کی وہ ازواج مراد ہوں جو دنیا میں تھیں تو ہو سکتا ہے کہ اس صفت میں اس طرف اشارہ ہو کہ آپ نے رہبانیت کو اختیار نہیں فرمایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام میں رہبانیت نہیں ہے یہ بھی فرمایا: لیکن ہم روزہ رکھتے ہیں اور نظارہ بھی کرتے ہیں قیام بھی کرتے ہیں اور استراحت بھی کرتے ہیں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتے ہیں یہی جو شخص ہماری سنت سے اعراض کرے گا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے نیز عورتوں سے الگ رہنے سے منع فرمایا۔

مکتب میں آیا، اسے بد کر دیا گیا تھا، حضرت عبد المطلب نے اس کی کندہائی اور تجدید کی۔ چنانچہ کو زمزم کا پانی پلانے کا منصب ان کی اولاد کے پاس تھا، اس لئے چاہہ زمزم نبی اکرم ﷺ کا ہوا۔

مقام ابراہیم اور زمزم کی عظمت و شرافت

والضفاہ۔ یعنی مقام ابراہیم والے۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے جد امجد ہیں، شہر مکہ مکرمہ آپ کا شہر ہے، اسی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اسی میں آپ نے نشہ و نما پائی، لہذا مقام ابراہیم جد امجد کی وراثت کے طور پر آپ ہی کا ہوا، زمزم اور مقام ابراہیم کی شرافت اور عظمت شان شہہ اتفاق ہے، نبی اکرم ﷺ کی طرف ان کی نسبت آپ کی عظمت و شرافت بیان کرنے کے لئے ہے، اسی درود شریف میں ان کی نسبت سے آپ کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے کہا گیا ہے الزلف من المکئی التبیہ

والمنشعر النحر، یہ جہاں بھی مکہ معظمہ میں ہے اور شہر کج میں سے ہے، اس کی نبی اکرم ﷺ کی طرف اضافت بھی آپ کی عظمت اور شرافت کے بیان کے لئے ہے۔ ابو الجنباب الانعام گناہوں سے دوری اور علیحدگی اختیار فرمانے والے۔۔۔۔۔ اہام جمع ہے اہم کی، اس کا معنی ہے گناہ اور ایسا کام جس کا کرنا جائز نہیں ہے، چونکہ نبی اکرم ﷺ مصوم اور امین ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو پاک فرمایا اور آپ کی اقتداء واجب ہے، اس لئے گناہ کا صدور آپ کے حق میں جائز نہیں ہے۔

تیموں کی پرورش کرنے والے

اوثریتہ ایہ زبیکہ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے میں نے اسے غذا دی، الانعام یعنی جمع کی جمع ہے، وہ نابالغ بچہ جس کا باپ نہ ہو، نبی اکرم ﷺ تیموں کے والی اور غلام غورقوں کی جائے پناہ تھے، جیسے آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کا یہ وصف بیان کیا، یشعل فیاضی جفۃ فلا زبیکہ ایسے لعش بچوں کو آپ نے اپنے عیال میں شامل فرمایا، جیسے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور حضرت خدیجہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے سابقہ شوریوں سے متمتع بچے وغیرہم جن کی پرورش نبی اکرم ﷺ نے فرمائی، بعض اہل صفہ وہ تھے جن کو آپ کھانا کھلانے کے لئے اپنے کاشانہ مبارکہ میں بلایا کرتے تھے، بعض وہ تھے جن سے آپ بہدروی فرماتے اور مال ان کے گھروں میں بھیجا دیتے تھے، اور بعض وہ تھے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کرتے تو آپ انہیں مال عطا فرماتے تھے، اس قسم کے بہت سے لوگ تھے، ان کو عطا فرمانا مشہور و معروف ہے۔

والخبیج، ہو سکتا ہے مراد یہ ہو کہ آپ حج کیا کرتے تھے، اس کے پھر دو مطلب ہو سکتے ہیں، (۱) مطلق حج کرنا، (۲) کثرت سے حج کرنا مراد ہو گیا تھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت سے پہلے ہی حج کئے جن کی تعداد معلوم نہیں ہے، بعض علماء نے کہا کہ آپ ہجرت سے پہلے ہر سال حج کیا کرتے تھے، عمرہ کو بھی حج کہا جاتا ہے، کیونکہ دونوں معنی قصد میں شریک ہیں، نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد چار عمرہ کئے، (۱) عمرہ حدیبیہ (۲) عمرہ قضا (۳) عمرہ حوانہ (۴) حج کے ساتھ عمرہ، ہجرت سے پہلے معلوم نہیں

کہتے عمرے کئے، جب آپ کے عمرے حجوں کے ساتھ جمع کئے جائیں تو کثرت حاصل ہو جائے گی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ فریضہ حج لانے والے ہیں، تیسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ آپ حج کے شہر (مکہ معظمہ) والے ہیں، جہاں لوگ حج لانے حاضر ہوتے ہیں (اس صورت میں مضائقہ محذوف ہے، ۱۲ ق)

نبی کریم ﷺ کی خصوصیت

﴿وَمَلَأُوا الْقُرْآنَ﴾ اللہ تعالیٰ نے (الطور حکایت) فرمایا: وَأَمْرًا أَنِ اكْتُبُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَنِ اكْتُبُوا الْقُرْآنَ (۱) اعمل ۷۰۸ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں اور قرآن کی تلاوت کروں۔ اس کے چھ مطلب ہو سکتے ہیں (۱) اس حد قرآن پاک کی تلاوت، نگار اور اس کے احکام پر عمل کرتا مراد ہو (۲) لوگوں کے سامنے قرآن پاک کا پڑھنا اور اس کے ذریعے انہیں ایمان کی طرف بلانا مراد ہو (۳) آپ کا قرآن پاک کو لانا مراد ہو، جیسے علامہ سیوطی نے النموذج اللیب میں فرمایا: قرآن پاک کا لانا آپ کی خصوصیت ہے حالانکہ آپ اسی تھے، آپ نہ تو لکھا ہوا پڑھتے تھے اور نہ ہی لکھتے تھے (۴) قرآن پاک لانے کے ساتھ آپ کی تعریف کرنا مقصود ہو، یہ قرآن جو دوسری کتابوں کی نسبت زیادتی اور فضیلت پر مشتمل ہے، علامہ سیوطی نے فرمایا: آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کی کتاب، بجز ہے، اور زمانوں کے گزرنے کے باوجود تغیر اور تبدل سے محفوظ ہے، اور اس امور پر تمام کتب مشتمل ہیں نہ صرف ان پر، بلکہ ان سے زائد امور پر مشتمل ہے، ہر شے کی جامع ہے، دوسری کتابوں سے مستغنی ہے، اس کا یاد کرنا آسان ہے، یہ کتاب تدریجاً سات حرفوں پر، سات ابواب سے اور (اعراب) کی ہر اہت پر نازل ہوں، ابن قتیبہ نے یہ خصوصیات شمار کی ہیں۔ صاحب تحریر نے فرمایا: قرآن کریم کو باقی کتب متزلزلہ پر ہمیں صفات میں فضیلت ہے۔

قرآن دعوت بھی ہے اور دلیل بھی

اہم علمی نے الامتحان میں فرمایا: قرآن کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ دعوت بھی ہے اور دلیل بھی ہے، ایسی کتاب کسی نبی و عطا نہیں کی گئی، ہر نبی کے لئے دعوت تھی، پھر اس دعوت کے بعد دلیل عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول گرامی ﷺ کے لئے قرآن پاک میں دونوں صفت جمع فرمادیں، پس یہ دعوت ہے اور اپنے الفاظ کے اعتبار سے حجت بھی ہے، دعوت کے لئے یہ افضیات کافی ہے کہ اس کی دلیل بھی اس کے ساتھ ہو اور دلیل کے لئے یہ شرف کافی ہے کہ دعوت اس سے جدا نہ ہو (۱۵)

﴿وَحُضِّیْہُمْ وَمَنْضَانِ﴾ اس میں چند احتمال ہیں (۱) نبی اکرم ﷺ نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی (۲) آپ اپنی شریعت میں ماہ حیا کے روزوں کا حکم لائے، علامہ سیوطی نے دنیا میں آپ کی شریعت اور امت کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ماہ رمضان آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے امتیوں کی خصوصیات

علامہ قنوی نے شریعت عرف میں اس خصوصیت کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے امتی ہر امت اللہ شریف کا بیج نہیں گئے، کبھی اس سے دور نہیں ہوں گے، ان کے گزرنے سے پہاڑ اور درخت خوش ہوں گے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کریں گے، ان میں سے بعض وہ ہوں گے جو فرشتوں کی طرح تسبیح کی برکت سے کھانے پینے سے بے نیاز ہوں گے، حضور اقدس ﷺ کے امتی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے، ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر کہیں گے (اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کریں گے) ہر پستی کی طرف اترتے ہوئے تسبیح پڑھیں گے، کسی کام کے ارادے کے وقت کہیں گے: انشاء اللہ! میں فلاں کام کروں گا، جب غصے میں ہوں گے تو کلمہ طیبہ پڑھیں گے، جھگڑنے کے وقت تسبیح پڑھیں گے، جب کسی کام کا ارادہ کریں گے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خیر مانگیں گے، پھر اس پر عمل پیرا ہوں گے، جب اپنے چارپائیوں پر سوار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے۔ قرآن ان کے سینوں میں ہو گا، اللہ تعالیٰ نے ان پر دو نیچے فرض کیا جو انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر فرض فرمایا: یعنی وضو، غسل، حلیت، حج، جہاد، انہیں اموال، نعمت میں سے وہ کچھ دیا کیا جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے غیر کے بارے میں ارشاد فرمایا: مومن کی قوم میں سے ایک جماعت ہے جو حق کی ہدایت ترقی ہے اور حق کے ساتھ ہی انصاف کرتی ہے (الاعراف ۷۵) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تکبیر اس امت کا خاصہ ہے۔

وَاللَّيْذَابُ الْمَغْلُوبُ، قرین قیاس یہ ہے کہ اس جگہ دو سرا مجتہد امراء ہے، کیونکہ اس کا ذکر جو دو کرم کے ساتھ کیا گیا ہے، سخاوت اور شجاعت دو لازم و ملزوم قسم کی صفیں ہیں، باعتبار موصوف ہونے اور کسی کی صفات بیان کرنے کے، لہذا کو موصوف کی صفت سے پہنچی پر دلالت کراتے کے لئے موصوف کیا گیا ہے، نبی اکرم ﷺ کو اس وصف سے موصوف کیا گیا کہ آپ کا بھڑکا بیٹھ بڑھا رہتا ہے، یہ وہ وصف ہے جسے کثرت جہاد لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَالْوُفَاةُ، بعض مضمون میں ہے وَالْوُفَاةُ بِالْوُفَاةِ، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے مخلصوں کو پورا کرنے والے (احصاء المذنبین) کھلائی، نیکی کے عمل، اور ان نعمتوں میں رخصت والے جن کے دیا یا آخرت میں دینے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا، اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور انصر کے ذریعے سوال پیش کرنے اور محتاجی اور حاجت کا اظہار کرنے والے ہیں۔ وَالْوُفَاةُ اور بندوں کو اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب دینے والے، نیکی کے تمام اعمال میں خواہ وہ ظاہر ہوں یا باطن، ان کا اثر دوسروں تک پہنچانا، بویا نہ سب اعمال میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف وہ لڑنے اور پناہ لینے اور بخت میں ترغیب دینے والے ہیں۔ ﷺ

حضور علیہ السلام کی سفید خچر کا نام و لدل تھا

وَالْبَغْلَةُ، یہ تاء وحدت کے لئے ہے، نبی اکرم ﷺ کی ایک سفید خچر تھی اس کا نام و لدل تھا، دونوں واعدوں پر پیش، یہ خچر

آپ کی خدمت میں مشورے کے طور پر پیش کی تھی، بعض نے کہا: کسی دوسرے نے پیش کی تھی، یہ پہلی ٹیڑھی ہے۔ اس اسلام میں سواری کی تھی، آپ کے بعد بھی زندہ رہی، یہاں تک کہ بوڑھی ہو گئی اور اس کے دانت گر گئے، چنانچہ اسے ہار کر کھائے جاتے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہی، بیسے میں فوت ہوئی۔ (والشعبہ) پہلے ریل میں پر گھٹکو ہو چکی ہے، (ایک گھوڑے کا نام ہے) ابن الحنفیہ والی، چنانچہ اس قصب کا ذکر موصی کے ساتھ کیا گیا ہے، اس کے قرن قیاس یہ ہے کہ اس سے مراد وہ عصاب ہے جس کا ذکر حدیث موصی میں کیا گیا ہے، فرمایا: ہم دائیں جانب دائوں کے سے ہیں، لوگوں کو اپنے عصاب سے حوش سے دور کریں گے، ایک احتمال یہ ہے کہ وہ قصب مراد ہو، دنیا میں آپ کے پاس تھی، لکوار مراد ہو، کیونکہ اس کا ذکر انجیل میں ہے، یا الشوحط کی لکڑی کی چھری مراد ہے، جیسے اس سے پہلے اسلام مہار کے کی تھی، میں بیان ۱۰۶۔

الشعبہ الاکواب، یعنی نوشی، علم اور تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کی طرف بکثرت رجوع کرنے والے، الشاطی بالاصواب، کیونکہ آپ اذن اور وحی کی بنا پر ہی گھٹکو کرتے تھے، شیخ ابو القاسم حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصواب ہر وہ گھٹکو ہے جو اذن کی بناء پر شیخ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، واللہ اعلم، یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف: لَا تَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ اٰذَنَ لَكَ الْوَلِيُّ وَفَاٰنِ صَوَابُ الْقَبَاۃِ ۙ (النبا ۷۸/۳۸) بندے کا کام نہیں کریں گے، مگر جسے رحمان نے اجازت دی اور اس نے درست بات کہی (۱۱۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَذَا يَنْطَلِقُ غُلَامٌ الْهَلْوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْشٌ يُّوْحٰی (النجم ۵۳/۳-۵۴/۱۳) وہ وحش سے نہیں بولنے، ان کی گھٹکو تو صرف وحی ہوتی ہے، جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَنَظَرٌ تَسَاوٰی پَسِ يَادٌ قَلِيْلٌ تَهْرِيفٌ اَكْبَرُ، جو اپنی طرف سے گھٹکو نہیں کریں گے، وہ وحش نہیں گے، جو انہیں کہا جائے گا، تمہیں تمام تر حق بیان کریں گے اور تمہیں حوادث اور مغیبات کی خبریں دیں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انسانی کدورتوں سے پاک ہیں

حضرت ام معاویہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: مثلی گھٹکو والے، ہر کھ جہ اجہا گھٹکو میں بہت انحصار تھا، نہ ہی تھکے تھا، استاذ ابو القاسم حمیری رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مہارک: وَذَا يَنْطَلِقُ غُلَامٌ الْهَلْوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْشٌ يُّوْحٰی (النجم ۵۳/۳-۵۴/۱۳) کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ ذات کریم خواہش نفس کی بنا پر کب گھٹکو کرے گی؟ جو تمام سے اعتبار سے محل مناجات میں پابند خدای ہیں اور باطن کے اعتبار سے مولا کے کریم کی بنا میں ہیں، انسانی کدورتوں سے پاک ہیں، جنہیں اہدیت کے مشاہدے میں ترقی دی گئی ہے، یاد رکھ، ہدیت ان پر منکشف کی گئی ہے، وہ اس سے مکمل استفادہ کرتے ہیں، اپنی خواہش تو باقی ہی نہیں ہے، پس جو محبوب کریم اس مقام پر ہوں گے وہ خواہش کی بنا پر کیسے گھٹکو کریں گے؟

قرآن میں نعت رسول کریم ﷺ

الْمَنْعُوتِ فِي الْكِتَابِ اس میں چند احتمال ہیں (۱) کتاب سے مراد قرآن ہے۔ کتاب سے عموماً قرآن پاک ہی مراد ہوتا ہے (۲) جس کتاب مراد ہے اور کتب کہیں میں سے ہر اس کتاب کو شامل ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے احتمال کے مطابق دو مطلب ہو سکتے ہیں (۱) مراد یہ ہے کہ قرآن پاک میں نبی اکرم ﷺ کی نعت یوں بیان کی گئی ہے: اَلَّذِيْنَ يَنْبَغُوْنَ الرَّسُوْلُ اَلَّذِيْنَ اَلَا يَآءُ الْاَعْرَافُ ۱۵۷۷) جو اس رسول نبی الی کی پیروی کرتے ہیں (۲) یہ اشارہ ہے آپ کی نعت اور ایک ایک عضو کی صفت کی طرف۔ رہا آپ کا وہ ذکر جو تورات، انجیل وغیرہ کتب سلویہ میں ہے تو وہ بہت زیادہ ہے اور تفصیل وغیرہ میں مشہور ہے اسے نقل کر کے ہم اس مختصر شرح کو طویل نہیں کرتے۔

نبی کریم ﷺ نے نبی عہد ہونے کو اختیار فرمایا

اَلَّذِيْ غَضِبَ اللّٰهُ بِهٖ اِس لئے کہ امام طبرانی نے سند حسن کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا کہ آپ کو اختیار دیں بادشاہ نبی ہونے اور عہد نبی ہونے کے درمیان تو آپ نے نبی عہد ہونے کو اختیار کیا حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اس وقت آپ کو کہا کہ آپ کی تواضع کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ آپ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے سردار ہوں گے سب سے پہلے آپ کی قبر انور کھلے گی اور سب سے پہلے آپ شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات (معراج شریف) میں عبودیت کے ساتھ آپ کا نام بیان فرمایا ہے نبی اکرم ﷺ کے نزدیک محبوب ترین نام اسم عبودیت ہی تھا آپ نے فرمایا: اِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ اَم عِبْدِہٖ ہیں۔

اَلَّذِيْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْہِ وہ مال ہے فقہ تبع محفوظ اور اخیر کیا گیا ہو عَمُوْدًا اُفْنِ کر دیا جاتا ہے اور اُفْنِ اسی مال کو کیا جاتا ہے جو دفن کرنے والے کے نزدیک محبوب بھی ہو اور عزیز و نفیس بھی ہو بعض اوقات انسان مال اس لئے جمع کرتا ہے کہ کوئی امیر کبیر شخص اس کے پاس آنے والا ہے اسے وہ مال پیش کیا جائے گا نبی اکرم ﷺ کے لئے لفظ کنز مجازاً استعمال کیا گیا ہے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اس کی بارگاہ میں پسندیدہ اور صاحب شرف و عزت ہیں آپ کو موجودات خارجیہ کے سامنے ظاہر اور جلوہ گر کرنے سے پہلے پیدا کیا گیا اور محفوظ رکھا گیا نیز اس میں آپ کی امت کی عزت کی طرف بھی اشارہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مَخْلَقْتُمُوْہُمْ بِحُجُوْرٍ اَعَدَّہٗ اَلْخَمْرُ جُثًّی لِّلنَّاسِ (آل عمران ۱۱۰/۳) تم بہترین امت ہو جسے لوگوں (اقوام عالم) کے سامنے پیش کیا گیا یہ بھی فرمایا: وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا کَلِمَۃً وَّ سَلٰطٰنًا (البقرہ ۱۱۳/۲) اور اسی طرح ہم نے حسین بہترین امت بتایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم تو وہی رحمت ہیں جو عطا کی گئی ہے۔

عطیہ اور ہدیہ میں فرق

سیدی ابو العباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انبیاء کرام اپنی امتوں کے لئے عطیہ ہوتے ہیں اور اہل ہوسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ ہیں، عطیہ اور ہدیہ میں فرق ہے اور وہ یہ کہ عطیہ محتاجوں کے لئے اور ہدیہ محبوبوں کے لئے ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیحہ ہے۔
وہ حدیث بیان کی جو ابھی انجمن مذکور ہوئی ہے۔

الکتاب فی حقیقۃ اللہ: وہ نبی جو بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔۔۔۔۔ اپنی عاجزانہ و باہر آیات، اخلاق کریمہ، افعال عظیمہ، بیان خوبصورتی، طریقے کی استقامت، صداقت کی شہرت، امانت کے چرچے، علم و حکمت کی فراوانی، حسن سیاست، اس کے بارے میں خبروں، احباب و رہبان (اہل کتاب کے عالموں اور زاہدوں) اتنے جو آپ کے جلد تشریف لے گئے، اس کی اسی طرح کائنات کی نباتات کی بھی آوازوں و خیرہ امور کی بنا پر، جن سے آپ کی دلیل قائم اور حجت واضح ہوئی۔

الکتاب فی حقیقۃ اللہ: و من غضاہ فقد غضا عن اللہ اطاعت کہتے ہیں اس امر کی پیروی کو جو شرط منصب عصیان اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کی مخالفت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء: ۵۸)۔
اس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اس کے علاوہ بھی کئی آیات ہیں جو اسی معنی پر دلالت کرتی ہیں۔
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث صحیح میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہماری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ہماری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے ہمارے امر کی اطاعت کی اس نے ہماری اطاعت کی اور جس نے ہمارے امر کی نافرمانی کی اس نے ہماری نافرمانی کی اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ بدل دیا، جیسے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اللہ تعالیٰ کے امر کی نسبت اسی مرتبے میں تھا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: من اطاع النبی فقد اطاع اللہ (النساء: ۵۸)۔
اسے شک وہ لوگ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں، وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا بدل دیا ہے، یہ بات مختلف مقامات پر کہی گئی، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایک طویل کلام کے ضمن میں سنا گیا، وہ روتے ہوئے کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ! میرے والدین آپ کے اطاعت کی بارگاہ میں آپ کی فضیلت اس مقام کو پہنچی ہوئی ہے کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا، فرمایا: من یطیع الرسول فقد اطاع اللہ (نساء: ۵۸) اور ترجمہ ابھی گزرا ہے۔

حضرت مولف نے فرمایا: النبی من اطاعہ اس میں چند احتمال ہیں (۱) یہ ہے کہ اس میں اسم موصول محذوف ہو، اس عبارت میں حقیقی النبی (اللہ) من اطاعہ (۲) النبی مبتداء محذوف کی خبر ہو، اصل میں تھا حق النبی، اس صورت میں انجمن مفسرین یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا بدل دیا ہے، بعد والا جملہ اس کی خبر ہو۔ حضرت مولف نے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کی اور آپ کو مضرورات سے موصوف کیا، پھر اس جملے سے شک کی اور بتایا کہ آپ کی ذات القدس وہ ہے کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے آپ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اس کے بعد پھر مضرورات سے ساتھ تعریف کی طرف لوٹ گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نبی کریم ﷺ کی عرب کی طرف نسبت

ابن الکثیر (مؤرخ) نبی اکرم ﷺ کی نسبت عرب کی طرف کی ہے 'عرب کی زبان فصیح ہے اور وہ مافی الضمیر کے اظہار کی بڑی قدرت رکھتے ہیں 'عرب کے مقابل غم ہے 'عرب لوگوں کی اس جماعت کو کہا جاتا ہے جو شہروں اور دیہاتوں میں رہتے ہیں اور اعراب وہ عربوں میں سے بادیہ نشین ہیں 'عرب مجموعی طور پر غم سے افضل ہیں 'عرب میں سے افضل حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں 'نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا (الحدیث) اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم مزہ ابن یوسف سہمی نے حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کے فضائل میں بروایت حضرت داؤد (رضی اللہ عنہ) ان الفاظ سے روایت کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منتخب فرمایا اور اپنا خلیل بنایا 'حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل کو منتخب فرمایا 'علیم السلام (الحدیث) یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا فرمائے 'ان میں سے اوپر والے آسمان کو منتخب فرمایا اور اس میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہا ٹھہرایا 'اور سات زمینیں پیدا فرمائیں 'سب سے اوپر والی زمین کو منتخب فرمایا اور اس میں اپنی مخلوق میں سے جسے چاہا ٹھہرایا 'پھر مخلوق کو پیدا فرمایا 'مخلوق میں سے بنی آدم کو منتخب فرمایا 'بنی آدم میں سے عرب کو منتخب فرمایا 'عرب میں سے قبیلہ مضر کو منتخب فرمایا 'مضر میں سے قریش کو 'قریش میں بنو ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا 'تو ہم بہترین افراد میں سے بہترین افراد کی طرف منتقل ہوتے رہے ہیں۔ اس حدیث کو امام بیہقی اور ابوصمیم نے دلائل النبوة میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

عربوں سے محبت کی وجہ

امام طبرانی نے معجم کبیر اور معجم الاوسط میں یہ حدیث حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بذریعہ سند حسن ان الفاظ میں روایت کی 'بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو منتخب فرمایا 'مخلوق میں سے بنی آدم کو 'بنی آدم میں سے عرب کو 'عرب میں سے مضر کو 'مضر سے قریش کو 'قریش سے بنی ہاشم کو 'بنی ہاشم سے ہمیں منتخب فرمایا 'ہم منتخب سے منتخب کی طرف منتقل ہوتے رہے 'سنو! جس نے عرب سے محبت کی اس نے ہماری محبت کے سبب ان سے محبت کی 'اور جس نے عرب سے بغض رکھا 'اس نے ہمارے بغض کے سبب ان سے بغض رکھا۔

امام دہلوی نے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسانوں میں افضل عرب ہیں 'عرب کے افضل قریش ہیں 'قریش کے افضل بنی ہاشم ہیں۔ امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تین وجوہ کی بنا پر عرب سے محبت رکھو (۱) اس لئے کہ ہم عربی ہیں (۲) قرآن پاک عربی ہے اور (۳) اہل جنت کا

کلام عربی ہے

قریش کی محبت اختلاف سے امان ہے

القریشی: نسیم سلیمہ وغیرہ میں اسی طرح ہے 'بعض محترم شخصوں میں ہے' القریشی بآء کے ساتھ ہے اور یہی قول ہے۔
 قریشی سہمی ہے 'قریش کی فضیلت کے بارے میں احادیث اس سے پسے گزر چکی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: 'انہ قریش سے ہیں۔ یہ بھی حدیث ہے کہ قریش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بحیثیت حاضر تھے' وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے تاوقت فرشتے اس کی موافقت میں تسبیح کرتے تھے' یہ حدیث مختصر یہ آئے گی۔
 قریشی نے فرمایا: زمین والوں کے لئے اختلاف سے امان قریش کی محبت ہے 'قریش اہل اللہ ہیں' تین دفعہ فرمایا: جب عرب قبیلہ قریش کی مخالفت کرے گا تو وہ انہیں کا گروہ بن جائے گا' اس حدیث کو ابو نعیم نے طبعیت الاولیاء میں روایت کیا۔ ابو نعیم اسی میں حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول: **وَإِنَّا بِكُلِّكُم مِّنْذَرُونَ** (الزخرف ۳۳/۳۴) اور یہ ذکر کرتے ہیں کہ لائے اور آپ کی قوم کے لئے' اور 'مختصر یہ تم سے پوچھا جائے گا' آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کیا کہ پوچھا جاسا کہ شخص کون ہے؟ تو کہا جائے گا عرب سے ہے' پھر پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس قبیلے سے ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ قریش میں سے ہے۔

القریشی: **الْقُرَشِيُّ** (تفہیم) یہ نسبت ہے تھامہ کی طرف 'تامہ کے نیچے زیر ہے' مکہ مکرمہ اور اس کا قرب و جوار تمام علاقوں سے ہے 'تھامہ کی طرف نسبت میں دو لغتیں ہیں (۱) تفہیمی اصل کے مطابق تامہ کے نیچے زیر (۲) تفہیمی تامہ پر زیر کے ساتھ تامہ کے نیچے زیر پڑھنی جائے تو بآء نسبت مقصور ہوگی اور اگر تامہ پر زیر پڑھی جائے تو بآء مشدّد نہیں ہوگی' کیونکہ عرب نے اس زیر اس لئے دی ہے کہ یہ زیر گویا بآء کا عوض ہو جائے' جیسے یضانی اور شامہ میں الف آیت بآء کے عوض ہے 'میسویہ نے کہا: بعض عرب تفہیمی' یضانی اور شامہ میں پہلے حرف پر زیر اور آخر میں بآء مقصور پڑھتے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور زمزم کی فیصلہ معروف ہے اور ان کے بارے میں وارد احادیث مشہور ہیں لہذا ان کا ذکر کر کے ہم گفتگو کو طویل نہیں کرتے۔

آپ کو عربی قریشی نہ ماننے والا کافر ہے

اس جگہ جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان کا نبی اکرم ﷺ کے حق میں عقیدہ رکھنا واجب ہے' کیونکہ یہ اوصاف آپ سے متشخص اور تعین میں داخل رکھتے ہیں' ایسی جو شخص یہ کہے کہ آپ عربی نہیں ہیں یا قریشی نہیں ہیں' تو وہ کافر ہے' جیسے جو شخص یہ کہے کہ آپ وہ نہیں ہیں جو مکہ میں تھے یا کہے کہ آپ مدینہ منورہ میں نہیں تھے' یا یہ کہے کہ مدینہ منورہ میں آپ وصال نہیں ہوا' کیونکہ یہ سب نبی اکرم ﷺ کا انکار ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ تعلقہ سے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ آپ حضرت عیسیٰ اور حضرت آدم علیہما السلام کی طرح ہیں یا کہے کہ آپ ہزاروں آدمی نہیں تھے' علماء نے تصریح کی ہے۔

یہاں ہر شخص کافر ہے (اور جو شخص یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ مجھ جیسے ہیں، اس کی بے دینی اور گمراہی بھی کسی شک و شبہ سے بالا ہے۔ ۱۲ قادری)

ماہرین انساب کا اتفاق

نبی اکرم ﷺ عربی، عدنانی، مضر، کنانی، قرشی اور ہاشمی ہیں، کیا تکہ آپ کے والد حضرت عبد اللہ اور دادا حضرت عبد المطلب ہیں، انہوں نے زمزم کا کنواں کھودا اور اسے ظاہر کیا جب کہ وہ بند ہو چکا تھا اور اس کی جگہ نامعلوم ہو چکی تھی، ان کے والد ہاشم بن عبد مناف بن قحط، حضرت قحط نے مکہ مکرمہ میں قریش کو جمع کیا، اس سے پہلے وہ مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے تھے۔ اسی لئے انہیں ضعیف کہا گیا، قحط قریش کے سردار تھے اور ان کا حکم مانا جاتا تھا۔ ان کے والد کلاب بن مرہ بن شعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزيمة بن مدکرہ بن العیاس ان کی بیوی کا نام خندق ہے جن کی طرف العیاس کی اولاد منسوب ہے، العیاس کے والد ہیں مضر بن نزار بن معد بن عدنان راویوں اور ماہرین انساب کا نسب کریم کے اس جگہ تک پہنچنے پر اتفاق ہے، عدنان سے اوپر اختلاف ہے، اس پر بھی اتفاق ہے کہ عدنان حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، احادیث کثیرہ اس پر شاہد ہیں۔

آپ ﷺ کے چہرہ انور کے وصف

احصاحب الوجه المجتبیٰ اس درود شریف کی ابتداء میں حضرت مولف نے عمومی اعتبار سے نبی اکرم ﷺ کے جمال کا ذکر کیا تھا، اب خاص طور پر آپ کے چہرہ انور کے وصف جمال کا ذکر کر رہے ہیں، کیونکہ انسان کے حسن میں اصل چیز چہرہ ہی ہے اور سب سے پہلے انسان کا چہرہ ہی دیکھا جاتا ہے، اگر چہ حسین و جمیل ہو اور باقی جسم میں کوئی عیب بھی ہو تو اسے نظر واکر دیا جاتا ہے، اسی طرح عیس سے (یعنی چہرہ حسین نہ ہو تو باقی جسم اگرچہ حسین ہو قابل توجہ نہیں ہوتا، ۱۳ قادری) پھر تکہ چہرے میں اہمیت کے حامل دو ہی عضو ہیں آنکھ اور رخسار، اس لئے خصوصی طور پر ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **الْعُزْفُ الْكُجْبَلُ وَالْخُذَةُ الْكُجْبَلُ**، الطرف طاء پر زبر، راء ساکن، اس کا معنی آنکھ ہے، کیونکہ یہ آنکھ کا صلیق نظر اور مرکز ہے، یہ ہے کہ جب انسان کلام کرتا ہے یا اس کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے دوسرے کی آنکھوں کی طرف نظر جاتی ہے، باقی رباء رخسار تو وہ چہرے کے ہونے سے پر مشتمل ہے اور اسی کی طرف توجہ کی جاتی ہے، تو چہرے میں یہی دو عضو ہیں جن کی طرف قصد کیا جاتا ہے، لہذا یہی دونوں اہتمام کے لائق ہیں اور ان ہی کا خصوصی طور پر ذکر ہونا چاہئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں

حضرت مصنف نے نبی اکرم ﷺ کی مبارک آنکھوں کو نکل سے موصوف کیا ہے، پہلے اور دوسرے حرفت۔
 معنی یہ ہے کہ آنکھوں کے بالوں کے اگنے کی جگہ پر پیدا نئی طور پر سیاہی غالب ہو اور سرے کی جگہیں سیاہ ہوں۔
 بارے میں کہا گیا ہے، انھیں وح قدرتی سرے دی دھاری ۱۲ قدری اسی سے کہا جاتا ہے کججل جاء کے نیچے زیر قیہ۔
 اسی طرح قاموس میں ہے۔ مختصر النساب میں ہے وَالْوَجَلُ الْكُحْلُ وَكُحْلُیُّ مَرْدٌ سَرَعَلِیْسُ آنکھوں والا۔ اساس میں۔
 کججل۱ سرخیں آنکھ اور کججل۲ الالباب۱ رخسار کی صفت جو تو اس کا معنی ہے رخسار کا وکشل حد تک لپکا ہونا۔
 ہونا، یعنی رخسار کے بالائی حصے کا لپکا نہ ہونا۔

نبی اکرم ﷺ کی آنکھ مبارک کی صفت کججل۱ (سرخیں ہونے) سے بیان کی گئی ہے، حضرت ام معبدؓ نے۔
 اکرم ﷺ کا وصف بیان لیا ہے اس میں وہ صفت بیان کی گئی ہے، انہوں نے آپ کی آنکھوں کی صفت بیان کر کے
 الذخیر۱ کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کے پہلے دونوں حرفوں پر زبر ہے، اصمعی وغیرہ نے اس کی تفسیر آنکھ کی سیاہی کے گہرے
 سے کی ہے، ابن القوطیہ نے اور ابن اثیر نے سیاہی میں اور دیگر حضرات نے اسی پر اعتقاد کیا ہے، جو ہری، صاحب قاموس
 تہجانی نے اس کی تفسیر آنکھ کی سیاہی کے گہرے ہونے کے ساتھ آنکھ کی وسعت سے کی ہے، اساس میں اس کا معنی یہ ہے۔
 آنکھ کی سیاہی بھی گہری ہو اور سفیدی بھی گہری ہو۔

حضرت ام معبدؓ کی حدیث کو امام بیہقی نے دلائل الشبوح میں بیان کیا، امام ترمذی حضرت علی مرتضیٰؓ
 روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھ مبارک کی سیاہی شدید تھی، نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک کے زبر
 ہونے کے وصف کو امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے ۱۵ لے سے بیان کیا ہے۔

جنت کے چار چشمے

وَالْكُؤُورُ وَالسَّلْسَلُیْنِیْنِ، علامہ سیوطی نے توشیح میں فرمایا، جنت میں دو نہریں ہالین ہیں، متعلق نے کہا کہ وہ
 سلسیل ہیں انہی قاموس میں ہے سلسیل۱ جنت میں ایک چشمہ ہے، انہی نے فرمایا: سلسیل کے بارے میں کہا گیا ہے۔
 اس کا پانی اہل جنت کے پاس راستوں اور گھروں میں آئے گا، یہ چشمہ عرش سے چوٹے گا، پھر دیگر احوال بیان کئے۔
 نوادر الاصول میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں
 ہیں، دو چشمے عرش کے نیچے سے جاری ہیں، ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
 تَجِدُوا اللہ ص ۷۶/۷۷، دوسرا چشمہ زنجبیل ہے، "وَعَيْنَانِ تَهْتَاحَتَانِ" دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے، ایک کے اوپر سے
 جاری ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے سلسیل بیان فرمایا ہے اور دوسرے کا نام تنہیم ہے۔

قَاهِرُ الْمُضَادِّينَ مُبِيدُ الْكَافِرِينَ وَقَاتِلُ الْمُشْرِكِينَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ

مخالفوں پر غالب پانے والے، کافروں کو ہلاک کرنے والے، مشرکوں کو قتل کرنے والے، پھلدار اعضاء والوں کے راہنما

إِلَى جَنَّاتِ النَّعِيمِ وَجَوَارِ الْكَرِيمِ صَاحِبِ سَيِّدِنَا جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بنت نعیم اور کریم کی بناد کی طرف، سیدنا جبریل علیہ السلام سے مصاحبت رکھنے والے

وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَشَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ وَغَايَةِ الْغَمَامِ ۝ وَمُصْبِحِ الظَّلَامِ

تمام جہانوں کے پروردگار کے رسول، گناہگاروں کے شفیع، اور ابرار رحمت کی انتہا، تاریکیوں کے چراغ اور

وَقَمَرِ التَّمَامِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ الْمُصْطَفَيْنِ مِنْ أَظْهَرِ حَبِلَةِ صَلَوةٍ

چند چاندیوں کے چاند ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائے جو پاکیزہ ترین گروہ سے منتخب ہیں، ایسی رحمت

دَائِمَةٌ عَلَى الْأَبَدِ غَيْرُ مُضْمَحِلَةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَوةٌ يَتَجَدَّدُ

جو ہمیشہ ہمیشہ ہو، منقطع نہ ہو، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر ایسی رحمت نازل فرمائے جس کے ساتھ

بِهَا حُبُورُهُ وَيُشْرَفُ بِهَا فِي الْمِيعَادِ بَعْثُهُ وَنُشُورُهُ فَصَلِّ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَى

آپ کی خوشی تازہ ہوتی رہے اور اس کے ساتھ قیامت کے دن آپ کا اٹھنا اور تشریف لانا مشرف ہو، پس اللہ تعالیٰ ان پر اور

إِلَهُ الْأَنْجَمِ الطَّوَالِيعِ صَلَوةٌ تَجُودُ عَلَيْهِمْ أَحْوَدُ الْعُيُوثِ الْهَوَامِعِ أَرْسَلَهُ ۝ مِنْ

ان کی آل، چمکنے والے ستاروں پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو ان پر موسلا دھار برسنے والے بادلوں کی طرح برے

أَرْجَحَ الْعَرَبِ مِيزَانًا وَأَوْضَحَ بَيَانًا وَأَفْصَحَ لِسَانًا وَأَشْمَحَ خَلْقًا إِيْمَانًا ۝

اللہ تعالیٰ نے انہیں سمجھا دینے والی میزان میں افضل ترین عرب سے، بیان میں ان سے واضح ترین زبان میں ان سے زیادہ فصیح

أَعْلَاهَا مَقَامًا وَأَحْلَاهَا كَلَامًا وَأَوْفَاهَا ذِمَامًا وَأَصْفَاهَا رِغَامًا ۝ فَأَوْضَحَ الطَّرِيقَةَ

ایمان میں زیادہ بلند مقام میں بہت اعلیٰ کلام میں بہت شیریں بزرگی میں سب سے اعلیٰ اور نسب میں ان سب سے زیادہ صاف، پس

وَنَصَحَ الْخَلِيقَةَ وَشَهَّرَ الْإِسْلَامَ وَكَثَّرَ الْأَصْنَافَ وَأَظْهَرَ الْأَحْكَامَ وَحَظَرَ

آپ نے دین کا راستہ واضح کیا، مخلوق کو نصیحت کی، اسلام کو شہرت دی، جنس کو توڑ ڈالا، احکام کو ظاہر کیا، حرام سے منع کیا

الْحَرَامَ وَعَمَّ بِالْأَنْعَامِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ فِي كُلِّ مَحْفَلٍ وَمَقَامٍ أَفْضَلَ

اور نعمتوں کو عام کر دیا، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر ہر مجلس اور ہر مقام میں افضل ترین رحمت اور

الْكَرَامَ صَلَوةً مُؤَظَّلَةً دَائِمَةً الْإِتِّصَالَ بِدَوَامِ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝

آل پر ایسی رحمت نازل فرما جو مسلسل ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے صاحبِ جلال اور بختیاری کے دوام سے متصل ہو۔
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الَّذِي هُوَ قُطْبُ الْجَلَالَةِ وَشَمْسُ النُّبُوَّةِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما جو بزرگی کے قطب، نبوت و رسالت

وَالرِّسَالَةِ وَالْهَادِي مِنَ الضَّلَالَةِ وَالْمُنْقِذُ مِنَ الْجَهَالَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

کے آفتابِ کمرانی سے ہدایت کی طرف لے جانے والے اور جہالت سے نجات دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت

وَسَلَامَ صَلَوةً دَائِمَةً الْإِتِّصَالَ وَالتَّوَالِي مُتَعاقِبَةً بِتَعاقِبِ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي ۝

و سلامتی نازل فرمائے ایسی رحمت جو ہمیشہ مسلسل اور پے در پے ہو اور دنوں اور راتوں کی گردش کے ساتھ جاری رہے۔

۱۔ افسوس، اس کا معنی غالب ہے، 'الْمُضَاقِقِينَ' یعنی مخالفین اور دو مشرکین ہیں۔ (مُضَيِّقٌ) اس کا معنی ہے ہلاک کرنے والا۔
 (الْمُكَافِرِينَ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منکروں کو ہلاک کرنے والے۔ اپنی تلوار سے، 'الْقُتُورِ' سے اور دعا سے 'بِوَقْفَتِهِ'
 (الْمُضَيِّقِينَ) مشرکین کو براہِ راست اپنے دستِ اقدس سے قتل کرنے والے جیسے ابی بن خلف اور اپنے لشکروں کے ذریعے۔
 یہ غزوات اور سرایا بہت ہیں، کچھ مشرک میدانِ جنگ میں مارے گئے اور کچھ بحالتِ گرفتاری مثلاً عقبہ ابن ابی معیط، نصر بن
 الحارث، قولِ مشہور کے مطابق ظلیف بن عدی یہ بنی نوخل بن عبد مناف بن قصی میں سے تھا، ایک قول کے مطابق اسی طرح
 ابن عزیٰزہ نجفی اور معاویہ بن المغیرہ ابن ابی العاصی اور عبد اللہ بن عتطل اور جو اس کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر اور بنو قریظہ
 میں سے قتل کئے گئے، اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت میں اپنی امت کے لئے اسے مشروع فرمایا، چنانچہ مسلمان کفار سے جہاد
 کرتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں کیونکہ آپ نے ان کے لئے قیامت تک جہاد مشروع فرمایا ہے۔

قَابِدِ الْغَزَى الْمُضَيِّقِينَ إِلَى جَنَابِ التَّوْحِيدِ، نسخہ سلیمہ میں حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم سے اصلاح کی گئی ہے،
 اس میں جَنَابِ صیغہ جمع ہے، اس کے علاوہ بعض معتد نسخوں میں جَنَابِ صیغہ مفرد کے ساتھ ہے (وَجُوَارِ الْكُوفَةِ) جنم پر پیش
 ہے، اس کے نیچے ذریعہ بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کا معنی ہے ملازمت اور قرب، کیونکہ جنت داعی وصال کی جگہ ہے (جُوَارِ) کا عطف
 جَنَابِ پر ہے، بعض علماء نے کہا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور آخرت میں قرب کے درمیان فرق ہے، اس قرب سے
 مراد کرامت، رحمت اور فضل و احسان کا قرب ہے (قرب مکانی مراد نہیں ہے۔ ۱۲ قادری) صاحبِ جَبْرِیْل عَلَیْہِ السَّلَام، یہ
 تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے عموماً مصاحب رہے ہیں، کیونکہ ان کے پاس وحی لے کر آتے رہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ
 کے خصوصاً صاحب ہیں، کیونکہ لغت میں مصاحب کا معنی ہے کسی کو لازم پکڑنے والا اور اس کے معاملے میں عمل دخل رکھنے
 والا، نبی اکرم ﷺ کا جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ ایسا ہی تعلق تھا، کیونکہ وہ آپ کے پاس بکثرت آمد و رفت رکھتے تھے، وہ

بیچش آنے والے واقعات اور حوادث کے مطابق تھوڑا تھوڑا قرآن پاک لے کر نازل ہوتے تھے، تینتیس (۲۳) سال تک جاری رہا۔

جبریل علیہ السلام کے نزول کی تعداد

”صاحب تنبیہ الامم“ نے بیان فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس تین ہزار چوبیس مرتبہ نازل ہوئے، علامہ حاکمی نے شرح رسالہ میں اپنے شیخ الفخر المظاہر الدینی کے علماء سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے کرام عظیم السلام کے پاس نازل ہونے کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت آدم کے پاس بارہ مرتبہ، حضرت نوح کے پاس چار مرتبہ، حضرت یونس کے پاس پچاس مرتبہ، حضرت یعقوب کے پاس چار مرتبہ، حضرت ابراہیم کے پاس چار مرتبہ، حضرت موسیٰ کے پاس چار سو مرتبہ، حضرت ایوب کے پاس تین مرتبہ، حضرت عیسیٰ کے پاس دس مرتبہ، عظیم اصول اور ہمارے نبی مکرم ﷺ کے پاس چوبیس ہزار مرتبہ تشریف لائے۔

جبریل علیہ السلام کی حاضری دربار نبوی میں

شیخ مرصی کے پوتے شیخ ابو عبد اللہ العمری کی کتاب ”لفظ اللہ بالاعمال الکلف“ میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم کے پاس اکیس مرتبہ، حضرت نوح کے پاس تینتیس (۳۳) مرتبہ، حضرت ابراہیم کے پاس اڑتالیس مرتبہ، حضرت یوسف کے پاس چار مرتبہ، حضرت موسیٰ کے پاس اکتیس (۳۱) مرتبہ اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چار مرتبہ تشریف لائے، علامہ اصفہسی نے فرمایا کہ وہ پانچ اولوالعزم رسولوں کے علاوہ دیگر انبیاء کرام عظیم السلام کے صرف خواب میں آیا کرتے تھے، پانچ اولوالعزم رسولوں کے پاس خواب اور بیداری دونوں حالتوں میں آیا کرتے تھے۔ وہ علم

جبریل علیہ السلام من وجہ نبی علیہ السلام کے استاذ ہیں

بعض احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر وصف صحبت کے ساتھ فرمایا ہے مثلاً حضرت ابن جبریل رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں روح انور قبض کرنے کے لئے حاضر ہونے کے موقع پر حضرت ملک الموت کے اجازت لینے کا تذکرہ ہے، اس حدیث میں ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو فرمایا: ہمارے بھائی اور ہمارے صاحب جبرائیل کہاں ہیں؟ (الحدیث) دیگر روایات میں خبیبی و خبیبی کے الفاظ ہیں، انہیں روایات کمزور ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے سے ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں ایک حدیث روایت کی ہے، اس میں ہے کہ یہودیوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہر نبی کے پاس ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام اور

کی وحی لے کر آتا رہا ہے، آپ کے صاحب کون ہیں؟ فرمایا: جبرائیل علیہ السلام، یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو چار وزیروں سے تعزیت دی گئی، ان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بھی ذکر فرمایا زیاد رہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول ملائکہ میں سے ہیں، امام احمد رضا بیرونی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ مبارکہ "اعتقاد الاسباب فی الجہل والاعتقادات والاصحاب" میں بیان کیا کہ وہ من وجہ نبی اکرم ﷺ کے استاد ہیں، اس لئے ان کا احترام اور ان کے مقام و مرتبہ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، بعض واعظ حضرات ان کے بارے میں واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے نامناسب انداز اختیار کر جاتے ہیں، انہیں احتیاط کرنی چاہئے، ۱۲ قادری

اور نزول زب الغالبین، اس سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں، لہذا اس کا عطف صاحب پر ہے نہ کہ جبریل پر، کیونکہ حضرت کا عطف موصوف پر نہیں ہوتا، اس کی تائید حضرت مصطفیٰ کے بعد والے قول سے ہوتی ہے (وَشَفِيعُ الْمُنَافِقِينَ) کیونکہ اس سے مراد بغیر کسی تنگ اور شے کے نبی اکرم ﷺ ہی ہیں (وَعَالِيَةُ الْفَنَاءِ) اس سے مراد بھی نبی اکرم ﷺ ہیں، انعام کا معنی بادل ہے اور اس کی غایت جس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو تشبیہ دی گئی ہے بارش ہے۔ ایک دوسری معتد روایت میں بارش کی تصریح کر دی گئی ہے، اس میں وَغِيْثُ الْفَنَاءِ گویا یہ روایت دوسری روایت کی تفسیر ہے، نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں الْغَيْثُ گزر چکا ہے، الْغَيْثُ (بارش) مخلوق کے لئے مددگار، رحمت، شہروں اور بندوں کے لئے زندگی اور اصلاح ہے، ایک معتبر روایت میں وَغِيْثُ الْفَنَاءِ بھی واقع ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے اسماء مبارکہ میں غیث بھی گزر چکا ہے۔

نبی اکرم ﷺ ہدایت، نور اور رحمت لائے، مخلوق کو (دامی) ہلاکت سے بچایا، کفر کے سبب مرے ہوئے دلوں کو ایمان کے ذریعے نئی زندگی اور زینت بخش اور ان کی اصلاح قربانی، ان اوصاف عالیہ کی بنا پر آپ کو بارش سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ بارش شہروں کو زندگی اور زیب و زینت بخشتی ہے، ان کی اصلاح کرتی ہے اور مخلوق کو ہلاکت سے بچاتی ہے۔ نیز نبی اکرم ﷺ مخلوق کے وجود کی غایت اور نتیجہ ہیں، آپ نبوت کی غایت ہیں اور آپ بعثت سے پہلے صلوات ہونے والے ارباب صلات (خرق عادت امور) کی غایت ہیں، جس طرح بارش بادل کی غایت ہے، اس کا ثمرہ اور فائدہ ہے۔ چونکہ مخلوق سے مقصود بالذات نبی اکرم ﷺ ہی ہیں، آپ ہی مخلوقات کی روح اور ان کے وجود کا راز ہیں، اس لئے یوں سمجھیں کہ مخلوق کی حیثیت بادل کی سی ہے جس کا مقصد اور فائدہ بارش کا نازل ہونا ہے، مشہور نسخے میں جو غیث کی جگہ غایت کا لفظ لایا گیا ہے اس کی وجہ یہی ہے۔

وَقَضِيَ الْفَنَاءُ، تاہم یہ زیر ہے، زیر بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس کا معنی ہے چاند کے نور کا چودھویں رات کو مکمل ہونا (چودھویں کے چاند ۱۳ ق)، ابن اظہر جبیلہ، اس کا معنی ہے امت اور جماعت، جم کے نیچے زیر اس پر پیش بھی پڑھ سکتے ہیں اور باء ساکن جبیلہ، ایک صورت یہ ہے کہ جم اور باء کے نیچے زیر ہو اور لام مشدد (جس طرح متن میں ہے) یہ مجرور ہے کیونکہ یہ ماقبل ۵ متلاف یہ ہے۔ اضْلَافُ ذَابِقَةُ عَلَيَّ الْاَجْدِ الْغَنِيِّ وَهُوَ صَلَوةٌ وَ اَنْدَکَ کے معاصب ہو اور اس کے دوام کے ساتھ ہمیشہ رہے، (یعنی اس جگہ علی معنی مع ہے، ۱۳ ق) اَغْنُوْهُ فَطَنُ جَبَلَةٍ، ایسی رحمت جو ختم اور فنا ہونے والی نہ ہو (صَلَوةٌ يَنْجُوْهُ) پے در پے ہو اور متقطع نہ ہو (بعض) اس صَلَوةِ و رحمت کے سبب اَخْلِيْزُ (آپ کا سرور، کاموس سے معلوم ہوتا ہے کہ میور کے پہلے حرف پر زیر

ہے، جب کہ دلائل الخیرات کے نسخوں میں پیش کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے۔ (وَلْيَسْتَوْفُوا يَاءَ) پر پیش اور راء مشدود، صبیحہ قریشی کے ساتھ 'یاء' پر زیر اور راء پر پیش بھی پڑتے ہیں، اب یہ عینہ معلوم ہو گا اس کا معنی پہلی صورت میں بلند کیا جائے گا۔ یہ صورت میں بلند ہو۔ (یفاء) یہ یا سبب ہے (یاء) (وَلْيَسْتَوْفُوا) دونوں مترادف ہیں 'مطلب' یہ ہے آپ کی حیات اقدس۔ معنی قرف مکان ہے یا زمان 'قاری' (وَلْيَسْتَوْفُوا) یہ جمع ہے خلائق کی، یہ استعارہ ترشیدہ ہے (یعنی الخلق) استعارہ یہ ہے، مراد اس سے مشبہ یعنی آل پاک ہے یہ استعارہ مصرعہ ہوا 'مشبہ' کے عوارض غیر لازمہ الطوائف کا ذکر ترشیدہ۔ قاری) یہ بھی احتمال ہے کہ آل پاک کو مطلق ستاروں سے تشبیہ نہ دی گئی ہو، بلکہ اس وقت ستاروں سے تشبیہ نہ کی ہو جب وہ طلوع ہوں اور موجودات ان کے ذریعے منور ہوں اور ہدایت پائیں (اس صورت میں تشبیہ میں زیادہ مبالغہ ہے (مضاد لغوی)، ایسی رحمت جو بارش برسائے (مضاد لغوی) یہ ضمیر نبی اکرم ﷺ اور آپ کی آل پاک کی طرف راجع ہے۔ ایسی رحمت جو سرکار دو عالم ﷺ اور آپ کی آل پاک پر عظیم و جلیل بادل کی بارش کی طرح بارش برسائے، (مضاد لغوی) جوڑا 'مخدوف' ہے اور یہ مفعول مطلق ہے، ایک نئے میں (جوڑا کی بجائے) جوڑا ہے جس کا معنی ہے موسلا دھار بارش۔ بن السکیت نے کہا کہ ہر بارش کو جوڑا کہا جاتا ہے، نیم پر زیر اور دال بے نقطہ (الْمَغِيُوث) اس کا معنی بارشیں (الْمَغِيُوثِ) جمع ہیں اور برسنے والی کہا جاتا ہے، سحاب طبع بروزن صبیح یعنی برسنے والا بادل۔

حضرت ابو بکر و عمر پوری امت پر بھاری ہیں

مع (وَلْيَسْتَوْفُوا) یہ جملہ مستأنف ہے (وَلْيَسْتَوْفُوا) اس سے مراد قریش ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی فضیلت بہترین ہیں اور قدر و منزلت کے لحاظ سے بھی وہ اہم ترین ہیں، (میزان) سے یہی مراد ہے، اور اگر وزن کو نیکیوں کے وزن سے ایمان پر محمول کیا جائے تو پھر وہ صحابہ کرام مراد ہیں جن کا اطلاق قریش سے ہے، اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پوری امت پر بھاری ہیں اور اگر وزن کو اوصاف جمیدہ کے نئے پر محمول کیا جائے تو یہ عمر قریش کے تابع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قریش کے فضائل

ابو نعیم حلیہ رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا تم تمہاری جانوں سے زیادہ تمہارے قریب نہیں ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: خوش پر تمہارے پیش رو خاتم نبیوں گے اور تم سے وہ اشیاء (۱) قرآن پاک اور (۲) اپنی عزت (انوار) کے بارے میں پوچھیں۔ تم قریش سے آگے نہ بڑھو، اور نہ ان سے پیچھے رہو، تمہارا ہونا جو ان کے 'قریش کے ایک مرد کی طاقت دو سرے دو مردوں کے

ہے، عقل و دانش میں قریش پر برتری نہ جتلاؤ، وہ تم سے زیادہ سمجھ دار ہیں، اگر یہ خوف نہ ہو تاکہ قریش غرور غرور میں مبتلا ہو جائیں گے تو ہم انہیں بتاتے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی قدر و منزلت کیا ہے؟ قریش کے بہترین افراد تمام انسانوں کے بہترین افراد اور قریش کے شرے ترین افراد تمام انسانوں کے شرے ترین افراد ہیں، قریش ہی یا مکمل انسان ہیں۔

خطبہ جمعہ میں قریش کی فضیلت

طیبت الاولیاء ہی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، فرمایا: اے لوگو! قریش کو آگے رکھو ان سے آگے نہ بڑھو، قریش سے علم سیکھو، انہیں علم نہ سکھاؤ، قریش کے ایک مرد کی قوت دو مردوں کے دو مردوں کے برابر ہے، ان کے ایک مرد کی امانت دو مردوں کے دو مردوں کی امانت کے برابر ہے، اسی میں عین طہاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! قریش کو ہدایت عطا فرما، کیونکہ ان کے ایک عالم کا علم زمین کے تمام طبقات کے لئے کافی ہے، اے اللہ! تو نے ان کے ابتدائی حصے کو عذاب پکھلایا تو اس کے آخر کو اپنا انعام پکھلایا، نیز اسی میں روایت ہے کہ حضرت مہد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کو گلی نہ دو، کیونکہ ان کا ایک عالم زمین کے تمام خشکیوں کو علم سے بھر دے گا، اے اللہ! تو نے ان کے ابتدائی حصے کو عذاب اور وہاں پکھلایا ہے، ان کے آخر کو انعام پکھا دے۔ یہ روایت بھی اسی میں ہے کہ حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ایک قریشی کے لئے دو مردوں کے دو مردوں کے برابر طاقت ہے، ایک شخص نے ابن شلب سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: رائے کی قوت (یعنی عقل و دانش میں دو مردوں سے بڑھ کر ہیں، ۱۴ قادری) اسی میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عقبہ ابن غزوہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش کے ایک مرد کی قوت دو مردوں کے دو مردوں کے برابر ہے۔

پس حضرت مصنف کے قول اَوْجِیْعُ الْعَرَبِ بَيِّنَاتًا اور اس کے بعد اوصاف سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ اس سے مراد خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو یہ اس بتا پر ہے کہ وہی زائدہ ہے اس مذہب کے مطابق جس میں وہی کے زائدہ ہونے کے لئے کوئی شرٹا نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اسم مفصل کی اضافت لفظی ہے اور معنوی نہیں ہے ان لوگوں کے مذہب پر جو اس کے قائل ہیں تو ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے، کیونکہ اس وقت وہی حال میں زائدہ ہو گا جب کہ وہ اس کے قائل نہیں ہیں، جیسے کہ المغنی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عربوں میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ

اَوْ اَوْضَحِيْفًا بَيِّنَاتًا وَ اَفْضَحِيْفًا لِبَشَرًا، اس میں شک نہیں ہے کہ قریش سب عربوں سے زیادہ فصیح و بلیغ اور اپنا مافی الضمیر واضح کرنے پر زیادہ قادر ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جسے امام طبرانی نے روایت کیا اس طرف اشارہ

کرتی۔ اور وہ یہ سب ہم تم سب سے زیادہ فصیح ہیں اور ہم تمام عرب سے زیادہ فصیح ہیں، ہم قریش میں پیدا ہوئے اور ہم سنی سعد بن مکرم میں پرورش پائی تو ہماری گفتگو میں خطا کہاں سے آئے گی؟

اعلیٰ و ارفع ایمان والے حضرات

﴿وَآخِذْ بِحُفَا اِيْمَانًا﴾ اور سب عربوں سے اعلیٰ و ارفع ایمان والے۔۔۔ اس میں بھی کوئی خفا نہیں ہے، قریش کے ایمان قوت و عظمت اور رفعت و جلال کا اندازہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ایمان کے بعد خلفاء اربعہ، پھر عشرہ مبشرہ کے ولی صحابہ، پھر دیگر جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام مثلاً حضرت حمزہ ابن عبد المطلب، جعفر بن ابی طالب، مصعب بن عمیر، عثمان بن عفان، ابو سلمہ ابن عبد الاسد، خالد بن ولید، حضرت ام المومنین خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان سے اندازہ لگائیے، یہ حضرات جاہلیت میں بھی بہترین انسان تھے اور اسلام میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان کی اور دیگر تمام صحابہ کرام کی محبت پر موت عطا فرمائے۔

﴿وَاخْلَافًا مِّنْهَا﴾ کیونکہ قریش بلند دست تھے ﴿وَاخْلَافًا مِّنْهَا﴾ اور کلام میں بہت شیریں۔۔۔ کیونکہ وہ فصاحت و جلال میں بلند مقام رکھتے تھے، ان کے اخلاق حسین، عقلیں اور سینے وسیع، اور وہ نرم مزاج تھے، وہ ہر شخص سے ایسے طریقے پر گفتگو کرتے تھے جو اس کے لائق اور مناسب ہوتا اور جسے اس کی عقل برداشت کر سکتی، اس کا دل خوش ہوتا اور اس کے دل میں جذبات محبت موجزن ہو جاتے۔ ﴿وَآؤْفًا مِّنْهَا﴾ نقطے والے ذال کے نیچے زیر، اس کا معنی ہے حرمت (اور بزرگی) جب نبی اکرم ﷺ کا قبیلہ سب عربوں سے بزرگی میں اعلیٰ تھا اور آپ سب قریش سے بزرگی میں اعلیٰ ہیں اور عرب دوسرے لوگوں سے افضل ہیں، تو آپ تمام مخلوق سے بزرگی میں اعلیٰ ہوئے، اسی لئے حضرت حارث محاسبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: کہ عربوں نے جو نہایت سچا شعر کہا ہے، وہ شاعر کا یہ شعر ہے:

وَمَا حَمَلْتُ مِنْ ثَاقِبٍ فُلَاقِي رَحِيلًا اَعَفٌ وَآؤْفَىٰ ذِمَّةٌ بَيْنَ مُحَمَّدٍ

کسی اونٹنی نے اپنے کھانے پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ پاک دامن اور بزرگی والا نہیں اٹھایا

لیکن اونٹنیاں تو عموماً خاص طور پر عربوں کی سواریاں ہوتی ہیں، لہذا قصیدہ بردہ کے شعر میں اس حیثیت سے زیادہ غور فرمائیے۔

مرحہ ہے۔

(علامہ ابو میری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَالْاِيْمَانُ ذِمَّةٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُحَمَّدًا وَهُوَ اَوْفَىٰ الْخَلْقِ بِالذِّمَّةِ

چونکہ میرا نام محمد رکھا گیا ہے، اس لئے میرے لئے آپ کا عہد ہے اور آپ تمام مخلوق سے زیادہ عہدوں

کو پورا کرنے والے ہیں، ﷺ ۱۳ قادری)

﴿وَاخْلَافًا مِّنْهَا﴾ راہ پر زیر اور نقطے والی ٹہنیں مختلف، اس کا معنی ملتی ہے۔ یہ اشارہ ہے نبی اکرم ﷺ کے نسب شریف

انہیں دنیا میں نعمتوں سے مستفید ہونے کا موقع دیا گیا، انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا گیا، دار سنایا گیا اور انہیں شہادت کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے آپ کا انعام قبول نہ کیا، بلکہ رد کر دیا، انعام ہنرے کے پیچھے ذر، انعام کا مصدر ہے، اور دینی دنیاوی اور اعلیٰ اعمال کو شامل ہے، اس جگہ صرف دینی انعام مراد ہے، کیونکہ دینی طور پر ایمان میں آتا ہے اور آپ احسان اسی کے ساتھ مبعوث ہوئے، لہذا اس جگہ انعام مومن کے ساتھ خاص ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امت کے بہترین افراد کی صفت

اپنی کچلی خفگی پر وزن پھیں، لوگوں کے اٹھنے ہونے کی جگہ بوجھنا، قیام کی جگہ گویا حضرت مصطفیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر ہمیشہ رحمتیں نازل فرمائے، لوگوں کے اجتماع کی ہر جگہ اور ہر مکان میں جہاں وہ قیام کریں، جہاں کہ وہ ان سے مطلوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ اَصْلَى اللّٰہِ عَلَیْہِ وَ عَلَیْ اٰلِہٖ عَزَّوْا وَ بَرَکَہٗ اِسی طرح تمام شخصوں میں ہے، ان کے شریف میں بعض سلف کی ایک عبارت ہے جو اس عبارت سے ملتی جلتی ہے، حلیۃ الاولیاء میں ایک مسند حدیث ہے، اس میں امت کے بہترین افراد کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا: یُسَاقِفُوْنَ اِلَیْہِ عَزَّوْا وَ بَرَکَہٗ اللہ تعالیٰ کا شوق رکھیں گے اور آقا ﷺ یہ دونوں مصدر ہیں جو حال کی جگہ واقع ہیں۔ عَزَّوْا مصدر ہے عَزَّوْا سے جس کا معنی ٹوٹا ہے، بَرَکَہٗ مصدر ہے بَرَکَہٗ کا، جس کا معنی ہے شروع کرنا، معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو پے در پے اور مسلسل ہو، جب ایک رحمت نازل ہو چکے تو دوسری نازل ہونے لگے۔

علماء نے رَجَعَ عَزَّوْا عَلَیْہِ بَرَکَہٗ اور رَجَعَ عَزَّوْا عَلَیْہِ بَرَکَہٗ کے کئی معانی بیان کئے ہیں (۱) فلاں شے کا آخر اس کے اوپر کی طرف لوٹ آیا، (۲) یہ معنی ہے کہ فلاں شے واپس ہوئی اس حال میں کہ وہ اس وقت لوٹ رہی ہے (۳) یہ معنی ہے کہ وہ اس شے اپنے راستے پر لوٹ آئی (۴) یہ مطلب ہے کہ اس شے نے جانے کا سلسلہ منقطع نہیں کیا، بلکہ اسے واپسی کے ساتھ چار نقوس میں جن کے بارے میں گمان ہے کہ وہ صحیح ہیں، یہ الفاظ اس طرح ہیں بَرَکَہٗ اَوْ عَزَّوْا، یہ طریقہ جمع کے مناسب ہے اور اس لئے بھلا مناسب ہے کہ وجود میں ابتدا پہلے ہے اور عَزَّوْا (وہاں) بعد میں ہے۔

اَصْلًا تَكُونُ ذَحِيْرًا، وہ رحمت جو ہمارے لئے ذخیرہ ہو جسے ہم قیامت کے دن کے لئے جمع کر کے رکھیں، ذَحِيْرًا سے واسطہ ڈال کے ساتھ (وَزُوْدًا، واؤ کے پیچھے ذر، یہ فعل کا وزن ہے خَفَعُوْا کے معنی میں یعنی اس رحمت کے ثواب سے فضیلت کو ہم حاضر ہوں اور اس سے نفع حاصل کریں اور لطف اندوز ہوں جس طرح پیاسا جب پانی کے پاس پہنچتا ہے تو اس سے لطف اندوز ہوتا ہے، پس جس کے پاس حاضر ہوتا ہے، وہ نفس صلوٰۃ کا ثواب ہے، تو یہ مجاز مرسل ہے، یعنی ذکر سبب کا بیان ہے اور مراد مسبب ہے، یا صلوٰۃ کے ثواب کو اس پانی کے ساتھ بطور استعارہ تشبیہ دی گئی ہے جس کے پاس پیاسا جاتا ہے، اسے مستند نفع میں ہے، وَزُوْدًا یعنی وہ صلوٰۃ مددگار، قوت اور سہارا ہو، یہ نفع جمع میں حضرت مصطفیٰ کے قول کے موافق ہے عَزَّوْا

«مِنْهُ تَخَافُ رَحْمَتَهُ» (ذاتیہ)، «نُشْرُوْهُ نَحْمِيْهِ» (مِنْهُ تَخَافُ رَحْمَتَهُ) نامہ ساکن، ایک نقطہ والی یاد ہے زیر، «وَمِنْهُ سُوْرَتٌ» ہے کہ نام مشہور ہو یاہ کے نیچے زیر ہو، ایسی رحمت کہ اس کے بعد اور متصل رحمت آئے (زفر، پہلے حرف ہے زیر، رحمت رحمت، وسعت اور فرحت، ایک جماعت نے یہ لفظ اس طرح پڑھا ہے «فَرَفُوعُ» راء پر پیش کے ساتھ اس کا معنی ہے رحمت بعض نے کہا حقیقی نورِ بخشناں اس کا اطلاق کنی معانی پر ہوتا ہے (۱) رزق (۲) استراحت (۳) مطلقاً خوشبو (۴) معروف (۵) (۶) (۷) ہر سو تلخی ہانے والی اچھی خوشبو والی چیز۔۔۔ اس جگہ مراد اگر استراحت ہے تو ربیعان وہ چیز ہے جس کی طرف انسانی نفس شوق رکھیں اور اس سے خوشی محسوس کریں، اور اگر اس کا معنی خوشبو ہے تو یہ نعمت کی دلیل ہے، اور اگر معروف ہو۔۔۔ نام ہے یا ہر اچھی خوشبو والی پوئی کا نام ہے تو مقصود یہ ہے کہ جنت کا ربیعان مل جائے۔ حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول روح و ربیعان میں ایک قسم کی تنہیس ہے۔

«لَهُ دُخْلُ الْمَلَأَةِ عَلَى أَفْضَلِ» بعض نسخوں میں لفظ افضل نہیں ہے، یہ درود شریف دُخْلُ الْمَلَأَةِ عَلَى أَفْضَلِ مِنْ ظَلَمِ وَنَهْ الْبَحَارِ وَسَمَاءِ الْفَخَارِ سے لے کر وَهْمَعَتْ بِوَلَلِيهَا الْبَيْتُ الْفَلَسُ الْفَلَسُ اَزْ تَكْ اَبُو الْمَرْفِ ابْنِ عَمِيْرٍ رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ سے ماخوذ ہے، جو انہوں نے ابو ذکریا ابن عبد الواحد بن ابی حفص کو لکھ کر بھیجا تھا، اور یہ ان کے رسائل کے مجموعے میں پام رسالہ ہے، البتہ اس جگہ لکھے گئے درود شریف اور اس رسالہ کے درمیان کچھ الفاظ کا اختلاف ہے۔

«بَعْضُ ظَلَمِ» جن سے پاکیزہ ہو، یا حسین ہو (بھنہ) اسی طرح نسخہ سہلیہ اور ابن عمیرہ کے رسالہ میں ہے۔ بعض صحیح نسخوں میں اس کی جگہ یہ ہے۔ «بَيْنَ اِتْدَايِهِ» اور باء ظریفہ ہے، یہ بھی احتمال ہے کہ «بَيْنَ اِتْدَايِهِ» ہو اور باء سبب ہو، مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا نسب اور آپ کے آباء و اجداد کو اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی بہترین اور طیب و طاہر افراد بنایا، تاکہ ان میں سے صاف ستھری، سچی پیدا فرمائے، بہترین اصل اور افضل ترین نسب سے، یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ حضرات نبی اکرم ﷺ کے وجود اور ظہور کے بعد مشرف ہوئے، اس لئے کہ آپ ان سے پیدا ہوئے، کیونکہ اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیث اس معنی کے خلاف ہیں، احادیث سے پتا چلتا ہے کہ آپ بہترین افراد سے بہترین افراد کی طرف منتقل ہوتے رہے، اور جب بھی دو جماعتیں ہیں آپ بہتر جماعت میں تھے، اور آپ دیکھا تو کتنا انسانوں کی بہترین قسموں میں بھیجے جاتے رہے، یہاں تک کہ آپ اس جماعت سے پیدا ہوئے جس میں سے آپ تھے، جب آپ کو کچھ لوگوں سے اس قسم کی بات کہی، کہ آپ کے آباء و اجداد اصحاب فضیلت نہ تھے۔ ۱۳ تھوری (۱) تو آپ ناراض ہوئے اور منبر پر کھڑے ہو کر لوگوں کو اپنے نسب کی شرافت و فضیلت کی یاد دلائی، اس حدیث کو ہزار وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور حاکم نے حضرت ربیعہ ابن الخارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

«الْبَحَارُ» فون کے نیچے زیر، اس پر پیش بھی پڑھ سکتے ہیں اور نیم مخفف، اس کا معنی ہے اصل اور جائے پیدائش، حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسخہ سہلیہ میں اس جگہ اپنے قلم سے لکھا ہے کہ اس کا معنی نسب ہے، ابن ابی عمر عدنی اپنی سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قریش اللہ تعالیٰ کی ہرچیز

میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بصورت نور حاضر تھے، فرشتے اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ نور ان کی پشت میں ڈال دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت میں زمین کی طرف اشارہ کیا، پھر مجھے حضرت نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی پشت میں منتقل کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے 'میزبشتوں سے پاکیزہ رتھوں کی طرف منتقل فرمایا' یہاں تک کہ مجھے میرے والدین سے پیدا کیا، جو کبھی فاشی یا نفع نہ ہوئے، اسی طرف حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اشارہ کیا، وہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ قَبْلِهَا طِبْتُ فِي الظَّلَالِ وَفِي
نَمَّ هَبَطْتُ الْبِلَادَ لَا بَشَرًا
بَلْ نَظَفَةً تَرَكْتُ الشُّغْلَ وَقَدْ
تَنَقَّلْتُ مِنْ ضَلَبٍ إِلَى رَجِيمٍ
فَسُودِعَ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
أَنْتَ وَلَا مُضْعَفَةٌ وَلَا عُلُقُ
الْحَجَمِ نَسَرْنَا وَ أَهْلُهُ الْغُرُقُ
إِذَا مَطَّي عَالَمٌ بَدَا غَلَبِي

ولادت باسعادت سے پہلے آپ (جنت کے) سائوں میں خوش تھے اور ایسے خزانے (بنت) میں تھے جہاں پتے پیچے جاتے تھے، پھر آپ زمین کے شہروں میں اترے، اس وقت آپ نہ تو انسانی لباس میں تھے اور نہ ہی گوشت اور محمد خون کی صورت میں تھے، بلکہ مادہ حیات کی صورت میں تھے، کشتیوں (بشتوں) اور رتھوں پر سوار ہوتے تھے، سر اور اس کے اہل کو غرق نے گھیر رکھا تھا۔ آپ پشت سے رحم کی طرف منتقل کئے جاتے تھے، جب ایک جہان گزر جاتا تھا تو ایک اور طبقہ ظاہر ہو جاتا تھا۔

آپ ﷺ کے نسب کا تمام سلسلہ پاک ہے

شیخ ابو عثمان سعید العقیلی نے علامہ بوسیری کے قول "أَبَانٌ مَوْلَا ذُو غُنَيْنَ طِيبٌ غَضْرِبِي" کی شرح میں فرمایا: غنظیر سے اصل ہے، اس اصل کی پاکیزگی مراد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی صورت بنائی، اسی لئے جب نبی سے ہونے میں علماء کا اختلاف، جو اہل اکثر علماء نے اس نقطہ کو مستثنیٰ کیا، جس سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ کی صورت پیدا کی، اور اس مادے کو اختلاف سے خارج قرار دیا، یعنی علماء نے فرمایا کہ اس میں اختلاف نہیں ہے، بلکہ وہ بالکل پاک ہے۔ ۴۰ قیامتی اور اگر کہا جائے کہ وہ تمام نطفے پاک تھے جن سے آپ کے تمام آباء کرام حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کئے گئے اور انہیں اختلاف سے خارج قرار دیا جائے تو بعید نہیں ہو گا، اور آپ کے نسب کا تمام سلسلہ پاک ہو گا، نبی اکرم ﷺ کے بلند و بالا مقام و مرتبہ اور آپ کی عظیم طہارت کے لائق ہو گا، جیسے کہ کہا گیا ہے کہ آپ انسان ہیں لیکن وہ تمام انسانوں کی طرح نہیں ہیں۔ آپ مادہ حیات سے پیدا ہونے میں تو دوسرے انسانوں کی طرح ہیں، اس کے باوجود اس حالت میں بھی ان کی مش نہیں ہیں، کیونکہ آپ کی ولادت اس طیب و طاہر بانی سے ہوئی جو کبھی نجس نہیں ہوا اور نہ ہی کبھی مبیہ ہو گیا، نبی اکرم ﷺ کے آباء کرام کی پشتوں کو جو طیب و طاہر اور محرم کہا گیا ہے اس کا اشارہ اسی طرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ جن معترض

کے نزدیک نادر منسوب مطلقاً پاک ہے انہوں نے اپنے اس موقف پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے، وَلَقَدْ خَلَقْنَا
بَنِي آدَمَ (الانبیاء) کیونکہ وہ مادہ ہیں، خفیرہ تا ہے اور انسانی صورت میں بدل جاتا ہے، اس جگہ عزت و کرامت سے استدلال زیادہ
موزوں ہے، کیونکہ آباء کرام کو اس عزت و کرامت سے موصوف کیا گیا جو ان کے ساتھ مخصوص ہے، یہ اس کرامت کے علاوہ
ہے جو آیت کریمہ میں، اِتَّخَذُوا اَنفُسَهُمْ كُفْرًا (انعام) اور خود پوشوں کو اس وصف سے موصوف کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اوستفا اور بلند و بالا دو اہم اسی طرح نادر سلیقہ میں ہے، انی عمیرہ کے نزدیک بھی اسی طرح ہے، بعض معتدہ نسخوں میں
اس کی جگہ بیٹہ ہے، ان کے معنی میں غنیمت دی ہے جو اس سے پہلے گزر چکی ہے، الْفَخْخَاءُ فَاو پر زیر، خاء محقق، سرداری کی وہ
صفت جن کی مدح کی جائے، اَوْسْتَفَاوَتْ بَنُو اِمْنِ عمیرہ کے ہاں اَوْسْتَفَاوَتْ ہے بڑے اور اس کا معنی مخفی ہونا ہے، تَنْزِيلُ
لام کے ساتھ ہے، (بجینیدہ) اس کا معنی جبینہ ہے، یہ پیشانی کے دو کنارے ہیں، اَبْرُوؤں اور کچھیلوں کے درمیان وہ حصہ جو
بالوں کے گچھے کی طرف بلند ہوتا ہے۔

(الافتخار) اس میں چند احتمال ہیں (۱) سورج، چاند اور ستارے مراد ہیں (۲) سورج اور چاند (۳) صرف چاند مراد ہے، آخری
صورت میں جمع کا صیغہ تعظیم یا مبالغہ کے لئے لایا گیا ہے، یا اس لئے کہ اس کا ہر گوشہ قمر ہے۔۔۔ حضرت مسیح کی مراد نبی
اکرم ﷺ کے چہرہ انور کے حسن و جمالی، دلکشی اور کمال، اور نہایت روشن ہونے کی توصیف ہے، انہوں نے بیان کیا ہے کہ
چاند آپ سے نور کی خیرات مانگتے ہیں، علانکہ چاندوں کی چمک و تک معلوم ہے، اس مطلب کی تاکید یوں کی کہ مستقبل ہونے
کو صیغہ ماضی سے تعبیر کیا، (جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ معرض ظہور میں آچکا ہے، ۱۲) قادری، عام طور پر (حسین چہروں کو)
چاندوں سے تشبیہ دی جاتی ہے، حضرت مسیح نے اس جگہ صرف تشبیہ کو نہیں لایا (چاندوں کو آپ کے چہرہ اقدس سے
تشبیہ دی ہے) بلکہ یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ چاند آپ کی طرف محتاج ہیں اور آپ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، آپ کو چاندوں پر
وہ فوقیت حاصل ہے جو اصل کو فرع پر، مفید کو مستفید پر اور بڑا نورانی کو غیر سے نور حاصل کرنے والے پر ہوتی ہے، علامہ
بیضاوی نے اپنی کتاب طواریح کے خطبہ میں کہا: "صَلَّى اللّٰهُ خَلِيْدٌ وَ غُلِيَّ اللّٰهُ مَا اَضَاءَ الْبَدْرُ الْشَّيْطَانُ ضِيَاةً" اللہ تعالیٰ آپ پر اور
آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے، جب تک چہرہ نبوی کے چاند کو آپ کی ضیاء روشن کرتی رہے۔

(امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جتے ہیں۔)

بھیک ان کے در کی ہے اور استعارہ نور کا

یہ جو سر و ماہ پر اخلاق آیا نور کا

جناب اعظم چشتی نے کہا:

چاند کے منہ پر سیاہی، ان کا چہرہ صاف ہے

چاند سے تشبیہ دینا یہ کوئی انصاف ہے؟

(۱۲) قادری

سمندر اور بادل آپ کی سخاوت کے سامنے بے بس ہیں

﴿وَنُفِثَ سَائِلًا مِّنْهُم مَّاءٌ فَنَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَسَالَتْ مَوَاقِفًا ۚ فَاكْبَسَ الثَّوْبُ الْمَوَاقِفَ ۖ فَاسْفَلَ الْمَوَاقِفَ كَاسْفَالِ الْمَوَاقِفِ ۗ فَنَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَسَالَتْ مَوَاقِفًا ۚ فَاكْبَسَ الثَّوْبُ الْمَوَاقِفَ ۖ فَاسْفَلَ الْمَوَاقِفَ ۗ فَنَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فَسَالَتْ مَوَاقِفًا ۚ فَاكْبَسَ الثَّوْبُ الْمَوَاقِفَ ۖ فَاسْفَلَ الْمَوَاقِفَ ۗ﴾

اس طرح ہے 'ابن عمرہ کے ہاں بھی اسی طرح ہے۔ غنماۃ کی جمع ہے 'کچھ معتدہ نخلوں میں الغنماۃ ہے 'یہ غنماۃ کا اسم جنس ہے۔ (بادل) (والبخاری) آپ کے دائیں ہاتھ کی سخاوت کے آگے بادل اور سمندر قاصر رہ گئے۔۔۔ اور آپ کی کوششوں کے آگے ہاں اور سمندر کیوں نہ قاصر رہ جائیں؟ اس لئے کہ جو دو سخاوت کا وہ جوہر ہی آپ کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے کے لئے تھا اور سخاوت کا تعارف ہی آپ کی بدولت ہوا 'پس آپ جوہر و سہ کے بحر اعظم اور بقیۃ و عطا کے ابر بے مثال ہیں۔ استنباطاً و نسبتاً اس نخلوں میں و غنماۃ کا اضافہ ہے 'ابن عمرہ کے ہاں نہیں ہے 'نخل سلیلہ اور اکثر نخلوں میں بھی نہیں ہے۔ (مخضبات) ہاں ہتاجہ یعنی غالب (اتاجہ) جمع ہے آیت کی جس کا معنی علامت ہے 'مطلب یہ ہے کہ آپ کی غالب علامات کے سبب (اس حالت ہتاجہ کی اضافت آیات کی طرف از قبیل اضافۃ الصیفۃ الی الموصوف ہوگی) (ق ۱۳) یا یہ مطلب ہے کہ آپ کی آیات کے غالب نور کے سبب اَوَّلُ الْمَوَاقِفِ یَنْزِلُ آیاتہ البتاجہ اس صورت میں موصوف (نور) حذف کر دیا گیا ہے 'کیونکہ وہ آسانی سے اس میں آسکتا ہے 'جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَنْ اَعْصَلَ سَابِغَاتِ الْمَذَاقِ مَوْصُوفٌ مَّذُوقٌ ہے۔ (ق) آیات سے مراد یا تو وہ آیات ہیں جن کی سخاوت کی جاتی ہے (یعنی قرآنی آیات یا معجزات مراد ہیں یا دونوں ہی مراد ہیں 'ابن عمرہ کے ہاں ہتاجہ آیاتہ مختصر ہونے کے چھپے زیر آیات بروزن کتاب کا معنی ہے سورج کی شعلہ۔

﴿اَضَاءَتْ اَلْاَنْجَادُ ۖ مَسْتَدُورٌ ۚ فَاِذَا رَکِبَ السَّيْرَ ۚ﴾

جو پست نہیں ہے (وَالْاَنْجَادُ) غور کی جمع جس کا معنی ہے پست زمین یا یہ بیضاہ اور یمن سے متصل علاقہ ہے 'النجاد اور انجہر جمع کا صیغہ اس لئے لائے ہیں کہ ان کا ہر گوشہ یا ہر جگہ نجد یا غور ہے 'وہ سری توجہ یہ ہو سکتی ہے کہ نجد کی جمع تو اس کے لئے ہیں کہ یہ کئی جگہوں کا نام ہے اور غور کی جمع نجد کی جمعیت میں اس اعتبار سے لائے ہیں کہ اس کے اطراف اور مقامات متعدد ہیں۔۔۔ واللہ تعالیٰ اعلم 'نبی اکرم ﷺ کی آیات سے روشن ہونے کے سلسلے میں خاص طور پر النجاد اور انجہر پست زمینوں کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ عرب کے شہر اور ان کا جزیرہ ہے 'جہاں خصوصیت کے ساتھ نبی اکرم ﷺ میہوت ہوئے 'اسی لئے آیات میں ہے: اللہ طور سیناء سے آیا 'سالمین سے خلوع ہوا اور فاران کے پناؤں سے ظاہر ہوا 'فاران سے مکہ مکرمہ مراد ہے 'جہاں نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

کتاب شعیاء علیہ السلام میں خوشخبری

اسی طرح کتاب شعیاء میں خوشخبری دی گئی ہے 'اللہ رب العزت کے مکہ معظمہ پر جلوہ فرما ہونے اور اس پر اپنی عنایت کے ظاہر کرنے اور اس کے نور کی طرف امتوں کے سفر کرنے اور اس کے طلوع کی روشنی کی طرف بادشاہوں کے متوجہ ہونے کی

بعض قدیم کتابوں میں بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرب کے پہاڑ پر ایک نور اتارے گا جو مشرق و مغرب کو بھر دے گا اور وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نبی عربی ہی کی صورت میں پیدا ہو گا ان پر آسمانوں کے ستاروں اور زمین کی نباتات کی تعداد میں لوگ ایمان لائیں گے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کی اضافت ہے موصوف کی طرف یعنی آپ کی عاہلہ کر دینے والی آیات کو قرآن پاک نے بیان کیا۔۔۔۔۔۔ یہ نسخہ سلیلہ وغیرہ میں اسی طرح ہے ابن عمر کے ہاں بھی اسی طرح ہے ایک نسخے میں ہے وَبَشِّرْ آلَہٗ وَاٰلَہٗہٗ اس میں عام کا حلف ہے خاص پر۔ (نظمی الکتاب) یعنی قرآن پاک نے گزشتہ اور آئندہ نبی امور کی خبر دی مثلاً چاند کا دوبارہ ہونا سفر معراج اور مومنوں، مشرکوں اور منافقوں کے ان اقوال کی خبر دینا جو نبی اکرم ﷺ سے خفیہ اور چھپ کر کہے گئے تھے۔ اساس میں ہے کہ بطور مجاز کہا جاتا ہے مِکْنَابٌ نَّاهِیٌّ اور بَذْلُکَ نَظْمِی الْکِتَابِ اَمْسِی اَوْ نَوَا غَرِبَ الْاَلْخِیَابِ کا معنی ہے یہ در پہ آئی ہیں حدیثیں یہ بھی وہ سکتا ہے کہ قوت کا اصطلاحی معنی مراد ہو اور وہ یہ ہے کہ اتنی تعداد میں لوگ روایت کریں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عارنا محال ہو اول سے آخر تک ہر درجے میں اتنی تعداد ہو اور آخر میں جس کی طرف منسوب ہو نبی اکرم ﷺ کے تمام معجزات اگرچہ شخصی طور پر تو متواتر نہیں ہیں لیکن معنوی طور پر متواتر ہیں اور افراد معجزات میں پائی جانے والی قدر مشترک حد قوت کو پہنچی ہوئی ہے الْاَلْخِیَابُ جمع ہے خبر کی جس کا معنی حدیث ہے۔

مہاجرین و انصار صحابہ

اَلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا قَبِیْلَ قُرَیْشٍ وَغَیْرَہٗ سے تعلق رکھنے والے حضرات نے اپنے وطنوں کو چھوڑا اور اپنے شہروں سے نکلے (اَلْمَضَرِیَّة) لام اعلیٰ ہے اَوْ نَضْرُوْہُ فِیْ ہِجْرَتِہٖ اور وہ حضرات جنہوں نے حالت ہجرت میں آپ کی خدمت کی۔۔۔۔۔۔ یہ قبیلہ اوس اور خزرج کے خوش قسمت حضرات تھے اس جگہ موصول محذوف ہے (اصل عبارت اس طرح تھی وَالَّذِیْنَ نَضْرُوْہُ فِیْ خَلِیْلِ ہِجْرَتِہٖ) اگر موصول کو محذوف نہ مانا جائے تو دونوں جملوں سے صرف مہاجرین مراد ہوں گے انصار مراد نہیں ہوں گے مگر ان کے یہاں نہیں ہے اس کی دلیل حضرت مصنف کا یہ قول ہے اَفِیْہُمْ اَلْمِیْہَاجِرُوْنَ وَ اَفِیْہُمْ اَلْاَنْصَارُ مہاجرین وہ حضرات صحابہ تھے جنہوں نے آپ کی خدمت کے لئے ہجرت کی اور انصار وہ صحابہ کرام تھے جنہوں نے آپ کی ہجرت کے حال میں خدمت کی اس سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ ان کے کلام میں مہاجرین اور انصار دو الگ الگ گروہ ہیں۔

اضافۃ نامیۃ ایسی رحمت جو مبارک اور پاکیزہ ہو (فَاَسَاسُ خَفِیَّتْ) جب تک اپنی طرب انگیز آوازیں بار بار نکالتے رہیں (یعنی انیکچہ) جمع ہے انیکۃ کی جس کا معنی ہے جنگل اور ہر وہ جگہ جہاں گھنے درخت ہوں وہ اَنْکَلٌ ہے اَلْاَنْکَلِیْنَ پرندے۔

اَوْ هَضْبَتْ بِوَبْلِیْنِہَا اور اپنی موملہ ہار بارش برساتے اَلْبَلْبَمَةُ دال کے نیچے زیر گرج اور چنک کے بغیر مسلسل اور پرسکون بارش اس کی جمع ہے بَلْبَمٌ اس جگہ حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ اَلْبَلْبَمَةُ کا معنی بارش ہے اور جمع ہے اَلْبَلْبَمُ اس تفسیر کی نسبت حضرت مصنف کی طرف کی گئی ہے۔ اَلْمِیْہَاجِرُوْنَ چھانچوں برسنے والی بارش اَصَاعَفُ اللّٰہُ خَلِیْہُ ذَاہِمٌ ضَلُوْا تَوَہٗ یہ صفت کی

اضافت موصوف کی طرف ہے، اصل عبارت یوں ہے ضلواتہ الدائمیۃ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر وہی نور نازل فرمائے۔

ضلواتہ ضلواتہ ایسی رحمت ہو موصول ہو (الاقصا) ایسا اتصال ہو جو ہمیشہ رہے۔ اهو قطب الخصالۃ کسی نور کا قطب وہ ہے جس پر اس کا دار مدار ہو الخصالۃ کا معنی عظمت اور بلندی شان ہے۔ پس نبی اکرم ﷺ کی عظمت جلال انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ آپ پر ہی عظمت کا دار مدار ہے کائنات میں اگر کوئی جلیل ہے تو آپ ہی کی جلالت کے حوالے میں ہے، آپ کی ہیبت و منزلت کے آگے سر خم، آپ کا ادب کرنے والا اور آپ سے متعلق ہے، قطب کی اضافت جلال و طرف یا تو فیہ کے معنی میں ہے (یعنی وہ کہ جلالت میں قطب اعظم ہیں) یا معنی لام ہے اور مضاف مقدر ہے، یعنی اہل جلال کے قطب۔

(وَضَمِّنَ الشُّبُهَةَ وَالرَّسَالَةَ) یعنی جن کی نبوت و رسالت سورج کی طرح ہے، سورج کے ساتھ تشبیہ دینے کی دو باتیں کہتی ہیں۔

(۱) سورج میں قوی نورانیت ہے، نبی اکرم ﷺ نور الانوار، سرا سراز اور دنیا اور آخرت میں خلیفہ اکبر ہیں، آپ ہی تمام مخلوق میں تقسیم کیا گیا، آپ ہی کے اخلاق سے مخلوق کے اہم، تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، آپ ہی صاحب الوسیلہ ہیں، درجہ اور مقام محمود بھی آپ ہی کا ہے، آپ ہی پر تمام نعمتوں کی تکمیل ہوئی، خود و کرم کے تمام طے آپ ہی کو پہنچاتے ہیں، آپ ہی محبت عظمیٰ کے مقام کے لئے مختص ہیں، آپ ہی تمام مخلوق کے لئے رسول مطلق ہیں، لہذا آپ ہی نورانیت کا آفتاب ہیں اور آپ ہی روشنی اور تصور میں غالب ہیں۔

(۲) ستارے جو انسانوں کے ہدایت پانے اور آسمان دنیا کی زمیت کے لئے جلائے گئے ہیں وہ سب سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں، اور اس سے مدد لیتے ہیں، تمام کائنات کی ذوات جو انوار و سرساز کا محل ہیں، ہدایت پانے کے پٹا اور وجود کی مدد سے ہیں، وہ سب نبی اکرم ﷺ سے مدد لیتے والے، آپ کے نور اور علم و حکمت سے استفادہ کرنے والے ہیں، علامہ شرف بو میری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمَا أَتَى الرُّسُلُ الْكِبْرَاءُ بِمَا
فَإِنَّهُ شَمْسٌ فَضْلُهَا هُمْ كَمَا أَكْبَهَا
فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمْ
يُظْهِرُونَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلُمِ

○ رسولان گرامی جتنے معجزات لائے وہ آپ ہی کے نور سے ان تک پہنچے۔

○ کیونکہ آپ فضیلت کا آفتاب ہیں، دوسرے انبیاء کرام ستارے ہیں، جو آپ ہی کے انوار کو اندھیروں

میں لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ (علامہ قاسمی نے صرف پہلا مصرع نقل کر کے انہیں کہہ کر اشارہ کر دیا تھا)

راقم نے دونوں شعر بھی نقل کر دیے ہیں، ۱۳ قادری

ایک احتمال یہ ہے کہ مراد یہ ہو کہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت کی نسبت دیگر انبیاء و مرسلین (اعلیٰ نینا و عظیم اح)

والسلام) کی طرف ایسے ہی ہے جیسے سورج کی نسبت باقی ستاروں سے، پس آپ آفتاب نبوت و رسالت ہیں اور دیگر انبیاء کرام نبوت کے ستارے ہیں، اس اعتبار سے یہ فقرہ مائیل قطب الجہلۃ کی طرح ہو گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ شمس مرفوع ہے، اس کا عطف قطب پر ہے، اس کا الذی پر بھی عطف ہو سکتا ہے، لہذا جو کچھ اس میں جائز ہے شمس میں بھی جائز ہے، موصوف کی موافقت کے اعتبار سے زیر پڑھ سکتے ہیں، موصوف سے منقطع کر کے پیش اور زیر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح بعد میں آنے والے انبیاء میں اور انبیاء کا حکم ہے، فرق یہ ہے کہ ان تینوں مواقع میں اعراب لفظاً ہو گا اور ان کے متبوع (الذی) میں محلاً ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اختصاصاً پے در پے ایک صلاۃ کے بعد دوسری صلوٰۃ (بضعاقب) بام معنی منع یعنی سمیت پے در پے آئے (الذی) و انبیاء اور راتوں کے۔۔۔ مطلب یہ ہے کہ رہتی دنیا تک، اللہ تعالیٰ جمع ہے نیل کی خلاف قیاس، اللیل معینہ واحد کا ہے اور معنی جمع کا۔ اس کا واحد لیلة ہے، جیسے قمر اور شمرة۔

الْحَزْبُ الثَّامِنُ فِي يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

آسمانوں کی حزب پیر کے دن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الرَّاهِدِ رَسُوْلِ الْمَلِكِ الصَّمَدِ الْوَاحِدِ

اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ دنیا سے بے نیاز نبیؐ، بادشاہؐ بے نیاز اور واحد حقیقی کے رسولؐ

صَلِّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ صَلَوةً دَائِمَةً اِلٰی مُتَهٰی الْاَبْدِ بِلَا انْقِطَاعٍ وَلَا

اللہ تعالیٰ ان پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو زمانہ کی آخری جز تک منقطع اور ختم ہوئے بغیر ہو

نَقَادٍ صَلَوةً تُجَنِّبُنَا بِهَا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ وَبُئْسَ الْمِهَادُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

جاری رہے ایسی رحمت ہو کہ تو ہمیں اس کے سبب جہنم کی گرمی اور برے ٹھکانے سے نجات دے اے اللہ! ہمارے

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِهِ وَسَلِّمْ صَلَوةً لَا يُحْطٰی لَهَا عَدَدٌ

حضرت محمد مصطفیٰؐ نبی امی اور ان کی اول پر اتنی رحمتیں اور سلام نازل فرما جن کی گنتی نہ کی جاسکے اور

وَلَا يُعَدُّ لَهَا مَدَدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُكْرِمُ بِهَا مَشْرُوعَهُ

اس میں زیادتی نہ کی جاسکے اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ایسی رحمت نازل فرما جس کے ذریعے

وَتُبَلِّغُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنَ الشَّفَاعَةِ رِضَاؤَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا

آرامگاہ کی عزت میں اضافہ فرمائے اور اس کی بدولت قیامت کے دن شفاعت سے ان کی رضا کو پورا فرمائے اے

مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاَحْمَدِ السَّيِّدِ النَّبِيِّ الَّذِي جَاءَ بِالْوَحْيِ وَالتَّنْزِيلِ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ نبی عالی نسبؐ، سردارؐ صاحب عظمت جو وحی اور قرآن پاکؐ لائے

وَاَوْضَحَ بَيَانَ التَّوْوِيلِ وَجَاءَهُ الْاَمِيْنُ سَيِّدُنَا جَبْرِئِلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَرَامِ

واضح طور پر تفسیر بیان کی ان کے پاس سیدنا جبرائیل امینؑ علیہ السلام عزت اور فضیلت لائے

وَالْتَفْصِيْلِ وَاَسْرٰى بِهٖ الْمَلِكُ الْجَلِيْلُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيمِ الطَّوْوِيلِ فَكَشَفَ

صاحب جلالت بادشاہ نے انہیں تاریک اور دراز رات میں سر کرائی، پس ان کے لئے

الْبَاقِي عَنْ اَعْلٰی الْمَلَكُوْتِ وَاَرَاهُ سَنَاءَ الْجَبَرُوْتِ وَنَظَرَ اِلٰی قُدْرَةِ الْحَيِّ الْقَدِيْمِ

عالم ملکوت کو منکشف فرمایا اور انہیں عالم جبروت کی بلندی دکھائی اور انہوں نے زہد و پائندگی پائی اور

الَّذِي لَا يَمُوتُ ۝ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةٌ مَقْرُونَةٌ بِالْجَمَالِ وَالْحُسْنِ

اس ذات کی قدرت دیکھی جسے موت نہیں! اللہ تعالیٰ ان پر ایسی رحمت نازل فرمائے جو حسن و جمال

وَالْكَمَالِ وَالْخَيْرِ وَالْإِفْضَالِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

خیر و کمال اور انعام کے ساتھ متصل ہو! اے اللہ! ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی

اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْأَقْطَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

آل پر رحمتیں نازل فرما قطروں کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر

مُحَمَّدٍ عَدَدَ وَرَقِ الْأَشْجَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

رحمتیں نازل فرما درختوں کے پتوں کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر

مُحَمَّدٍ عَدَدَ رَبْدِ الْبَحَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

رحمتیں نازل فرما سمندروں کی بھاگ کی مقدار میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

عَدَدَ الْأَنْهَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ رَمْلِ

نہروں کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما جنگلوں اور چٹیل میدانوں

الصَّحَارَى وَالْفَقَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ

کی ریت کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما پناہوں اور

ثِقَلِ الْجِبَالِ وَالْأَحْجَارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

پتھروں کے بوجھ کی مقدار میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

عَدَدَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِ النَّارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

جنت اور دوزخ والوں کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما

مُحَمَّدٍ عَدَدَ الْأَبْرَارِ وَالْفُجَّارِ ۝ وَ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا

نیکوں اور بدکاروں کی تعداد میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرما اس تعداد میں

مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا يَخْتَلِفُ بِهِ الْيَلُّ وَالنَّهَارُ ۝ وَ اجْعَلِ اللّٰهُمَّ صَلَاتَنَا عَلَيْهِ

کہ رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آئے اور ان پر ہماری درود کو ہمارے لئے آگ کے مذاہب

حِجَابًا مِّنْ عَذَابِ النَّارِ وَسَبَبًا لِّإِبَاحَةِ دَارِ الْقَرَارِ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝

سے پروردگار اور جنت کے طالع ہونے کا سبب بنا ہے شک تو غالب اور بہت بخشنے والا ہے

وَصَلَّى ۝ اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَذُرِّيَّتِهِ الْمُبَارَكِينَ

اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی پاکیزہ آل، مبارک اولاد،

وَصَحَابَتِهِ الْأَكْرَمِينَ وَأَزْوَاجِهِ الْأَمْهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوةً مَّوْضُوعَةً تَتَرَدَّدُ

معزز صحابہ اور حضور کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی ماؤں پر مسلسل رحمتیں نازل فرمائے جو قیامت کے دن

إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَرِزْنِ الْمُرْسَلِينَ الْأَخْيَارِ

تک پہ در پہ جاری رہیں اے اللہ! رحمت نازل فرمائیں ان کے سردار، برگزیدہ مرسلین کی رحمت اور ان

وَأَكْرَمِ مَنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ اللَّيْلُ وَأَشْرَقَ عَلَيْهِ النَّهَارُ ۝ ثَلَاثًا ۝ اَللّٰهُمَّ يَا ذَا

لوگوں میں سے معزز ترین ہستی پر جن پر رات تاریک ہوئی اور دن روشن ہوا، تین بار پڑھے، اے اللہ! اے اس

الْمَنِّ الَّذِي لَا يُكَافِي امْتِنَانُهُ وَالطُّولُ الَّذِي لَا يُجَازِي انْعَامُهُ

احسان والے جس کا بدلہ نہیں دیا جاسکتا اور اے بخشش والے جس کے انعام و احسان کا

وَإِحْسَانُهُ نَسْأَلُكَ بِكَ وَلَا نَسْأَلُكَ بِأَحَدٍ غَيْرِكَ أَنْ تُطْلِقَ السِّتْرَ

عوض نہیں دیا جاسکتا ہم تجھ سے میری ذات کے طفیل مانگتے ہیں کسی غیر کے وسیلے سے نہیں مانگتے

عِنْدَ السُّئَالِ وَتَوْفَّقْنَا لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَتَجْعَلْنَا مِنَ الْأَمِينِينَ يَوْمَ

کہ تو قبر میں سوال کے وقت ہماری زبانوں کو جاری فرما، ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرما اور ہمیں زمین کے لرزنے اور زلزلوں

الرَّجْفِ وَالزَّلَازِلِ يَا ذَا الْعِزَّةِ وَالْجَلَالِ ۝ أَسْأَلُكَ يَا نَوَّارَ النُّورِ قَبْلَ

کے دن امنی والوں سے ہوا، اے عزت و جلال والے! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے نوروں کے نور بنو زمانوں

الْأَرْزَمَةِ وَالذُّهْرِ ۝ أَنْتَ الْبَاقِي بِلا زَوَالٍ الْغَنِيُّ بِلا مِثَالٍ

اور مدتوں سے پہلے تھا، تو باقی ہے تجھے زوال نہیں، تو غنی ہے، تو غنی کوئی مثال نہیں

الْقُدُّوسُ الظَّاهِرُ الْعَلِيُّ الْقَاهِرُ الَّذِي لَا يُحِيطُ بِهِ مَكَانٌ وَلَا

تو وہ مقدس، پاک، بلند اور غالب ہے جس کا کوئی مکان احاطہ نہیں کرتا اور کوئی زمانہ

يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ زَمَانٌ ۝ اَسْأَلُكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنَى كُلِّهَا وَبِاعْظَمِ

اس پر مشتمل نہیں ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھے تمام حسین ترین ناموں کے طفیل، تیری ہر گاہ

اَسْمَائِكَ إِلَيْكَ وَأَشْرَفُهَا عِنْدَكَ مَنْزِلَةً وَأَجَزَلُهَا عِنْدَكَ ثَوَابًا وَأَسْرَعُهَا مَنَلًا

تیرے عظیم ترین ناموں، تیرے دربار میں مرتبے میں شریف ترین ناموں، تیرے نزدیک بڑے ثواب والے اور تیرے ہال

إِجَابَةً وَبِاسْمِكَ الْمَخْزُونِ الْمَكْنُونِ الْجَلِيلِ الْأَجَلِ الْكَبِيرِ الْأَكْبَرِ الْعَظِيمِ

جلد قبول ہونے والے ناموں کے وسیلے سے، اور تیرے پوشیدہ، مخفی نام کے طفیل جو بہت ہی جلیل القدر، بہت ہی بڑا اور

الْأَعْظَمِ الَّذِي تُحِبُّهُ وَتَرْضَى عَنْ دَعَاكَ بِهِ وَتَسْتَجِيبُ لَهُ دُعَاءَهُ ۝

بہت ہی عظیم ہے جسے تو محبوب رکھتا ہے اور جو تجھے اس نام سے پکارے اسے تو محبوب رکھتا ہے اور اس کی دعا قبول

اَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِإِلَهِ إِلَّا أَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ

فرماتا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو معبود، بہت مہربان، بڑا احسان کرنے والا آسمانوں

وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۝

اور زمینوں کا پیدا کرنے والا، بزرگی اور بخشش والا، ہر غیب اور شہادت کا جاننے والا اور بزرگ اور برتر ہے

لَهُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ يَا نَبِيَّ الْأَوَّلِ يَا آخِرِي حَزْبٍ ۝ اور یہ آخری حزب ہے۔ زہد کا معنی ہے اپنی

مرضی سے غصہ کا کسی شے سے ہے رغبت ہونا اور گوشہ نشین ہونا اس کے کئی مراتب اور درجات ہیں، درجات کا یہ فرق بہت

کی بلندی اور پستی کے اعتبار سے ہوتا ہے، بہت کی بلندی اس نور کی بنا پر ہوتی ہے جو دل میں چمکتا ہے، تو اس کے لئے سید

فراخ ہو جاتا ہے اور اس نور کی بنا پر یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ جس چیز میں رغبت کی گئی ہے وہ اس چیز سے افضل ہے جس سے

بے رغبتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ تمام نوروں کا سرچشمہ ہیں، ہر نور آپ ہی سے پھوٹا اور ہر نور والے نے آپ ہی سے نور حاصل

کیا، نیز آپ مطلقاً تمام مخلوق سے زیادہ علم رکھتے ہیں، لہذا آپ کی بہت بھی سب سے بلند اور زہد بھی سب سے اعلیٰ ہے، آپ

تمام زاہدوں کے سردار ہیں، اور جتنی آپ کی بہت بلند ہے اتنی ہی آپ کا مقام بھی بلند ہے، چنانچہ آپ تمام جہانوں کے سردار

ہیں، صوفیہ کے طریقے میں معلوم ہے کہ کوئی حال اور مقام حاصل نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس سے بے رغبتی نہ ہو اور اس

سے بہت بلند نہ ہو، نبی اکرم ﷺ نے اعلیٰ ترین مقام تب ہی پایا جب کہ آپ نے زہد کا مکمل طور پر احاطہ کر لیا اور مکمل طور

مقام عبودیت پر فائز ہو گئے۔

نبی اکرم ﷺ کا زہد

نبی اکرم ﷺ کا زہد تمام مادی اللہ تعالیٰ میں تھا یعنی دنیا اور آخرت اور ان کی تمام محسوس اور معقول اشیاء سے بے رغبتی۔ آپ کو اپنے مولا کے سوا کسی کے ساتھ قرار نہ تھا اور اس کے سوا کسی کی طرف توجہ بھی نہ تھی اس سلسلے میں آپ کے مقام کو نہ جانا جاسکتا ہے اور نہ بیان کیا جاسکتا ہے اسے وہی چاہتا ہے جس نے آپ کو اس مقام کے ساتھ فہم کیا۔

نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی جو ادنیٰ زہد ہے اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لوگوں سے قوی اور فعلی ایذا برداشت کرتے تھے اور اپنی جان کی پروا نہیں کرتے تھے آپ نے دنیاوی زندگی اور بھاپے موت اور آخرت کی طرف منتقل ہونے کو ترجیح دی جب کہ آپ کو اس سلسلے میں اختیار دیا گیا تھا آپ نے دنیاوی آسائشوں کو اختیار نہیں کیا دنیا کی ہر نعمت آپ کی خدمت میں پیش کی گئی فتوحات بکثرت ہوئیں لیکن آپ نے کسی چیز کو اپنے لئے جمع اور جمع نہیں کیا جب آپ کی رحلت ہوئی تو آپ کی ذرہ آپ کے اہل و عیال کے اخراجات کے سلسلے میں ایک یودی کے پاس رکھی ہوئی تھی۔ آپ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! آل محمد کو اتنا رزق عطا فرما کہ ان کے جسم و جان کا رشتہ برقرار رہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین کے خزانوں کی چابیاں دے کر آپ کے پاس بھیجا انہوں نے آپ کی پیشکش کی کہ تمام کے پناز زمو یا قوت اور سونے چاندی کے بن کر آپ کے ساتھ چلیں۔ اور آپ کو اختیار دیا کہ آپ یا تنہا یا ہمیشہ یا عید نبی آپ نے جی عہد ہونے کو پسند کیا اور اس امر کا انتخاب کیا کہ آپ ایک دن کھائے بغیر رہیں اور ایک دن نہ کھائیں۔

نبی اکرم ﷺ کے حق میں زہد کی تفسیر صرف دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ مناسب نہیں ہے مواہب لدنیہ میں ہے کہ امام حلی نے شعب الامیان میں فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ایسے وصف سے موصوف نہ جائے جو لوگوں کے نزدیک کمزوروں کا وصف ہو مثلاً یہ نہ کہا جائے کہ آپ فقیر تھے بعض علماء نے تو آپ کے حق میں لفظ زہد کے اطلاق سے بھی منع کیا ہے صاحب تترالذکر نے حضرت محمد بن واسع سے روایت کیا کہ انہیں کہا گیا کہ فلاں شخص زہد ہے انہوں نے فرمایا دنیا کی کیا قدر ہے کہ اس سے بے رغبتی کی جائے یعنی وہ بے رغبتی کے بھی قائل نہیں ہے شیخ ابوالحسن شہرستانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ کی قسم! جب میں دنیا سے بے رغبتی اختیار کروں تو اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کی تقسیم نہ کی ہے۔ اتمنی

پھر مجھے نبی اکرم ﷺ کے نام مہارک کے ساتھ وصف زہد کے ذکر کے بارے میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ اس کا مقصد یہ ہے جو اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو بھیجا کہ آپ کو نبی بادشاہ اور نبی عہد ہونے میں اختیار دیں وہ آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی چابیاں لائے اور آپ کے سامنے وہ کچھ پیش کیا جو انہوں نے پیش کیا اس کی طرف اس سے پہلے حضرت مصطفیٰ نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس جگہ اس قول سے اشارہ کیا اللہ تعالیٰ اس حدیث کو امام طبرانی نے سند حسن کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

امام ترمذی نے اس کا معنی حضرت ابو اہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسی طرف علامہ یومیری نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَزَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَفْسِهِ فَآزَاها آيَةً سَلَّمَ
وَأَكَلَتْ زُهْدَةً فِيهَا حَبْرُورَةٌ
إِنَّ الصُّورَةَ لَا تَعْلُو عَلَى الْبُصْمِ

○ اور سونے کے پتھر پہاڑوں نے آپ کی ذات اقدس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ نے انہیں نہایت عالی ہمتی دکھائی۔

○ آپ کی ضرورت نے سونے کے پہاڑوں سے آپ کی بے رنجی کو مضبوط کر دیا، بے شک ضرورت عصمتوں پر غالب نہیں آیا کرتی۔

ہر موجود شئی اسی ذات کی محتاج ہے

﴿رَسُوْلُ الْغُلَبِ﴾ ملک کے لام کے نیچے زیر اس کا معنی ہے ملک کا مالک یا وہ ذات جو اپنی ذات و صفات میں ہر موجود سے مستغنی ہے اور ہر موجود اس کا محتاج ہے، بعض علماء نے کہا کہ جو عزت اور ذلت دیتا ہے اور خود عزت ہی کے ساتھ موصوف ہے، اس اعتبار سے غلبہ فعلی اور سلبی صفت ہے، بعض نے کہا: تحمل قدرت والا، اس اعتبار سے یہ صفت قدرت کی طرف راجع ہے (الضَّئِيفُ) اس ذات کو کہتے ہیں جس کا تمام حوائج میں قصد کیا جائے اور ہر حالت میں اس کی طرف توجہ کی جائے بعض علماء نے کہا کہ وہ سردار جس کی طرف سرداری کی انتہا ہے، اس لئے کہ اس کا قصد کیا جاتا ہے۔ یہ معنی بھی پہلے معنی کی طرف راجع ہے، بعض نے کہا: جس کا جہت نہیں ہے، اس کے علاوہ بھی کئی اقوال ہیں۔ ابن عطیہ نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے، اس معنی کے اعتبار سے فعلی معنی مفعول ہے، جیسے کہ زمخشری نے کہا (المؤاجد) وہ ذات جو انقسام اور تجزی اور کسی بھی محل میں حلول کرنے سے پاک ہے، وہ کسی شے کے مشابہ نہیں اور کوئی شے اس کے مشابہ نہیں ہے، اس کا کوئی مد مقابل نہیں، اس کا کوئی مددگار نہیں، مشیر نہیں (مسند امام احمد میں ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ فرمایا، یہ مشورہ بطور احتیاج نہیں، بلکہ بطور اعزاز تھا، ۱۳ قاری، اس کا کوئی مددگار نہیں، کوئی وزیر نہیں اور اس کی ذات و صفات، افعال اور ملک میں کوئی شریک نہیں ہے۔

﴿صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةً دَائِمَةً اِلٰی مُنْتَهٰی الْاَبَدِ﴾ بعض نسخوں میں الْاَبَادِ الف کے ساتھ ہے، یہ مابعد کے صحیح کے مناسب ہے۔ دنیا کے ابد کی انتہا دنیا کی انتہا کے ساتھ ہو جائے گی، البتہ آخرت کے ابد کی کوئی انتہا نہیں ہے، پس ابد کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نوبہ نو نازل ہوتی رہے گی اور عیشہ پیشہ جاری رہے گی، بلا انقطاع، بغیر ختم ہونے کے، اس بنا پر حضرت مصنف کے قول اِلٰی مُنْتَهٰی الْاَبَدِ سے مراد یہ نہیں کہ ابد کے لئے انتہا ہے، بلکہ یہ مراد ہے کہ ابد کے ساتھ رحمت کا نزول بھی جاری رہے، حضرت مصنف کا قول بِلا انقطاع ماقبل کی تفسیر ہے، اس بنا پر کہ باء تفسیر اور تفسیر کے لئے ہے، یا ماقبل سے بدل ہے، یا ایک صفت کے بعد دوسری صفت ہے (ایک صفت ہے دائمہ اور دوسری صفت ہے بلا انقطاع)۔

قادر (یا حال ہے) اور اگر صرف دنیا کا اہل مراد ہے تو مقصد یہ ہے کہ رحمت اپنی انتہا تک پیش رہے، انتہا سے پہلے نہ ہو اور نہ ہی انتہا تک جا سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ولا نقاد) اور بغیر قنا کے (اصلاً) یعنی ابتدا میں اس صلوة کے سبب اجنبی جزو حیات جنم کی بخشش ہے۔۔۔ اور اس کی سروری سے "جنم زلت" مغلوب اور مذہب قائم رہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں اس سے محفوظ رکھے (و یثبت الیقین) اور وہ براہ راست ہے۔

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلَىٰ آلِهِ وَ سَلِّمْ» نسخہ سلیمہ میں اسی طرح ہے اس میں وَ سَلِّمْ ہے، بعض محدث نسخوں میں نہیں ہے، جس نسخے میں موجود ہے اس کے مطابق یہ وہ درود شریف ہے جسے ابن ثابت نے کتب میں روایت کیا ہے، یہ وہ درود شریف ہے جو جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا یہ درود شریف اور اس کے فضا کے اس سے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں، اس درود شریف میں اس جگہ یہ اضافہ ہے (اصلاً) یعنی ابتدا میں لیا غلڈا ایسی رحمت جس کی غنمی نہ کی جاسکے۔۔۔ اس لئے کہ وہ کثیر ہے اور متقطع نہیں ہوتی (ولا یغدا) اسی طرح نسخہ سلیمہ وغیرہ میں ہے، بعض نسخوں میں ہے (ولا یقطع الیہا غلڈا) کیونکہ وہ ہے درپے اور پیشہ نازل ہوتی رہے۔

«شکرکم یہا غلڈا» تو اس رحمت کے سبب آپ کی جائے قیام کی عزت میں اضافہ فرمائے (و یبلغ الیقین) یعنی یہ پہنچے گا مقبول ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیاء سے پہلے ہے

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَىٰ آلِهِ» یعنی خاندانی اخلاق اور مضبوط بزرگی میں مستغرق ہو ہری نے کہا (و صلّی علی محمد) مضبوط رائے والا شخص (و قد اصل) اصلاً (یعنی) شخص نے مضبوط کیا مضبوط کرنا جیسے طحتم ضغامة۔ مغلڈا (یعنی) مضبوط بزرگی جو ہری نے مزید کہا کہ کہانی نے کہا کہ عرب کہتے ہیں: لا اصل لنا ولا فضل الاصل کا معنی ہے خاندانی فضا کے اور فصل کا معنی ہے زبان اتنی، ایک اصل یہ ہے کہ اضافہ فی الشیوة مراد ہو، نبی اکرم ﷺ کی نبوت میں اعمال کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نبوت تمام انبیاء سے پہلے ہے، اور آپ انبیاء کرام تمام السلام کی پشتوں میں ایک ہی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہونے رہے، یہاں تک کہ آپ بحیثیت نبی پیدا ہوئے، جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فراموش و نقلت فی الشاجدین کی تفسیر میں روایت کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

«السید النبیل» یہ لقب سے مشتق ہے، فون پر پیش اس کا معنی ہے ذکاوت، نجابت، فضیلت اور شرافت، (الکذبی) جہاں بالو حلی، جو بعثت کے وقت وحی کے ساتھ تشریف لائے، وحی سے مراد ہے قرآن پاک اور اس کے علاوہ (یعنی) وحی مقلو اور غی مقلو (و التبریک) اس سے مراد قرآن پاک ہے (و أوضح بیان الشاویل) اور قرآن پاک کی تفسیر بیان فرمائی (و جاءہ الاونین) اور آپ کے پاس وہ آئے جو وحی پر امن ہیں (جبریل علیہ السلام بالکرامۃ و النفعین) یہ باء مصاحبت کے لئے ہے، جن کریمت اور تفہیل کے ساتھ کہ وہ وحی، نبوت اور رسالت ہے، یا یہ خبر کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے

زیادہ معزز اور سب اولین و آخرین سے افضل ہیں اور آپ کی امت معزز ہے اور اسے تمام امتوں پر تفضیل دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ اعظم ہوا سنو یہ استوائ سے ہے جس کا معنی ہے رات کے وقت سفر کرنا کہا جاتا ہے سنو 'سنو اور سنو' اس نے خود میر کی اور غیر نے اسے میر کرائی 'سنو یہ اور سنو یہ متین میں سنو لازم بھی ہو سکتا ہے اور متحدی بھی اصل عبارت یوں ہو گی کہ قرشتوں نے آپ کو میر کرائی جس طرح کہ ابن عابد نے آیت کی تفسیر میں کہا ہے لیا براتی نے آپ کو میر کرائی جیسے سبلی نے آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

الْمَلِکُ، لام کے نیچے ذر 'ایک معتبر نسخے میں ہے الْمَلِکُ مِم کے بعد الف کی زیادتی کے ساتھ 'علامہ بیضاوی نے الف کے ساتھ الْمَلِک کے بارے میں کہا کہ وہ ہے جو اس چیز میں تصرف کرے جس میں تصرف ممکن ہے جس طرح مالک اپنی مملکت چیز میں تصرف کرتے ہیں یہ بھی کہا کہ مالک وہ ہے جو اعیان مملوکہ (موتورات خارجیہ جو ملک میں ہوں) میں جیسے چاہے تصرف کرے 'یہ ملک سے مشتق ہے' اور بغیر الف کے مَلِک وہ ہے جو مامورین (جن کو حکم دیا جائے) میں امر اور نہی سے تصرف کرے 'یہ ملک سے مشتق ہے' علامہ بیضاوی نے کہا کہ مَلِک میں وہ تعظیم ہے جو مالک میں نہیں ہے۔ یہ سنو کا فاعل ہے اس نے ایک معتبر نسخے میں بنا: اَلْمَلِکُ مِم سے پہلے حرف جر کی زیادتی کے ساتھ 'اس کے مطابق سنو کا فاعل وہ ضمیر ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف راجع ہے (الْجَبْرِیْلُ) وہ ذات ذو جلال، عظمت، کبریاوی اور اپنے ماسوا پر غلبے کی صفات سے موصوف ہے 'بعض علماء نے کہا کہ اس کا معنی ہے وہ ذات جس کی شان عظیم ہو اور جس کا حکم ظاہر ہو کوئی اس کے برابر نہ ہو اور کوئی اس کی ذات 'صفت' اسم اور فعل میں اس کے قریب بھی نہ ہو۔

سیاہ رات کو طویل کہنے کی وجہ

اَللَّیْلِ اَلْیَہِیْمُ سیاہ رات میں (الظُّلُمِی) رات کو طویل کہنے کی کئی وجہیں ہیں (۱) سیاہ ہونے کی بنا پر طبیعت کے منافی ہوتی ہے 'اسی لئے پیار آدمی اسے طویل محسوس کرتا ہے (۲) وہ اسباب سے فارغ ہو کر بیٹھنے اور سکون کا وقت ہے 'تو وہ شخص اسباب میں مشغول ہونے اور حرکت کا ارادہ کرتا ہے 'یا کسی سے ملاقات کرنا چاہتا ہے یا اسے طبیعت کے ناموافق گھر میں گزارنی پڑتی ہے تو وہ اس رات کو طویل محسوس کرتے گا 'عرب ناپیدیدہ چیز کو طویل اور خوشی کے دنوں کو مختصر قرار دیتے ہیں۔ رہا سفر معبران تو اس کی مدت قلیل یعنی رات کا کچھ حصہ تھا 'اسی لئے آیت مبارکہ میں قُرْآنُ لَیْلٍ اَقْصَا لَکَرِہ کے ساتھ۔

فَکَشَفَ اَلْبَیِّنَاتِ اَللَّیْلِ اَلْیَہِیْمُ وَتَعَالٰی۔۔۔۔۔ نے فہم مظہر اور سہیت کے لئے ہے۔ (اللہ) نبی اکرم ﷺ کے لئے مشکشف فرمایا (عَنْ اَخْلَی الْمَلٰئِکُوتِ) عالم بالا کی رحمت اور بلندی کو۔ اَخْلَی الْمَلٰئِکُوتِ میں صفت کی اضافت ہے موصوف کی طرف۔ ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اضافت اپنے طریقے پر ہو اور مطلب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے ملکوت کے مقام اعلیٰ کو مشکشف فرمایا 'یعنی پہلے آسمان اور ساتوں آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتقی بیت معزز 'بنت' ستون 'رُش اور رُف و اللہ تعالیٰ اعظم

وَالْمَلَائِكَةُ كَذَبَتْ كَامَعْنٰی محاورہ مذکورہ کے مطابق ہے، صاحب غناء و ملک اَوْ فَنظَرَ اِلٰی قَدْرِہِ اس کے وہ مطلب ہیں کہ آپ نے خود قدرت کو دیکھا جس طرح قول اصح کے مطابق ذات عالیہ کو دیکھا، کیونکہ عقلاً صفات کا دیکھنا جائز ہے جیسے کہ ذات کا دیکھنا جائز ہے، کیونکہ تسویہ کا مقصدیٰ یلٰہ جاتا ہے اور وہ وجود ہے (۲) آپ نے قدرت کے آثار کا خصوصی مشاہدہ کیا جو کہ زمین میں آثار قدرت کے مشاہدہ سے زیادہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم، واللہ تعالیٰ وہ ذات القدس جس کے اور اک میں تمام موجودات داخل ہیں اللہ تعالیٰ وہ ذات جس کے لئے فی نہیں، جس کا وجود منقطع نہیں ہو گا اور اس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ اسم مبارک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جسے ایک جماعت نے روایت کیا ہے، مذکور ننانوے ناموں میں سے ایک ہے۔ (الباقین) اس موجود کو کہتے ہیں جس کی انتہا نہ ہو (الَّذِیْ لَا یَنْتَوٰی) کیونکہ اس کی حیات حقیقیہ ذاتیہ واجبہ اور قدیمہ ہے، لہذا وہ معدوم نہیں ہو سکتی، اس کے ساتھ کی حیات عارضی اور مستعار ہے، لہذا اس پر عدم آ سکتا ہے۔

یہ اضلّٰةٌ مَّقْرُوْنَةٌ ایسی رحمت ہو مصاحب اور محفل ہو اِبَالٌ جَمَلٌ وَالْحُسْنِ وَالْخِیَرِ وَالْاَفْصَحِ ثَمَنٌ ایسی رحمت ہو جس کے ذریعے تو اپنے حبیب ﷺ کے حسن و جمال، خیر و کمال اور افضال میں اضافہ فرمائے، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ رحمت نبی اکرم ﷺ کے حسن و جمال، خیر و کمال اور افضال کے ساتھ مقروان ہو، مراد یہ ہے کہ وہ آپ سے جدا نہ ہو اور بغیر انفصال کے پے در پے آپ پر نازل ہوتی رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اغْذٰذُ الْاَفْطَارِ جمع ہے فطر کی قاف پر پیش، اس کا معنی ہے زمین یا آسمان کا ایک گوشہ، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد فطر کی جمع ہو، اور وہ اسم جنس ہے فطرۃ کا جس کی جمع ہے فطرات الملاء یا اَفْطَارٌ فَطْرَۃٌ کی جمع ہے، اور یہ اس کی غیر معروف جمع ہے، غالباً یہی قرین قیاس ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔ اغْذٰذٌ وَزَنٌ یہ وَزَنٌ کا اسم جنس ہے (اغْذٰذُ الْاَفْطَارِ) یہ ٹھنڈی کی جمع ہے۔ یہ وہ کثیر پانی ہے جو جاری ہو، لیکن بحر کی مقدار کو نہ پہنچے، اس کی جمع ٹھنڈی بھی آتی ہے پہلے دونوں حرفوں پر پیش۔ اغْذٰذٌ وَاَحَدٌ النُّصْحَاوِیُّ راء پر زیر، اس کے نیچے زیر بھی پڑھ سکتے ہیں، جمع ہے صحراء کی، صحاح میں ہے کہ اس کا معنی جنگل ہے، قاموس میں ہے وہ زمین جو زری اور سختی میں یکساں ہو۔ وہ بے آب و گیاہ ہو۔ (وَالْاَفْطَارِ) یہ فطر اور فطرۃ کی جمع ہے، اس کا معنی ہے خلل (چٹیل) زمین، الْمَمَکَانِ مکان خالی ہوا۔

اغْذٰذٌ بَقْلٌ تَمِنٌ فُطُورٌ وَاٰیٌ ثَمَہ کے نیچے زیر اور قاف ساکن، اس کا معنی ہے بوجھ۔ اس جگہ اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی شان یہ ہے کہ بوجھ ہو، یہ مفرد ہے اور اس سے مراد جنس ہے یعنی اَفْطَالٌ اَلْجَبَالِ وَالْاَفْطَارِ اَجَار کا عطف ثقل پر بھی ہو سکتا ہے اور اس کے مدخل (مضاف الیہ یعنی جبال) پر بھی۔ ایک احتمال یہ ہے کہ اصل عبارت یوں ہو کہ موزونات کے اجزاء کی تعداد کے برابر، ایک مستند شے میں ہے بَقْلٌ ثَمَہ کے نیچے زیر اور قاف پر زیر، یہ سخت کے مقابل ہے (بھاری ہونا) اَلْاَفْطَارِ کا عطف ہے النجبال پر، ممکن ہے کہ وزن کو سوا یا مجازاً عدد سے تعبیر کر دیا ہو، کیونکہ موزون کے اجزاء کی گنتی کی جاتی ہے، یہ تو جیسے اس لئے کی ہے کہ ناقص اور متعدد معدودات کے مطابق ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بعض علماء نے کہا کہ ثَقْلٌ ثَمَہ اور قاف دونوں پر زیر، پھاڑوں میں دفن کی ہوئی چیزیں جنہوں نے انہیں بھاری کر دیا ہے اور اجار کا اس پر عطف ہے، اس کے مدخل

العجائی پر نہیں اس اعتبار سے اس کا مدد دھونا درست ہو جائے گا۔ انتہی لیکن یہ توجہ سے بعید ہے۔

سَمِعَ وَعَدَّذُ اَعْلٰی الْفِیْضِ وَالْاَعْلٰی النَّارِ اهل جنت اور اهل نار کی تعداد میں۔۔۔ یعنی انسانوں اور جنوں کی تعداد میں یا اس کی اس مخلوق کی تعداد میں جن کو اللہ تعالیٰ انسانوں اور جنوں کے علاوہ پیدا فرمائے گا اہل بیت! اس امر پر غور کریں کہ اس میں جنوں، ظلمین اور جنت و دوزخ کے خازن بھی داخل ہوں گے یا نہیں کیونکہ اهل بیت اور اهل نار سے متبادر یہ ہے کہ وہ انسان یا ان کے علاوہ دوسرے وہ افراد مراد ہیں جو جنت سے نفع اور دوزخ سے نقصان حاصل کریں گے۔

وَعَدَّذُ مَا یَخْتَلِفُ بِہِ الْفِیْضِ وَالْاَعْلٰی، اللہ تعالیٰ کی شیون اور مخلوق کے بارے میں فیصلوں کی تعداد میں جن کے ساتھ جنت اور دوزخ آگے پیچھے آئیں گے، یعنی صحت و مرض، غناء و فقر، عزت و ذلت، طاعت و معصیت، ایمان اور کفر وغیرہ مختلف طریقوں کے تغیرات اور شکلوں کی تبدیلی ایک نسخے میں ہے یہ مختلف علیہ یعنی ان موجودات کی تعداد میں جن پر راتیں کے بعد دیکھے آتے ہیں۔

وَاَجْعَلِ اللّٰہُمَّ ضَلٰتِنَا جَنَّاتٍ اے اللہ! ہماری صلوٰۃ کو ہمارے لئے آڑ بنا دے (یعنی عذابِ اللہ کے عذاب سے بچائے) اور ہمارے لئے جہنم بنا دے (لَا یَاخُذُہُ ذٰلِ الْفُورَانِ) ہمیں دارالقرار میں داخل کرنے، ہمیں اس میں داخل ہونے کی ایازت اور ہم پر کوئی پابندی نہ لگانے کے لئے، اس سے مراد جنت ہے، وہ اهل جنت کے لئے قرار پانے کی جگہ ہے، ہر ایک حصے میں اس کی جو جگہ آئے گی اور جو اس کی ملک ہو گی وہ اس کے لئے دارالقرار ہو گی۔ (اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ) یہ شک تو اپنے پر غالب ہے، تجھ سے اوپر کوئی نہیں ہو سکتا، حکم کو رد کر دے۔ (الْعَطَّائِی) وہ کہ اچھی چیز کا اظہار کرتا ہے، بری چیز کی پکارت کرتا ہے اور اس شخص سے عقوبت (سزا) داخل کرتا ہے جو اس کا مستحق ہو تا ہے، پس تو دعا کے قبول کرنے اور مقاصد کے پورے کرنے کے زیادہ لائق ہے، یہ جملہ ماقبل کی تحلیل بیان کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔

ہُوَ (وَضَلٰی اللّٰہُ) نسخہ سلیب وغیرہ میں فعل ماضی اور فاعل کے ساتھ، بعض معتد نسخوں میں ہے اللّٰہُمَّ ضَلٰی (وَضَلٰی اللّٰہُ) ایسی درست جو یہ درپے اور کے بعد دیکھے ہو (فَعَزَّذُوْہُ) جو مکرر ہو (اَلٰی یُزِیْہُ الدِّیْنَ) جزاء کے دن تک (اللّٰہُمَّ ضَلٰی) غلطی منہبہ الانبیاء! اے اللہ! رحمتیں نازل فرما علیٰ العیون تمام نیکیوں کے سردار پر (وَزِیْنِ الْمُسْتَسْلِمِیْنَ) اور تمام رسولوں سے اور احسن رسول پر یا یہ مطلب ہے کہ آپ رسولوں کی زینت ہیں، آپ کی بدولت وہ مزیں اور حسین ہوئے (وَالْاَخْبَارُ) تاریخ تیر کی جس کا معنی ہے کثیر خیرہ (وَالْاَشْرَفُ) ایک معتبر نسخے میں ہے غناء (وَعَلٰیہِ الثَّیْقَانِ) زمین کے تمام گزشتہ اور آنے والے باشندوں سے زیادہ معزز جن پر دن روشن ہوا (اَلَا تَلٰہُ) یہ لفظ متعدد نسخوں میں ثابت ہے، لیکن نسخہ سلیب وغیرہ میں نہیں ہے۔

کتاب کا آخری درود شریف

یہ اس کتاب کا آخری درود شریف ہے، پھر کتاب کو دعا پر ختم کیا، اس امید پر کہ نبی اکرم ﷺ پر درود شریف کے بعد قبول ہو گی، چنانچہ آیت ہے: (اللّٰہُمَّ یَا ذَا الْعَرْشِ) اے اللہ! اے انعام، احسان اور سوال سے پہلے عطیہ دینے والے، بغیر کسی شرط

اور علت کے (الذی) یہ مضاف کی صفت ہے جو کہ ذابہ (لا یکنافی) لفظ اللہ جس کے احسان کی جزا نہیں دی جاسکتی۔ اس کا واجب حق اور شکر ادا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس کے عطیات اور انعامات بے شمار ہیں اور بندہ ضعیف عاجز قات اور جاہل ہے نیز وہ تمام بہانوں سے بے نیاز ہے۔ یکنافی صومز ہے لیکن بعض نسخوں میں مابعد یکنافی بخلافی کی موافقت کے لئے حسن ترک کر دیا گیا ہے (والنظف) طاء پر زیر اس کا معنی ہے فضل اور احسان (الذی) یہ بھی ذات کی صفت ہے (لا یخاف) یہ نہیں دیا جاتا (الغافل) (والجسائل) اس کے انعام اور احسان کا (فذلک) ہلکے سے سوال کرتے ہیں (تیری بارگاہ میں تمرا اتھری رہا ست کا واسیلہ پیش کرتے ہوئے) (ذلک) ہلکے سے (یاخذ) غیر لہذا (تیرے ماسوا کسی کو ہم وسیلہ نہیں بناتے) ہم مکمل طور پر تیری طرف متوجہ ہیں (سب سے گریز کر کے تیری طرف متوجہ ہیں) مجبور اور اچار جو کہ نہیں ہر گاہ میں حاضر ہیں (ان واسطوں سے اعراض کرتے ہوئے) جو فقہ سے دور کرنے والے ہیں (کیونکہ وسیلہ اور واسطہ اسی کو بنایا جاتا ہے جو موجود بھی ہو اور حاضر و قریب بھی ہو) اور یہ اوصاف صرف تیرے لئے ہیں (لہذا ہمارے لئے تیری بارگاہ میں تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں) یہ ارپاب کمال کا مقام ہے (جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے اپنی حالت پیش کرتے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۲ قاری)

(ان نظف) یہ وہ امر ہے جس کا سوال کیا گیا ہے اور فضائل کا مشغول غافل ہے (الاستغناء) کج ہے (انسان کی) یہ وہ عنصر جس سے کلام کیا جاتا ہے (یعنی زبان) ضمیر دعا کرنے والے کے لئے ہے یا دعا کرنے والے اور اس کے متعلقین کے لئے (عقل الشی) یعنی سوال قبر کے وقت یہ پہلی آزمائش ہے جس میں بندہ موت کے بعد مبتلا ہو گا (جب اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدمی سے فرمائے گا اور اس کی زبان جواب اور درست بات کہنے کے ساتھ جاری فرمائے گا) تو یہ اس کے مابعد کے انجام کے حسن کی دلیل اور سلامتی کے حاصل ہونے کا عنوان ہے (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) (ورنہ اس کا معاملہ پر خطر ہے) (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے کہ ہمیں اپنے فضل سے سلامتی اور عاقبت عطا فرمائے۔)

(وَنُؤْفِقُنَا) توفیق کا معنی ہے اس فضل کی قدرت کا پیدا کرنا جو شرعاً محمود ہے اور اگر تم چاہو تو یوں کہہ سکتے ہو کہ قدرت اور فضل دونوں کو پیدا کرنا یہ تعریف بہتر ہے اور ابہام سے محفوظ ہے (فضل کی قدرت کے پیدا کرنے سے یہ لازم نہیں کہ فضل بھی پیدا ہو) ۱۳ قاری (توفیق صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے) بندے کی طرف سے اس میں کوئی سبب نہیں اور اسے بھی نہیں (بندے کی طاقت اور استطاعت اسے شامل نہیں ہے) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے (حضرت شعیب علیہ السلام) سے دعا کی کہ (اللہ تعالیٰ) (وَمَا نَفَعْنَاهُ) (بِاللہ) مجھے توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے۔ (الضال) (الغافل) (یعنی اعمالِ نیک کے لئے یا یہ مطلب ہے کہ اعمال میں سے عملِ صالح کے لئے) پہلی صورت میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہے (دوسری صورت میں اس طرح نہیں ہے۔)

(وَنُخَفِّنَا مِنَ الْآبِیْنِ) یہ خائفین کی ضد ہے (یعنی ہمیں ان لوگوں میں شامل فرما جن کو تو تم خوفوں سے امن عطا فرمائے گا اور وہ تیرے اولیاء ہیں جن کے بارے میں تو نے فرمایا ہے: (أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ) (سورہ بقرہ) (اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے) (يُؤْخَذُ الزُّخْفُ) (زائل) حرکت کرنے اور شدید اضطراب کے

دن، بعض نسخوں میں ہے الزَّجْفَةُ ماءٌ تَامِيَتْ كَيْ سَاطِعٍ اس کا معنی زلزلہ ہے۔ ابن عطیہ نے فرمایا: الزَّجْفَةُ وہ مصیبت ہے جس کا باعث کڑک ہو یا وہ خوفناک مصیبت ہے جس کے سبب انسان تھر تھرا جائے، بل جائے، مضطرب ہو جائے اور کھل جائے، اسی سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے: "فَوَجَعَ بِنَا زَمْزَلُ اللَّهِ يَزْجِفُ فَوَادُهُ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیات مبارکہ کے ساتھ اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کا دل اللہ کی شدت سے دھڑک رہا تھا اسی سے ہے الزَّجْفُ الشَّقْسُ یعنی شخص کی حرکت دینا۔ اسی جگہ قیامت کا دن اور حشر مراد ہے، اسے زَجَفَ بَرَزَنَ شَدَّاهُ بھی کہا جاتا ہے۔ الزَّجْفَةُ کئی مرتبہ صریحاً پھونکنے اور الزَّجْفَةُ دوسری دفعہ صریحاً پھونکنے ہے، جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں ہے، جسے ابام تہنی نے روایت کیا۔

وَالزَّلْزَلَةُ، جمع ہے زَلْزَلَةٍ، بعض نسخوں میں ہے وَالزَّلْزَلِیُّ یہ ماقبل اور مابعد کے صحیح کے مناسب ہے (اس سے پہلے ہے اَلْأَعْمَانِ اور اس کے بعد ہے الْجَلَالُ) ۱۳ قادریؒ اس لئے کہ الزجف بھی بطور مصدر مذکور ہے۔ الزَّلْزَلَةُ کا معنی ہے شہ کے اور سختی کے ساتھ حرکت دینا۔ یہ زمین، اخص اور احوال میں ہوتا ہے۔ اس سے مراد ہولناکیوں کی شدت ہے۔ کہا جاتا ہے زَلَزَنِیَ اللَّهُ الْأَرْضَ زَلْزَلَةً وَزَلَزَنَا زَاءُ كَيْ نَجَّى ذَرِیَّةَ اللَّهِ تَعَالٰی نے زمین کو حرکت دی تو وہ متحرک ہو گئی۔ الزَّلْزَلَةُ زَاءُ کِی سے اسم ہے، جائز ہے کہ اس سے مصدر بھی مراد لیا جائے، صاحب قاموس نے زاء پر تینوں حرکتیں بیان کی ہیں، الزَّلْزَلَةُ کا اصل یہ سختیاں اور بلائیں، قیامت کا دن ان سختیوں کا دن اور ان کا زمانہ ہے۔ رِیَاضُ الْبُرْجَةِ وَالْجَلَالِ اس میں دو احتمال ہیں (۱) یہ زلزلہ تسمہ ہو، یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ یہ صحیح میں ماقبل کے موافق ہے (۲) یہ نیا کلام ہو مابعد کے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

لَا اَسْأَلُكَ يَا نُورُ الشُّوْبِ اِسَہ وَاِسَہ جس کے لئے کامل ظہور ہے، جس کی بدولت تمام مظاہر کا ظہور ہوا، جس کا حقیقی ہے اور جس کے پیدا کرنے سے کائنات کا ظہور ہوا، بعض علماء نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ہے۔ الشُّوْبُ تو اپنی تعلق سے پوشیدہ ہے، تیرا مکمل اور اک نہیں کیا جاسکتا، تیرا نور ہی نور ہے، یا نور السُّود، تیرے نور کی بدولت آسمانوں والے ظاہر ہوئے اور تیرے ہی نور کی بدولت زمین والے روشن ہوئے، اُسے ہر نور کے نور، تیرے نور کے آگے ہے، ناپید ہے۔ اَلْأَرْضُ جمع ہے زَمَانٌ اور زَمَنٌ کی، ان کی جمع اَزْمَانٌ اور اَزْمَنٌ بھی ہے، زَمَانٌ اور غَضُو کا ایک معنی ہے اور وہ ہے وقت تھوڑا ہوا زیادہ

علماء میں سے ارسطو اور اس کے متبعین کے نزدیک زمانہ فلک اعظم (سب سے اوپر والے آسمان) کی حرکت کی مقدار کا ہے، اور متکلمین کے نزدیک ایک امر مہموم کی امر معلوم متجدد کے ساتھ متاننت ہے، تاکہ امر معلوم کے ذریعے امر مہموم کے ابہام کو دور کیا جائے، جیسے میں تیرے پاس سورج کے طلوع ہونے کے وقت آؤں گا (آنا امر مہموم ہے جب کہ سورج کا طلوع معلوم و معروف ہے، پہلے امر کا تعین اور اس کے ابہام کا ازالہ امر ثانی کے ذریعے ہے۔ ۱۴ قادریؒ)

(وَاللَّهُ خَبِيرٌ) جمع ہے دُخُو کی جس کا معنی ہے طویل زمانہ، اس کا اطلاق ہزار سال پر بھی ہوتا ہے، مشارق میں ہے کہ اللہ دنیا کی تمام مدت ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ بعض اوقات دھر کا اطلاق کچھ زمانے پر بھی ہوتا ہے۔ اتنی محب طبری نے کتاب انقری میں کہا کہ زمان اور دہر ایک ہے، ابو الحیثم نے اس پر اعتراض کیا کہ زمانہ کنی ہیں مگر ہی کا زمانہ، سرودی کا زمانہ، سمجھو روں کا زمانہ، زمان کا اطلاق دو مہینے سے چھ مہینے تک ہوتا ہے، اللہ جو منقطع نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے، ازہری نے کہا کہ عرب کے نزدیک دھر کا اطلاق بعض دہر پر بھی ہوتا ہے اور دنیا کی تمام مدت پر بھی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں اَفَلَمَّا عَلٰی تَحْلُلِ دُخُو اَم ایک عرصہ تک غلاں حالت پر مقیم رہے، اتنی۔ جنت الاسلام (امام غزالی) نے لباب المعارف العقلیہ میں کہا کہ زمان کا معنی ہے گنجی کے بعد آسمان کی حرکت کی تعداد اور دھر آسمان کی حرکتوں کو گنجی اور حساب سے پہلے کہتے ہیں، اسی لئے کہا گیا ہے دھر زمانہ کا اصل ہے، کیونکہ زمان کا پھیلاؤ مغلیات کے ساتھ اور دہر کا پھیلاؤ علویات کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء کے معانی

(اَللّٰهُ الْغَفُوْرُ) بلا زوال، تو باقی ہے، بضر جانے اور منحل ہونے کے، یہ باء تفسیر یہ تصویر ہے (الغنی) ہر اسوا سے بے نیاز ہے، ہلا، بظاہر، تیری کوئی حد اور مقدار نہیں ہے، تو اور اک سے ماوراء ہے (الْقُدُّوْسُ) تو ظاہر ہے یا مہارک ہے یا عیوب سے منزہ ہے۔ اور نقص اور حدود سے پاک ہے، یا وہ ذات ہے جس کا اور اک اور ام اور آنکھیں نہیں کرتیں، بعض علماء نے کہا کہ ہر اس کمال سے منزہ ہے جو غیر کے لئے ثابت ہے، مشنور یہ ہے کہ قُدُّوْسُ کے قاف پر پیش ہے، اگرچہ قیاس یہ ہے کہ قاف پر ذر ہو، یہ بھی ایک لغت ہے، اور ایک قراءت میں بھی اسی طرح ہے۔ (الظَّاهِرُ) اس کا وہی معنی ہے جو قدوس کا ہے (الْعَلِیُّ) مخلوق سے بلند ہے، قرار غلبے میں (الْقَابِضُ) یہ قمر سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ظاہر کے اعتبار سے ملک اور سلطنت کی پتلا اور پختا مقام کی پندری اور حجت کے قائم ہونے کی بنا پر شے پر مسلط ہونا، یس اللہ تعالیٰ ہر شے پر غالب ہے اور اس کا حکم ہر شے میں جبراً نافذ ہے۔

مکان کی تعریف

(اَلْمَلٰٓئِیْ لَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ مَکٰنًا) وہ ذات جس کا احاطہ کوئی مکان نہیں کرتا، اور یہ اس لئے کہ اس کا مستغنی ہونا واجب ہے اور اس کا جسم، محصور اور مغلوب ہونا محال ہے، جنت الاسلام (امام غزالی) نے المعیار میں فرمایا: مکان جسم حاوی کی وہ سطح باطن ہے جو جسم محوی کی ظاہری سطح سے متصل ہو، بعض اوقات مکان اس چلی سطح کو کہتے ہیں جس پر کوئی بھاری چیز ٹھہر جائے، (وَلَا یَسْتَمِیْلُ عَلَیْہِ رُخَاۓ) اس پر کوئی زمانہ مشتمل نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ اس کا آسمان میں محصور ہونا محال ہے، علامہ عبد الغنی پاملسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں فرمایا کہ ہمارے لئے زمانہ کی تین قسمیں ہیں ماضی، مستقبل اور حال، جب کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سب زمانے اور زمانیات حاضر ہیں (اھا) بلا تشبیہ و مثال ایک شخص کمرے کے اندر ہے اور کھڑی سے باہر، کچھ رہا ہے

الظاہر الباطن الغفور الغفار الوهاب الفرد الآخذ الصمد الوکیل الکافی الباقی الحمید الباقی السلام السعای
ذالجلال والإکرام الولی التبیح الحق المبین المبین الباعث الموجب المبین المبین المبین المبین
المحیط الکبیر القریب الرقیب الفیاض القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی
الاکرم الزوف المبین المبین القایم القایم الشاکر الکرم الرقیب الشهد الواحد ذا القول ذا المنارج ذا الفضل
الخالق المکیل المکیل

امام ابن بابہ نے اس طرح اسم مبارکہ روایت کئے: اللہ الواحد الاول الآخر الظاهر الباطن الخالق الباری المصور
المیلک الحق السلام المومنین المومنین الغریز المجتاز المتکبر الرحمن الرحیم المطلق الخیر السميع البصیر الغنی
العظیم الباری المتعال الجلیل الجلیل الحق القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی
المستکبر المجاہد الواحد الوالی الراض الغفور الغفور الخلیف الکرم القوی القوی القوی القوی القوی القوی القوی
الزوف الرحیم المبین المبین الباعث القوی الشہید الضار النافع الباقی الباقی الخافض الرافع القاضی
الباسط المعز المبین المبین الرزاق ذو القوۃ المتین القایم الدائم الخافض الوکیل الباطن السامع المعطى المنحى
الممیت السامع الخافض الباقی الکافی الابد العالم الضافی الثور السیر الثام القویم اوتو الآخذ الصمد الذی لم یلد و
لم یولد ولم یکن لہ کفلاً اخذ۔

ننانوے نام باری تعالیٰ یاد کرنے والا جنتی ہے

علامہ خطابی نے حدیث شریف کے ابتدائی کلمات: اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ اِسْمًا مِّنْ اَحْصَاہَا دَخَلَ الْجَنَّةَ کی شرح میں
فرمایا: اس حدیث شریف میں جو احکام ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس تعداد کے اسماء مبارکہ کا اثبات ہے، اس حدیث میں
کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جس سے ان کے مساوی کوئی ہو، خاص طور پر ان اسماء کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ مشہور ترین
اسماء ہیں، اور ان کے معانی بھی ظاہر و واضح ہیں، انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ تمام قول ایک تفسیر ہے دو تفسیر نہیں، تاکہ ان کی
خبر میں کھل ہو رہا ہے یعنی مِّنْ اَحْصَاہَا دَخَلَ الْجَنَّةَ میں، نہ کہ آپ کے اس قول میں تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ، یہ اس طرح ہے جیسے
آپ کہیں: اِنَّ لِرَبِّیْ تِسْعَةً وَ تِسْعِیْنَ دِرْہَمًا اَعَدَّہَا لِلصَّدَقَةِ ہے، حکم زید کے پاس ننانوے درہم ہیں جو اس نے صدقہ کے
لئے تیار کئے ہیں، یا آپ کہیں مِّنْ زَاوَدٍ اَخْطَاہَا اِثْنَاہَا جو اس کی زیارت کرے گا، وہ اسے وہ درہم دے دے گا، اس کا یہ
مطلب نہیں ہے کہ اس کے پاس ان کے علاوہ یا ان سے زیادہ درہم نہیں ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ زید نے جو درہم صدقہ
یا عطیہ کے لئے تیار کئے ہیں، وہ ننانوے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ دے کر دعا کرنا

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی تائید ان کلمات سے ہوتی ہے جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں آئے ہیں اور وہ یہ ہیں: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر اس نام کے فضیل جو تو نے اپنی ذات کے لئے معین کیا تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا یا مخلوق میں سے کسی کو بتایا یا اسے اپنے علم غیب کے لئے بخش کر دیا۔ علامہ خطابی کے علاوہ بعض دیگر علماء نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے تاویل مذکور کی تائید ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ کے تمام بڑے بڑے ناموں کے فضیل خواہ وہ مجھے معلوم ہیں یا نہیں، نیز اس ارشاد سے بھی تائید ہوتی ہے: اے اللہ! میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ حدیث شفاعت میں اس ارشاد سے بھی تائید ہوتی ہے: اللہ تعالیٰ مجھ پر ایسی تعریفیں اور عیسیٰ ثنائیں اتقا فرمائے گا جن پر میں اللہ تعالیٰ کے الہام کے بغیر قادر نہیں ہوں، یا جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلَا يَحِيطُونَ بِهِ جَلَّتْ (طہ ۳۰/۳۱) اور بندے اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔**

تنانوے ناموں کے احاطہ کی صورتیں

پھر نانواے ناموں کے احصاء (احاطہ) کی کئی صورتیں ہیں: ان کی تلفظ کی جائے، انہیں یاد کیا جائے، انہیں جانا جائے، انہیں جانے، ان کے مطابق عبادت کی جائے، رابطہ کیا جائے، ان کے مطالب کی تحقیق کی جائے، ان پر یقین رکھا جائے، اور اپنی صحت اور حیثیت کے مطابق انہیں اپنایا جائے، منفعیلا ان کے معانی کے ساتھ متصف ہونے کی بے شمار قسمیں ہیں، اس لئے مطالب کے رتبوں کا فرق اتنا زیادہ ہے کہ اسے ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکتا اور نہ ہی ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے، اسماء الیہ پر غور و غفلت کی ضرورت ہے، عقلی علوم اور ان پوشیدہ رازوں میں شمار کیا جاتا تھا جن کی اطلاع ان لوگوں کو نہیں دی جاتی تھی جو ان کے اہل نہ ہوں، عارفوں نے فرمایا: کہ ان کی خبر اس شخص کو دی جائے گی جو اپنی ہستی کو ان میں قربان کر دے اور یہ اس کا معمولی عمل ہے۔

قبولیت دعا کا نسخہ

اَوْ يَا عَظِيمَ اَسْمَائِكَ (بَلَد) اور تیری بارگاہ میں تیرے عظیم ترین نام کے وسیلے سے --- تعمیم کے بعد اس نام کی تخصیص اس لئے کی ہے کہ وہ عظیم اور شرافت والا نام ہے اور اس کے وسیلے سے مانگی جانے والی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ **اَوْ اَنْزِلْ بِجَدِّكَ خَلْقًا** اور اس نام کے فضیل جو تیرے نزدیک مرتبے کے لحاظ سے سب سے زیادہ فضیلت والا ہے۔ اس نام کے وسیلے سے دعا کرنے والے کے ثواب اور اس کی دعا کی قبولیت کے لحاظ سے **اَوْ اجْزِلْهَا جَدِّكَ نَوَائِدًا** اور جو اجر و ثواب کے اعتبار سے سب سے عظیم ہے **اَوْ اَنْزِلْ جِهًا** یہ سرعت سے مشتق ہے جس کا معنی ہے جلدی (بَلَد) یہ جتنی اشد اس لیے ہے (اجازت) اس کا معنی ہے کہ سائل کو وہ چیز عطا کی جائے جو اسے راضی کر دے، خواہ وہ اس کی مراد ہو یا اس کے خلاف ہو **اَوْ يَا سَمِيعَ الصَّخَرِ**

الْمُكْتَفُونَ) اور خزانے میں تحریے محفوظ اور مخفی نام کے طفیل۔۔۔ ابو نعیم نے علیہ الاولیاء میں صالح مروی سے روایت کیا کہ مجھے خواب میں کسی کہنے والے نے بیان کیا کہ جب تم ارادہ کرو کہ تمہاری دعا قبول کی جائے تو یوں دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمُکْتَفُوْنِ الشَّارِکِ الظَّاهِرِ الْمُظْهِرِ الْمُفْلَسِ۔۔۔ اور ایک روایت میں ہے اَلْمُبَارَکِ الْقَطِیْبِ الظَّاهِرِ الْمَخْزُوْنِ فرماتے ہیں کہ میں نے جس چیز کی دعا کی مجھے معلوم ہو گیا کہ دعا مقبول ہو چکی ہے۔

(الْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی) جو فی حق عظیم اور دوسرے اسماء سے زیادہ عظیم ہے (الْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی الْعَظِیْمِ الْأَعْظَمِ) سب کا ایک ہی معنی ہے (اَلَّذِیْ نَجَّیْکَ) وہ نام جس کے وسیلے سے دعا مانگتے کو تو محبوب رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو اس نام کے وسیلے سے دعا مانگتا ہے تو اس کا اعزاز فرماتا ہے یا تو اس کی عزت کا ارادہ فرماتا ہے اسی لئے آئندہ قول میں محبت کے دعا کرنے والے کی طرف رجوع سے تفسیر کی ہے (وَأَوْتَرَضْنِیْ عَشْرَ دَعَاکَ بِہِ) اور جو شخص اس نام کے وسیلے سے دعا کرتا ہے تو اسے انعام اور عزت کے ساتھ نوازتا ہے اور اس کی طرف توجہ فرماتا ہے یا تو اس امر کا ارادہ فرماتا ہے پھر آئندہ قول سے اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی تفسیر کی کہ کس طرح اسے انعام دیتا ہے (وَنَسْجِدُ لَکَ دَعَاکَ) اور تو اس کا مطلوب عطا فرماتا ہے اور جس چیز کی وہ آرزو رکھتا ہے وہ اسے دیتا ہے یا تو اس کے مدعا کو موخر فرماتا ہے اور اسے وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو اس کے مطلوب سے بہتر ہے۔

ایک صحابی کی دعا حضور علیہ السلام نے پسند فرمائی

یَا اَللّٰهُ اَنْتَ الْاَلَمُّ الْاَلَمُّ الْاَلَمُّ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمُکْتَفُوْنِ الشَّارِکِ الظَّاهِرِ الْمُظْهِرِ الْمُفْلَسِ (الْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی الْعَظِیْمِ الْأَعْظَمِ) امام مالک رحمہ اللہ نے یا حشاش سے کچھ لکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے یا تو انہیں حدیث نہیں پہنچی یا شیخ اشعری کی طرح کسی اسم کے (اللہ تعالیٰ کے لئے) اطلاق کرنے میں وہ توازن کے قائل ہیں، اصحاب سنن (امام ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ) ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا حاکم نے کہا کہ یہ امام مسلم کی شرط پر ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، ایک صحابی کثرت نماز پڑھ رہے تھے، جب انہوں نے رکوع اور سجود کیا تو تشہد پڑھا اور دعا مانگی اور دعا میں یہ کلمات کہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمُکْتَفُوْنِ الشَّارِکِ الظَّاهِرِ الْمُظْهِرِ الْمُفْلَسِ (الْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی الْعَظِیْمِ الْأَعْظَمِ)۔۔۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا: جانتے ہو اس نے کس اسم مبارک کے وسیلے سے دعا کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی ہے، جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے، اور اس کے طفیل سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح یہ حدیث خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کی ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماء میں دو اسموں (اَلْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی الْعَظِیْمِ الْأَعْظَمِ) کا ذکر حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ایک جماعت نے کیا ہے، جس طرح اس سے پہلے بیان ہوا۔

(یَا اَللّٰهُ اَنْتَ الْاَلَمُّ الْاَلَمُّ الْاَلَمُّ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الْمَخْزُوْنِ الْمُکْتَفُوْنِ الشَّارِکِ الظَّاهِرِ الْمُظْهِرِ الْمُفْلَسِ (الْمُکْتَفِیْنَ الْأَخْلَی الْعَظِیْمِ الْأَعْظَمِ) کا ذکر حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ایک جماعت نے کیا ہے، جس طرح اس سے پہلے بیان ہوا۔)

انہوں نے کہا: اَمِنْ رَبِّكَ الْكَافِي الشَّيْبَعِ 'شَيْبَعُ' معنی 'خُشْبَعُ' ہے، 'مُنْبَغِ' اور 'مُخْصِغُ' کا معنی ہے کسی سابقِ مثال کے بھی ابتداء پیدا کرنے والا (وَالْاَعْظَمُ الْغَيْبِ غَيْبٌ) وہ ہے جو مخلوقات سے پوشیدہ ہو (وَ الشَّهَادَةُ خَلْقَاتٌ) جس کا مشاہدہ کرنے 'بعض' نے کہا: کہ غیب کا معنی ہے پوشیدہ اور شہادۃ کا معنی ہے 'علامہ' بعض نے کہا: کہ غیب سے مراد آخرت اور شہادت سے مراد دنیا ہے (الْكَبِيرُ) کبریا کی (وَالْاَلْمُتَعَالِ) اعلیٰ کے معنی میں ہے بطور مبالغہ۔

وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الْأَعْظَمِ الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَبْتَ

اور میں تجھ سے تیرے اسمِ اعظم کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ جب اس کے وسیلے سے تجھ سے دعا کی جائے تو تو قبول فرما۔
وَإِذَا سُئِلَتْ بِهِ أُعْطِيَتْ ۚ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي يَدُلُّ لِعَظَمَتِهِ الْعُظَمَاءُ

اور جب اس کے طفیل تجھ سے مانگا جائے تو تو عطا فرماتا ہے اور میں تجھ سے تیرے اس نامِ پاک کے طفیل دعا کرتا ہوں جس کی

عظمت کے آگے عظمت والے مسلمانین درندے، خشرات الارض اور تیری پیدا کی ہوئی ہر چیز سرنگم ہوا جاتی ہے، اے خدا

دَعْوَتِي يَا مَنْ لَهُ الْعِزَّةُ وَالْجَبَرُوتُ يَا ذَا الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ يَا مَنْ

اے رب! میری دعا قبول فرما، اے وہ ذات جس کے لئے عزت اور سلطنت ہے اے ملک اور ملکوت کے مال! اے وہ

هُوَ حَتَّى لَا يَمُوتَ سُبْحَانَكَ رَبِّ مَا أَعْظَمَ شَانُكَ وَأَرْفَعَ مَكَانُكَ

کہ زندہ ہے اور اسے موت نہیں! اے رب! تو پاک ہے، تیری شان کتنی عظیم ہے؟ تیرا مرتبہ کتنا بلند ہے؟

أَنْتَ رَبِّي يَا مُتَقَلِّدُ سَاقِي جَبَرُوتِهِ إِلَيْكَ أَرْغَبُ وَإِلَيْكَ أَرْهَبُ يَا عَظِيمُ

تو میرا رب ہے، اے وہ ذات کہ اپنی عظمت میں پاک ہے میں تیری طرف ہی رغبت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے ڈرتا ہوں

يَا كَبِيرُ يَا جَبَّارُ يَا قَادِرُ يَا قَوِيُّ تَبَارَكْتَ يَا عَظِيمُ تَعَالَيْتَ يَا عَلِيمُ سُبْحَانَكَ يَا

اے بزرگ ویر! اے جبار! اے قادر اور قوت والے! تو بابرکت ہے اے عظیم! تو بلند ہے اے علم والے!

عَظِيمُ سُبْحَانَكَ يَا حَلِيلُ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيمِ التَّامِّ الْكَبِيرِ أَنْ لَا

تو پاک ہے اے عظیم! تو پاک ہے اے جلالت والے! میں تجھ سے تیرے عظیم، کامل اور بڑے نام کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں

تُسَلِّطَ عَلَيْنَا جَبَّارًا عَبِيدًا وَلَا شَيْطَانًا مَرِيدًا وَلَا إِنْسَانًا حَسُودًا وَلَا ضَعِيفًا

کہ تو ہم پر مسلط نہ فرما کسی جبار، بھگڑالو کو اور نہ کسی شیطان سرکش کو نہ ہی کسی حسد والے انسان کو نہ اپنی مخلوق

مِنْ خَلْقِكَ وَلَا شَدِيدًا وَلَا بَارًا وَلَا فَاجِرًا وَلَا عَبِيدًا وَلَا عَبِيدًا ۝

میں سے کسی کمزور کو اور نہ کسی سخت کو نہ کسی نیک اور نہ کسی بدکار کو نہ کسی غلام کو اور نہ کسی بد مزاج کو

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فَإِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ

اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تیرے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

إِلَّا أَنْتَ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ

تو یکتا ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے جس نے کسی کو نہ جنم نہ کسی نے اس کو جنم اور

لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ يَا هُوَ يَا مَنْ لَا هُوَ إِلَّا هُوَ يَا مَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يَا

نہ ہی کوئی اس کا ہمسرہ ہے، اے وہ ذات جس کی طرف لفظ جو سے اشارہ کیا جائے اے وہ کہ کوئی ایسا نہیں مگر وہی اے وہ

أَزَلِي يَا أَبَدِي يَا ذَهْرِي يَا دِيمُومِي يَا مَنْ هُوَ الْحَيُّ الَّذِي

کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی اے بے ابتدا اے بے انتہا اے ہمیشہ قائم اے دائم اے وہ زندہ جسے موت نہیں

لَا يَمُوتُ يَا إِلَهَنَا وَإِلَهَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَهًا وَاحِدًا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ ۝

اے ہمارے معبود اور ہر شے کے معبود! یکتا معبود! کوئی معبود نہیں مگر تو

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمَنُ

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے غیب و شہادت کے جاننے والے بڑے مہربان

الرَّحِيمُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الدَّيَّانُ الْحَنَّانُ الْمَتَّانُ الْبَاعِثُ الْوَارِثُ ذَا الْجَلَالِ

نہایت رحم والے زندہ پائندہ جزا دینے والے بڑے لطف والے بڑے احسان والے مردوں کو اٹھانے والے

وَالْإِكْرَامِ ۝ قُلُوبُ الْخَلَائِقِ بِيَدِكَ تَوَاصِيهِمْ إِلَيْكَ فَأَنْتَ تَزْرَعُ الْخَيْرَ

پلٹ کر بننے والے ہرزگی اور بخشش والے تمام مخلوقات کے دل تیرے ہاتھ میں ہیں ان کی چوٹیاں تیرے قبضے میں ہیں تو

فِي قُلُوبِهِمْ وَتَمْحُو الشَّرَّ إِذَا شِئْتَ مِنْهُمْ ۝ فَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ أَنْ تَمْحُو

ان کے دلوں میں نیکی کاشت کرتا ہے اور جب چاہتا ہے ان سے شر کو مٹا دیتا ہے اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں

مِنْ قَلْبِي كُلِّ شَيْءٍ وَتَكْرَهُهُ وَأَنْ تَحْشُو قَلْبِي مِنْ خَشْيَتِكَ وَمَعْرِفَتِكَ وَ

کہ تو میرے دل سے ہر اس چیز کو مٹا دے جسے تو ناپسند فرماتا ہے اور میرے دل میں اپنا خوف اپنی معرفت

رَهْبَتِكَ وَالرَّغْبَةَ فِيمَا عِنْدَكَ وَالْأَمْنَ وَالْعَافِيَةَ وَاعْظِفْ عَلَيْنَا بِالرَّحْمَةِ

اپنی ہیبت، اپنی رضا کا شوق اور امن و عافیت بھر دے، ہم پر اپنی رحمت اور برکت سے

وَالْبَرَكَاتِ مِنْكَ وَالْهِمْنَا الصَّوَابَ وَالْحِكْمَةَ ۝ فَتَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ عِلْمُ

مربائی قرباً اور ہمارے دل میں صواب اور حکمت ڈال دے، اے اللہ! ہم تجھ سے ڈرنے والوں کا علم

الْخَائِفِينَ وَإِنَابَةَ الْمُخْبِتِينَ وَإِخْلَاصَ الْمُؤَقِنِينَ وَشُكْرَ الصَّابِرِينَ وَتَوْبَةَ

بجزو انکار والوں کا رجوع، یقین والوں کا اخلاص، مبر کرنے والوں کا شکر اور صبر کرنے والوں کی توبہ

الصَّادِقِينَ ۝ وَنَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ

کا سوال کرتے ہیں، اور اے اللہ! ہم تیری ذات القدس کے نور کے طفیل سوال کرتے ہیں جس نے تیرے عرش کے گوشے

أَنْ تَزْرَعَ فِي قَلْبِي مَعْرِفَتَكَ حَتَّى أَعْرِفَكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ كَمَا يَنْبَغِي أَنْ

کو بھردیا کہ میرے دل میں اپنی معرفت کا پودا لگا تاکہ میں تجھے پہچان سکوں جیسے تیری معرفت کا حق ہے اور جیسے کہ

أَنْ تُعَرِّفَ بِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآمَامِ

تجھے پہچانا چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے، مرسلین کے امام اور ان کی

الْمُرْسَلِينَ وَ عَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

آل اور ان کے اصحاب پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهِ وَارْحَمْهُ وَاجْعَلْهُ مِنَ الْمُحْشُورِينَ فِي زُمْرَةِ النَّبِيِّينَ ۝

اے اللہ! اس کتاب کے مولف کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اور اسے ان لوگوں میں سے بنا جنہیں اٹھایا جائے گا گروہ

الصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ بِفَضْلِكَ يَا رَحْمَنُ

صدقین، شہدا اور صالحین میں، اپنے فضل سے اے بہت ہی رحم فرمانے والا

جس اسم پاک کے سبب دعا قبول ہوتی ہے

لَوْ أَنَّ شِبْلَتَ بَنِي عَطْفَلَةَ، امام طبرانی، نعم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

صبح حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ اسم یاد دلاؤ

سکھائیں کہ جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور جب اس کے طفیل سوال کیا جائے تو مستجاب

فرمادے 'آپ نے! نہیں ایک حکم دیا' وہ! انھیں! وضو کیا اور دعا کی: اے اللہ! میں تجھ سے ہر خیر کا سوال کرتی ہوں، خواہ وہ مجھے معلوم ہے یا نہیں! اور میں تجھ سے تیرے اس عظیم اور اعظم نام پاک کے وسیلے سے سوال کرتی ہوں کہ جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو تو قبول فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلے سے تجھ سے سوال کیا جائے تو تو عطا فرماتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ واللہ! وہ حکم ان اسماء میں ہے۔

وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِذَلِكَ يُعْظَمُ الْعُظْمَاءُ عَظِيمٌ کی جمع ہے جس کا معنی ہے جلیل (اور عظمت والا) عظماء میں سے انبیاء اور ملائکہ عظیم و سلام بھی ہیں! ان کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاکساری اور فروتنی اختیار کرنا، اس کے ہیبت کے آگے ہچک جانا اور اس کی عزت کے غلبے کے سامنے خضوع و خشوع سب مقشور و معروف ہے، ہو سکتا ہے کہ عظماء سے مراد وہ لوگ ہوں جو بڑے ہیں، عام ازیں کہ وہ اپنے خیال میں اور اپنے جیسوں کے نزدیک دنیا میں بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص بندوں کے نزدیک بڑے ہیں اگرچہ وہ دنیا میں عظیم نہیں ہیں! یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف پہلی قسم مراد ہو یا صرف دوسری قسم! اسی پر حضرت مصطفیٰ کے قول (وَالْمَلُوكُ) کے عطف کی بنا ہے کہ یہ خاص کا عام پر عطف ہے (اگر عظماء سے عام معنی مراد ہے کہ وہ دنیاوی اعتبار سے عظیم ہیں یا دینی اعتبار سے۔ ۱۲ قادری) یا یہ ماقبل کے مقابل ہے (اگر صرف دینی عظماء مراد ہوں) اور اگر صرف دنیاوی اعتبار سے عظماء مراد ہوں، تب بھی یہ خاص کا عام پر عطف ہے، کیونکہ ضروری نہیں کہ ہر دنیاوی عظیم بادشاہ ہی ہو، وزیر اور مشیر بھی ہو سکتا ہے۔ ۱۲ قادری) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الْمَلُوكُ جمع ہے مُلْكٌ کی میم پر ذر، لام کے نیچے زیر، وہ شخص جو حقوق کے معاملے کا مالک ہو، ان کے کلمات کو جمع کر لے، ان کے قسم و ضبط اور سیاست کا ذمہ دار ہو اور ان کے منافع کا اہتمام کرے، اس میں لام کو ساکن کر کے تخفیف کی جاتی ہے۔ یہ مُلْكٌ اور مُلْكٌ کا اختصار ہے، اس کی جمع مُلُوكٌ کے علاوہ اَمْلَاكٌ کے وزن پر بھی ہے، اسم مُلْكٌ ہے اور اسم ظرف مُتَمَلِّكٌ ہے۔

(وَالْمَلُوكُ) یہ جمع ہے سَبْعٌ کی، جس کا معنی ہے ہر وہ حیوان جو درندہ ہو جیسے شیر، چیتا، بھڑیا، لومڑی اور گدہ اور عقاب، عرب میں بعض اوقات اس کا اطلاق خاص طور پر شیر پر کیا جاتا ہے۔ (وَالْمَلُوكُ) جمع ہے هَامَةٌ کی جس کا معنی ہے زمین کے کیزے کوڑے، وہ نمنوں میں میم کی تخفیف کے ساتھ (وَالْمَلُوكُ) ہے وہ هَامَةٌ کی جمع ہے جس کا معنی قوم کا سردار ہے، لیکن کثیر نمنوں میں تشدید ہی کے ساتھ ہے، مطلب یہ ہے کہ تمام موجودات اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، اس کے جبری تصرف کے تحت ہیں، اس کے جلال کے آگے سرعزم ہیں اور اس کی عظمت کے سامنے دم بخود ہیں۔ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا، باقی اور علوی درندوں سے لے کر ایک ڈرنے اور حقیر و ضعیف اشیاء تک سب اس کی عظمت و کبریائی، احاطہ قبضہ اور تصرف کے سامنے برابر ہیں، اسی لئے حضرت مصطفیٰ نے اس پر اپنے آئندہ قول کا عطف کیا ہے (وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِذَلِكَ يُعْظَمُ الْعُظْمَاءُ عَظِيمٌ) اس جگہ تمام نمنوں میں رب کے نیچے زیر ہی ہے، اس پر پیش بھی صحیح ہے، اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں (۱) وہ متلوی جو یاء محکم کی طرف متضاف ہو اس میں ایک لغت یہی ہے (کہ اس پر پیش پڑھا جائے) (۲) یہ اضافت سے جدا کر لیا گیا ہے اور معنی برضم ہے، پس

احتمال اس جگہ بہتر اور مناسب ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدا اسم ربوبیت کے ساتھ

شیخ ابن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے التور میں فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کو اسم ربوبیت کے حوالے سے کی اور عرض کیا: رَبِّ اِنِّیْ بِنَا اَلَزَلْتُ اِلَیْهِ مِنْ خَیْرِ لَقِیْتُوْہُ لِکُنَّ وَہِیْ اِسْ جَدِّ مَہْمَبْ ہِے اِس لَئِیْ کَہْ اَلْبَرْثُ مَافُوْہُ تَہِے اِس کَہْ سَے رَبَّکَہْ بِاِحْسَانِہِ وَغَدَّکَہْ بِاِحْسَانِہِ فَلَاہِ مَحْضُہْ نَے اِپنے احسان سے ہماری تربیت کی اور اپنے کرم سے تجھے غذا دی۔ اب۔۔۔ عنوان سے عدا کرتے میں اپنے آقا کی رحمت کو متوجہ کرنا ہے، کیونکہ اسے اسم ربوبیت سے بلایا ہے جس کے فوائد میں۔۔۔ منقطع نہیں ہوئے اور نہ ہی روکے گئے ہیں انتہی۔

علماء نے تصریح کی ہے کہ رب کی ندا میں اطلب یہ ہے کہ یاء کی طرف مضاف ہو اور اگر کہیں مضاف نہ ہو تو علماء ہمیں یہ کہ وہ تقدیر یاء کی طرف مضاف ہے، لیکن اسے مبنی بر ضم اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اسے اس کمرہ سے تفسیر کیا جائے جو لفظاً کمرہ ہے، لیکن عند التحقیق اس لئے معرفہ ہے کہ الصاف نیت میں مراد ہے، نہ اس لئے کہ اس سے مراد معین ہے۔

آسمانوں کے فرشتوں کی حالت

﴿الْمُنَجَّبَ دُخَانٍ﴾ اپنے فضل سے میری دعا قبول فرما ﴿اِنَّ مَنِ لَّہُ الْبُورَةُ وَالْجَنُّوْرُ﴾ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت جبریل علیہ السلام سے مرسل روایت کرتے ہیں کہ پہلے آسمان کے فرشتے قیامت تک سجدے ہی میں رہیں گے، وہ کہتے ہیں: ﴿سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلٰئِکُوتِ﴾ دوسرے آسمان والے رکوع میں ہیں اور قیامت تک رکوع ہی میں رہیں گے، ان کی تہنیت ہے: ﴿سُبْحَانَ ذِی الْبُورَةِ وَالْجَنُّوْرِ﴾ تیسرے آسمان کے فرشتے کھڑے ہیں اور قیامت تک کھڑے ہی رہیں گے، ان کی تہنیت ہے: ﴿سُبْحَانَ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ لَا تَمُوتُ﴾۔

عالم دو ہیں

﴿اِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾ شیخ ابو محمد عبد العزیز محدثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک دو عالم ہیں (۱) عالم العلیم و العزیز اور یہ وہ ہے جسے عالم علوی سے تعبیر کیا جاتا ہے (۲) عالم الغیب و الشہادۃ اسے عالم سفلی کہا جاتا ہے، پس عالم ملکوتی وہ ہے ترتیب اور زمان و مکان کا تقاضا نہیں کرتا، وہ تو امر ربانی ہے جس کا تعلق ارادۃ الہیہ سے ہے: اِنَّمَا اَمْرُنَا لِبَشَرٍ اِذَا فَرَغْنَا مِنْ شَیْءٍ لَّا یَسْمَعُ لِحُکْمِکُمْ (الآیہ) اس عالم کے وجود میں تقدیم و تاخیر ہے اور نہ ہی زیادتی اور نقصان یہ عالم ملکوتی سے عبارت ہے، ایک ہی حقیقت پر رواں دواں ہے۔ یہی ازل ہے جس میں کسب نہیں، کسب صرف عالم الملک و الشہادۃ میں ہے۔ نہایت کے تحت تصرف کرنے والی قدرت کی طرف منسوب ہے، اسی میں ترتیب اور کسب ہے اور اسی میں زمان، مکان، اکوان اور

اَسْمُكَ يَا عَظِيمُ) یہ کلمہ سلیہ وغیرہ میں ثابت ہے، وہ متعدد نسخوں میں نہیں ہے (ابن سنیون العظیم الثانی) یہ ہے۔
 سے ہے نقص کی ضد ہے (معنی کامل) اَنْ لَا تَسْلِقَ تَسْلِقًا سے مشتق ہے جس کا معنی ہے غالب کرنا۔ قرآن اور قدرت کا نام
 کرنا، یہ فعل مضارع ہے جو اُن نام کی بنا پر منصوب ہے، میرے نانا ابو العباس احمد بن یوسف القاسمی رحمہما اللہ تعالیٰ کے قلم سے
 مجھے یہ تحریر ملی، بہت دفعہ یہ لفظ صاحب شان قہر اے کی زبان پر ظاہر کی جزم کے ساتھ جاری ہوتا ہے اور میں نے متعدد حضرات
 اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے، اسے غلط کہنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اُن کی وجہ سے جزم بھی دی جاتی ہے اور یہ طریقت میں
 محفوظ ہے، ایک شاعر کہتا ہے: نَعْلُوْا اِلٰی اَنْ تَابُوْا الْعَبْدُ نَحْنُ غَلَبْنَا کو مجروح پڑھا گیا ہے) آؤ یہی تک کہ شکار ہمارے
 پاس آئے، ہم لکڑیاں اکٹھی کریں گے۔

اَعْيُنًا جِنًا اس جگہ اس کا معنی ہے منکبر اور سرکش (عَبِيْدُ) کہا جاتا ہے عَنَدَ عَنْ الظَّرْفِ قِلَاسِ شخص راستے سے جدا
 گیا، عَنَدَ کا معنی ہے قِلَاسِ شخص نے حق کی مخالفت کی اور اسے پہچاننے کے باوجود رد کر دیا فَهُوَ عَبِيْدٌ وَ عَابِدٌ وَ مُعَابِدٌ یہ کلمے
 کے اوصاف ہیں، لہذا نفس سب سے بڑا منکبر اور سرکش ہے، وہ شیاطین سے زیادہ غیث بلکہ ستر شیطانوں سے بڑا غیث ہے
 اگر وہ نہ ہو تو دشمن کو انسان کی طرف راستہ نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اس کے شر سے بچائے، وہ
 مَلِيْظَانًا اور نہ جَنِّ یا اَسَلٰی شیطان مسلط فرما، (مُرِيْدًا) سرکش، نافرمان، عیشِ قدمی اور جرأت والا اور شر میں انہما کو پہنچنے والا۔
 اِنْسَانًا حَسُوْدًا اور نہ حسد کرنے والا انسان۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھ کے زہر سے نقصان دیتا ہے، حق کا انکار کرتا ہے، حق کا
 چھپاتا ہے اور اسے رد کرتا ہے (وَلَا تَحْزَنْ) اور نہ کمزور وَلَا شَيْدًا یہ کمزور کے مقابل ہے، طاقت ور، عیشِ قدمی اور جرأت
 والا، وَلَا بَازًا وَلَا فَاجِرًا یہ اسی طرح ہے جیسے شیخ قلب وقت جمال الدین سیدی یوسف بن عبد اللہ بن عمر بن علی ابن عبد
 الکریم النعمانی، نزہل مصر سے اس شخص کے بارے میں نقل کیا گیا ہے جو صبح اور مغرب کے بعد با فرمایا صبح اور عشاء کے بعد
 باقاعدہ حزب النور پڑھے گا، کوئی شخص اس میں تصرف نہیں کرے گا، نہ تو اہل باطن اربابِ قلوب میں سے جو حق کے ساتھ
 تصرف کرنے والے ہیں یا فرمایا: احوال صحیحہ والے متصرفین ہیں، اور نہ اہل ظاہر شعبہ باز، سحر، کمر، جنگ، دشمنی اور عداوت
 والے، واللہ تعالیٰ اعلم، آمین۔

وَلَا عَبِيْدًا عِبَادَةٌ سے مشتق ہے، اس کا معنی عابد ہے، لیکن یہ کہ اس میں مبالغہ ہے، عابد کا اطلاق عام پر بھی ہوتا ہے
 جاہل پر بھی، اسی طرح منکر پر بھی اور اس جگہ ہر ایک کا احتمال ہے (وَلَا عَبِيْدًا) عبادت معنی خدمت سے عابد مشتق ہے، عباد
 اس کے مقابل ہے، یا اس جاہل کی ضد ہے جو جہالت کی بنا پر عبادت کو ترک کرتا ہے (عَبِيْدٌ وہ شخص جو اجداد و راستہ عبادت
 ترک کرتا ہے۔ ۱۲ قادری) یا یہ عبید معنی منکر کا ہم معنی ہے۔

اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فَاَتِیْیَ اَشْهَدُ، یہ دعا اس جگہ سے لے کر وَلَمْ یُکَلِّ لَمْ یُکَلِّ اَسْأَلُکَ تک اصحابِ سنن اربعہ (ابو

ترمذی، نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے، امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا، حاکم نے کہا کہ یہ امام مسلم کی شرط پر ہے، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: قسم ہے اس ذات اللہ جس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے اے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کی ہے، جب اس کے وسیلے سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے طفیل سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

قولہ فانہی کثیر نسخوں میں فاء کے ساتھ ہے، اور یہ فاء تقلیلہ ہے، صرف ایک نسخے میں باء کے ساتھ ہے اور وہ مسید ہے۔ حدیث کی اکثر کتابوں میں باء کے ساتھ ہی ہے، بعض کتب میں فاء کے ساتھ بھی ہے، کفایہ ابن ثابت میں بھی فاء کے ساتھ ہے۔ رہا انشہد تو اس کے ہمزہ اور باء دونوں پر زیر ہے، نسخہ سلیہ میں ہمزہ پر پیش اور باء کے نیچے زیر ہے (انشہد)۔
 «كَانَ أَتَى اللَّهُ الَّذِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا» اکثر محدثین کے نزدیک حدیث میں موصول (الَّذِينَ) نہیں ہے، تاہم اس کتب کے جتنے نسخے میں نے دیکھے ہیں، ان سب میں مذکور ہے۔ قولہ «لَا أَنَا» ضمیر خطاب کے ساتھ ہے کیونکہ جب موصول ضمیر مضمیہ یا ضمیر خطاب پر جاری ہو تو جائز ہے کہ ضمیر غائب لوائی جائے یا اول کے موافق ضمیر لائی جائے۔ جیسے ایک شاعر کا قول ہے فَنَحْنُ الَّذِينَ صَبَّحُوا الصُّبْحَ (مَشْخُوحًا) ضمیر غائب لوائی گئی ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أَنَا الَّذِينَ سَبَّحُوا الصُّبْحَ) میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا ہے اسٹنٹین ضمیر کے ساتھ لائے ہیں۔

سورۃ اخلاص کی ہر آیت توحید پر دلیل ہے

«الَّذِي أَحْضَرَ الْأَحَدَ» الاحد کا معنی وہی ہے، ہو الواحد کا ہے، لیکن الواحد نفی کے ساتھ خاص ہے، اثبات میں نہیں آتا اور جس جگہ اثبات میں آجائے تو وہاں واؤ کو الف سے تبدیل کر دیا گیا ہے، تو یہ أَحَدٌ بمعنی واحد ہے، أَحَدٌ کا اصل وَحْدٌ ہے، واؤ کو الف سے بدل دیا گیا ہے، بعض اوقات واؤ مفتوحہ کو بھی ہمزے سے بدل دیا جاتا ہے، جس طرح ہمزہ مکسورہ اور مضمومہ کو واؤ سے بدل دیا جاتا ہے، اسی سے ہے اِثْرًا اور اِشْرَافٌ بمعنی وَشْرَافٌ ہو کہ وَشْرَافَةٌ سے ہے۔ بعض نسخوں میں الْأَحَدُ اور التَّسَدُّدُ کے درمیان اَلْفِیَّازُ الفروء کا اضافہ ہے، بعض نسخوں میں صرف الفروء ہے اَلْفِیَّازُ نہیں ہے، اکثر نسخوں میں یہ دونوں نہیں ہیں۔ نسخہ سلیہ میں بھی اسی طرح ہے، فرد کا معنی ہے طاق اور وہ (اس جگہ) واحد اور منفرد ہی ہے۔ اس کا معنی بے مثال بھی ہے، (وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا) اس کے لئے کوئی مثال اور نظیر نہیں ہے (أَحَدٌ) یہ اس جگہ اپنے طریقے پر ہے، کیونکہ یہ نفی میں ہے، یہ جملہ جو اس جگہ مذکور ہے۔ سورۃ اخلاص کے معانی پر مشتمل ہے، اس کی پہلی آیت عدد اور کثرت کی نفی کرتی ہے۔ دوسری آیت نقص اور تبدیلی کی نفی کرتی ہے، تیسری آیت علت و معلول (یعنی والد اور اولاد) کی نفی کرتی ہے۔ چوتھی آیت شمیہ اور نظیری کی نفی کرتی ہے، «لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ» اَوْ هُوَ السَّيِّعُ الْبَصِيرُ۔

(يَا هُوَ) نوادر الاصول میں ہے کہ هُوَ اسم ہے صفت نہیں ہے، صورت کے اقتفاء سے ہی تمام صفات ثابت ہیں۔ ہوا دل کا

اشارہ ہے معروف و موصوف ذات کی طرف، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **هُوَ**۔۔۔ پھر فرمایا: **اللَّهُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ**۔۔۔ پھر (چند صفات کے ذکر کرنے کے بعد) فرمایا: **أَلَمْ يَخْلُقْ** اس سے معلوم ہوا کہ یہ اصل اسماء ہے اور اسی کی طرف قلب اشارہ کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ باطن ہے جس کا باطن کتبہ اور بکثیفہ اور اک نہیں کیا جاسکتا۔ انہی صاحب التفسیر نے فرمایا یہ اسم اشارہ کے لئے وضع کیا گیا ہے، اور وہ ایک جماعت کے نزدیک نمائندہ تحقیق کی خبر ہے، اہل ظاہر کے نزدیک جملہ شریعہ بات کا محتاج ہے کہ **هُوَ** کے بعد ایک امر کا ذکر کیا جائے تاکہ کلام مفید ہو۔ کیونکہ جب آپ نے کہا **هُوَ** اور خاموش ہو گئے تو یہ کلام مفید نہیں ہو گا جب تک کہ آپ اس کے بعد **فَاتِمَہ** یا **فَاعِذَہ** یا **اُحْیَہ** وغیرہ نہیں کہیں گے، لیکن اہل باطن (صوفیہ) کے نزدیک جب آپ **هُوَ** کہیں گے تو ان کے دلوں میں سوائے حق تعالیٰ کے کسی کا تصور نہیں آئے گا لہذا وہ اسی پر اکتفا کریں گے اور کسی بھی بیان کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے، کیونکہ وہ قرب کے حقائق میں غما ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر ان پر جاری ہو چکا ہے، اور وہ اپنے مشاہدات کی یاد کو بھلا چکے ہیں، چہ جائیکہ انہیں ماسوا کا احساس ہو۔

شیخ زروق (شراح بخاری شریف) نے الحزب الکبیر کے حاشیہ میں فرمایا: **قَوْلُهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ** اس کا معنی ہے وہ ذات جس کے جلال اور عظمت کی طرف اشارہ نہیں کیا جاسکتا **"لَيْفُو هُوَ"** ہیں وہ وہی ہے۔ کچھ لوگ اس اطلاق پر اعتراض کرتے ہیں اور صوفیہ پر انکار کرتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ اثبات مطلق کے مقام میں اس کا اطلاق بے ادبی ہے اور مقام تعظیم میں اس کی خبر اپنے ہوئے اور اس کا تصور (بالوجد یا بوجہ) کرتے ہوئے یا شواہد اور قرائن کی بنا پر ہو تو اس میں اس کے اہل کے لئے حرج نہیں ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

التفسیر الکافیہ میں ہے کہ یا **هُوَ** سے نداء صرف اس شخص کے لئے جاری ہے جو تعظیم میں اس طرح مستغرق ہو گیا ہو کہ اس کے لئے اپنی صفات میں سے سوائے اشارے کے کچھ باقی نہ ہو اور سوائے ابراہام کے اس کے لئے کوئی چارہ نہ ہو، اس بارے میں یہ غم لگایا جائے گا کہ اس کے لئے اس طرح نداء کرنا درست ہے، جیسے کہ اس شان کے حامل امر نے اس کی تعظیم کی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم، وہ التوفیق۔

ہمارے مشائخ کے شیخ ابو محمد عبد الرحمن نے الحزب الکبیر کے حاشیہ میں (حکیم) ترمذی کا کلام سابق اور اس کے علاوہ نقل نقل کرنے کے بعد کہا، خاصہ یہ ہے کہ **هُوَ** سے اشارہ ان حضرات سے خاص ہے جو ہویت حقیقیہ میں مستغرق اور غور میں چہ تکمیل احدیت ان پر حاوی ہے اور ان کے نزدیک وجود حقیقی منکشف ہے، اس لئے وہ **هُوَ** سے سوائے اس کے کسی دوسرے کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے، وجہ یہ ہے کہ چونکہ مشائخ اہلہ ایک ہی ہے، لہذا مطلق اشارہ صرف اسی کی طرف ہو گا کیونکہ ان کی صفات بشریہ بالکل فنا ہو چکی ہیں اور وہ اپنے وجود، احساس اور صفات کونیہ غائب سے ہو چکے ہیں، یہ توحید اور تعظیم میں درجہ کمال ہے، لہذا انہیں ماسوا کا احساس ہی نہیں ہے (اس لئے کسی دوسرے کی طرف اشارہ نہیں کر سکتے۔ ۱۴۱۲)

پھر صاحب التفسیر کا کلام نقل کرنے اور ابھی ابھی جو ان کا کلام نقل کیا گیا اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ صوفیہ کرام کے وجدان اور ذوق پر مبنی حال کا تعصفا ہے۔ ان کے نزدیک **هُوَ** اپنے معنی پر دال اسم مستقل ہے، ضمیر غائب نہیں ہے، جیسے کہ وہ

وَعَلَىٰ قُلُوبِ الْغَالِبِينَ يَبْدَأُ الْفَتْحَ وَيَكْبِتُ الْفَتْحَ ذَوَالْهِمِّ (یعنی فتح کا فتح سے مقابلہ ہو تو تقسیم آماجہ ہوتی ہے۔ یہ ایک تعلق کا اپنا اپنا دل مراد ہے) اسی طرح آئندہ قول ہے (فَوَاصِبُهُمْ) جمع ہے فاجبہ کی یہ وہ پال ہیں جو ماتھے پر لگے ہوئے ہوتے ہیں، جن کا جوڑا بنایا جاتا ہے یہ استعارہ ہے کیونکہ جو شخص اپنے چارپائے کے معاملے کا مالک ہو اور چارپایہ اس کے قبضے میں ہو اس کی شان یہ ہے کہ اسے اس کی پیشانی سے پکڑے اور جہاں چاہے لے جائے (وَالْيَكْبِتُ) (یہی معنی لام ہے یعنی تو تھموات) مالک ہے، ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، تیرے مقابل تعلق کی کوئی قدرت نہیں اور کسی نقصان سے بچتے ہوئے فائدہ حاصل کرنے کی طاقت تیری ہمداد کے بغیر نہیں۔ پس دو مرا جملہ معنی پہلے جملے کی تاکید ہے، یا اس سے بدل ہے، یہ خدا کے درمیان کمال اتصال ہے، اسی لئے دو سرے جملے کا پہلے پر عطف نہیں لایا گیا۔

(فَاتَتْ) یہ فاعل مبدیہ ہے (فَوَزَّغَ الْفَتْحُ) تو غیر ذال ہے، یا آگاتا ہے اور اسے نشوونما دیتا ہے، از قبیل خبر وہ چیز ہے جس کو ذکر حضرت مسیح اپنے قول میں کریں گے وَ أَنْ تَخْشَوْ قُلُوبِي مِنْ خَشْيَتِكَ (۱۵) اس پر ذرع کا اطلاق مجازاً ہے (يَهِي قُلُوبَهُمْ) تفسخو القلوب، اور تو شر کے اثر کو دور کرتا ہے، شر ہر وہ شے ہے جو شرعاً پسندیدہ نہیں ہے (وَأَذَابُ نَفْسٍ) جب تو چاہے۔۔۔ کیونکہ امر حیرا امر ہے اور حکم حیرا حکم ہے، تیرا ہر انعام فضل ہے اور ہر انتقام عدل ہے اور تیرا ہر فضل حسن ہے کیونکہ تو اس کا فاعل ہے۔ (يَهِيهِمْ) یہ ضمیر خلایق کی طرف راجع ہے۔ اور جب تو چاہتا ہے ان سے شر کو دور کر دیتا ہے۔۔۔ ان کے دلوں کو منیر کر دیتا ہے۔ دلوں میں ایمان کو مضبوط کر کے، ان کے کلام میں اشارہ ہے کہ اصل چیز جو انسان میں رکھی گئی ہے اور جس فصلت پر اسے پیدا کیا گیا ہے وہ شر ہے، اللہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جس میں سے چاہے شر کو مٹا دے، خیر تو طاری ہے اللہ تعالیٰ جس میں چاہتا ہے اگلا ہے اور اس کی بدولت رحم فرماتا ہے، جیسے ارشاد فرمایا: إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ (لَا تَزَاجِمُ ذُنُوبُ) (یوسف ۱۲/۱۵۳) ہے کہ نفس نیرائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے۔

(فَاتَتْكَ) فاعل تعلیل ہے (وَاللَّهُمَّ أَنْ تَخْشَوْ قُلُوبِي مِنْ خَشْيَتِكَ) اس لئے اے اللہ! میری تجھ سے دعا ہے کہ میرے دل سے ہر ایسی شے کو مٹا دے جسے تو شرعاً پسند نہیں فرماتا، (وَأَنْ تَخْشَوْ قُلُوبِي) اور یہ کہ تو مجھ سے (قُلُوبِي مِنْ) ابتدا کیے ہو، معنی باء ہے (وَأَخْشَيْتَكَ) میرے دل کو اپنے خوف سے۔۔۔ شیخ ابو عبد اللہ الفلاہی فرماتے ہیں خشیت وہ ہیبت ہے جس کے ساتھ تعلیم شہل ہو، محشی فرماتے ہیں: اس کا سوال اس لئے کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا شرع ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَنْ يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ کے بندوں میں سے اس سے صرف علماء ڈرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس علم سے زیادہ مانگی ہو فائدہ دے اور اس دل سے جو خشوع سے عاری ہو۔ یہ بھی ارشاد فرمایا: ہم تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم رکھتے ہیں اور تم سب سے زیادہ اس کا خوف اور خشیت رکھتے ہیں، ابن عطاء اللہ نے فرمایا: بہترین علم وہ ہے جس کے ہمراہ خشیت ہو، خشیت اس کے ساتھ ہو تو وہ علم تیرے لئے مفید ہے ورنہ تیرے لئے نقصان دہ ہے۔ (وَيُغْفِرُ قُبْحَكَ) اور میرے دل کو اپنی معرفت سے لبریز فرما دے۔۔۔ تاکہ میں تمام جہانوں کو چھوڑ کر تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں

(وَالْوَعْدَةُ لِيُغْفَرَ غُفْلَتِي) اور اس اجر و ثواب کی رغبت سے میرا دل بھر دے جو تو نے اپنے نیک بندوں کے لئے تیار کر رکھا

ہے۔ رغبت میں تین اہم ہیں (۱) ذہنی رغبت مراد ہو اور وہ یہ کہ دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کی جائے (۲) قلبی اور وہ یہ کہ دل حصول مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرے، اس بات کا پختہ ظن اور عزم رکھے کہ وہ واقع ہو گا۔ (۳) جلی اور وہ یہ کہ رغبت حال کے ساتھ ہو اور مطلوب تک پہنچانے والے ذریعے کے اختیار کرنے سے ہوشیار رہے۔ سب سے قریبی رغبت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پہلی اور تیسری صورت میں لفظ رغبت منصوب ہے اور اس کا عطف ہے اَسْأَلُكَ کے معمول پر ہے، دوسری صورت میں غنی کے مدخل پر عطف کرتے ہوئے اس پر جر پڑنا صحیح ہے اور اَسْأَلُكَ کے معمول پر عطف کرتے ہوئے نصب پڑنا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندے کو مقام محبوبیت پر پہنچاتا ہے

اَوَالْاَمْنِ یہ خوف کی ضد ہے، سیدی ابوالحسن شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم پر معاملہ مبہم کر دیا گیا ہے کہ ہم امید رکھیں یا خوف؟ تو ہمارے خوف کو امن عطا فرما اور ہماری امید کو کام نہ فرما۔ ہو سکتا ہے کہ خوف کے ساتھ امید بھی جمع ہو جائے، سبب دے جانے امن کے آخرت میں یا دنیا میں بھی۔ حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو مقام محبوبیت پر فائز فرماتا ہے اور وہ محبوبیت میں اس مقام تک ترقی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے کہ تو جو چاہے کر میں نے تجھے بخش دیا ہے (جس طرح اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حدیث شریف میں ہے) ۱۲ قادی۔ سیدی ابوالحسن (شافعی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ولی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اسے کہا جاتا ہے کہ ہم نے تجھیں سلامتی عطا فرمائی اور تجھ سے ملامت اٹھائی۔

اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال

اَوَالْعَافِيَةِ اور تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔۔۔ اور یہ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے عافیت مانگو اور یہ بھی فرمایا: کہ بندے نے اللہ تعالیٰ سے کبھی ایسی چیز نہیں مانگی، جس کا مانگنا اس کے نزدیک دنیا و آخرت میں عفو اور عافیت کے مانگنے سے زیادہ محبوب ہو۔

محشی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عفو و عافیت کے سوال میں بندے کے ضعف والے وصف کا اظہار ہے، اور اس امر کا اظہار ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس انداز میں بندہ قوت و اقتدار سے دست بردار ہو کر احتیاج الی اللہ تعالیٰ کے وصف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ انشی

قَوْلُهُ وَالْعَافِيَةِ كَأَسْأَلُكَ کے معمول پر عطف ہے، لہذا یہ دونوں منصوب ہیں، ان کو ماقبل کی طرح جر جوار کے ساتھ مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں، اس قول کے مطابق جس کے اعتبار سے یہ عطف نسق میں بھی جائز ہے۔

شیخ ذروق کے قواعد میں ہے کہ عافیت یہ ہے کہ دلی اضطراب سے سکون پا جائے۔ پس اگر اس کا سکون اللہ تعالیٰ کی طرف

تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے ہیں، کیونکہ آپ نہایت قرب کے مقام پر فائز ہیں، آپ دونوں عالم (حقیقت علم اور کامل ترین محبت) میں سکون اور وقار کے حامل ہیں اور تمام احوال میں ثابت قدمی اور استحکام رکھتے ہیں۔ چلتی، بے قراری اور شدت غم و الم آپ کا وصف نہیں ہے، آپ کو تمام مخلوق سے کئی گنا زیادہ عقل و دانش عطا کی گئی۔ آپ کے دل میں تمام مخلوق کی وسعت ہے، دنیا والوں کی ایذا و رسائی پر صبر کے لئے آپ کا سینہ کھول دیا گیا۔ انہی ابنِ مطاء اللہ کہتے ہیں: اے اللہ! تیری تدبیروں کے اختلاف اور تیری تقدیروں کے نازل ہونے سے تیرے عارف بندوں کی عقلیے سے پر سکون ہونے اور مصیبت میں تجھ سے مایوس ہونے سے روک دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا

(وَأَنَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَنانٌ) کہا جاتا ہے تَابَ إِلَهِی اللّٰهُ وَأَتَابَ یعنی فلاں شخص نے توبہ کی اور رجوع کیا۔ صحیحی نے فرمایا: صوفیہ کے نزدیک اہمیت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اس کے سامنے الگ ہونا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الْمُتَّخِذِينَ) کہا جاتا ہے: انھیں فلاں شخص نے عاجزی، انکساری اور فروتنی اختیار کی (وَأَخْلَاصُ الْمُتَّخِذِينَ) وہ عارف اور موجد ہیں، اور ان کا اخلاص وہ شخص ہے جسے اپنی طاقت و قوت سے برائت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ شیخ ابوطالبؒ کی (مَعْرِفَةُ) نے فرمایا: موجدین کے نزدیک اخلاص کا مطلب ہے مخلوق کا انحال میں اپنی طرف نظر نہ کرنا اور احوال میں ان کے لئے سکون اور استراحت کا نہ ہونا۔ کتاب الاخلاص میں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے اعمال سے اس ثوابِ آخرت کا ارادہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو یہ اس کے اخلاص کے متنی نہیں ہے۔ ہاں! یہ صحیحین کے مقام میں نقص اور ان موجدین کے اخلاص میں شرکت ہے جو اخلاص کے ساتھ انھوں نے بدی ادا کرتے ہیں اور خواہش کی قید سے رہائی پا چکے ہیں، انہیں وحدانیت کے سوا کسی نے غلام نہیں بنایا۔ انہوں نے کتاب التوکل میں بھی اس پر تنبیہ کی ہے۔ اور فرمایا کہ یہ امر توکل کے خلاف نہیں ہے، تاہم یہ طلبِ ثواب انہیں صحیحین کے اخلاص میں داخل نہیں کرے گی۔ اور مقربینِ عارفین کے درجے تک ترقی نہیں دے گی۔

صدیقین کا اخلاص کامل ہے

جسے الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا: صدیقین کا اخلاص کامل اخلاص ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے آخرت میں عمل کے معاوضے کا ارادہ نہیں کیا جاتا، اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی بنا پر صرف اس کی رضا طلب کی جاتی ہے، کیونکہ وہ مستحقِ اطاعت و بدیگی ہے۔ انہوں نے اشارہ فرمایا کہ یہ اخلاص اس شخص کو میسر نہیں ہوتا جو دنیا میں رغبت رکھنے والا ہے۔ شیخ ابنِ عبادؒ نے فرمایا: خفی اور جلی ریا سے صرف عارف اور موجد محفوظ ہوتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شرک کی بارکیوں سے پاک فرما دیا ہے اور چونکہ ان کے دلوں پر یقین و معرفت کے انوار بتوگا رہے ہیں، اس لئے ان کی نظروں سے مخلوق کو جو جھل کر دیا ہے۔ تو وہ عمل سے کسی منفعت کے حصول کی امید نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے کسی ضرر کے وجود

خوف نہیں رکھتے، پس ان کے اعمال خالص ہیں، اگرچہ وہ انہیں لوگوں کے درمیان اور ان کے سامنے انجام دیں اور جس شخص کو یہ مقام حاصل نہ ہو، وہ حقوق کا مشاہدہ کرے اور ان سے فوائد کے حصول اور نقصانات کے دفع کرنے کی توقع رکھے تو وہ اپنے عمل میں ریاکار ہے، اگرچہ وہ پہاڑ کی ایسی چوٹی پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جہاں اسے دیکھنے سننے والا کوئی نہ ہو، اسی صورت میں صرف ایک سننے میں مؤقبتین کی جگہ مؤلفیقین ہے۔

صابرین کا شکر

(وَشُكْرُ الصَّابِرِينَ) اور صابرین کا شکر۔۔۔ کیونکہ وہ کامل اور دائم ہے، اس لئے کہ صبر کی حقیقت یہ ہے کہ کسی شے کی ثابت قدمی اور مداومت اختیار کی جائے اور اس جگہ وہ ثابت قدمی مراد ہے جس کا باعث دین ہو نہ کہ خواہش نفس اور وہ طاعت پر ثابت قدمی اور گناہ سے اجتناب ہے، نیز نعمت پر صبر ہے اور وہ اس طرح کہ اس کی طرف مائل نہ ہو، بلکہ اس کا شکر ادا کرے اور غفلت میں محو نہ ہو جائے، اسی طرح مصیبت پر صبر کرے، اگر کوئی شخص صبر کی ہر قسم کا حق ادا کرتا ہے تو اس کا صبر تام بھی ہے اور دائم بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شکر کی تعریف

شکر یہ ہے کہ دل منعم سے اس کے انعام کی بنا پر خوش ہو اور اس خوشی کے اثرات اعضاء میں بھی ظاہر ہوں، چنانچہ زبان بگوٹھا ہو، اعضاء مصروف عمل ہوں اور مخالفت سے دور ہوں۔

(وَتُؤْتِنَا) جنت الاسلام (ایم غزالی) نے اربعین میں فرمایا کہ حقیقت توبہ یہ ہے کہ دوری کے راستے کو چھوڑ کر قرب کے راستے کی طرف رجوع کیا جائے، لیکن اس کا ایک رکن ہے، ایک مبدا اور ایک کمال ہے، مبدا ایمان ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ معرفت کا نور دل پر اس طرح چمکے کہ اسے سر کی آنکھوں سے دکھائی دے کہ گناہ مہلک زہر ہے اور اس سے وحشت، خوف اور ندامت کی آگ بھڑک اٹھے اور اس آگ سے تلافی اور اجتناب کی ہر سعی و رغبت پیدا ہو، اس وقت تو اس طرح کے گناہوں کو چھوڑ دینے اور آئندہ کے بارے میں عزم کرے کہ گناہ نہیں کروں گا، رہا ماضی تو ممکن حد تک اس کی تلافی کر لے، اس طرح توبہ کا کمال حاصل ہو جائے گا۔ (فصل) جب تو نے حقیقت توبہ کو پہچان لیا تو تجھ پر واضح ہو جائے گا کہ توبہ ہر شخص پر اور ہر حال میں واجب ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتُؤْتِنَا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا (النور ۳۱/۲۳) تم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، علی الاطلاق سب کو مخاطب فرمایا۔ اتمی

(الصَّابِرِينَ) اور صدیقین کی توبہ۔۔۔ کیونکہ ان کی توبہ سچی، پر خلوص، تمام پھوٹے ہوئے، ظاہری اور باطنی گناہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہر ماسوا کو شامل ہے، آقاقت، پیغمبروں اور اپنی ذوات کے دیکھنے سے پاک ہے، معنی نے فرمایا: حضرت مصطفیٰ کی مراد یہ ہے کہ صدیق و صنف صدیقیت کی بنا پر آقاقت اور (روحانی) پیغمبریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کامل بندہ بن جاتا ہے۔

عراق کی ایک جھلک ہے، جو بطور اعزاز انہیں دیا میں دی گئی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

’حَقَّقَ‘ یہ الہی کے معنی میں ہے یا کلام کے معنی میں، ’اَعْرِضْ لَكَ حَقِّ مَعْرِفَتِكَ‘ یعنی تیری معرفت حاصل کروں جو واجب ہے یا تیری واجب معرفت کی حقیقت کو حاصل کر لوں، یا تیری معرفت جو ثابت اور محقق ہے جو میرے لائق اور مجھ سے ممکن ہے اور تیرے حق میں جائز ہے اور یہ معرفت حق ہے معرفت حقیقت نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ’اَبْكُنْه‘ اور کتبہ حفظہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، بندوں کا علم اس کا احاطہ نہیں کر سکتا، اور اک سے عاجز ہوتا بھی اور اک ہے، تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والی ہستی ﷺ نے فرمایا: میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، جس طرح تو نے اپنی تعریف کی ہے، آپ کو فرمایا: یا رسول اللہ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا (۱۱۳/۲۰) اور اے حبیب! آپ عرض کریں کہ میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

’اَكُنْ بِمَعْرِفَتِي لَكَ تَعَرُفٌ بِہ‘ یعنی الہی معرفت جو اس لائق ہو کہ تجھے اس کے ذریعے پہچانا جائے اور جو تیرے جلیل اور تیری عظیم سلطنت کے لائق ہو۔۔۔ پس کاف تشبیہ کے لئے ہے جو مصدر ’تَعَرُفٌ‘ کی صفت ہے، اور ’مَا مَوْصُولٌ‘ ہے، یا اس کا معنی یہ ہے کہ اس معرفت کے ذریعے تیری معرفت طلب کرنے کے لئے اس صورت میں کاف تعلیل ہے اور ’مَا مَوْصُولٌ‘ ہے۔

کتاب کا اختتام درود پاک کے ساتھ

پھر اپنی دعا اور کتاب (دلائل الخیرات) کو نبی اکرم ﷺ پر درود شریف کے ساتھ ختم کیا ہے، جیسے کہ نسخہ سلیہ میں ہے، کیونکہ پہلی فصل میں گزر چکا ہے کہ یہ مطلوب ہے، اگرچہ ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس میں کتاب کے آخر میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجی کی ممانعت ہے، لیکن علماء نے ختم کتاب کو ان مقامات میں شمار نہیں کیا جن میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنا مکروہ ہے، حضرت مصطفیٰ نے کہا: (وَصَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا) بعض نسخوں میں یہ اضافہ ہے: (وَنَبِينَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَآخِيَهُ الْمُرْسَلِينَ) یہ دو صفیں نسخہ سلیہ میں موجود ہیں، بعض نسخوں میں نہیں ہیں (وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا) اس جگہ نسخہ سلیہ میں کتاب ختم ہو گئی ہے، اسی طرح میرے نانا (ابو العباس احمد بن یوسف القاسمی رحمہما اللہ تعالیٰ کے پاس موجود نسخے میں بھی اس جگہ کتاب مکمل ہو گئی ہے، دوسرے حضرات کے نزدیک اور بعض دوسرے نسخوں میں یہ اضافہ ہے: (وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) بعض نسخوں میں اس کے بعد ہے: (وَهُوَ خَيْرُ مَا نَعْلَمُ وَالْوَيْلُ)

اس جگہ شیخ رحمہ اللہ نے نسخہ سلیہ کے مطابق کتاب کے آخر میں ایک حاشیہ لکھا ہے، جس کا ذکر ہمارے مذکور نانا (ابو العباس احمد بن یوسف قاسمی) نے کیا ہے، اور وہ یہ ہے: (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْلِيْهِ وَارْحَمْنِيْ وَاجْعَلْهُ مِنَ الْمُتَخَلِّلِيْنَ رِقْنِ زُهْرَةِ الشَّيْبَةِ رَابِعًا لِّقَوْلِيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِفَضْلِكَ يَا زَخْلُ) (۵۱)

کتاب کی ابتداء میں نسخہ سلیہ کی تاریخ کا ذکر کیا جا چکا ہے (۲ ربیع الاول ۸۶۲ھ کو یہ نسخہ مکمل کیا، ۱۳ مطابع والمبرات عربی) میں ملاحظہ قدری، جس طرح کہ ہمارے مذکور نانا (ابو العباس) نے نقل کیا، بعض دیگر حضرات جنہوں نے اپنے نسخے کا مقابلہ نسخہ سلیہ کے ساتھ کیا، اور اس کی عبارات کا متعین کیا، انہوں نے کہا کہ اس کے نقل کرنے تک اس میں کمی یا زیادتی

نہیں کی مٹی، حضرت شیخ نے اس نسخے کی تصحیح ۸۶۸ھ میں کی۔ اعداد ثمانیۃ و تسعين و ثمان مائۃ، لیکن سببیل (سائنس) سے پہلے کے حروف بوسیدہ ہو گئے ہیں اور مست گئے ہیں، چنانچہ ہر ایک نے اپنے ذیل کے مطابق لکھ دیا، یا ایک نے مست جانے سے پہلے اسے نقل کیا اور دوسرے نے بعد میں عقل کے مطابق لکھ دیا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیدی صغیر (ابو عبد اللہ محمد الصغیر) کسی اسکے دو نسخے ہوں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں مذکور ناقلوں نے حاشیہ کے لکھنے میں پوری احتیاط نہیں کی، کیونکہ ان میں سے ہر ایک کچھ اشیاء کے ذکر میں مغزو ہے جن کا ذکر دوسرے نے نہیں کیا، حالانکہ دونوں کی کوشش یہ ہے کہ شیخ نے نسخہ مذکور میں جو کچھ لکھا ہے، اسے نقل کیا جائے۔

میرے والد شیخ ابو الغیاث نے شیخ کے ایک حاشیہ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ کہا گیا ہے کہ یہ شیخ کا کلام ہے، یہ کلام ان سے پاس بالواسطہ ہے، دوسرے نے اس حاشیہ کا ذکر واسطے کے بغیر کیا ہے، میں نے اس شرح میں ان دونوں کے حواشی کا تتبع کیا ہے۔

پھر مجھے شیخ سیدی الصغیر کے نقل کرنے والے پوتے سے بعض نقل کرنے والوں نے بتایا کہ ان کے والد نے بتایا کہ ان کے دادا سیدی الصغیر کے پاس دو نسخے تھے، تاہم یہ بھی کہا کہ ان میں سے ایک حضرت مولف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور دوسرا نسخہ کسی دوسرے بزرگ کا لکھا ہوا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پھر مجھے ایک دوسرے بزرگ نے بتایا کہ اس پوتے کے والد نے مجھے اپنے والد (سیدی صغیر) کے بارے میں وہی کچھ بتایا جس کا تذکرہ اس سے پہلے کیا جا چکا ہے (کہ ان کے پاس دو نسخے تھے)۔

حضرت شیخ (صاحب دلائل) رحمہ اللہ نے ایک دوسرے نسخے کی پشت پر یہ دو شعر لکھے ہیں:

مَنْ كَتَبْتُ كِتَابِي قَبْلَ تَطْلُغِي بِخَاطِرِي
وَقُلْتُ لِقَلْبِي أَنْتَ مَا لَشَوْقِ أَعْلَمِ
فَبَدَّلْتُ مَسَامِيحِي يَا كِتَابِي وَ قُلْتُ لِقَلْبِي
مَقَامُكُمْ جَنَابِي عَزِيْزُ مَكْرَمِ

ایک روایت میں مکرم کی جگہ مُعَظَّم ہے

○ میں نے بولنے سے پہلے دل میں کتب لکھی اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ تو شوق کو زیادہ جاننے والا ہے

○ اے میری کتب! میرا سلام پہنچا دے اور انہیں کہہ دے کہ آپ کا مقام میرے نزدیک معزز اور محترم ہے۔

یہ آخر ہے اس کا جس کا میں نے ارادہ کیا اور میں نے جو وعدہ کیا تھا اس کی تکمیل ہے، اور میں اس امر سے محفوظ نہیں ہوں کہ میں نے کوئی لفظ چھوڑ دیا ہو یا کتب کے متن سے کسی چیز کو بھول کر تبدیل کر دیا ہو، اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو کسی غلطی کو دیکھ کر درست کرے، یا کسی لغزش کو دیکھ کر معاف کرے، کیونکہ غلطی اور غلطی اس انسان سے بعید نہیں ہے جو عدم احسان پر پیدا کیا گیا ہے، خصوصاً مجھ ایسے شخص سے جو تم علم والا، اور علم و قسم میں تم دسترس والا ہو، تمہیں تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں اس کام کی ہدایت فرمائی، اور اگر وہ ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، اللہ تعالیٰ رتیں نازل فرمائے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو قصر نبوت کی آخری ایٹھ چودہویں کے چاند اور کھل طور پر فضیلت و شرافت

کے جامع ہیں اور آپ کی نیک اور معزز آل پاک اور صحابہ کرام پر ایسی رحمت اور سلامتی جو بھروسہ ہے درپہ نازل ہوئی۔ اور تمام تعریفیں رب العالمین کے لئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی آج ۷ رمضان المبارک ۱۶ جنوری ۱۴۱۹ھ کو رات کے دو بجے یہ ترجمہ مکمل ہوا اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے اور ارباب محبت کے لئے اسے مفید اور مقبول بنائے آمین یا رب العالمین: و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ و حوزہ المعین و الحمد للہ تعالیٰ اولاد آخر ۱۳ شرف قادری

وَ اَغْفِرِ اللّٰہُمَّ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلَا سَاذِیْنَا وَلِمَسَاخِیْنَا وَ لِجَمِیْعِ

اور اے اللہ! ہمیں بخش دے ہمارے آباء اجداد کو ہمارے اساتذہ کو ہمارے بزرگوں کو

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْواتِ

اور تمام ایماندار مردوں عورتوں اور تمام مسلمان مردوں عورتوں کو خواہ وہ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۝ وَ اَنْ تَتُوْبَ عَلَیْهِ

اپنی رحمت سے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اور اس کی توبہ قبول فرما

اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اَللّٰہُمَّ اٰمِیْنِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ثُمَّ

بے شک توبہ ہی بخشنے والا مہربان ہے اے اللہ! ایماں ہو اے تمام جہانوں کے پالنے والے پھر

تُقْرَأْ هٰذِهِ الْکَلِمَاتُ اَرْبَعَةَ عَشَرَ مَرَّةً وَ هِیْ هٰذِهِ ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی

یہ کلمات چودہ مرتبہ پڑھے جائیں اور وہ یہ ہیں اے اللہ! چودھویں رات کے

بَدْرِ الشَّامِ ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی نُورِ الظَّالَمِ ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی

چاند پر رحمت فرما اے اللہ! چودھویں رات کے چاند پر رحمت فرما اے اللہ! تاریکیوں کے نور پر رحمت فرما اے اللہ!

وَمُفْتَاحِ دَارِ السَّلَامِ ۝ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی الشَّفِیْعِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَنَامِ ۝

تاریکیوں کے نور پر رحمت فرما اے اللہ! جنت کی چابی پر رحمت نازل فرما اے اللہ تمام مخلوق کی شفاعت کرنے والے

ثُمَّ تُقْرَأْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ الْمَنْسُوْبَةُ لِلْمُوَلِّفِ یَا رَحْمَةً لِلّٰہِ اِنِّیْ عَاثِفٌ

رحمت نازل فرما پھر یہ شعر پڑھے جائیں جو دلائل الخیرات کے موافق کی طرف منسوب ہیں اے اللہ کی رحمت! میں خوفزدہ اور

وَّجِلٌ ۝ یَا نِعْمَةَ اللّٰہِ اِنِّیْ مُفْلِسٌ عَانٌ ۝ وَلَیْسَ لِیْ عَمَلٌ اَلْقٰی الْعَلِیْمُ بِہِ ۝

ہراساں ہوں اے اللہ کی نعمت! میں مفلس اور عاجز ہوں میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو

سُبُوِي مَحَبَّتِكَ الْعُظْمَىٰ ۝ وَائْتِمَانِي ۝ فَكُنْ أَمَانِي مِنْ شَرِّ الْحَيَوَةِ وَمِنْ ۝

سکون، سوائے آپ کی عظیم محبت اور اپنے ایمان کے، آپ میرے لئے زندگی اور موت کی برائی

شَرِّ الْمَمَاتِ وَمِنْ إِحْزَاقِ جُثْمَانِي ۝ وَكُنْ غِنَايَ الَّذِي مَابَعْدَهُ فَلَسْ ۝

اور میرے جسم کے جلانے جانے سے جانے پناہ میں جائیں، میرے لئے وہ دولت میں جائیں جس کے بعد افلاس نہیں

وَكُنْ فَكَاكِي مِنْ أَغْلَالِ عَصِيَانِي ۝ تَحِيَّةَ الصَّمَدِ الْمُؤَلَّى وَرَحْمَتُهُ ۝

میرے لئے گناہوں کے طریقوں سے رہائی دلائے والے میں جائیں، بے نیاز آقا کا تحفظ و درود اور رحمت

مَا غَبَّتِ الْوُرُقُ فِي أَوْرَاقِ أَغْصَانِ ۝ عَلَيْكَ يَا غُرُوتِي الْوُثْقَىٰ وَيَا سَنَدِي ۝

جب تک قمریاں شاخوں کے چوں میں چھپائیں آپ پر نازل ہو، اے میرے مضبوط سہارے اور میرے کمال اعتماد

الْأَوْفَىٰ وَمَنْ مَدَحُهُ رَوْحِي وَرَيْحَانِي ۝

کی جگہ اور اے وہ ذات جس کی نعت میرے لئے راحت اور پھول ہے

ثُمَّ تُقَرَّ الْفَاتِحَةُ لِلْمُؤَلِّفِ وَهَذَا الدُّعَاءُ يُقَرَّ أَعْقَبُ خَتَمِ دَلَائِلِ الْخَيْرِ ۝

پھر حضرت مصنف کے لئے فاتحہ پڑھی جائے اور یہ دعا دلائل الخیرات ختم کرنے کے بعد پڑھی جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو رحمت ہی مہربان رحمت والا

اللَّهُمَّ اشْرَحْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ صُدُورَنَا ۝ وَيَسِّرْ بِهَا أُمُورَنَا ۝

اے اللہ! اپنے حبیب کریم پر درود بھیجے سے ہمارے سینوں کو کھول دے اور درود شریف کی بدولت

وَفَرِّجْ بِهَا هُمُومَنَا ۝ وَاكْشِفْ بِهَا غُمُومَنَا ۝ وَاخْفِزْ بِهَا دُنُوبَنَا ۝

ہمارے کام آسان فرما، ہمارے غم دور فرما، ہمارے غم زائل فرما، ہمارے گناہ بخش دے

وَاقْضِ بِهَا دَيُونَنَا ۝ وَأَصْلِحْ بِهَا أَحْوَالَنَا ۝ وَبَلِّغْ بِهَا أَمَلَنَا ۝

ہمارے قرضوں کو ادا فرما، ہمارے حالات درست فرما، ہماری امیدیں عطا فرما

وَتَقَبَّلْ بِهَا تَوْبَتَنَا ۝ وَاغْسِلْ بِهَا حَوْبَتَنَا ۝ وَأَنْصُرْ بِهَا حُجَّتَنَا ۝

ہماری توبہ قبول فرما، ہمارے گناہ دھو ڈال، ہماری حجت کی امداد فرما

وَطَهَّرَ بِهَا أَلْسِنَتَنَا ۝ وَأَنْسَ بِهَا وَحْشَتَنَا ۝ وَارْحَمْ بِهَا غُرْبَتَنَا ۝

ہماری وحشت کو سکون عطا فرما ہماری مقلی پر رحم فرما

وَاجْعَلْهَا نُورًا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمِنْ خَلْفِنَا ۝ وَعَنْ أَيْمَانِنَا ۝

اور درود شریف کو نور بنادے ہمارے آگے ہمارے پیچھے ہمارے دائیں

وَعَنْ شِمَائِلِنَا ۝ وَمِنْ فَوْقِنَا وَمِنْ تَحْتِنَا ۝ وَفِي حَيَاتِنَا ۝

ہمارے بائیں ہمارے اوپر ہمارے نیچے ہماری زندگی

وَمَوْتِنَا ۝ وَفِي قُبُورِنَا حَشَرِنَا وَنَشْرِنَا وَظِلًّا فِي ۝

اور موت میں ہماری قبروں میں اور ہمارے حشر و نشر میں

الْقِيَمَةِ عَلَى رُؤُسِنَا ۝ وَثَقِلْ بِهَا مَوَازِينَ حَسَنَاتِنَا ۝

اور قیامت کے دن ہمارے سروں پر سایہ بنا اور اس کی برکت سے ہماری نیکیوں کے وزنوں کو ہماری قربان

وَإِذْ بَرَكَاتُهَا عَلَيْنَا حَتَّى نَلْقَى نَبِيَّنَا وَسَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ ۝

اور اس کی برکاتیں ہم پر ہمیشہ رہے پہلی نبی کہ ہم اپنے نبی اور آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ أَمْنُونَ مُظْلِمَتُونَ قَرِحُونَ ۝

سے ملاقات کریں اس حال میں کہ ہم امن والے مظلم اور مسرور و شادمان ہوں

مُسْتَبْشِرُونَ ۝ وَلَا تَفَرِّقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ حَتَّى تَدْخِلَنَا مَدْخَلَهُ ۝

اور ہمارے اور ان کے درمیان جدائی نہ فرما پہل تک کہ تو ہمیں ان کے داخلے کی جگہ داخل فرمائے

وَتَقْوِيْنَا إِلَى جَوَارِهِ الْكَرِيمِ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ ۝

اور ہمیں ان کے عزت والے چہروں میں جگہ عطا فرمائے ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا

النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝

نبی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور وہ بہت اچھے دوست ہیں

اللَّهُمَّ إِنَّا آمَنَّا بِكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَرَهُ فَمَتِّعْنَا ۝

اے اللہ! ہم زیارت کے بغیر تیرے حبیب کریم ﷺ پر ایمان لائے

اللَّهُمَّ فِي الدَّارَيْنِ بُرُؤِيَّتِهِ وَثَبَّتْ قُلُوبَنَا عَلَى مُحَبَّتِهِ ۝

اے اللہ! تو ہمیں دونوں جہانوں میں ان کی زیارت سے بہرہ ور فرما، ہمارے دلوں کو ان کی محبت پر پختگی عطا فرما۔

وَاسْتَعْمِلْنَا عَلَى سُنَّتِهِ ۝ وَتَوَقَّنَا عَلَى مِلَّتِهِ ۝

ہمیں ان کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں ان کے دین پر موت عطا فرما

وَاحْشُرْنَا فِي زَمَرَتِهِ النَّاجِيَةِ وَحِزْبِهِ الْمُفْلِحِينَ ۝ وَانْفَعْنَا بِمَا

ہمیں ان کے جماعت ہانے والے گروہ اور کامیاب جماعت میں اٹھا، ہمیں حضور ﷺ کی

النُّطُورِ عَلَيْهِ قُلُوبُنَا مِنْ مُحَبَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ

اس محبت سے نفع عطا فرما جس پر ہمارے دل مشغول ہیں اس دن کہ دولت

لَا جَدَّ وَلَا مَالٍ وَلَا بَيْنَ ۝ وَأُورِدْنَا حَوْضَهُ الْأَصْفَى ۝ وَاسْقِنَا بِكَاسِهِ

مال اور بنے کسی کام نہ آئیں گے ہمیں ان کے صاف اور شفاف حوض پر پہنچا، ہمیں ان کے پوری پیاس

الْأَوْفَى ۝ وَيَسِّرْ عَلَيْنَا زِيَارَةَ حَرَمِكَ وَحَرَمِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُمِيتَنَا ۝

بجھانے والے پیا لے سے پلا، ہمارے لئے اپنے حرم مکہ اور ان کے حرم مدینہ کی زیارت موت سے پہلے آسان فرما

وَأَدِّمْ عَلَيْنَا الْإِقَامَةَ بِحَرَمِكَ وَحَرَمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہمارا قیام اپنے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کے حرم میں اس وقت تک ہمیشہ رکھ

إِلَى تَوَفِّي ۝ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِهِ إِلَيْكَ إِذْهُوَ أَوْجَهُ

کہ ہم فوت ہو جائیں اے اللہ! ہم ان کی سفارش ہماری بارگاہ میں لاتے ہیں کیونکہ وہ تیرے دربار کے

السُّفْعَاءُ إِلَيْكَ ۝ وَنُقَسِّمُ بِهِ عَلَيْكَ إِذْهُوَ أَعْظَمُ مَنْ أَقْسَمَ بِحَقِّهِ عَلَيْكَ ۝

سب سے مقبول سفارشی ہیں، ہم تجھے ان کی قسم دیتے ہیں کیونکہ وہ ان حضرات میں سے عظیم ترین ہیں جن کے حق کی

وَنَتَوَسَّلُ بِهِ إِلَيْكَ إِذْهُوَ أَقْرَبُ الْوَسَائِلِ إِلَيْكَ ۝

تجھے قسم دی جاتی ہے، ہم ہماری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتے ہیں کیونکہ وہ ہماری بارگاہ میں قریب ترین وسیلہ ہیں

نَشْكُورُ إِلَيْكَ يَا رَبِّ قَسْوَةَ قُلُوبِنَا ۝ وَكَثْرَةَ ذُنُوبِنَا ۝

اے رب! ہم ہماری بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں اپنے دلوں کی سختی، اپنے گناہوں کی زیادتی

وَطُوبَىٰ أَمْثَالِنَا ۖ وَفَسَادَ أَعْمَالِنَا ۖ وَتَكَاسَلْنَا عَنِ الطَّاعَاتِ ۝

امیدوں کی لمبائی، اعمال کے فساد، طاعتوں سے اپنی سستی

وَهُجُومَنَا عَلَى الْمُخَالَفَاتِ ۖ فَبِعَمِّ الْمُشْتَكِيِّ إِلَيْهِ أَنْتَ

اور مخالفتوں پر اپنے مائل ہونے کی، میں اسے رب! تو کیا اچھا فرماؤ رہے ہے، ہم تجھ سے

يَا رَبِّ بِكَ نَسْتَنْصِرُ عَلَى أَعْدَائِنَا ۖ وَآنْفُسِنَا فَأَنْصُرْنَا ۝

مدد چاہتے ہیں اپنے دشمنوں اور سرکش نفسوں پر، میں تو ہماری مدد فرما

وَعَلَى فَضْلِكَ نَتَوَكَّلُ فِي صَلَاحِنَا فَلَا تَكِلْنَا إِلَى غَيْرِكَ رَبَّنَا ۝

اور ہم اپنی نیکی میں تجھ ہی کی فضل پر بھروسہ کرتے ہیں، لہذا اپنے ہمارے رب! ہمیں غیر کے سپرد نہ کر

اللَّهُمَّ وَالِي جَنَابِ رَسُولِكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَنْتَسِبُ

اے اللہ! ہم تجھ سے رسول مقبول ﷺ کی بارگاہ کی طرف نسبت رکھتے ہیں، لہذا ہمیں دور نہ فرما

فَلَا تَبْعِدْنَا ۖ وَبِبَابِكَ نَقِفُ فَلَا تَطْرُدْنَا ۖ وَإِيَّاكَ نَسْتَسْئِلُ فَلَا

ہم تجھ سے دور نہ کرے، نہ حاضر ہیں تو ہمیں دور نہ فرما اور ہم تجھ ہی سے دعا کرتے ہیں تو ہمیں

تُخَيِّبْنَا ۖ اللَّهُمَّ اَرْحَمْ تَضَرُّعَنَا وَامِنْ خَوْفِنَا ۖ وَتَقَبَّلْ أَعْمَالَنَا

ناکام نہ فرما، اے اللہ! ہماری عاجزی پر رحم فرما، ہمیں خوف سے بے پروا کر دے، ہمارے اعمال

وَأَصْلِحْ أَحْوَالَنَا ۖ وَاجْعَلْ بِطَاعَتِكَ إِشْرَافَنَا ۝

قبول فرما، ہمارے حالات درست فرما اور اپنی طاعت میں ہمیں مصروف فرما

وَالِى الْخَيْرِ مَالِنَا ۖ وَحَقِّقْ بِالرِّيَازَةِ أَمَالِنَا ۖ وَاخْتِمِ بِالسَّعَادَةِ

ہمارا انجام بھلائی کی طرف بلا، ہماری امیدوں کو زیادتی کے ساتھ برلا، اور ہماری زندگیوں میں سعادت کے ساتھ

أَجَالِنَا ۖ هَذَا ذُلُّنَا ظَاهِرٌ بَيْنَ يَدَيْكَ وَحَالُنَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ ۝

نعم فرما، یہ ہماری ذلت، تجھ سے سامنے ظاہر ہے اور ہمارا حال تجھ سے پوشیدہ نہیں کہ تو نے ہمیں حکم فرمایا

أَمَرْتَنَا فَنَرَكُنَا ۖ وَنَهَيْتَنَا فَارْتَكَبْنَا ۖ وَلَا يَسْعُنَا إِلَّا عَفْوُكَ ۝

ہم نے اسے ترک کیا، تو نے ہمیں منع کیا، ہم نے اس کا ارتکاب کیا، ہمارے لئے صرف تجھ کی معافی ہی ہے

فَاعْفُ عَنَّا يَا خَيْرَ مَا مُؤَلِّ ۝ وَ أَكْرَمَ مَسْئُولٍ ۝ إِنَّكَ عَفُوٌّ

تو ہمیں معاف فرما! اے بہترین امید کی جگہ اور اے کریم ترین ذات جس سے سوال کیا گیا ہے شک تو معاف فرماتے والا

عَفُوٌّ رَّحِيمٌ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بخشنے والا اور مہربان ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل

وَ عَلَى آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيمًا ۝ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور ان کے اصحاب پر رحمت اور بہت سلامتی نازل فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ سب جہانوں کے پالنے والے کے لئے۔

دُعَا لِيْ اِعْتِصَام

دعا کے اعتصام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع ہو بہت ہی مہربان نہایت رحم والا ہے

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ اور در سروس کو قائم رکھنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند

لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَا الَّذِي

اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے کون ہے جو اس کی بارگاہ میں

يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے؟ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ

اور جو کچھ ان کے پیچھے اور وہ اس کے علم سے اتنا ہی پاتے ہیں جتنا وہ چاہتا ہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ

اس کی کرسی میں آسمان اور زمین سمائے ہوئے ہیں اور اسے ان کی حفاظت مشکل نہیں

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ لَقَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ

اور وہی ہے بلند بڑائی والا دین میں کچھ زبردستی نہیں، بے شک نیکی گمراہی سے جدا ہو چکی ہے۔

مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ

تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے بڑی

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

مضبوط گرہ تھامی جو کبھی نہ کھلے گی اور اللہ تعالیٰ سننے والی ہے۔

اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا وال ہے انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيٰ لَهُمُ الطَّاغُوتُ لَا يُخْرِجُوهُمْ مِّنْ

اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے

النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا

تاریکیوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے

خَالِدُونَ ۝ ابِكَازِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ الْفَتَّاحِ الْغَاطِصِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ

میں نے اللہ تعالیٰ کا واسن رحمت پکڑا جو کھولنے والا اور روح کا بغض کرنے والا ہے میں اللہ تعالیٰ کی

السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

چنا مانگتا ہوں جو سننے والی ہے شیطان مردود سے اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ

جب تمہارے پاس ہماری آیتوں پر ایمان رکھنے والے آئیں تو انہیں فرما دو تم پر سلام ہو تمہارے رب نے

عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۚ أَنَّهُ مَن عَمِلَ مِنكُمْ سُوءً بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ

اپنے ذمہ کرم پر رحمت لکھ لی ہے بے شک تم میں سے جو شخص جہالت کی بنا پر برا کام کرے پھر اس کے

مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّهُ غُفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَكَذَٰلِكَ نَفْصَلُ الْآيَاتِ

خود توبہ کرے اور نیک کام کرے تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اسی طرح آیتوں کی تفصیل

وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلَ الْمُجْرِمِينَ ۝ قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ

ایمان کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے اور تم فرما دو کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان بتوں کی

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا اتَّبِعْ أَهْوَاءَ كُمْ

عبادت کروں جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبارت کرتے ہو، تم فرما دو کہ میں تمہاری خواہشوں کی پیروی نہیں کرتا

قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۝ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

تب تو میں گمراہ ہوں گا اور ہدایت پانے والوں سے نہیں ہوں گا، پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر پریشانی

مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ لَأَوْ طَائِفَةٌ

کے بعد امن کی حالت، نیند جیسی نازل کی جس نے تمہاری ایک جماعت کو ڈھانپ لیا، اور ایک گروہ کو

قَدْ أَهْمَتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ

ان کے نفسوں نے پریشانی میں ڈالا جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلانہ گمان رکھتے تھے، وہ کہتے تھے

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ

کہ کیا ہمارے لئے اس معاملے سے کچھ اختیار نہیں؟ تم فرما دو، اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے،

لِلَّهِ ۚ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۚ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ

وہ اپنے دلوں میں ایسی بات چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں کچھ اختیار ہوتا

لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ۚ مَا قَاتِلْنَا هَهُنَا ۚ قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ

تو ہم اس جگہ قتل نہ کئے جاتے، تم فرما دو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تو وہ لوگ

لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ

جن کا قتل لکھا ہوا تھا وہ اپنے قتل کی جگہوں کی طرف نکل آتے، یہ اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی

مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

بات کو آزمائش میں ڈالے اور جو تمہارے دلوں میں ہے اسے نکھار دے، اور اللہ تعالیٰ دلوں کی باتوں کو

الصُّدُورِ ۝ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ

جانتے والا ہے، محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ

اور آپس میں رحمدل ہیں، تم انہیں رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھو گے، وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

وَرَضَوْنَا رِسِمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ الشُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ

رضا تلاش کرتے ہیں ان کے چہروں میں نشانیوں ہیں سجود کے اثر سے یہ ان کی صفت تو رات

فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطَاةً

اور انجیل میں ہے ان کی مثال اس بھیجی گئی ہے جس نے اپنا سر نکال کر بلند کیا

فَازَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ

پس وہ سخت ہو کر سیدھی اپنی جڑ پر کھڑی ہو گئی اور کاشتکار کو خوش کرتے گئی تاکہ ان مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ

الْكُفَّارَ ۚ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ

کافروں کو رنج میں ڈالے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں اور ان میں سے نیک عمل کرنے

مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ أَلِفٌ بَا تَا ثَا جِيمٌ حَا خَا ذَالُ ذَالُ رَا

والوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا الف 'با' تا' ثا' جیم 'حا' خا' ذال 'ذال' را

زَا سَيْنٌ شَيْنٌ ضَادُّ ظَا عَيْنٌ غَيْنٌ فَا قَافٌ كَافٌ لَامٌ مِيمٌ

زا سین 'شین' ضاد 'ظا' عین 'غین' فَا 'قاف' کاف 'لام' میم

نُونٌ وَاوُ هَا يَا ۝ يَا رَبِّ سَهْلٌ وَيَسِّرْ وَلَا تُعَبِّرْ عَلَيْنَا يَا رَبِّ ۝

نون 'واو' ہا 'یا' اے رب! سہل اور آسان فرما اور ہم پر مشکلات نہ ڈال اے رب!

قرآن مجید
ترتیب و تحقیق
مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ
محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

فقہی مسائل کا مجموعہ

عطائے حبیب
مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی
ترتیب و تحقیق
مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ

کرامتِ حبیب

مات کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسین تذکرہ
ترتیب و تحقیق

امام فاضل القاری مولانا غلام حسن قادری
ترتیب و تحقیق

الابرار
ترتیب و تحقیق
مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ

مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ
مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

اکابر صوفیہ کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات
اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

البیواقیۃ والجواهر

فی بیان عقائد الاحیاء

مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ
مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

مضامین
مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی
ترتیب و تحقیق

مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ
مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

ترتیب و تحقیق
مفتی اعظم پاکستان اسلامیہ

ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

درستی اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے
بے مثال مجموعہ

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

فتوح الغیب فی غایت

کاؤرہ و تہجد

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

عطر الازہر

خصوصیات

فتوح الغیب کا ہر باب اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے
سلوک و عبادت کے لئے جو کچھ لازم ہے
تجربہ و عبادت کے لئے جو کچھ لازم ہے
عقائد و اصول کے لئے جو کچھ لازم ہے

محکمہ اللہ علی العالمین موجزات سید المرسلین

رسول اللہ ﷺ کے عبادت کے لئے جو کچھ لازم ہے
امام علیؓ کے عبادت کے لئے جو کچھ لازم ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

موجزات سید المرسلین

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

خدا کے مالک

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

نقشہ مسائل کا مجموعہ

عطاء و حلیہ

اللہ تعالیٰ کا فضل

عطاء و حلیہ

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے

الابتریز

اللہ تعالیٰ کا فضل

الابتریز

اللہ تعالیٰ کا فضل
اور نیکو فہم کے لئے جو کچھ لازم ہے



ذریعہ رضویہ پبلی کیشنز